بسم اللہ الرحمن الرحیم

جامع کراماتِ اولیاء

مصنف

امام المحقق

علامہ یوسف نبہانی

رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

مکتبہ حامدیہ گنج بخش روڈ

لاہور

أَلَآ إِنَّ أَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

(القرآن)

اولیائی تحت قبائی لا یعلمهم غیری (الحدیث القدسی)

(اردو)

جامع کراماتِ اولیاء

تالیف

الامام المحقق علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ترجمہ

پروفیسر سید محمد ذاکر شاہ چشتی سیالوی

ایم اے (عربی)، ایم اے (علوم اسلامیہ)، ایم اے (اردو)، ایم او ایل۔ فاضل درس نظامی، مولوی فاضل

خطیب جامع مسجد قبا، لین نمبر ۸ راولپنڈی، مقام و ڈاکخانہ دہر کنہ براہ چکوال ضلع جہلم،

مکتبہ حامدیہ

گنج بخش روڈ ● لاہور

marfat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب ——— جامع کرامات الاولیاء۔
مولف ——— پروفیسر سید ذاکر شاہ چشتی سیالوی
کاتب ——— سید احمد شاہ تلمیذ جناب محمد شریف گل صاحب ضلع گوجرانوالہ
سن طباعت ——— ۱۹۸۲ء
مطبع ——— گنج شکر پرنٹرز۔ لاہور
ناشر ——— مکتبہ حامدیہ۔ گنج بخش روڈ لاہور۔
قیمت ——— 360/=

marfat.com

علامہ سید محمد ذاکر شاہ

مترجم کتاب

از قلم ابوالخیر مولانا علامہ سید حسین الدین شاہ صاحب چشتی

ناظم اعلیٰ جامعہ رضویہ

نائب ناظم تنظیم المدارس پاکستان

ضلع جہلم کے دور افتادہ گاؤں دھرکنہ علاقہ ونہار (جہلم) میں شرف سیادت اور نسبت رسولی سے مشرف ایک علمی و روحانی خاندان مدت سے علم و روحانیت کی ترویج اور مسلمانان علاقہ کی فکری و علمی تربیت میں مصروف ہے۔ اپنی آبائی روایات کے تتبع میں تواضع و خودداری، عزم و استقامت کے ساتھ خدمت دین متین اور خدمت خلق میں مشغول ہے۔ اس معروف علمی خانوادہ میں بہت سے لوگ ملی علوم کے فاضل اور روحانی حیثیت سے ممتاز مقام کے حامل گزرے ہیں۔ اس خاندان کے مرد حق آگاہ حضرت سید شاہ صدر الدین رحمۃ اللہ علیہ کا مزار آج بھی مرجع خلائق بنا ہوا ہے اس خاندان کے ایک رکن حضرت مولانا سید محمد ابراہیم شاہ صاحب کے ہاں مترجم کتاب حضرت الفاضل سید محمد ذاکر شاہ صاحب کی اکتوبر [illegible] میں ولادت ہوئی۔

تعلیم چار سال دس دن کی عمر میں آفتاب ولایت حضرت ثانی سیالوی کے خلیفہ محترم مولانا سید محمد رسول رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو بسم اللہ پڑھائی پھر مقامی اساتذہ

marfat.com

سے قرآن پاک فارسی اور سکول کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد دوسرے حضرات سے استفادہ کیا۔ آپ نے کئی ممتاز علماء کرام سے دینی علوم حاصل کیے تبرکاً چند اسمائے گرامی درج کیے جاتے ہیں (۱) استاذ الاساتذہ حضرت مولانا عطا محمد صاحب (۲) مولانا سید مسعود شاہ صاحب (۳) استاذ العلماء حضرت مولانا سید غلام محی الدین شاہ صاحب سلطانپوری مدظلہ العالی شیخ الحدیث ومہتمم جامعہ رضویہ ضیا العلوم راولپنڈی (۴) ماہر علوم عقلیہ ونقلیہ مولانا خدا بخش صاحب شیخ الحدیث جامعہ عزیزیہ بھیرہ (۵) مولانا علامہ غازی احمد صاحب جیسے افاضل سے مستفید ہوتے۔ آپ نے دینی علوم کے حصول پر محنت وکوشش صرف کرنے کے ساتھ خدمت اسلام کے لیے دینوی مروجہ علوم کی طرف بھی توجہ دی اور خداداد ذہانت کی بدولت تھوڑا ہی عرصہ میں ایم اے عربی، ایم اے اسلامیات، ایم اے اردو، ایم، او، ایل اور مولوی فاضل کی ڈگریاں حاصل کیں۔

تدریس

مسجد و مدرسہ سے دور رہنے والی ذمہ داریاں سنبھالنے والی قوم کو ملی و رُوحانی جذبہ سے سرشار کرنے کے لیے سکول وکالج کے میدان کو منتخب کیا لیکن اس عرصہ میں درس نظامی کی تدریس کی طرف بھی توجہ مبذول رکھی اور مختلف حضرات کو درس نظامی کے علم سے مزین کیا۔ اس دور میں آپ سے استفادہ کرنے والوں کی فہرست میں سید افتخار علی شاہ صاحب ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول کالس صوفی کرم الہٰی سابق پرنسپل انٹر کالج کٹاس جیسے لوگ بھی شامل ہیں۔

جامعہ میں تدریس

غالباً ۱۹۵۱ء کا زمانہ تھا کہ جامعہ عزیزیہ بھیرہ میں طالب علمی کے زمانہ میں حضرت شاہ صاحب سے پہلی ملاقات ہوتی۔ استاذی المعظم سید غلام محی الدین ان دنوں دارالعلوم عزیزیہ میں صدر المدرسین کے فرائض سرانجام دے رہے تھے کہ شاہ صاحب نے اس دارالعلوم میں داخلہ لیا اس وقت بھی شاہ صاحب ہونہار طلباء میں شامل ہوتے تھے اور خصوصاً ادب عربی میں سب طلباء پر فوقیت رکھتے

marfat.com

تھے۔ ادب عربی کی مشہور کتاب مقامات پر آپ کو خصوصی مہارت حاصل تھی۔ مکتب کی وہ رفاقت دوستی کا روپ دھار گئی کہ الحمد للہ العظیم کہ اس دن سے آج تک وہ تعلق حسن و خوبی کے ساتھ موجود ہے۔ دعا ہے کہ مولا کریم اس مخلصانہ تعلق کو دوام بخشے۔ حضرت شاہ صاحب جن دنوں سکول کالج کے نونہالوں کو زیورِ تعلیم سے آراستہ کرنے میں مشغول تھے۔ مجھے آپ کی اس ترقی پر خوشی تو ہوئی مگر یہ افسوس بھی تھا کہ درس نظامی کے تمام مضامین و علوم میں مہارت رکھنے والے فاضل کا افادہ محدود ہو کر رہ گیا ہے۔ جامعہ رضویہ ضیاءُ العلوم کے قیام کے کچھ عرصہ بعد حضرت شاہ صاحب سے میں نے ان قلبی جذبات کا اظہار کرتے ہوئے جامعہ میں تشریف لانے کی دعوت دی تو آپ نے اپنے اصلی مقام کا احساس کرتے ہوئے کالج کی سہل اور منفعت بخش زندگی بطیب خاطر چھوڑ کر انسان ساز چٹائی نوازوں کی صف میں آشامل ہوئے۔

علمی مہارت آٹھ سال سے زائد عرصہ میں جامعہ میں رہ کر تمام درجات میں تدریسی خدمات انجام دیں دورہ حدیث کے طلباء کو نوٹس لکھوائے۔ فاضل عربی کی تیاری کرا کے امتحانات دلوائے اور جدید ادبِ عربی کی تدریس کا فریضہ سرانجام دیا اس دوران کئی کتابوں کے مسوّدے تحریر کیے۔ تاریخ الحدیث مرتب فرمائی اور البلاغۃ الواضحۃ کو اردو کے قالب میں ڈھالا۔ تفسیر بیضاوی، سورۃ آل عمران کا اردو ترجمہ کیا۔ آپ میری استدعا پر علامہ نبہانی کی مشہور کتاب "جامع کرامات الاولیاء" کی لطافتوں سے دنیائے اردو کو شناسا کر رہے ہیں جس کی پہلی جلد ناظرین کے سامنے ہے۔

جن حضرات کو کسی کتاب کے ترجمہ کرنے کے مراحل سے گزرنا پڑا ہے وہی یہ فیصلہ کر سکیں گے کہ اس ترجمہ کا انداز کیا ہے اور حضرت شاہ صاحب کو اردو عربی دونوں زبانوں پر کس حد تک عبور حاصل ہے اور کس اندازِ تحریر کے وہ حامل ہیں۔ ترجمہ کے میدان کی نزاکتوں سے ناآشنا ہونے کی وجہ سے میں تبصرہ کی ہمت نہیں پاتا مگر اتنا ضرور سمجھتا ہوں

marfat.com

کہ کسی کتاب کا ترجمہ اصل مفہوم اور مطالب کو بدلے بغیر ادب و بلاغت کی چاشنی کے ساتھ انتہائی مشکل کام ہے دیکھا یہی گیا ہے کہ جو لوگ اردو ادب کے محاوروں کو موزوں استعمال کر کے کتاب میں چاشنی پیدا کرتے ہیں وہ اصل کتاب کے مفہوم سے ہٹ جاتے ہیں یا اپنے مفہوم کو قاری پر مسلط کرتے ہیں اور حضرت شاہ صاحب نے حزم و احتیاط اور ادب اردو کے حسن دونوں خوبیوں کو بڑی عمدگی سے پیش کیا ہے۔ خصوصاً شیخ اکبر محی الدین ابن عربی علیہ الرحمہ اور ان کی طرح لکھنے والے دوسرے مشاہیر کے ادق اور مشکل کلام کو بہت عمدگی کے ساتھ اردو میں منتقل فرمایا ہے حضرت شاہ صاحب نے اپنے مشائخ کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ذود نویسی اور خوب نویسی کا جو ملکہ عطا کیا ہے سے آپ نے اس ترجمہ میں استعمال فرمایا ہے اور ترجمہ کا حق ادا کر دیا ہے۔

اللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ۔

ابوالخیر سید حسین الدین چشتی۔

marfat.com

فہرست

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱	انتساب	۵۱
۲	حرف آغاز ، مشکل کام	۵۲
۳	حضرت علامہ امام یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ .	۵۳
۴	عہد، طرزِ فکر اور علمی کارنامے .	"
۵	ولادت ، تعلیم	۶۶
۶	کمال علمی ، حلیہ ، ملازمت	۶۷
۷	وصال ، علمی اثرات	۶۸
۸	جامعیت .	۶۹
۹	مترجم .	"
۱	وجہ تسمیہ	۷۰
۲	وہ کتب جن سے حوالے نقل ہوئے ہیں .	۷۱
۳	وجہ تالیف	۷۵
۴	اندازِ ترتیب	۷۶
۵	تنبیہ اوّل وثانی	۷۸
۶	تنبیہ ثالث ورابع .	۷۹

marfat.com

۷ مقدمہ مطلب اوّل ۸۰
۸ لفظ ولی کی لغوی تحقیق، پہلا مقدمہ۔ ۸۲
۹ دوسرا مقدمہ ۸۳
۱۰ کراماتِ اولیاء نگاہِ محبوبِ خدا میں۔ ۸۷
۱۱ حدیث اوّل ۸۷
۱۲ حدیث دوم ۹۰
۱۳ حدیث سوم وچہارم ۹۵
۱۴ حدیث پنجم ۹۶
۱۵ جوازِ کراماتِ اولیاء پر عقلی دلائل۔ ۹۹
۱۶ دلیل اوّل ۹۹
۱۷ دوسری دلیل عقلی ۱۰۰
۱۸ تیسری عقلی دلیل ۱۰۱
۱۹ چوتھی عقلی دلیل ۱۰۲
۲۰ پانچویں عقلی دلیل ۱۰۴
۲۱ چھٹی عقلی دلیل
۲۲ ساتویں عقلی دلیل ۱۰۶
۲۳ منکرین کراماتِ اولیاء کے دلائل وشبہات۔ ۱۰۷
۲۴ پہلا شبہ ۱۰۷
۲۵ دوسرا شبہ اور تیسرا شبہ ۱۰۸
۲۶ چوتھا اور پانچواں شبہ ۱۰۹
۲۷ شبہات کے جوابات ۱۰۹

marfat.com

۲۸ کرامات واستدراج میں فرق ۱۱۲
۲۹ استدراج ۔ مکر ۱۱۳
۳۰ کید، املاء ۔ اہلاک ۱۱۴
۳۱ کرامت واستدراج میں فرق ۔ ۱۱۵
۳۲ دلیل اول، دلیل دوم ۱۱۶
۳۳ دلیل سوم، چوتھی دلیل ۱۱۷
۳۴ پانچویں دلیل، چھٹی دلیل ۱۱۸
۳۵ ساتویں دلیل ۱۱۹
۳۶ آٹھویں، نویں، دسویں دلیل ۔ ۱۲۰
۳۷ گیارھویں دلیل ۱۲۱
۳۸ کیا ولی کو علم ہوتا ہے کہ وہ ولی ہے ۔ ؍
۳۹ پہلی دلیل، وجہ اوّل ۱۲۲
۴۰ وجہ ثانی، وجہ ثالث، وجہ رابع ۔ ۱۲۳
۴۱ دوسری دلیل ۱۲۴
۴۲ تیسری دلیل ۱۲۵
۴۳ ولی کو اپنی ولایت کا علم ہوتا ہے ۔ ۱۲۶
۴۴ حضرت نابلسی اصلیتِ ولایت بتاتے ہیں ۔ ؍؍
۴۵ تعریفِ ولایت علامہ تفتازانی کی نظر میں ۔ ۱۲۷
۴۶ منکرینِ کرامات علامہ دلجی کی نظر میں بدعتی ہیں ۔ ۱۲۹
۴۷ کرامات امام یافعی کی نگاہ میں ۔ ۱۳۱
۴۸ دس علمائے اُمّت اور کرامات ۔ ؍؍

marfat.com

۴۹ امام قشیری کی رائے۔ ۱۳۲

۵۰ امام اسفرائنی اور کرامات ۱۳۳

۵۱ ایک اعتراض اور امام قشیریؒ کا جواب۔ ۱۳۵

۵۲ اقسامِ کرامات ۱۳۶

۵۳ حضرت سہیل کا ارشاد۔ ۱۳۷

۵۴ شیخِ اکبرؓ کے نظریات۔ //

۵۵ انکار کرامات کی وجوہات۔ ۱۳۸

۵۶ امام سبکیؒ کی تحقیق۔ ۱۳۹

۵۷ دلائل اثبات کرامات، وجہ اوّل۔ وجہ ثانی۔ وجہ ثالث۔ ۱۴۰

۵۸ وجہ رابع ۱۴۱

۵۹ وجہ خامس۔ امام شعرانی اور کرامات۔ ۱۴۲

۶۰ حضرت ابن علی المولی کا ارشاد۔ ۱۴۳

۶۱ کشفِ صحیح کے انداز۔ ۱۴۶

۶۲ صحابہ کی کرامات کم کیوں تھیں۔ ۱۴۷

۶۳ امام ابن حنبلؒ اور حضرت سہروردی کے ارشادات۔ //

۶۴ شان وکراماتِ صحابہؓ //

۶۵ علامہ نبہانی کی اپنی تحقیق۔ ۱۴۴

۶۶ کرامات امام یافعی کی نظر میں۔ ۱۴۸

۶۷ شیخ اکبر کے ولی کے متعلق ادیبانہ ارشادات۔ //

۶۸ جھوٹے مدعیانِ ولایت۔ ۱۵۰

۶۹ حضرت ابن عربی کا فیصلہ کن کلام۔ //

marfat.com

۷۰	میزان شرع کے تقاضے۔	۱۵۲
۷۱	حضرت ابن شبلی اور تصرف	۱۵۳
۷۲	مقامِ کامل حسبِ ارشادِ شیخ اکبرؒ۔	۱۵۴
۷۳	ابن عربیؒ نے آگ کو گلزار بنا دیا۔	۱۵۵
۷۴	اقسامِ معجزات و کرامات۔	۱۵۷
۷۵	اولیائے کرام سے سوئے ظن اچھا نہیں۔	۱۵۸
۷۶	امام یافعیؒ کا نظریہ مخالفین اولیائے کے متعلق۔	۱۵۹
۷۷	کرامات اور دوسری خارق عادت اشیاء میں فرق۔	۱۶۱
۷۸	اقسام خارقِ عادات۔	۱۶۲
۷۹	فلسفہ کرامات۔	۱۶۴
۸۰	مواقع النجوم اور فلسفہ مناسبت۔	″
۸۱	آیات معتادہ اور غیر معتادہ۔	۱۶۵
۸۲	حضرت ابن عبادؒ کے فرمودات۔	۱۶۶
۸۳	حضرت سہروردی کے ارشادات۔	۱۶۸
۸۴	مقاصدِ کرامات اور حضرت ابن عبادؒ۔	۱۶۹
۸۵	کرامات کیا ہیں؟ نظریات تین ہیں۔	۱۷۰
۸۶	حضرت ابونصر سراج کا نظریہ۔	۱۷۲
۸۷	پتھر سونا بن گیا۔	۱۷۳
۸۸	وضو کا پانی سونا اور چاندی بن گیا۔	۱۷۴
۸۹	گرم لوہا برف بن گیا	″
۹۰	ہرن خود ذبح ہونے کے لیے حاضر ہوا۔	۱۷۵

marfat.com

۹۱ مراد حق میں فنا۔ پانی کنوئیں سے باہر چھلکنے لگا۔ اولیائے اُمت کے انداز ۱۷۶

مطلب ثانی کرامات کی قسمیں۔ ۱۷۷

۱ علامہ تاج الدین سبکیؒ کی تحقیق۔ ״

۲ قسم اوّل ״

۳ دوسری تا چھٹی قسم۔ ۱۷۹

۴ حضرت ابراہیم ادھمؒ کی کرامت۔ ۱۸۰

۵ ایک مریض اور حضرت غوث اعظمؓ۔ ״

۶ ساتویں تا نویں قسم۔ ״

۷ گیارہویں تا سولویں قسم۔ ۱۸۱

۸ بارش ولی کے ساتھ چلی۔ ״

۹ سترویں تا اکیسویں قسم۔ ۱۸۲

۱۰ بائیسویں قسم۔ ۱۸۳

۱۱ ایک ولی کی کئی اشکال ״

۱۲ سائل کو زیارت کعبہ کرا دی۔ ״

۱۳ تیئسویں اور چوبیسویں قسم۔ ۱۸۴

۱۴ لاٹھی کے نیچے سے پانی اُبل رہا تھا۔ ״

۱۵ امام شافعی روزانہ ختم قرآن فرماتے۔ ۱۸۵

۱۶ روزانہ آٹھ ختم۔ ״

۱۷ پچیسویں قسم ۱۸۶

۱۸ امام مناوی کی نظر میں اقسام ولایت۔ ۱۸۸

۱۹ مختلف عالموں سے مراد کیا ہے۔ ۱۰

marfat.com

۲۰	والدہ کی اطاعت سے خضر علیہ السلام ملے ۔	۱۹۰
۲۱	مقام اولیاء اور ان کا نعمتِ خدا ہونا ۔	//
۲۲	نورِ بصیرت کی جلوہ سازیاں ۔	۱۹۱
۲۳	کشف کی حیرت خیزیاں ، اقسام	۱۹۳
۲۴	حضرت محاسبی کا واقعہ	۲۰۰
۲۵	حضرت ابو عبداللہ کی کرامات	۲۰۱
۲۶	حضرت ابومدین نوجوان ولی کا واقعہ سناتے ہیں ۔	//
۲۷	ولی آپ کے حالات بتائے بغیر جان لیتا ہے ۔	۲۰۵
	مطلب سوم	۲۰۸
۱	آنکھ ، کان	۲۰۹
۲	زبان	۲۱۰
۳	ہاتھ ، پیٹ	۲۱۱
۴	-	۲۱۳
۵	قدم	۲۱۴
۶	دل ۔ مخزنِ انوار و منبعِ اسرار ۔	//
۷	تتمہ و تکملہ ۔	۲۱۷
۸	زمین کیوں لپٹ جاتی ہے ۔	۲۱۸
۹	ہوا میں اڑنے کی وجہ ۔	۲۱۹
۱۰	حضرت امام غزالی اور فلسفہ مناسبت ۔	۲۲۲
۱۱	حضرت ابومدین کا عجیب واقعہ ۔	//
۱۲	علامہ سہیلیؒ مناسبت کے موید ہیں ۔	۲۲۳

marfat.com

۱۳ اقسامِ کرامات

۱۴ معنوی کرامات کیا ہیں۔ ۲۲۴

۱۵ حسی کرامات ۲۲۵

۱۶ عظمتِ علم حقیقی ״

۱۷ حضرت بسطامی کا نظریہ۔ ۲۲۶

چوتھا مطلب ۲۲۹

۱ اولیائے کرام کے طبقات ان کے مراتب اور قسمیں۔ ״

۲ عالم الانفاس ״

۳ قسم اوّل ۲۳۰

۴ مقرر تعداد والے مردانِ حق۔ ״

۵ اقطاب ״

۶ ائمہ ״

۷ اوتاد ۲۳۱

۸ ابدال ״

۹ بدل کو بدل کیوں کہتے ہیں۔ ״

۱۰ نقباء ۲۳۲

۱۱ آثار و قیافہ ״

۱۲ نجباء ۲۳۳

۱۳ حواری ״

۱۴ رجبی حضرات ״

۱۵ ایک رجبی کا حیران کن کشف۔ ۲۳۴

marfat.com

۱۶ قلب ۲۳۵
۱۷ قلب آدمؑ کے مطابق حضرات۔ //
۱۸ کسی کے دل کے مطابق ہونے کا مطلب۔ ۲۳۶
۱۹ مطابق قلب نوحؑ۔ //
۲۰ اصحاب اربعینات اور خلوات الفتح۔ ۲۳۷
۲۱ قلب جبریل علیہ السلام کے نمائندے۔ ۲۳۸
۲۲ جبریل علیہ السلام کے پروں کا مطلب۔ //
۲۳ قلب میکائیلؑ کے مطابق۔ ۲۳۹
۲۴ قلب اسرافیلؑ کے مطابق۔ //
۲۵ حضرت بسطامیؒ کا مقام //
۲۶ مردانِ عالم الانفاسؒ۔ //
۲۷ رجال الغیبؒ۔ //
۲۸ اٹھارہ مظہر امر الٰہی۔ ۲۴۰
۲۹ قوتِ خداوندی کے مظہر رجالِ حق۔ ۲۴۱
۳۰ پانچ اور حضرات ۲۴۲
۳۱ توجہات الٰہی کے پندرہ نمائندے۔ //
۳۲ چار نفوس قدسیہ۔ ۲۴۳
۳۳ چوبیس رجالِ فتح۔ ۲۴۴
۳۴ مدارج العلیٰ کے سات مردانِ حق۔ //
۳۵ تحتِ اسفل کے اکیس نمائندے۔ ۲۴۵
۳۶ امدادِ الٰہی کے تین نمائندے۔ //

marfat.com

۳۷ تین رحمانی حضرات ۲۴۶
۳۸ ایک ہی فردِ وحید ؍؍
۳۹ حضرت غوثِ اعظم رضؓ کا مقام۔ ۲۴۷
۴۰ فردِ واحد مرکب و ممتزج۔ ؍؍
۴۱ مردِ وحید۔ سقیط الرفرف۔ مردانِ غنا۔ ۲۴۸
۴۲ فرد وحید صاحبِ حالات عجیب۔ ۲۴۹
۴۳ دس مردان عینِ تحکیم و زوائد۔ ؍؍
۴۴ بارہ بدلاء۔ مردانِ اشتیاق۔ ۲۵۰
۴۵ چھ نفوسِ قدسیہ۔ ۲۵۱
قسم ثانی (دوسری قسم) غیر متعین اعداد والے اصحابِ کمال۔ ۲۵۲
۱ ملامتیہ - فقراء ؍؍
۲ صوفیہ ۲۵۳
۳ عُبّاد ۲۵۴
۴ مصارف الٰہیہ ۲۵۵
۵ حضرت ابومسلم کی حیرت خیز عبارت۔ ؍؍
۶ زہاد گرامی ۲۵۶
۷ اولیائے اُمّت کی زہد پروریاں ؍؍
۸ حضرات رجال الماء۔ افراد ۲۵۸
۹ اُمناء - قرّا رضؓ ۲۵۹
۱۰ احباب رضی اللہ تعالےٰ عنہم۔ ۲۶۰
۱۱ محبّتِ نبوی کی ذرہ پروریاں اور کرم گستریاں۔ ؍؍

marfat.com

۱۲ محدث حضرات رضؓ ۲۶۲

۱۳ اخلاء رضوان اللہ علیہم ، ورفقہؓ ۔ ۲۶۴

۱۴ احسنات وخیرات کا منبع بلال رضی اللہ عنہ ۔ ۲۶۶

تیسری قسم ۔ سابقہ حضرات سے وابستہ اقسام ۔ ۲۶۷

۱ انبیائے کرام علیہم السلام ۔ 〃

۲ رسلِ کرام صلوات اللہ علیہم ۲۶۸

۳ صدیقین رضوان اللہ علیہم ۲۶۹

۴ شہداء ، صلحاء رضی اللہ عنہم ۔ ۲۷۲

۵ مسلمون ومسلمات رضی اللہ عنہم ، مؤمنون ومؤمنات رضی اللہ عنہم ۲۷۳

۶ قانتون وقانتات رضی اللہ عنہم ۲۷۶

۷ صادقون وصادقات رضی اللہ عنہم ۲۷۷

۸ صابرون وصابرات رضی اللہ عنہم 〃

۹ خاشعون وخاشعات ۔ متصدقون ومتصدقات ۲۷۹

۱۰ صائمون وصائمات ۔ حافظون وذاکرون الخ 〃

۱۱ تائبون وتائبات ۲۸۰

۱۲ اصحابِ طہارتؓ ۔ اصحاب محمدؐ ۲۸۱

۱۳ سائحون 〃

۱۴ راکعون وراکعات ۔ ساجدون وساجدات ۲۸۳

۱۵ امر بالمعروف کے علمبردار ۲۸۵

۱۶ نہی عن المنکر والے حضرات ۲۸۶

۱۷ اصحابِ علم اور اوّابون حضرات 〃

marfat.com

۱۸ اللہ کا غالب لشکر ۲۸۷
۱۹ اخیار رضی اللہ تعالیٰ عنہم ۲۸۸
۲۰ اوابون رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ ؍؍
۲۱ جماعتِ مخبتین ۲۸۹
۲۲ منیبون و منیبات رضی اللہ عنہم ؍؍
۲۳ مبصرون و مبصرات رضی اللہ عنہم ؍؍
۲۴ مہاجرون و مہاجرات۔ رضی اللہ عنہم ۲۹۰
۲۵ سراپا خوف حضرات ؍؍
۲۶ عہد پورا کرنے والے۔ ۲۹۱
۲۷ واصلون و واصلات رضی اللہ عنہم ۲۹۲
۲۸ خائفین و خائفات رضی اللہ عنہم ؍؍
۲۹ کرما رضی اللہ عنہم۔ ۲۹۳
۱ {معجزات و دلائل نبوت پر مشتمل سو احادیث} ۲۹۴
۲ ابوسفیان دربار ہرقل میں نعت سناتے ہیں۔ ؍؍
۳ حضرت ابن العاص کا واقعہ اسلام اور دربار نجاشی کی کیفیت۔ ۲۹۸
۴ حضرت خالد کا اسلام لانا۔ ۳۰۰
۵ نجاشی کا عشق مصطفےٰ علیہ السلام ۳۰۲
۶ راہب سرکارِ رسالت میں۔ ؍؍
۷ حضرت ابوطالب کا سفرِ شام اور معجزات حضور علیہ السلام ۳۰۴
۸ بیمار کا عشق اور سرکارِ نبوت کی کرم نوازی۔ ۳۰۵
۹ یہودی کے بیٹے کی گواہی۔ ۳۰۶

marfat.com

۱۰	سیدہ خدیجہ نعت حضورؐ سناتی ہیں۔	″
۱۱	واقعہ شق صدر	۳۰۸
۱۲	جنات کی دربار گوہر بار میں حاضری۔	۳۱۰
۱۳	شق الصدر اور ساتھیوں کی حیرانی۔	۳۱۱
۱۴	شکاری خود شکار ہو گیا	″
۱۵	دشمنِ رسول علیہ السلام کو فرشتے مارتے ہیں۔	۳۱۳
۱۶	کافر چراغ مصطفوی بجھانا چاہتے ہیں۔	″
۱۷	شبِ ہجرت کی جلوہ ریزیاں	۳۱۴
۱۸	صدیق اکبرؓ قصہ ہجرت سناتے ہیں۔	۳۱۵
۱۹	سراقہ آتا ہے مگر شکار ہو جاتا ہے۔	۳۱۶
۲۰	مدینہ والوں کا استقبال اور نعرۂ رسالت۔	۳۱۸
۲۱	ساقی کوثر بے موسم دودھ پلاتے ہیں۔	۳۱۹
۲۲	ام معبد عظمت مصطفٰی علیہ السلام بیان کرتی ہیں	۳۲۰
۲۳	علم مصطفٰے علیہ السلام کی ضو ریزیاں۔	۳۲۱
۲۴	حضرت عدیؓ علم نبیؐ کی وکالت فرماتے ہیں	۳۲۲
۲۵	مستقبل کی خبریں	۳۲۴
۲۶	نگاہ مصطفٰے کی رسائی اور صحابہ کا ایمان۔	″
۲۷	حضرت عمارؓ اور علمِ نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم۔	۳۲۶
۲۸	مجاہدینِ اُمت نگاہِ مصطفٰے میں۔	″
۲۹	حضرت ابن سلام یہود کے کردار کا تذکرہ فرماتے ہیں۔	۳۲۸
۳۰	عشق صحابہ کی رعنائیاں	۳۲۹

marfat.com

۳۱	میدانِ جنگ نگاہِ رحمۃ للعالمین میں	۳۲۹
۳۲	ظاہراً مجاہد باطناً جہنمی۔	۳۳۰
۳۳	جادوگروں کی سازشیں	〃
۳۴	گستاخ خطِ حدیث سے اپنا چہرہ دیکھیں	۳۳۱
۳۵	کافروں سے دوستی مسلمانوں سے دشمنی۔	۳۳۳
۳۶	دشمن مصطفٰے کی قبر بھی دشمن ہے	〃
۳۷	حفاظتِ مدینہ	۳۳۴
۳۸	جانثاروں پر حضور کا کرم۔	〃
۳۹	قیصر و کسریٰ کے متعلق پیش گوئی۔	۳۳۶
۴۰	فتوحات صحابہ کی پیش گوئیاں	〃
۴۱	سرزمین حجاز سے نکلنے والی آگ	۳۳۷
۴۲	فتح کی بشارتیں۔	〃
۴۳	کافروں کی موت اور جگہ کا حضور کو علم۔	〃
۴۴	صحابی کو مستقبل کی خبر دیتے ہیں۔	۳۳۸
۴۵	مشتبہ بکری تناول نہ فرمائی۔	۳۳۹
۴۶	آندھی کی شدتوں کا علم۔	〃
۴۷	فتح مصر کی خوشخبری۔	۳۴۰
۴۸	اموی جابر کا انجام	〃
۴۹	یہود سے گفتگو۔	۳۴۱
۵۰	بکری کا بھونا ہوا گوشت بول پڑا۔	۳۴۲
۵۱	مال ہوازن کے متعلق ارشاد۔	〃

marfat.com

۵۲ ایک شاندار پیش گوئی۔ 〃
۵۳ بیت المقدس سامنے آتا ہے۔ 〃
۵۴ حضور اصل کائنات ہیں، مثل کے لفظ پر بحث ۳۴۴
۵۵ تھوڑا کھانا تین سو کو کھلایا اور کم نہ ہوا۔ ۳۴۶
۵۶ جہاد نبوی اور کھانے کی کثرت۔ ۳۴۷
۵۷ حضور کریم صحابہ کو کھلاتے ہیں۔ ۳۴۸
۵۸ گناہ بے لذت 〃
۵۹ مقروض کا قرضہ ختم فرماتے ہیں۔ ۳۵۰
۶۰ گھی کی کمی نہیں ہوئی 〃
۶۱ قلت کو کثرت میں بدل دیتے ہیں ۳۵۱
۶۲ برکات کا نزول۔ ۳۵۲
۶۳ حضرت ابوہریرہ کی کھجوریں۔ 〃
۶۴ ساقی کوثر شافع محشر پانی پلاتے ہیں۔ ۳۵۳
۶۵ بادل ان کے اشارے پر چلتے ہیں۔ 〃
۶۶ چند گھونٹ پانی پندرہ سو کو پلاتے ہیں۔ ۳۵۴
۶۷ حدیبیہ کا کنواں آج بھی ان کی یاد سے سیراب ہے۔ ۳۵۵
۶۸ ساقی کوثر کو بھر مٹ میں لے کر صحابہ آبِ کوثر پیتے ہیں۔ ۳۵۶
۶۹ محدثین کرام اور حفاظتِ حدیث۔ ۳۵۷
۷۰ دو جہان کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں۔ 〃
۷۱ درخت فرمان مانتے ہیں۔ ۳۵۸
۷۲ امام بوصیری کی شاعرانہ عظمت۔ ۳۵۹

marfat.com

۷۳ استین حنانہ کی محبت	"
۷۴ حضرت حسن بصری کا محبت بھرا ارشاد	۳۶۰
۷۵ کھجور کا گچھا سرکارِ رسالت میں	"
۷۶ نعرۂ رسالت حجر و شجر کا بھی نعرہ ہے ۔	۳۶۱
۷۷ رسالت کا گواہ درخت	"
۷۸ خونِ نبوت کی جلوہ سامانیاں ۔	"
۷۹ معصوم معصوم پودے بھی غلام ہیں ۔	۳۶۲
۸۰ جنوں کی حاضری اور درخت	"
۸۱ اونٹ پر نگاہ التفات	۳۶۳
۸۲ پاگل اونٹ کی محبت	"
۸۳ ایک حدیث اور تین معجزات	۳۶۴
۸۴ غیب بتانے والا نبی ۔	۳۶۵
۸۵ سائنس سے بہت آگے ۔	۳۶۶
۸۶ ہرن بھی احترام کرتا ہے ۔	"
۸۷ دعا رنگ لاتی ہے ۔	"
۸۸ غرور کا سر نیچا ۔	۳۶۸
۸۹ کسریٰ کے ملک کے ٹکڑے اڑتے ہیں	"
۹۰ دشمنِ حضور کو زمین قبول نہیں کرتی ۔	۳۶۹
۹۱ صدیق اکبرؓ عرض کرتے ہیں ۔	"
۹۲ ایک آیت کی شرح	"
۹۳ تلوار کا گھاؤ صرف پھونک سے ختم ۔	۳۷۰

marfat.com

۹۴ پھر شفا پاتا ہے۔ ۳۷۱

۹۵ تکلیف و دکھ دور فرماتے ہیں۔ //

۹۶ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی آنکھیں۔ ۳۷۲

۹۷ مدینہ کی ایک رات //

۹۸ حضرت ابوھریرہؓ کو علم ملتا ہے۔ //

۹۹ جبرائیلؑ عرض کرتے ہیں۔ ۳۷۳

۱۰۰ فرشتوں کی حاضری۔ //

۱۰۱ فرشتے صحابہؓ کے مددگار ہیں۔ //

۱۰۲ چاند پھٹ جاتا ہے۔ ۳۷۴

۱۰۳ صحابہ کی سرفروشیاں //

کرامات صحابہ (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم)

۳۷۹

۱ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔ //

۲ سیدنا صدیق اکبرؓ اور سب صحابہ کرامؓ حیات النبی کے قائل تھے۔ ۳۷۹

۳ سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔ ۳۸۰

۴ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کی ہنڈیا کی عجیب حالت ۳۸۱

۵ سیدنا ابوعبس بن جبیر رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔ //

۶ سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔ //

۷ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔ //

۸ سیدنا ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالےٰ عنہ ۳۸۲

۹ حضرت ابن اُمّ مکتوم رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔ ۳۸۳

۱۰ سیدنا اسید ابن حضیر رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔ ۳۸۴

marfat.com

۱۱	خادمِ محبوب سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ	″
۱۲	حضرت انس بن نضر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	۳۸۵
۱۳	سیدنا تمیم الداری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	″
۱۴	سیدنا ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	″
۱۵	سیدنا حجر بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	″
۱۶	جیل میں دعا اور اس کا اثر۔	۳۸۶
۱۷	نواسۂ رسول امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	″
۱۸	سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۳۸۷
۱۹	دشمنِ حسینؓ کا انجام۔	″
۲۰	دشمنِ اہل بیت سے حضور علیہ السلام کی دشمنی	″
۲۱	سیدنا حمزہ عم مصطفیٰؐ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	۳۸۸
۲۲	سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سلام کا جواب دیا۔	۳۸۹
۲۳	زیارتِ حضور علیہ السلام حالتِ بیداری میں۔	″
۲۴	حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت شیخ احمدؒ کی مدد فرمائی۔	۳۹۰
۲۵	حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زائرین کی حفاظت فرمائی۔	۳۹۲
۲۶	حضرت سیدنا حمزہؓ اسلمی رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔	۳۹۳
۲۷	حضرت سیدنا حنظلہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔	″
۲۸	سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔	″
۲۹	حضرت خالد رضی اللہ عنہ پر زہر اثر نہ کر سکا۔	۳۹۴
۳۰	شراب کو شہد اور سرکہ بنا دیا	″
۳۱	سیدنا ذویب رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔	۳۹۵

marfat.com

۳۲ سیدنا زید بن خارجہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔ ۳۹۵

۳۳ واقعہ بیرِ اریس ۳۹۶

۳۴ شیخ کا چہرہ انور (حاشیہ) ۳۹۷

۳۵ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بد دعا کا اثر ۔ ۔

۳۶ مروان کا سیدنا سعد کی بد دعا سے خوف ۴۰۱

۳۷ دشمنان کرارؓ کے خلاف بد دعا کا اثر ۔ "

۳۸ مسلمان اتنی جلدی پہنچے کہ کافر مال ساتھ نہ لے جا سکے ۔ ۴۰۳

۳۹ صحابہ کرامؓ پانی پر سوار ہوتے ہیں ۔ "

۴۰ جنت کی مہک آرہی ہے ۔ ۴۰۴

۴۱ سیدنا سعد بن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔ "

۴۲ قبر سے نکل کر تعارف کراتے ہیں ۴۰۵

۴۳ سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ ۔ "

۴۴ سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ "

۴۵ سیدنا سعد رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا فیصلہ ۴۰۶

۴۶ دعائے سعدؓ کی قبولیت ۴۰۷

۴۷ جنازے کے ساتھ ستر ہزار فرشتے ۔ "

۴۸ حضور علیہ السلام حضرت سعد کے گھر ۔ ۴۰۸

۴۹ شیر بھی اطاعت کیش بن جاتے ہیں ۔ ۴۱۱

۵۰ سیدنا سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ "

۵۱ پرندے اور ہرن حاضر ہوتے ہیں ۔ "

۵۲ سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالےٰ عنہ ۔ "

marfat.com

۵۳	میری روح نے تیری روح کو پہچان لیا	۴۱۲
۵۴	سیدنا عاصم اور سیدنا خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ	〃
۵۵	حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ	۴۱۳
۵۶	حضرت خبیب سرکار نبوی میں سلام پیش کرتے ہیں	۴۱۴
۵۷	سیدنا عاصم کا ایمان افروز واقعہ۔	۴۱۵
۵۸	جسد صحابی کافروں کو نہ مل سکا۔	۴۱۶
۵۹	سیدنا عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ	۴۱۷
۶۰	حضرت عامر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا واقعۂ عجیب۔	۴۱۸
۶۱	نورِ محمدی نے نور عطا فرما دیا۔	۴۱۹
۶۲	سیّدنا عبادؓ بن بشر وسیّدنا اُسید بن حضیرؓ۔	۴۲۰
۶۳	حضرت فاروق اعظمؓ وسیلہ چاہتے ہیں۔	〃
۶۴	سیدنا عباس عم مصطفےٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ	۴۲۱
۶۵	دعائے عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے بارش کا نزول۔	〃
۶۶	سیّدنا عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ۔	۴۲۳
۶۷	سیدنا عبداللہؓ حضرت جابرؓ کے والد ماجد	۴۲۴
۶۸	امام شعرانیؒ کا ارشاد۔	۴۲۶
۶۹	خوف کا اصل سبب کیا ہے؟	۴۲۷
۷۰	سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما۔	〃
۷۱	سیّدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالےٰ عنہما۔	۴۲۸
۷۲	قبر کے اندر قرأت	〃
۷۳	سیّدنا عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ	〃

marfat.com

۷۴ فائدہ ۔۔۔ ۴۲۹

۷۵ عشق و مستی کا وجد ۔۔۔ 〃

۷۶ سیدنا عبیدہ بن حارث بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالےٰ عنہ ۔ ۔۔۔ 〃

۷۷ آنکھیں بدی کریں تو سیدنا عثمانؓ کو علم ہو جاتا ہے ۔ ۔۔۔ ۴۳۰

۷۸ امیر المؤمنین سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ ۔ ۔۔۔ 〃

۷۹ ایک علمی نکتہ ۔ ۔۔۔ ۴۳۱

۸۰ دشمنِ عثمان کا انجام ۔۔۔ ۴۳۲

۸۱ سیدنا عثمان کو بیداری میں جمال مصطفوی سے نوازنا ۔ ۔۔۔ ۴۳۳

۸۲ سیدنا علاء ابن حضرمی رضی اللہ تعالےٰ عنہ ۔۔۔ ۴۳۴

۸۳ تین عظیم معجزے ۔ ۔۔۔ ۴۳۵

۸۴ علامہ اصفہانی واقعہ کی تفصیل بتاتے ہیں ۔ ۔۔۔ ۴۳۸

۸۵ راہب کا قبول اسلام ۔۔۔ ۴۴۱

۸۶ اصحابِ قبور سے بات ۔ ۔۔۔ ۴۴۲

۸۷ سیدنا امیر المؤمنین علی رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ ۔ ۔۔۔ 〃

۸۸ باپ کو مارنے والے کا انجام ۔ ۔۔۔ ۴۴۳

۸۹ حیدرؓ کٹا ہوا ہاتھ جوڑ دیتے ہیں ۔ ۔۔۔ ۴۴۵

۹۰ واقعہ عجیب ۔ ۔۔۔ 〃

۹۱ فرشتے آل نبی کی خدمت کرتے ہیں ۔ ۔۔۔ ۴۴۸

۹۲ برزخیوں سے سوال و جواب ۔۔۔ 〃

۹۳ سیدنا امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ ۔۔۔ 〃

۹۴ حضرت ساریہؓ کو مدینہ سے خطاب ۔۔۔ ۴۴۹

marfat.com

۹۵	کرامتِ فاروق کی تائید بزبان حیدر کرارؓ۔	۴۵۰
۹۶	زمین کو فاروقی حکم۔	۴۵۱
۹۷	دریائے نیل کے نام فاروقِ اعظمؓ کا گرامی نامہ۔	〃
۹۸	ختنین کے قاتلوں کو فاروقِ پہچانتے ہیں۔	۴۵۲
۹۹	فاروق کا گمان بھی حقیقت ہے۔	〃
۱۰۰	عجیب نام	۴۵۳
۱۰۱	آگ کے نام حکم۔	〃
۱۰۲	شیر حضرت فاروقِ اعظمؓ کی رکھوالی کرتے ہیں۔	〃
۱۰۳	خبرِ متواتر سے عظمتِ فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ۔	۴۵۴
۱۰۴	حضرت عمرانؓ سے فرشتوں کا کلام۔	۴۵۵
۱۰۵	سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ تعالٰی عنہ۔	〃
۱۰۶	آہ! یہ امتحان۔	〃
۱۰۷	بے ادب کی سزا۔	۴۵۶
۱۰۸	سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ تعالٰی عنہ۔	〃
۱۰۹	وادیاں پانی بہانے لگ جاتی ہیں۔	〃
۱۱۰	سیدنا غالب بن عبداللہ لیثی رضی اللہ تعالٰی ع	〃
۱۱۱	درندوں کو خطاب۔	۴۵۷
۱۱۲	سیدنا مسلمہ بن مخلد انصاریؓ۔	〃
۱۱۳	سیدنا میسرہ بن مسروق رضی اللہ تعالٰی عنہ۔	۴۵۸
۱۱۴	امام نبہانی کو صحابی کے مزار سے شفا ملتی ہے۔	〃
۱۱۵	نجاشیؓ کی قبر	۴۶۰

marfat.com

۱۱۶ حضرت نجاشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ 〃

۱۱۷ سیدنا لیلی بن مرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ 〃

۱۱۸ حضرت سیدہ زینب ام کلثوم بنت حیدر کرار رضی اللہ تعالےٰ عنہُ۔ ۴۶۱

۱۱۹ ایک عارف کا ارشاد 〃

۱۲۰ اس پانی کے پینے کے بعد پھر پیاس نہیں لگی۔ ۴۶۳

۱۲۱ حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا 〃

۱۲۲ آنکھیں پھر بینا ہو گئیں ۴۶۴

۱۲۳ حضرت زنیرہ رضی اللہ عنہا۔ 〃

۱۲۴ حضرت ام شریک دوسیہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا 〃

۱۲۵ غیب سے گھی مل گیا۔ 〃

۱۲۶ مردہ زندہ ہو گیا ۴۶۵

۱۲۷ حضرت فریعہ انصاریہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا۔ 〃

۵۰ اولیائے اُمّت جن کا نام نامی محمّد ہے۔ ۴۶۷

۱ سیدنا محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ 〃

۲ حضرت محمد بن منکدر رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ۔ ۴۶۸

۳ حضرت امام محمد ادریس شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہُ۔

۴ مذہب شافعیؒ کے متعلق اہم فائدہ۔ ۴۷۰

۵ حضرت محمد المعروف شیبان الراعی رحمۃ اللہ علیہ۔ ۴۷۰

۶ حضرت محمد بن حسین المعروف زعفرانی رحمۃ اللہ علیہ۔ ۴۷۵

۷ سیدنا محمد جواد بن سیدنا علی رضا رضی اللہ عنہما۔ 〃

۸ حضرت محمد بن منصور طوسی رحمۃ اللہ علیہ۔ ۴۷۶

marfat.com

۹	حضرت محمد بن حکیم ترمذی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ ۔	۴۷۷
۱۰	حضرت محمد قنطری رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ ۔	۴۷۸
۱۱	حضرت محمد بن یوسف نبا رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ ۔	//
۱۲	حضرت محمد بن اسماعیل مغربی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ	//
۱۳	روشنی ہی روشنی ۔	۴۷۹
۱۴	حضرت محمد بن احمد حمدویہ رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ ۔	//
۱۵	ریاضت کی انتہا ۔	//
۱۶	پانی پر کھڑے ہو کر نماز	۴۸۰
۱۷	حضرت محمد بن یعقوب عربی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ ۔	۴۸۱
۱۸	ولی کا نصرانی راہبوں سے کراماتی مقابلہ ۔	//
۱۹	حضرت محمد بن سماک رحمۃ اللہ علیہ ۔	۴۸۲
۲۰	حضرت خضر علیہ السلام وظیفہ بتاتے ہیں ۔	۴۸۳
۲۱	حضرت محمد بن جعفر الحسینی رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ ۔	//
۲۲	ایک عورت کا ایثار ۔	//
۲۳	حضرت محمد بن یوسف بولدقی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ ۔	۴۸۴
۲۴	پانی پر چلنا اور ماہیت کا بدل جانا ۔	//
۲۵	حضرت محمد بن محمد رحمۃ اللہ علیہ	۴۸۵
۲۶	حضرت ابوبکر محمد مالکی مصری رحمۃ اللہ علیہ	//
۲۷	آگ مؤمن کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی ۔	۴۸۶
۲۸	حضرت محمد بن عبداللہ بزاز مصری رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ ۔	//
۲۹	عجیب حکایت ۔	//

marfat.com

۳۰ ولی کے پاس دعا ۴۸۷
۳۱ حضرت محمد بکر وری مالکی رحمۃ اللہ علیہ۔ ۴۸۸
۳۲ ولی کا اندازِ عبادت۔ //
۳۳ حضرت محمد واعظ رحمۃ اللہ علیہ۔ ۴۸۹
۳۴ ماں کی بے ادبی کا انجام //
۳۵ حضرت محمد بن موسیٰ واسطی رحمۃ اللہ علیہ۔ //
۳۶ ترکِ خواہشات کا انعام۔ //
۳۷ فقر و غیور ۴۹۰
۳۸ حضرت محمد ابو جعفر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ۔ //
۳۹ محمد بن اسماعیل المعروف خیر النساج رحمۃ اللہ علیہ۔ ۴۹۱
۴۰ ولی کی گرفت //
۴۱ ملک الموت سے سوال۔ //
۴۲ حضرت محمد بن علی کتانی رحمۃ اللہ علیہ۔ ۴۹۲
۴۳ مردہ ولی بول رہا تھا۔ //
۴۴ حضور علیہ السلام عمل عطا فرماتے ہیں۔ //
۴۵ حضرت محمد بن سعدون تمیمی۔ ۴۹۳
۴۶ امام مالک رح کی رائے درست ہے۔ //
۴۷ حضرت محمد بن خفیف شافعی رحمۃ اللہ علیہ۔ //
۴۸ برہمی سے مقابلہ ۴۹۴
۴۹ عجیب و غریب واقعہ ۴۹۵
۵۰ حضرت محمد بن محمد صوفی رحمۃ اللہ علیہ۔ ۴۹۶

marfat.com

۵۱	دل کا بھید پا گئے ۔	〃
۵۲	آدابِ زیارت مصطفوی ۔	۴۹۷
۵۳	حضرت محمد بن حسین ازدی رحمۃ اللہ علیہ ۔	〃
۵۴	حضرت محمد بن فتوح حمیدی رحمۃ اللہ علیہ	۴۹۸
۵۵	تاج العارفین محمد کاکیس رحمۃ اللہ علیہ	۴۹۹
۵۶	ڈاکو ولی بنتے ہیں ۔	〃
۵۷	حضور علیہ السلام رائے دیتے ہیں ۔	۵۰۰
۵۸	ولی کے تصرفات	۵۰۱
۵۹	حضرت محمد بن محمد امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ	〃
۶۰	امام غزالی کی مخالفت کا نتیجہ ۔	〃
۶۱	مخالفتِ غزالی پر سزا ۔	۵۰۲
۶۲	مقامِ غزالیؒ	۵۰۳
۶۳	کشف کا عظیم واقعہ	۵۰۴
۶۴	حضرت محمد بن ولید طرطوشی رحمۃ اللہ علیہ ۔	۵۱۳
۶۵	ولی کی بد دعا	〃
۶۶	حضرت محمد بن حسین عبدویہ	〃
۶۷	اندھاپن حمد نے ختم کر دیا ۔	۵۱۴
۶۸	حضرت محمد بن فضل رحمۃ اللہ علیہ	۵۱۵
۶۹	بسطامی نے ان کی وفات پر جگہ صاف کی ۔	〃
۷۰	حضرت محمد السماع رحمۃ اللہ علیہ ۔	〃
۷۱	کھانے پینے سے استغنا ۔	۵۱۶

marfat.com

۷۲	حضرت ابو عبد اللہ محمد بصری رحمۃ اللہ علیہ۔	〃
۷۳	گم شدہ کاغذ مل جاتا ہے۔	۵۱۷
۷۴	حضرت محمد بن موفق۔	〃
۷۵	منقبت سنائی اور شفا پائی	〃
۷۶	حضرت محمد بن قائد رحمۃ اللہ علیہ۔	۵۱۸
۷۷	مقام مفردین اور عظمتِ نبوّت۔	〃
۷۸	حضرت محمد خیاط اشبیلی رحمۃ اللہ علیہ۔	۵۱۹
۷۹	ابن عربی فرماتے ہیں کاش میں ان جیسا ہوتا۔	〃
۸۰	حضرت محمد اشرف رندی رحمۃ اللہ علیہ۔	۵۲۰
۸۱	پھر خواہش پوری ہوگئی۔	〃
۸۲	حضرت محمد شرقی رحمۃ اللہ علیہ	۵۲۱
۸۳	اپنی وفات کی خبر۔	〃
۸۴	حضرت محمد المعروف زنہار عجمیؒ۔	۵۲۲
۸۵	کبھی ایسا بھی ہوتا ہے۔	〃
۸۶	حضرت محمد ارسلان مصریؒ۔	۵۲۳
۸۷	حضرت محمد الحصار مغربی رحمۃ اللہ علیہ۔	
۸۸	عرش کے پرندے	
۸۹	حضرت محمد بن احمد قرشی ہاشمی	
۹۰	حضرت خلیل علیہ السلام قبر سے نکل کر ملے۔	
۹۱	ولی علم لدنی دیتے ہیں	۵۲۵
۹۲	دنیا کی اصل کیا ہے۔	۵۲۶

marfat.com

۹۳	جاہل کی زیادتی	۵۲۷
۹۴	پانی پھر آجاتا ہے۔	۵۲۸
۹۵	یہ شادی اور یہ انداز	۵۲۹
۹۶	کشف کی پہنائیاں	۵۳۰
۹۷	خطیب عراقی اور امام ہاشمی	۵۳۱
۹۸	فقرِ غیور خضرؑ سے مستغنی	〃
۹۹	حدیث سے استدلال اور غذا سے استغناء۔	〃
۱۰۰	تصرفات کی جلوہ سازیاں	۵۳۳
۱۰۱	مغفرت لازمی ہے۔	〃
۱۰۲	حضرت محمد بن یوسف ضجاعی رحمۃ اللہ علیہ۔	۵۳۴
۱۰۳	قوتِ یادداشت	〃
۱۰۴	بادوباراں بھی حکم ولی کے تابع ہیں۔	〃
۱۰۵	حضرت محمد بن احمد عیاشی رحمۃ اللہ تعالٰے علیہ۔	۵۳۵
۱۰۶	شریعت کا بعد موت احترام	〃
۱۰۷	حضرت محمد حکمی رحمۃ اللہ تعالٰے علیہ۔	۵۳۶
۱۰۸	اُمّی مگر استاد	〃
۱۰۹	ولی نے قبر سے نکل کر دوستی کی۔	〃
۱۱۰	منکر سماع کو حق دکھایا	۵۳۷
۱۱۱	وصالِ یار کے لیے تیاری۔	〃
۱۱۲	غیب کی خبریں	〃
۱۱۳	موت کی خبر	۵۳۸

marfat.com

۱۱۴	حضرت محمد بن حسین بجلی رحمۃ اللہ علیہ۔	۵۳۹
۱۱۵	ولی چوری کا بیل پکڑواتے ہیں۔	〃
۱۱۶	پرندے، زعلوم کے دریا بہا دیئے۔	۵۴۰
۱۱۷	حضرت محمد بن علی حاتمی رحمۃ اللہ علیہ ابن عربی	〃
۱۱۸	محبت میں پگھل کر پانی بننا	۵۴۱
۱۱۹	حضرت ابن عربی کا مقامِ محبت	۵۴۲
۱۲۰	امام ابن عربیؒ کی قوتِ یادداشت۔	۵۴۳
۱۲۱	کتاب سے تیل غائب۔	〃
۱۲۲	سینکڑوں میل دور سے دشمن کی گرفت۔	۵۴۵
۱۲۳	منکر زمین میں دھنس گیا۔	۵۴۶
۱۲۴	اسلاف سے ملنے کے تین طریقے۔	〃
۱۲۵	کعبہ سے باتیں۔	۵۴۷
۱۲۶	جفر کا ایک نکتہ۔	〃
۱۲۷	حضرت ابن عربیؒ کے مشائخ واساتذہ۔	۵۴۸
۱۲۸	ابن عربیؒ کی تصنیفات۔	۵۵۱
۱۲۹	امام نبہانی کا قصیدہ	۵۵۵
۱۳۰	حضرت محمد ازہری عجمی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ۔	۵۵۷
۱۳۱	تازہ کھجوریں آتی ہیں۔	〃
۱۳۲	حضرت محمد بن عبداللہ ایجی رحمۃ اللہ علیہ	۵۵۸
۱۳۳	حضور علیہ السلام نے جواب دیا۔	〃
۱۳۴	حضرت محمد بن ہارون رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ	〃

marfat.com

۱۳۵	ولی کا احترام ۔	"
۱۳۶	غرور سے ولایت چھن گئی ۔	۵۵۹
۱۳۷	حضرت محمد مسقار رحمۃ اللہ علیہ ۔	۵۶۰
۱۳۸	شراب شہد اور گھی بن گیا ۔	"
۱۳۹	کامل مرشد کی نگاہ ۔	"
۱۴۰	حضرت محمد بن اسماعیل حضرمی رحمۃ اللہ علیہ ۔	۵۶۱
۱۴۱	حضور علیہ السلام نے کتاب پڑھنے کا حکم دیا ۔	۵۶۲
۱۴۲	کشف کی عظمتیں ۔	۵۶۳
۱۴۳	ولی کی ضمانت ۔	"
۱۴۴	حضرت محمد بن علی رباط رحمۃ اللہ علیہ	۵۶۴
۱۴۵	میں نے اسے جنت میں پایا ۔	"
۱۴۶	غیب کی خبریں ۔	۵۶۵
۱۴۷	حضرت محمد بن قوام رحمۃ اللہ علیہ ۔	۵۶۶
۱۴۸	جنتیوں اور دوزخیوں کا علم	"
۱۴۹	مقتول نے خود آکر شکایت کی	۵۶۸
۱۵۰	خواب میں امامت	"
۱۵۱	اور بادل چھٹ گیا	۵۶۹
۱۵۲	شیخ کے وسیلے سے ۔	۵۷۰
۱۵۳	ہندوستان سے فرات صرف ایک قدم ۔	"
۱۵۴	چور پکڑا دیا ۔	۵۷۱
۱۵۵	مولوی بے بس ہو گئے ۔	۵۷۲

marfat.com

۱۵۶ چور اور بکریاں فلاں جگہ ہیں۔ ۵۷۴

۱۵۷ مافی الارض کا علم ۵۷۵

۱۵۸ مرشدِ کامل کے تصرفات۔ ۵۷۶

۱۵۹ حضور غوثِ اعظم کے لیے گردن جھکا دی۔ ۵۷۸

۱۶۰ ولی عرش کو دیکھتا ہے۔ ۵۷۹

۱۶۱ حضرت محمد بن ابی بکر المعروف ابن الخطاب رحمۃ اللہ علیہ۔ ۵۸۰

۱۶۲ آزمائشِ الٰہی۔ 〃

۱۶۳ حضرت محمد المشہور المغیبر رحمۃ اللہ تعالٰے علیہ۔ ۵۸۱

۱۶۴ حضرت محمد بن عبداللہ یمنی رحمۃ اللہ تعالٰے علیہ۔ 〃

۱۶۵ جنوں کے استاد۔ ۵۸۲

۱۶۶ حضرت محمد عبداللہ استاذِ اعظم رحمۃ اللہ تعالٰے علیہ۔ 〃

۱۶۷ اور دیوار گر گئی۔ 〃

۱۶۸ ظالموں کو مار دیا۔ 〃

۱۶۹ حضرت محمد بن اسحاق رومی رحمۃ اللہ تعالٰے علیہ۔ 〃

۱۷۰ ابن عربی وفات کے بعد تجلی برقی سے منور فرماتے ہیں۔ ۵۸۳

۱۷۱ حضرت محمد بن محمد حضرمی رحمۃ اللہ علیہ۔

۱۷۲ جن مسائل پوچھتے ہیں۔ 〃

۱۷۳ مسیحائی کے کرشمے۔ 〃

۱۷۴ حضرت محمد حرانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ۔ ۵۸۵

۱۷۵ پانی پر چل کر خشک رہے۔

۱۷۶ حضرت محمد بن علی ریاحی رحمۃ اللہ تعالٰے علیہ۔ ۵۸۶

marfat.com

۱۷۷	شفاعت کا عہد کیجیے۔	"
۱۷۸	حضرت محمد بن عباس شعبی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ۔	۵۸۷
۱۷۹	فرشتوں کی آوازیں۔	۵۸۸
۱۸۰	حضرت محمد بن حسین ہمدانی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ۔	"
۱۸۱	حضرت محمد ترکی یعنی طزلق محمد رحمۃ اللہ علیہ	"
۱۸۲	خود اختیاری موت اور واپس۔	۵۸۹
۱۸۳	حضور علیہ السلام کے ساتھ کھانا تناول فرمایا۔	"
۱۸۴	اور انار آ گئے۔	۵۹۰
۱۸۵	شیخ نے گھوڑا دلا دیا۔	"
۱۸۶	سمندر کی تہہ سے جھاڑو نکالا۔	۵۹۱
۱۸۷	حضرت محمد بن اسعد صعبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔	۵۹۲
۱۸۸	حضرت محمد بن ابی حبرہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔	۵۹۳
۱۸۹	حضرت محمد بن عرودک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔	"
۱۹۰	حضرت محمد بن علی دقیق العید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔	۵۹۴
۱۹۱	حضرت محمد بن عمرو تباعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔	۵۹۷
۱۹۲	حضرت محمد بن زاکی یمنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔	۵۹۸
۱۹۳	حضرت محمد بن عمر رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ۔	"
۱۹۴	حضرت محمد بن محمد معبد رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ۔	۶۰۱
۱۹۵	حضرت محمد بن حسن مرزوق رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ۔	"
۱۹۶	حضرت محمد المعروف بابی حربہ رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ	۶۰۳
۱۹۷	حضرت محمد بن عبداللہ بن استاد اعظم رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ۔	۶۱۱

marfat.com

۱۹۸	حضرت محمد بن عبداللہ مرشدی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ	۶۰۶
۱۹۹	حضرت محمد بن موسیٰ نہاری رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ۔	۶۱۲
۲۰۰	حضرت محمد بن عبداللہ موذن رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ۔	۶۱۳
۲۰۱	حضرت محمد بن محمد وفا سکندری رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ۔	۶۱۴
۲۰۲	حضرت محمد بن موسیٰ بجیل رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ۔	۶۱۵
۲۰۳	حضرت محمد ششینی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ۔	۶۱۶
۲۰۴	حضرت محمد بن علوی بن استاد اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔	"
۲۰۵	حضرت محمد بن ابراہیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔	۶۱۷
۲۰۶	حضرت محمد بن عید رحمۃ تعالےٰ علیہ	۶۱۸
۲۰۷	حضرت محمد بن عمر زوکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔	"
۲۰۸	حضرت محمد بن عیسیٰ زیلعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔	۶۱۹
۲۰۹	حضرت محمد بہاؤ الدین بخاری امام نقشبندیہ رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ۔	۶۲۱
۲۱۰	حضرت محمد بن عباد رندی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ۔	۶۴۵
۲۱۱	حضرت محمد بن عمر الدبر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔	۶۴۶
۲۱۲	حضرت محمد بن اسماعیل الکدش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔	"
۲۱۳	حضرت محمد بن اسحاق حضری رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ۔	۶۴۷
۲۱۴	حضرت محمد بن ابراہیم کردی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ۔	۶۴۹
۲۱۵	حضرت محمد بن علی الاتسخر رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ۔	۶۵۰
۲۱۶	حضرت محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ۔	"
۲۱۷	حضرت شیخ محمد پارسا رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ۔	۶۵۱
۲۱۸	حضرت محمد بن عبداللہ دہنی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ۔	۶۵۳

marfat.com

۲۱۹ حضرت محمد بن علی اشکل رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ۔ ۶۵۴

۲۲۰ حضرت محمد بن عمر صاحب المصنف رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ۔ ۶۵۵

۲۲۱ حضرت محمد بن علی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ۔ ۶۵۶

۲۲۲ حضرت محمد بن عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ "

۲۲۳ حضرت محمد بن عبدالرحمان سقاف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ ۶۵۸

۲۲۴ حضرت محمد بن احمد باعلوی نقعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ "

۲۲۵ حضرت محمد بن حسن باعلوی جمل اللیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ ۶۵۹

۲۲۶ حضرت محمد بن سعید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ "

۲۲۷ حضرت محمد بن عمر معلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ ۶۶۱

۲۲۸ حضرت محمد سانپ کھانے والے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ "

۲۲۹ حضرت محمد بن علی شمس الدین بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ "

۲۳۰ حضرت محمد بن حسن معلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ ۶۶۲

۲۳۱ حضرت محمد شمس الدین حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ ۶۶۳

۲۳۲ حضرت محمد بن حسن اخمیمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ۶۸۰

۲۳۳ حضرت محمد بن عیسیٰ زیلعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ "

۲۳۴ آنکھ جوڑ دی۔ "

۲۳۵ حضرت محمد بن عمر بن احمد شمس الدین ابوعبداللہ واسطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ ۶۸۱

۲۳۶ قوت ولی کی جلوہ سلمانیاں "

۲۳۷ چور توبہ کرتے ہیں۔ ۶۸۲

۲۳۸ حضرت محمد بن صدقہ رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ۔ ۶۸۳

۲۳۹ حضرت محمد بن احمد فرغل صعیدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ ۶۸۴

marfat.com

۲۴۰ بے ملک کے پھل ۔۔۔ //

۲۴۱ ابن حجرؒ سے ملاقات ۔۔۔ //

۲۴۲ مگرمچھ بھی حکم مانتے ہیں۔ ۔۔۔ ۶۸۵

۲۴۳ منکر کا انجام ۔۔۔ //

۲۴۴ علم کی فراوانی ۔۔۔ ۶۸۶

۲۴۵ آگ حکم مانتی ہے۔ ۔۔۔ //

۲۴۶ مہر کی ادائیگی ۔۔۔ //

۲۴۷ سفارش نہ ماننے والے امیر کی ہلاکت۔ ۔۔۔ ۶۸۷

۲۴۸ نورِ قرآنی ۔۔۔ //

۲۴۹ حضرت محمد بن حمزہ رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ۔ ۔۔۔ ۶۸۸

۲۵۰ نباتات باتیں کرتے ہیں۔ ۔۔۔ //

۲۵۱ آپ کی دعا سے قسطنطنیہ کی فتح۔ ۔۔۔ //

۲۵۲ حضرت ابوایوب انصاری کی قبر کی نشاندہی۔ ۔۔۔ ۶۹۰

۲۵۳ حضرت محمد عطار مغربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۔۔۔ ۶۹۱

۲۵۴ حسن عمل کی ضو ریزیاں۔ ۔۔۔ //

۲۵۵ حضرت محمد بن علی باعلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ ۔۔۔ ۶۹۲

۲۵۶ حضرت محمد بن سلیمان الجزولی سملانی شاذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ۔۔۔ ۶۹۳

۲۵۷ ولی کا جسم مٹی نہیں کھاتی۔ ۔۔۔ //

۲۵۸ عظمت درود شریف۔ ۔۔۔ ۶۹۴

۲۵۹ حضرت محمد بن احمد بن عبدالدائم الاشمونی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ۔ ۔۔۔ ۶۹۵

۲۶۰ علم کیمیا نگاہ ولی میں۔

marfat.com

۲۶۱	حضرت ابو عبداللہ محمد بن عباس شعبی یمنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۔	″
۲۶۲	حضرت ابو عبداللہ محمد بن ابی بکر مقری یمنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۔	۶۹۶
۲۶۳	آگ گلزار بن جاتی ہے ۔	۶۹۷
۲۶۴	حضرت ابو عبداللہ محمد بن منعا القرشی الیمنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۔	۶۹۸
۲۶۵	حضرت ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ بن یحییٰ ہمدانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۔	۶۹۹
۲۶۶	حضرت ابو عبداللہ محمد بن عثمان زیلی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ ۔	۷۰۰
۲۶۷	سرکار علیہ السلام نے مدد فرمائی ۔	″
۲۶۸	ابو عبداللہ محمد بن سعید بن معنی قریضی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ ۔	۷۰۱
۲۶۹	ابو عبداللہ محمد بن عمر بن محمد بن عبدالرحمان باعباد حضری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۔	۷۰۲
۲۷۰	ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ منسکی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ ۔	″
۲۷۱	حضرت ابو عبداللہ محمد بن مبارک برکانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۔	۷۰۳
۲۷۲	ڈاکو سامان واپس لاتے ہیں ۔	۷۰۴
۲۷۳	حضرت شیخ محمد بن علی طواشی یمنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۔	″
۲۷۴	حضرت عبداللہ محمد بن عمر نہاری یمنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۔	۷۰۵
۲۷۵	علم دلی کی رسائیاں ۔	″
۲۷۶	ولایت بادشاہت کو للکارتی ہے ۔	۷۰۶
۲۷۷	حضرت ابو عبداللہ محمد ظفر شمری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۔	۷۰۷
۲۷۸	عارف کا عجیب و غریب واقعہ ۔	″
۲۷۹	حضرت محمد ابو المواہب شاذلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۔	۷۰۹
۲۸۰	دیدارِ مصطفےٰ علیہ السلام کی ضیاپاشیاں ۔	″
۲۸۱	حضرت محمد شوبی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ ۔	۷۱۰

marfat.com

۲۸۲	تصرفات بعد الموت۔	۴۱۱
۲۸۳	حضرت محمد السیف قسر الدولہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔	"
۲۸۴	اِدھر ڈوبے اُدھر نکلے۔	"
۲۸۵	حضرت محمد بن ابی جمرہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔	۴۱۲
۲۸۶	حضرت محمد صوفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔	"
۲۸۷	حضرت محمد ریونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔	۴۱۳
۲۸۸	حضرت محمد بدرالدین قنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔	۴۱۴
۲۸۹	حضرت محمد شمس الدین سروجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔	۴۱۵
۲۹۰	حضرت محمد حضری مجذوب صاحی (باہوش) رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔	۴۱۶
۲۹۱	حضرت محمد بن داؤد منزلادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔	۴۱۷
۲۹۲	حضرت محمد ابوالعون غزی جلبولی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔	"
۲۹۳	غوثِ اعظمؓ کا فرمان ہم ردی مریدوں کے لیے ہیں	۴۱۸
۲۹۴	تصرفاتِ شیخ کی ایک جھلک	۴۱۹
۲۹۵	حضرت محمد مغربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔	۴۲۱
۲۹۶	حضرت محمد بن زرعہ مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔	"
۲۹۷	حضرت محمد بن عبدالرحمان اسقع باعلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔	۴۲۲
۲۹۸	حضرت محمد صدرالدین بکری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔	۴۲۳
۲۹۹	حضرت محمد ابوفاطمہ عجلونی دمشقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔	۴۲۴
۳۰۰	حضرت محمد شمس الدین دیروطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔	"
۳۰۱	حضرت محمد بن عنان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔	۴۲۵
۳۰۲	ولی کی سفارش سے عذاب ٹل جاتا ہے	۴۲۸

marfat.com

۳۰۳	کلام ولی کی تاثیر۔	″
۳۰۴	ادبِ اولیاء نگاہ امام شعرانیؒ میں۔	۴۲۹
۳۰۵	حضرت محمد بہاؤالدین مجذوب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔	۴۳۱
۳۰۶	حضرت محمد رویجل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔	۴۳۲
۳۰۷	حضرت محمد بدخشی یا بلخشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔	۴۳۳
۳۰۸	حضرت محمد فرفور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔	۴۳۴
۳۰۹	حضرت محمد خراسانی عجم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔	۴۳۵
۳۱۰	حضرت محمد شربینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔	۴۳۶
۳۱۱	حضرت محمد بن عبدالرحیم منیر بعلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔	۴۳۹
۳۱۲	حضرت محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔	۴۴۱
۳۱۳	حضرت محمد شنادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔	۴۴۳
۳۱۴	حضرت محمد بن عراق دمشقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔	۴۴۵
۳۱۵	حضرت محمد بن محمد رضی الدین ابوالفضل غزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔	۴۴۷
۳۱۶	حضرت محمد مجذوب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔	″
۳۱۷	حضرت محمد بن منیل شمس الدین صمادی دمشقی قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔	۴۴۸
۳۱۸	حضرت محمد بن بہاء الدین بن لطف اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔	۴۴۹
۳۱۹	تاج العارفین حضرت ابوالحسن محمد بن محمد جلال بکری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔	۴۵۰
۳۲۰	عظیم ماں اور عظیم بیٹا سرکار نبویؐ میں۔	″
۳۲۱	قطبانیت کبریٰ اور قدم قطب۔	۴۵۲
۳۲۲	حضرت محمد بن سوار دمشقی عاتکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	۴۵۵
۳۲۳	حضرت محمد بن علی بن باعلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔	۴۵۶

marfat.com

۳۲۴ حوضِ کوثر سے وضو۔ ″
۳۲۵ حضرت محمد بن محمد بن عبدالرحیم زغبی دمشقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ ۴۵۸
۳۲۶ حضرت محمد خواجہ جکی امکنگی سمرقندی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ۔ ۴۵۹
۳۲۷ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بشارت ؛ ″
۳۲۸ حضرت محمد مجذوب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ ″
۳۲۹ حضرت محمد بن قاضی مجذوب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ ۴۶۰
۳۳۰ حضرت محمد مجذوب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ ″
۳۳۱ حضرت محمد عبدالرحیم ولی الدین ابوخلیل دمشقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ ۰
۳۳۲ حضرت محمد بن علی بن ہارون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ ۴۶۱
۳۳۳ حضرت محمد بن محمد شمس الدین ابوالنعمان بن کریم الدین الحی عجمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۴۶۲
۳۳۴ عجیب واقعہ اور تصرفِ شیخ۔ ″
۳۳۵ حضرت محمد صمادی ابومسلم دمشقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ ۴۶۴
۳۳۶ محفل وجد میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی تشریف آوری ″
۳۳۷ حضور علیہ السلام محفل ذکر میں رونق افروز ہوتے ہیں۔ ۴۶۸
۳۳۸ قطب دوراں کی زیارت۔ ۴۶۹
۳۳۹ حضرت محمد بن ابی الحسن البکری مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ ۴۷۰
۳۴۰ حضرت صدیق نے شاباش دی ۴۷۸
۳۴۱ پھر مرتبہ ناطقہ والے عظمت مآب ۴۸۰
۳۴۲ عجیب وغریب سفارش ۴۸۱
۳۴۳ کوہ قاف میں پھینک دیا پھر دسترخوان ۴۸۳
۳۴۴ سرکار علیہ السلام سب مشکلات کا ذمہ لیتے ہیں۔ ۴۸۵

marfat.com

۳۴۵ حاجت برآری کا مجرب نسخہ ۷۸۸
۳۴۶ وجد کی رعنائیاں ۔ ۷۸۹
۳۴۷ حضرت محمد بن محمد موسیٰ عرہ بقاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۔ ۷۹۰
۳۴۸ غیر عظمت اولیاء کے اقراری ہیں ۔ ″
۳۴۹ حضرت محمد بن محمد سید شریف کمال الدین بن عجلان دمشقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۔ ۷۹۳
۳۵۰ حضرت محمد بوقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۔ ۷۹۴
۳۵۱ حضرت محمد یمنی قادری رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ ۔ ″
۳۵۲ حضرت محمد بن اسمٰعیل بن فتی زبیدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۔ ۷۹۵
۳۵۶ حضرت محمد صعیدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۔ ۷۹۶
۳۵۷ حضرت محمد مغربی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ ۔ ″
۳۵۸ حضرت محمد بن عمر سعدی حلبی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۔ ۷۹۷
۳۵۹ حضرت محمد شمس ساحی مصری رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ ۔ ۷۹۸
۳۶۰ حضرت محمد بن احمد بحیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۔ ″
۳۶۱ نورِ مصطفوی کی ضیا باشیاں ۔ ″
۳۶۲ حضرت محمد زین العابدین بن سیدی محمد بکری الکبیر المصری رحمۃ اللہ علیہ ۔ ۸۰۰
۳۶۳ حضرت محمد مجذوب المعروف میمع المصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۔ ۸۰۱
۳۶۴ حضرت محمد بن عمر بن ابی بکر یمنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۔ ″
۳۶۵ حضرت ابو المواہب محمد بکری بن حضرت محمد بکری کبیر مصری ۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۸۰۲
۳۶۶ حضرت محمد بن عمر بن محمد سعد الدین علمی القدسی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ ۔ ۸۰۴
۳۶۷ حضرت محمد قلی قادری یمنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۸۰۵
۳۶۸ حضرت عارفِ ربانی محمد نوفری مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۔ ۸۰۶

marfat.com

۳۶۹ حضرت محمد یوسف المدعو عبدالنبی دجانی قشاشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ ۸۰۷
۳۷۰ حضرت محمد ابو سریٰ بن مقبول زیلعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ ۸۰۸
۳۷۱ حضرت محمد بن احمد شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ ۸۰۹
۳۷۲ حضرت محمد امین لاری رحمۃ اللہ تعالے علیہ۔ ۸۱۰
۳۷۳ حضرت ابو عبداللہ محمد بن محمد تادلی مغربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ ۸۱۱
۳۷۴ حضرت محمد معصوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ ۸۱۳
۳۷۵ حضور علیہ السلام نے خلعت اور تاج سے نوازا۔ ″
۳۷۶ گرتوں کو تھام لیتے اور ڈوبتوں کو بچا لیتے ہیں۔ ۸۱۴
۳۷۷ تین خلعتیں، مخلوق سب محتاج حضور رہے۔ ۸۱۶
۳۷۸ حضرت محمد بھیک فاروقی رحمۃ اللہ تعالے علیہ۔ ۸۱۷
۳۷۹ حضرت محمد حنیف کابلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ ″
۳۸۰ حضرت محمد بن علی عیدروس رحمۃ اللہ تعالے علیہ۔ ″
۳۸۱ حضرت محمد بن علوی سقاف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ ۸۱۹
۳۸۲ حضرت محمد بن عمر عباسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ ۸۲۰
۳۸۳ حضرت محمد بن احمد بن عقبہ بن ہادی رحمۃ اللہ تعالے علیہ۔ ۸۲۱
۳۸۴ حضرت محمد زین العابدین بن محمد زین العابدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ ۸۲۲
۳۸۵ حضور علیہ السلام زندہ ہیں ۸۲۳
۳۸۶ دیدار مصطفےٰ علیہ الثناء۔ ۸۲۵
۳۸۷ حضرت زین العابدین بن محمد زین العابدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ ۸۲۶
۳۸۸ حضرت محمد بن سعید مرلعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ ۸۲۷
۳۸۹ صرف پیغام سن کر گورنر بھاگ گیا۔ ″

marfat.com

۳۹۰ حضرت محمد سیف الدین فاروقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ ۸۲۸

۳۹۱ حضرت محمد بن عمر بن یحییٰ حسینی یمنی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ۔ ۸۲۹

۳۹۲ اطاعت مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم "

۳۹۳ حضرت محمد بن متاول زیلعی عقیلی یمنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ ۸۳۰

۳۹۴ حضرت محمد صبغۃ اللہ رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ۔ "

۳۹۵ حضرت محمد بتینی سقاف باعلوی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ۔ "

۳۹۶ حضرت محمد بن مراد ازبکی نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ ۸۳۱

۳۹۷ جنازہ میں شمولیت۔ "

۳۹۸ مال حرام سے نفرت ۸۳۳

۳۹۹ کشف کی دلگیریاں ۸۳۵

۴۰۰ حضرت محمد بن سلطان ولیدی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ ۸۳۷

۴۰۱ حضرت محمد بن محمد بن شرف الدین شافعی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ۔ ۸۳۹

۴۰۲ مقام محمدی اور حیات انبیاء علیہم السلام۔ ۸۴۰

۴۰۳ حبیب کا خلیل کے نام سفارشی خط۔ ۸۴۱

۴۰۴ حضرت محمد قلیبنی ازہری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ "

۴۰۵ حضرت محمد سعید بن ابی بکر حسینی بغدادی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ۔ ۸۴۲

۴۰۶ حضرت شیخ محمد حنفی شمس الدین ابوالمطارم خلوتی مصری شافعی رحمۃ اللہ علیہ۔ "

۴۰۷ کشف اور شکل کی تبدیلی۔ ۸۴۳

۴۰۸ جیل کا دروازہ کھل گیا۔ ۸۵۱

۴۰۹ مریدوں پر نگاہ ۸۴۷

۴۱۰ وجود شیخ کی کرشمہ سازیاں۔ ۸۵۲

marfat.com

۴۱۱ اولیا را ہست قدرت ازالہ ۔ ۸۵۵
۴۱۲ ظالم کو کہیں جائے پناہ نہ ملی ۔ ۸۵۷
۴۱۳ صرف فاتحہ خوانی کی اور ظالم قتل ہو گیا ۔ ۸۵۸
۴۱۴ سُنّتِ فاروقی پوری ہوتی ہے ۔ //
۴۱۵ کشتی ریت پر چلنے لگی ۔ //
۴۱۶ پھر کبھی نمونیہ نہ ہوا ۔ ۸۵۹
۴۱۷ بے زبان بول پڑا ۔ //
۴۱۸ نافرمانی کا نتیجہ ۔ ۸۶۲
۴۱۹ یہ معاہدے یہ عظمتیں اور یہ کرامات ۔ ۸۶۳
۴۲۰ نورِ ولایت کی ضیاپاشیاں ۔ ۸۶۵
۴۲۱ جہاز کی غرقابی کا علم ۔ ۸۶۷
۴۲۲ ایک عمومی کرامت ! ۸۶۸
۴۲۳ اپنے زمانے کے شافع ۸۷۰
۴۲۴ حضرت شیخ محمد علی زعبی قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۸۷۳
۴۲۵ حضرت محمد بن حسن منیر سمانودی خلوتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۔ ۸۷۴
۴۲۶ حضرت محمد کردی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۔ ۸۷۵
۴۲۷ حضرت شیخ محمد شنوانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۔ ۸۷۶
۴۲۸ حضرتِ شیخ محمد تقی الدین حنبلی دمشقی ابو شعیر وشعر صاحب عقیدۃ الغیب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۔
۴۲۹ حضرت شیخ محمد مغربی بن ناصر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۔ ۸۸۰
۴۳۰ شعرانی ایک اصول بیان فرماتے ہیں ۔ ۸۸۰
۴۳۱ حضرت سید محمد عثمان میرغنی بن سید محمد ابی بکر حنفی محمدی حسنی وحسینی رحمۃ اللہ علیہ ۔ ۸۸۱

marfat.com

۴۳۱ حضرت شیخ محمد میسری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۸۸۶

۴۳۲ حضرت شیخ محمد حسبر حنفی طرابلسی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ۔ ۸۸۷

۴۳۴ حضرت محمد نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ۔ ۸۹۲

۴۳۵ حضرت شیخ محمد بدرالدین زعبی طرابلسی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ۔ ۸۹۳

۴۳۶ حضرت محمد بن عبداللہ بن مصطفےٰ خانی دمشقی نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ ۸۹۵

۴۳۷ حضرت شیخ محمد فاسی شاذلی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ۔ ۸۹۸

۴۳۸ حضرت شیخ محمد خراسانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ ۸۹۹

۴۳۹ حضرت شیخ الحاج محمد قاقا افغانی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ۔ ״

۴۴۰ حضرت شیخ محمد قاوقجی طرابلسی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ۔ ۹۰۰

۴۴۱ حضرت شیخ محمد لواب مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ ۹۰۱

۴۴۲ حضرت شیخ محمد علی قبسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ ۹۰۳

۴۴۳ حضرت شیخ محمد ہیکل المشہور حضرت ابوراشد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ ۹۰۴

۴۴۴ حضور علیہ السلام نے خلعتیں اور زیورات عطا فرمائے۔ ۹۰۸

۴۴۵ حضرت شیخ ابوالفیض محمد بن عبدالکبیر کستانی فاسی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ۔ ۹۰۹

۴۴۶ حضور علیہ السلام نے کتاب دلائل۔ ۹۱۳

۴۴۷ ایک عظیم درود کی اجازت۔ ۹۱۶

۴۴۸ حضرت شیخ محمد الوناس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ ۹۱۹

۴۴۹ حرف آخر۔ ۹۲۴

marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

انتساب

میں اپنی اس کوشش کو شمس مطلع معرفت خورشید آسمان ہدایت اعلیٰحضرت عظیم البرکت خواجہ محمد شمس الدین سیالوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور باغ شاہِ سیال کے گلِ سرسبد قدوۃ الانام شیخ الاسلام خواجہ حافظ علامہ محمد قمر الدین سیالوی دامت برکاتہم السامیۃ کے اسمائے گرامی سے منسوب کرنا سعادت سمجھتا ہوں، جن کی نگاہِ ولایت نے مجھ بے مایہ کو سچا مسلمان بنایا ہے اور جن کے نفوسِ قدسیہ نے ملتِ اسلامیہ پاکستان کی ہر علمی، اخلاقی، تہذیبی، تبلیغی اور مذہبی میدان میں رہنمائی فرمائی ہے ؎

وہاں شمس و قمر کی روشنی ہے یہی کہتا ہے ذاکر کل زمانہ

گدائے کوئے شمسِ چشتیہ

محمد ذاکر شاہ سیالوی

marfat.com

"حرفِ آغاز"

"مشکل کام"

ایک علمی محفل میں جب پہلی دفعہ برادرِ مکرم سیّد محترم مولانا سید حسام الدین شاہ صاحب ناظم اعلیٰ جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی نے مجھے جامع کرامات الاولیاء کا ترجمہ کرنے کا اشارہ فرمایا تو مَیں اپنی مصروفیات کے پیشِ نظر پہلوتہی کر گیا۔ مگر کچھ دنوں کے بعد حضرت شاہ صاحب نے بہ اصرار ترجمہ کرنے کا حکم صادر فرمایا تو فقیر نے آمادگی کا اظہار کر دیا۔ شاہ صاحب قبلہ نے کتاب مذکور کی پہلی جلد مطالعہ اور ترجمہ کے لیے عطا فرمائی۔ کتاب کے مطالعہ کے دوران عجیب کیفیت طاری رہی۔ مَیں حسنِ ولایت میں کھو گیا۔ دل کی گہرائیوں سے آواز آئی کہ اس گوہرِ نایاب کا ضرور ترجمہ ہونا چاہیئے اور اہل اسلام کو عموماً اور اہلِ سنّت کو خصوصاً اس بہارِ جاوداں سے لطف اندوز ہونا چاہیئے۔ میرے سامنے کچھ مشکلات تھیں۔ پہلی مشکل تو میری عدیم الفرصتی تھی جس کے گواہ خود حضرت سید موصوف ہیں۔ دوسری مشکل یہ تھی کہ یہ کتاب عظمائے ملّت یعنی اولیائے امّت کی کرامات پر مشتمل تھی ان کے احوال و مقامات کی تشریح تھی اور مَیں بے مایہ واقفِ راہ نہ تھا اکثر شاہ صاحب سے عرض کرتا کہ جنابِ والا آپ نے صوفیائے کرام کا کلام ایک عامی غیر صوفی کے حوالے فرما دیا ہے یہ انصاف نہیں۔ شاہ صاحب اپنی مخصوص مسکراہٹ کے ساتھ فرماتے "تاکہ غیر صوفی بھی صوفی بن جائے"۔ شاید دورانِ ترجمہ مَیں حال کو قال کا لباس پہناتے ہوئے حقِ ترجمہ

marfat.com

نہ ادا کر سکوں۔ یہ مشکل قارئین کے سامنے رکھ رہا ہوں تاکہ اگر ان کے ذوقِ لطیف کو میرے الفاظ گراں گزریں تو درگزر سے کام لیں۔ تیسری مشکل بذاتِ خود ترجمہ کی مشکل تھی۔ اپنے خیالات کو الفاظ کا جامہ پہنانا اور بات ہے یہاں میدان وسیع ہوتا ہے خیالات و تصورات کے پیچھے الفاظ دوڑنے لگتے ہیں مگر ترجمہ کے دوران اپنے خیالات سامنے نہیں ہوتے کسی کے تصورات و فرمودات کے پیچھے خود دوڑنا ہوتا ہے اور اس دوڑ میں الفاظ کا انتخاب اور معانی کا دامن دونوں تھامنے ہوتے ہیں اس مشکل سے فقیر نے عہدہ برآ ہونے کی کوشش کی ہے اور ناشرِ کتاب حضرت مولانا انوار الاسلام مدظلہ کے اس فرمان کو بھی سامنے رکھا ہے کہ ترجمہ سلیس ہو اور پڑھتے ہوئے قاری یہ بھول جائے کہ وہ ترجمہ پڑھ رہا ہے۔ میں اس کوشش میں کہاں تک کامیاب ہوا ہوں اس کا فیصلہ کتاب کے قاری حضرات ہی فرماسکیں گے۔

احادیث و اقوال کا ترجمہ کرتے ہوئے کئی مقامات پر احقر نے حالاتِ حاضرہ کے پیشِ نظر فٹ نوٹس دیئے ہیں۔ یہ محض اس لیئے تاکہ قاری کے سامنے تصویر کے دونوں رخ آسکیں۔ ایک وہ رخ جو اسلاف نے ہمارے سامنے رکھا اور جسے مصنف علام نے ہم تک پہنچایا۔ دوسرا وہ رخ جو جدید دَور کے نام نہاد محققین نے امت کے نظریات و معتقدات سے ہٹ کر آج ہمارے سامنے پیش کیا اور جس کی تردید فقیر نے ان فٹ نوٹس میں کرنے کی کوشش کی ہے۔

مَیں بے نوا انسان ہوں اس کوشش کو اولیائے امت کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے ان کے وسیلے سے اللہ کریم کی جناب مستطاب میں یہ درخواست لے کر حاضر ہوا ہوں کہ مولا کریم اس جہدِ مقل کو اپنے محبوب بندگان کے صدقے شرفِ قبولیت سے مشرف فرمائیں

محمد ذاکر شاہ سیالوی

marfat.com

حضرت علامہ امام یوسف نبہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

عہد، طرزِ فکر اور علمی کارنامے

تیرھویں اور چودھویں صدی ہجری میں مسلمان سیاسی ادبار کا شکار تھے۔ عثمانی ترکوں کو مغربی استعمار ختم کرنے پر تلا ہوا تھا۔ ترکی کو وہ "مردِ بیمار" کہنے لگ گئے تھے۔ برِ صغیر کے افق پر ایسٹ انڈیا کمپنی کا ستارہ چمک رہا تھا اور مغل ادبار کے تاریک سایوں میں کھو رہے تھے، عالم عرب کو اندرونی کشمکش کی چکی میں پیسا جا رہا تھا، مشرق سے مغرب تک عالم اسلام غلامی کی بیڑیوں میں جکڑا جا چکا تھا مغربی شاطروں نے سیاست کی بساط الٹ دی تھی اور مسلمان حکمران خزاں کے بکھرے پتوں کی طرح استعماریت کی ہوا کے دوش پر اڑتے جا رہے تھے، جن کی کوئی منزل نہ تھی۔ جن کی اپنی رائے نہ تھی، جو اسلامی دنیا کا تحفظ نہیں کر سکتے تھے۔ آج وہ لقمۂ تیغ بن رہے تھے یا جیلوں کی سلاخوں کے پیچھے یادِ ماضی کے عذاب میں مبتلا تھے یا روپوش ہو کر عوامی زندگی کو اپنا کر استعماریت کا راستہ صاف کر چکے تھے دیوِ استبداد مشرق کی سیاست سے کھنڈرات بھر رہا تھا: انا ولا غیر کا نعرۂ اقتدار اس کی زبان پر تھا۔ عوام محوِ حیرت تھے کہ کیا تھا اور کیا ہو گیا، انہیں اپنی اور اپنے شہروں کی فکر کم تھی وہ اسلام کے متعلق سوچ رہے تھے۔ وہ سوچتے تھے کہ اگر ہماری اجتماعیت کا یہ شیرازہ بکھر گیا تو کیا ہو گا؟۔

نئے حاکم بھی سوچ رہے تھے کہ جس طرح بھی ممکن ہو مسلمان کے دل و دماغ سے مذہب کی الفت نکال دی جائے۔ جب تک مذہب سے یہ والہانہ محبت باقی ہے

marfat.com

تب تک ان کے اقتدار کو دوام نصیب نہیں ہو سکتا تھا۔ انہوں نے مسلمان کا علمی تجزیہ کیا، انہیں محسوس ہوا کہ مسلمان کے دل میں حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقامِ عالی ہے وہ ناموسِ محمدی کے تحفظ کے لیے اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنے ، ہرگز نہیں ہچکچاتے۔ وہ سب کچھ برداشت کر لیتے ہیں مگر نامِ محمدؐ (صلوات اللہ وسلامہٗ علیہ) کی عظمتوں کے خلاف ذرا سی بات بھی برداشت نہیں کرتے یعنی بقول اقبالؒ ہے :

در دلِ مسلم مقامِ مصطفیٰ است　　　آبروئے ما ز نامِ مصطفیٰ است

کو انہوں نے اپنا ایمان ٹھہرایا ہوا ہے، محبتِ نبوی ہی ان کی زندگی ہے، یہی محبت ان کے لیے شعاعِ امید ہے اور اسی محبت کی روشنیوں تلے وہ راہِ حیات کی تاریکیوں کو عبور کرتے جاتے ہیں، ان کے نزدیک زندگی کے وہی لمحے حیاتِ اصلیہ ہیں جو خلوت وجلوت میں یادِ محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نذر ہو جاتے ہیں، ان کے وہی سپنے حسین ہیں جن میں مدینہ کی بہاریں نظر نواز ہوں، ان کی وہی سانسیں معطّر ہیں جو کالی کملی والی سرکارِ عالی صلی اللہ علیہ وسلم کی یادوں کے ساتھ سینے کو منور کر رہی ہوں۔ کیونکہ فرمانِ نبوی کہ :-

لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی	تم میں سے کوئی دولتِ ایمان سے سرفراز
اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ	نہیں ہو سکتا جب تک کہ مجھے اپنے باپ
وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ	اپنے بیٹے اور ساری دنیا سے
اَجْمَعِیْنَ۔	عزیز تر نہ سمجھے۔

کا وہ عملی نمونہ ہیں۔

غیروں نے سوچا، حاکموں نے غور کیا کہ عشقِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی بہاریں جب تک گل فشاں ہیں تب تک ملتِ مسلمہ کا شیرازہ نہیں بکھر سکتا۔ ضروری ہے کہ روحِ محمد (صلوات اللہ علیہ) اس امت کے سینے سے نکال دی جائے پھر ملت منتشر

marfat.com

ہو جائے گی اور اس کے انتشار کے بعد ہمارے اقتدار کے محل کو کسی قسم کا خوف لاحق نہ ہوگا۔ اب ضروری ٹھہرا کہ ذاتِ رحمۃ اللعالمین علیہ التسلیم کو موضوعِ بحث بنایا جائے۔ اور اس سلسلہ میں اس شکست خوردہ قوم کے کچھ لوگوں کو اپنا ہمنوا بنایا جائے قوموں میں ایسے ذہن ہر دور میں موجود ہوتے ہیں جو اقتدار کو مرجع و ماوی سمجھتے ہیں۔

ایسے لوگوں کی تلاش میں مغربی استعمار کامیاب ہوگیا۔ اسے عالم عرب میں بھی ایسے لوگ مل گئے اور برِصغیر میں بھی ان کی تلاش بار آور ہوئی، مسئلہ یہ اٹھایا گیا کہ کیا حضور ختمی مرتبت علیہ التحیۃ والتسلیم کو علمِ غیب کلّی حاصل تھا یا نہیں۔

اہل دل تڑپ اٹھے کہ یہ کیا ہو رہا ہے؟ ملت کے مفکر سوچ میں ڈوب گئے کہ اس حملے کا جواب کس انداز سے دیا جائے؟ جگہ جگہ اس نئے نظریے کا چرچا کیا گیا پھر کہا گیا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم کلی نہیں ہے تو آپ کو غائبانہ ندا بھی جائز نہ ہوگی لہٰذا الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ کہنا کلمۂ شرک ہوگا۔ ان نظریات کے پرچار میں اتنی شدت برتی گئی کہ روحِ زمین کانپ اٹھی۔ زندہ تو ایک طرف رہے مُردوں کو بھی نہ بخشا گیا اور مزارات پر بلڈوزر چلا دیئے گئے۔ یعنی سنت یزید کا احیاء ہوا کہ اس نے شہدائے اہل بیت کے مزارات پر ہل چلا دیئے تھے اور نئے علمبرداران مذہب نے وہی کام بلڈوزروں سے لیا۔

سیاسی افراتفری کے ساتھ یہ علمی پراگندگی مسلمانوں پر مسلط کر دی گئی، انبیائے کرام علیہم السلام کے حقیقی وارث اولیائے عظام علیہم الرضوان ہوتے ہیں ان کی درگاہیں وجہ اتحاد اور سبب سکون ہوتی ہیں ان خانقاہ نشینوں نے اسلام کی علمی، اخلاقی اور تہذیبی اقدار کی ہمیشہ حفاظت کی ہے اور ہر آڑے وقت میں مسلمانوں کی صحیح رہنمائی کی ہے۔ دورِ حاضر میں تحریکِ پاکستان کی صفِ اوّل میں ہمارے یہی خانقاہ نشیں حضرات تھے جنہوں نے اپنا سب کچھ پاکستان کے لیے وقف کر دیا تھا اور کسی جبر و

marfat.com

تشدد اور لالچ و حرص کی پرواہ کیے بغیر وہ لشکر اسلام کا ہراول دستہ بن کر میدان جہاد میں اتر آئے تھے۔ یہ خانقاہیں مغربی استعمار کے لیے مصیبت گاہیں تھیں لہٰذا اپنے ایجنٹوں کو ان کے خلاف بھی صف آرا ہونے کا حکم دیا اور عرب و عجم میں ان ضمیر فروشوں نے اولیائے امت کے خلاف جھوٹ کا ایک طوفان کھڑا کر دیا۔

آپ گزشتہ دو صدیوں کی وہ مختلف تحاریک ملاحظہ فرمالیں جو عظمتِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے خلاف برپا کی گئیں اور جنہیں اولیائے امت کے خلاف استعمال کیا گیا ان میں قدرِ مشترک ایک ہی تھی کہ مسلمان کے سینے سے محبت رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام نکل جائے۔ اور اولیائے امت کی الفت کا رشتہ ٹوٹ جائے۔

ان حالات میں اور اس ماحول میں اللہ کے کچھ نیک بندے میدانِ عمل میں اترے انہوں نے اسلامی عقائد کا دفاع کیا۔ انہوں نے حضور سید العالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گرد یوں ہی ہالہ بنایا جس طرح بدر و اُحد کے میدانوں میں عظیم المرتبہ صحابہ کرام علیہم الرضوان بنایا کرتے تھے۔ ان بندگانِ حق میں دو حضرات ممتاز تر تھے۔ دنیائے برِصغیر میں اعلیٰحضرت عظیم البرکت مولانا شاہ احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ اور عالمِ عرب میں ہمارے مصنف امام شہیر عالم بے نظیر علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ ان دو حضرات میں قدرِ مشترک عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

یہ آگے بڑھے اور استعماریت کی کج فکریوں کو میدانِ علم میں للکارا، استعماریت کے دجل و فریب کا بھانڈا چوراہے میں پھوڑا، ان کے دلائل کے پرخچے اڑا دیئے اور ثابت کر دیا کہ ان نظریات کی اینٹوں سے تعمیر ہونے والا محل اِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ کا مصداق ہے اور مکڑی کے جالے سے زیادہ کوئی وقعت نہیں رکھتا۔

ان دونوں فضلاء نے جو مسلکی جنگ لڑی۔ ان کی زبان، ان کا قلم اور ان کی

marfat.com

تقریر نے مسلمانوں کے فکری انحطاط کو ختم کیا۔ ان کا لہجہ کچھ اور لوگوں کی طرح معذرت خواہانہ نہیں تھا بلکہ پوری قوت سے انہوں نے اسلام کی ترجمانی کے فرائض سر انجام دیئے۔ مغربی طرزِ فکر اور مغرب کے گماشتوں کے طرزِ استدلال کے لیے یہ لوہے کے چنے ثابت ہوئے جنہیں چباتے سے ان کے دانت ٹوٹ رہے تھے اور جن کے نگلنے سے ان کی آنتیں پھٹ رہی تھیں۔

محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان کا موضوع ہے وہ اسی مرکز کی طرف دعوت دیتے ہیں جو عظمت رسول علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا دشمن ہے وہ ان کا دشمن ہے اور جو محبتِ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سرشار ہے وہ ان کا محبوب ہے خواہ وہ جہاں ہے جس نسل کا ہے اور جو بھی زبان بولتا ہے۔ اس لیے کہ محبت کی دنیا میں رنگ، نسل اور زبان کا داخلہ ممنوع ہے اور جب یہ دنیا خود امام الدنیا علیہ التحیۃ والثناء آباد فرماتے ہیں تو اس کی بنیاد محبت پر رکھ کر رنگ ونسل اور زبان وبیان کے بتوں کو یہ فرما کر "لَا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلٰى عَجَمِيٍّ وَلَا لِعَجَمِيٍّ عَلٰى عَرَبِيٍّ كُلُّكُمْ مِنْ آدَمَ وَآدَمُ مِنْ تُرَابٍ" پاش پاش فرما دیتے ہیں۔

دونوں حضرات نے مختلف علمی موضوعات پر بے شمار کتابیں تصنیف فرمائیں۔ اعلیحضرت بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ برصغیر کے سب مصنفین سے گوئے سبقت لے گئے اور امام نبہانی عرب دنیا کے سب سکالروں کو پیچھے چھوڑ گئے۔ علامہ نبہانی رحمۃ اللہ علیہ کی لکھی ہوئی کتابوں کی ایک عام سی فہرست پر ذرا نگاہ ڈال لیں۔ آپ کو پتہ چل جائے گا کہ ان کی معلومات کتنی متنوع ہیں اور ان کا مطالعہ کتنا وسیع ہے۔ ان کا قلم کتنا بوقلموں ہے اور ان کی فکر کس طرح اغیار کے افکار باطلہ کے لیے شبخون ہے۔ لیجیے اس مختصر سی فہرست پر ایک طائرانہ نگاہ ڈال لیجیے۔

۱۔ الفتح الکبیر فی ضم الزیادۃ الی الجامع الصغیر۔ (اس کتاب میں حضرت نبہانی

marfat.com

نے چودہ ہزار احادیث جمع فرما دی ہیں، اپنے موضوع پر بڑی جامع اور بے مثل کتاب ہے۔ علامہ مرحوم کی سب کتابوں سے زیادہ مفید اور بہت نافع ہے۔ اگر اس کے علاوہ علامہ کے گوہر بار قلم سے اور کوئی تحریر بھی نہ نکلتی تو ان کے علمی مقام کے لیے یہی کتاب کافی تھی)۔

۲۔ قُرَّةُ الْعَيْنَيْنِ عَلٰی مُنْتَخَبِ الصَّحِيْحَيْنِ (تین ہزار احادیث اس کتاب میں امام موصوف نے جمع فرمائی ہیں۔ اور اپنے قلم حقیقت نگار سے بڑا فاضلانہ حاشیہ بھی تحریر فرمایا ہے۔ علم حدیث کی تدوین و تخریج اور تحقیق و تدقیق میں یہ دونوں کتابیں شاہکار ہیں اور ان لوگوں کے لیے دعوتِ نظارا، جو ہمیشہ یہ کہتے رہتے ہیں کہ سُنّی حضرات علمی دنیا سے ناواقف ہیں)۔

۳۔ جَوَاہِرُ الْبِحَارِ فِیْ فَضَائِلِ النَّبِیِّ الْمُخْتَارِ۔ (چار ضخیم جلدیں ہیں، فضائل مصطفوی کا گلشن مہک رہا ہے۔ اور بحرِ نبوّت کے جواہرات کا نکھار جھلکا جو مد پیدا کر رہا ہے کتاب کیا ہے محبّت کی داستان ہے، محققینِ امت کی کاوشوں کا جامع و مانع خلاصہ ہے، اپنے موضوع پر بے مثل کتاب ہے اور عاشقانِ مصطفٰی کے لیے تحفۂ لاجواب ہے)۔

۴۔ وَسَائِلُ الْوُصُوْلِ اِلٰی شَمَائِلِ الرَّسُوْلِ (کتاب کا نام ہی اپنے موضوع اور اہمیت کو اجاگر کر رہا ہے۔ شمائل نبوی پر جامع کتاب ہے)۔

۵۔ قُرَّةُ الْعَيْنَيْنِ من البیضاوی والجلالین (قرآن حکیم کی دو متداول و مشہور تفاسیر بیضاوی اور جلالین کے ساتھ ساتھ تحقیق و تدقیق کے دریا بہتے نظر آتے ہیں)۔

۶۔ شَوَاہِدُ الْحَقِّ فِی الْاِسْتِغَاثَةِ بِسَيِّدِ الْخَلْقِ۔ (کتاب کا نام ہی بتا رہا ہے کہ یہ کتنی عظیم کتاب ہے۔ منبع جود و عطا، مرکز علم و سخا صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد مانگنے کو مدلل انداز سے ثابت کر کے ان سب اوہام پر پانی پھیر دیا ہے جن کے سہارے کچھ لوگ

marfat.com

محراب ومنبر کے وارث بن کر روٹیاں توڑنے کا سامان پیدا کرتے رہتے ہیں۔

۷۔ حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین۔ (علامہ کی شہرہ آفاق کتاب ہے جس نے اپنے موضوع کو کمال بسط سے بیان کی لطافتوں سے مزین کر دیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات پر اس سے جامع کوئی کتاب شاید دستیاب ہو۔)

۸۔ اَفضَلُ الصَّلَوٰاتِ عَلٰی سَیِّدِ السَّادَاتِ (درود پاک اور اس کے لوازمات پر مفصل کتاب ہے)۔

۹۔ اَلنَّظمُ البَدِیعُ فِی مَولِدِ النَّبِیِّ الشَّفِیعِ۔

۱۰۔ اَلہَمزِیَّۃُ الاَلِفِیَّۃُ فِی مَدحِ سَیِّدِ الاَنبِیَاءِ۔ (دونوں کتابیں شاہسواران نظم کیلئے انمول تحفے ہیں، حضرت علامہ کی قادر الکلامی ہر ہر لفظ سے جھلک رہی ہے۔)

۱۱۔ اَلاَحَادِیثُ الاَربَعِینَ فِی وُجُوبِ طَاعَۃِ اَمِیرِ المُؤمِنِینَ۔

۱۲۔ انوار المحمدیہ مختصر مواہب اللدنیۃ۔ (مواہب لدنیہ اپنے موضوع پر ایک عظیم کتاب شمار ہوتی ہے جس نے دنیا بھر کے اصحاب تحقیق سے داد وصول کی ہے۔ اس کتاب میں مواہب کا خلاصہ کمال جامعیت سے پیش کیا ہے۔)

۱۳۔ اَلاَحَادِیثُ الاَربَعِینَ فِی فَضَائِلِ سَیِّدِ المُرسَلِینَ۔

۱۴۔ اَلاَحَادِیثُ الاَربَعِینَ فِی اَمثَالِ اَفصَحِ العَالَمِینَ۔ (دونوں کتابوں کے نام اپنے موضوع کی تعیین کرتے ہیں)۔

۱۵۔ سَعَادَۃُ الدَّارَینِ فِی الصَّلوٰۃِ عَلٰی سَیِّدِ الکَونَینِ۔

۱۶۔ اَلسَّابِقَاتُ الجِیَادُ فِی مَدحِ سَیِّدِ العِبَادِ۔ (یہ دونوں کتابیں بھی اپنے موضوعات کی تعیین اپنے ناموں سے کر رہی ہیں)

۱۷۔ مِثَالُ النَّعلِ الشَّرِیفِ۔

۱۸۔ قَصِیدَۃُ سَعَادَۃِ المَعَادِ فِی مُوَازَنَۃِ بَانَت سُعَادُ۔ (قصیدہ بانت سعاد عربی کا دہ

marfat.com

مایہ ناز قصیدہ ہے جس کی دھوم چار دانگ عالم میں پھیلی ہوئی ہے اور اسی قصیدہ کو شفیع بنا کر شاعر سرکارِ رسالت میں پیش ہوا اور انعام پایا۔ حضرت علامہ نے اسی بحر میں طبع آزمائی کر کے غلامی کا حق ادا کر دیا ہے)۔

۱۹۔ خُلَاصَۃُ الْکَلَامِ فِی تَرْجِیْحِ دِیْنِ الْاِسْلَامِ۔ (اس کتاب کو تقابل ادیان پر ایک بہترین کتاب قرار دیا جاسکتا ہے۔ حضرت موصوف نے دیگر مذاہب کے مقابلہ میں اسلام کی ابدی صداقتوں کے نورانی چہرے سے نقاب الٹا ہے اور اسلام کی حسین وجمیل تصویر دکھائی ہے)۔

۲۰۔ اَلْفَضَائِلُ الْمُحَمَّدِیَّۃُ (عظمتِ مصطفوی کا ترانہ ہے)۔

۲۱۔ ہادی المرید الیٰ طرق الاسانید۔ (نام سے ظاہر ہے کہ اسنادِ احادیث سے اس میں بحث کی گئی ہے اور ماہرینِ فن کو پتہ ہے کہ یہ علم کتنا ذہن طلب اور صبر آزما ہے علامہ نے یہاں بھی اپنی علمی عظمت کے جھنڈے گاڑ دیئے ہیں۔

۲۲۔ اَلْوِرْدُ الشَّافِیُّ۔

۲۳۔ المزدوجۃ الغراء فی الاستغاثۃ باسماء اللہ الحسنیٰ۔ (اسمائے الٰہیہ کی عظمتوں اور لطافتوں پر لطیف و شریف بحث ہے)۔

۲۴۔ اَلْمَجْمُوْعَۃُ النَّبْھَانِیَّۃُ فِی الْمَدَائِحِ النَّبَوِیَّۃِ۔ (اپنے موضوع پر ایک جامع اور مدلل کتاب)۔

۲۵۔ جَامِعُ الثَّنَاءِ۔

۲۶۔ مُفَرِّجُ الْکُرُوْبِ۔

۲۷۔ جَذْبُ الْاِسْتِغَاثَاتِ۔ (تینوں کتابوں کے نام ہی ان کے موضوعات کی تعیین کرتے ہیں)۔

۲۸۔ اِرْشَادُ الْحَیَارٰی فِی تَحْذِیْرِ الْمُسْلِمِیْنَ مِنْ مَدَارِسِ النَّصَارٰی۔ (مشرقی دنیا پر

marfat.com

بالعموم اور اسلامی دنیا پر بالخصوص قابض ہو کر مغرب کی استعماری نصرانی طاقتوں نے مدارس کا ایک جال بچھا دیا تاکہ نئی نسل کے ذہنوں کو اپنے افکار کے سانچوں میں ڈھالا جاسکے ۔ دردِ دل رکھنے والے مسلمانوں نے ان مدارس کا توڑ کرنا چاہا اور اپنے اپنے انداز سے اس مشکل کا حل ڈھونڈا۔ حضرت علامہ کی یہ کتاب بھی مغرب کے ان علم فروش اداروں کی خرابیوں کی نشان دہی کرتی ہیں۔ ایک یہ تحذیر ہے اور ایک وہ تحذیر ہے جو برِّ صغیر میں چھپی اور سب سے زیادہ متنازع کتاب ثابت ہوئی اور امکانِ نبوّت کا دروازہ کھول کر قادیانی نبوت کا راستہ صاف کر گئی ۔

۲۹۔ نجوم المہدیین فی معجزاتہ والرد علی اعدائہ اخوان الشیاطین ۔ (معجزاتِ نبوی کا مدلل انداز سے اثبات اور دشمنانِ معجزات کی علمی بھرپور تردید) ۔

۳۰۔ احسن الوسائل فی نظم اسماء النبی الکامل ۔ (حضور کے اسماء مقدس کو بھرپور انداز سے نظم کا لباس پہنا دیا ہے) ۔

۳۱۔ کِتَابُ الْاَسْمَاءِ فِیْ مَا لِسَیِّدِنَا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۔

۳۲۔ اَلْبُرْھَانُ الْمُسَدَّدُ فِیْ اِثْبَاتِ نبوّت سیدنا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

یہ دونوں کتابیں اپنا موضوع اپنے ناموں سے ہی ظاہر کر رہی ہیں اس عظیم مصنف کی زیادہ تر کتابوں کا موضوع حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس ہے اس پُرفتن دَور میں جبکہ مقامِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمتوں کے خلاف کچھ لوگ ہرزہ سرائی کر رہے تھے ہمارا یہ عظیم مصنف مومنوں کے دلوں میں اپنی شاہکار کتابوں سے عظمتِ محمدی کا نور بکھیر رہا تھا ۔

۳۳۔ حُسْنُ الشِّرْعَۃِ فِیْ مَشْرُوْعِیَّۃِ صَلٰوۃِ الظُّہْرِ بَعْدَ جُمُعَۃٍ ۔ (اس کتاب میں علامہ نے جمعہ کے وقت ایسے علاقوں میں جہاں اسلامی حکومت قائم نہ ہو، نمازِ ظہر پڑھنے کے دلائل دیئے ہیں اس نماز کو ہمارے علاقے میں نمازِ احتیاط الظہر کیا جاتا ہے ۔

marfat.com

۳۴۔ اَلرَّحْمَۃُ الْمُھْدَاۃُ فِی فَضْلِ الصَّلٰوۃِ۔ (اس کتاب میں نماز کی فضیلتوں کا ذکر ہے)۔

۳۵۔ دَلِیْلُ التُّجَّارِ اِلٰی اَخْلَاقِ الْاَخْیَارِ۔ (نیک لوگوں کی عادات کا تذکرہ ہے)۔

۳۶۔ سَبِیْلُ النَّجَاۃِ۔

۳۷۔ اَلتَّحْذِیْرُ مِنْ اتِّخَاذِ الصُّدُوْرِ وَالتَّصْدِیْرِ۔

۳۸۔ تنبیہ۔ الافکار لحکمۃ اقبال الدنیا علی الکفار۔ (دونوں کتابوں کے نام اپنے موضوعات کی تعیین کرتے ہیں اور ان مشکل موضوعات کو علامہ نے بڑے اچھوتے انداز میں بیان کیا ہے)۔

۳۹۔ اِتْحَافُ الْمُسْلِمِ۔

۴۰۔ سَعَادَۃُ الْاَنَامِ فِی اِتِّبَاعِ دِیْنِ الْاِسْلَامِ۔ (اس کتاب میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ ہر دور کے انسانوں کی بھلائی اسلام کی پیروی میں مضمر ہے۔)

۴۱۔ اَلْقَصِیْدَۃُ الرَّائِیَّۃُ الْکُبْرٰی۔

۴۲۔ اَلْقَصِیْدَۃُ الرَّائِیَّۃُ الصُّغْرٰی فِی ذَمِّ الْبِدْعَۃِ وَمَدْحِ السُّنَّۃِ الْغَرَّاءِ۔ (ان دونوں نظموں میں حضرت مصنف نے موضوع سے قطع نظر اپنی شاعرانہ عظمتوں کا بھی ثبوت دیا ہے۔

۴۳۔ اَلْاَرْبَعِیْنَ مِنْ اَحَادِیْثِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ۔ (اس کتاب میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چالیس احادیث جمع کی گئی ہیں۔ دورِ اوّل سے علمائے اسلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چالیس احادیث جمع کرتے آئے ہیں یہ بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے)۔

۴۴۔ اَلْعُقُوْدُ اللُّؤْلُؤِیَّۃُ فِی الْمَدَائِحِ النَّبَوِیَّۃِ۔ (آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح وثنا پر مشتمل معرکۃ الآرا کتاب ہے)۔

۴۵۔ تَھْذِیْبُ النُّفُوْسِ فِی تَرْتِیْبِ الدُّرُوْسِ۔

۴۶۔ اَلْمُبَشِّرَاتُ۔

۴۷۔ صَلٰوۃُ الثَّنَاءِ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ۔

marfat.com

۴۸۔ الدلالات الواضحات بشرح دلائل الخیرات۔ (دلائل الخیرات وہ معرکۃ الآرا کتاب ہے جو اولیا، امت خود بطور وظیفہ پڑھتے ہیں۔ اور اپنے مریدوں کو پڑھنے کا حکم دیتے ہیں۔ یہ اس کتاب کی شرح ہے اور مصنف نے شرح کے ساتھ ساتھ مخالفین کے اعتراضات کا بھی پوسٹ مارٹم کیا ہے)۔

۴۹۔ اَلْقَوْلُ الْحَقُّ فِیْ مَدْحِ سَیِّدِ الْخَلْقِ۔

۵۰۔ اَلصَّلٰوَاتُ الْاَلْفِیَّۃُ فِی الْکَمَالَاتِ الْمُحَمَّدِیَّۃِ۔ (یہ دونوں کتابیں بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے محامد و کمالات پر مشتمل ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا وہ سمندر ہے جس کا کوئی کنارہ نہیں اور ہمارا عظیم مصنف انہیں محامد و مناقب کا باغ قاری کے سامنے کھلانا چاہتا ہے)۔

۵۱۔ رِیَاضُ الْجَنَّۃِ فِیْ اَذْکَارِ الْکِتَابِ وَالسُّنَّۃِ۔

۵۲۔ اَلْاِسْتِغَاثَۃُ الْکُبْرٰی بِاَسْمَاءِ اللّٰہِ الْحُسْنٰی (اسمائے الٰہیہ پر مصنف کی یہ دوسری کتاب ہے)۔

۵۳۔ صَلَوٰاتُ الْاَخْیَارِ عَلَی النَّبِیِّ الْمُخْتَارِ۔

۵۴۔ جَامِعُ الصَّلٰوٰتِ عَلٰی سَیِّدِ السَّادَاتِ۔ (دونوں کتابوں میں درود شریف اس کے فضائل اور پڑھنے کے مختلف انداز بڑی وضاحت سے لکھے گئے ہیں۔

۵۵۔ اَلشَّرَفُ الْمُؤَبَّدُ لِاٰلِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ (حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پاک کی عظمتوں، رفعتوں اور تقدیس مآبیوں کا ذکر ہے)

۵۶۔ اَلْبَشَائِرُ الْاِیْمَانِیَّۃُ فِی الْمُبَشِّرَاتِ الْمَنَامِیَّۃِ۔ (خوابوں کی بشارتوں کا ذکر ہے اور بڑی تفصیل سے مصنف نے اس مسئلے کا جائزہ لیا ہے)۔

۵۷۔ کِتَابُ الْبَرْزَخِ۔ (ہمارے مصنف نے برزخی زندگی پر تفصیلی روشنی ڈالی ہے۔ اور اپنے موضوع پہ یہ بڑی ہی جامع کتاب ہے)۔

marfat.com

۵۸۔ کتاب الاذکار۔ (ذکرِ الٰہی پر عمدہ کتاب)۔

۵۹۔ جامع کرامات الاولیاء۔ (اولیاء کرام کی کرامات کا تذکرہ ہے اور اپنے موضوع پر عظیم ترین کتاب ہے جس کا ترجمہ حاضرِ خدمت ہے۔ لہٰذا ترجمہ خود بتائے گا کہ کتاب کیسی ہے)۔

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ اکثر تصانیف ذاتِ مصطفوی کے گرد طواف کرتی نظر آتی ہیں، حضرت مصنف کا قلم محبت کے سمندر میں غوطے کھاتا دکھائی دیتا ہے اور ان کا دل اسلاف کے عشق کا عکس بن جاتا ہے۔ وہ کسی کی پرواہ کیے بغیر عظمتِ مصطفٰے علیہ التحیۃ والثناء کے گیت گاتے چلے جاتے ہیں۔ انہیں بیک وقت جامی، رومی، سیوطی، محدث دہلوی اور رازی کا مجموعہ کہا جاسکتا ہے۔

متاخرین میں ان جیسا تبحرِ علمی شاذ و نادر لوگوں میں ہی ملتا ہے۔ انہوں نے جس موضوع پر قلم اٹھایا ہے حقِ تحقیق ادا کر دیا ہے اور عشق و محبت کی نمائندگی کا فرض پورا کر دیا ہے۔ انہوں نے مقامِ مصطفٰی علیہ التحیۃ والثناء کا بھرپور دفاع کیا ہے اور مخالفین کے دلائل کو قرآن و سنت اور اجماعِ امت کے خلاف ثابت کیا ہے۔

لطف کی بات یہ ہے کہ جب علامہ اپنے افکارِ عالیہ سے عربی دنیا کی رہنمائی فرما رہے تھے عین اسی زمانہ میں برِصغیر کی وسعتوں میں اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نغمے الاپ کر دلوں میں عشقِ محمدی کے دیپ جلا رہے تھے۔ آپ کے قلم سے ایسی شاہکار کتابیں اردو میں نکل رہی تھیں جو اپنے انداز میں منفرد تھیں۔ آپ نے کم و بیش ایک ہزار کتابیں لکھیں اور کوئی بھی ایسا علمی موضوع نہیں جس پر آپ نے اپنے شبدیزِ قلم کی جولانیاں نہ دکھائی ہوں اور جس میدان میں بھی آئے ہیں سکے جما دیئے ہیں۔ تحدیثِ نعمت کے طور پر خود فرماتے ہیں ؎

ملکِ سخن کی شاہی تم کو رضاؔ مسلّم
جس سمت آ گئے ہو سکے بٹھا دیئے ہیں

marfat.com

مسئلہ علم الغیب پر آپ کی معرکۃ الآراء کتاب ۔ الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبۃ ۔
نے اپنی دھاک بٹھادی ہے اور اسی کتاب پر تقریظ خود امام نبہانی نے بھی تحریر فرمائی ہے۔
آج جبکہ نمائندگانِ تنقیص کی کتب بازاروں میں عام ہیں اور سکولوں اور کالجوں
کی لائبریریوں میں بکھری پڑی ہیں، اور جو محبّت کی دنیا کے لیے پیغامِ موت ہیں اور
جن کے مصنفین نہ صرف مقامِ نبوّت کی عظمتوں سے ناآشنا ہیں بلکہ وہ تحریکِ پاکستان
کے بدترین دشمن رہے ہیں تو یہ ضروری ہے کہ ہم عشق کے ترجمانوں اور محبت کے ادا شناسوں
اسلام کے خادموں اور سرکارِ مدینہ علیہ التحیۃ والثناء کے غلاموں کی کتب کو عام کریں،
تاکہ ہماری نئی نسلیں اسلاف کے نقوشِ پا پر چل کر محبّت کی دنیا کو بسا سکیں۔ عظمتِ نبوی
کے لیے تن من دھن قربان کر سکیں۔ اولیائے امت کی برکات کو عام کر سکیں اور بزرگوں
کے جھنڈے کو سرنگوں نہ ہونے دیں۔ یہی وہ مشن ہے جسے علامہ نبہانی خلد مکانی اور
اعلیٰ حضرت بریلوی رحمہما اللہ تعالیٰ عام کرنا چاہتے ہیں اور اسی مشن کو اہلسنت کا
مشن کہا جاسکتا ہے۔

آیئے اب ہم علامہ نبہانی کے حالاتِ زندگی کا بھی مختصر سا جائزہ لیتے چلیں۔

ولادت آپ کی ولادت باسعادت ۱۲۶۵ھ مطابق ۱۸۴۹ء میں ہوئی آبائی
وطن خطہ فلسطین ہے۔ نبہان عربوں کا ایک معروف قبیلہ ہے آپ
اسی خاندان کے چشم و چراغ تھے اسی بنا پر آپ کو نبہانی کہا جاتا ہے۔ آپ کے والدِ
گرامی علومِ اسلامیہ کے بہت بڑے فاضل اور تقوی و تقدیس کے موصوف تھے۔ وہ
ذکرِ خدا اور یادِ مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء میں مشغول رہا کرتے تھے۔

تعلیم :- آپ نے اپنے والدِ گرامی سے ناظرہ قرآن کریم پڑھا، مختلف اساتذہ
سے علوم و فنون پڑھے۔ ۱۲۸۳ھ میں جبکہ آپ نے زندگی کی صرف
سترہ بہاریں دیکھی تھیں عازمِ مصر ہوئے تاکہ اسلامی دنیا کی سب سے بڑی اور سب سے

marfat.com

قدیم یونیورسٹی الازہر میں داخلہ لے سکیں۔ جامعہ ازہر میں ساڑھے چھ سال تک آپ نے پورے انہماک سے اور کامل توجہ سے علوم اسلامیہ کا مطالعہ جاری رکھا۔ علوم عقلیہ و فنونِ نقلیہ پر پوری دسترس حاصل کی۔ رجب ۱۲۹۵ھ میں جامعہ نے انہیں سندِ فراغ عطا کی۔ جامعہ کے سب اساتذہ اگرچہ یگانۂ روزگار تھے مگر شیخ الشیوخ علامہ ابراہیم سقا شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مقام ہی ممتاز تھا۔ آپ اس دور میں علماء کا مرجع اور استاذ الاساتذہ تھے۔ ان کی وفات کا بھی یہی ۱۲۹۸ھ کا سال تھا۔

کمال علمی آپ اپنے ہمعصروں میں کئی حیثیتوں سے ممتاز تھے۔ جید عالم دین اور یگانۂ روزگار فاضل تھے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ عظیم اہل قلم صاحبِ طرز ادیب، لازوال مصنف اور قادر الکلام شاعر تھے۔ سنتِ نبوی کے عاشق، بدعت کے دشمن اور سب سے بڑھ کر عشقِ مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کی جیتی جاگتی تصویر، آپ زندگی کا مرکز اور ایمان کا منبع حضور کریم علیہ التسلیم کی محبت کو یقین فرماتے تھے۔ اور یہی جذبۂ صادق انہیں بار بار کشاں کشاں بارگاہِ بے کس پناہ میں مدینہ طیبہ لے جاتا۔ ان کا دل کیا تھا؟ یادِ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا خزینہ تھا۔ روضۂ اقدس سے ذرا ہٹ کر بیٹھتے اور کہا کرتے میں کہاں اس قابل ہوں کہ قریب جاؤں اور پھر ان کی آنکھوں سے محبت کی لڑیاں ٹوٹنے لگتیں۔

حلیہ:۔ سفید ریش، نورانی چہرہ جو یادِ الٰہی کے جلوؤں سے جگمگاتا رہتا تھا۔ دو زانو مؤدب بیٹھنے کی عادت، آپ کے کمال کی تو بات ہی کیا ہے۔ آپ کی بیگم صاحبہ کو سیدِ کل ختم رسل دانائے سبل صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس دفعہ اپنے جمال جہاں آرا کی زیارت سے نوازا۔

ملازمت آپ نے کافی عرصہ تک بیروت میں عہدۂ قضاء کو نوازا۔ وہاں سرکاری لائبریری کے منتظمِ اعلیٰ بھی رہے۔ بڑی مصروف زندگی گزارتی عبادت

marfat.com

ریاضت، تصنیف و تالیف، قضا و فتاویٰ اور سفرِ حج و زیارت مدینہ منورہ ان کے مقدس مشاغل تھے۔ اب ذرا اس عاشقِ صادق کے وصال کو ملاحظہ فرمائیں۔

وصال جواہر البحار کی تصنیف کے کچھ عرصہ بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ سرکار ابد القرار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کتاب کو بہت پسند فرمایا اور کرم گستری و ذرہ نوازی فرماتے ہوئے حضرت علامہ کو سینۂ اقدس سے لگالیا، علامہ یہ عنایت بے پایاں پا کر عرض کرنے لگے کہ "سیدی! اب جدائی کا صدمہ برداشت کرنے کی قوت و تاب نہیں رہی" یہ درد بھرا جملہ سرکارِ رسالت میں شرفِ قبولیت پا گیا۔ اور یہ عاشقِ صادق حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے نورانی سینہ سے لپٹ کر ابدی نیند سو گیا، زبانِ عشق نے کہا، حیاتِ جاوداں پا گیا۔ آپ کی وفات شریف اعلیٰحضرت عظیم البرکت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے دس سال بعد سنہ ۱۳۵۰ھ مطابق سنہ ۱۹۳۱ء ہوئی۔ اپنے آبائی گاؤں اجزم میں قبر انور ہے جہاں آپ خوابِ عشق کے مزے لے رہے ہیں۔

علمی اثرات ہم عرض کر چکے ہیں کہ مختلف تحریکات کے ذریعے مغربی شاطر ناموسِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے درپے تھے اور مقامِ مصطفوی کے خلاف پھبتی زنی میں مشغول تھے۔ ان کے چیلے مختلف ناموں سے اسلامی دنیا میں زہر افشانی کر رہے تھے۔ عالمِ عرب میں حضرت علامہ نبہانی کی کتب اور برِصغیر میں اعلیحضرت بریلوی کی کتابوں نے ان کا ناطقہ بند کر دیا۔ ہوا کا رخ بدل گیا اور دونوں صنادیدِ اسلام کے ایمان افروز قلموں نے وہ نور بکھیرا کہ ظلمت چھٹ گئی۔ ایک اسلامی ملک کی حکومت تو علامہ نبہانی کی تحریرات کے دلائل سے گھبرا کر یہ فیصلہ کر بیٹھی کہ ان کی کتابیں اس ملک میں ناقابلِ اشاعت ہیں۔ اندازہ فرمائیے کہ قرآن و سنت کے دلائل کا جواب نہ بن سکا تو کتابوں پر بندش کا حکم نافذ کر دیا۔ یہ کتابیں عربی سے دوسری زبانوں

marfat.com

میں منتقل ہو کر مزید اثرات پیدا کر رہی ہیں۔ اور نہیں کہا جا سکتا کہ یہ ایمان افروز اثرات کس حد تک پھیلتے چلے جائیں گے مگر اس سے کسی کو انکار نہیں، کہ اثرات پھیلیں گے اور ضرور پھیلیں گے جو اَبی تحریکات اٹھیں گی اور عشق کی دنیا میں ضرور بہار آئے گی۔

جامعیت حضرت علامہ نبہانی جامع العلوم تھے اگرچہ آپ کی اکثر کتب کا موضوع شانِ رسالت کی عظمتوں کا تذکرہ ہے۔ مگر اس تذکرے کے دوران وہ علوم عقلیہ و نقلیہ کو سموتے چلے جاتے ہیں۔ قاری کے دل و دماغ کو علوم سے بھر دینے کی بھرپور کوشش فرماتے ہیں۔ پتہ چلتا ہے کہ نہ صرف موضوع سے بلکہ موضوع سے متعلقہ علوم سے بھی پورا پورا انصاف فرماتے جاتے ہیں۔ پھر لطف کی بات یہ ہے کہ ان کا اپنا ایک مخصوص اندازِ تحریر ہے۔ اور یہ بات بلا خوف تردید کہی جا سکتی ہے کہ علامہ موصوف صاحب طرز ادیب ہیں، کثرتِ معلومات تو ان کی کتاب جامع کرامات الاولیاء سے بھی عیاں ہیں۔ مختلف ادوار کے اولیاء کرام کا تذکرہ بڑا مشکل مسئلہ ہے پھر ان اولیائے کبار کا تعلق کسی ایک علاقہ سے نہیں بلکہ پورے عالمِ اسلام سے ہے اس کتاب میں حضرت علامہ نے دَورِ اوّل سے لے کر اپنے دَور تک کے اولیائے امت کا ذکر فرما کر تاریخِ اسلام پر احسانِ عظیم فرمایا ہے کہ سیرتِ اولیاء کی اس طرح حفاظت فرما دی ہے۔ اب اخلاقِ اولیاء کے عاشق اس کتاب کا مطالعہ کر کے علم و اخلاق سیکھتے چلے جائیں گے۔ کتاب کے قاری کے سامنے ولایت کے گلہائے نایاب کا نکھار ہوگا اور اس کی عقیدت ان پھولوں کی مہک پر نچھاور ہوتی رہے گی۔

فقیر بے نوا

محمد ذاکر شاہ چشتی سیالوی

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سب تعریفوں کا مستحق جہانوں کا پروردگار اللہ کریم ہے جس نے اپنے نیک بندوں میں سے جسے چاہا ایسی عظیم المرتبت کرامات سے نوازا جو اس کے مرسل نبیوں کے معجزات کا ایک حصہ تھیں اور دینِ مبین کی صحت پر دلیل تھیں۔

درود و سلام ہو اس ذاتِ عالی پر جو انبیاء و رسل سے افضل اور سب مخلوق کے آقا ہیں، جن کا اسم شریف صادق اور امین محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے ان کی ذاتِ اقدس کو تمام سب انبیاء و رسل سے زیادہ معجزات عطا فرمائے اور ان کی امتِ مرحومہ کے اولیائے کرام کو سابقہ سب امتوں کے اولیاء سے بڑھ کر کرامات سے نوازا۔

وجہ تسمیہ حمد و صلوٰۃ کے بعد راقم طراز ہوں کہ میں نے اس کتاب کا نام "جامع کرامات الاولیاء" رکھا ہے کیونکہ میں نے اس گروہ رضوان نصیب کی ایسی کرامات اس کتاب میں جمع کر دی ہیں جن کی مثل میرے علم کی حد تک کسی اور کتاب میں جمع نہیں تھیں۔ اگر صاحبِ کرامت معلوم تھا تو میں نے کرامت اسی کی ذات کی طرف منسوب کی اور زیادہ تر معلوم ہی تھے لیکن اگر ولی کا علم مجھے نہ تھا تو میں نے روایت کرنے والے راوی کا نام لے لیا ہے اور ایسی روایات کی تعداد میری کتاب میں کم ہے۔ اگر میں نے خود مشاہدہ نہیں کیا یا مشاہدہ کرنے والے نے اس کرامت کو بیان نہیں فرمایا تو میں نے جس کتاب سے وہ روایت نقل کی تھی اس کا حوالہ دے دیا ہے۔

marfat.com

وہ کتب جن سے حوالے نقل ہوئے ہیں

اب ذرا ان کتابوں کے ناموں کی فہرست ملاحظہ فرماتے جائیں، جن سے مَیں نے کافی حصے نقل کیے ہیں اور جو اپنے موضوع پر بے نظیر کتابیں ہیں اور جو نقل کرامات کے باب میں اپنا مخصوص انداز رکھتی ہیں:-

۱۔ مشکوٰۃ المصابیح مولفہ امام ولی الدین تبریزی، سن تالیف ۷۳۷ھ مَیں نے اس کتاب سے معجزاتِ نبوی پر مشتمل ایک سو احادیث کا انتخاب کیا ہے۔

۲۔ تفسیر کبیر، تالیف امام فخر الدین رازی متوفی ۶۰۶ھ، مَیں نے کراماتِ صحابہ اور کراماتِ اولیاء کے اثبات میں اپنی کتاب کے مقدمے میں بہت کچھ اس کتابِ عظیم سے نقل کیا ہے۔

۳۔ امیر اسامہ بن منقذ دمشقی متوفی ۵۸۴ھ کی کتاب الاعتبار۔

۴۔ رسالۃ القشیریہ، تالیف حضرت ابو القاسم نیشاپوری قشیری متوفی ۴۶۵ھ۔

۵۔ ابو عبداللہ بن نعمان مراکشی متوفی ۶۸۳ھ کی کتاب مصباح الظلام فی المستغیثین بخیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

۶۔ روح القدس۔

۷۔ الفتوحات المکیۃ۔

۸۔ مواقع النجوم۔

۹۔ المحاضرات۔ یہ چاروں حضرت شیخ اکبر سیدی محی الدین ابن عربی، متوفی ۶۳۶ھ کی تصنیفات ہیں۔

۱۰۔ روض الریاحین۔

۱۱۔ نشر المحاسن، یہ دونوں کتابیں امام یافعی متوفی ۷۶۸ھ کی تالیفات ہیں۔

۱۲۔ تفاح الارواح۔ یہ آٹھویں صدی کے عظیم عالم اور امام سبکی و علامہ ابنِ تیمیہ

marfat.com

کے معاصر کمال الدین محمد بن ابی الحسن علی سراج رفاعی قرشی شافعی کی تالیف لطیف ہے کراماتِ اولیاء پر مشتمل اس کتاب کی دو جلدیں ہیں لیکن مجھے صرف پہلی جلد مل سکی ہے۔

۱۳۔ شرح الحکم العطائیۃ، عارف بن عباد متوفی ۷۹۲ھ کی تصنیف ہے۔

۱۴۔ تحفۃ الاحباب، علامہ سخاوی نے اس میں مصر میں مدفون اولیائے کرام کا ذکر فرمایا ہے امام سخاوی نویں صدی ہجری میں تھے مگر یہ وہ سخاوی نہیں جن کی شہرت چار دانگ عالم میں پھیلی ہوئی ہے۔

۱۵۔ گیارہویں صدی ہجری کے عظیم عالم ابن الحورانی کی کتاب الاشارات لاماکن الزیارات فی دمشق الشام۔

۱۶۔ تحفۃ الانام فی فضائل الشام، یہ کتاب شیخ جلال الدین بصری دمشقی نے ۱۰۰۲ھ میں تحریر فرمائی تھی۔

۱۷۔ امام زین الدین ابوالعباس احمد بن احمد بن عبداللطیف شرجی زبیدی مصنف مختصر البخاری متوفی ۸۹۳ھ نے طبقات الخواص من اہل الیمن تالیف فرمائی۔ یہ اپنے شہر زبید میں ہی فوت ہوئے تھے۔

۱۸۔ الانس الجلیل قاضی عبدالرحمان علیمی حنبلی متوفی ۹۲۷ھ کی تالیف ہے۔

۱۹۔ الشقائق النعمانیہ، طاش کبری متوفی ۸۹۲ھ کی تالیف ہے۔

۲۰۔ شرح تائیہ ابن حبیب صفدی۔

۲۱۔ نسمات الاسحار فی کرامات الاولیاء الاخیار یہ دونوں سیدی شیخ علوان حموی کی تالیف ہیں۔ آپ کی وفات ۹۳۶ھ میں ہوئی تھی۔ نسمات الاسحار مکمل نہیں ہوئی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب کا مقدمہ ہے مگر مصنف نے کتاب کی تحریر سے رجوع فرمالیا اور یہی مقدمہ کتاب بن گیا۔

marfat.com

۲۲۔ قلائد الجواہر فی مناقب الشیخ عبد القادر، یہ شیخ محمد بن یحییٰ تاذفی حنبلی متوفی ۹۶۳ھ کی تالیف ہے۔

۲۳۔ المنن الکبریٰ۔

۲۴۔ البحر المورود۔

۲۵۔ الاجوبۃ المرضیۃ۔

۲۶۔ الطبقات الکبریٰ۔ یہ چاروں کتابیں امام عبد الوہاب شعرانی متوفی ۹۷۳ھ کی تصنیفات ہیں۔

۲۷۔ الطبقات الکبریٰ۔

۲۸۔ الطبقات الصغریٰ۔ یہ دونوں امام مناوی متوفی ۱۰۰۳ھ کی تحریرات ہیں۔

۲۹۔ الابریز فی مناقب سیدی عبد العزیز الدباغ از ابن المبارک فاسی، اس کتاب کو انہوں نے ۱۱۲۹ھ میں لکھنا شروع کیا تھا۔

۳۰۔ المشرع الروی فی مناقب ساداتنا آل با علوی، یہ کتاب اسی خاندان کے ایک عظیم عالم سید محمد بن ابوبکر شلی باعلوی متوفی ۱۰۹۳ھ کی تصنیف ہے۔

۳۱۔ شیخ محمد بن نجم الدین غزی متوفی ۱۰۶۱ھ نے دمشق شام میں الکواکب السائرۃ فی اعیان المائۃ العاشرہ تالیف فرمائی۔

۳۲۔ نفح الطیب شہاب احمد مقری متوفی ۱۰۴۱ھ نے لکھی۔

۳۳۔ خلاصۃ الاثر فی اعیان القرن الحادی عشر محبی متوفی ۱۱۱۱ھ نے لکھی ان کی وفات دمشق میں ہوئی۔

۳۴۔ مسلک الدرر فی اعیان القرن الثانی عشر تالیف سید محمد خلیل مرادی مفتی شام متوفی ۱۲۰۶ھ۔

۳۵۔ تاریخ مصر، عبد الرحمان بن حسن جبرتی متوفی ۱۲۳۷ھ۔

marfat.com

۳۶۔ شرح الطریقۃ المحمدیۃ سیدی عارف باللہ عبدالغنی نابلسی متوفی ۱۱۴۳ھ کی تالیف ہے۔

۳۷۔ شرح البردۃ، شیخ گرامی حسن عدوی مصری متوفی در مصر ۱۳۰۳ھ۔

۳۸۔ الحدائق الوردیۃ فی حقائق اجلاء النقشبندیہ۔ یہ ہمارے دوست عالم فاضل شیخ عبدالمجید بن شیخ گرامی علامہ مرشد محمد خانی نقشبندی متوفی ۱۳۱۷ھ کی تصنیف ہے ان کی وفات قسطنطنیہ میں ہوئی۔

۳۹۔ مناقب القطب الکبیر سیدی شمس الدین الحنفی المصری یہ کتاب حضرت کے خلیفہ شیخ علی بن عمر تبنونی کی تالیف ہے۔ میں نے طبقات الشعرانی سے جو نقل کیا ہے وہ دراصل علامہ علی کی اس کتاب سے لیا ہے جو طبقات کی تلخیص کے طور پر انہوں نے تحریر فرمائی تھی۔

۴۰۔ عمدۃ التحقیق فی بشائر آل الصدیق، تالیف شیخ ابراہیم عبیدی مالکی۔

۴۱۔ مناقب القطب، شمس الدین الحنفی المصری، یہ کتاب ان کے شاگرد شیخ حسن شمہ مصری فوی نے تحریر فرمائی۔

۴۲۔ مناقب القطب، سیدی الشیخ محمد جسر طرابلسی، یہ کتاب ان کے صاحبزادے ہمارے دوست علامہ شیخ حسین کی تصنیف ہے جو ابھی بقید حیات ہیں۔

۴۳۔ میری اپنی کتاب حجۃ اللہ علی العالمین، اس کتاب سے صرف وہی نقل کیا ہے جو طبقات سبکی سے میں نے اس کتاب میں تحریر کیا ہے اور یہ اس لیے کہ طبقات سبکی مصر میں ایک شخص نے مجھ سے لی تاکہ اسے چھپوا دے مگر کئی سال گزر گئے کہ نہ کتاب واپس کی اور نہ چھاپی۔ واللہ المستعان۔ یہ چالیس سے زائد کتابیں ہیں، یہ معتبر ہیں ان کے مصنف یا تو اکابر اولیا، اللہ ہیں یا عظیم المرتبت علما، ہیں اور انہیں سب دنیا میں اتفاقاً قبول کیا جاتا ہے۔ اگر ان کے علاوہ

marfat.com

اور مصنفین سے کچھ نقل کیا ہے تو ان کا ہم نے مقام تحریر پر حوالہ دے دیا ہے۔ کئی کرامات ایسی بھی ہیں جو متعدد کتابوں میں درج ہیں مگر ہم نے صرف ایک کتاب کے حوالے پر کفایت کی ہے خواہ یہ کتاب دوسری کتاب سے تصنیف میں پیچھے ہی کیوں نہ ہو۔ مثلاً میں نے مناوی کا حوالہ دیا پھر وہی کرامت زبیدی نے بیان کی اور زبیدی مناوی سے مقدم ہیں۔ یا وہ زبیدی کی کتاب سے میں نے پڑھی اور پھر یافعی کی کتاب میں بھی وہ کرامت مل گئی جو زبیدی سے مقدم ہیں تو میں پہلی نقل کو ہی کافی سمجھتا ہوں خواہ وہ زمانے میں مؤخر ہی کیوں نہ ہو۔ میری اس کتاب میں جو کرامتیں مذکور ہیں وہ دس ہزار سے کم نہیں بلکہ زائد ہی ہوں گی۔ یہ کرامات چودہ سو اولیائے کرام سے منقول ہوئی ہیں دَورِ صحابہ سے لے کر آج تک کے عظیم اولیاء سے نقل کی گئی ہیں۔ اگر صاحبِ کرامت کا نام معلوم نہیں تھا تو اسے کتاب کے خاتمہ پر ذکر کیا ہے۔

کراماتِ اولیاء کے موضوع پر لکھی جانے والی کتابوں میں محدثین کے انداز پر لکھی جانے والی مندرجہ ذیل کتابوں کا انداز نہیں ملتا اگر میں ان کتابوں کا حوالہ دوں گا تو یہ حوالہ براہِ راست نہ ہوگا بلکہ ان کے ناقلین مثلاً علامہ مناوی وغیرہ کے واسطے سے ہوگا۔ وہ کتابیں یہ ہیں :-

۱۔ کتاب الزہد : تالیفِ گرامی حضرت امام احمد رضی اللہ عنہ۔

۲۔ حلیۃ الاولیاء، از علامہ ابونعیم رحمۃ اللہ تعالیٰ۔

۳۔ صفوۃ الصفوۃ، تالیف علامہ ابنِ جوزی۔

۴۔ کرامات الاولیاء، تالیف ابو محمد خلال۔ ابن ابی الدنیا۔ لالکائی۔

وجہ تالیف ہم مقدمہ میں تفصیلاً بیان کرنے والے ہیں کہ ہر ولی کی کرامت در اصل اس کے نبی کا معجزہ ہے تو ہمارے آقا و مولیٰ

marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے اولیائے کرام کی کرامات بھی اس اصول کے تحت حضور علیہ السلام کے معجزات ہیں جو دین محمدی کی صحت وصدق پر دلیل ہیں یہی حقیقت مجھے اس کتاب کی تحریر پر آمادہ کر رہی ہے تاکہ میں اسے اپنی کتاب حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا تتمہ قرار دے سکوں۔ (حجۃ اللہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات شریفہ مذکور ہیں اور جامع الکمالات میں اولیائے امت کی کرامات درج ہیں چونکہ بقول مصنف کراماتِ اولیاء، انبیاء کے معجزات ہیں لہٰذا اولیائے امت کی کرامات سیدنا النبی الامی صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات ہیں تو یہ کتاب حجۃ اللہ کی دوسری جلد یا تتمہ بن گئی ہے۔ مترجم) میرا مقصود صرف اخبار تاریخی اور حکایاتِ مروی نقل کرنا نہیں تاکہ ہمارے عالی مرتبت صوفیاء اور اللہ کے محبوب بندوں سے جو کرامات صدور پذیر ہوئی ہیں انہیں بطور ڈائجسٹ ذکر کیا جائے۔ اگرچہ اس طرح بھی علماء و فضلاء نے اور اولیائے کرام اور ان کے اخبار و آثار کو ملنے والوں نے ذکر کیا ہے مگر انہیں بطور معجزۂ نبی ذکر کرنے سے ایمان قوی ہوتا ہے وجودِ خداوندی اور اس کی عظیم قدرتوں اور اولیائے کرام کے لیے ذاتِ خداوندی کا اکرام ثابت ہوتا ہے اور یہ ثابت ہوتا ہے کہ دینِ مبین صحیح ہے اور حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت نفوس میں ثبت ہوتی ہے۔ اگر آدمی مومن نہ ہو تو ان کرامات کو دیکھ کر اسے ایمان ملتا ہے اور اگر اسے پہلے ہی ایمان وایقان کی دولت نصیب ہو تو ان کرامات کو دیکھ کر ایمان میں مزید قوت پیدا ہوتی ہے۔ لہٰذا کرامات کا مقصود اصلی یہی قرار دینا ہی چاہیے۔ واللہ ولی الحمد۔

انداز ترتیب اصحابِ کرامات کے اسمائے گرامی میں نے حروف تہجی کے طور پر ذکر کیے ہیں اور غالباً ان کے زمانے کے مطابق

marfat.com

ان کے ناموں کو ترتیب دی ہے اگر کسی کی تاریخ وفات کا علم نہیں ہو سکا تو اندازاً اس کے دَور کا تعین کر دیا ہے۔ اگر صاحب کرامت ولی کا نام معلوم نہیں ہو سکا تو کتاب کے خاتمہ پر اس کی کرامت کا ذکر کیا ہے لیکن مَیں نے اس کرامت کو معتبر اور ثقہ لوگوں سے نقل کیا ہے جنہوں نے یا تو وہ کرامت خود دیکھی ہے یا اپنی کتابوں میں اسے ذکر کیا۔

مَیں نے کتاب کی ابتدا میں بڑے مفید مقدمے کا ذکر کیا ہے یہ مقدمہ شانِ اولیاء کے لیے جلیل القدر فوائد اور عظیم المرتبت مطالب پر مشتمل ہے۔ اس مقدمہ میں اثبات کرامات، انواع کرامات اور اولیاء کے مراتب کا بھی ذکر ہوا ہے۔ دراصل یہ مقدمہ ایک مستقل کتاب ہے۔ اس مقدمہ کے آخر میں سو احادیث بھی مذکور ہیں جو صحیح و حسن ہیں ان احادیث میں حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات بیان ہوئے ہیں۔ پھر مَیں نے ان صحابہ کی کرامات حروف تہجی کے مطابق بیان کی ہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کے بعد مَیں نے آغاز ان اولیائے امت سے کیا ہے جن کا نام نامی محمدؐ ہے (اور ترتیب تہجی چھوڑ دی ہے) یہ محض اس نامِ نامی کی تعظیم و تکریم کے لیے کیا ہے۔ بہت سے مؤرخین نے بھی ایسا ہی کیا ہے تہذیب الاسماء واللغات میں امام نووی نے بھی یہی انداز اپنایا ہے۔ اگر کچھ اولیائے کرام کنیت یا لقب سے زیادہ مشہور تھے تو مَیں نے کنیت یا لقب سے ہی ان کا ذکر کیا ہے لیکن ایسے حضرات کی تعداد بہت کم ہے، واللہ اعلم بالصواب۔

کچھ ضروری باتیں مقدمے سے پہلے کتاب کے مطالعہ کرنے والوں کے لیے کچھ تنبیہات کا ذکر ضروری ہے تاکہ مطالعہ میں آسانی رہے۔

marfat.com

تنبیہ اوّل مَیں نے کتاب کو حروفِ تہجی کے مطابق ترتیب دی ہے اور جس ولی کا اصل نام ملا ہے اسے تاریخی دور کے مطابق ذکر کردیا ہے ان کے نام کے ساتھ آنے والے دیگر الفاظ وصفات کا لحاظ نہیں کیا، اگر دونوں نام ایک جیسے ہیں تو جو تاریخ میں مقدم ہے اسے پہلے رکھا ہے۔ اگر اس کی صحیح تاریخ معلوم نہ تھی تو انداز اً لکھ لی ہے اگر مَیں زیادہ کوشش کرتا تو ایسے حضرات کی صحیح تاریخ معلوم کی جاسکتی تھی، مگر مصروفیات آڑے آئیں اور مَیں یہ کام نہ کرسکا۔ حالانکہ یہ چنداں مشکل نہ تھا۔ اگر کچھ لوگ کنیت۔ لقب یا نسب کی وجہ سے معروف تھے اور ان کے نام مجھے معلوم نہیں ہوسکے تو جس نام سے وہ مشہور تھے اس کے حرفِ اوّل کے مطابق میں حروفِ تہجی کے تحت ان کا ذکر کروں گا۔ ہاں اگر کسی کی کنیت ابوالحسن ہے تو مَیں اس کا نام علی ہی ذکر کروں گا۔ اگرچہ کتب میں اس کا نام علی نہ لکھا گیا ہو کیونکہ ابوالحسن کی کنیت بتاتی ہے کہ صاحبِ کنیت کا نام ضرور علی ہے۔ کچھ معروف ناموں والے حضرات ہیں مگر وہ اپنے کنیت یا نسب والے القاب سے مشہور ہیں تو مَیں ایسے حضرات کا ذکرِ خیر ان کے نام کی نسبت سے کروں گا اور مشہور وصف بھی متعلقہ حرف کے ساتھ ذکر کردوں گا۔

تنبیہ ثانی کئی اولیائے کرام کی کرامات و تراجم کا مختصر ذکر کروں گا۔ اس کی وجہ یہ ہوگی کہ مَیں نے جس کتاب سے نقل کیا ہے وہاں اتنا ہی مذکور تھا۔ دوسری وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ ان کی کرامات لاتعداد ہیں اور بحید مشہور ہیں لہٰذا ان کے ذکر کی ضرورت نہیں۔ مَیں اس لیے بھی کچھ حضرات کا ذکر مختصر کردیتا ہوں کیونکہ میں نے ان کے ذکرِ خیر پر مشتمل پوری کتاب لکھی ہوتی ہے لہٰذا اس کتاب میں اعادے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ حضور سیدی غوث الاعظم رضی اللہ عنہ، سیدی محمد حنفی، سیدی محمد حنفی۔ سیدی محمد جسر طرابلسی وغیرھم ایسے ہی نفوسِ قدسیہ ہیں۔

marfat.com

جن کی کرامات مبسوط و مشہور بھی ہیں اور ان حضرات پر جو کتابیں میں نے لکھی ہیں ان میں مذکور بھی۔

تنبیہ ثالث اگر میں نے کسی ولی کی تاریخِ وفات نہیں لکھی تو قاری کو چاہیئے کہ وہ تاریخِ وفات معلوم ہو تو ان کی کرامات کے اختتام پر تاریخ درج فرما دے لیکن اگر میں نے کسی کی کنیت یا لقب ذکر کیا ہے اور نام ذکر نہیں کیا تو اس کے نام کا اضافہ کنیت کے ساتھ کیا جا سکتا ہے مگر کتاب کی عبارت تبدیل کر کے اسے حروفِ تہجی کے مطابق دوسرے مقام پر ذکر نہیں کیا جا سکتا کیونکہ یہ تو تصرفِ کثیر ہے جس کا چنداں کوئی فائدہ نظر نہیں آتا۔

تنبیہ رابع جن کا ذکرِ خیر میں نے اس کتاب میں انہیں حل کر لیا ہے اور ان کی کرامات بیان کی ہیں تو اس ولایت و کرامات کو میں نے اپنے مشاہدہ و معانیہ کی بنا پر بیان کر دیا ہے ان کی حقیقت و سر کو تو اللہ کریم ہی جانتے ہیں۔ اللہ شاہد ہے کہ میں ولایت خاصہ کا حامل نہیں ہوں اور نہ ہی اہلِ کشف سے ہوں کہ اولیائے کرام کی حقیقت کو جان سکوں۔ اگر میرا حسنِ ظن کسی کی حقیقت کو پا گیا ہے تو بہت اچھا اور اگر حقیقت کو نہیں پا سکا تو اللہ مجھے اور اسے معاف فرما دیں۔ میں کسی کی صفائی پیشِ خدا کرنے نہیں آیا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ خود اپنی مخلوق کو بہتر جانتے ہیں ہم تو صرف ظاہر کو دیکھتے ہیں اور اسی پر حکم لگاتے ہیں باطن و سرائر کا والی اللہ ہے لیجئے اب ہم مقدمۂ کتاب کی طرف بڑھتے ہیں :-

marfat.com

مقدمہ

مقدمہ کے چار مطالب ہیں :-

مطلب اوّل اولیاء اللہ کی کرامات برحق ہیں اور یہ بھی حقیقت ہے کہ جس طرح کا معجزہ نبی سے ظہور پذیر ہوتا ہے ویسی ہی کرامت ولی سے صدور پذیر ہو سکتی ہے اور یہ کرامت دراصل نبی کا ہی معجزہ ہوتا ہے اس کی صداقت اور اس کے مذہب کے صحیح ہونے کی دلیل ہوتی ہے۔ قرآنِ پاک نے اولیاء کی شان میں فرمایا ہے :-

اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝[1]

سن لو بیشک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ کچھ غم وہ جو ایمان لائے اور پرہیزگاری کرتے ہیں انہیں خوشخبری ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں اللہ کی باتیں بدل نہیں سکتیں۔ یہی بڑی کامیابی ہے۔

دوسری جگہ فرمانِ خداوندی ہے :-

وَهُزِّىۤ اِلَيْكِ بِجِذْعِ

اور کھجور کی جڑ پکڑ کر اپنی طرف

---

[1] یونس ۷

marfat.com

الْنَّخْلَةِ تُسَاقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا فَكُلِيْ وَاشْرَبِيْ ؎

ہلا، تجھ پر تازی پکی کھجوریں گریں گی تو کھا اور پی۔

تیسرے مقام پر ارشادِ باری تعالیٰ ہے :-

كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا قَالَ يَا مَرْيَمُ أَنَّىٰ لَكِ هَٰذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝

جب زکریا اس کے پاس اس کی نماز پڑھنے کی جگہ جاتے اس کے پاس نیا رزق پاتے۔ کہا اے مریم! یہ تیرے پاس کہاں سے آیا۔ بولیں وہ اللہ کے پاس سے ہے بے شک اللہ جسے چاہے اُسے بے گنتی دے۔

چوتھی آیت کریمہ ملاحظہ ہو :-

وَإِذِ اعْتَزَلْتُمُوهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ فَأْوُوا إِلَى الْكَهْفِ يَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِنْ رَحْمَتِهِ وَيُهَيِّئْ لَكُمْ مِنْ أَمْرِكُمْ مِرْفَقًا ۝ وَتَرَى الشَّمْسَ إِذَا طَلَعَتْ تَزَاوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَإِذَا

اور جب تم ان سے اور جو کچھ وہ اللہ کے سوا پوجتے ہیں سب سے الگ ہو جاؤ، تو غار میں پناہ لو۔ تمہارا رب تمہارے لیے اپنی رحمت پھیلا دے گا اور تمہارے کام میں آسانی کے سامان بنا دے گا۔ اور اے محبوب! تم سورج کو دیکھو گے کہ جب نکلتا ہے ان کے غار سے داہنی طرف

؎ سورۂ مریم پارہ ۱۶۔

؎۲ سورۂ البقرہ، پارہ ۳۔

marfat.com

وَنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ

بچ جاتا ہے اور جب ڈوبتا ہے تو ان سے دائیں طرف کترا جاتا ہے۔ ترجمہ اعلیحضرت بریلوی۔

کراماتِ اولیا امام رازی کی نظر میں: امام فخر الدین رازی نے اپنی تفسیر کبیر میں اس آخری آیت شریفہ کی تفسیر فرماتے ہوئے طویل بحث کی ہے اور اس سے کراماتِ اولیاء کو ثابت کیا ہے وہ فرماتے ہیں "ہمارے صوفیائے عظام نے کرامات کے ثابت کرنے کے لیے اس آیت کو بطور حجت پیش فرمایا ہے اور ان کا یہ استدلال بالکل واضح ہے۔ ہم اس مسئلہ۔ اثباتِ کراماتِ اولیاء۔ کو یہاں تفصیلاً بیان کرتے ہیں مگر اس مسئلہ پر گفتگو سے پہلے دو مقدمات پیش نظر رکھنا ضروری ہیں۔

"لفظ ولی کی لغوی تحقیق"

پہلا مقدمہ: لفظ ولی کیا ہے؟ تو جواباً عرض ہے کہ اس کی دو صورتیں ہیں پہلی یہ کہ یہ علیم اور قدیر کی طرح فعیل کے وزن پر مبالغہ کا صیغہ ہے اس صورت میں اس کا معنی ہوگا ایسی ذات جس کی طاعات مسلسل رہیں اور معصیت و گناہ ان طاعات میں خلل نہ ڈالیں۔ دوسری صورت یہ کہ قتیل اور جریح کی طرح فعیل کے وزن پر ہو مگر معنی مفعول کا دے جس طرح کہ قتیل و جریح بمعنی مقتول و مجروح ہیں۔ اس صورت میں معنی یہ ہوگا وہ ذات جس کی حفاظت و نگرانی ہر قسم کے معاصی سے مسلسل اللہ کریم فرمائیں اور اسے ہمیشہ طاعات کی توفیق سے نوازیں۔ امام رازی پھر قرآن پاک سے اس لفظ ولی کے ماخذ نقل فرماتے ہوئے لکھتے ہیں یہ لفظ ان ارشادات قرآنیہ سے ماخوذ ہے۔ (۱) اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا۔ اللہ ایمانداروں کا ولی ہے۔

لے سورہ الکہف پارہ ۱۵۔

marfat.com

(۲) وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ (وہ نیک لوگوں کا دوست اور والی ہے)

(۳) اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ (تو ہمارا کارساز ہے ہمیں قوم کفار پر فتح عطا فرما) (یہاں لفظ مولیٰ بھی ولایت سے بنا ہے جس سے لفظ ولی بنا ہے ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ (یہ اس لیے کہ اللہ ایمانداروں کا مولیٰ ہے اور کافروں کا تو کوئی مولیٰ نہیں)، (۵) اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ (تمہارا ولی صرف اللہ اور اس کا رسول ہے)، میں کہتا ہوں کہ ولی لغت میں قریب کو کہتے ہیں تو جب بندہ کثرت طاعات اور زیادتیٔ اخلاص کی وجہ سے حضرت خداوندی کے قریب ہوتا ہے اور اللہ کریم اپنی رحمت، فضل اور احسان سے اپنے بندے کے قریب آجاتا ہے تو یہ دونوں قرب مل کر ولایت کا خمیر اٹھاتے ہیں۔

دوسرا مقدمہ کوئی بھی خارقِ عادت (عادت کے خلاف) بات کسی انسان سے ظاہر ہو تو اس کا یا تو وہ انسان دعویٰ بھی کرتا ہے کہ میرے دعویٰ کی دلیل یہ خارقِ عادت بات ہے یا دعویٰ نہیں کرتا۔

اگر پہلی صورت — دعویٰ والی صورت — ہے تو پھر یہ دیکھنا ہوتا ہے کہ وہ کس بات کا مدعی ہے کیا دعوائے الوہیت کرتا ہے یا مدعی نبوت و ولایت ہے، یا یہ دعویٰ ہے کہ وہ جادوگر اور مرید شیطان ہے تو یہ چار صورتیں بن جاتی ہیں۔ پہلی صورت دعوائے الوہیت ہے یعنی وہ خدا ہونے کا دعویٰ کرتا ہے تو کیا ایسے آدمی سے خارقِ عادت باتیں صادر ہو سکتی ہیں؟ اہل سنت نے اتفاقاً ایسے آدمی سے خارقِ عادت باتوں کے ظہور کو جائز قرار دیا ہے اور بطور دلیل فرعون کے دعوائے الوہیت کو پیش کیا ہے اور بتایا ہے کہ اس سے خارقِ عادت

marfat.com

باتیں صادر ہوتی تھیں اور یہ دلیل بھی دی ہے کہ دجال بھی ایسا ہی دعویٰ کریگا اور اس سے بھی خارق عادت امور ظاہر ہوں گے (کما فی الحدیث مترجم) ہمارے آئمہ فرماتے ہیں کہ دعوائے الوہیت کرنے والے کی شکل اور اس کا وجود ہی اس کے کاذب ہونے کی دلیل ہے لہٰذا اس کی خارق عادت باتوں سے اشتباہ ہوتا ہی نہیں ہے (امام رازی کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کریم تو لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ کے موصوف ہیں اور یہ مدعی ایک شکل رکھتا ہے نیز وہ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ کے موصوف ہیں اور یہ مخلوق ہے پھر شکل و مخلوق کا موصوف خدا کیسے ہو سکتا ہے لہٰذا اس کے دعوے سے کوئی شبہ نہیں کر سکتا اور نہ ہی دھوکا کھا سکتا ہے مترجم)

اگر دوسری صورت — دعوائے نبوت والی صورت — ہے تو پھر اس کی دو صورتیں بن جاتی ہیں کیا مدعی صادق ہے یا کاذب؟ اگر وہ سچا ہے تو خوارقِ عادت — معجزات — کا ظہور لازماً اس کے ہاتھ سے ہونا چاہیئے یہ ہر وہ شخص مانتا ہے جو انبیاء کرام علیہم السلام کی نبوت کا اقراری ہے اور ساری دنیا اس پر متفق ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام سے معجزات کا ظہور ہوتا ہے لیکن اگر مدعی نبوت جھوٹا ہے تو اس کے ہاتھ سے ظہور خوارق نہیں ہونا چاہیئے۔ اگر بالفرض والتقدیر وہ کچھ شعبدے کر دکھلائے تو اس کا معارضہ و مقابلہ ضروری ہوتا ہے۔

اگر تیسری صورت — ولایت کے دعوے والی صورت — ہے تو کرامات کے ماننے والے یہاں اختلاف فرماتے ہیں کچھ کا خیال ہے کہ ولی کو دعوائے کرامت نہیں کرنا چاہیئے اور کچھ دعویٰ کو جائز قرار دیتے ہیں، پھر اس میں بھی اختلاف ہے کہ کیا ظہور کرامات اس کے دعویٰ کے مطابق ہوتا ہے یا نہیں؟

marfat.com

اگر چوتھی قسم — جادوگری اور شیطنت کے دعوے والی صورت — ہے تو اہلِ سنت کہتے ہیں کہ ایسے آدمی سے خارقِ عادت باتیں ظاہر ہو سکتی ہیں معتزلہ کا خیال ہے کہ ایسا نہیں ہوتا۔

اب رہی مقدمہ دوم کی دوسری صورت کہ جس انسان سے خارقِ عادت باتیں صادر ہوتی ہیں مگر وہ کسی بات کا بھی دعویٰ نہیں کرتا تو ایسا انسان یا تو اللہ کریم کا نیک اور پسندیدہ آدمی ہوتا ہے یا گنہگار و خبیث انسان ہوتا ہے اگر پہلی صورت ہے تو اس کی یہ خارقِ عادت باتیں کراماتِ اولیاء کہلاتی ہیں یہ صدور پذیر ہوتی ہیں اور آئمہ اہلِ سنت ان کے جواز کے قائل ہیں معتزلہ میں سے ابوالحسن بصری اور اس کا دوست محمود خوارزمی کراماتِ اولیاء کے قائل ہیں باقی سب معتزلہ منکر ہیں۔

اگر یہ خوارق مردود الطاعۃ سے صدور پذیر ہوں تو انہیں کرامت نہیں بلکہ استدراج کہا جاتا ہے اب دونوں مقدمات پر تفصیلاً بات ہو گئی [1] اب ہم اہلِ سنت کے مذہب کے مطابق اولیائے کرام کی کرامات کے جواز پر قرآن۔ حدیث۔ آثارِ صلحاء اور عقل سے استدلال کریں گے۔ سب سے پہلے قرآن پاک سے استدلال کرتے ہیں، ہمارا استدلال کئی آیات سے ہو گا اب نمبر اول سیدہ مریم علیہا السلام کے متعلق ہے اس کی شرح ہم سورۂ آلِ عمران سے کرتے ہیں اب اس کا اعادہ نہیں کرتے (یہاں اس آیت شریفہ کی طرف اشارہ ہے۔ كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا اور یہ شانِ اولیائے کرام میں نقل ہونے والی یہ تیسری آیت تھی۔ مترجم)

آیت نمبر ۲ قصۂ اصحابِ کہف ہے کہ وہ تین سو نو سال تک زندہ و سلامت

---

[1] ادلہ اربعہ سے کرامات کے حق ہونے کے دلائل۔

marfat.com

آفات سے محفوظ سوتے رہے اور اللہ کریم انہیں سورج کی تمازت و گرمی سے بھی بچاتا رہا جیسا کہ ارشادِ خداوندی ہے :-

تَحْسَبُهُمْ اَيْقَاظًا وَّهُمْ رُقُوْدٌ ‌ تُو انہیں بیدار خیال کرتا ہے حالانکہ وہ سو رہے ہیں) سے لے کر اس ارشادِ باری تعالیٰ تک کہ وَتَرَى الشَّمْسَ اِذَا طَلَعَتْ تَّزٰوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ۔ (شانِ اولیا، کی آیت نمبر چار ترجمہ سمیت ملاحظہ فرمالیں) کچھ لوگوں نے اِس مسئلہ اثباتِ کرامات پر اس آیت شریفہ سے بھی استدلال کیا ہے : قَالَ الَّذِيْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ (جس کے پاس علم کتاب تھا اس نے کہا کہ میں تختِ بلقیس آنکھ جھپکنے سے پہلے آپ کو لا دوں گا) مگر ہمارے نزدیک یہ استدلال صحیح نہیں کیونکہ جس کے پاس علم کتاب تھا وہ خود حضرت سلیمان تھے تو پھر یہ آیت محلِ استدلال نہ رہی کیونکہ اس صورت میں وہ رسول کا معجزہ بن جاتی ہے۔ ولی کی کرامت نہیں رہتی۔

واقعۂ اصحابِ کہف پر قاضی نے ایک اور انداز سے بحث کی ہے کہ ان اصحابِ کہف میں یا ان کے دور میں کوئی نبی ہوگا اور یہ واقعہ اس کے معجزہ کے طور پر ظاہر ہوا ہوگا۔ کیونکہ یہ نیند نقضِ عادت پر دال ہے اور معجزہ بھی عادت کے توڑ اور اس کے خلاف کا نام ہے لہٰذا یہ کسی نبی کا معجزہ ہے کرامتِ ولی نہیں۔ لہٰذا اس سے اثباتِ کرامت کے لیے دلیل لینا جائز نہیں۔ امام رازی جواباً فرماتے ہیں کہ قاضی صاحب کا یہ استدلال باطل ہے اور یہ کسی نبی کا معجزہ ماننا محال ہے اس لیے کہ سونا ایسا معاملہ نہیں جسے خارقِ عادت مانا جائے اور پھر وہ خارقِ عادت ہونے کی وجہ سے معجزہ بنے (یعنی سونا انسانی عادت ہے اور خلاف عادت معجزہ ہوتا ہے لہٰذا صرف سونا معجزہ نہ ٹھہرا۔ مترجم) اگر نبی سونے کو معجزہ قرار دے تو

marfat.com

لوگ اسے تسلیم نہیں کریں گے۔ پھر جب تین سو نو سال کے بعد وہ آئیں تو لوگوں کو کیا خبر ہوگی کہ یہ وہی لوگ ہیں جنہیں نبی نے معجزاتی طور پر سلایا تھا اور پھر اس دور کے سب لوگوں کا بھی تین سو نو سال زندہ رہنا ضروری ٹھہرتا ہے تاکہ وہ نبی کے معجزہ کو بچشم سر دیکھ سکیں چونکہ یہ ساری شرطیں مفقود ہیں لہٰذا یہ واقعہ معجزہ نہیں، اب ایک ہی صورت رہ جاتی ہے کہ یہ واقعہ کرامتِ اولیاء ہو جو اللہ کریم نے انہیں بطور محض عطا فرمائی اور یہی حق ہے۔ ان آیات کے بعد اب ہم احادیث شریفہ کو لیتے ہیں، کرامات اولیاء کے اثبات کے لیے بہت سی احادیث ہیں ہم صرف پانچ کا ذکر کریں گے۔

"کراماتِ اولیائے نگاہِ محبوبِ خدا میں" صلوات اللہ وسلامہ علیہ

حدیث اوّل

مَا اَخْرَجَ فِی الصَّحِیْحَیْنِ عَنْ	بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرہ
اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ	رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ	نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے
قَالَ لَمْ یَتَکَلَّمْ فِی الْمَھْدِ	فرمایا، پنگھوڑے میں صرف تین بچوں
اِلَّا ثَلَاثَةٌ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ	عیسیٰ بن مریم علیہ السلام، زاہد
عَلَیْہِ السَّلَامُ وَصَبِیٌّ فِیْ زَمَنِ	جریج کے دور میں ایک بچے اور
جُرَیْجٍ النَّاسِكِ وَصَبِیٌّ	ایک اور بچے نے گفتگو کی ہے
اٰخَرُ اَمَّا عِیْسٰی فَعَرَفْتُمُوْ	عیسیٰ علیہ السلام کا معاملہ تو تمہیں
هُمْ۔ وَاَمَّا جُرَیْجٌ فَکَانَ	(صحابہ) علم ہے۔ اب رہا جریج
رَجُلًا عَابِدًا بِبَنِیْ اِسْرَائِیْلَ	تو وہ اسرائیلیوں میں ایک عابد

marfat.com

كانت له أم فكان يوما يصلي
إذ اشتاقت إليه أمه فقالت
يا جريج فقال يا رب الصلوة
خير أم رؤيتها ثم صلى
فدعته ثانيا فقال مثل
ذالك حتى قال ثلاث مرات
وكان يصلي ويدعها فاشتد
ذالك على أمه قالت اللهم
لا تمته حتى تريه المومسات
وكانت زانية هناك
فقالت لهم أنا أفتن
جريج حتى يزني فأتته
فلم تقدر على شيء وكان
هنالك راع يأوي بالليل
إلى أصل صومعته فلما أعياها
راودت الراعي عن نفسها

شخص تھا۔ اس کی والدہ تھیں وہ ایک دن نماز پڑھ رہا تھا۔ کہ والدہ کو اس کا پیار آیا اس نے پکارا جریج! جریج کہنے لگا، مولا کریم! نماز بہتر ہے یا ماں کی زیارت؟ پھر نماز پڑھنے لگ گیا ماں نے دوبارہ پکارا، جریج نے پھر پہلا عمل دہرایا، تین دفعہ ایسا ہی ہوا کہ وہ نماز میں مصروف رہا اور ماں کا خیال نہ کیا۔ ماں کو بات ناگوار گزری اس نے بطور بد دعا کہا اللہ! بدکار عورتوں کے فتنے میں مبتلا کرنے سے پہلے اسے موت نہ دینا۔ وہاں ایک بدکار عورت رہتی تھی۔ اسرائیلیوں سے کہنے لگی میں جریج کو فتنۂ زنا میں مبتلا کر دوں گی۔ وہ اس کے پاس آئی مگر وہ اس کے ہتھے نہ چڑھ سکا۔ ایک چرواہا جریج کے گرجے کے پاس رات گزار رہا تھا جب جریج آمادۂ گناہ نہ ہوا

marfat.com

فَاَتَاهَا فَوَلَدَتْ ثُمَّ قَالَتْ
وَلَدِیْ هٰذَا مِنْ جُرَیْجٍ
فَاَتَاهُ بَنُوْ اِسْرَائِیْلَ وَکَسَرُوْا
صَوْمَعَتَهٗ وَشَتَمُوْهُ فَصَلّٰی
وَدَعَا ثُمَّ نَخَسَ الْغُلَامَ
فَقَالَ اَبُوْ هُرَیْرَةَ کَاَنِّیْ اَنْظُرُ
اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
حِیْنَ قَالَ بِیَدِهٖ یَا غُلَامُ مَنْ
اَبُوْکَ؟ فَقَالَ الرَّاعِیْ فَنَدِمَ
الْقَوْمُ عَلٰی مَا کَانَ مِنْهُمْ وَ
اعْتَذَرُوْا اِلَیْهِ وَقَالُوْا نَبْنِیْ
صَوْمَعَتَکَ مِنْ ذَهَبٍ اَوْ
فِضَّةٍ فَاَبٰی عَلَیْهِمْ وَبَنَاهَا
کَمَا کَانَتْ وَاَمَّا الصَّبِیُّ الْاٰخَرُ
فَاِنَّ امْرَاَةً کَانَتْ مَعَهَا
صَبِیٌّ لَهَا تُرْضِعُهٗ اِذْ مَرَّبِهَا

تو چرواہا سے بدی کی اور بچہ
جن دیا پھر اعلان کرنے لگی کہ
بچہ جریج کا ہے، اسرائیلیوں نے
جریج کا گرجا گرا دیا اور اسے گالیاں
دیں۔ جریج نے نماز پڑھی دعا
مانگی پھر بچے کو ہاتھ سے چوکا دیا
ابو ہریرہ کہتے ہیں گویا میں اب
بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو
دیکھ رہا ہوں جب آپ نے
ہاتھ سے اشارہ فرمایا (جریج
کے اشارہ کو نقل فرماتے ہوئے)
لڑکے تیرا باپ کون ہے؟ بچے
نے کہا چرواہا، لوگ شرمندہ ہو کر
جریج سے معذرت خواہ ہوئے
لگے کہنے لگے ہم سونے یا چاندی
کا گرجا بنا دیتے ہیں، جریج نہ
مانا اور پھر پہلے کی طرح گرجا بنا لیا
ایک دوسرے بچے کی گفتگو یوں
ہے کہ ایک عورت شیر خوار بچے
کو دودھ پلا رہی تھی کہ ایک
خوبصورت خوش منظر جوان گزرا۔

marfat.com

شَابٌّ جَمِيْلٌ ذُوْشَارَةٍ حَسَنَةٍ فَقَالَتْ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ ابْنِيْ مِثْلَ هٰذَا فَقَالَ الصَّبِيُّ لَا تَجْعَلْنِيْ مِثْلَهٗ ثُمَّ مَرَّتْ بِهَا امْرَأَةٌ ذَكَرُوْا اَنَّهَا سَرَقَتْ وَزَنَتْ وَعُوْقِبَتْ فَقَالَتْ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ ابْنِيْ مِثْلَ هٰذَا فَقَالَ الصَّبِيُّ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِثْلَهَا فَقَالَتْ لَهٗ اُمُّهٗ فِيْ ذَالِكَ فَقَالَ اِنَّ الشَّابَّ كَانَ جَبَّارًا مِنَ الْجَبَابِرَةِ فَكَرِهْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَهٗ وَاِنَّ هٰذِهٖ قِيْلَ اِنَّهَا زَنَتْ وَلَمْ تَزْنِ وَقِيْلَ اِنَّهَا سَرَقَتْ وَلَمْ تَسْرِقْ وَهِيَ تَقُوْلُ حَسْبِيَ اللّٰهُ

عورت نے کہا اللہ! میرے بچے کو بھی ایسا ہی بنا دے۔ بچے نے کہا اللہ! مجھے اس جیسا نہ کرنا۔ پھر ایک عورت گذری، چوری اور زنا کا الزام تھا اور وہ سزا پا چکی تھی دودھ دینے والی عورت کہنے لگی اللہ! میرے بچے کو اس جیسا نہ بنانا۔ بچے نے کہا اللہ! مجھے اس جیسا بنا دے۔ جب ماں نے پوچھا تو بچے نے جواب دیا کہ نوجوان تو ایک ظالم و جابر تھا میں اس جیسا نہیں بننا چاہتا تھا اس عورت پر زنا کا الزام تھا مگر وہ زانی نہ تھی الزام چوری کا تھا مگر وہ چور نہ تھی بلکہ حسبی اللہ کہتی جا رہی تھی۔

حدیث دوم:-

وَهُوَ خَبَرُ الْغَارِ وَهُوَ مَشْهُوْرٌ فِي الصِّحَاحِ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ

دوسری حدیث غار والی ہے جو کتب صحاح میں مشہور ہے امام زہری نے حضرت سالم سے

marfat.com

عن ابن عمر قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ
انطلق ثلاث رہط ممن
کان قبلکم فآواہم
المبیت الی غار
فدخلوہ فانحدرت
صخرۃ من الجبل
وسدت علیہم باب
الغار. فقالوا انہ لا
ینجیکم من ہذہ
الصخرۃ الا ان تدعوا
اللہ بصالح اعمالکم
فقال رجل منہم
کان لی ابوان
شیخان کبیران
وکنت لا اغبق
قبلہما فناما فی
ظل شجرۃ یوما

روایت کی ہے انہوں نے یہ
روایت حضرت عبداللہ بن عمر
رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے لی ہے
ابن عمر کہتے ہیں کہ سرکار رسالت
مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد
فرمایا کہ گزشتہ دور میں تین افراد
مل کر آرہے تھے انہیں ایک
غار کے قریب پہنچ کر رات آگئی
وہ غار میں چلے گئے اچانک
ایک پہاڑی چٹان نے گر کر
غار کا دروازہ بند کر دیا۔ وہ
ایک دوسرے کو کہنے لگے بخدا
اب اس بلائے ناگہانی سے
اسی صورت میں نجات پا سکتے
ہو کہ اپنے نیک عمل کا واسطہ
دے کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرو
ان میں سے ایک نے یوں
واقعہ سنایا کہ میرے والدین بہت
زیادہ بوڑھے تھے اور میں ان
سے پہلے شام کو دودھ نہیں پیا
کرتا تھا وہ دونوں ایک دن

marfat.com

فَلَمْ اَبْرَحْ عَنْهُمَا
وَحَلَبْتُ لَهُمَا غَبُوْقَهُمَا
فَجِئْتُهُمَا بِهٖ فَوَجَدْ
تُّهُمَا نَائِمَيْنِ فَكَرِ
هْتُ اَنْ اُوْقِظَهُمَا
وَكَرِهْتُ اَنْ اَغْبِقَ
قَبْلَهُمَا فَقُمْتُ وَالْقَدَحُ
فِيْ يَدِيْ اَنْتَظِرُ
اسْتِيْقَاظَهُمَا حَتّٰى ظَهَرَ
الْفَجْرُ فَاسْتَيْقَظَا
فَشَرِبَا غَبُوْقَهُمَا
اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتُ فَعَلْتُ
هٰذَا ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ
فَافْرِجْ عَنَّا مَا نَحْنُ
فِيْهِ هٰذِهِ الصَّخْرَةِ
فَانْفَرَجَتْ انْفِرَاجًا
لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ الْخُرُوْجَ
مِنْهُ ثُمَّ قَالَ الْاٰخَرُ
كَانَتْ لِيْ ابْنَةُ عَمٍّ

ایک درخت کے سائے میں
سو گئے میں بھی ان کے پاس
ہی رہا ان کے لیے شام کا
دودھ دوہ لایا، جب ان کے
پاس پہنچا تو وہ سوئے ہوئے
تھے میں نے جگانا مناسب نہ
سمجھا اور ان سے پہلے خود بھی
شام کا دودھ پینا نامناسب
جانا۔ پیالہ ہاتھ میں لیے کھڑا رہا
ان کے جاگنے کا انتظار کرتے
کرتے صبح ہو گئی جاگے تو اپنا
رات کا دودھ پیا اب وہ
یہ بیان کرکے دعا کرنے لگا،
اے اللہ! اگر میں نے یہ سب
کچھ صرف تیری رضا کے لیے
کیا تھا تو ہماری اس چٹان والی
مصیبت سے ہمیں نجات عطا
فرما (اس کی اس دعا سے)
وہ چٹان تھوڑی سرک گئی مگر
ابھی وہ باہر نہیں نکل سکتے تھے
پھر دوسرے نے اپنا واقعہ یوں

marfat.com

وَكَانَتْ أَحَبَّ النَّاسِ إِلَيَّ فَرَاوَدْتُهَا عَنْ نَفْسِهَا فَامْتَنَعَتْ عَلَيَّ أَلَمَّتْ بِهَا سَنَةٌ مِنَ السِّنِينَ فَجَاءَتْنِي فَأَعْطَيْتُهَا مَالًا عَظِيمًا عَلَى أَنْ تُخَلِّيَ بَيْنِي وَبَيْنَ نَفْسِهَا فَلَمَّا قَدَرْتُ عَلَيْهَا قَالَتْ لَا يَجُوزُ لَكَ أَنْ تَفُكَّ الْخَاتَمَ إِلَّا بِحَقِّهِ فَخَرَجْتُ مِنْ ذَالِكَ الْعَمَلِ وَتَرَكْتُهَا وَتَرَكْتُ الْمَالَ مَعَهَا اَللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتُ فَعَلْتُ ذَالِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ عَنْهُ مَا نَحْنُ فِيهِ فَانْفَرَجَتِ الصَّخْرَةُ غَيْرَ أَنَّهُمْ لَا يَسْتَطِيعُونَ الْخُرُوجَ مِنْهَا

سنایا۔ میری ایک چچازاد تھی اور کائنات بھر سے پیاری تھی میں نے اسے بہلایا مگر وہ بے اعتنائی برت گئی۔ پھر اسے قحط سے ایک سال دوچار ہونا پڑا، میرے پاس مدد کے لیے آئی میں نے اسے اس شرط پر بہت سا مال دے دیا کہ وہ مجھے اپنی تنہائی سے سرفراز کرے گی (جب تنہائی میں آئی) اور مجھے اس پر قدرت حاصل ہوگئی تو کہنے لگی تو اس خاتم کو بلا حق نہ کھول (اس کا یہ کہنا تھا) کہ میں الگ ہوگیا اسے چھوڑ دیا اور مال بھی اسی کے پاس رہنے دیا (پھر یوں دست بدعا ہوا) اللہ! اگر میں نے یہ سب تیری رضا کی خاطر کیا تھا تو ہمیں کشائش عطا فرما دے اور اس مصیبت کو دور کر،، چٹان کچھ اور ہٹی مگر ابھی نکلنے کے لیے راستہ تنگ تھا

marfat.com

قَالَ رَسُوْلُ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
ثُمَّ قَالَ الثَّالِثُ اَللّٰھُمَّ
اِنِّیْ اسْتَاْجَرْتُ اُجَرَاءَ
فَاَعْطَیْتُھُمْ اُجُوْرَھُمْ
غَیْرَ رَجُلٍ وَّاحِدٍ تَرَکَ
الَّذِیْ لَہٗ وَذَھَبَ
فَثَمَّرْتُ اُجْرَتَہٗ حَتّٰی
کَثُرَتْ مِنْہُ الْاَمْوَالُ
فَجَاءَنِیْ بَعْدَ حِیْنٍ وَّقَالَ
یَا عَبْدَ اللّٰہِ اَدِّ اِلَیَّ اُجْرَتِیْ
فَقُلْتُ لَہٗ کُلُّ مَا تَرٰی مِنْ
اُجْرَتِکَ مِنَ الْاِبِلِ وَ
الْغَنَمِ وَالرَّقِیْقِ فَقَالَ
یَا عَبْدَ اللّٰہِ اَتَسْتَھْزِءُ بِیْ
فَقُلْتُ اِنِّیْ لَا اَسْتَھْزِءُ بِکَ
فَاَخَذَ ذٰلِکَ کُلَّہٗ
اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتُ

حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا، پھر تیسرا یوں گویا ہوا، اے اللہ! مَیں نے کچھ مزدور رکھے تھے مَیں نے انہیں مزدوری دے دی تھی صرف ایک مزدور مزدوری چھوڑ کر چلا گیا۔ مَیں نے اس کی مزدوری والی اجرت کو پھلدار بنا دیا اور بہت مال پیدا کیا۔ وہ مزدور کچھ وقت کے بعد آیا اور مجھے کہنے لگا، اے بندۂ خدا! مجھے میری مزدوری دے دے، مَیں نے اسے جواب دیا کہ یہ سب اونٹ بھیڑ بکریاں اور غلام تیرا ہی مال ہیں، یہ سن کر وہ کہنے لگا اے اللہ کے بندے! میرا مذاق نہ اڑا؟ مَیں نے اسے کہا مَیں جناب کا مذاق نہیں اڑا رہا ہوں (یہ سب آپ کا ہے لے لیں) اس نے وہ سارا مال سمیٹ لیا (پھر یوں دعا کی)

marfat.com

فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ عَنَّا مَا نَحْنُ فَانْفَرَجَتِ الصَّخْرَةُ عَنِ الْغَارِ فَخَرَجُوا يَمْشُوْنَ وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

میرے اللہ! اگر یہ سب کچھ میں نے آپ کی چاہت کے لیے کیا تھا تو ہماری مصیبت کو رفع فرما۔ اب کیا تھا چٹان غار کے منہ سے ہٹ گئی اور وہ اپنے سفر کیلئے چل نکلے، یہ حدیث حسن و صحیح اور متفق علیہ ہے۔

حدیث ۳

قَوْلُهُ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُبَّ اَشْعَثَ اَغْبَرَ ذِيْ طِمْرَيْنِ لَا يُؤْبَهُ لَهٗ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ "

کہ کئی پراگندہ مو، غبار سے اٹے اور پھٹے کپڑوں والے ہوتے ہیں ان کی کوئی انسان پرواہ تک نہیں کرتا لیکن اگر وہ قسم خدا کسی بات پر کھالیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم پوری فرما دیتا ہے "

حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ان کی قسم کو کسی خاص چیز سے وابستہ نہیں فرمایا جس سے پتہ چلتا ہے کہ جو بھی قسم کھائیں اللہ کریم اسے پورا فرما دیتے ہیں۔

حدیث چہارم

رَوٰى سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ

حضرت سعید سیدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ حضور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے

marfat.com

تعالیٰ علیہ وسلم بینما رجل یسوق بقرۃ قد حمل علیھا فالتفت الیہ البقرۃ فقالت انی لم اخلق لھذا وانما خلقت للحرث فقال الناس سبحان اللہ بقرۃ تتکلم فقال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آمنت بھذا انا وابوبکر وعمر

ہیں آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایک آدمی ایک بیل کو لادے ہانکے لے جارہا تھا کہ بیل اس کی طرف مڑا اور کہنے لگا میں بوجھ اٹھانے کے لیے پیدا نہیں کیا گیا تھا میری تخلیق تو ہل چلانے کے لیے ہوئی تھی لوگوں نے (بیل کو باتیں کرتے سن کر) کہا سبحان اللہ! بیل بول رہا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میں، ابوبکر اور عمر اس بات کو مانتے ہیں۔

(ایمان صدیقی اور ایمان فاروقی کی عظمت ملاحظہ ہو کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اقرار و ایمان کے ساتھ ان کے اقرار و ایمان کو شامل فرما لیا۔ مترجم ؒ)

حدیث پنجم :-

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال بینما رجل یسمع رعدا

سیدنا ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ایک آدمی نے بادل سے

marfat.com

اَوْ صَوْتًا فِي السَّحَابِ
اَنْ اَسْقِ حَدِيقَةَ
فُلَانٍ قَالَ فَغَدَوْتُ
اِلٰى تِلْكَ الْحَدِيقَةِ
فَاِذَا رَجُلٌ قَائِمٌ فِيهَا
فَقُلْتُ مَا اسْمُكَ قَالَ
فُلَانُ ابْنُ فُلَانِ ابْنِ فُلَانٍ قُلْتُ
فَمَا تَصْنَعُ بِحَدِيقَتِكَ
هٰذِهِ اِذَا صَرَمْتَهَا قَالَ
وَلِمَ تَسْأَلُ عَنْ ذَالِكَ
قُلْتُ لِاَنِّي سَمِعْتُ صَوْتًا
مِنَ السَّحَابِ اَنْ اَسْقِ
حَدِيقَةَ فُلَانٍ قَالَ
اَمَّا اِذْ قُلْتَ فَاِنِّي اَجْعَلُهَا
اَثْلَاثًا فَاَجْعَلُ لِنَفْسِي وَ

یہ کڑک اور آواز سنی کہ فلاں
کے باغ کو پانی پلا دے، وہ
آدمی (یہ آواز سن کر) اسی
باغیچہ کی طرف چل نکلا، باغ
میں ایک آدمی کھڑا تھا آدمی
کہتا ہے میں نے اس سے پوچھا
کہ آپ کا نام کیا ہے؟ اس
نے کہا میں فلاں بن فلاں
بن فلاں ہوں، میں نے اس
سے پوچھا جب آپ اس باغ
کا پھل اتارتے ہیں اور اس
کی کھیتی کاٹتے ہیں تو پھر کیا
کرتے ہیں؟ باغ کے مالک
نے کہا آپ کو پوچھنے کی کیا
ضرورت ہے؟ وہ آدمی کہتا
ہے میں نے کہا کہ میں نے
بادل کے اندر سے آواز سنی
تھی کہ فلاں کے باغ کو پانی
پلا دے (یعنی بادل کے اندر
سے آپ کے نام کی آواز آئی
تھی اس لیے پوچھ رہا ہوں کہ

marfat.com

اَهْلِی ثُلُثًا وَّاجْعَلُ لِلْمَسَاکِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ ثُلُثًا وَّاُنْفِقُ عَلَیْھَا ثُلُثًا رِضْوَانُ اللّٰہِ عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْنَ

کوئی خاص کرامت ہے جس کی بنا پر آپ کا نام بادلوں میں گونج رہا ہے،) وہ فرمانے لگے جب آپ نے پوچھ ہی لیا ہے تو سنیئے میں باغ کے حاصل کے تین حصے کرتا ہوں اپنے اور اپنے اہل خانہ کے لیے ایک تہائی رکھتا ہوں مسکینوں اور مسافروں کیلئے ایک تہائی الگ کرلیتا ہوں اور ایک تہائی پھر اسی باغ میں صرف کر دیتا ہوں۔

جب کتاب وسنت سے کرامات کا اثبات ہو گیا تو اب آثار کی بات آتی ہے ہم پہلے خلفائے راشدین سے اور اس کے بعد باقی صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے صدور پانے والی کرامات کا ذکر کرتے ہیں، کراماتِ صحابہ کے زیرِ عنوان ہم امام رازی رحمہ اللہ تعالیٰ اور باقی لوگوں کے حوالے سے ان کرامات کا ذکر کریں گے۔ امام رازی فرماتے ہیں کہ صوفیائے کرام علیہم الرحمۃ والغفران کی کتب میں حد و حصر سے زیادہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی کرامات مذکور ہیں جو صحابہ کی کرامات کے متعلق پڑھنے کا شائق ہو وہ ان کتابوں سے رجوع کرے (تو آثارِ صحابہ کے طور پہ مذکور ہونے والی کرامات کا مصنف نے یہاں ذکر نہیں فرمایا۔ کراماتِ صحابہ میں ان کا ذکر ہو گا مترجم ؒ)

marfat.com

قرآن و حدیث اور آثار سے اثباتِ کرامات کے بعد ہم عقلی دلائل کی طرف بڑھتے ہیں تو ملاحظہ ہوں دلائل عقلیہ۔

"جوازِ کراماتِ اولیائے کرام پر عقلی دلائل"

کئی انداز سے عقلی دلائل پیش کیے جا سکتے ہیں:۔

دلیل اوّل بندہ اللہ کا ولی ہے اس کا ثبوت یہ آیۃ شریفہ ہے اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝

(یقیناً اللہ کے ولیوں کے لیے نہ خوف ہے نہ غم) اور اللہ بندے کا ولی ہے اس کے ثبوت میں یہ آیات وارد ہوئی ہیں ارشادِ خداوندی ہے:۔ اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (اللہ ایمانداروں کا ولی ہے) پھر فرمایا وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ (وہ نیک لوگوں کا ولی ہے) پھر فرمایا اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ (صرف اللہ اور اس کا رسول تمہارے ولی ہیں) ارشاد ہے اَنْتَ مَوْلٰىنَا (تو ہمارا مولیٰ ہے) (یاد رہے کہ مولیٰ اور ولی کا ماخذ ولایت ہے) ارشاد ہوتا ہے، ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (یہ اس لیے کہ اللہ مومنوں کا مولیٰ ہے) ان آیات طیبات سے ثابت ہوا کہ اللہ بندے کا ولی ہے، قرآن میں یہ بھی مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے کے محبوب ہیں اور بندہ اللہ کریم کا محبوب ہے ذرا ملاحظہ ہو ارشاد ہے يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ۔ (اللہ ان مومنوں سے محبت کرتا ہے اور وہ مومن اللہ سے محبت کرتے ہیں) پھر ارشاد ہے وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ (مومن اللہ سے بہت زیادہ محبت کرتے ہیں) اور ارشاد ہے اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ (یقیناً اللہ توبہ کرنے والوں اور طہارت پسندوں کو

marfat.com

محبوب رکھتے ہیں، جب اللہ کی ولایت و محبت بندوں کے لیے اور بندوں کی ولایت و محبت اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت ہوگئی تو ہم کہتے ہیں کہ جب بندہ اطاعت کی اس حد کو پالیتا ہے کہ جو بھی امرِ خداوندی ہوتا ہے وہ کرتا ہے اور جو رضائے الٰہی ہوتی ہے اس پر عمل پیرا ہوتا ہے اور جو منہی چیزیں ہیں ان سے منہ موڑتا ہے اور دوسروں کو بھی روکتا ہے تو پھر ایسا کیوں نہ ہو کہ رحیم اور کریم رب بھی ایک دفعہ بندے کی بات مان کر وہی کر دے جو اس کا بندہ چاہتا ہے بلکہ اس طرح ہونا تو اولیٰ ہے کیونکہ بندہ تو مسکین و عاجز ہوتے ہوئے بھی اللہ کریم کے ارادے و امر پر عمل پیرا ہو جاتا ہے تو اللہ رحیم و کریم قادر و مختار ہوتے ہوئے بندے کی مرضی پوری کر دے تو زیادہ بہتر ہے۔ تبھی تو قرآن میں فرمایا أَوْفُوا بِعَهْدِي أُوفِ بِعَهْدِكُمْ (تم میرا عہد پورا کرو میں تمہارا عہد پورا کروں گا) معلوم ہوا کہ مقامِ اطاعت پر ثابت قدم رہ کر بندہ اوامرِ الٰہیہ پورے کرتا ہے تو اللہ کریم بندے کی خواہش جوابًا محض اپنی رحمت سے پوری فرما دیتے ہیں اور یہی اس بندے کے لیے کرامت ہے جو عقلاً ثابت ہے۔ (مترجم)

دوسری دلیل عقلی اگر ظہورِ کرامت کو ممنوع قرار دیا جائے تو اس کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں پہلی یہ کہ اللہ کریم ایسا فعل و عمل کرنے کے اہل نہیں ہیں اور دوسری یہ کہ مومن اس بات کے قابل نہیں ہے کہ اللہ کریم اسے یہ عطیہ مرحمت فرمائیں۔ پہلی صورت کا اقرار تو کفر ہے کیونکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کریم کو قدرت حاصل نہیں اور دوسری صورت باطل ہے کیونکہ بندے کو اللہ کریم کی ذات، صفات، افعال، احکام، اسماء، محبت اور اطاعت کی عظیم معرفت حاصل ہے جو اس کی ذاتِ اقدس کی تقدیس، تمجید اور تہلیل میں بھی ہمہ تن

marfat.com

مروف ہے جب یہ معرفت ۔ محبت ۔ ذکر اور شکر اس ذات بے مثل نے اپنے بندے کو بلا سوال عطا فرمائے ہیں تو کیا وہ کسی صحرا میں اسے ایک روٹی عطا نہیں فرمائے گا یا کوئی سانپ اور شیر اس کے لیے مسخر نہیں کردے گا ۔ ان عظیم نعمتوں کی عطا کے بعد ان حقیر باتوں کے عطا فرمانے میں آخر کونسی رکاوٹ اور بُعد ہے ۔

تیسری عقلی دلیل حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رب العزت جل مجدہٗ سے حکایت بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں :۔

کوئی بندہ میرے فرائض کی ادائیگی
سے بڑھ کر کسی اور چیز سے میرا
تقرب حاصل نہیں کر سکتا (فرائض
کے بعد پھر وہ) نوافل سے مزید
میرا قرب حاصل کرتا جاتا ہے
حتیٰ کہ میں اسے محبوب بنا لیتا
ہوں جب وہ میرے مقام محبت
تک پہنچ جاتا ہے تو میں اس کے
کان ۔ آنکھ ۔ زبان ۔ دل ۔ ہاتھ
اور پاؤں بن جاتا ہوں وہ میرے
ذریعہ سے سنتا ۔ دیکھتا ۔ بولتا
اور چلتا ہے ۔

حدیث کا مفہوم یہ ہوا کہ ان کے کانوں ، ان کی آنکھوں اور ان کے باقی اعضا میں غیر اللہ کا حصہ ہی نہیں رہ گیا ، جب یہ ثابت ہو گیا تو ہمیں پھر یہ کہنے دیجئے کہ یہ عظیم مقام ہے اس کے مقابلے میں سانپ یا درندے کی تسخیر روٹی کی عطا اگر ڈل

marfat.com

مدکے گچھے کا حصول یا پانی کا گھونٹ کیا حیثیت رکھتے ہیں ؟ جب مولا کریم اپنے بندے کو محض اپنی نوازش سے یہ درجات عالیہ عطا فرما دیتے ہیں تو صحرا میں ایک روٹی یا چند گھونٹ پانی کیوں عطا نہیں فرمائے گا ؟۔

چوتھی عقلی دلیل

حضور شافع یوم النشور نے رب عزت جل جلالہ سے نقل فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا :۔

مَنْ آذٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ بَارَزَنِیْ بِالْمُحَارَبَۃِ

جس نے میری وجہ سے کسی ولی کو ایذا پہنچائی تو اس نے میدان جنگ میں مجھے دعوت مبازرت دی ہے ۔

اب اللہ کریم نے ولی کی ایذا کو اپنی ایذا قرار دیا ہے۔ یہ ارشاد دوسری آیت کریمہ کے مطابق ہے جس میں ارشاد ہوتا ہے کہ اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ ۔ (یقیناً جو لوگ آپ سے بیعت کر رہے ہیں وہ صرف اللہ تعالیٰ سے ہی بیعت کر رہے ہیں) (مطلب یہ ہوا کہ ایذائے ولی ایذائے الٰہی ہے تو رضائے ولی بھی رضائے الٰہی ہے اور بیعت محبوب بھی اسی قاعدہ کی بناء پر بیعت الٰہی ہے ۔مترجم) اللہ کریم کا یہ بھی ارشاد ہے کہ وَمَا کَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَۃٍ اِذَا قَضَی اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَمْرًا (یعنی کسی مومن اور کسی مومنہ کو یہ حق نہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کے بعد وہ اپنے اختیار کو باقی رکھیں) اللہ کریم جل مجدہٗ کا ارشاد ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ (جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول علیہ الصلوۃ والسلام کو تکلیف و ایذا پہنچاتے ہیں اللہ نے انہیں دنیا اور آخرت میں ملعون قرار دے دیا ہے) ان تین آیات کریمہ میں اللہ کریم نے اپنے

marfat.com

محبوب رحیم کی بیعت کو اپنی بیعت، ان کی رضا کو اپنی رضا اور ان کی ایذا کو اپنی ایذا قرار دیا ہے تو پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا درجہ انتہاؤں کی حد تک بلند تھا۔ اب ذرا حدیث پاک پر غور فرمائیں اس میں ارشاد ہوا کہ ولی کو ایذا دینے والا اللہ کریم کو دکھ پہنچانے والا ہے اس حدیث کی تائید ایک اور مشہور حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں ارشاد ہے کہ اللہ کریم قیامت کو فرمائیں گے

مَرِضْتُ فَلَمْ تَعُدْنِیْ
اِسْتَسْقَیْتُكَ فَمَا سَقَیْتَنِیْ
اِسْتَطْعَمْتُكَ فَمَا
اَطْعَمْتَنِیْ فَیَقُوْلُ
یَا رَبِّ كَیْفَ اَفْعَلُ
هٰذَا وَاَنْتَ رَبُّ
الْعٰلَمِیْنَ فَیَقُوْلُ اِنَّ
عَبْدِیْ فُلَانًا
مَرِضَ فَلَمْ تَعُدْهُ
اَمَا عَلِمْتَ اَنَّكَ
لَوْعُدْتَّهٗ لَوَجَدْتَّ
ذٰلِكَ عِنْدِیْ

میں بیمار ہوا تھا تو تُو نے میری
عیادت نہیں کی تھی میں نے
تجھ سے پانی مانگا تھا تو تُو نے
مجھے پانی نہیں پلایا تھا میں نے
تجھ سے کھانا طلب کیا تو تُو
نے مجھے کھانا نہ دیا۔ بندہ جواباً
عرض کرے گا۔ میرے رب!
میں یہ کیسے کر سکتا تھا تو تُو سب
جہانوں کا خود پالنے والا ہے؟
اللہ کریم فرمائیں گے کہ میرا فلاں
بندہ بیمار ہوا تھا تُو نے اس کی
بیمار پرسی نہیں کی تھی کیا تجھے
پتہ نہیں تھا کہ اگر تو اس کی عیادت
کرتا تو اس کا بدلہ میرے پاس پاتا۔
اسی طرح کھلانے اور پلانے میں
بھی ہوتا۔

marfat.com

ان احادیث نے بتا دیا کہ اللہ کے ولی ان درجات عالیہ تک پہنچ جاتے ہیں کیا اب بھی یہ بات بعید اور ناقابلِ یقین سمجھی جا سکتی ہے کہ اللہ کسی ولی کو روٹی کا ٹکڑا یا پانی کا گھونٹ عطا فرما دیں یا کتا اور کوئی وحشی جانور اس کا مطیع کر دیں؟۔

پانچویں عقلی دلیل یہ عرف میں ہم مشاہدہ کرتے ہیں کہ بادشاہ جسے خدمت خاصہ کے لیے متعین کرتے ہیں اور جسے محبت کی محفل میں آنے کی اجازت دیتے ہیں اسے ایسے اختیارات بھی دیتے ہیں جو دوسروں کو نہیں ملا کرتے بلکہ عقل سلیم کا فتویٰ تو یہ ہے کہ جب یہ قرب و وصال کی دولت ملتی ہے تو یہ مناصب خود بخود آجاتے ہیں یعنی قرب اصل ہوتا ہے اور عہدہ اس کے تابع۔ اب فرمایئے کہ اللہ کریم سب سے بڑا بادشاہ ہے کہ نہیں؟ تو جسے یہ شہنشاہ اپنی خدمت کی دہلیز پر کرامت کے درجے عطا فرما کر متعین کرتا ہے اسرارِ معرفت اسے عطا کرتا ہے دوری و فراق کے پردے ہٹا کر اسے اپنے قرب کی قالین پر بٹھاتا ہے تو کیا پھر اسے اس جہان میں کچھ کرامات کے اظہار سے روک بھی دیتا ہے؟ حالانکہ یہ سارا جہاں روحانی سعادتوں اور خداوندی معرفتوں کے مقابلے میں عدم محض اور فنائے صرف ہے تو جب وہ سب کچھ عطا فرما دیتا ہے تو یہ حقیر چیز کیسے عطا نہ ہوگی؟۔

چھٹی عقلی دلیل یہ مسلّمہ بات ہے کہ افعال کی متولی روح ہے جسم نہیں، اور اس میں بھی شک نہیں کہ اللہ کی معرفت روح کے لیے اتنی ہی ضروری اور اہم ہے جتنی ضروری جسم کے لیے روح ہے اس بات کی پوری تفصیل ہم نے اپنی تفسیر میں اس آیت شریفہ کے تحت بیان کر دی ہے:۔

یُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ (ملائکہ کو ایمان کی جان یعنی وحی

marfat.com

لے کر اپنے جن بندوں پر چاہے اتارتا ہے، حضور علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے

اَبِیْتُ عِنْدَ رَبِّیْ یُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِیْ (میں اپنے رب کے ہاں رات گزارتا ہوں وہ مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے) اسی حقیقت کے پیش نظر ہم دیکھتے ہیں کہ جسے دنیائے غیب کے احوال و کوائف زیادہ معلوم ہوتے ہیں اتنا ہی اس کا دل قوی ہوتا ہے اور ضعف وہاں راہ نہیں پاسکتا۔ اسی حقیقت کے پیشِ نظر تو مولٰی علی کرم اللہ وجہہ نے ارشاد فرمایا کہ "بخدا میں نے جسمانی قوت سے درِ خیبر نہیں اکھاڑا بلکہ یہ قوتِ ربانیہ کی جلوہ سامانیاں تھیں، یہ اس لیے وقوع پذیر ہوا کہ سیدنا کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظرِ اقدس عالم اجساد سے کٹ چکی تھی اور ملائکہ نے عالمِ کبریا کے انوار کی جلوہ ریزیاں کر دی تھیں اس کیفیت کے بعد کرار رضی اللہ عنہ کی روح میں قوت پیدا ہوگئی اور جوہرِ روح ملکی کا انعکاس و ظہور ہوا اور ان کی ذاتِ اقدس میں عالمِ قدس اور جہانِ عظمت کی ضو ریزیاں آب و تاب پیدا کرنے لگ گئیں تو اب بازوئے حیدر میں وہ قدرت ظہور پذیر ہوئی جس نے وہ کام کر دکھایا جو کسی اور سے نہ ہو سکا (یعنی غیب سے ظہور کا لباس پہنا تو وہ ممکن ہوا جو ناممکن تھا، مترجم) بس اسی طرح جب بندۂ خدا طاعات کے راستے پر چلتا اس مقامِ رفیع تک پہنچتا ہے تو اللہ کریم فرما دیتے ہیں کُنْتُ لَہٗ سَمْعًا وَّ بَصَرًا (میں اس کے کان اور آنکھ بن جاتا ہوں) جب جلالِ الٰہی کا نور اس کے کان بنتا ہے تو وہ بندۂ خدا قریب و دور سے سننے لگ جاتا ہے اور جب یہی نور اس کی نگاہ کو تاباں کرتا ہے تو وہ قریب و دور کو دیکھنے لگ جاتا ہے اور جب یہی نورِ جلال ولی کا ہاتھ بن جاتا ہے تو اسے آسان و مشکل اور قریب و بعید میں تصرف عطا کر دیتا ہے

marfat.com

ساتویں عقلی دلیل

اس دلیل کا مدار فلسفہ کے عقلی قوانین پر ہے تفصیل یوں ہے کہ روح کا جوہر بننے اور بگڑنے والے جسموں کی جنس سے نہیں ہے جو بکھار و تمزق کی آماجگاہ ہیں جنہیں ثبات و قرار نہیں بلکہ جوہر روح کا جنسی تعلق جواہر ملائکہ اور آسمانی دنیا کے باسیوں سے ہے یہ ان مقدس و مطہر جواہر سے نوعی تعلق رکھتا ہے۔ ہاں جب یہی روح اس بدن سے متعلق ہوئی اور بدن کی تدبیرات میں مصروف ہوئی تو اس محویت و استغراق نے اسے اپنا پہلا وطن اور قدیم مسکن بھلا دیا۔ اب جوہر روح اس جسم فاسد سے کلی طور پر مشابہ ہوگیا اور محویت نے اس کی قوتوں کو ضعیف کر دیا اس کی شان و شکوہ کو مسخ کر دیا اب قوتِ کار بھی اس سے سلب ہوگئی اور قدرتیں بھی عنقا ہوگئیں، پھر جب اسے معرفتِ خداوندی اور محبتِ الٰہی نے اپنے دامنِ انس میں پناہ دی اور تدبیرِ بدن کے سمندر میں غوطے کم ہوئے اور عرشی و سماوی روحوں کے انوار کا پھر اس پر انعکاس ہوا اور انوارِ قدسیہ نے پھر اس کی دستگیری کی تو اس کی قوتِ رفتہ پھر پلٹی تو پھر وہی روح اس دنیا کے اجسام پر دوبارہ قوت پا کر متصرف ہونے لگ گئی اب اس میں ارواحِ فلکیہ والی قوت عود کر آئی اور یہ خارق عادت امور اس سے ظاہر ہونے لگ گئے اور یہی تو کرامت ہے۔

ایک اور تحقیقی و باریک بات کو بھی ملاحظہ فرماتے جائیں ہمارا مذہب ہے کہ انسانی روحیں اپنی ماہیت و اصلیت میں مختلف ہیں کچھ قوی ہیں اور کچھ ضعیف ہیں کچھ نورانی ہیں اور کچھ ظلماتی اور کچھ اشرف ہیں اور کچھ ارذل بعینہ یہی کیفیت ارواحِ فلکیہ کی بھی ہے ملاحظہ ہو جبریل علیہ السلام کی وصف میں ارشادِ خداوندی ہے۔

اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ذِيْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِيْنٍ مُطَاعٍ ثَمَّ اَمِيْنٍ ۔ بیشک یہ عزت والے رسول کا پڑھنا ہے جو قوت والا ہے مالک عرش کے حضور عزت والا وہاں اس کا حکم مانا جاتا امانت دار ہے

marfat.com

فرشتوں کی ایک اور جماعت کے متعلق ارشاد ہوتا ہے :۔

وَكَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا ؕ[1] — اور کتنے فرشتے ہیں آسمانوں میں کہ ان کی سفارش کچھ کام نہیں آتی۔

اب آپ نے ارواح ملائکہ کے فرق کو بھی ملاحظہ فرمالیا۔ اب اگر ایک روحِ انسانی قوتِ قدسیہ سے اپنے عنصر کو قوی کرلے اپنے جوہر کو منوّر فرمالے وہ طبعاً علویت پسند ہو اور ان سب باتوں کے ساتھ وہ ریاضت وعبادت کے ذریعے اس عالم کون وفساد کے غبار وگدلاہٹ کو بھی اپنے چہرے سے زائل کر دے تو لازماً اس میں چمک دمک آئے گی اور اس عالم کون وفساد کے ہیولیٰ پر اسے تصرف حاصل ہو جائے گا۔ یہ سب تصرف معرفتِ خداوندی کے نور اور سرکار جلال وعزت کی ضو کی قوت سے ہوگا۔ اب ہم بیان کی عنان تھام رہے ہیں کیونکہ اس سے آگے دقیق اسرار اور عمیق احوال ہیں جو وہاں پہنچتا ہے وہی اس کی تصدیق کرتا ہے ہم دامن پھیلائے سوال کر رہے ہیں کہ خیرات کے سمجھنے میں اللہ کریم ہمارے معاون ہوں۔

منکرین کراماتِ اولیاء کے دلائل وشبہات

جو لوگ کراماتِ اولیائے کرام کے منکر ہیں انہوں نے کرامات کے صدور پذیر نہ ہونے کے لیے مندرجہ ذیل شبہات پیش کیے ہیں :۔

پہلا شبہ اسی شبہ پر منکرین کو بہت ناز ہے اور اسی کے سہارے وہ لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں طرزِ استدلال یوں ہے کہ خارقِ عادت اشیاء کے ظہور کو اللہ تعالیٰ نے نبوّت کے لیے دلیل قرار دیا ہے اگر یہی خارقِ عادت اشیاء نبی کے بغیر کسی اور سے بھی ظاہر ہونے لگیں تو پھر خارقِ عادت اشیاء دلیل

---

[1] پارہ ۲۷ سورہ نجم آیت نمبر ۱

marfat.com

نبوت نہیں رہیں گی کیونکہ مدلول کے بغیر اگر دلیل پائی جائے تو اس کا دلیل ہونا باطل ہو جاتا ہے (یعنی معجزہ یا خارقِ عادت) چیز دلیل ہے اور نبی اس کا مدلول ہے اگر دلیل کسی اور میں موجود ہے اور وہ نبی نہیں تو پھر دلیل باطل ہو جائے گی۔ (مترجم)

دوسرا شبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی سے بھی انہوں نے استدلال کیا ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ کریم جل مجدہٗ سے نقل فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ "لَنْ یَّتَقَرَّبَ الْمُتَقَرِّبُوْنَ اِلَیَّ بِمِثْلِ اَدَاءِ مَا افْتَرَضْتُ عَلَیْهِمْ۔ (کہ ہرگز کوئی تقرب کا متلاشی میرا تقرب ادائیگی فرض سے بڑھ کر نہیں پا سکتا) منکرین کہتے ہیں کہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ ادائے نوافل سے زیادہ ثواب ادائے فرائض سے ہوتا ہے پھر جو فرض ادا کرتا ہے اسے تو کرامات حاصل نہیں ہوتیں تو ادائے نوافل کے ساتھ یہ کرامات کیسے وابستہ کی جا سکتی ہیں۔

تیسرا شبہ اس آیت شریفہ سے منکرین نے دلیل لی ہے: وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا بٰلِغِيْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ[1] (کہ سواری کے جانور تمہارے سامان اس شہر تک اٹھا لے جاتے ہیں جہاں تم جانوں کو مشقت میں ڈالے بغیر نہیں پہنچ سکتے) اگر اس ذریعہ کے بغیر ولی ایک شہر سے کسی دوسرے دور کے شہر میں منتقل ہو جاتا ہے تو یہ اس آیت کریمہ کے خلاف ہے وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ سے مدینہ تک بڑی تکلیف کے بعد کئی دنوں کے بعد تشریف لے گئے پھر یہ کیسی عقل کی بات ہو سکتی ہے؟ کہ ولی صرف ایک دن میں اپنے شہر سے حج کے لیے جا پہنچے۔

---

[1] پارہ ۱۴ سورۃ نحل

marfat.com

چوتھا شبہ منکرین کہتے ہیں کہ اگر یہ صاحبِ کرامات ولی اگر کسی انسان پر دعویٰ کرے کہ اس نے میرا ایک درہم دینا ہے تو کیا ہم ولی مذکور سے گواہوں کو پیش کرنے کا مطالبہ کریں گے یا نہیں؟ اگر ہم گواہ مانگیں تو یہ فضول سی بات ہوگی کیونکہ کرامتوں کا اس سے ظہور اس بات کی دلیل ہے کہ وہ جھوٹا نہیں تو اس دلیل قاطع کے ہوتے گواہوں والی دلیل ظنی ہم کیسے طلب کر سکتے ہیں اور اگر ہم گواہ پیش کرنے کا مطالبہ نہیں کرتے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشادِ گرامی کے تارک بنتے ہیں جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اَلْبَیِّنَۃُ عَلَی الْمُدَّعِیْ (گواہ پیش کرنا مدعی کی ذمہ داری ہے) اب گواہ مانگیں تو یہ دلیل ظنی ہے اور اگر نہ مانگیں تو ترک حدیث ہے پھر یوں ہی کیوں نہ کہہ دیں کہ کرامت کا ماننا ہی باطل ہے تاکہ اس اعتراض سے بچ سکیں۔

پانچواں شبہ جب کرامتوں کا ظہور بعض اولیاء سے جائز مانیں گے تو اس سے لازم آئے گا کہ باقی اولیاء سے بھی کرامات کا ظہور جائز ہو جب سب سے ظہورِ کرامات ہوگا تو کرامات لاتعداد ہو جائیں گی چونکہ کرامت خارقِ عادت تھی جب کثرت ہوئی تو وہ خارقِ عادت نہ رہی بلکہ مطابقِ عادت ہوگئی اور جب مطابقِ عادت ہوئی تو معجزہ رہی نہ کرامت۔

شبہات کے جوابات

ان شبہات کا جواب علمائے اہلِ سنت نے یوں دیا ہے۔ پہلے شبہ کا جواب یہ ہے کہ لوگوں کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ کیا ولی کے لیے ولایت کا دعویٰ جائز ہے یا نہیں؟ محققین کا ایک گروہ کہتا ہے کہ ولایت کا دعویٰ ولی کے لیے جائز نہیں ہے ان کے اس فیصلہ کے مطابق معجزات وکرامات میں

marfat.com

بنیادی فرق ہے معجزہ سے پہلے دعوائے نبوّت ضروری ہے لیکن کرامت کے لیے پہلے ولایت کا دعویٰ ضروری نہیں۔ اس فرق کا سبب یہ ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام مخلوق کی طرف اس لیے بھیجے جاتے ہیں کہ وہ لوگوں کو کفر سے نکال کر ایمان کی دعوت دیں اور معصیت سے ہٹا کر طاعت کے راستے پر گامزن کریں اب اگر وہ نبوّت کا دعویٰ ہی نہ فرمائیں تو لوگ ایمان ہی نہیں لائیں گے اور ایمان نہ لانے کی صورت میں کفر کے دلدل سے نہ نکل سکیں گے جب وہ دعوائے نبوّت کریں گے اور معجزات کا ان سے ظہور ہو گا تو لوگ ان پر ایمان لے آئیں گے پتہ چلا کہ انبیائے کرام علیہم السلام کے دعوائے نبوّت کی غرض نفس کی عظمت کے لیے نہیں ہے بلکہ اس سے مقصود مخلوقِ خدا پر شفقت ہے تاکہ اس دعوے کے بعد وہ کفر سے اسلام کی طرف منتقل ہو جائیں۔ اب رہی بات ولی کے لیے ولایت کے ثبوت کی، تو اس ولی کی ولایت سے اگر کوئی بے خبر بھی رہ جائے تو وہ کافر نہیں ہوتا اور نہ اس کی ولایت کی معرفت سے ایمان ملتا ہے اب ولایت کا دعویٰ شہوت و خواہش نفس کے اظہار کا ذریعہ بن جاتا ہے تو نتیجہ یہ نکلا کہ نبی کے لیے نبوّت کا دعویٰ کرنا واجب ہے اور ولی کے لیے ولایت کا دعویٰ جائز نہیں اب فرق واضح ہو گیا اور شبہ اوّل اٹھ گیا، اب رہی بات دوسرے گروہ کی جو کہتا ہے کہ ولی کے لیے ولایت کا دعویٰ کرنا جائز ہے تو انہوں

نے شبہ اول کے جواب میں معجزہ و کرامت کا فرق کئی طریقوں سے بیان کیا ہے پہلی بات یہ ہے کہ کسی سے خارقِ عادت کا ظہور اس بات کی دلیل ہے کہ وہ انسان گناہوں سے بری ہے۔ تو پھر ایسا پاکدامن انسان نبوّت کا دعویٰ کرے تو اس کا یہ فعل (خارقِ عادت فعل) دعوائے نبوت میں اس کے سچا ہونے کی دلیل ہے اور اگر وہ دعوائے ولایت کرتا ہے تو یہ فعل اس دعوے میں اس

marfat.com

کے صدق کی دلیل ہے تو پھر ظہورِ کرامات اولیائے کرام کے لیے موجب طعن نہیں بن سکتیں اور اس طرح ان کے ظہور سے معجزات دلیلِ نبوت نہیں رہتے۔

دوسری بات یہ ہے کہ جب نبی علیہ السلام دعوائے معجزہ کرتا ہے تو اسے قطعی دلیل بھی سمجھتا ہے لیکن جب ولی کرامت کا دعویٰ کرتا ہے تو اسے دلیلِ قطعی نہیں سمجھتا کیونکہ معجزہ کا ظاہر کرنا تو واجب ہے مگر کرامت کا ظاہر کرنا لازمی نہیں ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ معجزے کا معارضہ کرنا اور مقابلے میں آنا شرعاً سخت ممنوع ہے لیکن کرامت کے لیے عدم معارضہ واجب نہیں ہے۔

چوتھی بات یہ ہے کہ ولایت کے دعوے کے بعد ظہورِ کرامت ولی کے لیے اسی وقت ہم جائز قرار دیتے ہیں کہ وہ اس نبی کے دین کا ماننے والا ہو جب وہ نبی کے دین کا ماننے والا ہو گا تو اس کی کرامت دراصل نبی کا معجزہ ہو گا جو اس کی رسالت کی تائید کرے گا تو اس طرح یہ کرامت نبی کی نبوّت کے لیے ذریعۂ طعن نہیں ہو گی بلکہ باعثِ تقویت ہو گی (اب اتنے فرق ہوتے ہوئے یہ کہنا کہ ظہورِ کرامت سے نبوّت کے لیے معجزے کا دلیل ہونا ختم ہو جاتا ہے ایک بلا دلیل دعویٰ ہے جو قابلِ رد ہے)

اب رہا دوسرا شبہ تو اس کا جواب یہ ہے کہ صرف فرائض سے تقربِ الٰہی نوافل کے تقرب سے زیادہ ہوتا ہے لیکن ولی تو فرائض و نوافل دونوں کے تقرب کا جامع ہوتا ہے تو واضح بات ہے کہ اس کا حال لازماً اس سے زیادہ قوی ہو گا جو صرف فرائض سے تقرب کا متلاشی ہو گا (حاصل جواب یہ ہے کہ ولی فرائض کا کوئی تارک تو نہیں ہوتا کہ اس کے صرف نوافل کا ذکر کر کے شبہ کیا جائے وہ تو جامع فرائض و نوافل ہوتا ہے لہٰذا صرف فرائض سے تقرب تلاش کرنے والے سے اس کا مرتبہ بلند ہوتا ہے)۔ مترجم)

marfat.com

تیسرے شبہ کا جواب یہ ہے کہ آیت شریفہ وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا بَالِغِيْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ لوگوں میں متعارف و معہود معاملات پر محمول ہے تو کرامات کا اس پر قیاس نہیں کیا جا سکتا کیونکہ وہ متعارف و معہود نہیں بلکہ نادر ہیں تو گویا وہ آیت شریفہ کے عموم سے مستثنیٰ ہیں بعینہٖ یہی جواب چوتھے شبہے کا بھی دیا جا سکتا ہے اور چوتھا شبہ اَلْبَيِّنَةُ عَلَى الْمُدَّعِىْ سے پیدا کیا گیا ہے جواب یہ ہوگا کہ لوگوں میں مروج اور عام عادی باتوں کے لیے یہ قانون تھا چونکہ کرامت متعارف نہیں بلکہ نادر ہے لہٰذا وہ اس سے مستثنیٰ ہے۔

پانچویں شبہے کا جواب یہ ہے کہ مطیع قلیل ہوتے ہیں خود ذات باری کا ارشاد ہے:۔ وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ (میرے بندوں میں سے شکر گزار کم ہیں) ابلیس بھی ان کی قلت کا شاہد ہے کہتا ہے وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ (اللہ! تو ان انسانوں میں سے اکثر کو ناشکرا ہی پائے گا) جب گروہِ اولیاء قلیل ٹھہرا تو ان سے اوقاتِ نادرہ میں ظہور پانے والی کرامات خلافِ عادت ہی رہیں گی لہٰذا اعتراض اٹھ گیا ہے (آئیے اب ایک نئے مسئلہ کی طرف بڑھیں تاکہ خارق عادت اشیاء میں حق و باطل کی حیثیت سے فرق کر سکیں۔) مترجم)

کرامات و استدراج میں فرق

یہ خیال میں رہے اگر کوئی آدمی کسی مراد تک پہنچ جائے اور اللہ کریم اس کا مقصد پورا فرما دیں تو یہ اس بات کی دلیل نہیں کہ وہ آدمی اللہ کے ہاں وجیہ اور مقرب ہے خواہ اس کی مراد مطابق عادت ہو یا مطابق عادت نہ ہو بلکہ خارق عادت ہو کیونکہ اللہ کریم کا یہ عطیہ کبھی تو بندے کی عزت افزائی کے لیے ہوتا ہے اور کبھی یہ عطیہ استدراج کے طور پر بندے کو عطا ہو جاتا ہے۔ استدراج کو قرآنِ پاک

---

۱ پارہ ۱۴ سورت نحل آیت نمبر ۷ ۲ پارہ ۲۲ آیت ۱۳ ۳ پارہ ۸ سورت الاعراف آیت ۱۷۔

marfat.com

نے کئی ناموں سے ذکر فرمایا ہے :۔

۱۔ استدراج ارشادِ خداوندی ہے : سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ (قریب ہے کہ ہم انہیں آہستہ آہستہ لے جائیں گے جہاں سے انہیں خبر نہ ہوگی) استدراج کا معنی یہ ہے کہ بندے کو دنیا میں اللہ کریم ہر وہ چیز عطا فرمادیں جو اس بندے کی کجروی ۔ گمراہی اور جہالت میں اضافہ کا سبب بن جائے ۔ یہ اشیاء اس کے لیے اللہ کریم سے دوری بڑھاتی چلی جاتی ہیں ۔ علومِ عقلیہ میں تحقیقاً یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ اگر کام کو بار بار دہرایا جائے تو ایک راسخ ملکہ اس کام کے کرنے پر پیدا ہو جاتا ہے ۔ اب اصل مسئلہ کی طرف آیئے جب انسان کا دل دنیا کی طرف مائل ہو جاتا ہے اور اللہ کریم اس بندے کی مراد پوری بھی فرما دیتے ہیں اور وہ اپنے مطلوب کو پالیتا ہے تو اسے ایک لذت سی حاصل ہو جاتی ہے اس لذت کا حصول اسے مزید دنیا کی طرف مائل کر دیتا ہے یہ میلان اسے مزید کوشش وجہد پر آمادہ کرتا ہے ۔ اب یہ میلان و کوشش اس آدمی کو ایک سے دوسرے کی طرف بڑھاتے چلے جاتے ہیں اور یہ دونوں حالتیں درجہ بدرجہ قوی ہوتی جاتی ہیں اب وہ ان لذتوں میں جب کھو جاتا ہے تو لازمی نتیجہ یہی ہوگا کہ وہ مقاماتِ مکاشفات اور درجاتِ معارف سے گرتا چلا جاتا ہے ۔ اب جتنا میلان دنیا کی طرف بڑھتا جائے گا اتنا ہی اللہ تعالیٰ سے دور ہوتا جائے گا حتیٰ کہ درجہ بدرجہ گرتے گرتے یہ بُعد کامل بن جائے گا اور وصالِ خداوندی اور تقربِ الٰہی ختم ہو جائے گا ۔ یہی استدراج ہے ۔

۲۔ مکر :۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ، فَلَا يَأْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْخَاسِرُونَ (اللہ کی خفی تدبیر سے نڈر نہیں ہوتے مگر

---

۱ پارہ ۹ سورۃ اعراف آیت نمبر ۱۸۲ ۔ ۲ پارہ ۹ سورت اعراف آیت ۹۹ ۔

marfat.com

تباہی والے) نیز ارشاد ہے:۔ وَمَكَرُوْا مَكْرًا وَّمَكَرْنَا وَهُمْ
لَا يَشْعُرُوْنَ (انہوں نے اپنا سا مکر کیا اور ہم نے اپنی خفیہ تدبیر فرمائی اور
وہ غافل رہے) نیز فرمان ہے وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ۔
(اور کافروں نے مکر کیا اور اللہ نے ان کے ہلاک کی خفیہ تدبیر فرمائی
اور اللہ سب سے بہتر چھپی تدبیر والا ہے۔)

۳۔ کید

ارشادِ حق ہے، يُخَادِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ
(وہ اپنے گمان میں اللہ تعالیٰ کو فریب دیا چاہتے ہیں اور
وہی انہیں غافل کر کے مارے گا) نیز ارشاد ہے، يُخَادِعُوْنَ اللّٰهَ
وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّا اَنْفُسَهُمْ (وہ فریب دیا چاہتے
ہیں اللہ اور ایمان والوں کو اور حقیقت میں فریب نہیں دیتے مگر اپنی جانوں کو)

۴۔ املاء

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
اِنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ خَيْرًا
لِّاَنْفُسِهِمْ اِنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ
لِيَزْدَادُوْا اِثْمًا

اور ہرگز کافر اس گمان میں نہ رہیں
کہ وہ جو ہم انہیں ڈھیل دیتے ہیں
کچھ ان کے لیے بھلا ہے ہم تو
اسی لیے انہیں ڈھیل دیتے ہیں کہ
گناہ میں بڑھیں۔

۵۔ اھلاک

ارشادِ ربانی ہے، حَتّٰۤى اِذَا فَرِحُوْا بِمَاۤ اُوْتُوْۤا
اَخَذْنٰهُمْ (یہاں تک کہ جب خوش ہوئے اس پر
جو انہیں ملا ہم نے اچانک انہیں پکڑ لیا) فرعون کے بارے ارشاد ہوا:۔

وَاسْتَكْبَرَ هُوَ وَجُنُوْدُهٗ
فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَظَنُّوْۤا

اور اس نے اور اس کے لشکریوں
نے زمین میں بے جا بڑائی چاہی

لے پارہ ال عمران ۵۴۔ لے پارہ النساء ۱۴۲۔ سے پہلا البقر ۹۔ سے ال عمران ۱۷۸۔

marfat.com

أَنَّهُمْ إِلَيْنَا لَا يُرْجَعُونَ فَأَخَذْنَاهُ وَجُنُودَهُ فَنَبَذْنَاهُمْ فِي الْيَمِّ

اور سمجھے کہ انہیں ہماری طرف پھرنا نہیں تو ہم نے اسے اور اس کے لشکر کو پکڑ کر دریا میں پھینک دیا۔

ان آیاتِ الٰہیہ سے ثابت ہُوا کہ مرادوں تک پہنچنا اس بات کی دلیل نہیں کہ ایسا آدمی درجاتِ کمالات کو پا چکا ہے یا وہ نیکیوں اور خیرات کو حاصل کر چکا ہے۔

کرامت و استدراج میں فرق

اب رہی یہ بات کہ کرامات واستدراجات میں کیا فرق ہے تو آیئے ہم اسکی وضاحت کرتے ہیں۔ صاحبِ کرامت کو ظہورِ کرامت کے وقت انس وخوشی میسر نہیں ہوتی بلکہ اسے اللہ کا خوف آلیتا ہے اور قہرِ خداوندی سے وہ زیادہ ڈرنے لگتا ہے کیونکہ اسے خوف ہوتا ہے کہ جسے وہ کرامت سمجھ رہا ہے کہیں استدراج نہ ہو۔ لیکن صاحبِ استدراج کا معاملہ بالکل دوسرا ہوتا ہے وہ اپنے استدراج کو دیکھ کر انس وخوشی محسوس کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اسے یہ کرامت (یعنی استدراج) بطورِ استحقاق ملا ہے اب وہ اپنی عظمت کو پاکر دوسروں کو حقیر سمجھنے لگ جاتا ہے اس میں غرور پیدا ہوتا ہے اللہ کریم کے عقاب وگرفت سے وہ خود کو مامون سمجھنے لگ جاتا ہے سوئے عاقبت سے نڈر ہو جاتا ہے اب اگر دیکھنے والا ایسے حالات ملاحظہ کرتا ہے تو اسے یقین کر لینا چاہیئے کہ یہ صاحبِ کرامت نہیں بلکہ صاحبِ استدراج ہے، اسی بنا پر ہمارے محققین فرماتے ہیں کہ حضورِ خداوندی سے عموماً انقطاع کرامات کے قیام پر ہی آکر ہوتا ہے اسی لیے محقق اولیائے کرام کرامات کے اظہار سے اس طرح خوف کھاتے جس طرح مصیبت

---

[1] سورہ القصص پارہ ۲۰ - آیت نمبر ۳۹، ۴۰

marfat.com

بلا سے خوف کھایا جاتا ہے، کراماتؒ سے انس طریقِ حق سے قاطع ہوتا ہے؟ اسے کئی دلائل سے ثابت کیا جا سکتا ہے ملاحظہ ہو:-

دلیل اوّل جب آدمی اپنے آپ کو مستحق کرامت سمجھنے لگتا ہے تو اس میں غرور سمانے لگ جاتا ہے کیونکہ اگر وہ اس کرامت کا مستحق نہ ہوتا تو اسے خوشی نہ ہوتی بلکہ اس کی خوشی کرم خداوندی اور اس کے فضل پر موقوف ہوتی اپنے نفس پر نہ ہوتی، ثابت ہوا کہ کرامت پر خوشی اسے اپنے نفس کی خوشی سے بھی بڑھ کر ہے اور یہ خوشی اس بنا پر ہے کہ وہ اپنے آپ کو مستحق کرامت سمجھتا ہے۔ یہی خوشی تو اصل جہل ہے کیونکہ فرشتوں نے کہا تھا [۱] لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا (ہم وہی کچھ جانتے ہیں جو تو نے ہمیں سکھلایا ہے) اور اللہ کریم نے ارشاد فرمایا وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ [۲] (اور اللہ کی قدر نہ جانی جیسی چاہیے تھی)۔

اور یہ یقینی دلیل سے ثابت ہے کہ مخلوق میں سے کسی کا اللہ پر حق (RIGHT) نہیں ہے اب کرامت پر استحقاق اس شخص کو کیسے حاصل ہو گیا (یعنی وہ اپنے آپ کو مستحقِ کرامت سمجھ کر اللہ پر اپنا حق جتلا رہا ہے اور ایسا حق کسی کو اللہ پر حاصل نہیں اور اسی حق نے اس میں غرور پیدا کر دیا ہے اور یہ غرور کرامت کی وجہ سے پیدا ہوا ہے لہٰذا المحققین یہ کہنے میں حق بجانب ہوئے کہ کرامات حضور خداوندی سے مانع بن جاتی ہیں اور ایسا آدمی کرامات میں کھو کر ذاتِ برحق سے کٹ جاتا ہے مترجم)

دلیل دوم کرامات حق تعالیٰ کی مغایر ہیں اب کرامت دکھا کر خوش ہونے والا ایسی چیز پر خوش ہوتا ہے جو حق نہیں اور غیر حق کے ساتھ خوشی حجابِ حق ہے اور جو چیز حق سے محجوب کرے وہ خوشی و سرور کے قابل نہیں

---

[۱] پارہ ۱ سورت بقرہ آیت ۳۲ [۲] پارہ ۷ سورت انعام آیت ۹۲

marfat.com

ہے (نتیجہ یہ نکلا کہ کرامت نے خوشی پیدا کی تو حاجب حق ہو گئی لہٰذا وہ کرامت بھی نہ رہی بلکہ استدراج ہو گیا اور جب حاجب حق ہوئی تو محققین کی یہ بات پسچ ثابت ہوئی کہ کرامات دربارِ خداوندی سے انقطاع کا سبب بن جاتی ہیں مترجم)

دلیل سوم جو شخص اپنے جی میں اس اعتقاد کو بٹھا لیتا ہے کہ وہ اپنے عمل کی وجہ سے مستحقِ کرامت ہو گیا ہے تو اس کے دل میں اس عمل کا بڑا مرتبہ اور عظمت بن جاتی ہے اور جو اپنے کام و عمل کو وقیع سمجھتا ہے وہ تو سراسر جاہل ہے اگر وہ عارف ہوتا تو اسے پتہ چلتا کہ مخلوق کی سب اطاعت کیشیاں اللہ کریم کے جلال کے مقابلے میں سراپا تقصیر ہیں اور اس ذاتِ کریم کی نعمتوں اور عطایا کے مقابلے میں ساری مخلوق کا شکر سراسر قصور و فتور ہے اور اس ذات کی عزت و شکوہ کے مقابلے میں مخلوق کی ساری معرفتیں اور علوم صرف حیرت و جہالت ہیں۔ میں نے کسی کتاب میں پڑھا ہے کہ ایک قاری نے حضرت استاد ابوعلی وقاق کی محفل میں اللہ کریم کا یہ ارشاد پڑھا کہ اِلَیْهِ یَصْعَدُ الْکَلِمُ الطَّیِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ یَرْفَعُهٗ۔ (اس کی طرف چڑھتا ہے پاکیزہ کلام جو نیک کام ہے وہ اسے بلند کرتا ہے)۔ تو حضرت نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کے عمل کو اس لیے اٹھا لیا کہ وہ آپ کے پاس نہ رہے کیونکہ جو عمل آپ کے پاس مرغوبِ نظر ہو کر رہے وہ مدفوع (غیر مقبول) ہے اور جو آپ کے پاس نہ رہے وہ مرفوع ومقبول ہے۔

چوتھی دلیل صاحبِ کرامت کو اس لیے کرامت عطا ہوئی تھی تاکہ وہ سرکارِ خداوندی میں مسکینی و تواضع کا سرمایہ لے کر حاضری دے جب وہ کرامت کے اظہار کے بعد جبروت و تنفر اور غرور و تکبر کے راستے پر چل پڑا تو وہ ذریعہ ہی جاتا رہا جس کے سہارے وہ کرامت تک پہنچا تھا تو اظہارِ

ل پارہ ۲۲ سورۃ فاطر آیت ۱۰

marfat.com

کرامت اسے راہ وصال سے کاٹ گیا لہٰذا یہ اظہار مردود ٹھہرا۔ اسی بنار پہ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب اپنی ذات شریفہ کے مناقب و فضائل شمار فرمائے تو ہر منقبت کے بیان کے بعد یہ ضرور فرمایا کہ وَلَا فَخْرَ کہ مجھے اس اعزاز و اکرام پر ناز نہیں میرا سارا ناز یہ کرم گستریاں کرنے والے اور جود و نوال کا دستر خوان بچھانے والے پر ہے۔

پانچویں دلیل ابلیس و بلعام کے حق میں بہت سی کرامات کا ظہور ہوا مگر (جب وہ سرکشی و غرور کے راستے پر چل نکلے) تو ابلیس کے حق میں ارشاد ہوا۔ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ ۔ (وہ کافروں سے تھا) اور بلعام کو کہا گیا فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ الْكَلْبِ (اس کی مثال تو کتے کی مثال ہے) اسرائیلی علمار کے لیے فرمایا گیا مَثَلُ الَّذِينَ حُمِّلُوا التَّوْرَاةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا (ان کی مثال جن پر توریت رکھی گئی تھی پھر انہوں نے اس کی حکم عدولی کی گدھے کی مثال ہے جو پیٹھ پر) کتابیں اٹھائے پھرتا ہے) اسرائیلی علمار کے لیے یہ بھی ارشاد ہوا۔ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ ۔ (اور پھوٹ میں نہ پڑے کتابی مگر بعد اس کے کہ انہیں علم آچکا اپنے دلوں کی جلن سے) ان سب آیات سے صاف ظاہر ہے کہ وہ ظلمات و گمراہیوں کا صرف اس لیے شکار بن گئے کہ وہ اپنے علم و زہد پر اترانے اور ناز کرنے لگ گئے تھے (تو اظہارِ کرامت باعث ناز و غرور بنتا ہے اور غرور سبب دوری ہے لہٰذا اظہارِ کرامات سے دوری کا پیدا ہونا امر ممکن ہے لہٰذا خفا بہتر ٹھہرا۔) مترجم)

چھٹی دلیل کرامت اکرام و عظمت بخشنے والے خدا کا غیر ہے اور جو اس ذات کریم کا غیر ہے وہ ذلیل ہے اور جو ذلیل کے سہارے

---

۱ پارہ ۱ سورۃ بقرہ آیت ۲ پارہ ۹ سورت اعراف آیت ۱۷۶
۳ پارہ ۲۸ سورۃ جمعہ آیت ۴ پارہ ۲ سورت آل عمران آیت

marfat.com

عظمت کا متلاشی ہے وہ بھی ذلیل ہے اسی نکتہ کے پیشِ نظر تو حضرت خلیل علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ مجھے جبرئیل آپ کی حاجت نہیں۔ اب فقر کے ذریعے غنا کا طالب بے چارہ سراپا فقر ہے اور عاجز کے ذریعے قوت حاصل کرنے والا عاجزی کا شکار ہے

اگر کوئی ناقص کے ذریعے طالبِ کمال ہے تو وہ مجسمۂ نقصان ہے، فانی و محدث کے سہارے خوش ہونے والا احمق ہے۔ سراپا توجہ الی الحق کا نام اخلاص ہے ثابت ہوا کہ فقیر جب کرامت کا اظہار کر کے خوش ہو گا تو وہ اپنے مقام سے گر جائے گا ہاں اگر کرامات میں مشاہدہ ذات کریم کا ہو اور عزت پا کر نظر عزت بخشنے والی کی طرف اٹھتی ہو اور مخلوق کو دیکھ کر خالق کے مشاہدہ میں مستغرق ہو تو پھر وصول کی راہیں متحقق ہو جاتی ہیں۔

ساتویں دلیل اپنے نفس اور اس کی صفات پر ناز کرنا ابلیس و فرعون کا طریقہ ہے ابلیس نے ناز سے کہا اَنَا خَیْرٌ مِّنْہُ (میں آدم سے بہتر ہوں)، فرعون ناز سے بولا اَلَیْسَ لِیْ مُلْکُ مِصْرَ (کیا میرے پاس مصر کی بادشاہت نہیں) اب خدائی اور نبوت کے جھوٹے دعویداروں کی غرض بھی تو اپنے نفس کی تزئین ہوتی ہے اور وہ بھی تو اس دعوے کے ذریعے حرص و غرور کو طاقت دیتے ہیں (پھر ان کے غرور اور اس ولی کے غرور میں کیا فرق رہا جس نے اپنے نفس کی عظمت کے لیے کرامت کا سہارا لیا ہے اور کرامت کے ذریعے اس کے نفس میں غرور نے جنم لیا ہے) اسی وجہ سے تو رحمتِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، تین چیزیں مہلک ہیں اور ان تین کو بیان فرماتے ہوئے اس فقرہ پر ختم فرمایا کہ آدمی کا اپنے نفس کے لیے غرور کا سامان پیدا کرنا۔

---

۸۰ سورۃ اعراف آیت ۱۲۔

marfat.com

آٹھویں دلیل اللہ کریم نے ارشاد فرمایا۔ فَخُذْ مَآ اٰتَیْتُکَ وَکُنْ مِّنَ الشّٰکِرِیْنَ۔ وَاعْبُدْ رَبَّکَ حَتّٰی یَاْتِیَکَ الْیَقِیْنُ (تو لے میں نے تجھے عطا فرمایا اور شکر کرنے والوں میں ہو۔ اور مرتے دم تک اپنے رب کی عبادت میں رہو) جب عطیہ عظیم سے نوازا تو ارشاد ہوا کہ عطا فرمانے والے کی خدمت میں مشغول ہو جا عطیہ کو پا کر خوش نہ ہو۔

نویں دلیل اللہ کریم نے جب اپنے محبوب رحیم علیہ التحیۃ والتسلیم کو یہ اختیار دیا کہ وہ بادشاہ نبی بنیں یا عبد نبی تو حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بادشاہت کو چھوڑ دیا حالانکہ حضور کریم علیہ التسلیم کے لیے شاہی مشرق، غرب تک کی کرامات بلکہ معجزات پر مشتمل ہوتی لیکن اس کے باوجود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شاہی پر عبودیت کو ترجیح دی کیونکہ جب عبد ہوں گے تو ان کے سارے افتخار و ناز کا مرجع مولیٰ کریم ہو گا اور جب شاہ ہوں گے تو ان کا سارا ناز اپنے خدام و غلمان پر ہو گا اور مولیٰ سے توجہ ہٹ جائے گی جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عبودیت کو اختیار فرمایا تو پھر ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی تشہد میں اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ کے الفاظ سنت ٹھہرے اور واقعہ معراج میں بھی اسی عبودیت کا یوں اظہار ہوا، سُبْحَانَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ[۲] (پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے کو رات ہی رات سیر کرائی)۔

دسویں دلیل محبِ مولیٰ مولیٰ نہیں اور اسی طرح جو چیز مولیٰ کی ہے وہ بھی مولیٰ نہیں بلکہ غیر ہے جو مولیٰ کا محب ہے وہ غیر مولیٰ کی وجہ سے نہ تو خوش ہوتا ہے اور نہ ہی مانوس، اگر غیر مولیٰ کے ساتھ انس ہو یا اس کے ساتھ خوشی وابستہ ہو تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ محبِ مولیٰ نہیں تھا، بلکہ وہ اپنے نفس کے حصے اور نصیب کا محب تھا اب واضح بات ہے کہ نفس

---

[۱] پارہ ۹ سورت اعراف آیت ۱۴۴ [۲] پارہ ۱۴ سورت نحل رکوع ۶ آیت ۹۹

marfat.com

کا حصہ و نصیب نفس کے لیے طلب کیا جاتا ہے مولیٰ کے لیے نہیں تو اب یہ صاحب بھی اپنے نفس کے محب ہوئے مولا کے نہیں مولیٰ اس کا محبوب و مطلوب نہ تھا بلکہ اپنے مرغوب کے حصول کے لیے وہ مولا کو وسیلہ بنا رہا تھا۔ (یعنی خواہش نفس پوری کرنے کے لیے مولیٰ کو استعمال کر رہا تھا) اور صنم اکبر تو یہی نفس ہے جس کی شہادت خود قرآن حکیم میں موجود ہے، فرمانِ خداوندی ہے أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلٰهَهُ هَوَاهُ [۲] (بھلا دیکھو تو وہ جس نے اپنی خواہش کو اپنا خدا ٹھہرا لیا) اب یہ خواہش پرست انسان تو سب سے بڑے بت کا پجاری ہوا، محققین ملت نے تو یہاں تک فرمایا ہے کہ کسی بھی بت کی عبادت اتنی نقصان دہ نہیں جتنی نفس پرستی نقصان دہ ہے اور بتوں کی پوجا اتنی خوفناک نہیں جتنی خوفناک کرامات پر خوشی ہے۔

گیارہویں دلیل

ارشادِ خداوندی ہے وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهُ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهُ [۱]

(اور جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کے لیے نجات کی راہ نکال دے گا اور اسے وہاں سے روزی دے گا جہاں اس کا گمان نہ ہو اور جو اللہ تعالےٰ پر بھروسہ کرے تو وہ اسے کافی ہے) یہ آیت کریمہ اس بات کی دلیل ہے کہ جو اللہ سے نہیں ڈرتا اور ذات اقدس پر توکل نہیں کرتا تو اسے یہ افعال و اعمال حاصل نہیں ہوتے۔

کیا ولی کو علم ہوتا ہے کہ وہ ولی ہے؟

حضرت استاذ ابوبکر بن فورک فرماتے ہیں کہ ولی کو اپنی ولایت کا علم نہیں ہوتا اور حضرت استاذ ابو علی دقاق اور ان کے شاگرد حضرت ابو القاسم قشیری

---

[۱] پارہ ۲۸ سورت طلاق آیت ۳ [۲] پارہ ۱۹ سورۃ فرقان آیت

marfat.com

فرماتے ہیں کہ ولی کو اپنے ولی ہونے کا علم ہوتا ہے پہلے گروہ کے دلائل یہ ہیں جن سے وہ ثابت کرتے ہیں کہ ولی کو اپنی ولایت کا علم نہیں ہوتا۔

پہلی دلیل اگر کسی آدمی کو پتہ چل جائے کہ وہ ولی اللہ ہے تو اسے امن مل جاتا ہے کیونکہ ارشادِ خداوندی ہے اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ (سن لو بیشک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم) مگر امن کا حصول جائز نہیں تو پھر علم ولایت بھی ولی کے لیے جائز نہ ہوگا۔ امن کا حصول ناجائز ہونے پر ان لوگوں نے یہ وجوہات استدلالاً پیش کی ہیں۔

وجہ اول ارشادِ ربانی ہے کہ فَلَا یَاْمَنُ مَکْرَ اللّٰہِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ (تو اللہ کی خفی تدبیر سے نڈر نہیں ہوتے مگر تباہی والے) اسی طرح ناامیدی بھی اس قول شریف کی وجہ سے ناجائز ہے کہ اِنَّہٗ لَا یَایْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰہِ اِلَّا الْقَوْمُ الْکٰفِرُوْنَ (بے شک اللہ کی رحمت سے ناامید نہیں ہوتے مگر کافر) نیز اس ارشاد سے بھی کہ وَمَنْ یَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَۃِ رَبِّہٖٓ اِلَّا الضَّآلُّوْنَ (اپنے رب کی رحمت سے کون ناامید ہو مگر وہی جو گمراہ ہوئے) ان آیات شریفہ کا مطلب یہ ہوا کہ امن اسی وقت حاصل ہوتا ہے جب اللہ کریم کے متعلق عقیدۂ عجز تسلیم کر لیا جائے اور ناامیدی تب ہی آتی ہے جب مولا کریم کے متعلق عقیدۂ بخل تسلیم کر لیا جائے حالانکہ اللہ کریم کے متعلق یہ دونوں عقیدے رکھنا کفر ہے تو پھر لامحالہ امن و ناامیدی دونوں کفر ہوں گے (مصنف کا مطلب یہ ہے کہ جو کہتا ہے میں امن میں آگیا ہوں وہ دراصل یہ سمجھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اب مجھے میدانِ امن سے نکال نہیں سکتا تو گویا اللہ عاجز ہوا اور جو کہتا ہے میں مایوس ہوں تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اب میرا

لے پارہ ۱۱ سورۃ یونس۔ آیت — لے پارہ سورۃ آیت — سے پارہ ۱۳ سورۃ آیت ۸۷ — سے پارہ سورۃ آیت

marfat.com

مقصد پورا کرنے سے اللہ کریم بخل کر رہا ہے تو امن دیا اس نے اسے اللہ کریم کو بخیل کہنے پر آمادہ کیا اور یہ دونوں باتیں اسلامی نکتۂ نگاہ سے کفر ہیں لہٰذا امن پھیر کفر ہوا اور جو چیز امن دے رہی تھی اس کا علم ناجائز ٹھہرا (ترجم)

وجۂ ثانی طاعات خواہ کتنی ہی زیادہ کیوں نہ ہوں قہر خداوندی کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں جب قہر ان طاعات پر غالب ہے تو پھر حصولِ امن کی حقیقت کیا ہے؟

وجۂ ثالث امن کا تقاضا تو یہ ہے کہ عبدیت ختم ہو جائے جب عبودیت وخدمت ختم ہوں گی تو ان کی جگہ عداوت آجائے گی اور امن خوف کو ختم کر دے گا (عبودیت وخدمت و خوف ضروری ہیں لہٰذا امن نہیں ملے گا تو جو چیز حصولِ امن کی دلیل تھی وہ غلط ثابت ہو جائے گی لہٰذا ولی کو اپنی ولایت کا علم نہیں ہو گا ورنہ یہ ساری قباحتیں لازم آئیں گی ترجم)

وجۂ رابع اللہ کریم نے مخلصوں کی مدح یوں فرمائی کہ وَيَدْعُونَنَا رَغَبًا وَرَهَبًا وَكَانُوا لَنَا خَاشِعِينَ[2] (اور ہمیں پکارتے تھے عجز اور خوف سے اور ہمارے حضور گڑگڑاتے ہیں) رغبت و رہبت[1] کے یہ معانی علماء سے منقول ہیں انہیں ہمارے ثواب کی رغبت اور ہمارے عتاب سے خوف ہے ہمارے فضل وکرم کی رغبت ہے اور ہمارے عدل کا خوف ہے، ہمارے وصال کی رغبت ہے اور ہمارے فراق کا خوف ہے یہ سب معانی اپنے اپنے مقام پر ٹھیک ہیں مگر زیادہ مناسب یہ ہے کہ یوں مطلب بیان کیا جائے کہ ہماری ذات میں انہیں رغبت ہے اور ہماری ذات سے ہی انہیں خوف ہے۔

---

[1] رغبت و رہبت کے معانی ۔ [2] پارہ ۱۷ سورۃ انبیاء ۔ آیت ۹۰

marfat.com

(رَغَبًا فِیْنَا وَ رَھَبًا مِنَّا) دوسری دلیل ملاحظہ ہو:۔

دوسری دلیل

ولی کا ولی ہونا اس طرح پہچانا جاتا ہے کہ اللہ کریم اسے محبوب رکھتے ہیں۔ اس طرح نہیں کہ وہ اللہ کو محبوب رکھتا ہے دشمن کی پہچان بھی یہی ہے کہ اللہ اسے دشمن رکھتا ہو۔ اب فرمایئے کہ اللہ کریم کی محبت اور اس ذاتِ پاک کی عداوت تو اسرارِ الٰہیہ ہیں ان کا علم کسی اور کو کیسے ہوگا؟ یہ بندوں کی طاعت کیشیاں اور عباد کی ستم شعاریاں اور سرکشیاں اللہ کریم کی محبت و عداوت پر کیسے اثر انداز ہو سکتی ہیں جبکہ یہ محدث ہیں اور صفاتِ الٰہیہ قدیم اور غیر متناہی ہیں کیا محدث و متناہی بھی قدیم وغیر متناہی پر غالب آسکتا ہے؟ اگر تسلیم بھی کرلیں کہ ان محدّث و متناہی کا اعتبار ہے تو ملاحظہ فرمایئے کہ بندہ بسا اوقات عین معصیت میں مبتلا ہوتا ہے مگر قسامِ ازل جل مجدہٗ نے اسے عین محبت عطا فرما رکھی ہوتی ہے اور بندہ کی حالت بسا اوقات عین طاعت ہوتی ہے مگر اس کی قسمت میں قلمِ ازل نے عینِ عداوت لکھی ہوتی ہے تو پھر تحقیقی بات یہ ہوئی کہ اللہ کریم کی محبت اور عداوت اس ذات بے ہمتا کی صفات ہیں اور صفاتِ حق محتاج علل نہیں ہوتی ہیں تو جس ذات کی محبت علت کی محتاج نہ ہو اس کی عداوت بھی معصیت کی علت کی محتاج نہیں ہوگی اور اگر اس ذات کی عداوت کسی علت کی وجہ سے نہ ہو تو وہ طاعت کی علت کی وجہ سے محب نہیں ہو سکتا پتہ چلا کہ اللہ کریم کی محبت و عداوت اسرارِ الٰہیہ ہیں اور ان کی اطلاع نہیں ہوتی اسی بنا پر تو سیدنا عیسٰی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا

تَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِکَ اِنَّکَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ[1]

(تو جانتا ہے جو میرے جی میں ہے اور میں نہیں جانتا جو تیرے علم میں ہے بیشک تو ہی ہے سب غیبوں کا خوب جاننے والا)۔

---

[1] پارہ ۷ سورۃ مائدہ آیت ۱۱۶

marfat.com

تیسری دلیل کسی کے ولی ہونے کا حکم اور اس کے مستحق ثواب وجنت ہونے کے حکم کا تعلق خاتمہ سے ہے اس کی دلیل یہ ارشاد ہے کہ :۔

مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا[1] — جو ایک نیکی لائے اس کے لیے اس جیسی دس ہیں۔

یہاں لفظ جاء استعمال ہوا ہے عمل نہیں اگر عمل ہوتا تو مطلب ہوتا کہ جس نے کام کر دیا مگر جاء کا مطلب ہے جو حسنہ لے کر آیا۔ اب صرف کام کرنا کافی نہ ہوا بلکہ اس کے انجام کو لے کر آنا ہوا تو انجام سے مراد ہی خاتمہ تھا۔ لہٰذا استحقاقِ ثواب کا مدار خاتمہ پر ہوگا ابتدائے عمل پر نہیں اس بات کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ اگر ایک آدمی کی ساری زندگی کفر کی نذر ہو جائے مگر انجام و خاتمہ اسلام پر ہو تو وہ مستحقِ ثواب ہے اگر بات اس کے الٹ ہے تو مستحقِ ثواب نہیں اس سے بھی ثابت ہوا کہ اعتبار انجام کار پر ہوتا ہے آغازِ کار پر نہیں۔ اسی لیے تو مولیٰ کریم نے ارشاد فرمایا :۔

قُلْ لِّلَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ یَّنْتَهُوْا یُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ[2] — تم کافروں سے فرماؤ اگر وہ باز رہے تو جو ہو گزرا وہ انہیں معاف فرما دیا جائے گا۔

(یہاں بھی اعتبار انتہائے کفر اور ترکِ کفر کو ہی نصیب ہوا) اب سب آیات سے ثابت ہوا کہ دوستی و دشمنی، استحقاق ثواب و عذاب کا مدار خاتمے پر ہے اور خاتمے کا کسی کو علم نہیں تو پھر ولی کو بھی اپنے ولی ہونے کا خاتمے سے پہلے علم نہ ہوگا۔ یہ تو تھے ان حضرات کے دلائل جو فرماتے ہیں کہ ولی کو اپنے ولی

---

[1] سورۃ انعام پارہ ۸ [2] سورۃ نوح پارہ ۲۹

marfat.com

ہونے کا علم نہیں ہوتا۔

ولی کو اپنی ولایت کا علم ہوتا ہے

اب آیئے ان حضرات کی طرف جو کہتے ہیں کہ ولی کو اپنے ولی ہونے ہونے کا پتہ ہوتا ہے تو انہوں نے یوں استدلال کیا ہے کہ ولایت کے دو رکن ہیں پہلا یہ کہ وہ شخص دنیائے ظاہر میں مطیع شریعت ہو اور دوسرا یہ کہ عالم باطن میں وہ نورِ حقیقت میں مستغرق ہو۔ جب یہ دونوں رکن حاصل ہوں اور انسان ان کے حصول کو پہچان لے تو لازماً اسے اپنی ولایت کا علم ہو جاتا ہے۔ دنیائے ظاہر میں شریعت کا منقاد ہونا امر واضح ہے جو محتاج بیان نہیں عالم باطن میں نورِ حقیقت میں استغراق کا مطلب یہ ہے کہ اس کی خوشی اطاعتِ خداوندی سے ظہور پاتی ہے اور یادِ خدا سے اسے دولت انس ملتی ہے اور غیر اللہ میں سے کسی چیز پر اسے سکون و قرار نہیں ملتا۔ اس استدلال کا جواب یہ ہے کہ اس باب میں بڑی گہری اور کثیر غلطیاں صدور پا سکتی ہیں اور پھر فیصلہ دشوار ہو جاتا ہے اور تجربہ خطرات سے بھر جاتا ہے اور یقین دھوکا ثابت ہوتا ہے۔ عالم ربوبیت تک وصول سے پہلے لاتعداد نوری و ناری پردے ہیں اور اسرار کی حقیقت اللہ جانتا ہے (لہٰذا کسی کو جزماً اپنی ولایت کا علم ہونا بہت مشکل مسئلہ بن جاتا ہے)۔

حضرت نابلسی اصلیتِ ولایت بتاتے ہیں

سیدی عبد الغنی نابلسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شرح الطریقۃ المحمدیۃ میں کراماتِ الاولیاء حق کی شرح میں لکھا ہے کہ کرامت ایسی خارق عادت بات کا نام ہے جس کا ظہور بطور تحدی و مقابلہ نہیں ہوتا اور یہ ایسے آدمی سے

marfat.com

صدور پذیر ہوتی ہے جس کا ظاہر ٹھیک ہو اور صلاح رکھتا ہو وہ شخص کسی نبی کا پیرو ہو اور اس کا اعتقاد و عمل بھی درست ہو، جب یہ ارشاد ہوا کہ اس میں تحدی و دعویٰ نہ ہو تو یہ معجزہ سے الگ ہو گئی جب یہ فرمایا کہ ظاہر الصلاح ہو تو معونت اس قید سے خارج ہو گئی جو عام مسلمانوں کے ہاتھوں بھی صدور پذیر ہو سکتی ہے تاکہ وہ مشکلات و مکروہات سے بچ سکیں، جب صحیح الاعتقاد کہا تو اس سے استدراج خارج ہو گیا جب کسی نبی کی اطاعت و پیروی کی بات کی تو اس سے وہ خارقِ عادت باتیں خارج ہو گئیں جو جھوٹوں کے جھوٹ کی تائید کے لیے ظاہر ہوتی ہیں اس کی مثال مسیلمہ کذاب کا ایک میٹھے کنوئیں میں اس غرض سے تھوکنا ہے کہ پانی میں اضافہ ہو اور مٹھاس بڑھے مگر وہ نمکین اور کڑوا ہو جاتا ہے جیسا کہ لقانی نے یہ روایت بیان فرمائی ہے حضرت نابلسی رحمہ اللہ تعالیٰ مزید فرماتے ہیں کہ کرامات کا ظہور زندہ و مردہ اولیاء سے ہوتا ہے کیونکہ موت آ کر نہ ولی کی ولایت کو ختم کرتی ہے اور نہ ہی نبی کی نبوّت کو۔ اس کی شرح ہم پہلے کر چکے ہیں۔

تعریفِ ولایت علامہ تفتازانی کی نظر میں

اولیاء لفظ ولی کی جمع ہے اور ولی وہ ہے جو اللہ تعالےٰ کی ذات و صفات کا عارف ہو۔ وہ تا حدِ امکان طاعات پر مواظبت کرتا ہے اور وہ معاصی سے بچتا ہے وہ لذات و شہوات میں انہماک سے بھی رو گردانی کرتا ہے۔ یہ وہ تعریف ہے جو علامہ سعد الدین تفتازانی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے شرح العقائد میں تحریر فرمائی ہے اس تعریف کی قیود ذرا ملاحظہ فرمالیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ لذات و شہوات میں انہماک نہ ہو اب اگر شہوات و لذات انہماک کے بغیر ہوں تو وہ اس تعریف سے خارج ہوں گی یعنی اگر وہ بلا تکلف میسر

marfat.com

ہوئی ہیں اور اس نے اپنی جان کو ان سے روکا نہیں تو اس کے لیے اس حد تک جبکہ انہماک نہ ہو تو حلال ہیں اولیائے کرام کی کرامات کا حق ہونا حضرت مریم علیہا السلام کے واقعے سے نص قرآنی کے ذریعے ولادت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت ثابت ہے اور یہ بھی ہے کہ :-

كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا قَالَ يَا مَرْيَمُ أَنَّىٰ لَكِ هَٰذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ	جب زکریا اس کے پاس اس کی نماز پڑھنے کی جگہ جاتے اس کے پاس نیا رزق پاتے کہا اے مریم! یہ تیرے پاس کہاں سے آیا بولیں اللہ کے پاس سے ہے۔

سیدہ مریم حضرت زکریا علیہ السلام کی کفالت میں تھیں ان کے بغیر سیدہ کے پاس اور کوئی نہیں جا سکتا تھا جب وہ ان کے پاس سے واپس ہوتے، سات دروازے بند کر کے آتے جب تشریف لاتے تو سرما کے پھل گرمی میں اور گرما کے پھل سردی میں ان کے پاس موجود پاتے انہیں حیرانی ہوئی اور مندرجہ بالا الفاظ میں ان سے سوال کیا جناب مریم علیہا السلام کا جواب تھا کہ یہ عطائے ربانی ہیں جسے وہ ذات چاہتی ہے بغیر حساب رزق عطا فرماتی ہے اسی طرح دوسری نص قرآنی جس سے کرامت اولیاء ثابت ہوتی ہے اصحاب کہف کا واقعہ ہے کہ وہ سال ہا سال تک کھائے پئے بغیر غار میں زندہ رہتے ہیں۔ تیسری نص قرآنی آصف بن برخیا کا وہ واقعہ ہے جس میں وہ بلقیس کا تخت حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں پلک جھپکنے سے پہلے لے آتے ہیں اب رہی بات امت کی تو اگرچہ تفاصیل تو حکم احاد میں ہیں مگر یہ تواتر معنوی ہے

لہ سورہ مریم، پارہ ۱۶ - آیت ۵

marfat.com

کہ صحابہ کرام، تابعینِ عظام اور ان کے بعد آج تک صالحین عالی مقام سے کرامات صادر ہوتی رہی ہیں (قالہ اللقانی)۔

منکرین کرامات علامہ دلجی کی نظر میں بدعتی ہیں

مقاصد المقاصد کی شرح میں علامہ دلجی فرماتے ہیں کہ بدعتیوں کی طرف سے کرامات کا انکار کوئی عجیب بات نہیں کیونکہ نہ تو ان کی اپنی جانیں ایسی باتوں کا منبع ہیں اور نہ ہی وہ اپنے قائدین سے ایسی باتیں سن سکے ہیں حالانکہ وہ عبادات و مجاہدہ میں مصروف تھے اور سیئات سے بچتے تھے۔ اب جب نہ وہ خود صاحبِ کرامت تھے اور نہ ہی ان کے عظماء کو یہ دولت ملی تھی تو ان اہلِ بدع و ہوا نے اولیائے امت پر اعتراضات شروع کر دیئے ان کے گوشت کو نوچنا شروع کر دیا اور ان کی کھال کھینچنی چاہی۔ ان کم بختوں کو معلوم ہونا چاہیئے تھا کہ امر ولایت کا مدار عقیدہ کی طہارت باطن کی صفائی، طریقت کی پیروی اور حقیقت کے انتخاب پر مبنی ہے مجھے کچھ اہلِ سنت فقہاء پر حیرانی ہے کہ وہ حضرت ابراہیم بن ادہم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس روایت سے بگڑے جس میں آتا ہے کہ وہ ایک ہی دن بصرہ اور مکہ میں دیکھے گئے۔ اس فقیہہ نے فتویٰ دے دیا کہ جو اس بات کو جائز سمجھتا ہے وہ کافر ہو جاتا ہے حالانکہ صحیح بات یہ ہے جو اس موضوع پر علامہ نسفی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے علامہ نسفی سے پوچھا گیا کہ کہا جاتا ہے کہ کعبہ مکرمہ کسی ولی کا طواف کیا کرتا تھا۔ کیا یہ بات کہنا جائز ہے؟ تو علامہ نسفی نے فرمایا کہ بطور کرامت اہلِ ولایت سے ایسی باتیں صادر ہوتی ہیں جو خارقِ عادت اور ناقض طبیعت ہوتی ہیں یہ اہلِ سنت کے نزدیک جائز ہیں اور مسافت بعیدہ تھوڑے سے وقت

marfat.com

میں طے کرنا بھی ایسی ہی بات ہے اسی عقیدہ کی بنیاد پر ذکر کرامت ولی حق ہے)

کراماتِ حنفی و شافعی فقہا کی نگاہ میں :

حنفی اور شافعی فقہائے کرام نے بہت سے شرعی مسائل حل پاتے ہیں، کچھ مثالیں ملاحظہ ہوں :۔

۱۔ علامہ ابن ہمام نے اپنی کتاب فتح القدیر کے باب ثبوت النسب میں تحریر فرمایا ہے کہ بیوی کے لیے یہی کافی ہے کہ اس کا فراش (یہاں مراد نکاح ہے) قائم ہو اور دخول کے امکان کا اعتبار نہیں ہے بلکہ نکاح دخول کے قائم مقام ہوگا جیسا کہ ایک مشرق کا رہنے والا مغرب میں رہنے والی سے شادی کرے حق یہ ہے کہ تصور شرط ہے (اور تصور نکاح کی صورت میں قائم ہے) اسی قاعدہ کی بنار پر یہ مسئلہ متفرع ہے کہ اگر ایک بچے کی بیوی بچہ جن دے تو بچے کا نسب[1] اس خاوند سے ثابت ہو جائے گا) کیونکہ کرامات اولیا ایک ثابت حقیقت ہیں لہٰذا یہ خاوند بھی صاحبِ خطوہ ہوگا یا پھر جن ہوگا (صاحبِ خطوہ ولی وہ ہوتا ہے جن کے لیے کائنات کی وسعتیں محدود ہو کر رہ جاتی ہیں اور دنیا کے ہر حصے میں اس کے قدم پہنچ جاتے ہیں)۔

۲۔ علامہ ابن حجر ہیتمی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے فتاویٰ میں ذکر فرمایا ہے کہ اگر کسی صاحبِ کمال پر سورج ایک شہر میں غروب ہوا اور وہ صاحبِ خطوہ ہوا اور وہ دوسرے مطلع تک پہنچ جائے اور وہاں سورج غروب نہ ہوا ہو اور وہ پہلے شہر میں نمازِ مغرب پڑھ آیا ہو تو اس دوسرے مطلع میں اسے بعد غروب نماز کا اعادہ نہیں کرنا پڑے گا۔

طعام و شرب اور لباس کا وقتِ ضرورت موجود ہو جانا جیسا کہ بہت سے اولیائے کرام سے ظہور پذیر ہوا، یا فضا میں اڑنے لگ جانا جس طرح حضرت

---

[1] ثابت نہیں ہوگا لیکن اگر مغرب میں رہنے والی (مشرق میں رہنے والے خاوند سے بچہ جن دے تو بچے کا نسب اس خاوند سے ثابت ہو جائے گا مترجم)

marfat.com

جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت لقمان سرخسی رحمہ اللہ تعالیٰ وغیرہم سے منقول ہے یا پانی پر چلنے لگ جانا یا جمادات و عجماء (جانور اور پرندے) سے کلام کرنا[1] اور اسی قسم کی دیگر خارق عادت اشیاء جو اولیائے کرام سے ان کی عظمت و تکریم من اللہ کے طور پر ظہور پذیر ہوتی ہیں سب برحق ہیں اگر یہ اللہ کے کسی رسول سے سرزد ہوں تو معجزہ ہیں خواہ ان کا صدور وفاتِ رسول سے بعد ہی کیوں نہ ہو معجزہ کے لیے نبی کا اس عالم آب و گل میں ہونا شرط نہیں بلکہ اس کے وصال شریف کے بعد ظہورِ معجزہ ممکن ہے یہی حال کرامتِ ولی کا ہے کہ کرامت بھی ولی کی وفات کے بعد صادر ہو سکتی ہے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں یہاں سیدی عبدالغنی نابلسی کی عبارت ختم ہوئی جو انہوں نے شرح الطریقۃ المحمدیہ میں تحریر فرمائی ہے۔

کرامت امام یافعی کی نگاہ میں

اب مزید آگے بڑھیں اور کرامت کے حق ہونے پر حضرت امام یافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب نشر المحاسن الغالیہ کا مطالعہ فرمائیں انہوں نے بہت سے اہلِ سنت کے اکابر ائمہ کرام اور مشائخ عظام سے بطور کرامت اولیاء اللہ سے خارق عادت اشیاء کے صدور کو نقل کیا ہے وہ عظیم علماء یہ ہیں :-

دس علمائے امت اور کرامت

امام الحرمین، ابوبکر باقلانی، ابوبکر بن فورک، حجۃ الاسلام غزالی، فخر الدین رازی، ناصر الدین بیضاوی، محمد بن عبدالملک سلمی، ناصر الدین طوسی، حافظ الدین نسفی اور ابوالقاسم قشیری ان سب حضرات کی عبارات امام یافعی نے نقل فرمانے کے بعد لکھا ہے کہ "وہ دس عظیم المرتبت ائمہ ہیں جن کی محققانہ تصنیفات اور عالمانہ کلام

---

[1] کرامات بعد از وفات بھی ظاہر ہوتی رہتی ہیں۔

marfat.com

ہل سنت کے ہاں عقائد کے بارے میں معتبر ہیں لے انہی پر اکتفا کیا ہے
کیونکہ کثرت تعداد کی ضرورت نہیں (بلکہ لکھنے والے کے علم کی عظمت کافی ہے)
اگر ان دس میں سے بھی کچھ بیان ہو جاتے تو وہی کافی ہوتے۔ ان دس کے دس
نے کہا ہے کہ کرامت و معجزہ میں فرق صرف تحدی (اعلان و مقابلہ) کا ہے ان
میں سے کوئی بھی جنس و عظمت میں کرامت کو معجزہ کے مغائر نہیں سمجھتا کلام امام
یافعی ختم ہوا۔

امام قشیری کی رائے

اب ذرا امام ابو القاسم قشیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بھی ملاحظہ فرماتے جائیں آپ اپنے مشہرہ آفاق رسالہ
(رسالہ قشیریہ) میں تحریر فرماتے ہیں کہ اولیائے کرام سے کرامات کا ظہور جائز ہے
کیونکہ یہ ظہور ایک امر موہوم ہے جو عقل میں حدوث پذیر ہوتا ہے اور جب یہ امر
حاصل ہو جائے اور کرامت ظاہر ہو جائے تو اس سے شریعت کے کسی اصول پر
زد نہیں پڑتی تو اگر شریعت پر زد بھی نہ پڑے اور اس کی ایجاد و موجود پر اللہ کریم
کی قدرت کو تسلیم کر لیا جائے تو کیا حرج ہے جب وہ قدرت خداوندی میں ہے
تو اس کے حصول کے جواز سے کون سی چیز مانع ہو سکتی ہے؟ پھر کرامت کا ظہور
اس بات کی صداقت کی دلیل بیّن ہے کہ جس ولی سے کرامت ظاہر ہوئی ہے وہ
اپنے احوال میں صادق ہے جو صادق نہیں ہوتا اس سے ایسی کرامات کا ظہور
نہیں ہوتا۔ استدلالی انداز سے اپنے احوال میں صادق ولی اور اس کے خلاف
مفتری و مبطل میں فرق ایک امرِ موہوم ہوتا ہے لہٰذا مفتری میں ایسی خارقِ عادت
کا وجود نہیں ہوتا اور ولی صادق الاحوال میں ہوتا ہے یہی کرامت ہے جس کی
طرف ہم نے اشارہ کیا ہے اس کرامت کا خارقِ عادت اور ناقضِ طبیعت
ہونا ضروری ہے اور اس کا ظہور ولی سے ہونا اس لیے ضروری ہے کہ اس کے

marfat.com

ذریعے اس کے حال کی تصدیق ہو سکے۔ کرامات و معجزات میں فرق کرنے کے لیے لوگوں نے بہت کچھ ارشاد فرمایا ہے۔

امام اسفرائینی اور کرامات

امام ابو اسحاق اسفرائنی کا ارشاد ہے۔ کہ معجزات صدق انبیار کی نشانیاں ہیں اور نبوت کی دلیل غیر نبی میں نہیں پائی جاتی۔ امام اسفرائنی ہی فرمایا کرتے تھے کہ اولیائے کرام کیلئے کرامات ہوتی ہیں جو قبولیت دعا سے مشابہت رکھتی ہیں لیکن جنس معجزۂ انبیار نہیں ہیں۔ امام ابو بکر بن فورک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ معجزات صدق کی دلیلیں ہیں ہاں اگر یہ دلیل پیش کرنے والا نبوّت کا داعی ہو تو معجزہ اس کے قول و ارشاد کے سچا ہونے کی دلیل ہے اور اگر یہ داعی ولایت کی طرف اشارہ کرے تو یہ معجزہ و خارقِ عادت بات اس کے حال کی صداقت کی دلیل ہے پھر ہم اسے کرامت کہیں گے معجزہ نہیں کہیں گے اگرچہ وہ معجزات کی جنس سے ہی ہے تاکہ فرق باقی رہ سکے۔

امام قشیری نے مزید فرمایا کہ اپنے دور کے ماہرِ فن قاضی ابو بکر اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے کہ معجزات نبیوں سے مختص ہیں اور کرامتیں انبیار و اولیار دونوں کے لیے عام ہیں۔ ولی کے پاس معجزہ نہیں ہوتا کیونکہ معجزہ کی ایک شرط نبوّت کا دعویٰ کرنا بھی ہے۔ معجزہ بذاتِ خود معجزہ نہیں ہوتا بلکہ اس میں بہت سے اوصاف مل کر اسے معجزہ بناتے ہیں۔ اور جب کوئی ایک شرط اس سے مفقود ہو جائے تو وہ معجزہ نہیں رہتا ان شرائط میں سے ایک شرط دعوائے نبوّت ہے (جو دعوائے نبوّت نہیں کرتا اس کے پاس معجزہ نہیں ہوگا) ولی چونکہ داعیٔ نبوت نہیں ہوتا لہٰذا اس سے ظاہر ہونے والی چیز معجزہ نہیں کہلا سکتی۔

امام قشیری فرماتے ہیں کہ ہم اہلِ سنت حضرت اشعری کے اس ارشاد پر ہی اعتماد

marfat.com

کرتے ہیں یہی کہتے ہیں اور یہی ہمارا مذہب ہے۔ معجزات کی کلی یا اکثر شرائط
سوائے اس ایک شرط (دعوائے نبوت) کے کرامت میں موجود ہوتی ہے قشیری
مزید کہتے ہیں کہ کرامت ایک فعل محدث ہے کیونکہ قدیم کو تو کسی ایک سے اختصاص
نہیں ہوتا (اور کرامات اولیائے کرام کے مختلف افراد کے ساتھ خاص ہوتی ہیں)
کرامات ناقض عادت ہوتی ہے۔ اور زمانۂ تکلیف میں حاصل ہوتی ہے اور اللہ
کے ایک مقرب بندے سے اس کی تخصیص و فضیلت کے لیے ظاہر ہوتی ہے
کبھی کرامت کا حصول اختیار و دعا سے ہوتا ہے اور کبھی بلا اختیار ولی سے صادر
ہو جاتی ہے۔ پھر ولی کو یہ حکم بھی نہیں کہ وہ لوگوں کو اپنی طرف بلائے اگر ان اشیاء
میں سے کچھ چیزیں ولی کسی اہل کے سامنے ظاہر کر دے تو حرج نہیں ہے۔ علامہ
قشیری نے مزید فرمایا کہ یہ ضروری نہیں کہ جو کرامات ایک ولی کو حاصل ہیں دوسروں
کو بھی ویسی ہی حاصل ہوں بلکہ اگر دنیا میں کسی ولی کے پاس کرامتِ ظاہرہ سرے
سے نہ ہو تو اس کی ولایت کے یہ خلاف نہیں ہے۔ لیکن انبیاء کی یہ کیفیت نہیں
ہوتی ان کے لیے معجزات ضروری ہیں کیونکہ نبی مخلوق کی طرف مبعوث ہوتا ہے
اب مخلوق کے لیے اس کا صدق جاننا ضروری ہے اور نبی کی صداقت کا معیار
معجزہ ہے لہٰذا نبی کے لیے معجزہ ضروری ہے لیکن ولی کا حال اس کے برعکس ہے
کیونکہ اس کی ولایت کا علم مخلوق تو بجائے خود اس کی اپنی ذات کے لیے بھی
واجب نہیں ہے۔ ولی کے لیے کرامت باعث سکون و قرار نہیں ہوتی بلکہ جب
کرامت ظاہر ہوتی ہے تو ولی کی قوتِ یقین بڑھتی ہے اور بصیرت میں جلا پیدا
ہوتی ہے کیونکہ وہ کرامت کو اللہ کریم جل مجدہٗ کا فعل سمجھتا ہے لہٰذا وہ کرامت
کو اپنے عقیدہ کی صحت کی دلیل سمجھنے لگ جاتا ہے، حاصل کلام یہ کہ کراماتِ
اولیاء کے صادر ہونے کا قول لازمی و ضروری ہے سب اہلِ معرفت کا یہی عقیدہ

marfat.com

ہے اور کرامات کے ظہور کے سلسلے میں اتنی خبریں اور حکایتیں منقول ہیں کہ وہ متواتر کے درجے پر پہنچ چکی ہیں جو شک کو ختم کرتا ہے جو اس مقدس جماعت میں رہتا ہے اور ان کی اخبار و حکایات متواترہ کو ملاحظہ کرتا ہے اسے کرامات کے حق ہونے میں ذرہ بھی شبہ نہیں رہتا۔ امام قشیری نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ کرامت کے حق ہونے کے دلائل میں سے ایک دلیل سیدنا سلیمان علیہ السلام کے صحابی کا واقعہ ہے جس میں اس نے کہا:-

أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ يَرْتَدَّ إِلَيْكَ طَرْفُكَ — میں اسے حضور میں حاضر کردوں گا ایک پل مارنے سے پہلے۔

یہ امر واضح ہے کہ یہ صحابی نبی نہیں تھے۔ اس آیت کے ساتھ امیر المؤمنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول اثر ہے جو بالکل صحیح ہے کہ انہوں نے یا ساریۃ الجبل (اے ساریہ پہاڑ کا خیال رکھو) جمعہ کے دن دوران خطبہ ارشاد فرمایا اور ان کی مبارک آواز اسی وقت (صحرا و دریا چیرتی) ساریہ تک جا پہنچی اور انہوں نے پہاڑ میں دشمن کی چالوں کو اس آواز کے سننے کے بعد ناکام کر دیا۔

ایک اعتراض کا امام قشیری کی طرف سے جواب کچھ لوگوں نے اعتراض کیا ہے کہ یہ کرامات بحیثیت معانی معجزات رسل سے زائد ہیں پھر ان کے اظہار کی اجازت کیسے دی جا سکتی ہے کیا ولی نبیوں سے افضل ہیں؟ (یعنی بحیثیت معنی و حقیقت آپ نے کرامات کو معجزات سے زائد مانا ہے تو پھر صاحب کرامت ولی بھی صاحب معجزہ نبی سے افضل ماننا ضروری ہو جائے گا)۔ علامہ قشیری جواباً فرماتے

ؔ پارہ ۱۹ سورۂ سبا۔

marfat.com

ہیں کہ یہ سب کرامات نبی محتشم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات سے ملحق ہیں کیونکہ اگر یہ صاحبِ کرامت ولی اسلام میں سچا نہ ہوتا تو اس سے کرامت کا ظہور نہ ہوتا (کرامت کا ظہور اس لیئے ہوا کہ اس کا ایمان نبی کے متعلق صحیح ہے لہٰذا یہ کرامت معجزہ نبی ٹھہرا مترجم) اب اگر نبی کی کرامت ولی کے ہاتھ سے ظاہر ہو تو وہ نبی کا ہی ایک معجزہ ہوگا۔ کیونکہ اگر وہ نبی سچا نہ ہوتا تو اس کے ایک فرمانبردار سے کرامت کا ظہور نہ ہوتا۔ رہی بات ولی کے مرتبہ کی تو یاد رکھیے کہ ولی کا مرتبہ لازماً نبی کے مرتبے کو نہیں پہنچ سکتا۔ اس پر اجماع ہے (نیز جب ولی کو اتباع نبی کی وجہ سے کرامت ملی ہے تو وہ تابع ہوگا اور تابع اپنے متبوع سے بڑے مرتبے والا کیسے ہو سکتا ہے؟ مترجم)

اقسامِ کرامات

امام قشیری یہاں اقسامِ کرامات کی طرف اشارہ فرماتے ہیں۔ کبھی تو کرامت یہ ہوتی ہے کہ ولی کی دعا قبول ہو جاتی ہے اور کبھی یوں ہوتا ہے کہ کسی ظاہری سبب کے بغیر دورانِ فاقہ کھانا سامنے آجاتا ہے یا وقتِ پیاس پانی موجود ہو جاتا ہے یا مختصر سے وقت میں دور کا سفر طے ہو جاتا ہے یا دشمن کے ہتھکنڈوں سے نجات مل جاتی ہے یا ہاتف اپنے خطاب کے ذریعے بات سنا دیتا ہے اسی طرح کے اور افعال بھی بطورِ کرامت صدور پذیر ہوتے ہیں جو خلافِ عادت اور ناقضِ طبیعت ہوتے ہیں۔ قاری حضرات کو یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ بہت سی مقدورات ایسی ہیں جن کے متعلق آج قطعاً معلوم ہے کہ وہ بطور کرامات اولیائے کرام سے صدور پذیر نہیں ہوتیں یہ بداہۃً بھی معلوم ہے اور شبہ بداہت کے طور پر بھی معلوم ہے کہ ایسی کرامات صادر نہیں ہوتیں۔ مثلاً انسان کا والدین کے بغیر پیدا ہونا کسی جماد وٹھوس چیز کا چوپایہ وجانور بن جانا وغیرہ۔

marfat.com

قشیری رحمہ اللہ تعالیٰ بھی امام رازی والا معنی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ولی وہ ہوتا ہے جس کی طاعات میں تسلسل ہو یا اس کی حفاظت و نگرانی کا ذمہ اللہ کریم نے اپنے ذمہ لے لیا ہو۔ اب اس کے لیے خذلان و رسوائی نہیں ہوتی اور خذلان یہ ہے کہ وہ عصیاں و نافرمانی پر قادر ہو جائے اور تسلسل طاعات اسے اس نافرمانی سے روک دیتا ہے اور قدرتِ طاعت اللہ کی توفیق سے ہمیشہ اس کے ساتھ رہتی ہے اللہ کریم خود فرماتے ہیں وَ هُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ[1] (کہ وہ اللہ نیک لوگوں کا متولی ہوتا ہے) لیکن یاد رہے کہ ولی نبیوں کی طرح معصوم نہیں ہوتا وہ محفوظ ہوتا ہے اور محفوظ کا مطلب یہ ہے کہ وہ گناہوں پر اصرار نہیں کرتا۔

حضرت سہل رضی اللہ عنہ کے نظریات

حضرت سہل بن عبداللہ سے منقول ہے انہوں نے کہا جو صدقِ دل اور خلوص کے ساتھ صرف چالیس دن دنیا سے کٹ جاتا ہے اس سے کرامات ظاہر ہونے لگ جاتی ہیں اگر ظاہر نہ ہوں تو وہ اپنے زہد میں نقص تصور کرے۔ سہل سے پوچھا گیا کرامت اس سے کیسے ظاہر ہو گی؟ جواب دیا کرامت یوں ہو گی کہ جو چاہے گا جیسے چاہے گا جہاں سے چاہے گا لے لے گا۔ یاد رہے کہ اولیائے عظام کی سب سے بڑی کرامت طاعت خداوندی کی دائمی توفیق اور گناہ و مخالفتِ الٰہی سے دائمی تحفظ ہے۔ امام قشیری کا کلام یہاں ختم ہوا۔

شیخ اکبر رضی اللہ عنہ کے نظریات

اب ذرا عارف کامل حضرت محی الدین بن العربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے افکار و معتقدات ملاحظہ ہوں، حضرت شیخ اکبر سیدی محی الدین ابن العربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی کتاب مواقع النجوم و مطالع اھل الاسرار والعلوم میں ارشاد

---

[1] پارہ ۹ سورہ اعراف آیت ۱۹۵

marfat.com

فرمایا ہے کہ مُردوں کو زندہ کرنا اور کوڑھی و برص والے کو شفا دینے کا عظیم مقام وکریم مرتبہ جناب عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کریم کے اذنِ پاک سے حاصل ہُوا اور سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے جب پرندوں کو اکٹھا کیا اور انہیں کاٹنے اور گوشت کو باہم ملانے اور ان کی جزدوں کو ہر ایک پہاڑی پر رکھنے کے بعد بلایا تو وہ ان کی خدمت میں دوڑتے آئے تو یہ سب بھی اللہ کریم کے اذن و عطا کی ذرہ نوازیاں تھیں یہ عقل سے بعید نہیں کہ اللہ کریم اپنے کسی ولی کو ایسی کرامت سے نوازے اور ایسی کرامت کا اس کے ہاتھوں اجرا ہو جائے۔ کیونکہ ولی سے حاصل ہونے والی کرامت اور اس کے ہاتھوں صدور پانے والی خارقِ عادت اس کی اپنی نہیں ہوتی بلکہ اس کرامت کا شرف نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع پذیر ہوتا ہے کیونکہ حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیروی اور آپ کی حدود پر اطلاع کے بعد ہی ولی کے لیے کرامت کی صورت پیدا ہوئی ہے۔ اس کرامت کے ظہور کے بعد اس کے انداز کے متعلق ائمہ کرام میں اختلاف ہے۔ کچھ حضرات کا خیال ہے کہ ولی کی کرامت دراصل نبی کا معجزہ ہے جو ولی سے صدور پذیر ہوتا ہے۔ کچھ حضرات کا خیال ہے کہ اس طرح نہیں ہے کچھ حضرات فرماتے ہیں کہ ولی کی کرامت ایسی ہو سکتی ہے جو نبی کا معجزہ نہ ہو بلکہ اس کا تعلق ولی سے ہی ہو لیکن ہمارے سادات عالی مقام یعنی صوفیائے عظام تو کرامات کی نفی نہیں فرما سکتے۔ کیونکہ وہ ان کرامات کا مشاہدہ اپنی جانوں میں بھی کرتے ہیں اور اپنے دوسرے ولی بھائیوں میں بھی ملاحظہ فرماتے ہیں اور کیوں ملاحظہ نہ کریں وہ تو اہلِ کشف اور اصحابِ شوق ہیں۔

انکارِ کرامات کی وجوہات اگر ہم ان مشاہدات کا ذکر کریں جو ہم نے خود ملاحظہ کیے ہیں یا معتبر لوگوں کی زبان سے

marfat.com

سنے ہیں تو سامع مبہوت رہ جائے اور شاید اعتراض بھی کرنے لگے لیکن یہ اعتراض محض اس وجہ سے ہوگا کہ معترض نے صاحبِ کرامت کو اپنی نظروں میں حقیر و کوتاہ سمجھا ہوگا۔ اگر وہ صاحبِ کرامت سے ہٹ کر اللہ کریم قادر رحیم کی طرف متوجہ ہوتا ہے جس کی نوازش سے یہ کرامت ظاہر ہوئی ہے تو پھر وہ کرامت کو عظیم سمجھ کر حیران نہ ہوگا۔ شیخ اکبر فرماتے ہیں میں نے اپنے دَور کے ایک فقیر آدمی کو یہ کہتے دیکھا کہ اگر ان امور سے کوئی امر میں کسی سے صادر ہوتا دیکھوں گا تو کہہ دوں گا کہ میرا دماغ خراب ہوگیا ہے اگرچہ میں ایسے معاملات کے اجراء کا قائل ہوں لیکن اب یہ واقعہ ہوا ہے تو میں کہہ دوں گا کہ نہیں، اگرچہ اللہ تعالیٰ کسی کے ہاتھوں ایسی خارق عادات کا ظہور کرانا چاہے تو کرا سکتا ہے مگر میں اس دَور میں تسلیم نہیں کروں گا۔ شیخ اکبر فرماتے ہیں ملاحظہ ہو اس شخص کے سامنے کتنا دبیز حجاب آگیا ہے اور اس نے کس شدت سے انکار کیا ہے اور جہالت کی حد کردی ہے۔ اللہ کریم ہماری اور اس کی دستگیری فرمائے اور نورِ بصیرت عطا کرے۔ کلامِ شیخ اکبر رضی اللہ عنہ ختم ہوا۔

امام سبکی کی تحقیق

اب ذرا کراماتِ اولیاء کے اثبات میں حضرت امام تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا کلام ملاحظہ ہو جو انہوں نے طبقات میں درج فرمایا ہے انہوں نے منکرینِ کراماتِ اولیاء کا شافی توڑ فرمایا ہے کچھ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی چند کرامات ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ جسے تھوڑی سی بصیرت سے نوازا گیا ہے اس کے لیے تو یہی کراماتِ صحابہ کافی ہیں لیکن ہم ایک اور خصوصی دلیل ذکر کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ عناد کٹ جائے اور شبہ صاف ہو جائے، کرامات کے اثبات کی دلیل کی کئی وجوہات ہیں ملاحظہ ہو:۔

marfat.com

دلائل اثباتِ کرامات

وجہ اوّل یہ منفرد حیثیت والی بات ہے کہ علماء وصالحین کی مختلف کرامتیں اتنی مشہور ہیں جتنی شجاعت حیدرِ کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سخاوتِ حاتم مشہور ہے۔ ان کا انکار کوئی بغض رکھنے والا جاہل ہی کرسکتا ہے یہ کرامات اتنی مشہور و واضح ہیں کہ ان کی مخالفت اور ان سے عناد ایسا آدمی ہی کرسکتا ہے جس کی قلبی صلاحیتیں محو ہوچکی ہیں۔ پناہ بخدا۔

وجہ ثانی سیدہ مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا واقعہ بھی ثبوتِ کرامات اولیاء کے لیے واضح دلیل ہیں۔ انہیں خاوند کے بغیر حمل ہوتا ہے۔ خشک کھجور کے تنے سے تازہ کھجوریں حاصل ہوتی ہیں بلا اسباب و وقت ان کے ہاں کھانا آتا ہے قرآنِ پاک اعلان کرتا ہے کہ:۔

كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا قَالَ يَامَرْيَمُ أَنَّى لَكِ هٰذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ	جب زکریا اس کے پاس اس کی نماز پڑھنے کی جگہ جاتے اس کے پاس نیا رزق پاتے۔ کہا اے مریم! یہ تیرے پاس کہاں سے آیا بولیں اللہ کے پاس سے ہے۔

وہ نبی نہیں تھیں (ولیۂ خدا تھیں اور ان باتوں کا ان سے ظہور کرامات کا ظہور ہے)۔

وجہ ثالث:۔ اصحابِ کہف کا واقعہ بھی اثباتِ کرامات کی دلیل ہے کیونکہ وہ تین سو سال سے زائد عرصہ سو کر گزارتے

---

[1] سورۂ مریم، پارہ ۱۶۔

marfat.com

ہیں پھر زندہ ہو جاتے ہیں ان پر کوئی آفت و تکلیف طاری نہیں ہوتی اور ان میں قوتِ عادی بھی باقی رہتی ہے حالانکہ یہ قوت غذا و شراب کے بغیر باقی نہیں رہتی کیا یہ سب باتیں خارقِ عادت نہیں ہیں؟ اگر یقیناً خارقِ عادت ہیں تو یہ اصحابِ کہف سے صدور پذیر ہوئی ہیں جو یقیناً نبی نہیں تھے جب نبی نہیں تھے تو یہ باتیں معجزہ نہ ہوئیں معلوم ہوا کہ کرامات اولیاء ہیں اور یہی تو ہمارا مطلوب ہے۔

وجہ رابع مختلف واقعات و قصص سے بھی تمسک کیا جا سکتا ہے مثلاً حضرت آصف بن برخیا رحمۃ اللہ علیہ کا وہ واقعہ جو بلقیس کے تخت کو آنکھ جھپکنے سے پہلے اٹھا لانے کے سلسلہ میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے پیش آیا۔ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ کے قرآنی الفاظ سے اکثر مفسرین کرام نے حضرت آصف کو ہی مراد لیا ہے، ہم اس سلسلہ میں صحابہ کرام کی کچھ کرامات کا بھی ذکر کر چکے ہیں اور صحابہ کے بعد اولیائے کرام سے حدِ تواتر کے ساتھ اتنی کرامات منقول ہیں کہ انہیں شمار نہیں کیا جا سکتا اگر کوئی آدمی استیعاباً نقل کرنا چاہے تو نہ چارپایوں کے بوجھوں میں وہ سما سکیں اور نہ ہی اونٹوں کے کجاووں میں آ سکیں، سابقہ ادوار میں بھی لوگ ایسے ہی تھے اور آئندہ زمانوں میں بھی ایسے ہی رہیں گے ان منکرینِ کرامت کی یاوہ گوئیوں اور ان کجروں کی کجرویوں کے آغاز سے قبل لوگ کرامات اولیاء سے اکتسابِ فیض کرتے تھے اور بنی اسرائیل اور ان کے بعد آنے والے اولیاء سے بھی وہ کرامات نقل کرتے تھے خود صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اس سلسلے میں خود خوب خوض فرماتے تھے (جب صحابہ اور اسلاف سب کرامات کے قائل تھے تو پھر منکرین کے انکار کی کیا وقعت رہ جاتی ہے علامہ دلائل سے انکار کرنے والوں کو کج رو اور

marfat.com

بے راہ رد کہتے ہیں اگر وہ آج کے منہ پھٹ مخالفین کی گالیاں سنتے تو شاید ان کے لیے کوئی شایانِ شان لفظ نہ پاتے)۔

وجہِ خامس اللہ کریم نے جو اس امت کے اولیائے کرام اور علمائے عظام کو علوم عطا فرمائے ہیں وہ بھی اثباتِ کرامات کی دلیل ہیں ان حضرات نے اتنی کتابیں تصنیف فرمائیں کہ کوئی آدمی مصنف کی ساری عمر جتنی عمر پائے تو ان کتابوں کو نقل بھی نہ کر سکے پھر یہ تصنیفات تحریر برائے تحریر نہ تھیں بلکہ حد و شمار سے زائد انہوں نے علمی باریکیاں بیان فرمائیں ایسے ایسے استنباط فرمائے کہ عقل مند وجد میں آجائے۔ اتنے مطالب و معانی کا استخراج فرمایا کہ طبقِ ارضی کو بھر دیا۔ حق کا احقاق کیا اور باطل کا ابطال انہی دلائل سے فرمایا پھر اس راستے میں بے شمار مجاہدات و ریاضات سے گزرے اور دعوتِ حق کے راستے میں بے شمار تکالیف فرمائیں، اپنی جانوں کو لذاتِ دیوی سے روکا یہ سب کچھ عقل و شعور اور فہم ذکار کے ساتھ کیا حصولِ علم کے لیے نفس پر سختیاں کیں اور علم کو ہی اپنا محبوب و مقصود سمجھا پھر جب ان کے علوم پر سوچنے والا نگاہ کرتا ہے تو اسے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کرامت بے آباد زمین میں روٹی کا ٹکڑا، یا صحرا میں پانی کا گھونٹ مل جانے والی کرامات سے ارفع و اعلیٰ ہے، انتہی کلام السبکی۔

امام شعرانی اور کرامات اب ذرا امام شعرانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتاب الیواقیت والجواہر کی انتیسویں بحث بھی ملاحظہ فرماتے جائیں ارشاد ہوتا ہے کہ جمہور علماء اس بات کے قائل ہیں کہ جو چیز ایک نبی کے لیے معجزہ بن سکتی ہے وہ چیز کسی ولی کے لیے کرامت بن سکتی ہے معتزلہ اور شیخ ابو اسحاق اسفرائینی نے جمہور علماء سے ہٹ کر یہ بات کہی ہے کہ یہ ضروری نہیں کہ جیسا معجزہ نبی سے ظاہر ہو رہا ہے ویسی ہی کرامت کسی ولی سے ظاہر ہو

marfat.com

اور نبی کے سارے خارق عادات کی مثال ولی سے صدور پذیر ہو بلکہ کرامت کی پہنچ صرف اس حد تک ہے کہ ولی کی دعا قبول ہو جائے یا ایسے صحرا میں اسے پانی مل جائے جس میں عادۃً پانی نہیں تھا۔ ایسی ہی کچھ اور اشیاء کا ظہور بھی جو درجۂ خارقِ عادت اشیاء سے نیچے یا کم مرتبہ ہیں۔ امام شعرانی حضرت شیخ اکبر کا حوالہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ فتوحات کے ایک سو ستائیسویں جاب میں حضرت شیخ اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ استاذ اسفرائینی کا ارشاد صحیح ہے ہاں ایک شرط کا میں مزید اضافہ کرتا ہوں جو انہوں نے ذکر نہیں فرمائی وہ شرط یہ ہے کہ نبی کا معجزہ ولی کی کرامت صرف اسی صورت میں ہو گا کہ ولی اس معجزے کا اظہار نبی کی تصدیق کے لیے کرے۔ اپنے نفس کی کرامت کے لیے نہیں اگر یہ صورت ہو تو اولیائے کرام ایسی کرامت کے صدور پذیر ہونے کے قائل ہیں، ہاں اگر نبی اس دنیا میں تشریف فرما ہو اور بطور تحدی منکرین کے سامنے معجزہ کا اظہار فرما رہا ہو تو پھر کسی ولی سے اس وقت یا اس نبی کی زندگی میں ایسی کرامات کا ظہور ممنوع ہو گا (کیونکہ بصورتِ ظہورِ کرامت نبی کا معجزہ قوم کے سامنے معجزہ نہیں رہے گا اس نظیر و مثال کی وجہ سے جو ولی سے ظاہر ہوئی مترجم) اگر نبی کی وفات شریف کے بعد یا اس مقررہ وقت کے بعد ولی سے نبی کے معجزے جیسی کرامت ظاہر ہو جائے تو یہ جائز ہو گا اگر نبی نے مطلقاً بغیر کسی شرط و قید کے (یعنی بلا تحدی کے) معجزہ ظاہر کیا تو اس کی مثال بھی ممنوع نہیں ہو گی۔ یہ تھی الیواقیت والجواہر کی عبارت۔

حضرت ابن علی المحلی کا ارشاد

اب ذرا شیخ محمد بن علی المحلی کو بھی ملاحظہ فرماتے جائیں۔ انہوں نے امام سبکی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے مشہور قصیدہ تائیہ کی شرح کرتے ہوئے مندرجہ ذیل شعر

marfat.com

کی شرح کی ہے :-

وفی کل وقت ان تامل ذوالنھی یشاھد حدوث المعجزات الجدیدہ

(کہ اگر عقلمند عقل وشعور سے مشاہدہ کرے تو ہر لمحہ نئے معجزات دیکھ سکتا ہے)

امام عارف حضرت شہاب الدین سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے انہوں نے فرمایا بسا اوقات اولیائے کرام سے مختلف کرامات ظہور پذیر ہوتی ہیں مثلاً فضا سے ہاتف کی آواز، خود اپنے باطن سے آواز کا آنا، زمین کا ان کے لیے لپیٹ کر مختصر کر دیا جانا یا کچھ واقعات کا ان کے ظہور سے پہلے علم ہونا۔ یہ سب کرامات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیروی کی برکت کا نتیجہ ہیں اور کرامات دراصل معجزاتِ انبیار کا تتمہ ہی ہوتی ہیں۔ یہ عبارت نقل کر کے شارح مذکور فرماتے ہیں کہ مطلب یہ ہے کہ جس ولی کے ہاتھوں بھی کوئی کرامت ظاہر ہوگی وہ نبی کے معجزات کا تتمہ وتکملہ ہوگی۔ اب حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت کے اولیائے کرام کی کرامات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات کا تتمہ ہوں گی۔ ثابت ہوا کہ اس کائناتِ ارضی میں اولیائے کرام کا وجود حضور کریم کا دائمی معجزہ ہے اور اللہ کریم اولیائے امت کے طفیل بندوں کی ضرورتیں پوری فرماتے ہیں اور ان کی برکت سے بلائیں ملک وبلاد سے رفع ہوتی ہیں ان کی دعاؤں سے رحمت کا نزول ہوتا ہے اور ان کے وجود باجود سے بدحالی ونحبت کا خاتمہ ہوتا ہے۔ (چونکہ یہ ساری چیزیں کرامات ہیں اور یہ کرامات تتمہ معجزات ہیں لہٰذا ان اولیاء وکرامات کا مسلسل رہنا حضور کریم کے مسلسل معجزات میں شامل ہوگا۔ مترجم)

علامہ نبہانی کی اپنی تحقیق اب ذرا خود صاحبِ کتاب حضرت یوسف نبہانی کے خیالاتِ مقدسہ ملاحظہ فرمائیں، لکھتے

marfat.com

ہیں حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی امت میں کثرتِ اولیار کی حکمت یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت وسیادت سب انبیار کرام علیہم السلام پر ثابت ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں تشریف فرما تھے تو بھی آپ کے پاس معجزات کی کثرت تھی اور جب دنیا سے تشریف لے گئے تب بھی بوجہ اولیائے کرام آپ کے معجزات کی کثرت ہے، آپ چونکہ خاتم النبین ہیں، حبیب رب العالمین ہیں اور قیامت تک آپ کے دینِ مبین نے باقی رہنا ہے لہٰذا آپ کی تصدیق کے اسباب کا بھی مسلسل جاری رہنا ضروری ہے ان اسباب میں سے ایک قوی ترین سبب کرامات ہیں جو صدور تو اولیار سے پاتی ہیں مگر حقیقت میں معجزاتِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنار کے ہوتی ہیں۔ یہ کرامات قرآن پاک کے معجزہ پر اضافی معجزہ ہیں اور قرآن کا وجود خود سید المعجزات کی حیثیت سے ہے یہ کتابِ مقدس واضح معجزات کی جامع ہے۔ اللہ کا کلام قدیم ہے اللہ کا ذکر حکیم ہے جس کی طرف باطل کی رسائی نہیں نہ سامنے سے نہ پیچھے سے یہ حکیم وحمید خدا کی وحی منزل ہے۔
پھر اولیائے کرام کی کرامات ان معجزاتِ شریفہ پر بھی اضافہ لطیف ہیں جن کی خبر خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دی مثلاً قیامت کی شرطیں اور لوازمات وغیرہ جن کا ظہور بتدریج ہوتا ہے تو اب ان اضافی معجزات یعنی کرامات کے ذریعہ گویا حضور نبی کریم امت میں موجود ہیں اور امت آپ کی وفات شریفہ کے بعد بھی اسی طرح آپ کے معجزات کا مشاہدہ کر رہی ہے جس طرح آپ کی حیاتِ طیبہ میں مشاہدہ کیا کرتی تھی۔ ان کے ظہور کا فائدہ حسب ارشاد قرآن پاک :-
لِیَزْدَادَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِیْمَانًا (تاکہ ایمانداروں کے ایمان میں اضافہ ہو) اضافہ وزیادتی ایمان ہے اور غیر مسلموں کے لیے ان کا فائدہ یہ ہے کہ انہیں دین کا راستہ ان کرامات سے ملتا ہے ارشاد ہے :- ویھدی اللہ لدینہ من یشا۔

marfat.com

(جسے اللہ چاہتا ہے اسے دین کا راستہ سمجھا دیتا ہے) چونکہ اولیائے امت ہر دور میں بکثرت رہے ہیں لہٰذا کثرت کرامات ان کے وجود سے لازم رہا ہے۔ اس عنوان پر وارد حدیث پاک سے یہی کچھ سلطان العارفین شیخ اکبر سیدی محی الدین ابن عربی وغیرہ نے ثابت فرمایا ہے۔

کشف صحیح کے انداز

کشف صحیح کے ایک لاکھ چوبیس ہزار انداز ہیں اور یہی عدد ہے انبیاء کرام علیہم السلام کا اور یہ سب انداز جو اولیائے کرام سے صدور پا رہے ہیں سیدِ کل صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات ہیں۔ اسی طرح حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزاتِ شریفہ اتنے گنا بڑھ جاتے ہیں کہ حد و شمار کی پہنایاں انہیں ناپنے سے عاجز رہ جاتی ہیں۔ میں نے ان معجزات کی کثرت و تسلسل کے سلسلہ میں جو حکمت و علت بیان کی ہے وہی سبب ہے اس بات کا کہ صحابہ کرام سے بھی ان کرامات کا ظہور ہوا ہے ہاں یہ ضرور ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے کم کرامات ثابت ہیں اور بعد کے اولیائے کرام سے بکثرت کرامات کا ظہور ہوا ہے اس کی وجہ یہ تھی کہ دَورِ صحابہ میں مومنوں کے ایمان پختہ تھے اور دوسروں کو ہدایت بھی ان کے دَور میں مل رہی تھی تو یہ دونوں باتیں (پختگیٔ ایمان اور ہدایت) حضور کریم کے معجزات کی وجہ سے تھی اور یہ معجزات کئی اندازوں سے وہ حضرات دیکھ رہے تھے تو اب اگرچہ صحابہ کرام کی کرامات بھی بعد میں آنے والے اولیائے امت کی کرامات کی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات ہی تھے مگر ان کے اظہار کی اس دَور میں بوجہ معجزاتِ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اتنی ضرورت نہ تھی جتنی کہ بعد کے اولیاء کے دَور میں پیش آئی۔

marfat.com

صحابہ کی کرامات کم کیوں تھیں؟

صحابہ کرام کی کرامات کم کیوں تھیں؟ اسے تاج الدین سبکی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی طبقات میں یوں بیان کیا ہے کہ اگر سوال ہو کہ صحابہ کرام کی کرامات کثیر ہونے کے باوجود ان اولیائے کرام سے کم کیوں ہیں جو ان کے بعد آئے۔ تو اس کا پہلا جواب تو یہی ہے۔

امام ابن حنبل رضی اللہ عنہ کا ارشاد

امام جلیل سیدنا احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے ایسے سوال کے جواب میں فرمایا تھا کہ صحابہ کرام کا ایمان قوی تھا تو انہیں کسی ایسی چیز (مثلاً کرامت) کی ضرورت پیش نہ آئی جو ان کے ایمان کو قوی کرنے کا ذریعہ بنتی۔ اور رہا وہ دَور جو دَورِ صحابہ نہیں ہے تو اس دَور میں ضعفِ ایمانی نے راہ پالی ہے لہٰذا اسے تقویت دینے کے لیے کرامات کا صدور ہونا ضروری ہے۔

حضرت سہروردی کا فرمان

شیخ گرامی حضرت سہروردی نے بھی حضرت امام احمد بن حنبل جیسی بات فرمائی ہے کہ خرقِ عادات کشف والے کے ضعفِ یقین کو دُور کرنے کے لیے رحمتِ خداوندی کے طور پر ظاہر ہوتی ہے یہ عبادت گزار بندوں کے لیے گویا ثوابِ معجل ہے اور جن حضرات کا مرتبہ ان اصحابِ کشف سے اونچا ہے ان کے دلوں پر تو (انوار کے) پردے پڑے ہیں انہیں تقویتِ ایمانی کے لیے ایسی خرقِ عادات کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اب ملاحظہ ہو دوسرا جواب:۔

شان وکراماتِ صحابہ

جو کرامات صحابہ کرام سے ظہور پذیر ہوئی ہیں یا جن کرامات کا ظہور ان کی عظیم المرتبت ذاتوں سے نہیں ہوا یہ سب ان کی عظمت کے مقابل کچھ بھی نہیں ہیں وہ

marfat.com

نفوسِ قدسیہ ہیں جنہوں نے طلعتِ مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کی زیارت کی ہے اور استقامت کی راہ کو نہیں چھوڑا۔ جو بہت بڑی کرامت ہے۔ پھر جتنی فتوحات انہوں نے فرمائی ہیں، وہ کس کرامت سے کم ہیں؟ دنیا ان کے قدموں میں تھی تو انہوں نے اس پر نگاہ غلط انداز نہیں ڈالی نہ اس کی طرف مائل ہوئے اور نہ ہی وہ اپنی راہ سے پھسلے رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ آج جتنی دنیا لوگوں کے پاس ہے (اور وہ اس کی وجہ سے پھسل رہے ہیں) اس سے کئی گنا زیادہ دنیا خدام محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس تھی اور پھر وہ اس سے روگرداں تھے کیا کم کرامت ہے؟ ان سب باتوں کے ہوتے ان کا شوق صرف ایک تھا کہ اللہ تعالیٰ کا کلمہ بلند ہو اور کائنات کو اس کی ذات والا صفات کی طرف ہی بلایا جائے۔

کرامات امام یافعی کی نظر میں

امام یافعی کا نظریہ بھی ملاحظہ فرماتے جائیں، یہ لازم نہیں کہ صاحبِ کرامت ولی اس ولی سے افضل ہو جو صاحبِ کرامت نہیں بلکہ بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ جس ولی کے پاس کرامت نہیں وہ صاحبِ کرامت ولی سے افضل ہوتا ہے۔

شیخ اکبر کے ولی کے متعلق ادیبانہ ارشادات

اسی بات کی مزید تائید سیدی محی الدین ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد سے ہوتی ہے جو انہوں نے مواقع النجوم میں اولیائے امت کی پانی پر چلنے، ہوا میں اڑنے اور اسی طرح کی اور کرامات نصاً بیان کرنے کے بعد ذکر فرمایا کہ یہ اصحابِ مقامات عالیہ جن کا ہم نے ذکر کیا ہے عظیم المرتبت، نیک، متقی اور منتخب لوگ ہیں یہ رجالِ حق

marfat.com

اور اولیاء اللہ ہیں یہ وقت کے سراۃ وابدال ہیں لیکن کبریت احمر، اکسیر اکبر التفات وتوجہ سے منزہ فاعل، سب صفات عالیہ کا مالک، اور سب آفات سے الگ، حفاظت کے پردوں اور کون کے کچھاروں میں اپنی ذات کو چھپانے والا دولہا، مخلوق کے ہاں معروف مظالم ومصائب سے مستثنیٰ، نہ کسی کی طرف توجہ دینے والا اور نہ کسی کو اپنی طرف کھینچنے والا تو کوئی ایک ہی ہوتا ہے، جو کبھی دنیائے کشف میں آتا ہے اور کبھی نہیں، اسے کوئی اہمیت نہیں دیتا۔ کبھی تو وہ کسی دکان میں لیٹا ہوتا ہے اور اسے کتے نوچ رہے ہوتے ہیں یا وہ کسی بہلول کی شکل میں آتا ہے اور اسے پتھر مارے جا رہے ہوتے ہیں نہ اسے اہمیت دی جاتی ہے اور نہ وہ توجہات کا مرکز بنایا جاتا ہے وہ سب سے الگ صرف ایک ذات کی طرف متوجہ ہے اور یہ سب لوگ اس کے لیے حجاب ہیں آگے چل کر ابن عربی فرماتے ہیں کہ اپنے احوال میں یہ بندہ مصطفیٰ جو اپنے وقت کی کبریت اور اپنے وجود کی اکسیر ہے یا تو اصلاً اس کے پاس کرامت نہیں ہوتی اور اگر ہوتی ہے تو کسی مجدد وقت کسی مشکل کام کے لیے ہوتی ہے۔ ایسے نابغۂ عصر کے لیے کراماتی تسلسل نہیں ہوتا اور کرامت نہ ہونے کا کوئی سرِ خفی ہوتا ہے، آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ حضرت ابن عربی نے وضاحت فرما دی کہ اتنے عظیم المرتبہ ولی ہونے کے باوجود اس گروہ عالیشان کے پاس قلیل کرامتیں ہیں۔ یہ لوگوں میں چھپے رہتے ہیں ان کے احوال نامعلوم اور مخفی ہوتے ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ پتہ چلا کہ کتاب میں جن اولیاء کرام کی زیادہ کرامات منقول ہیں یہ ضروری نہیں کہ وہ دوسرے کم کرامات والے اولیاء سے افضل ہوں کیونکہ یہ معلوم ہو چکا ہے کہ کچھ لوگ ایسے بزرگ بھی ہیں جن کے ہاتھوں کرامات کا صدور نہیں ہوا اور وہ ان اولیاء سے افضل ہیں جو

marfat.com

منبع کرامات تھے۔ صرف درجۂ ولایت کا حصول ہی ان کے لیے فضل عظیم کا باعث ہے۔ اللہ کریم سبحانہٗ و تعالیٰ شرف ولایت کی وجہ سے ہی اپنے اولیا کو کرامات اور خرقِ عادات سے محترم و مکرم فرماتا ہے۔

جھوٹے مدعیانِ ولایت

یہ الگ بات ہے کہ کچھ ولایت کے جھوٹے دعویدار لوگوں کے سامنے معاملہ الجھا کر رکھ دیتے ہیں وہ صوفیانہ لباس کو زیبِ تن کر کے بزعم خویش مسند ارشاد پر فائز ہو جاتے ہیں حالانکہ یہ لوگ دراصل جہل و فساد کے نمائندے اور راہِ حق سے اعراض کرنے والے ہیں۔ ایسے لوگ چونکہ صاحبِ کرامت تو ہوتے نہیں، لہٰذا اس خوف سے کہ مبادا لوگ ان کی عقیدت مندی کا جوا گردن سے اتار نہ پھینکیں۔ دعوے یہ کرتے ہیں کہ وہ اس گروہِ اولیا سے ہیں جن کے ہاتھوں صدورِ کرامت نہیں ہوا کرتا اور اسی پر بس نہیں کرتے بلکہ اصحابِ کرامات پر اپنے آپ کو افضل گردانتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ صاحبِ کرامت اولیاء کو کم مرتبہ قرار دیتے ہیں۔ یہ سب پاپڑ محض اس لیے بیلتے ہیں کہ لوگوں کے دلوں میں ان کا مقام و ناموس محفوظ رہے۔ مگر میں قسمیہ کہتا ہوں کہ یہ نابکار لوگ شریروں کے قائد اور فاجروں کے رہنما ہیں ان سے تو بہانگ دہل فسق و فجور میں مبتلا جاہل عوام بہتر ہیں۔ کیونکہ ان کی بدی ان کی ذات تک محدود ہوتی ہیں اور یہ نام نہاد اولیا، اللہ، اللہ کے سچے اور پاکیزہ بندوں کو بھی بدنام کرتے ہیں اور عوام کی عقیدت مندی سے غلط فائدہ اٹھا کر انہیں بھی گمراہی کے غاروں میں دھکیلتے ہیں۔ مترجم)

حضرت ابن عربیؒ کا فیصلہ کن کلام

اب میں یہاں سیدی محی الدین ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشادات

marfat.com

کو نقل کرتا ہوں کیونکہ اس موضوع پر انہوں نے بڑے محققانہ انداز سے حقیقت کی نقاب کشائی فرمائی ہے وہ ایک سو پچاسویں باب میں ترکِ کرامات کی وجہ بیان کرتے ہوئے زبانِ شعر میں یوں گوہر فشانی فرماتے ہیں:۔

۱۔ ترکِ کرامت ولی اللہ نہ ہونے کی دلیل نہیں ہے۔ اے قاری! میری اس بات پر کان لگا کیونکہ یہ بہت ہی درست بات ہے۔

۲۔ کرامت کا وجود بھی صرف اس لیے ہوتا ہے کہ صاحبِ کرامت کا اس سے اکرام ہو۔ اس سے آگے تو کوئی اچھا راستہ نہیں (یعنی صاحبِ کرامت اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کرامت کو نوازش سمجھے تو ٹھیک ہے اور اگر اس پر نازاں ہو تو یہ راہ ناہموار بن جائے گی اور مفید کی جگہ مضر قرار پائے گی۔ مترجم)

۳۔ جس علم کا تو عاشق ہو کے حاصل کرنے والا بنا ہے صرف اسی کی خواہش کر اللہ کا بدل چاہنے والا نہ بن (ولایت یہ ہے کہ توجہات کا مرکز ذاتِ خداوندی ہو کرامت غیر حق ہے لہٰذا علمِ حقیقی سے اگر توجہ کرامت کی طرف ہو گی تو علمِ حقیقی (وصالِ ربانی) سے وہ مانع بن جائے گی اور یہ اس علمِ حقیقی کا بدل بن جائے گی۔ کوئی عاقل وصالِ خداوندی کو چھوڑ کر اس کے بدل کی طرف نہیں جا سکتا۔ مترجم)

۴۔ کرامت کا چھپانا اہلِ حق اور مردانِ خدا کے نزدیک لازم و محق ہے لہٰذا کرامت ظاہر کر کے تو رسوا نہ بن جا۔

۵۔ ہاں یہ یاد رکھ کہ کرامات (معجزات) کا ظاہر کرنا رسولوں کے لیے فرض ہے نبی کا معجزہ تو اس کی طرف آنے والی وحی ہے (نبی نے قوم کو دعوتِ حق دینی ہوتی ہے لہٰذا اس کے ہاتھوں دعوت کی تائید کے لیے معجزوں کا ظہور ضروری ہوتا ہے اور اس کا معجزہ وحیِ خداوندی ہوتا ہے۔ یہ بات ولی

marfat.com

یں نہیں۔ لہٰذا ان کے ہاتھوں ظہورِ کرامت ضروری نہیں بلکہ اخفاء بہتر ہے۔ کتاب کے مختلف حصے پڑھنے پر خود قاری کے ذہن میں مسئلہ کی تفصیلات واضح ہو جاتی ہیں (مترجم)

میزانِ شرع کے تقاضے جیسا آیات و معجزات کا اظہار اپنے دعوے کی بنا پر نبی کے لیے ضروری ہے اسی طرح ولی پر ان کا چھپانا ضروری ہے۔ کیونکہ وہ کوئی دعویٰ لے کر نہیں اٹھا ہوتا۔ اسے دعویٰ زیب بھی نہیں دیتا کیونکہ وہ صاحب تشریع نہیں ہے یہی مذہب اہلِ سنت ہے اور یہی جماعتِ صوفیہ کا مسلک ہے۔ شرعی میزان اس دنیا میں قائم ہے اور اسے علمائے ظاہر جو اصحابِ فتویٰ ہیں اور جرح و تعدیل کرنے والے ہیں چلا رہے ہیں۔ اب رہا یہ ولیٔ خدا تو جب وہ میزانِ شرع سے عقل کے ہوتے ہوئے خارج ہوتا ہے اور عقل پر ہی مدار احکام و تکلیف ہے تو اس کے حق میں فی نفسِ الامر احتمال کی بنا پر اس کا حال تسلیم کیا جائے گا۔ کیونکہ یہ کیفیت بھی تو میزانِ شرع میں موجود ہے مگر ظاہری شرع کے خلاف اگر امر ظاہر ہوتا ہے اور حاکم کے پاس شہادتوں سے ثابت ہو جاتا ہے تو لازماً اس ولی پر ظاہری شرع کے مطابق حد لگے گی اور یہ احتمال اس کے کام نہیں آئے گا کہ کچھ اللہ کے بندے ایسے بھی ہوتے ہیں جنہیں گناہ ضرر نہیں پہنچا سکتے یا ان کے لیے کچھ چیزیں مباح ہو جاتی ہیں جو باقیوں کے لیے حرام ہوتی ہیں۔ ہاں آخرت میں ان سے مواخذہ نہیں ہوگا جیسا کہ اہلِ بدر کے متعلق خود ذات کریم کا ارشاد ہے کہ ان کے لیے سب افعال مباح ہیں اسی طرح حدیث پاک میں آتا ہے :-

افعل ما شئت فقد — تو جو چاہے کرتا جا کیونکہ میں نے

marfat.com

غفرت لک ۔ تجھے بخش دیا ہے ۔

یہاں یہ ارشاد نہیں ہوا کہ دنیا میں تجھ سے حدود ساقط ہو گئی ہیں ، حاصل کلام یہ ہوا کہ اس دنیا میں جو شخص بھی میزانِ شریعت کو توڑتا ہے اس پر حاکم شرعی احکام کے مطابق حد نافذ کرے گا مگر آخرت میں ایسا شخص جو ولی ہے وہ اس جرم کے بارے میں پوچھا جائے گا ۔ کیونکہ وہاں ایسے حضرات کے لیے مغفرت و بخشش کی بشارت موجود ہے ۔ جو حاکم ایسے ولی پر حدِ شرع نافذ کرے گا وہ عنداللہ ماجور ہوگا ۔ لیکن یہ ولی بھی حقیقت و نفسِ امر میں گناہ گار نہیں ہوگا ۔ آپ حضرات منصور حلاج یا ان جیسے دیگر حضرات کو دیکھ لیں (ان پر شرعی حدود نافذ ہوئیں ۔ نافذ کرنے والوں نے میزانِ شرع کے مطابق عمل کیا لہٰذا وہ مستحق اجر ٹھہرے اور یہ اولیائے کرام بھی گناہ گار نہ ہوئے کیونکہ انہوں نے جو کچھ کیا اپنے حال کے تحت کیا خواہشِ نفس اور اتباعِ ہوا کے تحت نہیں کیا ۔ مترجم)

یہ بھی یاد رہے کہ کرامت کا ترک کبھی ابتداً اللہ کریم کی طرف سے ہوتا ہے ۔ کہ اس ولی کے عظیم المرتبت بندۂ خدا ہونے کے باوجود اللہ کریم اسے کرامت کے اظہار کی قدرت ہی عطا نہیں فرماتا اور عالمِ خدا ہونے کی وجہ سے وہ ذاتِ اقدس اپنے بندے کو کرامات سے مستغنی کر دیتی ہے یا اس ولی برحق کو قدرتِ اظہار تو ہوتی ہے مگر وہ رضائے الٰہی کے لیے کرامت کو ظاہر ہی نہیں کرتا اور کرامات کے اظہار سے منہ موڑ لیتا ہے ، ہم نے ایسے بہت سے اولیائے کرام دیکھے ہیں ۔

حضرت ابن شبل اور تصرف

جناب مکرم ابو المسعود بن شبل بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک واقفِ حال نے پوچھا کہ کیا جناب کو اللہ کریم نے اصلِ کرامت یعنی تصرف عطا فرمایا

marfat.com

ہے تو ارشاد ہوا کہ پندرہ سال سے تصرف عطا ہے مگر ہم نے وسعتِ ظرفی کا ثبوت دیتے ہوئے تصرف کو چھوڑ رکھا ہے اور ذاتِ حق خود ہمارے لیے تصرف فرما رہی ہے۔ آپ کا مطلب یہ تھا کہ اللہ کے حکم کی تعمیل میں انہوں نے اللہ ہی کو اپنا وکیل بنا لیا ہے (قرآن میں ارشاد ہے فَاتَّخِذْهُ وَكِيلًا کہ اللہ کریم کو اپنا وکیل بنا لے، حضرت کا اسی طرف اشارہ تھا) سائل نے آپ سے مزید پوچھا کہ اس کے بعد پھر؟ جواب دیا کہ اس کے بعد پانچ نمازیں، اور موت کا انتظار، آدمی تو ایک کوشاں پرندے کی مانند ہے جس کا منہ مشغول ہے اور قدم دوڑتے ہیں آپ یہ بھی فرماتے تھے کہ مجھے مختلف اقوال میں سے صرف یہ ارشاد پسند ہے جو زبانِ شعر میں ہے کہ ؎

ولی کامل موت کے دلدل میں اپنے پاؤں کو گاڑے ہوتا ہے اور پاؤں کو کہتا ہے کہ تیرے تلوے کے نیچے حشر ہے (یعنی ولی کامل کا پاؤں دنیا میں ہوتا ہے اور تلووں کے نیچے قیامت ہوتی ہے یعنی وہ دونوں دنیاؤں میں بیک وقت نزول فرما ہوتا ہے دنیا کے دلدل میں بھی اس کی نگاہ آخرت میں ہوتی تھی) جو ایسا ہے وہ مردِ راہِ خدا ہے اگر ایسا نہیں تو اس راہ کا مرد ہونے کا دعویٰ غلط ہے۔

مقامِ کامل حسبِ ارشادِ شیخ اکبر رضی اللہ عنہ سیدی محی الدین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں اس نسخہ سے اس انداز کی تقلید میں تھا تو حق نے میرے اندر یوں خطاب کیا جس نے مجھے اپنا وکیل بنا لیا وہ میرا ولی و دوست بن گیا (اور جو میرا ولی بن گیا تو اس کے لیے میرا مطالبہ حق ہوا) اور جن معاملات کا اس نے مجھے والی بنایا ان کے بارے میں حساب قائم کرنا میرے لیے ضروری ہوا۔ ملاحظہ فرمایا کہ معاملہ بالکل الٹ گیا اور مراتب

marfat.com

بدل کر رہ گئے یہ ہے اللہ کریم کا طریقہ اپنے مصطفیٰ و مرتضیٰ بندوں کے ساتھ اس احسان سے آگے تو کوئی احسان نہیں جس کی طلب کے لیے ہمت بڑھے ایک محقق بندۂ خدا کو یہ عظیم مرتبہ اپنی قدرت کے علم سے نہیں نکالتا۔ اللہ کریم کو وہی عظیم انسان وکیل بناتا ہے جس کی قوتوں اور جوارح کا مرجع ہی حق ہو۔ کیونکہ حقائق نہیں بدلا کرتے تو ملاحظہ حق حق ہے اور خلق مخلق ہے بندہ بندہ ہی ہے اور رب تعالیٰ رب ہی ہے اگر ایسے عظیم آدمی سے خرقِ عادت و کرامت کا ظہور ہو تو یہ ہمارے نزدیک کرامت نہیں ہے کیونکہ کرامت تو اس ولی کی طرف منسوب ہوتی اور ملتی ہے جس سے اس کا ظہور ہوتا ہے۔ ایسے عظیم المرتبت انسان سے تو وہ کچھ ظہور پذیر ہوتا ہے جس کا ظہور ہم نے ایک محفل میں ۵۸۶ھ میں ملاحظہ کیا:۔

ابنِ عربی نے آگ کو گلزار بنا دیا

واقعہ یوں تھا کہ ہمارے پاس ایک فلسفی آیا جو نبوت کے اس مقام کا منکر تھا جو مسلمان بیان کرتے ہیں وہ معجزاتِ انبیاء کا منکر تھا اور کہتا تھا کہ حقائقِ اشیاء میں تبدیلی نہیں ہوتی۔ سردیوں کے دن تھے ہمارے سامنے بہت بڑی انگیٹھی دہک رہی تھی یہ مکذب و منکر کہنے لگا کہ عوام کہتے ہیں کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام آگ میں ڈالے گئے اور آگ نے انہیں نہیں جلایا۔ کہنے لگا کہ آگ طبعاً ایسے جسموں کو جلا دیتی ہے جو اس کے سامنے آئیں اور جلنے کے قابل ہوں قرآن میں جس آگ کا ذکر ہے وہ یہ ظاہری آگ نہ تھی بلکہ اس سے مراد نمرود کا غصہ اور عناد تھا۔ یہ غضب کی آگ تھی آگ میں ڈالے جانے کا مطلب نمرود کا آپ پر غضب ناک ہونا تھا اور نہ جلنے سے مطلب یہ ہے کہ جابر و ظالم نمرود کا غصہ و غضب ان پر اثر انداز نہ ہوا کیونکہ ان کے پاس ایسے دلائل تھے جن پر نمرود کا

marfat.com

غصہ غالب نہ آسکتا تھا۔ مثلاً اجرام سماوی نوری کا غروب ہونا اب اگر وہ اشیاء خدا ہوتیں تو غروب نہ ہوتیں۔ ان دلائل کی وجہ سے ابراہیم علیہ السلام اپنے نظریے پر مستعد رہے اور غرور کے غصے سے مرعوب نہ ہوئے جب وہ فلسفی بات کر چکا تو حاضرین سے ایک آدمی نے کہا (ظاہر ہے کہ یہ شخص خود سیدی محی الدین تھے کیونکہ انہیں یہ مقام و تمکن حاصل تھا جس کا وہ مندرجہ بالا عبارت میں ذکر فرما رہے ہیں مرحوم) اگر میں تجھے دکھا دوں کہ ارشادِ خداوندی سچ ہے کہ آگ نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو نہیں جلایا اور اللہ کریم نے اپنے ارشاد کے مطابق اسے ٹھنڈا اور سلامتی والا بنا دیا اور میں ابراہیم علیہ السلام کی طرف سے دفاع کرتے ہوئے ان کے قائم مقام بن جاؤں اور یہ ساری بات اپنی کرامت نہ سمجھوں اور دفاع سیدنا ابراہیم علیہ السلام سمجھوں تو تیرا کیا خیال ہے؟ منکر کہنے لگا ایسا ہونا ناممکن ہے۔ صاحبِ مقام ولی نے فرمایا کیا یہ سامنے (انگیٹھی والی) آگ جلانے والی ہے کہ نہیں؟ کہنے لگا حضور یہ جلاتی ہے، فرمانے لگے اب ذرا دیکھ۔ انہوں نے آگ اٹھائی اور انگیٹھی منکر کی گود میں پلٹ دی کافی دیر تک آگ اس کی گود میں پڑی رہی وہ اپنے ہاتھ سے اسے الٹتا پلٹتا رہا۔ وہ حیران تھا کہ آگ کیوں نہیں جلا رہی ہے آپ نے پھر وہ آگ اٹھائی اور انگیٹھی میں ڈال دی۔ پھر فلسفی سے فرمانے لگے اب ذرا ہاتھ آگ کے قریب کیجئے اس نے ہاتھ بڑھایا تو آگ نے ہاتھ جلا دیا۔ حضرت فرمانے لگے کہ جناب ابراہیم علیہ السلام کا معاملہ بھی ایسا ہی تھا۔ یہ آگ بیچاری تو مامور من اللہ ہے حکم ہو تو جلاتی ہے حکم نہ ہو تو نہیں جلاتی۔ اللہ کریم جو چاہے کرتا ہے۔ اب حضرت فلسفی کی آنکھیں کھلیں۔ ایمان لایا اور معجزات انبیاء علیہم السلام کا قائل ہوا۔ تو ولی حق جس نے کرامات کا اظہار چھوڑ رکھا ہوتا ہے اس سے ایسی باتیں ظاہر ہوتی ہیں کیونکہ

marfat.com

وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے دور میں معجزات کی دنیا میں بھی نائب ہوتا ہے اور حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا بھی نائب ہوتا ہے وہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کے دین پاک کی صداقت کے لیے اپنی کرامات کا اظہار کرتا ہے اپنے ولی ہونے کی دلیل ان کرامات کو نہیں بناتا۔ یہ ہے ان کے ترک کرامات کی حقیقت، اور اولیاء کرام سے فرقہ ملامتیہ اسی انداز سے چلتا ہے (یعنی وہ کرامات ظاہر نہیں کیا کرتے) باقی صوفیائے کرام کرامات ظاہر فرماتے رہتے ہیں اکابر صوفیہ کرامات کو رعونت نفس سمجھتے ہیں۔ ہاں اگر ضرورت پیش آجائے تو اسے ظاہر فرما دیتے ہیں۔ جیسا کہ ابھی ہم نے فلسفی والا واقعہ بیان کیا ہے یہاں حضرت شیخ اکبر کی عبارت ختم ہوئی اور جو کچھ انہوں نے فرمایا وہ حق وریح ہے۔

اقسام معجزات وکرامات

آپ کو یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ وہ معجزات جو حضور کریم علیہ التحیۃ والسلام سے آپ کے صدق اور دین ونبوت کی صحت کی دلیل کی بنار پر صادر ہوئے ان کی کئی قسمیں تھیں کچھ تو مشرکوں کے مطالبہ پر صدور پذیر ہوتے مثلاً چاند کا پھٹ جانا کچھ مسلمانوں کے عرض کرنے پر ظاہر ہوتے مثلاً پانی اور کھانے وغیرہ کا بڑھ جانا اور کچھ کسی کی طلب کے بغیر از خود صدور پذیر ہونے مثلاً بہت سی غیب کی خبریں وغیرہ۔ چونکہ اولیاء کرام کی کرامات بھی حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے منجملہ معجزات ہی ہیں جو بحیثیت نائب نبی صلے اللہ علیہ وسلم ہونے کے ان سے ظاہر ہوتی ہیں جیسا کہ سیدی محی الدین ابن عربی مذکورہ بالا عبارت سے آگے فرماتے ہیں کہ اولیاء کرام کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ بھی کرامات کا اظہار انہی معجزات کے انداز پر کریں یعنی کچھ تو کافروں کے مطالبہ پر اور کچھ مسلمانوں کی درخواست پر اور کچھ بلا طلب

marfat.com

ظاہر فرمائیں تاکہ مشاہدہ کرنے والوں کو ان سے نفع عظیم ہو۔ خواہ ان کرامات کے سر و بھید کو وہ سمجھ سکیں یا نہ سمجھ سکیں۔ اور نہیں تو کرامات دیکھ کر ان کی ایمانی قوت میں تو اضافہ ہو گا۔ اور یہ بھی تو عظیم نفع ہے۔ جسے شرع شریف نے بہت اہمیت دی ہے۔ اگر حکمت، فائدہ اور نفع کرامت میں نہ ہو تو پھر اس کا چھپانا بہتر ہے۔ لیکن نفع تو ضرور ہوتا ہے۔ پھر ہمیں ان اولیائے کرام سے حسنِ ظن رکھنا چاہیئے جن سے وہ صادر ہوتی ہیں کہ وہ اپنی ولایت کی دکان چمکانے کے لیے نہیں ظاہر فرما رہے بلکہ کسی قصد مشروع کے لیے کر رہے ہیں خواہ اس کا ہمیں علم نہ ہو۔ بہرحال تقویتِ ایمان اور دینِ مبین کی صحت کا فائدہ تو ظہورِ کرامت سے لازماً ہوتا ہے۔

اولیائے کرام سے سوئے ظن رکھنا اچھا نہیں

میرے بھائی! ان اولیائے کرام سے آپ ہرگز سوئے ظن نہ رکھیں۔ کہ وہ نفوسِ قدسیہ اپنی ذات کی ولایت ثابت کرنے کے لیے اور عوام میں اعتبار حاصل کرنے کے لیے اظہارِ کرامات کرتے ہیں۔ وہ ہرگز اس مقصد کے لیے ایسا نہیں کرتے۔ ان عظمائے امت پر آپ یہ اعتراض بھی نہ کریں کہ ان پر کرامات کا چھپانا واجب تھا پھر انہوں نے کرامات کا اظہار کر کے برکات سے محرومی کیوں اختیار فرمائی۔ آپ یہ یقین رکھیں کہ ان عالی مقام عارفوں نے صحیح حکمتوں اور پر خلوص نیتوں سے محض رضائے الٰہی اور دینِ مبین کی ضرورت کے لیے اظہارِ کرامات فرمایا ہے اور وہ اس مسئلہ میں صاحبِ معجزات سید المرسلین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین کے جانشین اور خلفاء ہیں۔ اور اکثر کرامات ان سے از خود صادر نہیں ہو رہی ہیں بلکہ بلا اختیار اللہ کریم ان سے صادر کرا رہے ہیں، ہماری تو دعا ہے کہ اللہ کریم ہمیں ان کی

marfat.com

برکات سے متمتع فرمائے اور ان پر معترض ہونے سے ہمیں بچائے۔ کیونکہ وہ اللہ کے دوست، اور ولی ہیں۔ اور اللہ کریم نے حدیث قدسیہ میں ارشاد فرمایا ہے کہ "جو میری وجہ سے کسی ولی کو اذیت و دکھ پہنچاتا ہے تو میرا اس کے خلاف اعلانِ جنگ ہے"۔ یعنی میں اسے بتا دیتا ہوں کہ میں بھی اس سے جنگ کرنے والا اور دشمنی رکھنے والا ہوں۔ علمائے امت فرماتے ہیں کہ ڈرانے کا اتنا شدید انداز صرف دو آدمیوں کے لیے اختیار فرمایا۔ ایک اولیائے کرام کو ایذا دینے والا اور دوسرا سود خور۔ ہم دین، دنیا اور آخرت میں اللہ کریم سے عافیت اور معافات کاملہ چاہتے ہیں۔ سیدی ابن عربی کے ان طویل اقتباسات کے بعد ذرا حضرت امام یافعی کے معتقدات بھی ان کی کتاب روض الریاحین سے پڑھتے جائیں۔

امام یافعی کا نظریہ مخالفینِ اولیائے کے متعلق

منکرین کرامات کی کئی قسمیں ہیں کچھ لوگ ایسے ہیں جو مطلقاً اور کلی طور پر کرامات کے منکر ہیں یہ معروف مذہب کے علمبردار ہیں مگر توفیق خداوندی سے محروم ہیں۔ کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو اپنے ہمعصر اولیاء کی کرامات کے تو منکر ہیں مگر متقدمین کی کرامات کے قائل ہیں مثلاً وہ حضرات معروف، سہیل اور جنید وغیرہم رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی کرامات کو مانتے ہیں اس گروہ کے متعلق حضرت شیخ ابوالحسن شاذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ تو اسرائیلیوں کے ہم نوالہ ہوئے کہ انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تصدیق کی مگر سید الکل حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تکذیب کر دی کیونکہ وہ حضور کے ہم زمان تھے (تو جس طرح حضور کریم کے زمانے میں یہود نے آپ کی تکذیب کی مگر موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں نہ ہونے کی وجہ سے ان

marfat.com

کی تصدیق کی اسی طرح یہ گروہ بھی اپنے عصر کے اولیاء کی تکذیب اور متقدین کی تصدیق کرتا ہے۔تیسرا گروہ منکرین کا گروہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ولی بھی ہوتے ہیں اور ان کی کرامتیں بھی ہوتی ہیں لیکن اپنے زمانے کے کسی معین آدمی کیلئے وہ کرامات نہیں مانتے۔ یہ بھی محروموں کا گروہ ہے کیونکہ جو کسی معین و مخصوص کو تسلیم نہیں کرتا وہ کسی ولی سے بھی نفع حاصل نہیں کر سکتا۔ ہم اللہ سے توفیق اور انجام بخیر کی دعا کرتے ہیں۔ امام یافعی فرماتے ہیں کہ کسی بہت بڑے عالم سے کراماتِ اولیاء کے متعلق سوال کیا گیا کہ کیا کرامات حق ہیں یا نہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا اس کا کون منکر ہو سکتا ہے؟ اگر تم میں کرامات کا علم نہیں ہے اور تمہاری سمجھ میں یہ باتیں نہیں آتیں تو اللہ کریم کی طرف رجوع کیجئے۔ کیونکہ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جو مرضی ہو اس کا حکم دے دیتا ہے (یعنی کرامات رضائے الٰہی اور قوتِ خداوندی سے صادر ہوتی ہیں تو کیا اللہ کریم ان کے صدور پر قادر نہیں ہے مترجم)

امام یافعی مزید فرماتے ہیں کہ ہم تو منکرینِ کرامات پر بہت متعجب ہیں وہ ان کا کیسے انکار کرتے ہیں جبکہ آیاتِ کریمات، احادیث صحیحات، آثار مشہورات عظیم المرتبت انسانوں سے صادر ہونے والی حکایات اور سلف و خلف کے مشاہدات سے ثابت ہیں اور سب بلادِ اسلامیہ میں اتنی کثرت و شہرت سے پھیلی ہوئی ہیں کہ حد و شمار میں انہیں نہیں لایا جا سکتا۔ اگر یہ منکرین اللہ کریم کے اولیاء و صلحاء کو ہوا میں اڑتا بھی دیکھ لیں تو چلا اٹھیں کہ یہ جادو ہے یا یہ کوئی پر اتر آئیں اور اولیاء کو شیطان کہہ دیں اس میں ذرہ برابر شک نہیں کہ جو توفیقِ خداوندی سے محروم ہو جاتا ہے وہ غیب میں حق کی تکذیب کرتا ہے اور حسد سے بھی اسے جھٹلاتا ہے۔ لیکن اگر حق غیب سے شہادت میں آجائے

marfat.com

اور عالمِ حسّی میں جلوہ ریز ہو جائے تب بھی یہ حاسد اس کی تکذیب ہی کرتا جاتا ہے جیسا کہ خود ذاتِ خداوندی نے جو اصدق القائلین ہے ارشاد فرمایا :-

وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتَابًا	اور اگر ہم تم پر کاغذ میں کچھ لکھا ہوا
فِي قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوهُ بِأَيْدِيهِمْ	اتارتے کہ وہ اسے اپنے ہاتھوں
لَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ	سے چھوتے جب بھی کافر کہتے کہ یہ
هَٰذَا إِلَّا سِحْرٌ مُّبِينٌ [1]	نہیں مگر کھلا جادو۔ [1]

کرامات اور دوسری خارقِ عادت اشیاء میں فرق

میں نے اپنی کتاب حجۃ اللہ علی العالمین

[2] (دورِ حاضر کے گستاخانِ اولیاء اور شاتمانِ صلحاء اپنے جبّہ و قبہ سمیت امام یافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس آئینہ حق نما میں اپنی مکروہ شکلیں ملاحظہ کریں اور اپنے اسلاف کے نظریات کو ملاحظہ فرمائیں کیا ان میں اور سابقہ منکرین میں کچھ فرق ہے؟ ہم سمجھتے ہیں کہ اس طویل عرصے میں انہیں گالیاں اپنے متقدمین سے زیادہ یاد ہو گئی ہیں اور عقل کا خانہ بالکل ہی خالی ہو گیا ہے کیونکہ بقول امام یافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ دشمن اولیاء اللہ کو توفیقِ خداوندی اور تائید ایزدی سے محروم کر دیا جاتا ہے اور یہ محرومین جب میدانِ خطابت میں آتے ہیں تو اس قسم کے گل کھلاتے ہیں کہ کلمہ طیبہ کا معنی یہ ہے نہیں کوئی گیارہویں کے لائق مگر اللہ، نہیں کوئی جھنڈوں کے لائق مگر اللہ، نہیں کوئی اچھا ڈھ چڑھانے کے لائق مگر اللہ، نہیں کوئی روضے بنانے کے لائق مگر اللہ، نہیں کوئی زیارت پر جانے کے لائق مگر اللہ۔ ان گستاخانِ اولیاء کے ایسے معانی سن کر ان کے اسلاف کی روحیں قبروں میں وجد کرتی ہوں گی کہ بڑے میاں تو بڑے میاں چھوٹے میاں سبحان اللہ۔ مترجم)

[1] پارہ ۷، سورۃ الانعام

marfat.com

کے مقدمے میں معجزے اور دوسری خارقِ عادت اشیاء کے درمیان فرق بیان کردیا ہے اور سب لوازمات ماوردی، شعرانی، قسطلانی اور ابنِ حجر وغیرہم رحمہ اللہ علیہم سے نقل کردیئے ہیں۔ ان عبارات کے اعادہ کی یہاں ضرورت نہیں ہے یہاں صرف وہ ذکر ہوگا جو وہاں نہیں لکھا گیا۔ سیدی محی الدین ابنِ عربی نے خوارقِ عادت کی معرفت میں اپنی کتاب[1] کے ایک سو چھیاسویں باب میں اشعار میں ارشاد فرمایا ہے:۔

۱۔ خارقِ عادت اشیاء کی کئی قسمیں نظرِ فکری نے قرار دی ہیں۔

۲۔ پہلی قسم وہ خارقِ عادت معجزات ہیں جو قائم بالحق ہیں اور ان کا تعلق رسالت سے ہے۔

۳۔ باقی اقسام احتمالی ہیں جنہیں علم یقینی صورت حقیقت نہیں دے سکتا۔

۴۔ یہ سب اقسام کتاب اللہ میں مذکور ہیں[2]۔

۵۔ معجزۂ رسول کے علاوہ یہ چاروں قسمیں کتاب اللہ میں مذکور ہیں، بشریٰ، سحر، مکر اور علامت۔

۶۔ یہ پانچ قسمیں ناظرین کے سامنے منحصر ہیں اور سب جہانوں میں مشہور ہیں (یہ چار معجزۂ نبی کے ساتھ مل کر پانچ بن جاتی ہیں)۔

اقسام خارقِ عادات

معلوم ہونا چاہیئے کہ خرقِ عادت کی کئی قسمیں ہیں کچھ وہ ہیں جن کا تعلق قوائے نفسیہ سے ہے کیونکہ اجرام عالم نفسی ہمتوں کی طرف منتقل ہوتے ہیں ان اجرام میں اللہ کریم نے یہی معاملہ جاری فرما رکھا ہے دوسری قسم کی خارق عادت اشیاء معلوم طبعی حیلوں سے وجود پذیر ہوتی ہیں آپ قلفطریات وغیرہ کو دیکھ لیں علماء اس باب کو اچھی طرح

---

[1] فتوحات مکیہ۔ [2] آپ کتاب خداوندی پر مطلع ہوں گے تو ان اقسام کو وہاں لکھا ہوا پائیں گے۔

marfat.com

جانتے ہیں۔ تیسری قسم قوی نفسیہ کی اقسام سے وہ ہے جسے اہل رصد طوالع کے ذریعے حروف کے نظم میں استعمال کرتے ہیں۔ چوتھی قسم یہ ہے کہ کچھ لفظ یاد کرنے والا دہراتا جاتا ہے تو ان الفاظ کے دہرانے سے ایسا فعل صادر ہوتا ہے جسے خارق عادت کہا جاتا ہے۔ دیکھنے والا تو دیکھتا ہے کہ جیسا بولنے والا کہہ رہا ہے اسی طرح عملاً ہو رہا ہے حالانکہ یہ آنکھ کا دھوکہ ہوتا ہے حقیقت میں کچھ نہیں ہو رہا ہوتا۔ یہ تھیں وہ خارق عادت اشیاء جن کا تعلق قوائے نفسیہ سے تھا اب وہ خارق عادت اشیاء ملاحظہ ہوں جن کا تعلق جناب الٰہی سے ہے جو نہ تو انسانی عمل کی گرہ کشائیوں میں آتی ہیں اور نہ بشری قوت کی قہرسامانیوں کی محتاج ہوتی ہیں وہ تو انسان سے اس لیے ظہور پاتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس سے انہیں ظاہر کرتا ہے یا اللہ کے امر و اعلام سے وہ بندہ ان کا مرجع و منبع بنتا ہے ان خارق عادت کی پھر کئی قسمیں ہیں پہلی قسم معجزہ ہے معجزہ کی شرطیں اور صفات خاص اور معلوم ہیں دوسری قسم وہ ہے جسے معجزہ نہیں بلکہ آیت کہتے ہیں تیسری قسم وہ ہے جسے کرامت کا نام دیا جاتا ہے چوتھی قسم کو مؤیدہ کہتے ہیں، پانچویں قسم منبہ ہوتی ہے اسے باعثہ بھی کہتے ہیں (منبہ جو بطور تنبیہ استعمال ہو اور باعثہ جو کسی کام پر آمادہ اور برانگیختہ کرنے کے لیے ظاہر ہو) چھٹی قسم کا نام جزار ہے، ساتویں قسم مکر و استدراج ہے۔ ان سب کی بندگان خدا کے نزدیک علامات ہیں اگرچہ ان لوگوں کو علم نہ ہو کہ کس قسم کی کرامت ظاہر ہو رہی ہے۔ لیکن معجزات میں یہ بات نہیں ہوتی، بلکہ نبی کو اس کی ماہیت کا علم ہوتا ہے جن کرامات کی نسبت اللہ کریم کی ذات والاصفات سے ہے ان سب میں سوائے معجزہ و آیت کے یہ احتمال باقی رہتا ہے کہ کیا یہ عنایت الٰہیہ ہے یا عنایت الٰہیہ نہیں ہے۔ معجزہ و آیت میں لازماً عنایت خداوندی شامل ہوتی ہے کیونکہ وہ

marfat.com

خبر دینے والے نبی کے صدق کی تائید کے لیے ہوتی ہیں ان دونوں میں احتمالِ شک پیدا ہو جائے تو نبوت بازیچۂ اطفال بن جاتی ہے اور عقائد کی عمارت گر پڑتی ہے لیکن باقی اشیاء واقسام میں احتمال عنایت الٰہی ہوتا ہے، یقین و جزم وہاں نہیں ہوتا۔

فلسفۂ کرامات آئیے پھر ہم اپنے موضوع کی طرف پلٹتے ہیں خرقِ عادت اور کرامت اس لیے اولیاء کو ملتی ہے کیونکہ انہوں نے اپنے نفس میں خارق عادت پیدا کرلی ہوتی ہے کہ نفس کی طبیعت کے خلاف وہ کام کرتے ہیں حتیٰ کہ مباح چیزوں سے بھی نفس کو دُور رکھتے ہیں۔ شیطان نفس کے سامنے جن چیزوں کو مزین کرکے پیش کرتا ہے وہ اپنے نفس کو ان سے بھی دور رکھتے ہیں۔ اگر ترک واجب پر شیطان آمادہ کرے تو اس کی بات بھی نہیں مانتے۔ جب نفس کو عادت سے ہٹا کر انہوں نے خلاف عادت تک پہنچایا اور یہ سب رضائے خداوندی کے لیے ہوا تو اللہ کریم اس عالم کون و فساد میں ان کے لیے نقض عادت پیدا فرما دیتا ہے اور ان سے وہ کام ظہور پذیر ہوتے ہیں جو خارق عادت ہوتے ہیں۔ دلوں کی بات سمجھنا۔ فضا میں اڑنا وغیرہ اسی قبیل سے ہیں۔

کتاب مواقع النجوم اور فلسفۂ مناسبت ہم نے ان کرامات کی مختلف قسمیں اور ان کے مراتب ونتائج اپنی کتاب مواقع النجوم میں بیان کئے ہیں۔ اس جیسی ترتیب والی کتاب ہمارے علم میں نہیں ہاں اس کے مضامین تو اور کتابوں میں بھی مل سکتے ہیں۔ وہ کتاب اگرچہ چھوٹی سی ہے مگر صحیح انداز اور بڑے نفع والی کتاب ہے۔ ہم نے اس میں مناسبت کا تذکرہ کیا ہے اور مناسبت ہی اس دنیا کے وجود کی

marfat.com

اصل ہے۔ اور یہ واضح بات ہے کہ خرقِ عادت بھی دنیا میں شامل ہے

آیاتِ معتادہ اور غیر معتادہ

اس عالم کون و فساد میں آیاتِ الٰہیہ دو قسم کی ہیں ایک معتادہ (مطابق عادت) اور دوسری غیر معتادہ (خلافِ عادت) ہیں۔ آیاتِ معتادہ اللہ سے فہم پانے والے خاص لوگ تبدیل کر سکتے ہیں جو خاصانِ خدا نہیں وہ ان میں اس لیے تبدیلی نہیں لا سکتے کہ انہیں ان آیات کے بارے اللہ کریم کے ارادے کا علم نہیں ہوتا۔ قرآنِ حکیم ان آیاتِ معتادہ کے ذکر سے بھر پور ہے مثلاً رات اور دن کا ادل بدل، بارشوں کا برسنا۔ نباتات کا اگنا۔ سمندروں میں جہازوں کی نازک خرامیاں۔ زبانوں اور رنگوں کی رنگا رنگی۔ تجارت کی اغراض سے رات اور دن اسفار۔ یہ سب آیاتِ معتادہ ہیں لیکن قرآن نے اعلان کیا کہ آیات عقلمند۔ سماعت شعار۔ منبع تفقہ۔ مرکز ایمان و علم اور مرجعِ ایقان و تفکر قوم کیلئے ہی ہیں اور ساری کائنات میں ان صفات سے موصوف ہو کر کوئی بھی ان آیات کے علم سے لیے اولیاء کرام کے سوا سر اونچا نہیں کرتا۔ کیونکہ قرآن کی گہرائیوں میں اترنے والے اور اللہ کے خاص یہی اولیائے کرام ہیں جو اہلِ قرآن ہیں اب آیئے آیات کی دوسری قسم یعنی آیاتِ غیر معتادہ کی طرف تو یہ وہ ہیں جنہیں خارقِ عادت کہا جاتا ہے۔ یہ عوام کے دلوں اور جانوں پر اثر کرتی ہیں مثلاً زلزلوں کا ہونا۔ سورج و چاند کا گرہن ہونا۔ جانوروں کا بول پڑنا۔ پانی پر چلنا یا ہوا میں اڑنا۔ مستقبل کی خبریں دینا۔ دلوں کے بھید بتانا۔ اس عالم کون سے کھانا۔ تھوڑے سے کھانے کا بہت سے لوگوں کو کافی ہو رہنا۔ وغیرہ خارقِ عادت اشیاء ہیں جنہیں عوام خصوصاً قابلِ اعتبار سمجھتے ہیں۔ اگر خرقِ عادت انسانِ کامل کو استقامت عطا نہیں کرتی۔ اگر اس کے ذریعے سے الجھتگی اور آمادگی

marfat.com

راہ خدا کی طرف نہیں ہوتی جو کہ ہونی چاہیئے تھی اور نہ ہی وہ دنیائے عمل میں
کے کام آتی ہے تو وہ کرامت نہیں بلکہ مکر و استدراج ہے اسی کو کید متین کہا
جاتا ہے۔ یہ تو مخالفت خدا کا ایک مظہر ہے۔ اس میں عارفوں کا ایک خاص بھید
ہے چونکہ اس کے ظاہر کرنے میں عموماً ضرر ہوتا ہے لہٰذا ہم اسے ذکر نہیں کرنا
چاہتے اور جو معلوم ہوا ہے ذکر ضروری بھی تو نہیں ہوتا۔ خرق عادت صرف پہلی
دفعہ ہوتا ہے اگر اسے دہرا دیں تو پھر وہ خرق عادت نہیں بلکہ عادت بن جاتا
ہے لوگوں کو اس کی حقیقت معلوم نہیں، میں آپ کے سامنے اصلیت بیان کر
رہا ہوں۔ خدا کرے آپ میری بات سمجھ جائیں۔ الوھیت اعادہ سے ماوری ہے
لیکن امثال پردہ بن جاتی ہیں ان نابیناؤں کی آنکھوں پر جو حیات ظاہریہ کو تو
جانتے ہیں لیکن وہ آخرت سے غافل ہیں جو مثل ثانی کا عین وجود ہے لہٰذا ایسے
اندھوں کو نئی تخلیق میں اشتباہ و شک ہے (اگر یہ لوگ غور کرتے تو انہیں پتہ چلتا)
کہ ممکنات غیر متناھیہ ہیں اور قدرت نافذ ہے اور اللہ خلاق ہے بتائیے پھر
تکرار کہاں ہے؟ کیونکہ تکرار تو صرف اعادہ سے ہی حاصل ہوتا ہے اور اعادہ
خرق عادت سے ہے[1] یہاں حضرت شیخ اکبر رضی اللہ عنہ کے ارشادات ختم ہوئے۔ یہ
اقتباسات فتوحات مکیہ کے باب ایک سو چھیاسی سے لیے گئے ہیں۔ اس عبارت
میں انہوں نے اپنی کتاب مواقع النجوم کا بھی ذکر فرمایا

---

[1] (حضرت کا مقصد یہ ہے کہ اگر ایک ہی نوعیت کی کرامت
کا اظہار ہو تو وہ عادت کے مطابق اس اعادہ سے نہیں ہو جائے گی کیونکہ وہ
ممکن تھی اور ممکنات لا متناہی ہیں، قدرت خداوندی مسلسل جاری ہے اور خالق
اللہ کریم ہے تو پھر لا متناہی ممکنات اور غیر مختتم قدرت کے باوجود تخلیق میں اعادہ
کیسے ہوگا جب اعادہ نہیں ہوگا تو تکرار نہیں آئے گی جب تکرار نہ ہوا تو پھر وہ
کرامت اعادہ کی صورت میں عادت نہ بن سکی (مترجم)

marfat.com

اور ارشاد ہوا ہے کہ وہ مختصر سے حجم کی کتاب ہے مگر اس کے فوائد بہت بڑے ہیں۔ یہ کتاب پرانے خط میں لکھی میرے پاس موجود ہے قریباً ایک سو ورق ہیں اور حضرت شیخ اکبر نے ۵۹۵ھ میں اسے زیورِ تحریر سے آراستہ فرمایا تھا۔

ابن عبادؒ اور تخصیص وتخلیص کا فلسفہ

اب آیئے حضرت عارف حقانی سیدی امام شیخ محمد بن عباد رندی نے الحکم العطائیہ میں اس ارشاد کی شرح میں جو کچھ ارشاد فرمایا ہے وہ بھی نظر سے گزارتے جائیں کہ جس کی تخصیص ثابت ہو جائے ان کی تخلیص بھی درجۂ کمال تک پہنچ جائے ضروری نہیں "تخصیص سے یہ مراد ہے کہ اللہ کریم اپنے کسی بندے پر عنایت ولطف اور اثرِ رعایت کے دروازے وا کر دے اور اگر یہ کیفیت دوام پالے تو عرفانِ الٰہی کا تحقق ہو جاتا ہے وہ غیرِ خدا اور عالم کون وفساد سے خلاصی پاکر ہمہ تن متوجہ الی اللہ ہو جاتے ہیں۔ اس مقام پر پہنچ کر یہ حضرات مقربین میں سے بھی درجۂ خواص پالیتے ہیں۔ یہ علم الٰہی میں مستغرق اور محبتِ خداوندی میں محو ہو جاتے ہیں اور کچھ حضرات کو اللہ کریم کمال کی چوٹیاں سر کرنے کی توفیق عطا فرما دیتا ہے اور انہیں ان کے حال کے مناسب علوم واعمال عطا فرما کر ان کی تربیت کرتا ہے یہ عام مقربین ہیں یہ عابد و زاہد حضرات اصحاب یمین میں سے چیدہ وخاص ہیں۔ یہ مجاہدہ واوراد والے ہیں یہ حضرات اگرچہ کرامات کے لطائف اور طاعات وعبادات کے عطا شدہ وظائف میں جو مولا کریم نے انہیں عطا فرمائے ہوتے ہیں پہلے گروہِ مقدس کے سہیم وشریک ہیں مگر وہ پھر بھی گروہ عالی کی طرح اپنی جانوں کے خیال، درویت اور اپنے نصیب وحصہ کی رعایت سے بالکلیہ الگ نہیں ہوئے اسباب سے ان کا تعلق منقطع

marfat.com

نہیں ہوًا اور حجاب کے وجود سے ان کا ربط نہیں ٹوٹتا اس دوسرے گروہ کو اللہ کریم کبھی یہ خصوصیت عطا فرما دیتا ہے کہ ان کے ہاتھوں یا ان کے سبب سے کرامات کا اظہار ہوتا ہے تاکہ ان کے نفوس کو دولت تسکین ملے اور یقین کے پودے ان کے دلوں میں جڑیں گاڑ سکیں۔ پہلے گروہ عالی کو کرامات نہیں عطا ہوتیں، اس لیے کہ وہ یقین، قوت اور تمکیں کے اس اعلیٰ درجہ پر فائز و راسخ ہوتے ہیں کہ انہیں مزید ضرورت ہی نہیں ہوتی۔

حضرت سہروردی کے ارشادات

اسی حقیقت کو عوارف المعارف کے مصنف حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رضی اللہ عنہ نے یوں بیان فرمایا ہے کہ کبھی راز ہائے قدرت پر بذریعہ کشف مطلع ہونے والے شخص سے وہ شخص مرتبہ میں آگے بڑھ جاتا ہے جسے یہ کشف حاصل نہیں ہوتا۔ اس لیے کہ اسے اللہ کریم نے صرف معرفت کے دریا میں مستغرق کر دیا ہوتا ہے اب یہ قدرت جو کشف پر دوسرے کو حاصل ہوئی ہے یہ قادر کے اثر و نتیجہ کے طور پر اسے ملی ہے اب جو قادر کے قرب سے سرشار ہے وہ قدرت کے کسی بھی عنوان کو نہ عجیب و غریب سمجھتا ہے اور نہ ہی اسے کثیر کہتا ہے وہ تو دیکھتا ہے تو قدرت خود عالم حکمت کے اجزا کے پردوں سے اس پر تجلی ریز ہو رہی تھی۔ حضرت شبلی رحمہ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ حضرت ابو تراب کو صحرا میں بھوک لگی تو انہیں دکھائی دیا کہ سارا صحرا کھانا بن گیا ہے۔ حضرت شبلی نے فرمایا کہ یہ تو ایک ایسا بندہ ثابت ہوئے جن سے رفاقت کا برتاؤ ہوًا اور نرمی کی گئی لیکن اگر وہ ولایت کے مقام تحقیق تک پہنچ جاتے تو وہ ان کی طرح کھاتے پیتے جنہوں نے ارشاد فرمایا تھا:-

ابیت عند   مَیں اپنے رب کے پاس رات

marfat.com

رب یطعمنی ۔ گزارتا ہوں وہ مجھے کھلاتا اور
ویسقینی ۔ پلاتا ہے ۔

(حضرت شبلی کا اشارہ حدیث شریف کی طرف ہے اور مطلب یہ ہے کہ خارج سے کھانے کی کیا ضرورت ہے باطن اپنی غذا نورِ خدا سے حاصل کر سکتا ہے بشرطیکہ مقامِ تحقیق حاصل ہو۔ مترجم)

مقاصدِ کرامت اور حضرت ابن عباد رضی اللہ عنہ

امام محمد بن عباد رندی نے لطائف المنن میں ارشاد فرمایا ہے کہ کرامات کبھی ولی کی اپنی ذات کے لیے اور کبھی دوسروں کے لیے ظہور پاتی ہیں اگر وہ خود ولی کے لیے ظاہر ہوں تو ان کا مطلب ہے کہ قدرتِ خداوندی اور اس کی فردیت واحدیت پر وہ دال ہوتی ہیں اور اس بات کی دلالت ہوتی ہیں۔ کہ قدرتِ خداوندی محتاج اسباب وعلل نہیں ہے اور وہ ذات بے مثل عادات پر حاکم ہے عادات اس پر حاکم نہیں ہے (کہ خلاف عادت کے ظہور پر وہ قادر نہ ہو) یہ سب عادات و وسائط اور علل و اسباب تو صرف اس کی قدرت عالیہ کے حجاب اور اس کی احدیت کے سورج کے لیے سحاب ہیں جو ان حجابات میں کھو جاتا ہے وہ رسوا ہو جاتا ہے اور جو ان پردوں کو تار تار کر کے حریم ناز تک جا پہنچتا ہے وہی عنایات کا وصال پانے والا ہے پھر حضرت محمد شیخ ابوالحسن کا حوالہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ شیخ ابوالحسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کرامات کا فائدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم، قدرت، ارادے اور صفات ازلیہ کا یقینی تعارف حاصل ہو جاتا ہے اور یہ پتہ چلتا ہے کہ یہ صفاتِ عالیہ اس ذات عالی میں اکٹھی ہیں جدا نہیں اور ایسا معاملہ ہیں جس کا ذات خداوندی سے

marfat.com

الگ ہونا مقصود نہیں گویا یہ سب صفات مل کر ایک صفت ہیں اور ایک ہی موصوف سے قائم ہیں جو شخص نورِ خدا سے منور ہو کر معرفت خداوندی حاصل کرتا ہے وہ اس شخص کی طرح نہیں جو نور عقل کے سہارے معرفت حاصل کرے۔ ؎

چونکہ بنیادی طور پر کرامات جن سے صدور پاتی ہیں ان کے لیے تثبیت و اطمینان کا ذریعہ ہوتی ہیں لہٰذا مبتدی ابتدا میں انہیں پاتے ہیں مگر منتہی عالم انتہا میں انہیں نہیں پاتے کیونکہ یہ اہلِ نہایت (درجۂ کمال کے اولیا)، یقین، قوت اور تمکین میں اتنے راسخ ہو چکے ہوتے ہیں کہ انہیں کسی مثبت و ذریعہ کی ضرورت نہیں رہتی۔ آپ اسلاف کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملاحظہ فرمائیں۔ اللہ کریم نے انہیں حسی کرامات کے ظہور کا محتاج نہیں بنایا تھا کیونکہ ان کے پاس معارف غیبی اور علوم اشہادی موجود تھے کبھی پہاڑوں کو بھی لنگر کی ضرورت پیش آئی ہے؟ (پھر عظمائے اسلام کیوں محتاجِ کرامت ہوں) کرامت تو صرف اس لیے تھی کہ احسان خداوندی میں شک نہ آئے اور جس سے ظاہر ہوئی ہے اسے اللہ کی معرفت حاصل ہو اور اسے استقامت خداوندی کی شہادت میسر کرے (اور یہ سب مبادیات میں ہوتا ہے)۔

کرامات کیا ہیں؟ نظریات تین ہیں؟

کرامات کے متعلق لوگ تین گروہ بن گئے ہیں

؎ (علامہ اقبال مرحوم نے کیا خوب فرمایا

گزر جا عقل سے آگے کہ یہ نور   چراغِ راہ ہے منزل نہیں ہے

دوسرے مقام پر ارشاد ہوا:۔

درون خانہ ہنگامے ہیں کیا کیا   چراغ رہگذر کو کیا خبر ہے

(یعنی عشق اور نور خداوندی کے مقابل عقل چراغ راہ سے زیادہ نہیں ،مترجم)

marfat.com

ایک گروہ نے تو کرامات کو مقصود قرار دے دیا ہے اگر کسی سے کرامات ظاہر ہوں تو اس کی تکریم و تعظیم کریں گے اور اگر ظہور کرامات نہ ہو تو اس کا ساتھ چھوڑ دیں گے اور تعظیم و تکریم سے منہ موڑ لیں گے۔ دوسرا گروہ سرے سے کرامات کے خلاف ہے وہ کرامات کو دھوکہ کہتے ہیں اہل ارادہ کرامات کے ذریعے دھوکہ کھاتے ہیں تاکہ وہ انہی کے حصول کے بعد رک جائیں۔ اور آگے نہ بڑھ سکیں تاکہ اس مقام پر نہ پہنچ سکیں جس کے وہ اہل نہیں ہیں۔ ابو تراب نخشبیؒ نے حضرت ابوالعباس رقی سے پوچھا کہ آپ کے ساتھی ان کرامات کے متعلق کیا رائے رکھتے ہیں جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو عزت بخشتا ہے حضرت نے جواب دیا میں تو سمجھتا ہوں کہ سب لوگ کرامات کو تسلیم کرتے ہیں۔ ابو تراب بولے جو کرامات تسلیم نہ کرے وہ تو کافر ہو جاتا ہے میرا سوال یہ نہیں بلکہ میرا سوال یہ ہے کہ طریق احوال کے متعلق آپ کا کیا ارشاد ہے ابوالعباس بولے اس سلسلے میں میرے احباب کا کوئی ارشاد مجھے معلوم نہیں ہے۔ ابو تراب فرمانے لگے آپ کے احباب کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے بہلاوا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے دھوکہ اور بہلاوا تو تب احوال و کیفیات تب ہوتیں کہ دل انہیں پا کر سکون پا لیتا اور خوش ہو جاتا۔ جب کرامات پا کر وہ نہ اترائے اور نہ سکون و قرار پائے تو یہ اولیائے ربانی کا مقام ہے یہ سارا مقولہ اس وقت جاری ہوا جب کہ ابو تراب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھی پیاس میں مبتلا ہوئے اور ابو تراب نے زمین پر ہاتھ مارا۔ پانی کا چشمہ جاری ہوا فرمانے لگے میں تو یہ پانی پیالے کے ذریعے پینا چاہتا ہوں۔ پھر زمین پر ہاتھ مارا ایک سفید شیشے کا گلاس لیا خود بھی پانی نوش فرمایا اور سب ساتھیوں کو بھی پلایا۔ حضرت ابوالعباس فرماتے ہیں کہ سارے سفر میں مکہ شریف تک یہ پیالہ ہمارے ساتھ رہا۔ ابوالعباس فرماتے ہیں کہ کرامات کے سلسلے میں قول فیصل یہ ہے کہ اللہ کریم کے ساتھ کسی اور

marfat.com

حاجت کا طلب کرنا مناسب نہیں (کیونکہ اس طرح بجز احدیت سے رابطہ کٹ جاتا ہے اور کرامات غیر ہیں لہٰذا اس طرف توجہ نہیں ہونی چاہیئے مترجم) لیکن اگر کسی سے کرامات کا صدور ہو جائے تو یہ دلیل عظمت ہیں کیونکہ کرامات اس کی استقامت کی گواہ ہیں، اب رہی تیسری قسم کہ ولی سے کسی اور کے لیے کرامت ظاہر ہو تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ یہ دوسرا آدمی سمجھ لے کہ اس ولیٔ خدا کا راستہ ٹھیک ہے تبھی تو کرامت ظہور پذیر ہو رہی ہے اب اگر وہ منکر ہو گا تو دولت اعتراف پا لے گا۔ کافر ہو گا تو ایمان کی طرف رجوع کر لے گا۔ اگر ولیٔ خدا کی خصوصیت میں ا سے شک ہو گا تو کرامت دیکھ کر اس پر احسانِ خداوندی کا اعتراف کر لے گا۔ یہاں حضرت محمد بن عباد رندی کی عبارت ختم ہوتی ہے۔

حضرت ابو نصر سراج کا نظریہ

اب حضرت ابو نصر سراج کا کرامات کے متعلق ارشاد ملاحظہ ہو، فرماتے ہیں میں نے حضرت ابو الحسن سے پوچھا کہ کرامات کا کیا مطلب ہے جبکہ اہلِ اللہ نے اپنے اختیار سے دنیا چھوڑ دی ہے (تو پھر کرامات کو اختیار کرنے کا کیا معنی ہوا) جب ترکِ دنیا کا اکرام و احترام انہیں حاصل ہے تو پھر پتھر کو سونا بنانے کے اکرام کی اولیائے کرام کو کیا ضرورت ہے؟ پھر کرامات سے احترام کے حصول کا مطلب کیا ہے؟ فرمانے لگے اللہ کریم اس لیے اولیاء کو کرامت نہیں عطا فرماتے کہ کرامات کوئی محترم چیز ہیں بلکہ ان کی عطا صرف اس وجہ سے ہوتی ہے کہ جب ان کے پاس رزق نہ ہو تو ان کے نفوسِ قدسیہ رزق کے لیے اضطراب و بیقراری نہ کریں بلکہ ان کرامات کو پا کر وہ پکار اٹھیں کہ جو ذاتِ عالی پتھر کو سونا بنانے پر قادر ہے تو جہاں سے چاہے لاتعداد رزق بھی لا سکتی ہے اب جب رزق نہیں ہو گا تو یہ دلیل اپنے نفوس کو دے کر وہ انہیں دولتِ استقامت عطا کر دیں گے

marfat.com

اور اسی طرح وساوسِ نفس کو کاٹ کر رکھ دیں گے اور اس طرح اپنے نفوس کو ریاضت و تادیب کے راستے پر گامزن کر دیں گے (حضرت ابو نصر کے ارشاد کا مطلب بھی یہی ہوا کہ کرامات استقامت اور مقبولیت کی علامات ہیں اور یہی باقی حضرات کے ارشادات کا بھی خلاصہ تھا مترجم)

پتھر سونا بن گیا

حضرت ابو نصر اپنے ارشاد پر بطورِ استشہاد ایک واقعہ ابن سالم کے ذریعے سے نقل فرماتے ہیں کہ سہل بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے واقعہ سنایا کہ بصرہ میں اسحاق بن احمد نامی ایک دنیا دار رہا کرتا تھا پھر اس نے دنیا اور اس کے سب مال و منال سے رخ موڑ لیا توبہ کی اور حضرت سہل کی صحبت اختیار کر لی۔ ایک دفعہ حضرت سہل سے عرض کرنے لگا کہ اے ابو محمد (حضرت سہل کی کنیت) میری جان کو غذا اور قوت لایموت کا دھڑکا لگا رہتا ہے اور میری جان کا یہ واویلا ختم نہیں ہوتا بس کھانے کی اشیاء ختم ہونے کا خوف دامن نہیں چھوڑتا، حضرت سہل نے ایک پتھر کی طرف اشارہ کر کے فرمایا اسے اٹھا اور اللہ تعالیٰ سے دعا کر کہ وہ اسے کھانا بنا دے تاکہ تو کھا سکے اسحاق نے عرض کیا حضور! کوئی اس سلسلہ میں میرا امام بھی ہو جس نے ایسا کر دکھایا ہو تاکہ میں اس کی پیروی میں ایسا کر سکوں (یعنی انہوں نے قرآن و سنت سے دلیل مانگی)، حضرت سہل نے فرمایا تیرے اس سلسلہ میں حضرت جناب ابراہیم علیہ السلام امام ہیں جنہوں نے فرمایا تھا:۔

رَبِّ اَرِنِیْ کَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰی وَلٰکِنْ لِّیَطْمَئِنَّ

اے رب میرے مجھے دکھا دے تو کیونکر مردے جلائے گا فرمایا کیا تجھے یقین نہیں؟ عرض کی یقین کیوں نہیں مگر یہ چاہتا ہوں کہ میرے

marfat.com

قَلْبِیْ۔ [1] دل کو قرار آجائے۔

آیت میں یہ معنی موجود ہے کہ نفس عین کو دیکھ کر ہی اطمینان پاتا ہے ورنہ اس کی جبلت میں شک ہے وہ شک کرتا ہی رہتا ہے۔ تبھی تو سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا، میرے رب مجھے دکھا کہ تو مردوں کو کس طرح زندہ کرتا ہے۔ تاکہ دیکھ کر مجھے اطمینان نفسی حاصل ہو اگرچہ میرا اس بات پر ایمان ہے کہ تو مُردوں کو زندہ کر دیتا ہے لیکن نفس تو آنکھ سے دیکھ کر ہی مانتا ہے۔ ابونصر فرماتے ہیں یہی حال اولیائے کرام کا ہے کہ کرامات کا اظہار بھی اس لیے اولیاء سے ہوتا ہے تاکہ وہ اپنے نفوس کو تہذیب و تادیب کے زیور سے آراستہ کر سکیں اور یقین و ایقان میں اضافہ کے نور سے مستنیر ہو سکیں۔ حضرت ابونصر کے کلام کو ملاحظہ فرمانے کے بعد ایک عالم کامل کا ارشاد بھی ملاحظہ فرماتے جائیں وہ لکھتے ہیں کہ سچے مگر خود رفتہ لوگوں سے ہی میں نے یہ کرامات ملاحظہ کی ہیں وہ کہتے ہیں کہ :۔

وضو کا پانی سونا اور چاندی بن گیا

حضرت سہل بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک ایسا ہی شخص تھا۔ ایک دن کہنے لگا کہ حضرت میں جب وضو کرتا ہوں تو پانی میرے سامنے دو شاخیں بن کر بہنے لگتا ہے ایک شاخ سونے کی ہوتی ہے اور دوسری شاخ چاندی کی۔ حضرت سہل نے اسے جواب دیا کیا تجھے معلوم نہیں ہے کہ جب بچے روتے ہیں تو انہیں بہلانے کے لیے زیور اور کھلونے دیئے جاتے ہیں۔

گرم لوہا برف بن گیا

حضرت جعفر خالدی مرحوم نے حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت و حکایت بیان کی ہے کہ ایک دفعہ میرے پاس حضرت ابوحفص نیشاپوری، حضرت عبداللہ رباطی اور دوسرے لوگوں کے ساتھ تشریف لائے۔ ان کے ساتھ ایک بہت کم گو گنجا

---

[1] پارہ ۳ سورۃ بقرہ

marfat.com

آدمی بھی تھا۔ وہ ایک دن حضرت ابو حفص سے کہنے لگا کہ سابقہ حضرات کے پاس تو ظاہری کرامات و آیات تھیں آپ کے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ حضرت ابو حفص نے فرمایا میرے ساتھ چل وہ اسے لوہاروں کے بازار میں لے گئے ایک بڑی بھٹی پر پہنچے ایک لوہے کا بڑا سا ٹکڑا گرمایا گیا حضرت ابو حفص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھٹی میں ہاتھ ڈال کر گرما گرم لوہا پکڑ لیا بھٹی سے نکالا تو وہ ٹھنڈا تھا، فرمانے لگے اب تجھے یہ کافی ہوگا؟ کچھ لوگوں نے سوال کیا کہ حضرت آپ نے اپنے نفس کی طرف سے اس کرامت کا اظہار فرمایا (حالانکہ اولیائے کرام اس سے اجتناب فرماتے ہیں)، تو جواباً ارشاد ہوا اس کا حال بدل رہا تھا اگر میں کرامت ظاہر نہ کرتا تو اس کا حال بدل جاتا۔ اب آپ نے یہ کرامت اس کے حال کے تحفظ اور اس کے ایمان کی زیادتی کے لیے محض شفقت فرماتے ہوئے ظاہر فرمائی۔ اور اسے خصوصیت سے نوازا۔ ورنہ عام حالات میں عارف اظہارِ کرامات سے بچتے ہیں اور محقق صوفیہ ان کے اظہار سے ڈرتے ہیں۔

ہرن خود ذبح ہونے کے لیے حاضر ہوا

حضرت ابو حفص یا کسی اور صاحب سے مذکور ہے کہ وہ اپنے احباب کے ساتھ جلوہ افروز تھے کہ پہاڑ سے اتر کر ایک ہرن آیا اور ان کے قریب بیٹھ گیا۔ یہ دیکھ کر ابو حفص رو پڑے۔ رونے کا سبب پوچھا گیا تو فرمایا آپ لوگ میرے آس پاس بیٹھے تھے میرے دل میں خیال آیا کہ اگر میرے پاس بکری ہوتی تو میں اسے تمہارے کھانے کے لیے ذبح کرتا۔ جب یہ ہرن میرے پاس آ بیٹھا تو میں نے اپنے نفس کو فرعون سے مشابہ سمجھا کہ اس نے بھی اللہ تعالیٰ سے سوال کیا تھا کہ دریائے نیل کو اس کے ساتھ جاری کرے اور اللہ کریم نے ایسا کر دیا تھا۔ میں پھر رو پڑا اور اپنی تمنا کی لغزش سے معافی چاہی اب ہرن کو

marfat.com

آزاد کرتا ہوں۔ ؎

ہم آہووانِ صحرا سرِ خود نہادہ برکف بر امید آنکہ روزے بہ شکار خواہی آمد (خسرو)

مرادِ حق میں فنا

مروی ہے کہ ابدال میں سے کسی صاحب نے شیخ ابومدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک شاگرد سے کہا کیا وجہ ہے کہ ہمارے سامنے تو کوئی چیز نہ سخت ہوتی ہے اور نہ رکتی ہے۔ اور ان پر معمولی کام بھی رکاوٹ ہیں حالانکہ ہم ان کے مرتبہ و مقام کے متمنی ہیں اور انہیں ہمارے مقام کی مطلقاً تمنا نہیں ہے۔ جب یہ بات ابومدین کو معلوم ہوئی تو فرمایا کہ ہم نے اپنی مرادیں اللہ کریم کی مرادوں کے مقابلے میں چھوڑ دی ہیں۔

پانی کنوئیں سے باہر چھلکنے لگا

ایک بزرگ صحرا میں چل رہے تھے کہ ایک کنوئیں تک پہنچے تو پانی کنوئیں کے کنارے تک آگیا۔ کہنے لگے مجھے معلوم ہے کہ آپ اس بات پر اے اللہ! قادر ہیں لیکن یہ میری طاقت سے باہر ہے اگر آپ کسی بدوی کو متعین فرما دیتے کہ وہ مجھ سے چند دفعہ ہاتھ ملاتا اور پانی کے چند گھونٹ پلا دیتا تو میرے لیے زیادہ درست ہوتا اور پھر میں یہ بھی جان لیتا کہ یہ نرمی و رفق بدوی کی طرف سے نہیں بلکہ آپ نے یہ نرمی اسے میرے لیے عطا کی ہے۔

اولیائے امت کے انداز

یحییٰ بن معاذ رازی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب آپ کسی آدمی کو دیکھیں کہ وہ آیات و کرامات کا دلدادہ ہے تو سمجھ لیں کہ اس کا طریق ابدال جیسا ہے اور جب وہ آلات و نغمات کو مرکز توجہات سمجھے تو آپ پالیں کہ اس کا طریقہ اہل محبت کا طریقہ ہے اور پہلے کی نسبت یہ اچھا ہے، اب آپ دیکھتے ہیں کہ وہ ذکر میں محویت رکھتا ہے تو یقین جانیں کہ اس کا دل "مذکور" سے وابستہ ہے جس کا

marfat.com

ذکر اس کی زبان کو متحرک رکھ رہا ہے تو ایسا شخص عارفوں کی راہ پر چل رہا ہے یہ عارف سب سے اعلیٰ احوال کا مالک ہے۔ حضرت ابو یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آغازِ کار میں اللہ تعالیٰ مجھے آیات و کرامات دکھایا کرتے تھے۔ میں ان کرامات کی طرف نظرِ التفات نہ ڈالتا جب اللہ تعالیٰ نے مجھے اس حال میں ملاحظہ فرمایا تو میرے سامنے اپنی معرفت کے دروازے کھول دیئے۔
یہاں حضرت محمد بن عباد رندی کی وہ عبارت ختم ہوئی جو انہوں نے الحکم العطائیہ کی شرح میں ارشاد فرمائی ہے (اور اس عبارت کے ضمن میں انہوں نے علامہ شبلی، حضرت ابو الحسن، حضرت ابو النصر، حضرت ابو حفص اور دیگر حضرات کے حوالے پیش فرمائے ہیں مترجم) یہاں کتاب کے مقدمہ کا مطلب اول اختتام پذیر ہوا۔ اب مطلب ثانی ملاحظہ ہو:۔

المطلب الثانی

کرامات کی قسمیں

علامہ تاج الدین سبکی کی تحقیق حضرت تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب الطبقات الکبریٰ میں ارشاد فرمایا ہے کہ کرامات کی کئی قسمیں ہیں:۔

پہلی قسم مُردوں کو زندہ کرنا ہے علامہ سبکی نے استشہاداً حضرت ابو عبید بسری کا واقعہ نقل کیا ہے کہ غزوہ میں ان کی سواری مر گئی تو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ ان کی سواری زندہ فرما دے اور ان کی سواری زندہ ہو گئی۔ دوسرا واقعہ حضرت مفرج دمامینی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے کہ انہوں نے بھونے ہوئے پرندوں سے کہا اڑ جاؤ تو وہ اڑ گئے۔ اسی طرح حضرت شیخ اہدل رحمہ اللہ

marfat.com

کا واقعہ ہے کہ انہوں نے مُردہ بلی کو بلایا تو وہ ان کے پاس چلی آئی۔ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی حکایت ہے کہ مرغی کا گوشت کھایا جا چکا تھا کہ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے حکم سے کھڑی ہو جا اس اللہ کے حکم سے جو گلی سڑی ہڈیوں کو زندگی کا پیغام دیتا ہے مرغی اٹھ کھڑی ہوئی۔ ایسا ہی واقعہ حضرت شیخ ابو یوسف دہمانی سے منقول ہے کہ وہ ایک میت کے پاس تشریف لائے اور قم باذن اللہ کا نعرہ مستانہ مارا تو مُردہ اٹھ بیٹھا اور اس کے بعد کافی عرصہ تک زندہ رہا۔ اسی طرح ایک حکایت شیخ زین الدین فاروقی شافعی مدرس شامیہ رحمۃ اللہ علیہ سے بھی منقول ہے جو امام سبکی کو ان کے فرزند ولیٔ خدا شیخ فتح الدین یحیٰ نے سنائی کہ ان کے گھر چھت سے ایک چھوٹا سا لڑکا گر کر مر گیا۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو وہ بچہ زندہ ہو گیا۔ سبکی فرماتے ہیں کہ اس نوع کی کرامات اتنی زیادہ ہیں کہ انہیں بیان کے احاطہ میں نہیں لایا جا سکتا۔ میرا ان پر ایمان ہے لیکن کوئی ایسی روایت نہیں مل سکی کہ کسی ولی کے ہاتھوں کوئی ماضیٔ بعید کا آدمی گلنے سڑنے اور عظیم رمیم ہو جانے کے بعد زندہ ہُوا ہو اور پھر طویل عرصے تک جیتا رہا ہو۔ ایسا واقعہ اولیاء سے ثابت ہونے کا میں معتقد نہیں ہوں مگر سابقہ انبیاء کرام علیہم السلام سے ایسے واقعات ظہور پذیر ہوئے ہیں۔ یہ معجزات ہیں جہاں کرامات کی رسائی نہیں۔ یہ جائز ہے ایک نبی اپنی نبوت کے اختتام سے پہلے عرصہ ہائے دراز پہلے کی قوموں کو زندہ کر دے اور پھر زندہ ہونے کے بعد عرصۂ دراز تک زندہ رہیں۔ لیکن مَیں اس بات کا معتقد نہیں ہوں کہ اب کوئی ولی ہمارے سامنے حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زندہ کر سکتا ہے اور وہ اس کرامت کی بنا پر لمبا عرصہ زندہ رہ سکتے ہیں جس طرح اپنے دَور میں زندہ تھے بلکہ مختصر سے عرصہ کے لیے بھی وہ اس طرح زندہ نہیں ہو سکتے کہ وہ زندوں

marfat.com

سے یوں مل کر رہیں جس طرح وفات سے پہلے مل کر رہا کرتے تھے۔

دوسری قسم مُردوں سے باتیں کرنا ہے یہ تو پہلی نوع سے بھی زیادہ ہیں ایسی کرامات حضرت ابو سعید خراز رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر حضرات سے مروی ہیں۔ ان میں حضرت سبکی کے والد ماجد کے کچھ مشائخ بھی شامل ہیں۔

تیسری قسم دریا کا پھٹ جانا اور سوکھ جانا، پانی پر چلنا۔ ایسی کرامات بھی لاتعداد ہیں۔ شیخ الاسلام سید المتاخرین حضرت تقی الدین بن دقیق العید سے بھی ایسی کرامات کا ظہور ہوا۔

چوتھی قسم اعیان کو تبدیل کر دینا ہے۔ شیخ عیسیٰ ہتار یمنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ کسی آدمی نے ان کے پاس بطور تمسخر دو مٹکے شراب سے بھر کر بھیجے آپ نے ایک کو دوسرے میں ڈالا اور فرمایا بسم اللہ کھاؤ۔ لوگوں نے کھایا تو وہ ایسا گھی تھا کہ اس جیسی مہک و رنگ والا گھی کبھی دیکھا نہیں گیا تھا ایسی حکایات جن سے اعیان کو تبدیل کرنے کا ثبوت ملتا ہے لاتعداد ہیں۔

پانچویں قسم زمین کا لپٹ کر اولیائے کرام کے لیے مختصر ہو جانا۔ ایک بزرگ شہر طرسوس کی جامع مسجد میں تشریف فرما تھے کہ انہیں حرم شریف کی زیارت کا اشتیاق ہوا۔ انہوں نے اپنا سر جھکا کر گریبان میں ڈالا جب گریبان سے سر نکالا تو وہ حرم شریف میں ذوق اشتیاق کی پیاس بجھا رہے تھے۔ اس نوع کی حکایات کی قدر مشترک بھی درجہ تواتر تک پہنچی ہوئی ہے ان کرامات کا منکر کوئی حیرت زدہ جھگڑالو ہی ہو سکتا ہے۔

چھٹی قسم جمادات و حیوانات کا ہم کلام ہونا۔ اس میں کوئی شک نہیں اور یہ کرامت اولیائے امت سے بکثرت سرزد ہوتی رہی ہے۔

marfat.com

حضرت ابراہیم ادہم کی کرامت حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ اور انار کا انہیں عوض کرنا کہ وہ اس سے تناول فرمائیں۔ آپ نے انار کا چھوٹا ہونا مگر آپ کے پکڑنے سے بڑھ جانا اور اس کی ترشی کا مٹھاس سے بدل جانا اور پھر درخت کا سال میں دو دفعہ ان کی برکت سے پھل دینا مشہور و معروف ہے۔

ساتویں قسم مرضوں کا دور ہو جانا۔ حضرت سری نے ایک آدمی کی روایت کی ہے جو انہیں پہاڑ میں ملا تھا اور اپاہجوں، اندھوں اور دوسرے مریضوں کو شفا دے رہا تھا۔

ایک مریض اور حضرت غوث اعظم اسی طرح حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے ایک اپاہج، فالج زدہ، نابینا اور کوڑھ کے مارے لڑکے سے فرمایا، اللہ کے حکم سے کھڑا ہو جا وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ گویا اسے کبھی کوئی تکلیف نہ تھی۔

آٹھویں قسم حیوانات کا اولیائے کرام کے تابع فرمان ہونا حضرت ابوسعید بن ابی الخیر میہنی کا شیر کے ساتھ معاملہ معروف ہے ان سے پہلے حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ایسا ہی واقعہ منقول ہے یہ تو حیوانات تھے اس جماعت قدسیہ کی اطاعت تو جمادات نے بھی کی ہے۔

حضرت عزالدین اور ہوا سلطان العلما شیخ الاسلام عزالدین بن عبدالسلام کی حکایت میں فرنگیوں کے حملہ کے وقت یہ ارشاد موجود ہے کہ اے ہوا انہیں پکڑ لے۔

نویں قسم زمانے اور وقت کا پھیل جانا۔ اور دسویں قسم زمانے کا سکڑ جانا اور وقت کا محدود ہو جانا، ان دونوں قسموں کا اندازہ و تقدیر

marfat.com

ذہنوں کے لیے ایک مشکل مسئلہ ہے جو اس کرامت کے اہل ہیں اسلامی احکام کے مطابق اسے انہی کے حوالے کرنا بہتر ہے اس سلسلہ میں بھی لاتعداد واقعات موجود ہیں۔ انہی کے حوالے کرنے سے اس آیت شریفہ کی طرف اشارہ ہے کہ امانتیں ان کے اہل و قابل لوگوں کی طرف لوٹا دو (مترجم)

گیارہویں قسم دعا کا شرفِ قبولیت پانا۔ یہ تو بہت ہی زیادہ ہے ہم نے خود اولیائے کرام کی ایک پوری جماعت سے مشاہدہ کیا ہے۔

بارھویں قسم:۔ زبان کا بات کرنے سے رک جانا یا کھل جانا۔

تیرہویں قسم انتہائی نفرت کرنے والے دلوں کو کسی مجلس میں کھینچ لینا اور مطیع بنا لینا۔

چودہویں قسم کچھ غیوب کی خبر دے دینا یا کشف ہو جانا یہ تو اس حد تک اولیائے کرام سے منقول ہیں کہ انہیں شمار نہیں کیا جا سکتا۔

پندرھویں قسم:۔ کھائے پئے بغیر عرصۂ دراز تک صبر کیے رکھنا۔

سولہویں قسم مقام تصرف پر فائز ہو کر تصرف کرنا۔ اولیائے کرام کی ایک جماعت سے بہت سے ایسے واقعات منقول ہیں۔

بارش ولی کے ساتھ چلی یہ بھی مذکور ہے کہ ان میں سے کسی کے پیچھے پیچھے بارش چلا کرتی۔ متاخرین

marfat.com

میں سے حضرت ابوالعباس شاطر ایسے بزرگ تھے کہ وہ درہموں کے بدلے بارش بیچا کرتے تھے۔ اس باب میں ان سے اتنی حکایات منقول ہیں کہ ذہن کو جراتِ انکار نہیں ہوتی۔

سترھویں قسم:۔ زیادہ کھانا کھانے پر قدرت ہونا۔

اٹھارہویں قسم حرام کھانے سے محفوظ رہنا۔ حضرت حارث محاسبی سے منقول ہے کہ ان کی ناک تک حرام کھانے کی مہک اٹھتی تھی تو اسے نہیں کھاتے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ حرام کھانے کو دیکھتے ہی ان کی رگ رگ پھڑکنے لگ جاتی تھی۔ ایسی مثالیں ابوالعباس مرسی سے بھی حکایت ہوئی ہیں۔

انیسویں قسم پردوں کے پیچھے دور جگہ کا مشاہدہ کرنا۔ جیسا بیان ہوا ہے کہ حضرت ابواسحاق شیرازی بغداد میں بیٹھ کر کعبہ شریف کا مشاہدہ فرمایا کرتے تھے۔

بیسویں قسم وہ ہیئت جو کچھ اولیائے کرام کو عطا ہوتی ہے کہ صرف انہیں دیکھتے ہی دیکھنے والا مر جاتا ہے۔ جیسا کہ ابویزید بسطامی رحمہ اللہ کے ایک دیکھنے والے سے ہوا، یا ولی کے سامنے آدمی گنگ ہو جاتا ہے اور بول نہیں سکتا۔ یا وہ راز اگل دیتا ہے جو شاید اسے چھپانا چاہتا ہو۔ اور اسی قسم کی دیگر اشیاء جن کا اظہار بطورِ کرامت اولیائے عظام سے بکثرت ہوا ہے۔

اکیسویں قسم اللہ تعالیٰ کی طرف سے کفایت و حمایت کا حصول جبکہ کوئی اس جماعتِ مقدسہ سے ارادہ شر کرے اور پھر اس شر کو اللہ کریم خیر میں تبدیل کر دے۔ ایسا ہی واقعہ ہارون الرشید کا سیدنا امام شافعی رضی اللہ عنہ سے پیش آیا۔

marfat.com

بائیسویں قسم

مختلف اطوار و کیفیات کا تصور، اسی کو حضرات صوفیہ عالم المثال کا نام دیتے ہیں۔ اجسام و ارواح کی دو دنیاؤں کے درمیان یہ حضرات ایک اور متوسط عالم کے قائل ہیں یہ عالم مثال ان کے ارشاد کے مطابق عالم اجسام سے زیادہ لطیف اور عالم ارواح سے کثیف ہے یہی عالم مثال ہے جس میں ارواح جسمانی شکل اور متعدد اشکال میں ظاہر ہوتی ہیں۔ انہوں نے اپنے نظریہ کے ثبوت کے لیے قرآن حکیم کے اس ارشاد سے دلیل لی ہے کہ سیدہ مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سامنے حضرت جبریل علیہ السلام صورتِ انسانی میں تشریف لائے

فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا

وہ اس کے سامنے ایک تندرست آدمی کے روپ میں ظاہر ہوا۔

ایک ولی اللہ کی کئی اشکال

حضرت قضیب البان موصلی سے حکایت ہے جو ابدال میں سے تھے کہ کسی شخص نے انہیں نماز پڑھتے نہ دیکھا تو انہیں متہم کیا اور بڑی سختی کی آپ کئی صورتوں میں فوراً اس کے سامنے آئے اور فرمایا ان صورتوں میں سے کس صورت میں تو نے مجھے نماز پڑھتے نہیں دیکھا؟ اولیائے کرام کے اس قسم کے واقعات بہت ہیں۔

سائل کو زیارت کعبہ کرادی

متاخرین میں سے کسی نے ایک بہت بوڑھے فقیر کو قاہرہ کے مدرسہ سیوفیہ میں بلا ترتیب وضو کرتے پایا تو اسے کہا کہ جناب شیخ! آپ بلا ترتیب وضو فرماتے ہیں؟ اس نے جواب دیا کہ میں تو ترتیب سے وضو کر رہا ہوں لیکن آپ کو دکھائی نہیں دے رہا ہے۔ اگر تجھے نظر آتا تو یوں دیکھتا یہ کہہ کر سائل کا ہاتھ پکڑا اور

لہ پارہ ۱۶ سورۃ مریم

marfat.com

اسے کعبہ مکرمہ کی زیارت کرادی پھر اسے مکہ مشرفہ پہنچا دیا۔ اس نے پہنچ کر اپنے آپ کو مکہ میں پایا اور وہاں کئی سال ٹھہرا رہا۔ حکایت بہت طویل ہے۔

تیئسویں قسم اللہ کریم اولیائے کرام کو زمین کے ذخیروں کی اطلاع فرما دیتے ہیں جیسا کہ حضرت ابوتراب رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ گزر چکا ہے کہ انہوں نے زمین پر پاؤں مارا تو ٹھنڈے میٹھے پانی کا چشمہ ابل پڑا۔ ابن سبکی مرحوم فرماتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ اس کرامت سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ کریم ایسی جگہ پانی پیدا فرما دیتے ہیں جہاں پانی نہیں ہوتا اور زمین پاؤں مارنے والے کی مطیع بن جاتی ہے۔

لاٹھی کے نیچے سے پانی ابل رہا تھا ایک اور صاحب سے مروی ہے کہ حج کے راستے میں وہ پیاسے ہوئے کسی کے پاس پانی نہ تھا انہوں نے ایک فقیر کو دیکھا کہ ایک جگہ وہ اپنی کھونٹی گاڑے بیٹھے ہیں اور اس کے نیچے سے پانی بہہ رہا ہے۔ اس صاحب نے اپنا مشکیزہ بھی بھر لیا اور باقی حاجیوں کو بھی پانی کی اطلاع دی سب نے اپنے برتن اس پانی سے بھر لیے۔

چوبیسویں قسم مختصر سے دور میں بہت سے علماء کے لیے بہت سی تصانیف کا سہل و ممکن ہونا۔ وفات تک وہ جس طرح تعلیم و تعلم میں مصروف رہے اگر اس عرصے میں ان کی تصانیف کو تقسیم کریں تو ان تصانیف کا نقل کرنا ہی ایک مسئلہ بن جاتا ہے۔ چہ جائیکہ انہیں علمی انداز سے تصنیف کیا جائے۔ یہ ایسی کرامت ہوگی کہ زمانہ نے اپنی تنگ دامانیاں ان کے لیے پھیلا دیں۔ اور یہ دسویں نوع رقم کی کرامت بنی جس میں ہم نے زمانے کا پھیل جانا

marfat.com

ذکر کیا تھا۔

حضرت امام شافعی روزانہ ختم قرآن فرماتے

صرف حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تصنیفات ملاحظہ فرمائیں ان کی عمر شریف تو ان تصانیف سے دسویں حصہ کے لیے بھی کافی نہیں مگر امام موصوف نے صرف یہ کام نہیں کیا بلکہ غور و تدبر سے روزانہ ایک ختم قرآن فرماتے تھے اور پورے غور و فکر سے رمضان شریف میں دو ختم قرآن روزانہ فرمایا کرتے تھے۔ ان کے ساتھ ذرا ملاحظہ ہو کہ وہ درس دے رہے ہیں، فتاویٰ لکھ رہے ہیں اور ذکرِ خداوندی اور فکر رب العالمین میں محو ہیں پھر ان کی جسمانی صحت کو بھی ملاحظہ فرمائیں کہ آپ کا وجود کبھی بھی ایک دو یا زائد بیماریوں سے خالی نہیں رہا۔ بسا اوقات ایسا بھی ہوا ہے کہ بیک وقت وہ تیس مرضوں میں مبتلا ہیں [۱]

آپ امام الحرمین ابوالمعالی جوینی رحمۃ اللہ علیہ کی عمر شریف کا حساب لگائیں پھر ان کی تصانیف دیکھیں، طلبہ کی تدریس دیکھیں پھر محافلِ ذکر میں ان کے ارشادات ملاحظہ فرمائیں اور پھر بتائیں کیا یہ عمر اتنے اشغال کے لیے کافی تھی؟۔

روزانہ آٹھ ختم

کئی بندگانِ خدا نے ایک ایک دن میں آٹھ آٹھ قرآن کے ختم کیے ہیں ایسی مثالیں لاتعداد ہیں۔ اب ذرا امام ربانی حضرت محی الدین نووی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف اور عمر شریف کو دیکھیں اس عرصہ میں تو انہیں نقل بھی نہیں کر سکتے۔ اور پھر زندگی میں وہ صرف تصانیف میں ہی تو مشغول نہیں رہے انہوں نے سب قسم کی عبادات وغیرہ بھی تو ساتھ جاری رکھیں۔ اب

---

[۱] یہ گرامی قدر نفوس امراض کو بھی نعمت سمجھتے ہیں۔ اور بقول خواجہ حافظ صاحب ؎

بلائے کز حبیب آید ہزارش مرحبا گفتم

مصائب کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ مترجم

marfat.com

ابن سبکی مرحوم اپنے والد حضرت امام شیخ الاسلام تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا حوالہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب ان کی عمر کا حساب ہوا اور تصانیف دیکھیں گئیں پھر ان کی عبادات پر مواظبت اور درس و تدریس میں محویت اور فتاویٰ نویسی تلاوتِ قرآن کو ملاحظہ کیا گیا پھر ان کے عدالتی فیصلے پڑھے گئے تو معلوم ہوا کہ ان کی عمر تو اس کام کی تہائی کے لیے بھی کافی نہ تھی۔ پاک ہے وہ ذاتِ اقدس جو ان حضرات کو برکات سے نوازتی ہے اور اوقات کو ان کے لیے پھیلاتی ہے اور سکیڑتی ہے۔

پچیسویں قسم زہروں اور ہلاکت خیز اشیاء کا اولیاء کرام پر اثر نہ ہونا۔ ملاحظہ ہو کہ ایک بادشاہ نے ولی سے کہا یا تو آپ کرامت ظاہر کریں یا اپنے فقیروں کی جان سے ہاتھ دھولیں۔ بادشاہ کے پاس اونٹوں کی مینگنیاں پڑی تھیں فرمایا دیکھ یہ کیا ہے؟ دیکھا تو وہ سونا تھیں۔ شاہ کے پاس برتن بے آب تھا ولی نے پکڑ کر فضا میں اچھالا پھر پکڑا شاہ کو واپس کر دیا تو وہ پانی سے بھرا ہوا تھا برتن الٹا تھا مگر پھر بھی اس سے پانی نہیں نکل رہا تھا۔ شاہ نے کہا یہ جادو ہے۔ ولی نے بہت زیادہ آگ جلوائی پھر قوالی و سماع کا حکم دیا جب وجد و مستی طاری ہوئی تو وہ اپنے درویشوں سمیت آگ میں گھس گیا۔ آگ سے نکل کر شاہ کے چھوٹے سے بچے کو اچک لیا اور آگ میں پہنچ کر غائب ہو گیا۔ شاہ بچے کے لیے آگ میں جانے ہی والا تھا کہ ولی لڑکے کو لیے آگ سے نکلا، لڑکے کے ایک ہاتھ میں سیب اور دوسرے میں انار سنبھالا ہوا تھا۔ باپ نے بیٹے سے پوچھا بیٹا! کہاں تھے؟ جواب ملا باغ میں تھا۔ شاہ کے مقربین بولے، یہ سب تو بناوٹ اور چال ہے اس کی حقیقت تو کچھ بھی نہیں۔[ا]

(یعنی منکرین) اولیاء کا ہمیشہ سے یہی وطیرہ رہا ہے کہ کچھ نہ دیکھیں تو انکار کرتے ہیں اور کچھ دیکھ لیں تو اسے جادو اور بناوٹ دیکر

marfat.com

شاہ نے ولی سے کہا یہ زہر کا پیالہ موجود ہے اگر
آپ پی لیں تو میں آپ کو سچا سمجھ لوں گا۔ ولی خدا نے پی لیا۔ اتنا شدید زہر تھا کہ کپڑے پھٹ گئے اور کپڑے ان پر ڈالے گئے۔ کئی دفعہ کپڑے پھٹے۔ آخر کار جو کپڑے نہ پھٹے تو پھر وہ پسینہ ان کے بعد خشک ہو گیا جو مردِ حق کو آرہا تھا لیکن زہر نے مردِ حق کو ذرا بھی اثر نہ کیا۔ یہاں پہنچ کر علامہ ابن سبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اولیاء کرام کی کرامات تو سو قسموں سے بھی زائد ہیں مگر میں نے جو لکھی ہیں یہ چھوڑی ہوئی اقسام کی دلیل ہیں اور یہی ان حضرات کے لیے کافی ہیں جو دنیائے غفلت سے نکل چکے ہیں ان سب انواع و اقسام میں لاتعداد کراماتی قصص و روایات اور اخبار و حکایات موجود ہیں۔ یہ سب حق ہیں اور حق کو نہ ماننا تو گمراہی ہے۔ بیانِ ھدیٰ ہیں یہ واقعات ان کے سوا تو محالات ہیں اللہ جسے توفیق دیتا ہے وہ تو انہیں مانتا ہے اور دربارِ خداوندی میں دستِ سوال پھیلاتا ہے کہ پروردگارا! مجھے ان صالحین کے ساتھ ملا دے۔ کیونکہ یہی صراطِ مستقیم کے شاہسوار ہیں۔ اگر ان حضرات کی کیفیات کا حد کرتے تو

کہتے ہیں ان کے اسلاف بھی یہی کہتے تھے اخلاف بھی اولاد ہونے کا حق ادا کرتے ہوئے یہی کچھ آج بھی کہہ رہے ہیں۔ اخلاف نے اتنا مزید حقِ نمک ادا کیا ہے کہ وہ ولایت کو مان کر کرامات کا انکار کرتے تھے یہ ولایت و کرامات دونوں کے منکر ہیں۔ ہمارے پیارے پاکستان کی اکثر مساجد میں بیٹھے ہوئے بہت سے نام نہاد علماء کا مشغلہ ہی یہی ہے کہ وہ حاضرین کو جو عبادت کے لیے آتے ہیں صرف اولیاء کرام کے خلاف لغویات پر مشتمل وعظ کہتے ہیں اور پھر یوں گوہر افشانی ہوتی ہے کہ اگر یہ کچھ کر سکتے تو مجھے مار دیتے، میری زبان بند کر دیتے وغیرہ ان نام نہاد فاضلوں نے کبھی نہیں سوچا کہ اگر کوئی کمیونسٹ انہیں یہ دلیل دے کہ حضرت مولانا! اگر آپ کا خدا قادر ہے تو میں اسے نہیں مانتا مجھے مار دے میری زبان بند کر دے تو حضرت مولانا کے پاس کیا جواب ہو گا۔

marfat.com

نہ زندگی ساتھ دیتی اور نہ کاغذات گنجائش پیدا کرتے۔ یہاں حضرت امام تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ کے فرمودات ختم ہوئے۔

امام مناوی کی نظر میں اقسامِ ولایت

اب ذرا اقسامِ ولایت پر حضرت امام عبدالرؤف مناوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ارشادات ملاحظہ ہوں جو انہوں نے اپنی کتاب طبقات صغریٰ کے مقدمہ میں ایک اور انداز سے پیش فرمائے۔ اگرچہ انہوں نے اپنی اس تحریر کو سیدی محی الدین ابن عربی کی کتاب مواقع النجوم کی طرف منسوب نہیں فرمایا لیکن دراصل یہ مواقع النجوم کے ہی اقتباسات ہیں جنہیں مصنف نے بطور خلاصہ حسب مرضی تقدیم و تاخیر کے ساتھ نقل کر دیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ کرامات کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ولی حق کو اپنے عجائبات کا مشاہدہ کراتا ہے اور حسب مرضی آیات دکھا کر اسے اسے اپنے حاصل کردہ مقام کی رغبت دلاتا ہے اور اسے اپنے مسلک میں پختہ کرتا جاتا ہے۔ خود ارشادِ خداوندی ہے :۔

لِنُرِيَهُ مِنْ اٰيٰتِنَا کہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں۔

علت خود خدا نے ذکر فرما دی ہے حسن اتباع و لزوم اقتدار کی وجہ سے ولی کو افعال کی جب وراثت (انبیاء) سے مل جاتی ہے تو یہ کوئی بعید بات نہیں کہ مولا کریم انہیں کرامات بھی عطا فرما دیں اور وہ زیارت کے لیے آنے والے کو آنے سے قبل بہت دور سے ملاحظہ فرما لیں یا پردوں کے پیچھے سے اسے دیکھ لیں یا دور سے کعبہ مکرمہ کی زیارت کر لیں یا عالمِ ملکوتی، نورانی، روحانی یا ترابی کو ملاحظہ فرما لیں اسی طرح دیگر خوارق عادات بھی ان سے ظہور پذیر ہو جائیں جو از قسم معجزات سید کل صلی اللہ علیہ وسلم ہیں یہ سب کچھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خدام و عشاق کو بطور عزت حاصل ہوتا ہے۔

marfat.com

مختلف عالموں سے مراد کیا ہے؟

عالم روحانی ملکوتی سے مراد عالم ملائکہ ہے اور عالم جبروتی سے عالم جنات ہے۔ روحانی طینی و ترابی سے مراد ابدال و اوتاد ہیں۔ فرشتوں کے متعلق فرمانِ ربانی ہے :-

يُسَبِّحُونَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ	رات دن اس کی پاکی بولتے
لَا يَفْتُرُونَ	ہیں اور سستی نہیں کرتے۔

پھر آپ کا اس آدمی کے متعلق کیا خیال ہے جو اس غفلت کی لغزشوں سے دور معصوم و سادات گروہ کا انیس و جلیس ہے۔ یہ بھی تو لازماً ذاکر ہو گا اس علوِ مقام اور جلال و اکرام کے مشاہدہ و معاینہ کے بعد اپنی متنوع طاعات کو دیکھتے ہوئے انہیں تقصیرِ نفسی پر محمول کرتا ہو گا (کیونکہ کہاں رب تعالیٰ کی نوازشات اور کہاں ان کے مقابلے میں بندے کی عبادات۔ مترجم)

یہ بدیہی بات ہے کہ کامران و مفلح کا ساتھی بھی مفلح و کامران ہوتا ہے (لہٰذا ان فرشتوں کا جلیس بھی مفلح و کامران تھا) اب ذرا روحانی طینی دنیا کی طرف توجہ فرمایئے جو انسان دربارِ خداوندی میں جد و جہد کے میدان اور اوصاف کمال سے موصوف ہو کر اوصافِ ملائکہ لے کر حاضر ہوتا ہے مثلاً جناب خضر علیہ السلام اور ان جیسے اور با کمال لوگ (تو ان کی عظمت و کرامت کا کیا کہنا) آپ حضرت ابراہیم خواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھیں۔ جب وہ حضرت خضر علیہ السلام سے ملے تو اس ملاقات کو انہوں نے کرامت سمجھا۔

لہ پارہ ۱۷ سورت انبیاء آیت ۲۰

marfat.com

والدہ کی اطاعت سے خضر علیہ السلام ملے

آپ نے خضر علیہ السلام سے پوچھا کس وجہ سے آپ کی ملاقات نصیب ہوئی تو انہوں نے جواب دیا کہ آپ نے اپنی والدہ محترمہ کی جو فرمانبرداری کی اور اطاعت کیشی اختیار کی ہے یہ اس کا ہی انعام ہے۔

مقام اولیاء اور ان کا نعمتِ خدا ہونا

جب بھی ایسے حضرات سے ملاقات ہو تو اسے اللہ کریم کی عنایت و توجہ سمجھ کر خوش ہونا چاہیئے۔ کہ مولا کریم نے اپنے اطاعت شعاروں اور مخلوق کے چمکتے ستاروں سے ملایا ہے ان کی محبت عطا فرمائی ہے ان کی عنایت سے محبوب بنایا ہے۔ کیونکہ وہ فردِ حقیقت ہیں جن کے پاس بیٹھنے والا بدبختی سے دور اور فلاکت سے نفور ہو جاتا ہے۔ یہ حضرات طینی مبادیات اور بشری غرور و رعونت سے دور نکل گئے ہیں ان کی معتدل مزاج، لطیف اجزا، زمین مقدس و معتدل کو عنایت الٰہی کے سورج نے پکا کر اپنے مراکز سے نکال کر عالم علوی سے ملا دیا ہے اب وہ نقض و خرقِ عادت پر قادر ہو گئے ہیں اور اجسام میں تصرف ان کا حق ہو گیا ہے (مبادءِ طینیہ سے مراد یہ ہے کہ انسان کی اصل مٹی تھی اور اسی سے اس کا آغاز ہوا تھا اربعہ عناصر کا اجتماع غرور و تکبر کو چاہتا ہے اور لطف خداوندی ان دونوں کیفیات کو مٹا کر انسان کو صفاتِ ملائکہ سے متصف فرما دیتا ہے اور یہی مطلب ہے مترجم) جب انسان ان سادات گرامی یعنی ملائکہ ربانی سے مل جاتا ہے تو ان سے وہ صفات حاصل کر لیتا ہے جو موجود نہ تھیں اب اس کی بشری عادات ختم ہو جاتی ہیں اس ملکوتی تزکیہ و صفائی کی وجہ سے عجیب و غریب خارق عادات اس سے ظہور پاتی ہیں اور ان مشاہدات سے تسخیر کائنات ارضی کا حصول ہو جاتا ہے اب اس کا وجود نظروں میں نہیں آتا۔ دیکھنے والے کے ادراکات کے سامنے پردے حائل ہو

marfat.com

جاتے ہیں۔ ولی آپ کو پکار رہا ہوتا ہے مگر آپ اسے اس حال میں دیکھ نہیں سکتے، اب وہ تسخیر کا شاہ بن کر پانی پر چلتا ہے، فضاؤں میں اڑتا ہے وہ نظروں سے اوجھل ہو جاتا ہے (فلسفہ کی زبان میں یوں سمجھیے) وہ ہیولیٰ بن جاتا ہے جو عالم روحانی کی طرح مختلف شکلوں اور صورتوں کو قبول کرتا ہے یہی مقام ہے جہاں پہنچنے کے بعد جناب خضر علیہ السلام دیکھنے والے کی پسندیدہ صورت میں متشکل ہو کر نظروں کو نوازتے ہیں۔

نورِ بصیرت کی جلوہ سازیاں

اس بات کو بھی سمجھتے جائیں کہ انسانی ملکوتی خارج دنیا سے اپنی مخصوص ملکوتی دنیا میں بھی منتقل ہو جاتا ہے اور اپنی ملکوتی دنیا کا مشاہدہ کرنے لگ جاتا ہے۔ اسے صوفیہ کرام دل کی آنکھ کھلنے سے تعبیر فرماتے ہیں جب یہ آنکھ کھلتی ہے اور درِ بصیرت وا ہوتا ہے تو اسرار اپنی کمین گاہوں سے نکل آتے ہیں اور انوار اپنی سیر گاہوں سے تجلی ریز ہونے لگتے ہیں دل سے حجابات چھٹ جاتے ہیں معانی الٰہیہ اور اسرارِ علویہ کا ظہور ہوتا ہے جب شیشۂ خیال میں یہ انوار و اسرار تجلی فرماتے ہیں تو باطن انہیں یونہی ملاحظہ کرتا ہے جس طرح ظاہری آنکھ عالم ظاہر کو ملاحظہ کرتی ہے اسی کو بصیرت کی آنکھ کہتے ہیں اس آنکھ کو پا کر دل وجود کی کچھاروں میں چھپی چیزوں کو ملاحظہ کرتا ہے ضمیر و دل کے بھیدوں پر یہ نگاہ مطلع ہو جاتی ہے۔ [۱]

---

[۱] اقبالؔ نے اسے ایک اور پیرائے میں بیان کیا ہے وہ عارف کو اسرار و حکم اور معانی و حقائق کا شکاری سمجھتے ہیں اس شکاری کا ادنیٰ شکار تو حضرت جبرائیل علیہ السلام جیسا عظیم المرتبت فرشتہ ہے، فرماتے ہیں۔

[۲] درِ دشت جنونِ من جبریل زبوں صیدے

اور اس شکاری کی نگاہ کہاں ہوتی ہے اقبالؔ پکار اٹھتے ہیں کہ :

marfat.com

یہ نگاہ بصیرت یعنی ۔ ل کم : آنکھ ب پر دول

کو چیرتی اور رکاوٹوں کو ہٹاتی بڑھتی ہے تو اپنے مقابل آنے والے دل کو اپنی حسیات

وساوس اور ظنون وہوا جس کے ساتھ سمجھ لیتی ہے اگر اس دل میں خیر ہے تو اسے

سمجھ لیتی ہے اور اگر شر ہے تو اسے پالیتی ہے ، اب یہ عارف کا کام ہے کہ

بہ تقاضائے وقت و مصلحت چاہے تو بیان کر دے اور چاہے تو راز رہنے دے۔

کچھ عارفانِ عالی مقام نے جو غیب سے بذریعہ کشف مطلع فرمایا ہے تو وہ اسی

بنار پر مبنی ہے ۔ کچھ اولیار کے دلوں کی صفائی کی وجہ سے ان میں دوسرے لوگوں

کے دلوں کی باتیں منتقل ہو جاتی ہیں یہ ان آئینہ دل عارفوں کا نصیب ہے جو

عرضی خیالات و وساوس سے پاک ہوتے ہیں اگر ایسے عظیم المرتبت ولی حق کے

دل میں ایسا خیال آتا ہے جو اس کے مقام کے شایانِ شان نہیں ہے تو اسے

یقین ہوتا ہے کہ یہ حاضرین میں سے کسی کا خیال ہے اب وہ اس خیال کے صوف

سے بات کرتا ہے اور اگر کسی مخصوص آدمی کا خیال تھا تو عارف اس کی طرف

منہ کر کے بات اسی سے کرتا ہے ، اصل معرفت یہ ہے کہ اصل میں دلوں میں

مناسبت ہوتی ہے شیخ یا مرید کے دل میں اگر کوئی قبیح واہمہ یا غلط کھٹکا ہوتا ہے

تو دل سے دھواں سا اٹھ کر شیخ کے دل میں پھیلنے لگتا ہے اب جس کا یہ واہمہ ہوتا

ہے جب شیخ اس کی طرف منہ کرتا ہے تو دھواں کثیف ہونے لگتا ہے اور جب

اُسے منہ پھیرتا ہے تو دھواں چھٹنے لگتا ہے (اسی طرح عارف بھرے مجمع میں صاحب

خیال کو پہچان لیتا ہے) اگر واہم و خیال عمدہ و حسین ہوتا ہے تو عارف کے دل پر

دھوئیں کی جگہ لطیف سی مہک پھیلنے لگتی ہے تو دل کی طرح فوراً اس کا حال نا ک

دریافت کر لیتا ہے اگر صاحب خیال حاضر ہے تو یہی حال ہوتا ہے د اور اگر حاضر

یزداں بکمند آور اے ہمت مردانہ

اللہ اللہ ... رفو ... کہ کیا مقام ہے

marfat.com

نہیں تو) اس کا حال جامع میں ٹھہرنے والے عارف کا ہے کہ اسے بھوک نہیں مگر گھر والوں یا دوسرے لوگوں کے لیے اسے خواہش طعام ہوتی ہے اب یہ کھٹکا دل میں پیدا ہوتا ہے اسے پتہ ہے اسے خواہش طعام نہیں ہے تو طعام منگا کر وہ اس کی خواہش رکھنے والوں کو بھیج دیتا ہے۔

کشف کی حیرت خیزیاں

۱۔ مکاشفات کی حیران کن کیفیات ملاحظہ ہوں کہ ادھر دل میں خیال آیا ادھر عارف نے اپنے کپڑے پر لکھا دیکھا کہ ایسا کرو یا ایسا نہ کرو۔ ابو مدین رحمۃ اللہ کو خیال آیا کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دے دیں تو ان کے کپڑے پر حضرت ابو العباس خشاب رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا کہ لکھا ہے :۔

أَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَتَكَ

اپنی بی بی اپنے پاس رہنے دیں۔

اسی طرح حضرت ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک کتاب کی تالیف میں مصروف تھے کہ انہیں حکم ہوا اور لکھیے کہ یہ وہ باب ہے جس کی وصف مشکل ہے اور جس کا کشف ممنوع ہے، اور وہ نہ جان سکے کہ اس کے بعد کیا لکھیں کافی عرصہ وہ عالم تحیّر میں رہے ان کا آخر لوح مخرف ہو گیا پھر انہوں نے اپنے سامنے ایک نورانی گڑی ہوئی تختی دیکھی اس پر سبز نوری سطر تھی جس میں وہی کچھ لکھا تھا مگر اب اس سے ہی عالم حیرت کا خاتمہ ہو گیا۔

۲۔ کئی اولیائے ملت نے دیکھا کہ غائب کی طرف سے یہ عالم حس منکشف اب اس کشف کو نہ دیواریں روک سکیں اور نہ اندھیرے حائل ہوئے اور عارف نے گھر کی گہرائیوں اور تنہائیوں میں ہونے والے مخلوق کے حالات دیکھ لیے۔ اقبال نے خوب فرمایا ؎ نہ پوچھ اے ہم نشیں مجھ سے وہ چشم سرمہ سا کیا ہے متجم

marfat.com

۳۔ کچھ عظمت مآب اولیاء کا یہ حال ہے کہ جب ان کے پاس زانی، شرابی، چور، جھگڑ باز یا ظلم و گناہ کی طرف چلنے والا کوئی آدمی آتا تو اس کے متعلقہ عضو میں سیاہ لکیروں کو دیکھ کر انہیں پتہ چل جاتا۔ ابن عربی کے شیخ ابی لغیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ مقام حاصل تھا۔ یہ مکاشفہ صرف ورع و تقویٰ میں مقام تحقیق پانے والے عظمائے ملت کا حصّہ ہے۔

۴۔ کچھ وہ باکمال بھی ہیں کہ ان کی محفل میں کوئی آدمی اگر حرکت و سکون کرے تو وہ اس کا مقام پہچان لیتے ہیں اور وجود کے کس حصے میں یہ مقام ہے اسے بھی پہچان جاتے ہیں وہ قطعیت کے ساتھ اس شخص کو بتا دیتے ہیں پھر ایسا ہی ہوتا ہے جس طرح وہ فرماتے ہیں۔ حضرت استاذ ابو مدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کسی شیخ سے ایک شخص کے حق میں ایسی بات ظاہر ہوئی اس نے ان کی محفل میں حرکت کی تو آپ نے اسے محفل سے نکال دیا۔ اور فرمایا کہ اتنے سالوں کے بعد تم اس کا حال دیکھ لوگے۔ حاضرین میں سے کسی نے تفصیل چاہی تو فرمایا وہ مہدی ہونے کا دعویٰ کرے گا۔ بیس سال کے بعد ایسا ہی وقوع پذیر ہوا۔ یہ سب علم لدنی کے الہامات کی کرم گستریاں ہیں۔

۵۔ کچھ وہ حضرات ہیں کہ عالم بیداری میں درخت سے ان کے سامنے شہد دودھ اور پانی پیش کیے جاتے ہیں اور وہ نوش فرماتے ہیں۔

۶۔ کچھ وہ دولت بے نیازی کے شاہ ہیں کہ مادہ سے مجرد عالم معانی ان کے سامنے تجلی پذیر ہوا اور انہوں نے اس پر نگاہ غلط انداز بھی نہ ڈالی۔

۷۔ کچھ وہ ہستیاں بھی ہیں جو معدنی پتھروں کے اسرار سے واقف ہیں وہ ہر پتھر کا راز اور اس کا نقصان جانتے ہیں۔

۸۔ کچھ وہ حضرات ہیں جنہیں فہم حاصل ہوا ہے کہ ذاتِ برحق کو سمجھیں اور اس

marfat.com

کی آیات کو سنیں یہ حضرات جمادات کے تعلق کو ہر مرتبے میں سنتے ہیں عادت کے طور پر بھی اور خرقِ عادت کے انداز سے بھی، آیاتِ الٰہی میں خرقِ عادت دو حیثیتوں سے ہوتا ہے یا تو وہ سننے والے سے متعلق ہے یا خود ان آیات کی طرف راجع ہے۔ اگر خرقِ عادت کا تعلق سامع سے ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ آیات کے حقائق کو سمجھتا ہے اور اگر آیات و جمادات کی طرف راجع ہے تو وہ ان سے بطور کرامت بات کرتا ہے۔ صحابہ کرام کے مقدس ہاتھوں میں کنکریوں کا تسبیح پڑھنا اسی قبیل سے ہے۔ جب بندۂ خدا اس مقام پر متحقق ہوتا ہے تو وہ دیکھتا ہے کہ ساری کائنات زید و عمرو کی طرح بولنے والی زبان سے تسبیح پڑھ رہی ہے۔

۹۔ کچھ حضرات کے سامنے عالمِ نباتات منکشف ہو جاتا ہے پھر ہر درخت اور ہر بوٹی انہیں پکار پکار کر اپنے نفع و ضرر کے خواص بتانے لگتی ہے وہ چلاتی ہے، بندۂ رب میں فلاں مرض کے لیے مفید ہوں اور فلاں کے لیے مضر۔

۱۰۔ کچھ وہ ملت کے ستارے ہیں جو دنیائے حیوانات کو جانتے ہیں۔ جانور بولتی زبان سے انہیں سلام کہتے ہیں اور اپنے خواص انہیں بتاتے ہیں۔

۱۱۔ کچھ حضرات کے سامنے زندوں میں عالمِ حیات کے اجراء، و سرایت کا انکشاف ہو جاتا ہے ہر ذات کو عطا ہونے والے وہ اسرار منکشف ہو جاتے ہیں جتنا ان ذاتوں میں ان اسرار کے قبول کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے، پھر وہ یہ بھی دیکھتے ہیں کہ عبادات اس اجراء، و سرایت میں کیسے اندراج پاتی ہیں۔ دوسرے لفظوں میں یہ سمجھیں کہ سرِ ذات اور سرِ عبادت کے وہ عارف ہوتے ہیں۔

۱۲۔ یہ وہ حضرات ہیں جن کے سامنے انقلابات کا رہٹ چل رہا ہے یہ تغیرات و استحالات کو ملاحظہ فرما رہے ہیں اور دیکھ رہے ہیں کہ کثیف لطیف بن رہا ہے اور لطیف کثیف کی شکل میں تبدیل ہو رہا ہے۔

marfat.com

۱۳۔ یہ وہ حضرات ہیں کہ ان کے سامنے وہ نور آتا ہے جس سے شرارے چھوٹ رہے ہوتے ہیں وہ ان سے پردہ چاہتے ہیں مگر ایسا نہیں ہوتا۔

۱۴۔ کچھ حضرات کے سامنے طوالع کے انوار اور ترتیب کلی کی صورتیں جلوہ ریز ہوتی ہیں۔

۱۵۔ یہ وہ حضرات ہیں جن میں علوم الٰہیہ کے قبول کے انداز منکشف ہو جاتے ہیں اور انہیں پتہ چل جاتا ہے کہ قبول کرنے والے میں کتنی استعداد ہے اخذ و عطا اور قبض و بسط کے آداب بھی انہیں معلوم ہو جاتے ہیں۔ انہیں معلوم ہوتا ہے کہ جلا دینے والی ہلاکتوں سے دل کو محفوظ رکھنے والی طریقے کیا ہیں وہ دیکھتے ہیں کہ وہاں سب راستے دائرہ کی شکل میں ہیں وہاں کے خفی وغیرہ سب راستے انہیں معلوم ہوتے ہیں (یعنی وہ سب باتیں اور سب حقائق انہیں معلوم ہوتے ہیں جن کا تعلق علوم الٰہیہ سے ہے۔ مترجم)

۱۶۔ وہ نفوس قدسیہ ہیں جن کے سامنے علوم نظریہ اور افکار سلیمہ کے مراتب منکشف ہوتے ہیں افہام و اذہان پر وارد ہونے والی غلطیاں انہیں معلوم ہو جاتی ہیں۔ وہم و علم کا فرق ان کے سامنے مبرہن ہو جاتا ہے۔ عالم ارواح اور عالم اجساد کے درمیان جو رنگ سازیاں فطرت کرتی ہیں وہ ان کے سامنے مکشوف ہوتی ہیں ان رنگ سازیوں کے تولد کو وہ جانتے ہیں۔ عنصری دنیاؤں میں اسرار الٰہی کے سرایت اور اس کے اسباب سے وہ باخبر ہوتے ہیں۔ ؎

شاید ایسے ہی حضرات کے مکاشفات و تصرفات کو دیکھ کر حضرت اقبال کی روح وجد میں آکر پکار اٹھی تھی کہ:

؎ ما ہنوز اندر ظلام کائنات — او شریک انتظام کائنات

کہ ہم عوام تو ابھی کائنات کے اندھیروں میں بھٹک رہے ہیں اور بندۂ خدا کائنات کے انتظام و اہتمام میں مشغول ہے۔ مترجم)

marfat.com

۱۷۔ کچھ وہ حضرات گرامی ہیں جن کے سامنے تصویر و تحسین اور جماد کے عالم منکشف ہیں انہیں معلوم ہوتا ہے کہ صور مقدسہ اور نفوس نباتیہ میں عقول کی رسائی کہاں تک ہے؟ حسن شکل و نظام کیسے پیدا ہوتا ہے؟ اور پھر ان اشیائ میں نرمی، رقت اور فتور کس انداز سے طاری ہوتا ہے؟

۱۸۔ کچھ حضرات کے سامنے مراتب قطبیت وا ہو جاتے ہیں۔

۱۹۔ یہ وہ حضرات ہیں جن کے سامنے انعکاسات کے دروازے کھل جاتے ہیں، انہیں دوام پذیر اشیاء اور خلود گیر موجودات کا علم ہو جاتا ہے موجودات کی ترتیب انہیں معلوم ہو جاتی ہے. موجودات وغیرہ میں وجود کی سرایت کیسے ہوئی؟ اور پھر ان کی حفاظت کی قدرت کیا ہے؟ اور انہیں مستحقوں تک کیسے پہنچایا جاتا ہے؟ یہ سب کچھ ان نفوس قدسیہ پر منکشف ہو جاتا ہے۔

۲۰۔ ایک گروہ مقدس کو رموز، اجمال اور وہم کی معرفت عطا کر دی جاتی ہے (پھر کوئی رمز ان کے سامنے رمز نہیں رہتی نہ اجمال اجمال رہتا ہے اور نہ وہم وہم کی شکل پا سکتا ہے۔ مترجم)

۲۱۔ کچھ نفوس سامیہ کے سامنے عالم غیرت کی جلوہ سامانیاں واضح ہو جاتی ہیں، کشف حق، آرائے سلیمہ، مذاہب صحیحہ و مستقیمہ اور نازل شدہ شریعتیں ان کے علم میں آتی ہیں اور کشف پاتی ہیں۔

۲۲۔ کچھ وہ حضرات ہیں جن کے سامنے وہ دنیا آ جاتی ہے جسے اللہ کریم نے معارف قدسیہ سے مزین کر رکھا ہوتا ہے۔

۲۳۔ کچھ وہ ہیں جن کے سامنے وقار و طمانیت، ثبات و مکر اور اسرار کی گہرائیوں کی دنیا کھل جاتی ہے اور وہ اسے ملاحظہ فرمانے لگتے ہیں۔

marfat.com

۲۴۔ کچھ محدث حضرات ہیں لیکن جن سے وہ بات کر رہے ہوتے ہیں وہ سامنے نہیں ہوتے وہ ان سے بات تو کرتے ہیں اور ان کا خطاب بھی سنتے ہیں یا تو یہ سب کچھ بدایۃً ہوتا ہے یا ان کی طرف سے سوال کے جواب میں ارشاد ہوتا ہے۔ یہ حضرات سلام ہاتف کی طرف سے سنتے ہیں اور اس کا جواب دیتے ہیں۔

۲۵۔ کچھ ان سب حضرات سے آگے بڑھ جاتے ہیں وہ ملاء اعلیٰ (دنیائے بالا) سے بات چیت کرتے ہیں اگر آدمی مقام سماع پر فائز ہو کر متحقق مقام بن جائے تو اسے پکارا جاتا ہے اور ہاتف اس سے باتیں کرتا ہے جب بولے تو اس کی بات رد نہیں کی جاتی جب اس ولیٔ خدا اور ملاء اعلیٰ کے درمیان مکالمہ درست انداز سے چل پڑتا ہے اور وہ کسی بات میں نزاع کرتے ہیں تو جو بات یہ انہیں کہتا ہے مقام تحقق کی وجہ سے اس کی مدد ہوتی ہے۔

۲۶۔ کچھ حضرات عالم کون میں تکوین پانے والی باتوں کی قبل از کونیت خبر دے دیتے ہیں اور مغیبات کی اعیان ابھی عالم وجود تک نہیں پہنچی ہوتیں کہ یہ ان کی خبر دے دیتے ہیں۔ یہ علم ان تک تین ذریعوں سے ہوتا ہے القاء، کتابت و تحریر اور بالمشافہ۔ حضرت بقی بن مخلد میں یہ تینوں باتیں تھیں۔

۲۷۔ کچھ حضرات کے سامنے عالم حیرت و کوتاہی اور عالم عجز اور عالم خزائن اعمال کھل جاتے ہیں۔

۲۸۔ کچھ بزرگوں کے سامنے جنتوں کے حجابات ختم ہو جاتے ہیں اور جنتوں کے درجات ان کے سامنے کھل کر آجاتے ہیں۔ وہ جہنم اور اس کے درکات کو بھی جان لیتے ہیں انہیں یہ بھی پتہ ہوتا ہے کہ جہنم کے مختلف حصوں میں عذاب میں کتنا فرق ہے اور کتنا اضافہ ہے۔

marfat.com

٢٩- کچھ حضرات کے سامنے اولادِ آدم کی صورتیں آجاتی ہیں۔ کچھ پردے اٹھتے ہیں اور کچھ پردے گرتے ہیں ان کی مخصوص تسبیحات ہوتی ہیں جو عارف سنتا ہے۔ ابن عربی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس صفت کے موصوف بہت سے لوگ ہم نے دیکھے ہیں۔ اس مقام سے آگے بڑھ کر وہ مقام مقام کریم پر فائز ہو جاتے ہیں کہ جس چیز کو کُن (ہو جا) کہہ دیں وہ اللہ کے حکم سے ہو جاتی ہے غایت قصویٰ تک پہنچنے کے لیے یہ مقام مقام کریم اور مشہدِ عظیم ہے۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے اسی مقام پر فائز ہو کر فرمایا ہے :-

وَاُبْرِئُ الْاَکْمَهَ	اور مَیں شفا دیتا ہوں مادر زاد
وَالْاَبْرَصَ وَاُحْیِ الْمَوْتٰی	اندھے اور سفید داغ والے کو اور
بِاِذْنِ اللّٰهِ	مَیں مردے زندہ کرتا ہوں اللہ کے حکم سے

یہ قضیہ عقل سے بھی کوئی بعید بات نہیں کہ اللہ کریم کسی ولی کو اس کرامت سے مکرّم فرما کر اس کے ہاتھوں یہ کرامت جاری فرما دے کیونکہ ولی کی ہر کرامت کا شرف تو امام الانبیاء علیہ التحیہ والثناء کی طرف راجع ہوتا ہے کیونکہ آپ کی فرمانبرداری اور آپ کی قائم کردہ حدود میں رہنے سے ہی یہ سب کمالات ملتے ہیں۔

٣٠- کچھ ذواتِ قدسیہ وہ ہیں جو عالمِ غیب کی طرف ارتقاء فرماتے ہیں وہ قلم کو دیکھتے ہیں کہ جہان کو وہ شکل و نقطوں کے ساتھ ایک ایک حرف کو وجود کے لوحِ محفوظ میں لکھتا جا رہا ہے تاکہ حقائق اشکال و انواع کی مثالوں میں آکر متمیزات پاسکیں کہ یہ صنفِ انسانی ہے اور یہ چارپائے ہیں، یہ پرندے ہیں حیوانات و نباتات کے ساتھ جمادات کی اقسام و انواع، یہ متفرق امثال فواتی

marfat.com

حیثیت سے محتاج نقاط نہیں ہیں اور جو نوع میں شریک ہیں وہ اشخاص ہیں فعلی کیفیت کے لیے کسی امر عرضی کی احتیاج رکھتے ہیں۔ جسے یہ مقام عالی ملتا ہے۔ وہ اس مقدس خط سازی کی رفعت میں باقی رہتا ہے نرالی تحریروں سے انوکھے نظام کے ساتھ حسین ترین لوح حروف کی شاہی ایجاد کرتا رہتا ہے جب اس کی نگاہ جزئیات کائنات پر پڑتی ہے (جو بہت زیادہ طویل ہیں) اور اس کی عمر مختصر ہوتی ہے تو اللہ کریم اس کے جی میں تضرع و زاری ڈال دیتا ہے اور وہ اس زاری سے التجا کرتا ہے کہ اسے اس دنیا سے منتقل کر دے۔

۳۱۔ کچھ وہ عالی مرتبت ہیں جن کے طعام و شراب اور لباس کی حفاظت اللہ کریم نے اپنے ذمے لے لی ہے۔ کیا مجال کہ اس کے جسم تک کوئی ایسی چیز پہنچے جو مشتبہ ہو حرام ہونا تو دور کی بات ہے یہ تحفظ کسی تعلق و علاقہ کی وجہ سے ہوتا ہے جو مولا کریم ان کے جی میں ڈال دیتا ہے یا اس شے میں ڈال دیتا ہے جو مشتبہ اور حرام ہوتی ہے۔

حضرت محاسبی کا واقعہ | حضرت حارث محاسبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہی حال تھا کہ اگر ان کے سامنے مشکوک کھانا لایا جاتا تو ان کی انگلی کی ایک رگ پھڑک اٹھتی۔ حضرت ابو یزید بسطامی رضی اللہ عنہ کی ماں جب حاملہ تھیں اور حضرت جنم لینے والے تھے تو کسی مشتبہ کھانے کی طرف ہاتھ نہیں بڑھاتی تھیں بلکہ ان کا ہاتھ پیچھے ہٹ جاتا تھا۔[1] کئی اسے کیڑوں کی شکل میں پاتے کچھ دیکھتے کہ کھانے پر سیاہی چھا گئی ہے، کئی بزرگ مشکوک کھانے کو خنزیر کی شکل میں دیکھتے اس طرح کی کئی اور علامات بھی پیدا ہو جاتیں۔

۳۲۔ کچھ وہ مایۂ افتخار حضرات بھی ہیں کہ تھوڑے سے کھانے کو دست مبارک سے چھو کر بہت زیادہ کر دیتے ہیں ایسے ہی ایک ولیٔ حق کے پاس بہت سے

---

[1] کئی حضرات کو مشتبہ کھانا دیکھ کر متلاہٹ اور قے آنے لگ جاتی تھی کئی حضرات کے سامنے کھانا خون بن جاتا۔

marfat.com

شخص آ گئے اور ان کے پاس صرف ایک کا کھانا تھا۔ انہوں نے روٹی کو توڑا اور ایک رومال سے ڈھانپ دیا وہ سب رومال کے نیچے سے کھانے لگے۔ وہ بہت سے آدمی تھے سب سیر ہو گئے اور روٹی جوں کی توں پڑی رہی یہ فعل تو عملِ نبوی سے وراثت کے طور پر ان حضرات کو ملا ہے ؎

حضرت ابو عبداللہ کی کرامت

ایسا ہی ایک واقعہ حضرت ابو عبداللہ تاودی سے منقول ہے کہ انہوں نے کپڑے کے تھان کا ایک حصہ پکڑا اور اپنے پہلو میں اسے تھام کر دوسرا کنارہ درزی کو پکڑا کر فرمایا کہ اس جماعت یا گروہ کے لیے جتنا کپڑا کافی ہو لے لے وہ ناپتا اور کاٹتا رہا اور تاڑ گیا کہ بات کچھ اور ہی ہے کہنے لگا کہ کپڑے کا یہ ٹکڑا تو کبھی ختم نہ ہو گا آپ نے پہلو سے ہٹا پھینکا اور فرمایا لیجئے اب تو ختم ہو گیا۔

۳۳۔ کچھ اور امامانِ فن ہیں کہ ایک تھالی میں ایک رنگ اور ایک قسم کا کھانا ہوتا ہے مگر وہ اسے کئی قسموں میں تبدیل کر دیتے ہیں اور اسی پر بس نہیں فرماتے بلکہ حاضرین میں سے جو شخص جو کھانا چاہتا ہے وہی اسے ملتا ہے۔

حضرت ابو مدین ایک نوجوان ولی کا واقعہ سناتے ہیں

شیخ المشائخ حضرت ابو مدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ ہے وہ سیاحت کے لیے تشریف لے چلے ایک آدمی ملا اور

؎ حدیث پاک کی طرف اشارہ ہے صحاح ستہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی ایسے واقعات مروی ہیں کہ تھوڑا سا کھانا یا تھوڑا سا دودھ کثیر تعداد صحابہ کو کافی رہا۔ ایسے ہی ایک واقعہ کو ملاحظہ فرما کر اعلیحضرت مولانا شاہ احمد رضا خان قدس سرہ نے استعجاباً پوچھا ہے

کیوں جناب بو ہریرہ کیسا تھا وہ جامِ شیر جس سے ستر صاحبوں کا دودھ سے منہ پھر گیا

marfat.com

ساتھ ہو لیا بہت دور نہیں گئے تھے کہ ایک غار میں ایک بڑھیا کے پاس پہنچے۔ (واقعہ لمبا ہے ہم اختصار کیے دیتے ہیں) حضرت شام کو سیاحت فرما کر بڑھیا کے پاس واپس تشریف لائے کہ اس کا لڑکا بھی آ گیا بسلام کہنے لگا۔ بڑھیا نے دسترخوان بچھایا ایک سالن کی پلیٹ اور روٹی تھی حضرت اور وہ نوجوان تناول فرمانے لگے حضرت نے فرمایا میری خواہش تھی کہ فلاں کھانا ہوتا۔ نوجوان بولا بسم اللہ آقا! جو مرضی ہے تناول فرمالیں۔ حضرت ابو مدین فرماتے ہیں کہ میں جان بوجھ کر تمنا میں بڑھاتا گیا اور وہ اپنا فقرہ دہراتا رہا اور مجھے اپنی تمنا ملتی رہی وہ نوجوان بالکل نوعمر تھا ابھی کانوں کے پاس داڑھی نہیں اتری تھی۔

۳۴۔ کچھ وہ ملت کے سدا بہار پھول ہیں جن کی غذا پانی اور لباس فضاؤں میں معلق ہوتے ہیں۔ ایک حضرت کا یوں واقعہ ہے کہ صحرا میں انہیں پانی کی ضرورت پیش آئی انہوں نے اپنے سر کے اوپر گھنٹی کی آواز سنی سر اٹھایا تو سنہری زنجیر کے ساتھ ایک پیالہ لٹکتا ہوا پایا پانی پی کر پیالہ چھوڑ دیا۔

۳۵۔ کچھ وہ مایہ ناز ہستیاں تھیں کہ اگر کڑوا کسیلا پانی انہیں دستیاب ہوتا تو فوراً ٹھنڈا میٹھا اور خوشگوار ہو جاتا۔ حضرت ابن عربی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن استاذ مروزی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ سے ایسا پانی پیا یہ شیخ الشیوخ ابو مدین رضی اللہ عنہ کے خاص غلاموں میں سے تھے۔

کھائے کوئی اور پیٹ کسی اور کا بھرے

۳۶۔ کچھ وہ حضرات ہیں جو دوسروں کے لیے کھاتے ہیں۔ مثلاً یوں ہوتا ہے کہ زید عمرو کے لیے کھا رہا ہے عمرو غیر حاضر ہے مگر سیر ہو جاتا ہے حالانکہ وہ اپنی جگہ پر بھی رہتا ہے مگر پھر بھی کھانے کا ذائقہ چکھتا ہے گویا اس نے خود ہی کھایا۔ یہ واقعہ غرناطہ میں الحاج ابو محمد مروزی کو جناب ابو العباس بن ابو مروان کے ساتھ پیش آیا۔ یہ اس لیے ہوتا ہے کہ ایسا باکمال عارف اپنے باطن میں ادناس و میل سے

marfat.com

الف طاہر و مطہر ہمت پا لیتا ہے تو اس کے مقام کی درستی اور کرامت نفس کے لیے اللہ کریم اسے عطا فرما دیتے ہیں اب اس پاکیزہ ہمت سے مذکورہ بالا قسم کی کرامات صادر ہونے لگتی ہیں۔

روحانی غذا، ۳۷۔ کچھ وہ حضرات ہیں جو غذائے روحانی کی طرف ارتقاء فرما لیتے ہیں کیونکہ روحانی غذا ہی بقائے نفس کا ذریعہ ہے۔ ایسے حضرات کو جسمانی غذا اور اس کی طرف توجہ دینے کی ضرورت نہیں رہتی۔ صرف اتنی مقدار لیں گے جس سے ان کی ذات باقی رہے کیونکہ ذات کے باقی رہنے سے ہی روحانی غذا پر تمکن و قدرت حاصل ہوتی ہے۔

حکمت تخلیق پر نگاہ ولی

۳۸۔ کچھ وہ اصحاب تصرف ہیں جو دانے کے اسرار پر مطلع ہو جاتے ہیں کہ وہ زمین میں کیسے گیا پھر بادل میں بارش کیسے آئی اور دانے کی تحلیل کا سبب بنی۔ پھر برسنے والے بادل کو لے کر ہوا کیسے چلی اور بادلوں نے پھر بارش کیسے برسائی اور اسی بارش سے پھر زمین میں قوتِ نامیہ کیسے پیدا ہوئی۔ پھر سورج کے بیدار کرنے اور ابھارنے والی حرارت کو کس طرح اس کی غذا کے لیے بکھیر دیا۔ اس غذا میں ہی تو دانے کے وجود کا کمال تھا۔ اس کی معرفت بہت بڑا علم ہے اور اس کا ثمرہ بھی عظیم ہے جو اللہ اپنے بعض اولیاء کو عطا کرتا ہے (دانے پر اگر نطفۂ انسانی کو قیاس کر لیا جائے اور پھر انسان کے روحانی و جسمانی اور علمی و اخلاقی وغیرہ ارتقاء پر نگاہ جائے اور ولی خدا اس کا اظہار فرما دے تو کوئی تعجب کی بات نہ ہوگی۔ کیونکہ بنیادی طور پر ولی کا تعلق اس عالم اصغر کی اصلاح و ہدایت کے ساتھ وابستہ ہوتا ہے۔ مترجم)

۳۹۔ کچھ وہ دانائے راز ہوتے ہیں جن کے سامنے زمین لپیٹ دی جاتی ہے وہ اس کے حقائق سے باخبر اور طبقات سے واقف ہو جاتے ہیں۔ اس نے

marfat.com

اسرار پر مطلع ہو جاتے ہیں۔ زمین کے جوڑ جوڑ میں جو طبیعی حکمتیں مولا کریم نے ودیعت فرما رکھی ہیں انہیں وہ تفصیلاً جان لیتے ہیں

۴۰۔ کچھ وہ خضر صفت حضرات ہیں جن کے سامنے عالم ملکوت میں پانی میں رکھا ہوا علم اور زندگی کا راز وا ہو جاتا ہے۔ تو وہ جسم پر موقوف زندگی اور لطیف زندگی کو بھی پہچان لیتے ہیں آلام و لذات وغیرہ کا بھی انہیں احساس ہو جاتا ہے (شاید اسی لیے اولیائے کرام کو دلوں کا جاسوس کہا جاتا ہے۔ مترجم)

۴۱۔ کچھ حضرات ہر علم کا مرتبہ پہچانتے ہیں وجود میں ان کا نصیبہ کہاں ہے۔ کس سے یہ علم متعلق ہو گا کس سے اس کی نفی ہوگی اور کس سے اس کا صدور ہو گا۔

۴۲۔ کچھ وہ شاہسواران حقیقت ہیں جو ہواؤں پر چلتے ہیں۔ یہ اتنے ہیں کہ حد و شمار میں نہیں آسکتے۔ ایک شخص نے کسی صاحب کو اڑتے دیکھا تو پوچھا کہ یہ شرف آپ کو کیسے ملا؟ جواب دیا کہ میں نے اپنی ہوا (خواہش) خدا کی ذات کی ہوا (مرضی) کے لیے چھوڑ دی تو اس نے اس (ظاہری) ہوا کو میرے لیے مسخر کر دیا۔ یہ کہا اور پھر چلا گیا۔

۴۳۔ کچھ واقفان اسرار کے لیے عالم ملکوت میں دنیائے ارواح کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں وہ پھر اسرار کے حقائق سے واقف ہو جاتے ہیں۔ آسمان

لہ (اسی مقام کی طرف غالباً حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان مبارک الفاظ میں ارشاد فرمایا ہے ؎

؎ نَظَرْتُ اِلٰی بِلَادِ اللّٰہِ جَمْعًا ۔ کَخَرْدَلَۃٍ عَلٰی حُکْمِ الْاِتِّصَالِ

ترجمہ:۔ کہ میں نے اللہ کی سب کائنات پر نگاہ ڈالی وہ رائی کے دانے کی طرح باہم متصل ہے۔

یعنی ساری کائنات ایک رائی کا دانہ بن کر نظر آئی۔ یہی تو زمین کا لپیٹ دیا جانا ہے کیا مقام ولایت ہے ۔ مترجم)

marfat.com

کی طرف روحوں کے چڑھنے اور وہاں سے اترنے کے اسرار ان کے سامنے کھل جاتے ہیں انہیں معلوم ہو جاتا ہے کہ استوار کیا ہے۔ اسی طرح استمداد (مدد چاہنا) تدبیر اور تسخیر کے بھید ان کے سامنے منکشف ہو جاتے ہیں انہیں معلوم ہو جاتا ہے کہ تکالیف کا صدور کہاں سے ہوتا ہے اور ان تکالیف کے حقوق کیا ہیں؟ (تکالیف سے یہاں مراد احکام شرعیہ کا اپنی شرائط کے ساتھ بجا لانا ہے۔ مترجم)

۴۴۔ کچھ وہ محرمان راز ہیں جو اپنے دل کو لوحِ محفوظ کے مقابل لے آتے ہیں اور اپنے کشف و مشاہدہ کی قوت کے مطابق دل میں وہاں سے امور منتقل کر لیتے ہیں ایسے مقام کا مشاہدہ کرنے والا ولی اعضاء کو ساکن رکھتا ہے آنکھوں کے بغیر اس کے کسی عضو میں کوئی حرکت نہیں ہوتی۔

۴۵۔ کچھ مستغنی مزاج اگرچہ لوح پر معتکف تو رہتے ہیں مگر اس سے نفع اندوز نہیں ہوتے۔

۴۶۔ کچھ حضرات لوح کا کبھی کبھی مشاہدہ کر لیتے ہیں۔

۴۷۔ کچھ حضرات یہ ملاحظہ فرماتے رہتے ہیں کہ قلم لوح پر کیا لکھ رہا ہے۔

۴۸۔ کچھ شاہسواران راہ قلم کے لیے دایاں ہاتھ حرکت کرتا دیکھتے ہیں، ہر مقام کا ایک ادب ہے جو اس مقام سے خاص ہے اور ایک حال ہے جو اس کے لیے ہی شاہد ہے۔

ولی آپ کے حالات بتائے بغیر جان لیتا ہے

لوحِ محفوظ کا مشاہدہ کرنے والے ولی کی علامت یہ ہے کہ وہ آپ کے اسرار منکشف کرتا جاتا ہے حالانکہ آپ خود خاموش ہوتے ہیں، جب حضرت جنید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال ہوا کہ

marfat.com

عارف کون ہے تو آپ نے جواب دیا کہ جو آپ کے اسرار بتائے دراں حال کہ آپ خاموش ہوں۔ اور جو قلم کا مشاہدہ کرتا ہے اس دل کی علامت یہ ہوتی ہے کہ جو بھید آپ دل میں کہتے ہیں اس کے صدور کے محل اور سبب وجود کو وہ پا جاتے ہیں۔

۴۹۔ کچھ خلوص شعاروں کو عالمِ اکبر میں ودیعت شدہ اسرار پر مطلع کر دیا جاتا ہے۔ (عالمِ اصغر سے صوفیہ وجودِ انسانی مراد لیتے ہیں کیونکہ وجودِ انسانی خود ایک دنیا ہے اور اس خارجی دنیا کو یہ حضرت عالمِ اکبر کہتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس عالمِ اکبر میں جہاد کرنے کو جہادِ اصغر فرمایا ہے اور جہاد بالنفس کو جہادِ اکبر ارشاد فرمایا ہے کیونکہ اپنے نفس کو مارنا بہت مشکل امر ہے اور جب بندۂ خدا اس جہاد میں کامیاب ہو جاتا ہے تو عالمِ اکبر کے خلاف جہاد میں اسے کوئی مشکل پیش نہیں آتی۔ مترجم)

۵۰۔ کچھ وہ اصحابِ حال ہوتے ہیں جنہیں اللہ کریم علل و اسباب کا علم عطا فرما دیتا ہے کہ فلاں امر کیوں وجود پذیر ہوا۔ اور فلاں کائناتی معاملہ کیوں عدم نذر ہو گیا۔ جب انہیں یہ معلوم ہوتا ہے تو پھر دیکھتے ہیں کیا اس میں تاثیر ہے یا نہیں؟ اگر تاثیر ہو تو اس کی قبولیت کے لیے وہ تیار ہو جاتے ہیں۔ اگر یہ تاثیر ہلاکت ہو تو اپنے بھائیوں اور ساتھیوں کو مطلع کر دیتے ہیں لیکن اگر یہ تاثیر رحمت ہو تو اپنے خواص کو بشارت دیتے ہیں اور خود شکر و ثنا کے لیے مستعد ہو جاتے ہیں۔ ابنِ برجان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسی بنا پر فتح بیت المقدس کی سال کی تعیین کے ساتھ خوشخبری دے دی تھی اور پھر اسی طرح ظہور پذیر ہوا تھا

۵۱۔ کچھ حضرات کو اپنے نفس میں ہونے والی علتوں کا پتہ چل جاتا ہے کہ وہاں کیا منصۂ وجود پر جلوہ گر ہو گا اور اس کا مقام کیا ہے اس کا نام کیا ہے؟

marfat.com

اور اس کا انجام کیا ہے ؟ [1]

۵۲۔ کچھ حضرات حریم ناز میں یوں داخل ہو جاتے ہیں کہ انہیں دنیائے وجود میں سوائے ذات حق کے کوئی خطاب کرنے والا نظر نہیں آتا۔ چونکہ اسے کوئی مخاطب ہی سوائے خدا کے نظر نہیں آتا لہٰذا وہ ہر حکم کی بے چون و چرا تعمیل کرتے جاتے ہیں یہ مقام خطر ہے حضرت خیر النساج رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس مقام عالی پر فائز تھے اسی خیال کے ساتھ وہ گھر سے نکلے انہیں آزمائش میں ڈال دیا گیا۔ کہ انہیں ایک آدمی ملا کہا تو تو میرا غلام ہے اور تیرا نام خیر ہے انہوں نے اپنے مقام کے مطابق یہ بات بھی اللہ کریم کی طرف سے سمجھی وہ آدمی جو آپ سے کئی سال تک کپڑا بننے کا کام لیتا رہا اور آخر کار کہنے لگا نہ آپ میرے غلام ہیں اور نہ ہی آپ کا نام خیر ہے پھر آپ کو آزاد کر دیا (اولیاء سے بے ادب رہے) اور اس گروہ کی کونسی قسم ہے پھر اور کونسی قسم ہے۔ کس کس قسم کا ذکر کروں میرا مقصد سب اقسام کا بیان کرنا نہیں ہے جو ہمارا مقصد تھا اس کے بیان کے لیے اتنا کچھ ہی کافی ہے مقصد یہ ہے کہ انسان اپنے نفس کو حقیر سمجھے اور اولیائے کرام سے باادب پیش آئے جب بھی کوئی ارشاد، فعل یا حال ملاحظہ کرے تو ادب کی راہ پر چلے ان کے ارشادات حق سمجھے اگر سمجھ نہ آئیں تو کوئی بات نہیں سلامتی کا راستہ تسلیم کرنا ہے۔ اگر آپ کے کانوں تک اللہ کریم کے ایسے اسرار پہنچیں جو ذات اقدس نے اپنی مخلوق میں پنہاں کر رکھے ہیں۔ اور کچھ حضرات کو ان رازوں سے خاص فرما رکھا ہے۔ تو آپ انہیں قبول کرنے والے اور تصدیق کرنے والے بن جائیں اگر

---

[1] (اقبال مرحوم نے کتنے بلیغ انداز میں جدید فلسفہ و سائنس پر طنز کی ہے فرماتے ہیں :۔ ؎ خرد مندوں سے کیا پوچھوں کہ میری ابتدا کیا ہے
کہ میں اس فکر میں رہتا ہوں میری انتہا کیا ہے۔ مترجم)

marfat.com

ایسا نہیں کریں گے تو ان اسرار کی خیر سے خود محروم ہوں گے (مطلب یہ ہے کہ اگر کسی فرد کو کچھ عطا نہیں ہوا تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ اصحاب عطا کا دشمن بنا جائے بلکہ بہتری اس میں ہے کہ اصحاب عطا سے وابستگی اختیار کی جائے ان کے احوال و مستی کو تسلیم کیا جائے شاید یہ تسلیم کسی کام آسکے۔ اگر عداوت کا راستہ اپنایا گیا یا انکار کی گھاٹیوں میں اترا گیا تو سوائے محرومی و خسران کے اور کچھ نہیں ملے گا دور حاضر کے منکروں کو دیکھ لیجئے کیا یہ لوگ اس تحریر کا عملی نمونہ اور مصداق کامل نہیں ہیں؟ مترجم)

یہاں وہ عبارت ختم ہوئی جو میں نے حضرت امام عبدالرؤف مناوی کی کتاب طبقات صغریٰ سے نقل کرنی چاہی تھی، مجھے یہ عبارت حضرت شیخ اکبر رضی اللہ عنہ کی کتاب مواقع النجوم سے بھی مل گئی مگر ترتیب وہ نہیں ہے جو امام مناوی کی کتاب میں ہے (غالباً علامہ مناوی نے اخذ تو حضرت شیخ اکبر سے کی ہے مگر ترتیب بدل دی ہے اور حوالہ بھی نہیں دیا۔ مترجم)

مطلب سوم

اس مطلب کا موضوع یہ ہے کہ کرامات طاعات کے نتائج ہیں پھر ضروری ہے کہ طاعات اور کرامات ظاہر کرنے والے اعضاء کے درمیان مناسبتیں بھی ہوں جن سے یہ کرامات صادر ہوتی ہیں۔

حضرت شیخ ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی کتاب مواقع النجوم کا ذکر فتوحات شریف میں فرمایا ہے اور اس کتاب کی آپ نے بہت تعریف کی ہے، حقیقت بھی یہ ہے کہ یہ بڑی نفیس کتاب ہے اس میں آپ نے آٹھ اعضاء سے صادر ہونے والی کرامات کا بھی ذکر فرمایا ہے کیونکہ ان اعضاء سے وہ طاعات صادر ہوتی ہیں جن کے نتیجے میں کرامات کا ظہور ہوتا ہے۔ اعضاء یہ ہیں۔ آنکھ۔ کان۔ زبان۔ ہاتھ۔ پیٹ۔ عضو تناسل۔ پاؤں اور دل، کیونکہ ان اعضاء میں سے ہر ایک عضو کے

marfat.com

ساتھ کچھ احکام شرع کی تکلیف وابستہ ہے جب احکام شرع کا مکلف انسان ان تکالیف شرعیہ کا پیرو ہو کر ان اعضاء سے وہ کام کرتا ہے تو پھر ان اعضاء سے کرامات کا صدور ہوتا ہے۔ حضرت نے اپنی اس کتاب میں علم حقیقت کے بے شمار معارف واسرار کا ذکر فرمایا ہے اور علم شریعت کے لاتعداد فوائد کا بیان کیا ہے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ ان آٹھ اعضاء کے متعلق ان کے فرمودات کا اختصار پیش کر دوں اس لیے کہ ان عبارات کا تعلق ہمارے موضوع (کرامات اولیاء) سے متعلق ہے اور پھر علامہ مناوی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اپنی مذکورہ بالا مواقع النجوم سے ماخوذ عبارات میں ان آٹھ اعضاء کی کرامات والی عبارات کو نقل نہیں فرمایا۔ لیجئے ملاحظہ فرمائیے۔

آنکھ آنکھ اگر طاعات میں مشغول رہے اور اس کے لیے جو شرعاً نامناسب مواقع ہیں ان سے بچے تو اسے یہ کرامات ملتی ہیں کہ وہ آنے والے کو آنے سے پہلے بہت دور سے ملاحظہ کر لیتی ہے اور اسی طرح کثیف حجابات کے پیچھے بھی دیکھ لیتی ہے اور نماز کے وقت کعبہ کو اپنے سامنے پاتی ہے تاکہ صحیح اسی کی طرف منہ ہو سکے وغیرہ، پھر آنکھ کو یہ کرامت بھی ملتی ہے کہ وہ ملائکہ، ملاء اعلیٰ اور جنات کے عالم ملکوتی اور عالم روحانی اور عالم ترابی کو ملاحظہ کرنے لگتی ہے اسے خضر علیہ السلام اور ابدال بھی نظر آنے لگ جاتے ہیں (حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی احادیث طیبہ میں حضور اقدس کی نگاہ کی تازہ آفرینیاں ان سب کو الف کے ساتھ ملتی ہیں اور اولیائے کرام جو حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے ترجمان اور نمائندے ہیں ان میں بھی یہ اوصاف کریمانہ بطور اقتدار و اتباع کے ملتے ہیں ترجم) کرامات عین کے بعد کان کی طرف آیئے۔

کان اگر کان طاعت کیش ہو اور نا ملائم باتوں سے بچے تو اسے بشارات کی سماعت سے نوازا جاتا ہے کہ وہ عند اللہ ہدایت و عقل کا موصوف ہے۔

marfat.com

یہ سماع بہت بڑی کرامت ہے اللہ کریم کا ارشاد ہے :-

فَبَشِّرْ عِبَادِ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ	تو خوشی سناؤ میرے ان بندوں کو
الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ	جو کان لگا کر بات سنیں پھر اس کے
اَحْسَنَهٗ الآیہ۔	بہتر پر چلیں۔

کان کو اور کرامت یہ عطا ہوتی ہے کہ وہ جمادات کے بول سننے لگ جاتا ہے۔ جب یہ سماعی حالت دوام پاتی ہے تو وجود کی ہر چیز بولنے والی زبان سے یوں تسبیح پڑھنے سنائی دیتی ہے جس طرح زید وعمرو باہم باتیں کر رہے ہوتے ہیں۔ اب کرامات زبان ملاحظہ ہوں۔

زبان اگر یہ مطیع احکام خداوندی ہو کر طاعت شعاری کا ثبوت دے تو یہ عالم اعلیٰ سے ہم کلام ہوتی ہے اور ان سے باتیں کرتی ہے جب آدمی مقام سماع کے درجے میں متحقق ہو جائے تو اس سے خطاب بھی ہوتا ہے اور ہاتف بھی اسے آواز دیتا ہے [1]

جب وہ بولتا ہے تو اس کی بات رد نہیں کی جاتی۔ جب ولی اور عالم بالا میں مکالمہ چل پڑتا ہے اور باہم گفتگو کا آغاز ہوتا ہے تو اس کا انداز یہ ہوتا ہے کہ جو یہ کہتا ہے وہ زبان سے کہتا ہے اور جو وہ کہتے ہیں وہ اس تک کانوں کے مقام تحقق پر پہنچنے کی وجہ سے آتا ہے اور اگر یہ ان کا مشاہدہ کرتا ہے تو یہ آنکھوں کے مقام تحقق کی وجہ سے ہوتا ہے۔ یہی کچھ ان سب مذکورہ اعضا میں ہوتا ہے۔ چونکہ یہی ان کے مناسبات میں سے ہے۔ زبان کی اور کرامت یہ ہے کہ کسی چیز کے ہونے سے پہلے وہ اسے اپنے نطق سے منکشف کر دیتی ہے۔ مغیبات و کائنات کی خبریں ان کے وجود

---

[1] (یعنی وہی بات ہوتی ہے جو اقبال نے کہی ہے کہ :-
ع افلاک سے آتا ہے نالوں کا جواب آخر
کرتے ہیں خطاب آخر اٹھتے ہیں حجاب آخر۔ مترجم)

ل پارہ ۲۳ سورت الزمر آیت ۱۷

marfat.com

میں آنے سے پہلے دینا زبان کا ہی کارنامہ ہے۔ اب ہاتھ کی کرامات ملاحظہ کرتے جائیں۔

ہاتھ

اگر ہاتھ تابع فرمانِ خدا ہو کر نامناسب معاملات سے بچ کر رہے تو اسے یہ کرامات عطا ہوتی ہیں کہ وہ اپنے گریبان میں سے ہو کر نکلے تو چمکتا دمکتا نکلتا ہے۔ یہ چمک دمک بیماری کی وجہ سے نہیں بلکہ انوارِ الٰہیہ سے ہوتی ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ مرتبہ عطا ہوا تھا پھر یہ کرامت ملتی ہے کہ ہاتھ کی انگلیوں سے پانی کے چشمے پھوٹ نکلتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ حق کو ملاحظہ کر لیں، جب ایسا ہاتھ دشمنوں کی طرف کنکریاں اور مٹی پھینکتا ہے تو وہ شکست سے دوچار ہو جاتے ہیں۔ ولی حق ہوا میں سے کچھ پکڑتے دکھائی دیتے ہیں اور جب وہ مٹھی کھولتے ہیں تو ہاتھ سے سونا اور چاندی نکلتے ہیں [1]

پیٹ

اگر پیٹ نامناسب معاملات سے بچ کر اطاعت کیش بن جائے تو اس کی ایسی کرامات ہیں سے جن میں مکر و استدراج کا دخل نہیں یہ کرامت بھی ہے کہ اس کے طعام و شراب اور لباس کا تحفظ ہوتا ہے اور ایسی علامات اللہ کریم خود ولی کے نفس میں یا متعلقہ چیز جس میں حرمت و شبہ ہو کے نفس میں ڈال دیتا ہے پھر ولی صرف حلال کھاتا اور پیتا ہے۔ حضرت حارث محاسبی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اگر ان کے سامنے مشکوک کھانا لایا جاتا تو ان کے ہاتھ کی ایک رگ پھڑکنے لگ جاتی۔ اور حضرت بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ماں دورانِ حمل حرام چیز

---

[1] (کبھی فضاؤں سے ادک بھر بھر کر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی پھیلی چادر پر ڈال دیتے ہیں اور علم کا دریا بہا دیتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت بریلوی جھوم اٹھتے ہیں ؎

مالکِ کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں
دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں۔ مترجم)

marfat.com

کی طرف ہاتھ نہیں بڑھا سکتی تھیں۔ کسی کی یہ کیفیت ہوتی کہ ایسے موقع پر اسے آواز آتی ورع اختیار کر، اور کسی اور صاحب پر سلاہٹ طاری ہوتی۔ کسی کے سامنے حرام کھانا خون میں تبدیل ہو جاتا۔ کوئی اس پر پھیلی ہوئی سیاہی دیکھتا کسی کو وہ شکل خنزیر میں نظر آتا۔ ایسی ہی اور علامات بھی پیدا ہو جاتیں جو اولیاء و اصفیاء ملاحظہ فرما کر حرام کے قریب نہ جاتے (سبحان اللہ معصومین کے متبعین میں کیا حفاظت کار فرما ہے) پیٹ سے متعلق اور کرامت یہ ہے کہ تھوڑا سا کھانا بہت سے لوگوں کے لیے کافی ہو جاتا ہے یہ تو میراث نبوی ہے اور فعل سید الابرار علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے کہ حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے سامنے چمڑے کی چادر بچھا دی گئی اور جس کے پاس گندم تھی وہ گندم لایا جس کے پاس کھجوریں تھیں وہ کھجوریں لایا تھوڑی سی چیزیں اکٹھی ہو گئیں۔ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعائے برکت فرمائی پھر لوگ آئے اور برتن بھر بھر کر لے گئے (مسلم میں یہ حدیث موجود ہے) پیٹ کی اور کرامت یہ ہے کہ پلیٹ میں پڑا ایک قسم کا کھانا کھانے والے کی جس میں اس کی خواہش کا ذائقہ اختیار کر لیتا ہے۔ اس مقام کی اور کرامت یہ ہے کہ جن اور فرشتے اس کے طعام و شراب اور لباس لے کر شرف حضوری پاتے ہیں یا ہوا میں یہ اشیاء وہ ولی خدا معلق پاتا ہے اس مقام کی یہ کرامت بھی ہے کہ کڑوا کسیلا پانی ٹھنڈا اور میٹھا بن جاتا ہے سیدی ابن عربی فرماتے ہیں کہ میں نے ایسا پانی ابو محمد عبد اللہ بن استاد مزدری کے ہاتھوں پیا تھا۔ یہ شیخ عارف حضرت ابی مدین کے خاص مرید تھے۔ حضرت نے انہیں الحاج المبرار کے خطاب سے نواز رکھا تھا۔ اس مقام کی تحقیق یہ ہے کہ جو شخص غذائے حلال کے اس مقام پر متحقق ہو جاتا ہے خواہ کسبا حلال کھائے یا توحید کے ورع و زہد سے اسے یہ مقام حاصل ہو جائے جس کے متعلق اولیاء اللہ کا ارشاد ہے کہ عارف وہ ہے جس کا نور معرفت اس کے نور ورع کو نہ بجھائے (العارف من لا

marfat.com

یطفیٔ نور معرفتہ نور ورعہ) جب حلال حاصل ہوجائے تو یہ تحلیل بھی تو اسی کا ایک حصہ ہے جب ولی اس سے متحقق ہوجاتا ہے تو اس کے اندر ایک فیصلہ کن فعال ہمت پیدا ہوجاتی ہے جو اللہ کریم محض کرامت اور اس کے مقام کی صحت و صدق کی دلیل کے طور پر پیدا فرمادیتے ہیں اب یہ کرامات اسی ہمت کی جلوہ سامانیاں ہوتی ہیں وہ مذکورہ بالا کرامات اور ان جیسی اور کرامات کا منبع بن جاتا ہے بلکہ ایسی کرامات اس سے ظاہر ہونے لگتی ہیں جو اس کے دل میں بھی نہیں کھٹکی ہوتیں۔ اب ذرا فرج کی کرامات ملاحظہ فرمائیں۔

جب یہ موصوف طاعات ہوکر نا ملائم خواہشات سے پاک ہو جاتا ہے تو اللہ کریم اسے مُردوں کو زندہ کرنے، کوڑھی اور برص زدہ کو شفا دینے اور اللہ تعالیٰ سے روگرداں کرنے والی ہر چیز کو چھوڑ دینے کی کرامت سے نوازتا ہے ارشادِ عالی ہے:-

وَالَّتِیٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا
فَنَفَخْنَا فِيهِ مِنْ رُّوْحِنَا
وَجَعَلْنٰهَا وَابْنَهَآ
اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ [1]

اور اس عورت کو جس نے اپنی پارسائی
نگاہ رکھی اور ہم نے اس میں اپنی
روح پھونکی اور اسے اور اس کے
بیٹے کو سارے جہان کے لیے
نشانی بنا دیا۔

حضرت ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سلسلہ میں کچھ اور مناسبات ذکر فرمائے ہیں جو بحد دقیق ہیں اور علم حقیقت کے بہت سے اسرار بھی انہوں نے منکشف فرمائے ہیں (میرا خیال ہے کہ ان اسرار کی دقت و گہرائی کی وجہ سے ہی مصنف نے

---

[1] پارہ ۲ سورہ آل عمران -

marfat.com

انہیں بیان نہیں فرمایا۔ مترجم)

قدم جب نامناسب معاملات کو چھوڑ کر طاعات کا راستہ قدم چلنے لگ جاتا ہے تو مولا کریم اسے پانی پر چلنے، زمین کے لپٹ جانے اور فضا میں اڑنے کی کرامات سے نوازتے ہیں۔ اس سلسلہ میں کرامات اتنی مشہور ہیں کہ انہیں لکھنے کی ضرورت نہیں ہے اور ان کی شہرت ان کے ذکر سے مانع ہے اور کتب و دواوین ایسے واقعات سے بھرے پڑے ہیں اللہ کے ایسے ولی ہیں جن سے وہ ایسے معاملات فرماتا ہے۔ حضرت ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے پانی و ہوا پر چلنے والوں اور دنیا کی وسعتوں کو محدود کرنے والوں کی عظیم دنبا بالمشافہ دیکھی ہے۔

"دل۔ مخزنِ انوار و منبع اسرار"

دل جب یہ طاعت شعار ہو کر اور ہوا و ہوس کو چھوڑ کر چلتا ہے تو اسے کون کی معرفت اس کے ہونے سے قبل ہو جاتی ہے۔ شیخ اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بیٹا! اللہ تعالیٰ اپنی توفیق کو آپ کا رفیقِ راہ بنائے۔ اور آپ کے دل کو منور فرمائے۔ آپ کے سینے کو کھول دے۔ آپ کے کپڑے کو پاک رکھے۔ اور آپ کے بھید کو پاکیزگی عطا کرے۔ یہ یاد رکھیے کہ اعضاء کے متعلق جن کرامات و منازل کا ذکر ہم کر چکے یہ سب دل کی طرف راجع ہیں۔ اگر دل نہ ہو تو ان اعضاء سے کچھ بھی کرامات صدور پذیر نہ ہوں اور جو بھی عمل ان اعضاء سے صادر ہوتا ہے اس میں خلوص کی چاشنی نہ ہو جو دل کا عمل ہے تو اعضاء کا عمل اڑتے ہوئے غبار سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ اور وہ نتیجہ سے بے بہرہ رہتا ہے پھر اسکے حصے میں سعادت نہیں آتی اللہ کریم کا ارشادِ گرامی ہے :-

marfat.com

وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ	اور ان لوگوں کو تو یہی حکم ہوا کہ اللہ کی بندگی کریں نرے اسی پر عقیدہ لاتے۔

اور سید الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:-

إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَلِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوَى فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللهِ وَرَسُولِهِ فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللهِ وَرَسُولِهِ وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى الدُّنْيَا يُصِيبُهَا أَوِ امْرَأَةٍ يَتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ۔	اعمال کا مدار صرف نیتوں پر ہے ہر شخص کو نیت کا پھل ملتا ہے جس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کے لیے ہو تو یہ ہجرت اللہ اور اس کے رسول کے لیے ہی ہوگی، جس کی ہجرت حصول دنیا یا کسی عورت سے شادی کے لیے ہو تو اس کی ہجرت اسی کے لیے ہوگی، جس کے لیے اس نے ہجرت کی۔

ان ارشادات سے معلوم ہوا کہ اعمال ظاہری ہوں یا باطنی سب کو دل کا عمل ہی سند قبول بخشتا ہے یا درجہ جرح پر لا کر گرا دیتا ہے تو پھر واضح ہوا کہ صرف اور صرف دل کے حکم اور اس کے ارادے سے ہی سب اعضا میں حرکت و سکون کی جلوہ فرمائیاں ہوتی ہیں خواہ ان حرکات و سکنات کا تعلق طاعت شرعیہ سے ہو یا معصیت سے، کیونکہ دل میں ہی پہلے ایک کھٹکا اور واہمہ جنم لیتا ہے اگر دل اسے پورا کرنے پر عزم راسخ کر لے تو وہ اس عضو کو جو اس کھٹکا کو پورا کر سکتا ہے دیکھتا ہے اب دل اس عضو کو اس کھٹکے کو پورا کرنے کے لیے حرکت میں لاتا ہے[1] یا نافرمانی کے لیے۔ اور اسی عمل کی وجہ سے متعلقہ عضو پر ثواب و عتاب کا حکم

---

[1] لے آتا ہے خواہ طاعت کے لیے حرکت میں لائے یا نافرمانی کے۔

marfat.com

کیا جاتا ہے ۔ آپ ملاحظہ فرمائیں کہ بلا قصد غیر محرم عورت پر پہلی اچانک نظر کو جس میں دل کی نیت توجہ نہیں ہوتی ۔ شریعت نے معاف قرار دے دیا ہے اور مواخذہ نہیں فرمایا ۔ اسی طرح اگر کوئی شخص بھول کر قصد و ارادہ کے بغیر کوئی عمل کرتا ہے تو اللہ اس عمل کو معاف فرما دیتے ہیں اسی طرح جب دل کسی معصیت کا قصد و ارادہ کرتا ہے اور اس کے لیے اصرار نہیں کرتا تو جب تک اس پر عمل پیرا نہیں ہوگا یا ارادہ کو کلام کی شکل نہیں دے دے گا اس سے محاسبہ نہیں کیا جائے گا ۔ یہ تو تھی معاصی کی بات ، لیکن اگر معاملہ طاعات کا ہے تو صرف نیت و قصد سے بھی مستحق ثواب ہو گا ۔ اگر معصیت پر قصد کے بعد عمل نہیں کیا تو یہ نیکی شمار ہو گی ۔ جب یہ باتیں معلوم ہوئیں تو یہ بھی پتہ چل گیا کہ دل بدن کا رئیس و امیر ہے اور اعضا کی جتنی کرامات بیان ہوئی ہیں وہ دل کی طرف ہی رجوع پذیر ہیں ۔ لیکن ان کے علاوہ دل کی اپنی مخصوص کرامات بھی تو ہیں مثلاً یہ کرامت کہ اللہ برتر و اعلیٰ اسے عالم اکبر میں ودیعت شدہ اسرار بتا دیتا ہے اور یہ کرامت کہ وہ علل و اسباب اسے معلوم ہو جاتے ہیں جن کی وجہ سے کسی معاملہ کا وجود ہوتا ہے یا وہ مختلف دنیاؤں میں سے جس بھی دنیا سے تعلق رکھتا ہے روحانی ہو یا غیر روحانی سب کا اسے علم ہو جاتا ہے ان کے علاوہ اور کرامات بھی ہیں جن کا کتاب مذکور میں سیدی محی الدین ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ذکر کیا ہے ۔ ؎

؎ (علامہ اقبال مرحوم دل کی جلوہ سامانیوں کا ذکر کچھ اس انداز سے فرماتے ہیں اور دل کی بیداری کو ہی فاروقی و کراری سمجھتے ہیں ۔

دل بیدار فاروقی دل بیدار کراری
مس آدم کے حق میں کیمیا ہے دل کی بیداری

marfat.com

دلِ بیدار پیدا کر کہ دل خوابیدہ ہے جب تک
نہ تیری ضرب ہے کاری نہ میری ضرب ہے کاری ۔ مترجم)

تتمہ و تکملہ

حضرت ابن عربی نے مذکورہ بالا کتاب میں جن مناسبتوں کا ذکر فرمایا ہے میں ان میں سے چند مناسبات یہاں ذکر کرنے کی سعادت حاصل کرنا پسند کروں گا۔ قدم کے موضوع پر بات کرتے ہوئے انھوں نے فرمایا۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ زمین کا لپٹ کر مختصر ہو جانا ان اصحابِ مجاہدہ کے لیے ہی ممکن ہے جنہوں نے معاملات میں اجتہاد و مشقت کر کے اپنے جسم کے سکونوں کو جلا کر رکھ دیا ہے اس لیے کہ اللہ حکیم و علیم و خبیر نے مناسبتوں میں حکمتوں کی ضو ریزیاں فرما رکھی ہیں اور انہی مناسبتوں پر اس کتاب (مواقع النجوم) کے ستون قائم ہیں، جب کوئی مقام حاصل ہوتا ہے تو صرف اسی صورت میں ہوتا ہے کہ مقام اور اس صفت کے درمیان کوئی مناسبت ہوتی ہے جہاں وہ مقام آپ کو پہنچاتا ہے آپ آنکھ کو لے لیں جب وہ حدودِ خداوندی میں رہ کر فرائض و مستحبات کو پوری قوت سے اور صحیح انداز سے ادا کرتی ہے تو اللہ کریم اسے مشاہدہ کی صفت عطا فرما دیتے ہیں۔ اب اگر اس کے مناسب صفت مشاہدہ کی بجائے اسے صفت مناجات مل جائے تو یہ نامناسب ہوگا کیونکہ مناجات کا تعلق اور واسطہ سننے سے ہے دیکھنے سے نہیں اب اگر آنکھ کو مناجات مل جائے تو وہ غیر متنعم رہ جائے گی۔ کیونکہ اس کے لیے نعمت دیکھنا ہے سننا نہیں۔ اسے مناجات و کلام سے کیا واسطہ؟ اللہ علیم و حکیم ہیں تو کسی بھی چیز کو اس کی مجانس و مطابق چیز کو ہی عطا فرمائیں گے کیونکہ ذاتِ حق اشیاء کو اپنے صحیح مقامات پر ہی رکھتی ہے۔ اب وہ مشاہدہ والی اشیاء کان کو اور سمع والی اشیاء نگاہ کو عطا نہیں فرماتے کیونکہ اس طرح ان کے حقائق

marfat.com

درجۂ قبولیت سے انکار کر دیتے ہیں۔

اگر عقلاً یہ بات جائز بھی ہو کہ آنکھ سننے لگ جائے مگر جب ایسا ہوگا تو وہ آنکھ نہیں بلکہ کان بن جائے گی کیونکہ آنکھ تو وہ صرف اس صورت میں تھی کہ وہ دیکھتی اور مشاہدہ کرتی، اگرچہ ایک ادراک ہی یہ سب کام کر رہا ہو جیسا کہ کچھ حضرات نے کہا ہے کہ وہ جس سے دیکھتا ہے اسی سے سنتا ہے اور جس سے بولتا ہے اسی سے دیکھتا ہے لیکن بات وہی ہے جو ہم نے اوپر ذکر کر دی ہے کہ بصر جب دیکھنے کی بجائے سننے لگ جائے تو وہ سمع ہے بصر نہیں ۔ مترجم)

زمین کیوں لپٹ جاتی ہے؟

یہ مناسبات کا علم ایک مستم بالشان علم ہے مگر اسے صرف وہی لوگ جانتے ہیں جو علم میں بڑی گہرائی و رسوخ رکھتے ہیں جب یہ مسئلہ مناسبت ثابت ہو گیا تو پھر آنکھ اگر لذت مشاہدہ سے بے بہرہ ہو جائے تو اس کا کیا فائدہ ہوگا؟ اب ذرا قدم کی اس مناسبت کی طرف آیئے کہ عالم کبیر میں زمین کا لپٹ کر مختصر ہونا ولی کے لیے ثابت ہوتا ہے تو یہ اسی بنا پر ظاہر ہوتا ہے کہ ولی مجاہدات اور مختلف عبادات کے ذریعے اپنے جسم کی زمین کو لپیٹ دیتا ہے اور کئی کئی دنوں اور کئی کئی راتوں تک اپنے آپ کو مقامِ طویٰ (بھوک) پر روکتا ہے تو اسے طیّ (زمین کا لپٹ کر مختصر ہونا) پر تسلط حاصل ہوتا ہے۔ یہی کچھ ہمیں اولیائے امت سے ملا ہے اور یہی ہمیں علم نے بتایا ہے۔ اب ذرا پانی پر چلنے کی مناسبت بھی ملاحظہ فرماتے جائیں کہ آدمی جب کسی کو کھانا کھلاتا ہے یا ننگوں کو کپڑے پہناتا ہے خواہ مال سے ایسا کرتا ہے یا ان کے لیے ویسے کوشاں رہتا ہے یا کسی جاہل کو علم اور طالب کو راہ راست دکھاتا ہے تو اسے اس لیے پانی پر چلنا آسان ہو جاتا ہے کہ یہ دونوں صفات حسی و علمی زندگی کا سر ہیں پھر وہ پانی پر چلتا ہے اور چاہے تو نہیں چلتا۔ جیسا فتویٰ وقت کا ہوتا ہے

marfat.com

اسی پر عمل پیرا ہو جاتا ہے اسی طرح مُردوں کو حیاتِ علیہ سے وہ زندہ کرتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ پھر اس کے علاوہ اور کوئی کرامت اس سے صادر نہیں ہوتی بلکہ میرا مطلب یہ ہے کہ کوئی کرامت حاصل ہو تو اس کے اسباب اور ماخذ و منشا یہی اسباب ہوتے ہیں اگر سرے سے کوئی کرامت صدور پذیر نہ ہو تو اس میں عارف کے لیے کوئی حرج نہیں کیونکہ اس نے اس مقام کے منازل و اسرار حاصل کرنے ہوتے ہیں جو اسے حاصل ہو جاتے ہیں۔

ہَوا میں اڑنے کی وجہ

اسی طرح یہ مناسبت بھی ملاحظہ ہو کہ ہَوا میں وہی اڑتا ہے جس نے اپنی ہوا (خواہش) کو چھوڑ دیا ہو۔ اب وہ مراد ہوتا ہے مرید نہیں ہوتا۔ یہی وجہ تھی کہ جب ایک اڑنے والے صاحب سے پوچھا گیا کہ آپ کو یہ کرامت کیسے ملی؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ میں نے اپنی ہوا (خواہش) کو چھوڑ دیا ہے اللہ کی مرضی کے لیے، تو اس نے اپنی ہَوا میرے لیے مسخر فرما دی۔ علم و حکمت نام ہی معرفتِ مناسبات کا ہے، عقل کے معنی کا بھی یہی فتویٰ ہے اور قضائے الٰہی کا بھی یہی حکم ہے جو یہ کہتا ہے کہ اللہ کریم اس کے خلاف کرتے ہیں تو اسے حکمتوں اور دانائیوں کے مواقع و محلات کا کچھ بھی علم نہیں۔ اللہ کریم فرماتے ہیں:۔

كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِي الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ	کھاؤ اور پیو رچتا ہوا صلہ۔ اس کا جو تم نے گزرے دنوں میں آگے بھیجا۔

اس سے مراد روزوں کے دن ہیں اب یہاں اللہ کریم نے كُلُوْا وَاشْرَبُوْا تو فرمایا ہے مگر اَشْهِدُوْا وَاسْمَعُوْا (مشاہدہ کرو اور سنو) نہیں فرمایا یعنی جزا مطابق عمل تجویز فرمائی (اور یہی یہاں مناسبت تھی) اللہ کریم کا یہ بھی ارشاد ہے:۔

پارہ ۲۹ سورہ الحاقہ آیت ۲۴

marfat.com

فَالْيَوْمَ نَنْسَاهُمْ كَمَا نَسُوا لِقَاءَ يَوْمِهِمْ هٰذَا — تو آج ہم انہیں چھوڑ دیں گے جیسا انہوں نے اس دن کے ملنے کا خیال چھوڑا تھا۔

نیز فرمایا :-

كَذٰلِكَ أَتَتْكَ آيَاتُنَا فَنَسِيتَهَا وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى — یونہی تیرے پاس ہماری آیتیں آئی تھیں تو نے انہیں بھلا دیا اور ایسے ہی آج تیری کوئی خبر نہ لے گا۔

اور ارشاد ہوا :-

إِنْ تَسْخَرُوا مِنَّا فَإِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُونَ — اگر تم ہم پر ہنستے ہو تو ایک وقت ہم تم پر ہنسیں گے جیسا تم ہنستے ہو۔

نیز فرمایا :-

إِنَّ الَّذِينَ أَجْرَمُوا كَانُوا مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا يَضْحَكُونَ — بے شک مجرم لوگ ایمان والوں سے ہنسا کرتے تھے۔

پھر جزا کے متعلق فرمان ہوا :-

فَالْيَوْمَ الَّذِينَ آمَنُوا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُونَ — تو آج ایمان والے کافروں سے ہنستے ہیں۔

اور آیت کی تکمیل و تتمیم یوں فرمائی :-

هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ — کیوں کچھ بدلہ ملا کافروں کو اپنے کیے کا۔

---

۱ پ۸ س اعراف آیت ۵۱ ۲ پ۱۶ س طٰہٰ آیت ۱۲۶ ۳ پ۱۲ س ہود آیت ۳۸ ۴ پ۳۰ س المطففین آیت ۲۹ ۵ پ۳۰ س المطففین آیت ۳۴ ۶ پارہ ۳۰ س المطففین آیت ۳۶۔

marfat.com

اللہ کریم نے فرمایا :-

اَللّٰہُ یَسْتَھْزِئُ بِھِمْ — اللہ ان سے استہزا فرماتا ہے جیسا اس کی شان کے لائق ہے ۔

اور یہ کافروں کے اس جواب میں فرمایا جب کہ انھوں نے کہا ،

اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَھْزِءُوْنَ — ہم تو یونہی ہنسی کرتے ہیں ۔

(اب ان سب آیات شریفہ کو غور سے ملاحظہ فرمائیں ہر کام کے لیے مناسبات کا خیال رکھا گیا ہے اور کہیں بھی اس قاعدہ کو نہیں چھوڑا گیا)

ایک بزرگ کسی کو خواب میں ملے ان سے پوچھا گیا ، اللہ کریم نے آپ سے کیا معاملہ کیا تو انہوں نے جواب دیا مجھ پر اللہ کریم نے رحم فرمایا ہے اور مجھے ارشاد کیا ہے ، اے نہ کھانے والے اب کھا اور اے نہ پینے والے اب پی ۔ اب جو لوگ مناسبات کے قائل نہیں وہ سوچیں کہ اس بزرگ کو یوں کیوں فرمایا گیا اور رات کو تلاوت میں گزارنے والے کھا اور اے میدانِ جنگ سے منہ نہ موڑنے والے پی ۔ محض اس لیے ایسا نہ فرمایا گیا کہ ایسا فرمان حکمت و دانائی کے خلاف ہوتا اور اللہ کریم تو علیم اور حکیم ہیں اور اشیاء کو اپنے اپنے مراتب پر ترتیب دیتے ہیں اور اگر یہ بات کسی کو سمجھ نہیں آتی تو اس کی وجہ اسے ترتیبِ خداوندی کا علم نہ ہوتا ہے ۔ فلک یمینی پر بات جاری رکھتے ہوئے حضرت ابنِ عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اللہ کریم نے کسی شے کو باطل انداز سے وضع نہیں فرمایا :-

رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ ھٰذَا بَاطِلًا سُبْحَانَکَ — اے ہمارے رب تو نے یہ بیکار نہ بنایا ، پاکی ہے تجھے ۔

لہ پارہ اوّل ، سورۃ البقرہ ۔ — سلہ پارہ اول ، سورہ البقرہ ۔

سلہ پارہ ۳ ، سورہ البقرہ ۔

marfat.com

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا ذَالِكَ ظَنُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اور ہم نے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے بیکار نہ بنائے یہ کافروں کا گمان ہے۔

وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لَاعِبِيْنَ۔

اور ہم نے زمین اور آسمان اور جو کچھ ان کے درمیان ہے عبث نہ بنائے۔

اس عالم وجود میں کوئی چیز بھی بلا حکمت وجود پذیر نہیں ہوئی ہاں یہ الگ بات ہے کچھ لوگوں کو علم حکمت ہے اور کچھ کو علم حکمت نہیں ہے۔ اس سارے وجود میں نظم ونسق اور یہ اضافت ورابطہ کسی ظاہری یا باطنی مناسبت کا ہی مرہونِ احسان ہے اگر کوئی دانا ومتجسس تلاش کرے تو اسے یہ مناسبت معلوم ہو جائے گی۔

حضرت امام غزالی اور فلسفۂ مناسبت

حضرت امام ابو حامد غزالی رحمہ اللہ سے منقول ہے اور یہ سب کو معلوم ہے کہ آپ اس طریقۂ جلیلہ ولایت کے رئیس وآقا ہیں اور اس مناسبت کے بھی قائل ہیں جس کا ہم ذکر کر رہے ہیں کہ آپ نے مقامِ قدس پر ایک فاختہ اور ایک کوا کو ایک دوسرے سے وابستہ پایا۔ فاختہ کوے سے انس کر رہی تھی اور وحشت چھوڑ چکی تھی۔ یہ دیکھ کر امام نے فرمایا کہ مناسبت نے دونوں کو یکجا کر رکھا ہے پھر آپ نے ان دونوں کی طرف ہاتھ کا اشارہ کیا (تاکہ وہ چلیں) وہ چلے تو دونوں لنگڑے تھے (اب مناسبت معلوم ہو گئی)۔

حضرت ابومدین کا عجیب واقعہ: ایسا ہی واقعہ مغرب کے عظیم المرتبت شیخ ابوالنجار ابومدین سے پیش آیا۔

۱؎ پارہ ۲۳ سورت صٓ آیت ۲۷ ۲؎ پارہ ۱۷ سورت انبیا آیت ۱۶

marfat.com

ایک دن ایسا ہوا کہ ان کے دل میں غیر خدا کا خیال آ گیا۔ انہوں نے ایک شخص دیکھا جو اس خیال کے عین مطابق تھا۔ شیخ اسے دیکھ کر وحشت میں مبتلا ہو گئے اس سے پوچھا تو وہ مشرک تھا۔ انہیں اب مناسبت کا علم ہوا اس مشرک سے الگ ہو گئے (مناسبت یہ تھی کہ ان کا خیال غیر حق تھا اور یہ مشرک تھا اور سامنے آنے والا اس خیال کے مطابق مشرک تھا) سب اشیاء کے سیاق میں مناسبت ہوتی ہے مگر اس مناسبت کو اہلِ طریقت میں سے بھی خواص ہی جانتے ہیں کیونکہ یہ سب اشیاء حتیٰ کہ اسم و مسمیٰ تک میں موجود کو ہوتی ہے لیکن یہ بہت ہی گہری ہوتی ہے لہٰذا خواص ہی اسے سمجھ سکتے ہیں۔

علامہ سہیلی مناسبت کے مؤید ہیں

علامہ ابوزید سہیلی مرحوم کو اگرچہ طریقت کا علم نہ تھا مگر انہوں نے اس مقام (مناسبت) کا ذکر اپنی کتاب المعارف والاعلام میں کیا ہے وہاں انہوں نے حضور سید الکل صلی اللہ علیہ وسلم کے دو اسماء مبارکہ محمد اور احمد پر کلام کرتے ہوئے اخلاق و افعال نبوی اور ان دو اسماء کے معانی پر خوب بحث کی ہے۔ اولیائے امت میں سے مناسبت کے قائل تو ہمارے بڑے بڑے اصحاب مراقبہ اور احوال و آداب میں مشغول رہنے والے بڑے بڑے مشائخ عظام رضوان اللہ علیہم ہیں۔ اس مقام پر مجھے مواقع النجوم کی اتنی عبارت ہی درکار تھی۔

اقسام کرامات

حضرت ابن عربی رضی اللہ عنہ نے فتوحات مکیہ کے ایک سو چوراسیویں باب میں ارشاد فرمایا ہے کہ اے قاری! اللہ کریم آپ کو اپنی تائید سے نوازے، یہ جان لیجئے کہ کرامت حق تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ یہ اس ذات کے اسم بر کی کرم فرمائیاں ہیں لہٰذا یہ ابرار کے حصے میں ہی پورے جمال کے ساتھ جلوہ ریز ہوتی ہے۔ کیونکہ مناسبت اس بات کی متقاضی ہے کہ بر کے احسان ابرار تک پہنچیں اگرچہ وہ خود طلب کرامت نہ ہی فرما رہے ہوں۔ کرامت کی

marfat.com

دو قسمیں ہوتی ہیں ایک حسی اور دوسری معنوی کرامت۔ عام لوگ صرف حسّی کرامت کو ہی سمجھ سکتے ہیں۔ مثلاً دل کی بات پر مطلع ہونا۔ ماضی، حال اور استقبال کے غیوب کی اطلاع دینا۔ کون سے اخذ کرنا، پانی پر چلنا، ہَوا میں اڑنا، زمین کا لپٹ جانا، نظروں سے اوجھل ہو جانا، دعا کا فوراً قبول ہو جانا، عوام کو صرف ایسی کرامات معلوم ہوتی ہیں۔

معنوی کرامات کیا ہیں

رہی بات کرامت معنوی کی تو انہیں اللہ کے خاص بندے ہی پہچانتے ہیں۔ عوام کو وہاں تک رسائی نہیں ہوتی۔ معنوی کرامات یہ ہیں کہ آدابِ شریعت اس بندۂ حق کے لیے محفوظ ہو جاتے ہیں، مکارم اخلاق کو سامنے لانے کی اسے توفیق ملتی ہے اور گھٹیا اخلاق سے وہ مجتنب ہو جاتا ہے وہ مطلقاً اوقات صحیحہ میں واجبات کی ادائیگی پر محافظت کرتا ہے خیرات وحسنات کیطرف بھاگتا ہے۔ اس کا سینہ بغض وحسد، کینے اور سوئے ظن سے پاک ہوتا ہے ہر صفتِ مذموم سے اس کا نورانی دل پاکیزہ ہوتا ہے۔ انفاسِ قدسیہ کے ساتھ مراقبہ کرنے کا شرف اسے حاصل ہوتا ہے وہ اپنی جان اور دیگر اشیاء میں حقوق اللہ کی رعایت کو اپنا شعار بنا لیتا ہے۔ وہ مولا کریم کے آثارِ رحمت ونوازش کو اپنے دل میں تلاش کرتا ہے وہ سانسوں کے آتے جاتے پوری مراعات سے کام لیتا ہے۔ جب سانس آئے تو ادب سے اسے قبول کرتا ہے اور جب سانس نکلے تو اسے خلعتِ حضوری حاصل ہوتا ہے ہمارے نزدیک تو یہ اولیائے کرام کی معنوی کرامات ہیں۔ ان میں نہ مکر کا دخل ہے نہ استدراج کا۔ یہ سب وفائے عہد کی دلیل ہیں کہ مقصود ٹھیک ہے اور کوئی مطلوب اگر نہیں مل سکا تو رضا بالقضاء ہے اور اگر کوئی مکروہ مل گیا ہے تب بھی قضائے خداوندی پر شاکر ہیں۔ ان کرامات میں ایسا دلی اپنا شریک راہ صرف مقرب فرشتوں اور اخیار ومختار

اولیائے کرام کو ہی پاتا ہے۔

حسی کرامات

اب کرامات حسیہ کو ملاحظہ فرمایئے جو معلومات عامۃ الناس ہیں تو ان سب میں مکر خفی کا داخل ہونا ممکن ہے، اب ہم اگر ان اشیاء کو کرامت فرض کریں تو ضروری ہے کہ وہ استقامت کا نتیجہ ہوں یا استقامت پیدا کرنے کا ذریعہ ہوں اگر یہ دونوں باتیں نہیں تو پھر وہ کرامت بھی نہیں۔ جب کرامت کا نتیجہ استقامت ہو تو ہو سکتا ہے کہ اللہ کریم اسے عمل بنا دیں یا فعل کی جزاء بنا دیں اور جب کسی سے یہ ظہور پذیر ہیں تو ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کرامات کی وجہ سے محاسبہ فرمائیں۔

عظمتِ علم حقیقی

رہی بات کراماتِ معنویہ کی تو مذکورہ بالا باتیں ان کو خراب نہیں کر سکتیں کیونکہ ان کے ساتھ علم ہوتا ہے۔ علمی قوت اور علمی شرف یہ نتیجہ پیدا کرتا ہے کہ ان کرامات میں مکر داخل نہ ہو کیونکہ حدودِ شرع مکر کا جال نہیں بنائی جا سکتیں۔ اس لیے کہ یہ حدود دنیلِ سعادت وکمال کے لیے واضح راستہ ہیں۔ علم و عمل پر ناز و غرور سے بھی عالم کو محفوظ رکھتا ہے کیونکہ علم کا شرف ہی یہ ہے کہ وہ آپ کو عمل کی طرف لے جائے اور جب آپ سے عمل کا ظہور ہو چکے تو آپ کو عمل سے الگ کر کے اسے اللہ سے نسبت دے دے اور علم آپ کو بتا دے کہ یہ عمل اللہ کی توفیق و ہدایت سے ظہور پذیر ہوا ہے اسی کی عنایت کی دستگیری کا صدقہ یہ طاعت اور حفظِ حدود الٰہیہ ہے۔ جب ولی کے باطن سے ایسی ظاہر کرامات صادر ہوتی ہیں تو وہ متوجہ الی اللہ ہوتا ہے اور درخواست کرتا ہے کہ اس غیر عادت چیز پہ عادی اشیاء سے پردہ ڈال دے تاکہ وہ عام لوگوں سے متمیز نہ ہو اور سوائے علم کے کسی اور صفت کا موصوف ہونے کا اس کی طرف اشارہ نہ ہو۔ کیونکہ مطلوب اصلی علم ہے منفعت کا مدار اسی پر ہے اگرچہ آدمی علم پہ عامل نہ بھی

marfat.com

ہو کیونکہ حسبِ ارشادِ خداوندی عالم و جاہل برابر نہیں ہیں۔ ثابت ہوا کہ علمائے حق (عالم اولیاء) تلبیس سے مامون ہیں تو کرامت بندوں کے لیے من و احسان ہے یہ انہی کا حصہ ہے جو عالم کون سے حتیٰ کہ اپنی جانوں سے بھی ہٹ کر متوجہ الی اللہ ہوتے ہیں، کیونکہ انہیں اپنی جانوں میں بھی ذاتِ حق نظر نہیں آتی (یعنی ذاتِ خدا کے سامنے سب گویا موجود ہی نہیں ہیں حضرت ہمہ اوست کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں۔) تو ایسے عظیم لوگوں کو جو سب سے بڑا تحفہ ملا ہے وہ کرامتِ علم ہے اور علم کا موطن دنیا ہے باقی جتنی خارقِ عادت چیزیں ہیں ان کا موطن دنیا نہیں ہے (چونکہ دنیا کا راستہ عادت کا راستہ ہے اور کرامت خرقِ عادت ہے لہٰذا دنیا خارقِ عادت کا وطن نہیں ہے) اب یہ خارقِ عادت اس وقت کرامت بنے گی جب تعریفِ خداوندی اس سے حاصل ہوگی صرف خارقِ عادت ہونے کی وجہ سے وہ کرامت نہیں بن جائے گی اب جس کرامت سے تعریفِ الٰہی (معرفتِ خداوندی) حاصل ہوگی وہ علم بن جائے گی تو خارقِ عادت جو معرفتِ الٰہی دیتی ہے وہ علم ہوگی تو کرامتِ الٰہیہ کا انجام بھی علمِ خداوندی ٹھہرا۔ (یہی نتیجہ تھا کرامتِ معنویہ کا، تو نتیجہ کی حد تک کرامتِ حسی بھی وہاں ہی آ پہنچی مگر راستے کے شکوک سے وہ مبرا نہ تھی لہٰذا اس کا مرتبہ کم رہا۔ حضرت نے اس عبارت میں جہاں بھی علم کا لفظ استعمال فرمایا ہے اس سے مراد معرفتِ خداوندی کا ذریعہ بننے والا علم ہے مطلق علم نہیں۔ مترجم)

(اب حضرت یہ ارشاد فرمانا چاہتے ہیں کہ کراماتِ ظاہرہ وحسی اہلِ باطن کے نزدیک کوئی اہمیت نہیں رکھتیں اس کو ثابت کرنے کے لیے فرماتے ہیں۔ مترجم)

حضرت بسطامی کا نظریہ حضرت ابو یزید بسطامی سے زمین کے مختصر ہونے اور لپٹ جانے کے متعلق سوال ہوا تو انہوں نے فرمایا یہ تو کچھ بھی نہیں ہے کیونکہ ابلیس ایک لمحہ میں مشرق سے مغرب تک ساری زمین کی مسافت طے کر جاتا ہے حالانکہ وہ اللہ کریم کے سامنے ذلیل اور بیکار ہے۔ ان سے ہوا میں اڑنے

marfat.com

کا سوال کیا گیا تو فرمانے لگے کہ پرندہ فضا میں اڑتا ہے (وہ حقیر سی چیز ہے) مومن تو اللہ کے نزدیک پرندے سے افضل ہے اب ادنیٰ چیز جس میں پرندہ بھی شریک ہے وہ ولی کیلئے کرامت کیسے ہوگی؟ اسی طرح انہوں نے ان سب کرامات کی تعلیل کردی جو ان کے سامنے بیان ہوئی تھیں پھر فرمانے لگے، میرے اللہ! ان مذکورہ چیزوں سے ایک قوم نے تجھے تلاش کیا تو تو نے انہیں انہی چیزوں میں مشغول و مصروف کردیا۔ اللہ! اگر مجھے کوئی چیز عطا فرمانی ہے تو اپنا کوئی بھید اور سر مجھے عطا فرمانا، اب دیکھیں انہوں نے بھی علم ہی مانگا۔ کیونکہ یہ بڑا پاکیزہ تحفہ اور عظیم کرامت ہے۔ اگر یہ بطور حجت و دلیل آپ کو مل جائے تو یہ آپ کو اعتراف و استدلال کی قوت بخش دیتا ہے علم کے ذریعے ہی آپ اپنے حقوق دوسرے کے حقوق اور دوسرے کے خلاف دعاوی کرسکتے ہیں، اللہ کریم اپنے محبوب رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو صرف علم میں زیادہ مانگنے کا حکم دیتے ہیں اور کسی چیز میں طلب اضافہ کا حکم نہیں دیا۔ (اس آیت شریفہ کی طرف حضرت اشارہ فرما رہے ہیں:۔ وَقُل رَّبِّ زِدْنِي عِلْمًا (اور عرض کرو کہ اے میرے رب! مجھے علم زیادہ دے) یہ اس لیے ہوا کہ سب خیر علم میں مخفی ہے تو پھر سب سے بڑی کرامت علم ہوا۔

حصول علم کے اسباب بہت سے ہیں علم سے میری مراد علم ذات خداوندی اور آخرت کے گھر کا علم ہے اور اس دنیا کا صرف اتنا علم کہ اس دنیا کا استحقاق جتنا ہے۔ اور جس کے لیے اس دنیا کی تخلیق ہوئی ہے۔ اور کیوں یہ وضع ہوئی ہے تاکہ انسان جہاں بھی ہو اسے بصیرت حاصل رہے اور اپنی جان اور اپنی حرکات سے انسان بے خبر نہ رہے (یعنی نفس و آفاق کا اتنا علم ضروری ہے جو اس دنیا میں اسے متوجہ الی اللہ رکھ سکے۔ علم اللہ کریم کی احاطیہ صفت ہے تو اللہ کریم کے فضل میں آنے والی چیزوں سے یہ افضل ہے۔ ارشاد ہے:۔

آتَيْنَاهُ رَحْمَةً مِّنْ عِندِنَا	جسے ہم نے اپنے پاس سے رحمت دی
وَعَلَّمْنَاهُ مِن لَّدُنَّا عِلْمًا	اور اسے اپنا علم لدنی عطا کیا۔

marfat.com

یہ بھی معلوم رہے کہ علم کا اِن رحمت ہے اور میں آپ کو بتا چکا ہوں کہ کرامت کیا ہے اور یہ بھی سمجھا چکا ہوں کہ کرامت معرفت الٰہی ہے کہ جو کچھ اللہ کریم نے آپ کو تحفہ و ہدیہ عطا فرمایا ہے یہ اس کی ذات پاک کی طرف سے اعزاز (کرامت) ہے لیکن اس سے آخرت کا کوئی حصہ کم نہیں ہونا چاہیئے اور نہ ہی آپ کے کسی عمل کی جزا بننی چاہیئے۔ یہ تو صرف آپ کے اس راستے پر اقدام کے لیے ہے اور یہ قدم بھی تو آپ کو آغاز کار میں معلوم نہ تھا، ورنہ ابتدا ہی میں آپ اس کرامت تک پہنچ جاتے۔ حضرت ابویزید رحمۃ اللہ علیہ سے ایسا ہی واقعہ ابتدائے امر میں پیش آیا۔ وہ طلب حق کے لیے بسطام سے نکلے تو انہیں ایک آدمی ملا اور کہنے لگا، ابویزید! آپ کیا تلاش کر رہے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا، تلاش حق ہے۔ اس آدمی نے کہا جس کی تلاش میں نکلے ہو اسے تو بسطام چھوڑ آئے ہو[1]۔ اب ابویزید متنبہ ہوئے کہ اسے کیسے طلب کریں جو خود فرماتا ہے وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَمَا كُنتُمْ (اور وہ تمہارے ساتھ ہے تم کہیں ہو) پھر تو نہ علم ہوا اور نہ ایمان مل سکا۔ اگر اللہ آپ کو اپنے مشاہدہ کے علم سے محروم فرمادیں تو کم از کم یہ تو ہو کہ اس پر ایمان ہو۔ اسی بنا پر ہی تو ہم کہتے ہیں کہ وہی اقدام کرے گا جسے معلوم نہیں ہو گا۔ اب گروہِ اولیاء کا تو قصد ہی ذاتِ حق اور اس کی تلاش ہے لہٰذا وہ اس ذاتِ اقدس کی طرف بڑھتے ہیں اور وہ جیسے تحفے چاہتا ہے انہیں عطا فرماتا جاتا ہے اور انہیں جتلا دیتا ہے کہ یہ صرف اقدام و وفود کا انعام ہے اگر جتلانے کے باوجود وہ نہ سمجھیں تو حالِ حق ان کے خلاف جانے کا خوف بھی ہے اور آخرت کے حصے میں کمی کا ڈر بھی، آخرت میں پھر وہ آرزو کریں گے کاش انہیں دنیا میں یہ کرامات نہ ملتیں، اللہ کریم تو حق فرماتے ہیں اور وہی راہ ہدایت دکھلانے والے ہیں۔ حضرت ابن عربی کا کلام ختم ہوا۔

---

[1] علامہ اقبال مرحوم نے اس مفہوم کو بڑے اچھوتے انداز میں بیان کیا ہے وہ کہتے ہیں۔ ؎

جنہیں میں ڈھونڈتا تھا آسمانوں میں زمینوں میں
وہ نکلے میرے ظلمت خانۂ دل کے مکینوں میں

سراپا حسن بن جاتا ہے جس کے حسن کا طالب
بھلا اے دل حسیں ایسا بھی ہے کوئی حسینوں میں

marfat.com

چوتھا مطلب

اولیائے کرام کے طبقات ان کے مراتب اور قسمیں

حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فتوحاتِ مکیہ کے تہترویں باب میں اولیائے کرام کے مراتب وطبقات کا ذکر ان کے احوال کے اختلاف وتبدیلی کے پیشِ نظر فرمایا ہے اور تفصیلی بحث فرمائی ہے امام مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب طبقاتِ صغریٰ کے مقدمہ میں فتوحات کا اختصار پیش کیا ہے لیکن انہوں نے فتوحات کی عبارات اصلیہ پوری طرح نقل نہیں کیں بلکہ ان میں اپنی طرف سے تصرف بھی کیا ہے اور بہت سے اہم فوائد کو بھی چھوڑ دیا ہے۔ میں بھی مندرجہ بالا باب کا ہی یہاں پر اختصار پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں لیکن میں ان کی اصل عبارات ہی پیش کرونگا اور مناوی مرحوم نے جو بہت سے فوائد چھوڑ دیئے ہیں ان کا تذکرہ بھی کروں گا۔

عالم الانفاس :۔ حضرت شیخ اکبر فرماتے ہیں کہ طریقۂ ولایت میں سب مردان حق کا مشترکہ نام تو عالم الانفاس ہے لیکن ان حضرات کے پھر کئی طبقات ہیں اور مختلف احوال سے کئی وہ نامدار بھی ہیں جن میں یہ سب طبقات واحوال بحیثیت مجموعی پائے جاتے ہیں اور کئی نفوسِ قدسیہ کو ان طبقات واحوال میں سے کچھ ملتا ہے جو اللہ چاہتا ہے۔ ان اصحاب احوال ومقامات کے ہر طبقے کا ایک خاص لقب ہوتا ہے، پھر کچھ حضرات وہ ہیں جو ہر دور میں مخصوص عدد میں ہوتے ہیں اور کچھ وہ ہیں جن کی تعداد متعین نہیں ہوتی وہ کم وبیش ہوتے رہتے ہیں ہم اصحاب تعداد اور اصحاب غیر متعینہ سب کو اپنے اپنے

marfat.com

القاب کے ساتھ ذکر کرنے والے ہیں۔

قسم اوّل

وہ صاحبِ مراتب مردانِ حق جن کی تعداد مقرر ہے

۱- اقطاب :- یہ حضرات اصالۃً یا نیابۃً سب احوال و مقامات کے جامع ہوتے ہیں کبھی لفظ قطب میں صوفیہ وسعت پیدا کر دیتے ہیں اور ایسے شخص کو بھی قطب کہہ دیتے ہیں جس پر مقامات میں سے کوئی مقام طاری ہوا ہو یا وہ اپنے ابنائے جنس میں انفرادی مقام اپنے دور میں پیدا کر چکا ہو۔ اسی بنا پر شہر کے کامل کو اس شہر کا قطب کہہ دیتے ہیں اور کسی جماعت کے شیخ و مرشد کو اس جماعت کا قطب کہہ دیتے ہیں۔ یہ تو مجازی معانی تھے۔ لیکن مشائخ کی اصطلاح میں جب یہ لفظ بغیر اضافت استعمال ہو تو ایسے عظیم انسان پر اس کا اطلاق ہوتا ہے جو زمانہ بھر میں صرف ایک ہی ہوتا ہے اسی کو غوث بھی کہتے ہیں۔ یہ مقربینِ خدا سے ہوتے ہیں اور اپنے زمانے میں گروہِ اولیاء کے آقا ہوتے ہیں۔ ان اقطاب میں سے کچھ حضرات وہ ہوتے ہیں جنہیں حکم ظاہر اور خلافت ظاہرہ بھی خلافتِ باطنہ کے ساتھ ملتی ہے۔ ایسے حضرات میں سیدنا صدیقِ اکبر، سیدنا فاروقِ اعظم، سیدنا عثمان غنی، سیدنا حیدرِ کرار، سیدنا امام حسن، حضرت معاویہ بن یزید، حضرت عمر بن عبدالعزیز اور جناب متوکل عباسی رضوان اللہ علیہم اجمعین شامل ہیں۔ کچھ اقطاب وہ ہیں جنہیں صرف باطنی خلافت ملتی ہے اور حکم ظاہری نہیں ملتا ان حضرات میں احمد بن ہارون الرشید سبتی، ابو یزید بسطامی وغیرھما رحمہم اللہ تعالیٰ شامل ہیں۔ اکثر قطب حکم ظاہری کے بغیر ہی ہوتے ہیں۔

۲- آئمہ :- یہ ہر دور میں صرف دو ہوتے ہیں، تیسرا قطعاً نہیں ہوتا ایک عبدالرب اور دوسرا عبدالملک ہوتا ہے قطب کو عبداللہ کہتے ہیں (یہ تینوں صفاتی نام ہیں)

marfat.com

ان کے ذاتی نام جو بھی ہوں ہوتے رہیں۔ یہ دونوں آئمہ قطب کے مرنے کی صورت میں اس کے خلیفہ ہوتے ہیں انہیں وزیر سمجھنا چاہیئے۔ ایک عالم ملکوت کے مشاہدہ میں محو رہتا ہے اور دوسرا عالم ملک تک محدود رہتا ہے۔

۳۔ **اوتاد** :۔ یہ صرف چار حضرات ہوتے ہیں کسی دور میں ان میں کمی بیشی نہیں ہوتی۔ ہم نے اس جماعت کے ایک بزرگ ابن جدون کو فارس شہر میں دیکھا تھا یہ صاحب اجرت پر مہندی چھانتے تھے۔ ان چار میں سے ایک کے ذریعے اللہ کریم مشرق کی حفاظت فرماتے ہیں اور اس کی ولایت مشرق میں ہوتی ہے دوسرا مغرب میں، تیسرا جنوب اور چوتھا شمال میں ولایت کا مرکز ہوتا ہے ان کے معاملات کی تقسیم کعبہ سے شروع ہوتی ہے۔ کبھی اوتاد وغیرہ عورتیں بھی ہوتی ہیں۔ ان چاروں کے القاب اور صفاتی نام یہ ہیں :- عبدالحی، عبدالعلیم، عبدالقادر اور عبدالمرید۔

۴۔ **ابدال** :۔ یہ سات سے کم و بیش نہیں ہوتے۔ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے اقالیم سبعہ کی حفاظت فرماتے ہیں۔ ہر بدل کی ایک اقلیم ہوتی ہے جہاں اس کی ولایت کا سکہ چلتا ہے۔ پہلا نقش پائے خلیل علیہ السلام پر چلتا ہے اور اقلیم اول اس کی تولیت میں ہوتی ہے دوسرا قدم کلیم علیہ السلام پر تیسرا قدم ہارون علیہ السلام پر اور چوتھا قدم حضرت ادریس علیہ السلام پر اور پانچواں قدم یوسف علیہ السلام پر اور چھٹا قدم عیسیٰ علیہ السلام پر اور ساتواں آدم علیہ السلام پر چل رہا ہوتا ہے۔

بدل کو بدل کیوں کہتے ہیں

انہیں اس لیے ابدال کہتے ہیں کہ وہ کسی جگہ کو چھوڑتے ہیں اور اپنا قائم مقام اس جگہ مقرر کرتے ہیں اور یہ تبدیلی کسی مصلحت و قربت کے پیش نظر ہوتی ہے تو ایسے آدمی کو اپنی جگہ نامزد کرتے ہیں جو بالکل ان کا ہم شکل ہوتا ہے کسی کو بھی یہ شک تک نہیں گزرتا کہ یہ اصل نہیں ہیں حالانکہ یہ جانشین ایک روحانی شخصیت ہوتا ہے جو قصداً اور عملاً بدل اپنی جگہ چھوڑ کر جاتا ہے۔

marfat.com

جس کسی میں بدلنے کی یہ قوت ہو وہ بدل ہوتا ہے اگر کوئی بدل اللہ کسی جگہ متعین فرما دیا اور اصل بدل کو اس کا علم نہ ہو تو وہ ابدال میں شامل نہیں ہوتا۔ ایسا اکثر ہوتا ہے ہم نے خود ایسا ہوتا دیکھا ہے۔ ہم نے حنبلیوں کے حطیم کے پیچھے مکہ مکرمہ میں یہ ساتوں حضرات دیکھے تھے ان کے ساتھ مل بیٹھے ان سے زیادہ حسن صورت والا کوئی آدمی میں نے نہیں دیکھا۔ ایسے ہی ایک بدل حضرت موسیٰ بیدرانی کو ہم نے ۵۸۶ھ کو شہر شبیلیہ میں دیکھا۔ وہ قصداً ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم اکٹھے ہونے سے مشرف ہوئے۔ ہم نے ایک اور بدل شیخ الجبال محمد بن اشرف رندی سے بھی شرفِ ملاقات پایا تھا۔ ہمارے دوست عبدالمجید بن سلمہ کو بھی ایک بدل معاذ بن اشرس نامی ملے تھے یہ ابدال میں سے عظیم بدل تھے عبدالمجید کے ذریعے انہوں نے ہمیں سلام بھیجا تھا۔ عبدالمجید نے ان سے یہ بھی پوچھا کہ ابدال کو یہ مرتبہ کس عمل کے ذریعے ملتا ہے تو انہوں نے جواب دیا ان چار اشیاء کے ذریعے یہ مرتبہ ملتا ہے جو حضرت ابوطالب مکی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کی ہے یعنی بھوک، بیداری، خاموشی اور تنہائی۔

۵۔ نقباء :- یہ ہر دور میں صرف بارہ نقیب ہوتے ہیں آسمان کے بارہ ہی برج ہیں اور ہر ایک نقیب ایک ایک برج کی خاصیتوں کا عالم ہوتا ہے، اللہ کریم نے ان نقبائے کرام کے ہاتھوں میں شریعتوں کے نازل کیے ہوئے علوم دے دیئے ہیں نفوس میں چھپی اشیاء، اور آفاتِ نفوس کا انہیں علم ہوتا ہے نفوس کے مکر و خداع کے استخراج پر یہ قادر ہوتے ہیں ابلیس ان کے سامنے یوں منکشف ہوتا ہے کہ اس کی ان مخفی قوتوں کو بھی یہ جانتے ہیں جنہیں وہ خود نہیں جانتا۔ ان کے علم کی یہ کیفیت ہوتی ہے کہ اگر کسی کا نقش پا زمین پر لگا دیکھ لیں تو انہیں اس کے شقی و سعید ہونے کا پتہ چل جاتا ہے۔

آثار و قیافہ :- (نقوش پا پہچاننے والے اور نقوش جسم سے حالات و اطوار جاننے والے) کے علماء کی طرح یہ لوگ بھی ہوتے ہیں

marfat.com

ٹھرا بتانے والے (علمائے آثار) مصر میں بہت زیادہ ہیں، چٹانوں پر سے بھی کھوج لگا لیتے ہیں، آدمی سامنے آتا ہے تو فوراً بتا دیتے ہیں کہ فلاں نقش پا اس آدمی کا ہے اور تحقیق کے بعد ایسا ہی ہوتا ہے، حالانکہ یہ کھوجی اور علمائے قیافہ و آثار ولی اللہ نہیں ہوتے اگر ان کا حال یہ ہے تو پھر کیا مقام ہوگا ان علامِ آثار کا جو اللہ کریم اپنے مقرب نقباء کو عطا فرماتا ہے۔

۶۔ نجباء :۔ ہر دَور میں آٹھ سے کم و بیش نہیں ہوتے ان حضرات کے احوال سے ہی قبولیت کی علامات ظاہر ہوتی ہیں حالانکہ ان علامات پر ضروری نہیں کہ انہیں اختیار بھی ہو بس حال کا ان پر غلبہ ہوتا ہے اس حال کے غلبہ کو صرف وہ حضرات پہچان سکتے ہیں جو رتبہ میں ان سے اوپر ہوتے ہیں۔ ان سے کم مرتبہ لوگ نہیں پہچان سکتے۔

۷۔ حواری حضرات :۔ یہ ہر دَور میں صرف ایک ہوتا ہے دوسرا ابھی نہیں ہوتا جب وہ مرتا ہے تو دوسرا اس کا جانشین بنتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دورِ اقدس میں حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ اس مقام پر متمکن تھے حالانکہ یہ دَور تلوار کے ذریعے دین کی مدد کرنے والوں کی کثرت کا دور تھا مگر حواری وہ ہوتا ہے جو سیف و حجت دونوں کے ذریعے دین کی مدد کرتا ہے اسے علم، عبادت اور دلیل عطا ہوتی ہے۔ تلوار، شجاعت اور جرأت کا بھی وہ شاہکار ہوتا ہے وہ دین مشروع کی صحت پر دلیل قائم کرنے میں بے پناہ تحری دستی سے کام لیتا ہے۔

۸۔ رجبی حضرات :۔ یہ ہر دَور میں صرف چالیس ہی ہوتے ہیں یہ ایسے لوگ ہیں جن پر عظمت الٰہی کی عظمت کا حال طاری رہتا ہے یہ افراد ہوتے ہیں انہیں رجبی اس لیے کہتے ہیں کہ اس مقام کا حال رجب کی پہلی تاریخ سے آخری تاریخ تک طاری رہتا ہے پھر یہ کیف دستی ختم ہو جاتی ہے اگلے سال رجب میں پھر اس حال کا اعادہ ہوتا ہے یہ مختلف شہروں میں بکھرے ہوتے ہیں ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں مگر دوسرے سالکان راہ سے کم لوگ ہی انہیں پہچان سکتے ہیں کچھ حضرات یمن، شام اور دیار بکر میں تشریف فرما ہوتے ہیں۔

marfat.com

ایک رجبی کا حیران کن کشف

حضرت ابن عربی فرماتے ہیں کہ دیار بحر کے شہر دنسیر میں مجھے ایک رجبی ملے تھے ان کے علاوہ اور کسی سے ملاقات نہ ہو سکی حالانکہ مجھے ان کی زیارت کا شوق وافر تھا۔ کچھ رجبیوں پر رجبی کیفیت کی کچھ علامات سال بھر باقی رہتی ہیں اور کچھ حضرات پر ذرا برابر بھی علامت باقی نہیں رہتی جن صاحب کو میں نے دیکھا تھا ان پر سارا سال رافضیوں کا کشف باقی رہتا تھا۔ وہ کشفی حالت میں انہیں خنزیر کی شکل میں دیکھتے تھے مگر کوئی مستور احوال رافضی ان کے سامنے آجاتا تو وہ فوراً فرما دیتے کہ توبہ کیجئے تم رافضی ہو اور رافضی جس کے حال کا کسی کو علم نہ ہوتا حیران ہو کر رہ جاتا، اب اگر وہ آپ کے کہنے پر توبہ کرتا اور یہ سچی توبہ ہوتی تو آپ اسے انسان دیکھتے اگر صرف زبانی کہہ رہا ہے اور اپنے مذہب کو دل میں چھپا لیا ہے تو آپ اسے مکاشفاتی کیفیت میں خنزیر ہی دیکھتے اور فرماتے تو جھوٹ کہہ رہا ہے کہ تو نے توبہ کر لی ہے اگر وہ سچا ہوتا تو کہتے تو سچ کہہ رہا ہے اب اس کیفیت کو پا کر رافضی اپنے رفض کو چھوڑ دیتا۔ دو عاقل صاحب عدالت شافعی حضرات سے بھی ان کا سابقہ پڑا جو رافضی نہ تھے اور نہ رافضی گھرانوں سے وابستہ تھے وہ بڑے صاحب عقل تھے انہوں نے اپنی حالت کا بالکل اظہار نہ کیا مگر وہ بباطن صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما کے متعلق رافضیوں جیسا عقیدہ رکھتے تھے جب وہ ان کے سامنے آئے تو آپ نے حکم دیا کہ انہیں نکال دیا جائے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے باطن آپ کے سامنے شکل خنزیر میں رکھ دیئے۔ رافضیوں کے لیے اللہ کریم نے یہی علامت و شکل مقرر فرما رکھی ہے۔ ان دونوں کو پتہ تھا کہ کوئی اہل ارض ان کے باطن کو نہیں جانتا۔ وہ دونوں لوگوں میں متبع سنت اور شاہد و عادل مشہور تھے۔ دونوں نے اس سلسلہ میں آپ سے احتجاج کیا۔ آپ نے فرمایا، میں تو تمہیں خنزیر ہی دیکھ رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اور میرے درمیان اس مذہب رفض کو ماننے والوں کی یہی علامت مقرر ہے۔ یہ بات سن کر انہوں نے دلوں میں توبہ کر لی، آپ نے فوراً فرمایا، اب تم نے اس مذہب

marfat.com

سے رجوع کر لیا ہے کیونکہ اب عالمِ کشف میں تم مجھے انسان نظر آ رہے ہو۔ دونوں حیران رہ گئے اور اللہ تعالیٰ کے سامنے سچی توبہ کی۔

یہ رجبی حضرات پہلی رجب کو یوں محسوس کرتے ہیں گویا ان پر آسمان گر گیا ہے۔ اتنا بوجھ محسوس کرتے ہیں کہ نہ آنکھ جھپک سکتے ہیں اور نہ ہی کسی اعضا کو حرکت دے سکتے ہیں، پہلے دن تو لیٹے رہتے ہیں نہ قیام کرتے ہیں نہ قعود، نہ ہاتھ ہلاتے ہیں نہ پاؤں۔ آنکھ تک نہیں جھپکتے۔ دوسرے دن یہ بوجھ تھوڑا سا کم ہوتا ہے۔ تیسرے دن بہت کم ہو جاتا ہے، اب کشف و تجلی کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ غیب شہادت میں بدل جاتا ہے۔ مگر وہ اس عرصہ میں لیٹے اور لپٹے رہتے ہیں۔ دو یا تین دنوں کے بعد پھر بولتے ہیں، وہ خود کلام کرتا ہے اور اس سے کلام کی بھی جاتی ہے جب مہینہ ختم ہوتا ہے اور شعبان شروع ہوتا ہے تو یہ مردِ حق اٹھ کھڑا ہوتا ہے گویا ابھی اس کا اسکیل (ڈھنگام ٹوٹا ہے اور وہ آزاد ہوتا ہے۔ اب یہ حال ختم ہو جاتا ہے اور وہ اپنی صنعت و تجارت میں مشغول ہو جاتا ہے۔ اللہ چاہے تو کچھ حال باقی رہ جاتا ہے۔ ان کے اس حال کا سبب نامعلوم ہے جس شخص سے میں ملا اسے رجب میں اسی حال میں پایا۔

۹۔ **ختم** :۔ یہ ہر دَور میں ساری دنیا میں صرف ایک ہوتے ہیں۔ ایسی ہستی پر اللہ تعالیٰ ولایتِ محمدی کا خاتمہ فرماتے ہیں۔ اولیائے محمدی میں ان سے بڑی ہستی کوئی نہیں ہوتی۔ ایک ختمِ آخر بھی ہوں گے جن پر آدم علیہ السلام سے لے کر آخری ولی تک کی ولایت ختم ہو گی۔ یہ سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام ہیں وہ ہی خاتم الاولیا ہیں دَورہ فلک کے بھی وہ ختم تھے۔ قیامت کو اسی لیے ان کے دو حشر ہوں گے ایک حشر بحیثیت امتِ محمدی میں شمولیت کے اور ایک حشر بطورِ رسول کے ہوگا۔

۱۰۔ **قلبِ آدم علیہ السلام کے مطابق دلوں والے تین سو حضرات** :۔ یہ ہر زمانہ میں اسی مقدار میں ہوتے ہیں۔

marfat.com

کسی کے دل کے مطابق ہونے کا مطلب واضح ہو کہ حضور نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے ان حضرات کے متعلق فرمایا کہ یہ قلب آدم کے مطابق ہیں یا کسی اور صاحب کو فرمایا کہ وہ فلاں عظیم انسان یا فرشتے کے دل کے مطابق ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ معارفِ الٰہیہ کی قبولیت میں اس شخص کی طرح ہیں چونکہ علوم الٰہیہ کا ورود دل پر ہوتا ہے تو جس طرح ان علوم و معارف کا ورود و نزول اکابر کے دلوں پر ہوتا ہے اسی طرح ان حضرات کے دلوں پر ہوتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ "فلاں کا دل فلاں کے دل پر ہے"۔ اسی طرح عربی میں یوں بھی کہہ دیتے ہیں کہ فلاں کا قدم فلاں کے قدم پر ہے تو دونوں کا مفہوم یہی ہے کہ ان کا اندازِ عمل و علم ایسا جیسا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اطلاع بخشی ہے کہ ان تین سو حضرات کے دل قلبِ آدم کے مطابق ہیں۔

بقول سیدی ابن عربی رحمہ اللہ۔ رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے یہ نہیں فرمایا کہ وہ تین سو ساری امت میں ہیں یا ہر زمانے میں ہیں۔ ان کا ہر زمانے میں تین سو کی تعداد میں ہونا ہمیں بذریعہ کشف معلوم ہوا ہے۔ ان تین سو مردانِ خدا میں سے ہر ایک کو تین سو اخلاقِ خداوندی ملتے ہیں اگر کسی انسان کو ان میں سے صرف ایک خُلق مل جائے تو اسے سعادت مل جاتی ہے۔ یہ مجتبیٰ و مصطفوی حضرات ہیں اللہ کریم نے جو دعائیہ الفاظ قرآن پاک میں ذکر کیے ہیں کہ رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ یہی ان کی پسندیدہ دعا ہے۔

۱۱۔ **قلبِ نوح علیہ السلام کے مطابق چالیس مردانِ حق**:۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح مروی ہے کہ آپ کی امت میں سدا چالیس آدمی قلبِ نوح علیہ السلام کے مطابق ہوں گے۔ یہ ہر دور میں اسی تعداد میں ہوتے ہیں، کمی و بیشی نہیں ہوتی۔ سیدنا نوح علیہ السلام پہلے رسول ہیں ان کے دل کے مطابق حضرات پر کیفیتِ قبض طاری رہتی ہے اور ان کی دعا سیدنا نوح علیہ السلام والی دعا ہے رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ

marfat.com

ؤمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا تَبَارًا[1] ترجمہ: اے میرے رب مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور اسے جو ایمان کے ساتھ میرے گھر میں ہے اور سب مسلمان مردوں اور سب مسلمان عورتوں کو، اور کافروں کو نہ بڑھا مگر تباہی۔ ان حضرات کا مقام غیرت دینیہ کا مقام ہے یہ وہ مقام ہے جس کی چڑھائی بہت مشکل ہے ان چالیس میں جو عادات متفرقہ ہیں ان کا مجمع سیدنا نوح علیہ السلام کی ذات ہے۔ اسی طرح اوپر والے تین سو حضرات کی عادات شریفہ کا مجموعہ ذات ابوالبشر علیہ السلام ہے۔

اصحاب اربعینات اور خلوات الفتح گروہ اولیاء میں سے اربعینات والی جماعت کے افراد اپنی خلوتوں میں انہی حضرات کی رفعتوں سے خوشہ چینی کرتے ہیں اور ان کے اندازے سے ذرا بھی ادھر ادھر نہیں ہٹتے۔ ان خلوتوں کو یہ حضرات خلوات الفتح کے نام سے یاد کرتے ہیں اور اس سلسلہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس حدیث کو بطور سند پیش فرماتے ہیں کہ:-

مَنْ اَخْلَصَ لِلّٰهِ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا ظَهَرَتْ يَنَابِيْعُ الْحِكْمَةِ مِنْ قَلْبِهٖ عَلٰى لِسَانِهٖ۔

جو شخص چالیس دن تک محض اللہ کے لیے سراپا اخلاص بن جاتا ہے تو مولا کریم اس کے دل سے ابلنے والے چشموں کو اس کی زبان پر جاری فرما دیتے ہیں۔

۱۲- ترجمان قلب ابراہیم علیہ السلام۔ سات افراد:- حضور کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کردہ حدیث شریف کے مطابق ان کی تعداد سات میں ہی منحصر رہتی ہے وہ دعائے ابراہیمی کا ورد فرمایا کرتے ہیں کہ:-

رَبِّ هَبْ لِيْ حُكْمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ○[2]

اے میرے رب مجھے حکم عطا کر اور مجھے ان سے ملا دے جو تیرے قرب خاص کے سزاوار ہیں۔

---

[1] پ ۲۹ س نوح آیت ۲۸
[2] پ ۱۹ سورت شعراء آیت ۸۳

marfat.com

ان کا مقام سب قسم کے شکوک و اوہام سے سلامتی و حفاظت کا مقام ہے۔ اس دنیا میں ہی ان کے سینوں سے اللہ نے بغض و کینے کو نکال لیا ہے۔ سوئے ظن تو دُور کی بات ہے ان کے سینوں میں تو سرے سے ظن کی گنجائش بھی نہیں ہے یہ تو علم صحیح کے نمائندے ہوتے ہیں ظن و گماں تو اس بے خبر کا چراغ ہے جو اپنی نامعلوم اشیاء میں اس کے ذریعے ترجیحات پر قائم کرتا رہتا ہے یہ حضرات تو لوگوں کی خیر کو ہی دیکھتے ہیں اور لوگوں میں جو شر ہیں اللہ ان سے ان حضرات کو محجوب فرما دیتے ہیں [1]

حضرت شیخ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن ان حضرات سے ملا تو علم و حلم میں ان کے حسین انداز سے بڑھ کر کسی اور کو نہ پایا۔ وہ اخوان صدق ہیں جو جنتیوں کی طرح آمنے سامنے تختوں پر جلوہ افروز ہیں۔ ان کے دلوں میں روحانی و معنوی جنتیں وقت سے پہلے ہی براجمان ہو چکی ہیں۔

۱۳۔ قلب جبریل علیہ السلام کے پانچ نمائندے حضرات :۔ ان کی تعداد بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق کسی دُور میں پانچ سے کم و بیش نہیں ہوتی وہ اس طریق ولایت کے شاہ ہیں۔

جبریل کے پروں کا مطلب

ان کے علوم حضرت جبریل علیہ السلام کی قوتوں جتنے ہوتے ہیں اور حضرت جبریل علیہ السلام کی قوتوں کو ہی ان کے بازُوں اور پروں سے تعبیر کیا جاتا ہے جن کے ذریعے وہ آسمان پر چڑھتے اور اترتے ہیں۔ ان پانچ حضرات کا علم حضرت جبریل علیہ السلام کے علم سے آگے نہیں بڑھ سکتا وہی ان حضرات کے غیبی مددگار بنتے ہیں اور ان حضرات کا انہی کے ساتھ حشر بھی ہوگا۔

---

[1] ظن و تخمین تو خود حجابات ہیں اور علوم اصلیہ کے راستے کی ٹھوکریں ہیں اسی لیے اقبال نے بھی اس مفہوم کو یوں ادا کیا کہ ؎

مشام تیز سے ملتا ہے صحرا میں نشاں اس کا ظن و تخمیں سے ہاتھ آتا نہیں آہوئے تاتاری

marfat.com

۱۴۔ قلب میکائیل علیہ السلام کے تین حضرات :۔ یہ بھی ہر دور میں تین ہی ہوتے ہیں یہ صرف خیر، رحمت، نرمی اور توجہ کے منبع ہوتے ہیں۔ ان تین حضرات میں بسط و مسکراہٹ، نرمی اور انتہائی شفقت ہوتی ہے وہ ایسی چیزوں کا ہی مشاہدہ کرتے ہیں جو باعث شفقت ہوں۔ ان حضرات کو میکائیل علیہ السلام کی قوتوں کے مطابق علوم عطا ہوتے ہیں۔

۱۵۔ قلب اسرافیل کا نمائندہ فردِ واحد ہے :۔ ہر زمانہ میں یہ ایک ہوتے ہیں امر اور اس کی نقیض پر انہیں تسلط ہے یعنی دونوں طرفوں (امر و نہی) کے وہ جامع ہوتے ہیں۔ علم اسرافیل علیہ السلام کے جامع کے لیے حدیث پاک میں یہی مروی ہے۔

حضرت بسطامی کا مقام

حضرت ابویزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قلب اسرافیل کے مطابق تھے۔ انبیاء میں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہی حال تھا جو قلب عیسیٰ علیہ السلام کے مطابق ہو وہ بھی قلب اسرافیل کے ہی مطابق ہوگا۔ لیکن جو قلب اسرافیل کے مطابق ہو لازم نہیں کہ وہ قلب عیسیٰ علیہ السلام کے مطابق بھی ہو حضرت ابن عربی نے فرمایا کہ ہمارے کچھ شیوخ جو اکابر سے تھے وہ قلب عیسیٰ علیہ السلام کے مطابق تھے۔

۱۶۔ مردانِ عالم الناس رضی اللہ عنہم :۔ یہ قلب داؤد علیہ السلام کے مطابق ہیں۔ ہر دور میں ہوتے ہیں ان میں بھی بیشی و کمی نہیں ہوتی۔ اس صفت کے موصوف جناب داؤد علیہ السلام سے پہلے بھی موجود تھے پھر ان کی نسبت جناب سے کیوں ہوئی؟ مطلب یہ ہے کہ جو احوال، علوم اور مراتب ان سب حضرات میں متفرق تھے وہ جناب داؤد علیہ السلام میں جمع تھے وہ ان سب اوصاف کا مجمع تھے۔ میں اس دنیا کے سب حضرات سے ملا ان سے نفع حاصل کیا، مصاحبت طویلہ سے لطف اندوز ہوا، ان کے مراتب ہیں جن سے وہ تجاوز نہیں کرتے ان مراتب کا ان حضرات کی تعداد کے مطابق میں ذکر کروں گا۔

۱۷۔ رجال الغیب رضی اللہ تعالیٰ عنہم :۔ یہ دس حضرات ہوتے ہیں، کم و بیش نہیں ہوتے، ہمیشہ ان کے احوال پر انوارِ الٰہی کا نزول رہتا ہے لہٰذا یہ اہل خشوع ہوتے ہیں، اور

marfat.com

سرگوشی میں بات کرتے ہیں اللہ کریم جل مجدہٗ کا ارشادِ عالی ہے :-

وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا	اور سب آوازیں رحمٰن کے حضور پست ہو کر رہ جائیں گی اور تو نہ سنے گا مگر آہستہ آواز۔ (پ۱۶ س طٰہٰ)

یہ مستور رہتے ہیں، زمین و آسمان میں چھپے رہتے ہیں ان کی مناجات صرف حق تعالیٰ سے ہوتی ہے اور ان کے شہود کا مرکز بھی وہی ذات بے مثال ہوتی ہے ارشاد ہے :-

يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُوْنَ قَالُوْا سَلَامًا	اور رحمٰن کے وہ بندے کہ زمین پر آہستہ چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں بس سلام۔ (پ۱۹ الفرقان)

وہ مجسمۂ حیا ہوتے ہیں اگر کسی کو بلند آواز سے بولتا سنتے ہیں تو حیران رہ جاتے ہیں اور ان کے پٹھے کانپنے لگتے ہیں، اہل اللہ جب بھی لفظ رجال الغیب استعمال فرماتے ہیں تو ان کا مطلب یہی حضرات ہوتے ہیں، کبھی اس لفظ سے وہ انسان بھی مراد لیے جاتے ہیں جو لوگوں سے اوجھل ہو جاتے ہیں کبھی رجال الغیب سے نیک اور مومن جن بھی مراد لیے جاتے ہیں کبھی ان لوگوں کو بھی رجال الغیب کہہ دیا جاتا ہے جو علم اور رزق محسوس حسی دنیا سے نہیں لیتے بلکہ غیب کی دنیا سے علم و رزق انہیں ملتا ہے۔

۱۸- وہ اٹھارہ حضرات جو امرِ الٰہی کو امرِ الٰہی سے ہی ظاہر کرتے ہیں یہ اسی تعداد میں ہمیشہ پائے جاتے ہیں وہ قائم باللہ ہوتے ہیں اور حقوق اللہ کو قائم کرتے ہیں اسباب کو ثابت فرماتے ہیں خارقِ عادات ان کی عادت ہوتی ہیں :-

قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ	اللہ کہو۔ پھر انہیں چھوڑ دو۔ (پ۷ الانعام)

marfat.com

پھر ارشاد ہے :

إِنِّي دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا ۔ میں نے انہیں اعلانیہ بلایا۔ (پ ۲۹ سورہ نوح)

حضرت ابومدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد

حضرت ابومدین رضی اللہ عنہ اسی جماعت سے تھے

اپنے ساتھیوں سے فرمایا کرتے تھے کہ تمہارے پاس موافقت ہے اسے ظاہر کرو اگر لوگوں کے پاس مخالفت ہے تو انہیں وہ ظاہر کرنے دو۔ اللہ نے جو ظاہری نعمتیں خارقِ عادات کرامتیں اور جو باطنی نعمتیں معارف و حقائق تمہیں عطا فرما رکھی ہیں انہیں جلوہ ریز کرتے رہو کیونکہ مولا کریم کا ارشاد ہے کہ

وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ

اور حبیب کبریا علیہ السلام کا ارشاد ہے

اَلتَّحَدُّثُ بِالنِّعْمَةِ شُكْرٌ نعمت کے متعلق باتیں کرنا گویا منعم کا شکر کرنا ہے۔

۱۹۔ قوتِ خداوندی کے مظہر رجالِ حق

یہ آٹھ حضرات ہیں قرآن میں ان کی علامت اَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ کافروں پر سخت ہیں۔ ہے اسمائے الٰہیہ میں سے ان کے لیے اسم ذو القوۃ المتین ہے راہِ خدا میں کسی ملامت گر کی ملامت کو وہ پرکاہ کی حیثیت نہیں دیتے انہیں رجال قہر بھی کہا جاتا ہے لوگوں کی جانوں کے لیے انہیں بڑی فعال ہمتیں اللہ کریم عطا فرماتے ہیں اور اسی علامت سے ان کو پہچانا جاتا ہے شہر فاس میں اقامت پذیر حضرت ابوعبداللہ دقاق ایسے ہی بزرگ تھے وہ فرماتے ہیں میں نے کسی کی نہ خود غیبت کی ہے اور نہ ہی میرے سامنے کسی کی غیبت کی گئی ہے۔ حضرت شیخ اکبر فرماتے ہیں کہ اندلس کے علاقہ میں میری ان کی ایک جماعت سے ملاقات ہوئی یہ عجیب علامات اور نرالے حقائق کے لوگ تھے اور میرے کچھ مشائخ

marfat.com

بھی انہیں رجال قوتِ الٰہیہ میں شامل تھے۔

۲۰ - انہی آٹھ کے انداز کے پانچ اور حضرات :- یہ ہمیشہ پانچ ہی کی تعداد میں ہوتے ہیں قوت میں اوپر والے آٹھ حضرات کا وہ مظہر ہوتے ہیں مگر ان میں تھوڑی سی نرمی ہوتی ہے جو ان آٹھ حضرات میں نہیں ہوتی گویا مقام نرمی میں وہ نقوشِ پائے انبیاء پر چل رہے ہوتے ہیں ان کی علامت یہ آیت کریمہ ہے فَقُولَا لَهُ قَوْلًا لَّيِّنًا[1] کو اس سے نرم بات کہنا۔ نیز یہ ارشاد ہے فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنتَ لَهُمْ[2] تو کیسی کچھ اللہ کی مہربانی ہے کہ اے محبوب تم ان کیلئے نرم دل ہوئے باوجود قوت کے بعض جگہوں پر وہ نرمی برت جاتے ہیں رہی بات عزائم و ارادہ کی تو اس معاملہ میں وہ اوپر والے آٹھ حضرات کے ہم پلہ ہیں۔ صرف یہ نرمی والی بات انہیں آٹھ حضرات سے ممتاز کرتی ہے۔ سیدی محی الدین فرماتے ہیں کہ اس مقدس جماعت سے ہماری ملاقاتیں رہیں اور ہم ان سے نفع اندوز ہوتے رہے ہو رضی اللہ تعالےٰ عنہم)

۲۱ - نوازشات خداوندی اور توجہات الٰہی کے پندرہ نمائندہ حضرات :- ان کی علامت سلیمانی ہوا والی آیت شریفہ ہے :

تَجْرِي بِأَمْرِهِ رُخَاءً حَيْثُ أَصَابَ[3] (ترجمہ) کہ اس کے حکم سے نرم نرم چلتی۔

وہ اللہ کریم کے سب بندوں مؤمن و کافر کے لیے سراپا رحمت و شفقت ہوتے ہیں ان کی نگاہیں مخلوقِ خدا پر سخاوت وجود کی حیثیت سے پڑتی ہیں حکم و قضا کی حیثیت سے وہ مخلوق کو نہیں دیکھتے۔ ولایت ظاہرہ - حجی و شاہی - اللہ کریم انہیں ہرگز عطا نہیں فرماتے کیونکہ ان کا ذوق اور ان کا مقام امر مخلوق کے انتظام و انصرام سے الگ ہوتا ہے۔ وہ رحمت مطلقہ کے نمائندوں کی حیثیت سے مخلوق سے پیش آتے ہیں اللہ کریم نے رحمت مطلقہ کے بارے میں ارشاد فرمایا :

وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ[4] ترجمہ : اور میری رحمت ہر چیز کو گھیرے ہے۔

---

[1] پارہ ۱۶ سورہ طٰہٰ۔ [2] پ ۴ سورہ آل عمران۔ [3] پ ۲۳ سورہ ص۔ [4] پ ۹ سورہ الاعراف۔

marfat.com

شیخ اکبر فرماتے ہیں میں ان کی ایک جماعت سے ملا اور اس راہ پر ان کے ساتھ چلا۔

۲۲- ہر دور میں چار نفوس قدسیہ رضوان اللہ علیہم ؛ کتاب اللہ میں ان کی علامت :

اَللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ یَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَیْنَهُنَّ	اللہ ہے جس نے سات آسمان بنائے اور انہیں کے برابر زمینیں، حکم ان کے درمیان اترتا ہے۔

اور سورۂ ملک بھی ان کی علامت یہ آیت شریفہ ہے۔

اَلَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا مَا تَرٰی فِیْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ	جس نے سات آسمان بنائے ایک کے اوپر دوسرا، تو رحمان کے بنانے میں کیا فرق دیکھتا ہے۔

یہ نمائندگانِ ہیبت و جلال ہیں۔

کَاَنَّمَا الطَّیْرُ مِنْهُمْ فَوْقَ رُؤُسِهِمْ
لَا خَوْفَ ظُلْمٍ وَّلٰکِنْ خَوْفَ اِجْلَالٍ

گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں (لہٰذا وہ سر نہیں ہلاتے) ظلم کے خوف سے وہ یوں بے حس نہیں بلکہ جلال خداوندی کے خوف نے انہیں بے حس کیا ہے۔

یہ اوتاد کے مددگار ہوتے ہیں ان کے احوال پر روحانیت طاری رہتی ہے ان کے دل سماوی ہوتے ہیں زمین میں تو انہیں کوئی نہیں پہچانتا مگر آسمان پر وہ معروف معلوم ہوتے ہیں ان میں سے ایک عظیم المرتبت انسان قلب محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انوار کا مظہر ہوتا ہے دوسرا بزرگ قلب شعیب علیہ السلام کا پیرو اور تیسرا ولی حق قلب صالح علیہ السلام کا مقتدی اور چوتھا مرد راہ قلب ہود علیہ السلام کا عکاس ہوتا ہے۔ ایک کو عالم بالا سے جناب عزرائیل دوسرے کو حضرت جبرئیل تیسرے کو حضرت میکائیل اور

لہ پ ۲۸ سورہ الطلاق . ۲ پ ۲۹ سورہ الملک

marfat.com

چوتھے کو جناب اسرافیل علیہ السلام اپنی نگاہوں کا مرکز بنائے رکھتے ہیں۔ ان کی شان عجیب اور ان کا معاملہ نرالا ہوتا ہے سیدی ابن عربی رضی اللہ تعالٰے عنہ فرماتے ہیں مجھے ان جیسا کوئی اور نہ مل سکا دمشق میں یہ حضرات مجھے ملے تو میں پہچان گیا کہ یہ وہ چاروں حضرات ہی ہیں۔ اندلس کے علاقہ میں بھی مجھے ان کی زیارت ہوئی کبھی وہ میرے ساتھ رہے لیکن مجھے یہ معلوم نہ ہو سکا کہ ان کا یہ مقام رفیع ہے میں اندلس میں صرف یہ سمجھتا رہا کہ یہ اللہ کے مقرب بندے ہیں، پھر جب میں نے انہیں دمشق میں پہچان لیا تو اللہ کریم کا شکر ادا کیا کہ مجھے ان کی معرفت مل گئی ہے اور ان کے حال ومقام سے واقف ہو گیا ہوں۔

۲۳۔ چوبیس رجال فتح :۔ یہ ہمیشہ اسی تعداد میں ہوتے ہیں، انہی کے ذریعے اہل اللہ کے دلوں پر مصارف واسرار کے غنچے وا ہوتے ہیں۔ ان کی تعداد رات دن کے ساعات کے مطابق ہے (یعنی گھنٹے چوبیس ہیں تو رجال فتح بھی چوبیس ہیں) ہر ساعت کے لیے ایک بزرگ ہیں۔ رات اور دن کی جس ساعت میں جو مصارف وعلوم کسی کے دل پر کھلتے ہیں تو وہ اس ساعت کے مرد حق کے وسیلے سے کھلتے ہیں یہ حضرات بکھرے رہتے ہیں کبھی اکٹھے نہیں ہوتے ہر بزرگ اپنی جگہ پر تشریف فرما رہتا ہے وہ اس جگہ کو کبھی نہیں چھوڑتا۔ یمن میں دو ہوتے ہیں بلاد مشرق میں چار ہیں مغرب میں چھ ہیں اور باقی سب طرفوں میں ہیں کتاب اللہ میں ان کی علامت یہ آیت کریمہ ہے:

مَا یَفْتَحِ اللّٰہُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَۃٍ فَلَا مُمْسِکَ لَھَا[1] — اللہ جو رحمت لوگوں کے لیے کھولے اس کا کوئی روکنے والا نہیں۔

۲۴۔ ہر دور کے سات مردان حق جنہیں رجال المدارج العُلیٰ :۔ (بلند مرتبوں کے مردان خدا) کہتے ہیں یہ سدا اسی تعداد میں رہتے ہیں انہیں ہر نفس میں معراج حاصل ہے عالم انفاس کا وہ مقام اعلیٰ ہیں یعنی اولیائے عالی مقام کا یہ مقام رفیع ہیں کتاب اللہ میں ان کے لیے یہ آیت ہے (وانتم الاعلون واللہ معکم[2]) اور تم ہی غالب آؤ گے اور اللہ تمہارے ساتھ ہے

---

[1] سورہ فاطر ۳۵/۲ [2] سورۃ محمد ۴۷/۳۵

کچھ حضرات نے سات کے عدد کی وجہ سے انہیں ابدال سمجھ لیا ہے رجبیوں کو بھی ان حضرات نے جو ابدال کی تعداد چالیس مانتے ہیں ابدال بوجہ تعداد سمجھا ہے، ان کا سبب، غالباً یہ ہے کہ ان کی کوئی خاص تعریف اللہ کریم کی طرف سے معلوم نہیں ہو سکی اور نہ ہی تعین عددی ہو سکا۔ ہر دور میں اللہ کریم کے کچھ چیدہ بندے ہوتے ہیں جن کے ذریعے اللہ کریم جہان کو محفوظ رکھتے ہیں تو لوگ سمجھ لیتے ہیں کہ اس قسم کے آدمیوں کی اتنی تعداد ہے اسی طرح کچھ مراتب محفوظ ہوتے ہیں لیکن ان مراتب پر فائز ہونے والوں کی تعداد متعین نہیں ہوتی ان میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے مثلاً افراد، رجال الماء، امناء، احباء اخلاء، اہل اللہ محدثین، سمراء اور اصفیاء۔ یہ سب چیدہ لوگ ہوتے ہیں ہر دور میں یہ مراتب کچھ حضرات کے لیے محقق ہوتے ہیں لیکن ان حضرات کی تعداد متعین نہیں ہوتی، ہم جو کچھ بیان کر رہے ہیں وہ متعین تعداد حضرات کی بات ہے۔

۲۵ تحتِ اسفل کے اکیس نمائندگان :۔ وہ اس نفس کے اہل ہیں جو ذات خداوندی سے قبول کرتے ہیں لیکن اپنے نکلنے والے نفس کی واقفیت تک نہیں رکھتے یہ ہمیشہ اسی تعداد میں ہوتے ہیں ان کی علامت یہ آیت ہے۔

ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِیْنَ[1] پھر اسے ہر نیچی سے نیچی حالت کی طرف پھیر دیا۔

اسفل سے مراد عالم طبیعت ہے کیونکہ اس سے اسفل نہیں ہے اللہ تعالےٰ پھر اس مرد حق کو اس عالم طبیعت کی طرف واپس کرتے ہیں تاکہ وہ اس کی زندگی کا سبب بن سکے کیونکہ طبع اصالۃً مردہ ہے اور اللہ اس عالم طبع کو اس نفس شریفہ کے ذریعے زندگی عطا فرما دیتے ہیں ان حضرات کی نگاہیں ہمیشہ صرف ان الطاف پر رہتی ہیں جو انفاس کے ساتھ اللہ کریم کی طرف سے وارد ہوتے ہیں لہٰذا یہ حضرات حضور دوامی سے مستفیض ہوتے ہیں۔

۲۶۔ امداد الٰہی وکونی کے تین نمائندہ حضرات :۔ ان کی ہمیشہ یہی تعداد رہتی ہے اللہ کریم سے مدد طلب کرتے ہیں اور مخلوقِ خدا کو مدد دیتے ہیں ان کی یہ دستگیری لطف و

---

[1] پ ۳۰ سورت التین

marfat.com

لین اور رحمت کی مظہر ہوتی ہے ترشی، شدت اور قہر سے وہ دور ہوتے ہیں وہ اللہ کریم سے استفادہ فرما کر مخلوقِ خدا کو فائدہ پہنچاتے ہیں یہ مرد بھی ہوتے ہیں اور عورتیں بھی، وہ لوگوں کی ضروریات ولوازمات کو صرف ذات خداوندی سے حل کرنے کے لیے ہمیشہ مستعد رہتے ہیں۔ سیدی محی الدین فرماتے ہیں کہ ان میں سے ایک عظیم ہستی سے میں اشبیلیہ میں ملا ان کا اسم گرامی موسیٰ بن عمران تھا وہ اپنے وقت کے آقا تھے اور اس گروہ کے ایک فرد تھے کسی سے وہ اپنی کوئی حاجت طلب نہیں فرماتے تھے۔ حدیث میں ہے کہ حضور کریم علیہ التسلیم نے ارشاد فرمایا :

مَنْ تَتَقَبَّلَ لِیْ بِوَاحِدَۃٍ تَقَبَّلْتُ لَہٗ بِالْجَنَّۃِ اَنْ لَّا یَسْئَلُ اَحَدًا شَیْئًا	جو آدمی میری ایک بات مان لے میں اسے جنّت پہنچانے کی بات مانتا ہوں میری بات یہ ہے کہ وہ کسی سے کوئی چیز نہ مانگے۔

ان کا انداز کرم گستری یوں ہوتا ہے کہ جب مخلوق کو فائدہ پہنچا رہے ہوتے ہیں تو آتنی نرمی ولطف کا اظہار کرتے ہیں کہ گویا یہ فائدہ پہنچا نہیں رہے بلکہ خود فائدہ حاصل کر کے ممنون ہو رہے ہیں ، انسانی معاملات میں ان سے بڑھ کر میں نے کوئی آدمی نہیں دیکھا۔

۲۷۔ الہیون ورحمانیون، تین حضرات :۔ یہی تعداد رہتی ہے۔ بعض احوال میں ابدال سے مشابہ ہوتے ہیں حالانکہ ابدال نہیں ہوتے کتاب اللہ میں ان کی علامت یوں ہے :

وَمَا کَانَ صَلٰوتُھُمْ عِنْدَ الْبَیْتِ اِلَّا مُکَآءً وَّتَصْدِیَۃً[1]	اور کعبہ کے پاس ان کی نماز نہیں مگر سیٹی اور تالی۔

کلام اللہ کے بارے میں ان کا اعتقاد عجیب ونرالا ہوتا ہے ان سے خداوندی سرگوشیاں اور خطاب سدا جاری رہتا ہے وہ یوں سنتے ہیں گویا چٹیل پتھر پر زنجیر کھینچی جا رہی ہے یا گھنٹی بج رہی ہے یہ ہے ان حضرات عالی مقام کا مرتبہ ومقام ، رضی اللہ تعالےٰ عنہم۔

۲۸۔ ایک ہی فرد وحید :۔ یہ کبھی عورت بھی ہوتی ہے اس کی علامت :

---

[1] پ ۹ سورت الانفال

marfat.com

وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ ؕ اور وہی غالب ہے اپنے بندوں پر۔

خدا کے بغیر اسے ہر چیز پر قدرت و غلبہ حاصل ہوتا ہے۔ وہ جرات مند، بہادر، پیش رو اور حق کے متعلق کثیر الدعاوی ہوتا ہے۔ اس کی زبان سے حق ہی نکلتا ہے اور عادلانہ فیصلے ہی اس سے ظہور پذیر ہوتے ہیں۔

حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا مقام

ہمارے پیشوا حضرت عبد القادر جیلانی بغدادی اسی مقام پر فائز تھے، آپ کو بہت شکوہ حاصل تھا۔ اور حق کی طرف سے مخلوق پر قدرت و غلبہ حاصل تھا۔ آپ بڑی شان والے تھے۔ آپ کے واقعات زبان زد خلق ہیں، میری حضور غوث سے ملاقات نہ ہو سکی لیکن جو ہمارے زمانے میں اس مرتبہ پر فائز ہیں میں ان سے ملا لیکن ان صاحب سے حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور بہت سے معاملات میں بہت ہی آگے تھے۔ اب یہ صاحب بھی عالم آخرت کی طرف تشریف لے گئے ہیں مجھے یہ معلوم نہیں ہے کہ ان کے بعد اس منصب جلیلہ پر کون فائز ہوا ہے۔

۲۹۔ ہر زمانے کا مرکب و ممتزج فرد واحد رضی اللہ عنہ

۱۰۰: اس کے مقام کا اس کے دور میں دوسرا نہیں ہوتا۔ یہ عیسیٰ علیہ السلام سے مشابہت رکھنے والا ہوتا ہے۔ روح و بشر کے امتزاج سے ولادت پاتا ہے اس کا کوئی بشر باپ نہیں ہوتا۔ اس ظاہری دنیا میں اس کی مثال بلقیس تھی جو جن وانس کا ممتزج تھی۔ یہ صاحب کمال بھی دو مختلف جنسوں سے مرکب ہوتے ہیں یعنے یہ عالم برزخ کا مرد ہوا اسی سے دائماً برزخ کی اللہ تعالےٰ حفاظت فرماتے ہیں۔ ہر دور میں ایسے ایک آدمی کا وجود ضروری ہوتا ہے اس کی ولادت اسی بیان کردہ انداز سے ہوتی ہے یہ صرف ماں کے نطفے سے پیدا ہوتا ہے اگرچہ حکمائے طبیعیات کو اس لیے درمیان نہیں لایا جا سکتا کہ اس کی تخلیق بطور خارق عادت ہوتی ہے اور خارق عادت کو عادت کے پیمانوں سے نہیں ناپا کرتے۔ پھر اس خارق عادت کی ایک مثال جس کا قرآن

کہتے ہیں کہ عورت کے نطفے سے بچہ ہرگز پیدا نہیں ہوتا ہے تو ہم جواباً یہی عرض کریں گے کہ اللہ کریم ہر چیز پر قادر ہے۔ حضرت کا مطلب ہے کہ یہ فرد مرکب ممتزج بے باپ پیدا ہوتا ہے جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ...

marfat.com

پاک شاہد ہے وہ ہمارے سامنے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی صورت شریف میں موجود ہے اور دوسری مثال حضرت آدم علیہ السلام کی موجود ہے کہ ان کی تخلیق اور زیادہ حیرت انگیز ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ تو ہیں اور جناب آدم علیہ السلام کی والدہ ماجدہ بھی نہیں ہیں، تو یہ سب قدرت خداوندی کے شاہکار ہیں اور قدرت خداوندی عالم طبیعیات کی خالق ہے اس کی محتاج نہیں۔ (مترجم)

۳۰۔ ایک ہی مرد وحید جس کے دقائق سب عالم میں پھیلے ہوتے ہوتے ہیں غریب دانو کھے مقام والا ہوتا ہے۔ ہر دور میں صرف ایک ہی ہوتا ہے بعض اہل طریق پر معاملہ مشتبہ ہو جاتا ہے تو وہ اس مرد حق کو قطب سمجھنے لگتے ہیں حالانکہ یہ قطب نہیں ہوتا۔ اس مقام پر عورت بھی فائز ہو سکتی ہے۔

۳۱۔ یہ وہ عالی مقام ہیں جنہیں سقیط الرفرف کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ سیدی ابن عربی فرماتے ہیں کہ میں قونیہ میں انہیں ملا تھا۔ کتاب اللہ میں ان کے لیے آیت وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ہے۔ وہ اپنے نفس اور اپنے رب کے متعلق ہی محوِ حال رہتے ہیں، یہ عظیم شان اور کبیر حال والے ہوتے ہیں ان کی زیارت صاحب حال آدمی پر بڑی اثر انگیز ہوتی ہے وہ بڑے منکسر المزاج ہوتے ہیں۔ میں جب ان سے ملا تو صاحب عجز و انکسار پایا۔ مجھے ان کی صفات سے حیرانی ہوتی وہ بڑے صاحب حیا تھے اور ان کی زبان معارف ربانی کا گنجینہ تھی۔

۳۲۔ دو مردان غنا بوجہ ذات خدا: یہ ہر دور میں عالم انناس یعنے مراتب والے اولیاء سے ہوتے ہیں ان کی علامت کتاب اللہ میں:

فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ[1] تو اللہ سارے جہان سے بے پرواہ ہے۔

اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے اس مقام عالی کی حفاظت فرماتا ہے ان سے ایک کے لیے عالم شہادت کی امداد ہے جو آدمی بھی عالم شہادت میں غنی ہوتا ہے تو وہ اسی مرد حق کی وجہ سے ہوتا ہے۔ دوسرے کے ذمہ عالم ملکوت کی امداد ہوتی ہے۔ جسے بھی عالم ملکوت میں اللہ

---

[1] پ ۴ سورۃ آل عمران

marfat.com

غنا عطا فرماتا ہے تو وہ اسی مردِ خدا کے ذریعے ہوتی ہے یہ دونوں حضرات ایک روح علوی سے خود طالب مدد ہوتے ہیں وہ روح متحقق بالحق ہوتی ہے اسے اللہ نے غنا سے نوازا ہوتا ہے اس کی ساری دولتیں ذاتِ حق ہوتی ہے۔ اگر اس روح عالی کو بھی ساتھ ملائیں تو رجال غنا تین بن جاتے ہیں اگر آپ پردہ بشریت کو دیکھ کر شمار کریں تو رجال غنا دو ہوں گے۔ یہ صاحب غنا عورت بھی ہو سکتی ہے۔ پھر غنا کی کئی قسمیں ہیں۔ غنی نفس، غنی باللہ، وہ غنی جسے اللہ کریم نے دولتِ غنا سے نوازا ہے۔ حضرت ابن عربی فرماتے ہیں کہ ہمیں ان تینوں کو پہچاننے کے لیے اللہ نے لطافت سے نوازا ہے۔

۲۳۔ وہ فردِ وحید جو ہر جی میں اپنا دل بکرار پہنچاتا ہے اس سے زیادہ عجیب حال والا کوئی آدمی مردانِ خدا میں نہیں ہے اور اس گوہر نایاب سے زیادہ کسی کو معرفتِ خداوندی عارفانِ خدا میں سے حاصل نہیں، وہ پیکرِ خشیت و تقویٰ ہوتا ہے۔ میں نے اس کی تلاش کی، پایا اور استفادہ کیا۔ کتاب اللہ میں اس گوہرِ مقصود کی علامت:

لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَّهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ[۱] — اس جیسا کوئی نہیں اور وہی سنتا دیکھتا ہے۔

ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ[۲] — پھر ہم نے ان پر الٹ کر حملہ کر دیا۔

ہم نے مشاہدہ کیا کہ اس مردِ حق کے پٹھے (فرائص کندھے کا گوشت) خوفِ خدا سے کانپتے ہی رہتے تھے۔

۲۴۔ عین تحکیم و زوائد کے دس عظیم المرتبت مردانِ حق:۔ یہ ہر دور میں اسی تعداد میں ہوتے ہیں ان کا مقام دعا میں خوشی کی زبان سے انتہائی خصوصیت کا اظہار ہے غیب ان کے لیے شہادت ہوتا ہے:۔ ان کا حال غیب پر ایمان کی زیادتی اور اور اس غیب کو حاصل کرنے کا یقین ہے، غیب ان کے لیے غیب نہیں بلکہ ہر غیب ان کے

۱۔ پ ۲۵ سورۃ الشوریٰ ۔ ۲۔ پ ۱۵ سورۃ بنی اسرائیل۔

marfat.com

لیے عالم شہادت ہے اور ہر حال ان کے لیے عبادت ہے۔ جب بھی کوئی غیب ان کے سامنے مقام شہادت پاتا ہے تو ایک اور غیب کے حصول کے لیے ان کا ایمان اور قوی ہو جاتا ہے اور اسے حاصل کرنے کا یقین بڑھنے لگتا ہے۔ کلام اللہ میں ان کی علامات یہ آیات ہیں:

وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِی عِلْمًا[1]	کہ اے میرے رب مجھے علم زیادہ دے۔
لِیَزْدَادُوْٓا اِیْمَانًا مَّعَ اِیْمَانِهِمْ[2]	تاکہ انہیں یقین پر یقین بڑھے۔
فَزَادَتْهُمْ اِیْمَانًا وَّهُمْ یَسْتَبْشِرُوْنَ[3]	ان کے ایمان کو اس نے ترقی دی اور وہ خوشیاں منا رہے ہیں۔

نیز یہ ارشاد کہ:

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ[4]	اور اے محبوب جب تم سے میرے بندے مجھے پوچھیں تو میں نزدیک ہوں۔

۳۵۔ بارہ نفوس قدسیہ جو ابدال نہیں بلکہ بدلاء ہیں یہ ہمیشہ بارہ ہی رہتے ہیں انہیں اس لیے بدلاء کہتے ہیں کہ اگر صرف ان میں سے ایک موجود ہو تو وہ سب کا کام پورا کر دیتا ہے ان کا مقام انتہائی خصوصیت سے خوشی کی زبان کے ساتھ دعا میں اظہار ہے ان کا حال غیب پر ایمان کی زیادتی اور اس غیب کے حصول کا یقین ہے۔

۳۶۔ پانچ مردان اشتیاق یہ حضرات طریق خدا کے بادشاہ ہیں وجود عالم کی حفاظت انہی کے باجود وجودوں کی مرہون احسان ہے ان کی علامت قرآن حکیم میں:

حَافِظُوْا عَلَی الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰی[5]	نگہبانی اور سب نمازوں کی اور بیچ کی نماز کی۔

وہ رات دن ہر وقت نماز میں مصروف رہتے ہیں۔ سیدی محی الدین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت صالح بربری رضی اللہ عنہ انہی میں سے تھے میں ان سے ملا صاحب

---

[1] پ ۱۶ طٰہٰ [2] پ ۲۶ الفتح [3] پ ۱۱ التوبہ [4] پ ۲ البقرۃ [5] پ ۲ البقرہ۔

marfat.com

سے لطف اندوز ہوا اور ان کے وجود سے وفات تک نفع کی دولت سمیٹی۔ حضرت ابو عبداللہ مہدوی جنہوں نے شہر فاس کو مزین فرما رکھا تھا اسی گروہ عالی سے تھے اور ان کی صحبت کے بھی میں نے مزے لوٹے تھے۔

۳۷ ہر دور کے چھ نفوس قدسیہ ۱۰۱ احمد سبتی رضی اللہ تعالےٰ عنہ اسی جماعت مقدسہ کے ایک فرد جلیل تھے۔ سیدی ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں انہیں ۵۹۹ھ میں نماز جمعہ کے بعد طواف کرتے ہوئے ملا طواف کرتے ہوتے ہی میں نے کئی سوال کیے اور انہوں نے مجھے جوابات سے نوازا، دوران طواف ان کی رُوح میرے سامنے لباس جسم پہن کر حسی دنیا میں نظر نواز ہوئی۔ جس طرح حضرت جبرئیل علیہ السلام ایک بدوی کی شکل میں متشکل ہو کر (حضور علیہ السلام کی خدمت میں) حاضر ہوئے تھے اس جماعت قدسیہ کو ہر چھ سمتوں پر جہاں بھی وجود انسان کی منور یزیاں ہیں غلبہ و شکوہ حاصل ہے حضرت ابن عربی فرماتے ہیں مجھے بتایا گیا تھا کہ ان حضرات سے ایک صاحب ارزن روم کے باشیوں میں تشریف فرماتے تھے میں انہیں پہچانتا ہوں اور ان سے مل چکا ہوں، وہ میری بڑی تعظیم فرماتے اور مجھے بہت کچھ سمجھتے، میں انہیں دمشق، سواس، ملطیہ اور قیصریہ میں ملا۔ وہ مدت تک میری خدمت کرتے رہے وہ اپنی والدہ کے بہت فرمانبردار تھے، میں حران کے مقام پر ان کے ساتھ ان کی ماں کو بھی ملا۔ میں نے جن لوگوں کو دیکھا ہے ان میں سے وہ سب سے زیادہ اپنی والدہ کے تابع فرمان تھے۔ یہ صاحب مال تھے عرصہ ہوا دمشق میں ان سے میں جدا ہو گیا مجھے معلوم نہیں کہ اب وہ زندہ ہیں یا وفات فرما چکے ہیں۔

قصہ کوتاہ اس جہاں میں ہر امر محصور کے لیے اللہ کے معدود بندے ہوتے ہیں۔ جن کے ذریعے اللہ کریم اس امر کی حفاظت فرماتے ہیں۔

(اب قسم اوّل ختم ہے اس قسم میں حضرت نبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان اولیاء کرام کا ذکر فرمایا جن کی تعداد مقرر ہے اب قسم ثانی ملاحظہ ہو)۔

marfat.com

دوسری قسم

وہ اولیائے عالی مقام جن کے لیے عدد متعین نہیں

حضرت ابن عربی رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس باب (قسم اوّل) میں ہم ایسے اولیائے کرام کا ذکر کر چکے ہیں جن کا مخصوص عدد ہوتا ہے اور ہر زمانے میں وہ اسی تعداد میں پائے جاتے ہیں اب ہم ان مردان حق کا تذکرہ کرنے والے ہیں جن کی تعداد مقرر نہیں ہوتی بلکہ ہر دور میں ان میں کمی وبیشی ہوتی رہتی ہے۔

۱۔ ملامتیہ حضرات رضی اللہ تعالےٰ عنہم :۔ انہیں ملامیہ بھی کہتے ہیں وہ اولیائے طریقت اور ائمہ طُرق خداوندی کے مولا وآقا ہوتے ہیں سیدالعالم بھی اسی جماعت سے ہوتا ہے سیّد عالم حضور سیّد کل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، یہ دراصل حکماء ہیں۔ جو امور کو اپنے مقامات پر نہ صرف متعیّن فرماتے ہیں بلکہ انہیں پختگی بھی عطا فرماتے ہیں، اسباب کو اپنے اماکن پر براجماں کرتے اور نامناسب محلات سے الگ کرتے ہیں ان کی ترتیب اشیاء بالکل ترتیب خداوندی کے مطابق ہوتی ہے جو دارِ اوّل کے لیے مناسب ہے اسے دارِ اوّل کے لیے چھوڑتے ہیں اور جو دارِ آخرت کے لیے موزوں ہے اسے دارِ آخرت کے لیے چھوڑتے ہیں، یہ اشیاء کو نظرِ خداوندی سے ملاحظہ فرماتے ہیں کیا مجال کہ حقائق میں خلط ملط کریں، ملامیہ مجہول الاقدار لوگ ہیں انہیں ان کا وہ آقا ہی پہچان سکتا ہے جس نے انھیں اس مقام پر فائز ہونے کی خصوصیت عطا فرمائی ہوتی ہے ان کی تعداد غیر متعیّن ہوتی ہے بڑھتے گھٹتے رہتے ہیں۔

۲۔ فقراء :۔ ان کی بھی مقررہ تعداد نہیں ہوتی ان میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے۔ مولا کریم نے سب موجودات کے شرف اور اپنی ذات کے بطور شاہد کے ارشاد فرمایا:

یَا اَیُّھَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ اِلَی اللّٰہِ۔[1] اے لوگو! تم سب اللہ کے محتاج ہو۔

---

[1] پ ۲۲ الفاطر

marfat.com

حضرت ابو یزید بسطامی نے عرض کیا میرے مولا ! میں تیرے تقرب کا کسے ذریعہ قرار دوں؟ جواب ملا اس چیز کو ذریعہ بنا جو مجھ میں نہیں ہے یعنی عاجزی و مسکینی کو اس کی تائید ملاحظہ ہو ارشاد ہوتا ہے :

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ؎ — اور میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا۔

عبادت سے مراد یہاں عاجزی و ذلت ہے مطلب یہ ہوا کہ وہ میرے سامنے عاجزی و بے مائیگی کا اظہار کریں۔ (عبادت اصطلاحی میں بھی اظہار عاجزی ہی ہوتا ہے کہ انسان محض دربار خداوندی میں حاضری کے لیے جسم کو پاک کرتا ہے، پاک لباس زیب تن کرتا اور پھر پاک جگہ کا انتخاب کرتا ہے پھر یکسوئی کے لیے رو بقبلہ ہو جاتا ہے پھر تضرع و عاجزی کا مجسمہ بن کر ہاتھ باندھ لیتا ہے پھر عاجزی میں اضافہ کرتے ہوئے گھٹنوں پر جھک جاتا ہے پھر عاجزی اور بے مائیگی کی تکمیل کے لیے اپنا معزز ترین عضو چہرہ زمین پر رکھ دیتا ہے اور زبان سے عظمت خداوندی کے گن گانے لگتا ہے یعنی زبان و عمل سے عاجزی و مسکینی اور ذلت و صغار کا بے مثل اعتراف کرتا ہے اور غالباً اسی عاجزی و انکساری کے پیشِ نظر نماز باقی فرائض سے ہر حیثیت میں مقدم قرار پاتی ہے۔) مترجم

۳۔ صوفیہ رضوان اللہ علیہم :۔ یہ اصحاب مکارمِ اخلاق بھی بیش و کم ہوتے رہتے ہیں منقول ہے کہ :

مَنْ زَادَ عَلَيْكَ فِي الْأَخْلَاقِ زَادَ عَلَيْكَ فِي التَّصَوُّفِ

(جو تم سے اخلاق میں آگے ہے وہ تصوف میں بھی آگے ہے)

ان کا مقام ایک قلب کی صورت میں مجتمع ہو جاتا ہے ان کی زندگی سے تین باتیں خارج ہوتی ہیں وہ کبھی بھی لی (میرے لیے)، عندی (میرے پاس)، متاعی (میرا سامان) نہیں کہتے یہی تین باتیں ہیں جو بطور مضاف الیہ لی، عندی اور متاعی میں استعمال

ؒ پ۲۷ سورۃ الذاریات

marfat.com

ہوئی ہیں) مترجم

مطلب یہ ہے کہ اپنی جانوں کی طرف کسی چیز کو منسوب نہیں کرتے ، یعنے مخلوق سے الگ ان کی کوئی ملکیت نہیں ہے اور سب ماسوی اللہ کے ساتھ اپنی مملوکہ چیزوں میں شریک ہیں اور جو لوگوں کی اشیاء ہیں ان میں یہ حضرات خود کو شریک نہیں سمجھتے وہ اس مقام پر فائز ہو کہ اپنی اشیاء میں دوسروں کو تو شریک سمجھتے ہیں مگر دوسروں سے ان کی اشیاء کا مطالبہ نہیں کرتے ، یہ حضرات اپنے اختیار سے اظہارِ کرامات فرماتے ہیں تاکہ مقام ضرورت پر اپنی کرامات کے ذریعے دین کی صحت و تصدیق پر دلیل پیش کرسکیں ، ہم نے اس جماعت قدسیہ سے ایسی باتوں کا مشاہدہ کیا ہے ، ان میں وہ باکمال بھی ہیں کہ یہ خارقِ عادت کرامات ان سے یوں ظہور پذیر ہوتی ہیں گویا یہ ان کی عادت شریفہ ہیں اور خرقِ عادت نہیں ہیں ۔ وہ پانی پر یوں چلتے اور ہوا میں یوں اُڑتے ہیں جیسے انسان اور جانور زمین پر چلتے ہیں ۔

۴ . عباد رضی اللہ تعالےٰ عنہم : ۔ یہ بالخصوص اہل فرائض ہوتے ہیں فرائض ہی ادا کرتے ہیں ۔ مولا کریم جل مجدہ نے ان کی یوں تعریف فرمائی :

وَكَانُوا لَنَا عٰبِدِيْنَ ۔ اور وہ میری بندگی کرتے ہیں ۔

ان میں سے ایک گروہ وہ ہے جو پہاڑوں ، گھاٹیوں ، ساحلوں اور وادیوں میں دنیا سے کٹ کر رہتا ہے انہیں سیاح کہتے ہیں ، ایک گروہ گھر میں رہ کر نماز باجماعت کی پابندی کرتا ہے اور اپنے نفس سے جہاد میں مصروف رہتا ہے ، کچھ اسباب کے قائل ہوتے ہیں ، کچھ اسباب کی طرف مائل نہیں ہوتے ، عباد حضرات ظاہر و باطن کے صلحا ہوتے ہیں ، بغض و کینہ ، حرص و لالچ اور بے راہ روی سے دور اور نفور رہتے ہیں ، ان سب اوصاف ذمیمہ سے دور اور اوصاف محمودہ کے قریب ہوتے ہیں (مطلب یہ ہے کہ اوصاف ذمیمہ متعلقہ صفت کا افراطی پہلو ہوتا ہے یا تفریطی پہلو ، تو اوصاف محمودہ کا مطلب یہ ہوا کہ متعلقہ صفت میں وہ اعتدال پیدا کر کے محمود بن جاتے ہیں اوصاف میں

لہ پ ۱۷ سورۃ الانبیاء ۔

marfat.com

افراط و تفریط اور اعتدال کے متعلق اخلاقیات پر مشتمل کتب میں تفصیلات موجود ہیں۔ مترجم

۴ - معارف الہیہ :- اسرار خداوندی، مطالعہ ملکوت اور پڑھی جانے والی آیات خداوندی کا فہم انہیں مشہود ہوتا ہے، قیامت اور اس کے احوال، اسی طرح جنت اور دوزخ کا مشاہدہ کرتے ہیں ان کی آنکھوں سے آنسو جاری رہتے ہیں:

تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ	ان کی کروٹیں جدا ہیں خوابگاہوں سے اور اپنے رب
يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا	کو پکارتے ہیں ڈرتے اور اُمید کرتے ہیں۔
وَتَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً اِذَا خَاطَبَهُمُ	گڑگڑاتے اور آہستہ۔ جب جاہل ان سے بات
الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا۔ وَاِذَا	کرتے ہیں تو کہتے ہیں بس سلام۔ جب بیہودہ پر گزرتے
مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا يَبِيْتُوْنَ	ہیں اپنی عزت سنبھالے گزر جاتے ہیں۔ رات کاٹتے
لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا	ہیں اپنے رب کے لیے سجدے اور قیام میں۔

قیامت کے خوف نے ان کی نیندیں اچاٹ کر دی ہیں، میدان نجات میں گوئے سبقت لے جانے کے لیے انہوں نے روزے رکھ رکھ اپنی کمیں سکیڑ رکھی ہیں۔

اِذَا اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ	جب خرچ کرتے ہیں نہ حد سے بڑھیں اور نہ تنگی کریں
يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ	اور ان دونوں کے بیچ اعتدال پر رہیں۔
قَوَامًا	

حضرت ابومسلم خولانی کی حیرت انگیز عبادت

وہ باطل اور گناہ کی دنیا سے بے خبر ہیں وہ کارندے ہیں کیسے کارندے! تعظیم و عظمت سے عمل حق کے کارندے، حضرت ابومسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ عباد کے سرکردہ بزرگ تھے وہ رات نماز میں قیام فرماتے جب تھک جاتے تو اپنے پاؤں کو لاٹھی سے پیٹتے اور پاؤں کو خطاب کرتے ہوئے فرماتے میری سواری کی نسبت تم مار کھانے کے زیادہ مستحق ہو۔ کیا صحابہ مصطفٰے علیہ التحیۃ والثنا۔ یہ سمجھیں گے

لہ پ ۲۱ سورۃ السجدۃ ۔ ۲ پ ۹ سورۃ الاعراف ۔ ۳ پ ۱۹ سورۃ الفرقان ۔ ۴ پ ۱۹ سورۃ الفرقان ۔ ۵ پ ۱۹

سورۃ الفرقان ۔ ۶ پ ۱۹ سورۃ الفرقان

marfat.com

کہ صرف وہ ہی ہمارے پیغمبر حضور علیہ السلام کے صدقہ سے عظیم المرتبہ ہوتے ہیں؛ نہیں ایسی بات نہیں ہو گی ہم میدان عمل میں دوڑیں گے تاکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو پتہ چلے کہ وہ پیچھے مرد چھوڑ آتے ہیں، شیخ اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ اس طبقہ کے لاتعداد لوگوں سے ہماری ملاقات ہوتی اور ان کے ذکر پاک سے ہماری کتابیں بھی بھری پڑی ہیں۔ ہم نے ان کے وہ احوال دیکھے کہ کتابوں کے اوراق کی تنگ دامانی ان کے بیان کے لیے کافی نہیں

۵۔ زہاد گرامی قدر رضی اللہ عنہم :۔ یہ وہ حضرات ہیں جنہوں نے قدرت و طاقت کے باوجود دنیا ترک کر دی ہے (ترک اختیاری ہے اضطراری نہیں) ہمارے بزرگ اس مسئلہ میں مختلف آراء رکھتے ہیں کہ اگر کسی کے پاس دنیا کی کوئی چیز نہیں لیکن وہ دنیا کی طلب اور جمع پر قادر ہے مگر پھر جمع نہیں کرتا تو کیا وہ زاہد ہے یا نہیں؛ کچھ حضرات نے اسے زاہد گردانا ہے اور کچھ نے کہا ہے کہ ترک و زہد صرف اس میں ہے جو پاس ہے ۔ چونکہ اس آدمی کے پاس قدرت ہے مگر دنیا موجود نہیں ہے لہٰذا یہ زاہد نہیں ہے ہو سکتا ہے کہ اسے دنیا مل جائے تو یہ زہد و ورع اختیار نہ کر سکے۔ جماعت زہاد کے عظیم قائد حضرت ابراہیم بن ادہم تھے جن کا واقعہ مشہور و معلوم ہے ، انہوں نے زہد کے لیے بخارا کی بادشاہی چھوڑ دی تھی)۔ مترجم

اولیائے اُمت کی زہد پروریاں اور بے نیازیاں

شیخ اکبر فرماتے ہیں کہ میرے ایک ماموں بھی اس متبرک طبقہ سے تھے ان کا نام یحیٰی بن یغان تھا اور وہ تلمسان کے شاہ تھے۔ ان کے دور میں اپنے وقت کے عظیم زاہد فقیہ اور عابد حضرت ابو عبداللہ تونسی رحمۃ اللہ تعالٰی تلمسان سے باہر عباد کے مقام پر ایک مسجد میں دنیا سے الگ تھلگ محو عبادت رہا کرتے تھے۔ ان کی قبر زیارت گاہ انام ہے ، یہ بزرگ شہر تلمسان میں سے گزر رہے تھے

marfat.com

کر اموں یحییٰ بن یغان مذکور اپنے خدام اور جاہ و حشم کے ساتھ انہیں مل گئے۔ یحییٰ کو لوگوں نے بتایا کہ زاہد وقت حضرت ابو عبد اللہ تونسی یہی ہیں۔ انہوں نے اپنے گھوڑے کی لگام تھام لی اور جناب شیخ کو سلام پیش کیا، حضرت نے سلام کا جواب دیا، شاہ نے بڑا قیمتی حلہ زیب تن کر رکھا تھا حضرت سے پوچھا کہ جناب! یہ کپڑے جو میں نے پہن رکھے ہیں کیا ان میں میری نماز ہو سکتی ہے؟ حضرت ہنسے، شاہ نے کہا آپ کس لیے ہنس رہے ہیں؟ جواب میں فرمایا تیری عقل کی بے مائیگی، اپنی جان اور اپنے حال سے بے خبری پر مجھے ہنسی آئی ہے میرے پاس سوائے کتے کے اور کوئی چیز نہیں جس سے تجھے تشبیہ دے سکوں کہ کتا مردار کے خون میں لوٹتا ہے اسے گندگیوں اور نجاستوں سمیت کھاتا ہے مگر جب پیشاب کرنا چاہتا ہے تو ٹانگ اٹھا لیتا ہے تاکہ اسے پیشاب نہ لگے دیکھئے غلاظت سے تو بچتا نہیں جو مردار کی شکل میں موجود ہے اور اپنے پیشاب سے بچنے کی بھرپور کوشش کرتا ہے مترجم: تیرا وجود تو حرام سے بھرا ہوا برتن ہے سوال کپڑوں کے متعلق کر رہا ہے یہ نہیں دیکھا کہ تیری گردن سے بندگانِ خدا کے خلاف کتنے مظالم وابستہ ہیں؟ حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ شاہ پر گریہ طاری ہوا وہ گھوڑے سے اتر پڑے اور اسی وقت اپنی حکومت سے دست کش ہو گئے، شیخ گرامی کے دامن سے وابستہ ہوئے حضرت شیخ نے شاہ کو اپنے پاس تین دن ٹھہرایا پھر انہیں رسی دے کر فرمانے لگے، شاہ! اب دعوت کے دن گزر گئے اٹھیے اور لکڑیاں بیچا کیجیے۔ شاہ اپنے سر پر لکڑیاں اٹھائے جب شہر میں داخل ہوتے تو لوگ انہیں دیکھ کر رونے لگتے، شاہ لکڑیاں بیچ کر صرف ایک دن کی غذا لیتے اور بقیہ رقم صدقہ کر دیتے اسی طرح اس شہر میں زندگی گزار کر عالم بقا کی راہ لی حضرت شیخ کے احاطہ مزار سے باہر دفن ہوئے ان کی قبر آج اہل نظر کی زیارت گاہ بنی ہوئی ہے، جب لوگ حضرت شیخ ابو عبد اللہؒ کی خدمت میں دعا کے لیے حاضر ہوتے تو آپ فرماتے یحییٰ بن یغان سے دعا کراؤ کیونکہ وہ شاہ بھی

marfat.com

ہیں اور زاہد بھی، اگر مجھے حکومت کی آزمائش میں ان کی طرح ڈالا جاتا تو شائد میں زہد کا راستہ نہ اپنا سکتا۔

۷۔ حضرات رجال الماء رضی اللہ تعالے عنہم :- یہ حضرات سمندروں اور دریاؤں کی گہرائیوں میں اتر کر عبادت وحضوری سے لطف اندوز ہوتے ہیں یہ ہر کسی کو معلوم نہیں ہوتے۔ حضرت ابوالبدر تماسکی بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ جیسے ثقہ و عارف اور حافظ وضابط شخص نے طریقت کے امام وقت حضرت ابوسعود بن شبل سے یہ روایت بیان کی کہ وہ فرماتے تھے کہ میں بغداد کے مشہور دریا دجلہ کے کنارے پر تھا کہ دفعتہً میرے دل میں یہ خیال آیا کیا اللہ کے ایسے بندے بھی ہیں جو پانی میں اس کی عبادت کرتے ہیں، ابھی اس خیال کا دل میں گزر ہی ہوا تھا کہ دریا پھٹ گیا ایک شخص سامنے آیا اور کہا ہاں ابوسعود ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو پانی میں اللہ تعالے کی عبادت کرتے ہیں اور میں بھی انہی میں سے ہوں، میں تکریت کا باشندہ تھا اور وہاں سے یہاں آگیا ہوں کیونکہ وہاں اتنے دنوں کے بعد یہ واقعہ ہونے والا ہے وبات بتائی جو وہاں ہونے والی تھی پھر دفعتہً پانی میں وہ شخص غائب ہو گیا۔ جب اس کے کہنے کے مطابق پندرہ دن گزرے تو جس طرح وہ واقعہ حضرت ابوالسعود کو اس شخص نے بتایا تھا بعینہ ہوا، وقت سے پہلے ہی ہونے والے واقعہ کی اس نے صحیح صحیح اطلاع دے دی۔

۸۔ افراد رضوان اللہ علیہم :- ان کی کوئی خاص تعداد نہیں ہوتی زبان شرع میں یہ مقربین ہیں اس طبقہ کے ایک عظیم بزرگ حضور غوث اعظم بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھی محمد اوانی معروف بہ ابن قائد بغداد کے علاقہ اوانہ کے رہنے والے تھے، حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالے عنہ انہیں معربد الحضرۃ (دربار کا تندخو) کے نام سے یاد فرماتے حضور غوث جو مردانِ حق کے طریق کے حاکم ہیں فرماتے ہیں کہ ابن قائد رحمۃ اللہ تعالے افراد میں شامل ہیں یہ حضرات قطب کے دائرہ سے باہر نکل جانے والے ہوتے ہیں، حضرت خضر علیہ السلام اسی طبقہ کے ایک فرد ہیں، فرشتوں میں ان کی مثال وہ عظیم المرتبت فرشتے ہیں جن کی روحیں جلالِ

marfat.com

خداوندی میں حیران و سرگردان ہیں انہیں کروبی کہا جاتا ہے، اور بارِ خداوندی میں سدا معتکف رہتے ہیں اس کی ذات عالی کے بغیر کسی کو نہیں پہچانتے، جس کی معرفت رکھتے ہیں اس کے بغیر کسی اور کا مشاہدہ نہیں کرتے، (مشاہدۂ خداوندی میں محو رہتے ہیں) ان کی جانوں کو خود ان کی ذاتوں کا علم نہیں ہوتا۔ صدیقیت اور نبوت شرعیہ کے درمیان ان کا مقام و درجہ ہے یہ ایک عظیم مقام ہے جسے اکثر اہل طریقت بھی نہیں جانتے۔

۹۔ امناء رضی اللہ عنہم :۔ حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اِنَّ لِلّٰہِ اُمَنَاءَ (اللہ کے کچھ امین بندے بھی ہیں) حضرت ابو عبیدہ ابن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق فرمایا کہ وہ اس اُمّت کے امین ہیں، جماعت امناء ہمیشہ اولیاء کے ملامیۃ گروہ سے منتخب کی جاتی ہے۔ یہ ملامیۃ کے اکابر اور خواص ہوتے ہیں۔ ان کے احوال اس لیے معلوم نہیں ہو سکتے کہ یہ مخلوق کے ساتھ معلوم اور عادتی احکام کے مطابق سلوک کرتے ہیں یہی احکام مطلوب ایمان ہیں مطلب یہ کہ فرضیت کے طور پر جو اوامر و نواہی ہیں وہ ان پر ہی کاربند رہتے ہیں، جب قیامت کا دن ہوگا تو ان کے احوال و مقامات مخلوق کے سامنے ظاہر ہوں گے کیونکہ یہ درِ نایاب دنیا میں تو لوگوں سے مخفی رہتے تھے۔

حضور کے اس ارشاد کا کہ اللہ کے کچھ امین بندے بھی ہیں، یہی مطلب ہے کہ وہ مذکورہ بالا احکام کے امین ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ جناب خضر علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام کے سامنے ظاہر ہونے کا حکم نہ دیتا تو نہ وہ خود ظاہر ہوتے اور نہ ان معارف کا ظہور ہوتا۔ جو ان سے ظاہر ہوئے کیونکہ خضر بھی تو امین ہیں۔ یہ باقی طبقاتِ اولیاء سے اس صفت میں ممتاز ہیں کہ وہ یہ نہیں پہچانتے کہ ان کے دوسرے ساتھیوں کے پاس کون سے معارف ہیں بلکہ وہ دوسرے ساتھی کو ایک عام مومن سمجھتے ہیں۔ یہ بات صرف ان مقدس نفوس کے لیے خاص ہے۔

۱۰۔ قراء رضی اللہ عنہم :۔ ان کی کوئی خاص تعداد نہیں ہوتی۔ نبی کریم علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ اہل قرآن ہی اہل اللہ اور خاصانِ خدا ہیں۔ اسی بنا پر اس گروہ کو اولیائے کرام نے

marfat.com

اہل اللہ اور بندگانِ خاص کہا ہے۔ ان لوگوں نے عمل کے ذریعے قرآن کو یاد کر رکھا ہوتا ہے اور اس کے حروف کے بھی حافظ ہوتے ہیں تو وہ حفظ و عمل سے عظمتِ قرآن کو ظاہر کرتے ہیں حضرت ابو یزید بسطامی رضی اللہ تعالےٰ عنہ اسی گروہ پاک سے تھے۔ اہل قرآن وہ ہے جس کا خلق قرآن بن گیا ہو، اور جو اہلِ قرآن ہو جاتا ہے وہ لازماً اہل اللہ میں شامل ہے کیونکہ قرآن کلام اللہ ہے (حضرت کا مطلب یہ ہے کہ قرآن صفت خداوندی ہے اور کسی بندے کا خلق ہی قرآن بن جاتا ہے تو اس میں اللہ کریم کی ایک صفت بطور عکس پیدا ہو جاتی ہے اور اس صفت کی وجہ سے کلام کا حقیقی موصوف یعنی اللہ اسے اپنے خواص میں شامل فرما لیتا ہے۔ مترجم) حضرت سہل بن عبداللہ تُستری کو صرف چھ سال کی عمر میں یہ مقام مل گیا تھا۔

۱۱۔ احباب رضوان اللہ علیہم :۔ ان کی تعداد بھی متعین نہیں ہوتی، بلکہ کمی و بیشی ہوتی رہتی ہے۔ اس گروہ کے متعلق ارشاد ربانی ہے :

فَسَوْفَ يَأْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ	تو عنقریب اللہ ایسے لوگ لائے گا کہ وہ اللہ کے
يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ	پیارے اور اللہ ان کا پیارا۔

چونکہ یہ محبان خدا ہیں اسی لیے ان کی آزمائش ہوتی ہے اور یہ محبوبان خدا بھی ہیں اس لیے ان کا انتخاب اور چناؤ ہوتا ہے اور انہیں اجتباء و اصطفا کے تاج بھی پہنائے جاتے ہیں۔ اس جماعت مقدسہ کی دو قسمیں ہیں۔ ایک قسم وہ ہے جن پر ابتداء سے ہی نقوش محبت ثبت ہیں۔

اور دوسری قسم وہ ہے جنہیں محبت نبوی کی ذرہ پروریاں اور کرم گستریاں اللہ کریم نے اپنے محبوب رحیم کی طاعت میں اس لیے لگا دیا ہے کہ وہ طاعت خداوندی ہے اور طاعت مصطفوی میں بطور تحفہ انہیں محبت خداوندی دے دی ہے۔ خود ذات بے مثل کا ارشاد ہے :

لہ پ سورۃ المائدہ۔

marfat.com

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ — جس نے رسول کا حکم مانا بیشک اس نے رسول کا حکم مانا۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ارشاد ہوا کہ:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ — اے محبوب تم فرما دو کہ لوگو! اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو

فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ — تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا۔

تو یہ محبت نبوی ہی ہے جو یہ نتیجہ لے آتی ہے جو پہلے حاصل نہیں تھا اگرچہ یہ سارے لوگ احباب تھے یہ ایک دوسرے کے مقامات کو جانتے ہیں۔ مقامات اولیاء میں سے ہر مقام میں اہل مقام فاضل ومفضول ہوتے ہیں احباب کی علامت صفاء قلب ہے کیا مجال کہ وہاں کدورت راہ پا سکے وہ اس قدم پر ثابت رہتے ہیں ڈگمگاتے نہیں اور اس کائنات کے اندر ان کا سلوک معیار شرع کے مطابق ہوتا ہے۔ شرع کے ہاں محمود ہے تو محمود ہی کہیں گے وہاں مذموم ہے تو مذموم کہیں گے۔ ان کا معاملہ ادب اسلامی کے مطابق ہوتا ہے۔ ان کی محبت اللہ کے لیے اور دشمنی بھی اللہ کے لیے ہوتی ہے۔ جو اس مقام کا داعی ہوتا ہے اللہ اسے فرماتے ہیں کہ میرے بندے کبھی تو نے کوئی عمل میرے لیے بھی کیا ہے؟ تو وہ بندہ جواب دیتا ہے اللہ میں نے نمازیں پڑھی ہیں اور جہاد کیا ہے یہ کیا ہے اور وہ کیا ہے وہ بہت سے افعال خیر بتائے گا۔ اللہ جواباً ارشاد فرمائیں گے یہ سب اعمال تیرے لیے تھے، بندہ عرض کرے گا۔ اللہ! ارشاد فرمایئے وہ عمل کون سا ہے جو آپ کے لیے ہے؟ اللہ ارشاد فرمائیں گے کیا تو نے خاص میرے لیے کسی ولی سے دوستی رکھی یا صرف میرے لیے کسی دشمن سے دشمنی رکھی ہے یہی تو محبوب کے لیے ایثار ہے۔ فرمان الٰہی ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ — اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ۔ تم انہیں خبریں پہنچاتے ہو دوستی سے۔

نیز فرمایا:

---

۱ پ۵ النساء۔ ۲ پ۳ آل عمران ۔۳ پ۲۸ الممتحنہ۔

marfat.com

لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِیْرَتَهُمْ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ وَاَیَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ	تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں ان سے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کی اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرما دیا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد کی ۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ یہ حضرات اہل تائید اور اصحاب قوت ہیں حدیث پاک میں آتا ہے :

وَجَبَتْ مَحَبَّتِیْ لِلْمُتَحَابِّیْنَ فِیَّ وَالْمُتَجَالِسِیْنَ فِیَّ وَالْمُتَبَاذِلِیْنَ فِیَّ وَالْمُتَزَاوِرِیْنَ فِیَّ ۔	میری محبت ان لوگوں کے لیے ضروری ہے جو محض میری خاطر ایک دوسرے کی محبت کے اسیر ہیں ، اور جو محض میرے لیے باہم مجلسیں لگا کر بیٹھتے ہیں اور جو صرف میرے لیے ایک دوسرے پر خرچ کرتے ہیں اور جو صرف میرے لیے ایک دوسرے کی زیارت کرتے ہیں ۔

۱۲۔ محدثون رضوان اللہ علیہم : ۔ حضرت فاروق اعظم اسی جماعت قدسیہ کے فرد وحید ہیں ۔ حضرت ابن عربی فرماتے ہیں کہ ابو العباس خشاب اور ابو ذکریا بجائی جو مقام معرہ پر تشریف فرما ہیں اور معرہ دیر بقرہ میں عمر بن عبدالعزیز کے زاویہ میں واقع ہے دونوں اسی جماعت سے تھے ۔ محدث دو قسم کے ہوتے ہیں ایک گروہ وہ ہے جن کے ساتھ پردے کے پیچھے سے باتیں ہوتی ہیں ۔ ارشاد خداوندی ہے :

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ یُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ ۔ اور کسی آدمی کو نہیں پہنچتا کہ اللہ اس سے کلام فرماتے

لہ پ ۲۸ سورۃ المجادلہ

marfat.com

إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِن وَرَاءِ حِجَابٍ ۔ مگر وحی کے طور پر یا یوں کہ وہ بشر پردۂ عظمت کے ادھر ہو اس قسم میں بہت سے طبقات ہیں ۔ دوسرا گروہ وہ ہے جن کے دلوں اور کبھی ان کے کانوں میں ارواح ملکیہ باتیں ڈال دیتی ہے اور کبھی ان کے سامنے لکھ کر پیش کر دیتی ہیں یہ سب محدث ہیں وہ جماعت جن سے رُوحیں باتیں کرتی ہیں تو ان کے مقام تک پہنچنے کے لیے نفسی ریاضتیں اور بدنی مجاہدے بے پناہ ضروری ہیں خواہ ان کا انداز کوئی بھی ہو ۔ کیونکہ جانیں جب طبیعت کی کدورت سے منزہ ہو جاتیں تو وہ اپنے لیے مناسب دنیا سے مل جاتی ہیں پھر انہیں بھی علوم اسرار ملکوت اسی طرح حاصل ہوتے ہیں جو فرشتوں کی ارواح عالیہ کو حاصل ہوتے ہیں، ان روحوں میں بھی سارے جہان کے معانی منقوش ہو جاتے ہیں اور ان کی روحانی طاقت سے غیب شہادت بن جاتے ہیں ۔ رُوحیں اگر کسی معاملے میں باہم ایک جیسی ہوں پھر بھی ہر ایک کا ایک الگ مقام ہوتا ہے اور الگ درجے اور طبقات ہوتے ہیں کچھ کبیر ہیں اور کچھ اکبر، جبریل اگرچہ اکابر میں شامل ہیں لیکن میکائیل ان سے بڑے ہیں اور ان کا منصب ان سے اونچا ہے ۔ جناب اسرافیل حضرت میکائیل سے بڑے ہیں، حضرت جبریل جناب عزائیل سے مرتبہ میں بڑے ہیں تو ولی خدا جس کا دل حضرت اسرافیل کے دل جیسا ہے اسے اسرافیلی مدد ملتی ہے ۔ تو یہ ولی ان اولیاء سے افضل ہوگا جن کا دل میکائیلی دل ہے اب گروہ محدثین کی بات کیجیے تو ہر محدث کو اس کے مناسب روح باتیں بتاتی ہے، بیشمار محدث ایسے ہیں جو بات کرنے والے کو نہیں جانتے، کیونکہ انہوں نے اپنی جانوں کو اس حد تک طبیعت سے خاص اور صاف کر لیا ہے اور عناصر و ارکان کی تاثیر سے اتنا بلند کر دیا ہے کہ اس نفس کو بدنی مزاج پر فوقیت حاصل ہو گئی ہے (اب انہیں آواز سے غرض ہے عناصر سے نہیں)، کچھ لوگوں نے حدیث و بات کو اتنی مقدار میں ہی کافی سمجھا ہے لیکن دار آخرت میں یہ حدیث و بات شہادتِ ایمانی کی شرط نہیں ہے کیونکہ یہ صرف تخلیص نفسی ہے ہاں اگر محدث تخلیص طبعی دینے والی سب صفتیں، شرعی طریقے، اتباع

marfat.com

لہ پ ۲۵ سورت شوریٰ آیت ۵۱

نبوی اور ایمان محکم کے ذریعے پیدا کرے تو پھر اس حدیث کے ساتھ سعادت مل جائے گی اگر اب نبوی ارشادات کے ساتھ ارشادات خداوندی بھی وہ سماع کرنے لگ جائے تو محدثین کے اعلیٰ طبقے میں شمار ہونے لگ جائے گا۔

۱۳۔ اخلاء رضوان اللہ علیہم: ان میں بھی کمی و بیشی ہوتی رہتی ہے ارشاد خداوندی ہے:

وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا — اور اللہ نے ابراہیم کو اپنا گہرا دوست بنایا۔
(سورۃ النساء۔ پ ۵)

حضور کریم نے ارشاد فرمایا:

لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلًا لَاتَّخَذْتُ اَبَا بَكْرٍ خَلِيْلًا وَلٰكِنَّ صَاحِبَكُمْ خَلِيْلُ اللّٰهِ — اگر میں کسی کو خلیل بنانے والا ہوتا تو میں ابوبکر کو خلیل بناتا۔ لیکن تمہارا محبوب تو خلیل اللہ ہے۔

۱۴۔ السمراء رضوان اللہ عنہم: ان کا عدد محدود نہیں ہوتا یہ محدثین کی ہی ایک قسم ہے لیکن وہ عظیم المرتبت قسم کہ یہ ارواح ملکیہ سے باتیں نہیں کرتے ان کی باتیں تو اللہ تعالےٰ کے ساتھ ہوتی ہیں۔

۱۵۔ ورثہ رضوان اللہ علیہم اجمعین: ان کی تین قسم ہیں: (۱) اپنی جان پر زیادتی کرنے والے۔ (۲) میانہ رو۔ (۳) نیکیوں میں آگے بڑھنے والے۔ تینوں کا ذکر اس آیت کریمہ میں ہے:

ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ — پھر ہم نے کتاب کا وارث کیا اپنے چنے ہوئے بندوں کو تو ان میں کوئی اپنی جان پر ظلم کرتا ہے اور ان میں کوئی میانہ چال پر ہے اور ان میں کوئی وہ ہے جو اللہ کے حکم سے بھلائیوں میں سبقت لے گیا یہی بڑا فضل ہے۔

(پ ۲۲ سورہ فاطر آیت ۳۲)

حضور اقدس صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

marfat.com

اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَاءِ ہو۔ علماء انبیاء کے وارث ہیں۔

اللہ کریم کا آیت میں چنیدہ وارث کو اپنی جان پر ظلم و زیادتی کرنے والا قرار دینا دراصل حضرت ابو الدرداء اور ان جیسے دیگر لوگوں کی طرف اشارہ فرمانا ہے جنہوں نے اپنی جانوں پر ان جانوں کی بہتری کے لیے ہی زیادتی کی ہے یہ محض اس لیے ایسا کرتے رہے تاکہ آخرت میں اپنی جانوں کو سعادت سے ہمکنار کر سکیں، اب ذرا اس زیادتی اور ظلم کی تشریح ملاحظہ ہو حضور سید المرسلین علیہ صلوات رب العالمین کا ارشاد گرامی ہے:

اِنَّ لِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَلِعَيْنِكَ عَلَيْكَ حَقًّا یقیناً تیری جان کا بھی تجھ پر حق ہے اور تیری آنکھ کا بھی تجھ پر حق ہے۔

اب اگر ایک انسان ہمیشہ روزے رکھتا ہے اور رات بھر جاگتا رہتا ہے اور نیند کا نام تک نہیں لیتا تو وہ اپنی جان کا حق بھی مارتا ہے اور اپنی آنکھ کا حق بھی ادا نہیں کرتا (کیونکہ روزوں نے اس کی جان کو کھانے پینے سے روکا اور کھانا پینا جان کا حق تھا اس طرح سونا آنکھ کا حق تھا اور اس نے بیدار رہ کر حق تلفی کی۔ مترجم) لیکن یہ ظلم و زیادتی جان اور آنکھ کی بہتری کے لیے اس سے سرزد ہوتی اسی لیے اللہ کریم نے فرمایا کہ وہ اپنے نفس کے لیے زیادتی کرنے والا (ظَالِمٌ لِّنَفْسِہٖ) ہے اس زیادتی سے مراد یہاں ارادے اور عزیمت کو پورا کرنا ہے اور سختیاں جھیلنا ہے، تاکہ آخرت کے عذاب سے جان اور آنکھ نجات پا سکے (کیونکہ طبعاً نفس رخصت شعار اور سستی پسند واقع ہوا ہے، لہٰذا کمزوروں کے لیے سنت نے دونوں معاملوں میں سختی کرنا یا رخصت قبول کرنا) کی اجازت دے دی ہے۔ اس ظَالِمٌ لِّنَفْسِہٖ سے مراد وہ ظالم نہیں جسے شرع شریف قابل مذمت سمجھتی ہے۔ کیونکہ وہ ظلم تو مقام اصطفاء سے الگ ہے۔ اب رہا کتاب کا دوسرا وارث جسے قرآن نے مقتصد (میانہ رو) سے تعبیر کیا ہے تو یہ وہ ہے جو نفس کو دنیا دی راحتیں اس کے حق کے طور پر دیتا ہے تاکہ نفس ان نعمتوں کو پا کر اپنے رب کریم کی خدمت

marfat.com

کے لیے آمادہ ہو سکے اور نیکی کے اعمال بھی ادا کر سکے اور راحت بھی حاصل کر سکے۔ گویا مقتصد پختہ ارادے والے عامل اور رخصت قبول کرنے والے کارندے کے درمیان واقع ہو گا۔ مقتصد اگر قیام رات میں مشغول ہو تو وہ متہجد (سونے والا) بھی ہو گا کیونکہ وہ نماز کے لیے قیام بھی کرتا ہے اور آرام کے لیے سوتا بھی ہے اسی طرح وہ باقی کاموں میں بھی میانہ رو ہوتا ہے۔ اب رہے خیرات و حسنات میں آگے نکل جانے والے جو ورثہ کی تیسری قسم ہے تو یہ حضرات عمل کی طرف لپک پڑتے ہیں حالانکہ عمل کا ابھی وقت بھی شروع نہیں ہوتا وہ اس لیے ایسا کرتے ہیں تاکہ پوری طرح تیار اور مستعد رہیں اور جونہی وقت آئے تو فوراً کام شروع کر دیں اور کسی مانع کا وجود اس وقت نہ رہے اس کی مثالیں ملاحظہ ہوں۔ نماز کے وقت سے پہلے وضو کر لینا، اسی طرح نماز کے وقت سے پہلے نماز کے انتظار کے لیے مسجد میں آ بیٹھنا، اب جونہی وقت داخل ہو گا تو اسے وضو بھی ہو گا اور مسجد میں بھی موجود ہو گا، اب نماز کی فرض ادائیگی میں سبقت لے جائے گا، اسی طرح اگر اس کے پاس مال ہے اور وہ اس کی زکوٰۃ نکالتا ہے سال کی آخری رات میں زکوٰۃ کا مال متعین کر کے مستحق زکوٰۃ کو اگلے سال کے پہلے لمحے میں بذریعہ عامل زکوٰۃ ادا کر دیتا ہے تو یہ بھی السابق بالخیر ہو گا۔ یہی حال سب اعمال کا ہے جن کی ادائیگی میں وہ جلدی کرتا ہے

بلال رضی اللہ تعالے عنہ حسنات و خیرات کا منبع

؛ جیسا کہ خود ذاتِ مصطفوی نے جناب بلال رضی اللہ تعالے عنہ سے پوچھا بِمَ سَبَقْتَنِیْ اِلَی الْجَنَّۃِ؛ (آپ مجھ سے پہلے جنت کیسے پہنچے) حضرت بلال نے عرض کیا کہ حضور! میں جونہی بے وضو ہوتا ہوں تو وضو کر لیتا ہوں اور جب بھی وضو کرتا ہوں تو دو رکعت نماز پڑھ لیتا ہوں حضور علیہ السلام نے فرمایا تو پھر ان دو نیکیوں سے ہی ایسا ہوا ہے۔ بس ایسی چیزیں اور ان جیسے اعمال ہی حسنات کی طرف پہلے لے جانے والے ہیں حضور امام انبیاء

marfat.com

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جوانی اور نوعمری مشرکوں میں اسی حال حسنات کی طرف جلدی میں گزری حالانکہ آپ شرعاً مکلف نہ تھے پھر بھی آپ سب سے کٹ کر رب کی طرف متوجہ ہوئے تنہائی اختیار فرمائی حسنات و خیرات اور مکارم اخلاق میں مسابقت فرماتے رہے حتیٰ کہ اللہ کریم نے رسالت عطا فرمائی۔

تیسری قسم

سابقہ معدود اور غیر معدود اقسام کی طرف مضاف ہونے والے اصحاب ولایت حضرات:

۱۔ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام: ۔ اللہ انہیں ولایتِ نبوت عطا فرماتے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ نے اپنی ذات کے لیے بنایا ہوتا ہے اور اپنی خدمت کے لیے چنا ہوتا ہے سب بندوں کو چھوڑ کر انہیں اپنی سرکار کے لیے مختص کیا ہوتا ہے ان کی ذاتوں کے لیے مخصوص عبادت مشروع فرمائی ہوتی ہے اور انہیں یہ حکم نہیں ہوتا کہ وجوبی انداز سے وہ دوسروں کی عبادتوں کو کریں تو یہ نبوت کا مقام ولایت کا ایک خاص مقام ہوتا ہے وہ اللہ کی طرف سے ایسی شریعت لے کر آتے ہیں جو ان کے لیے کچھ معاملات کو حلال اور کچھ کو حرام قرار دیتی ہے اور یہ احکام ان ہی سے خاص ہوتے ہیں۔ کیونکہ یہ دارِ دنیا جو موت و زندگی کا گھر ہے۔ اس میں ایسا ہی ہوتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

اَلَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوۃَ لِیَبْلُوَکُمْ[1]	وہ جس نے موت اور زندگی پیدا کی کہ تمہاری جانچ ہو۔

یہاں جو لفظ ابتلاء ہے اس سے مراد تکلیف شرعی ہے (اور یہی تکلیف شرعی ہے جس پر نبی اپنے دور میں عمل فرماتے ہیں اور یہ شرعی احکام ان سے خاص رہتے ہیں۔ مترجم) نتیجہ یہ نکلا کہ ولایت نبوت عامہ ہے اور تشریعی نبوت نبوتِ خاصہ ہے (آپ پیچھے

---

[1] الملک ب ۲۹

marfat.com

حضرت محی الدین ابن عربی اور دیگر محقق صوفیا رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ارشادات تفصیلاً پڑھ چکے ہیں کہ نبی کے لیے اعلانِ نبوت فرض ہوتا ہے اور اظہارِ معجزہ بھی فرض ہوتا ہے لہٰذا اس کا ماننا انسانوں کے لیے فرض ہوتا ہے نبی کے نہ ماننے سے کفر لازم آتا ہے مگر اولیاء کی یہ کیفیت نہیں ہوتی، نہ ان کے لیے اعلانِ ولایت ضروری ہوتا ہے اور نہ اظہار کرامات لازم ہوتا ہے۔ وہ اپنی طرف لوگوں کو دعوت نہیں دیتے بلکہ اپنے نبی کی طرف دعوت دیتے ہیں ان کے انکار سے کفر لازم نہیں آتا۔ حضرت علامہ صرف اس حیثیت سے انہیں نبوت عامہ میں شامل فرما رہے ہیں کہ انہیں تقرب الٰہی کی وجہ سے الہامات ہوتے ہیں اور غیب کی خبریں ہوتی ہیں۔ چونکہ نبوت بھی لغتاً غیب کی خبریں دینے کے معنے رکھتی ہے لہٰذا اس عام معنے میں اس لفظ کا اطلاق غیر نبی کے لیے جائز ہے۔ لیکن اصطلاحی معنے میں جائز نہیں اور حضور علیہ السلام کے بعد کسی کو تشریعی نبی ماننا کفر صریح اور ارتداد بواح ہے اس پر قرآن و حدیث اجماع امت اور قیاس شاہد ہیں۔ مترجم)

۲۔ رسل صلوٰۃ اللہ علیہم :۔ اللہ کریم انہیں ولایتِ رسالت عطا فرماتے ہیں یہ ایسے مرسل نبی ہوتے ہیں جنہیں یا تو کچھ لوگوں کے لیے مبعوث کیا جاتا ہے یا ان کی بعثت ساری دنیا کے لیے ہوتی ہے۔ یہ دوسری قسم کی بعثت صرف نبی کرم رؤف معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حصہ ہے اللہ کریم نے جس تبلیغ کا حکم سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس آیت میں فرمایا: کہ

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ عَلَيْكَ مِن رَّبِّكَ — اے رسول پہنچا دو جو کچھ اترا تمہیں تمہارے رب کی طرف سے۔

وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ — رسول پر نہیں مگر پہنچانا۔

آپ نے اسے پورا فرما دیا۔ تو مقامِ تبلیغ کو ہی قرآن نے لفظ رسالت سے تعبیر فرمایا ہے حضرت شیخِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مقام نبوت و رسالت پر کوئی گفتگو نہیں فرمائی

marfat.com

معذرت پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مجھے یا دوسرے حضرات (اولیائے کاملین) کو جو نبی نہیں ہیں اس مقام عالی کا ذوق ہی نہیں ہے لہٰذا اس مقام عالی پر گفتگو ہمارے لیے حرام ہے ذوق ضروری ہے اگر ذوق نہ ہو تو بات نہیں بنتی اور ذوق ان دونوں مقامات (نبوت و رسالت) میں حاصل نہیں ان کے علاوہ مسائل میں ذوق ہے تو ہم ان باقی سب مسائل میں اس لیے گفتگو کر سکتے ہیں کہ اللہ کریم نے ان میں کلام سے روکا نہیں ہے۔

(حضرت ابن عربی نہ صرف اپنے بلکہ سب اولیاء کرام کی طرف سے اعلان فرماتے ہیں کہ مقام نبوت و رسالت اتنا رفیع الشان ہے کہ ہم لب کشائی نہیں کر سکتے ہمیں اتنا رفیع ذوق ہی نہیں ملا کہ ہم اس مقام کو سمجھ سکیں۔ اب ایک طرف تو یہ معیار ہے جو معیارِ اولیائے امت ہے جو معیارِ اہلِ سُنّت ہے مگر دوسری طرف ایک اور معیار بھی ہے کہ نبی اور ہم اُمتی ایک جیسے ہیں نبی کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں ہوتا، نبی کا ادب بڑے بھائی جتنا ہوتا ہے اگر نبی کا خیال نماز میں آجائے تو ...... میرا قلم ان حضرات کے الفاظ نقل کرنا بھی توہین ایمان سمجھتا ہے۔ فرمائیے معزز قارئین کہ کونسا معیار آپ کو پسند ہے اب فیصلہ آپ نے خود صادر فرمانا ہے پہلا معیار پوری اُمّت کا معیار ہے اور اصحابہ سے لے کر آج تک کی ساری اُمّت کا متفقہ معیار ہے دوسرے معیار نے بارویں صدی ہجری میں نجد کے ریگزاروں میں جنم لیا ہے اور کئی نام نہاد یونیورسٹیوں نے اسے پروان چڑھایا ہے اور کئی کٹھ پتلیوں نے اسی لئے پر رقص کیا ہے یہ نام نہاد مدعیانِ علم و حکمت ایک طرف ہیں اور ساری امت دوسری طرف ہے اب یہ آپ کا فیصلہ ہے کہ شاہراہ پر چلنا ہے یا پگڈنڈیوں پر، دریا کے ٹھنڈے میٹھے پانی کو انتخاب کرنا ہے یا ایسے گندے جوہڑ کے پانی کو، جس کا پانی ناپاک بھی ہے گدلا بھی اور کڑوا بھی، پھر سورج کی تمازت نے اسے مارِ جحیم بھی بنا رکھا ہے۔ مترجم)

۲۔ صدیقین، رضوان اللہ علیہم اجمعین:۔ اللہ کریم نے انہیں ولایتِ صدیقیت

marfat.com

عطا فرمارکھی ہوتی ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖۤ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الصِّدِّیْقُوْنَ

اور وہ جو اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لائیں وہی ہیں کامل سچے۔

صدیق وہ ہوتا ہے جو صرف مخبر صادق علیہ السلام کی خبر کو پاکر اللہ کریم اور رسول رحیم پر ایمان لے آتا ہے اس کے پاس دلیل صرف نورِ ایمان کی ہوتی ہے یہ دلیل اس کے دل کی گہرائیوں سے اٹھتی ہے اور ہر قسم کے شکوک تردّدات کو جو قولِ رسول میں پیدا ہو سکتے ہیں کاٹ کر رکھ دیتی ہے۔ یہ مقام اتنا بلند ہے کہ نبوت تشریعی اور صدیقیت میں کوئی اور مرتبہ حائل نہیں ہے ادھر صدیقوں کی بلند و بالا شخصیت سے آدمی آگے بڑھا اور ادھر مقام نبوّت کے قصرِ رفیع میں داخل ہو گیا، سیّد کل دانائے سبل علیہ السلام کے بعد نبوّت تشریعی کا داعی تو کافر ہے وہ یہ دعوے کر کے صادق و مصدوق علیہ السلام کی تکذیب کا مرتکب ہوتا ہے ہاں یہ یاد رہے کہ مقام صدیقیت سے اوپر اور مقام نبوّت تشریعی سے نیچے ایک مقام قربت ضرور ہے۔ اس کا ذکر حضرت پیچھے بھی فرما چکے ہیں اور یہاں بھی ذرا جامعیت سے بیان فرما رہے ہیں، حسبِ ارشاد شیخ اکبر یہ مقام قربت کا مقام ہے جو افراد کو عطا ہوتا ہے یہ نبوتِ تشریعی سے تو عند اللہ نیچے ہے لیکن مقامِ صدیقیت سے اوپر ہے یہ وہ مقام ہے جسے لفظ سِرّ (بھید) سے تعبیر فرمایا گیا ہے یہی سِرّ قلبِ صدیق اکبر میں جانشین ہوا تو وہ سب صدیقوں سے افضل قرار پائے اب حضور کریم رؤف ورحیم علیہ التحیۃ والتسلیم اور سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے درمیان اور کوئی صاحبِ مقام آدمی حائل نہیں کیونکہ سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ مقامِ صدیقیت اور مقام سِرّ دونوں کے جامع ہیں[1]

[1] دوسرے لفظوں میں یوں سمجھیں کہ صدیقین میں جو حضرات مقام افراد پر فائز ہوتے ہیں وہ اصحابِ سِرّ ہیں اور ان اصحابِ سِرّ کے امام امتِ مرحومہ کے امام اوّل سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہیں اب حضور علیہ السلام اور صدیق رضی اللہ عنہ کے

marfat.com

درمیان درجہ و مقام کا کوئی پردہ حائل نہیں ادھر منبعِ رسالت سے انوار نکلے اور ادھر مخزنِ صدیقیت میں ضیا پاش ہونے لگے اسی مقام سے گزرتے ہوئے علامہ اقبال نے خواب میں صدیق اکبر کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ ہمارے کام کی بنیاد اور اساس آپ کے ہاتھ میں ہے لہٰذا آپ ہمارے ناصر و چارہ گو بنیں۔ فرماتے ہیں۔

اے کہ در دستت اساس کارِ ما
چارہ فرما پئے آزارِ ما

(ہمارے معاملے اور کام کی بنیاد آپ کے ہاتھ میں ہے آپ ہی قوم کے امیرِ اوّل ہیں لہٰذا ہماری مشکلات و مصائب کے لیے کوئی چارہ تجویز فرمائیں۔)

دوسرے مقام پر اسی عقیدہ کو علامہ نے یوں بیان فرمایا ہے کہ۔ ؎

آں امن الناس بر مولائے ما
آں کلیمِ اوّلِ سینائے ما

دولتِ او کشتِ ملت را چوں ابر
ثانیٔ اسلام و غار و قبر و بدر

(صدیق وہ عظیم انسان ہیں جنہوں نے ہمارے آقا و مولا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سب سے زیادہ احسان کیے ہیں وہ ہمارے طورِ سینا (اسلام) کے سب سے پہلے کلیم ہیں ان کی دولت ملت کی کھیتی کے لیے ابرِ بہاراں کا حکم رکھتی ہے وہ اسلام، غار، قبر اور بدر میں ثانیٔ رسول ہیں۔)

فکرِ اقبالی نے سمندر کو کوزے میں بند کر دیا ہے امن الناس کے لفظ سے حضور علیہ السلام کی حدیث پاک کی طرف اشارہ ہے۔ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

میری اُمت میں مجھ پر سب سے بڑھ کر احسان کرنے والے صدیق ہیں۔۔۔۔ ان کے احسانات اللہ اتارے گا" (ترمذی جلد ۲ ص ۲۰۰ عن ابی ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ)

اقبال آپ کو طورِ سینا کا پہلا کلیم قرار دیتے ہیں کہ وہ حضور علیہ السلام کے بعد پہلے خلیفہ ہیں

marfat.com

لہٰذا حضور علیہ السلام کے بعد سب صحابہ کرام کے امام ہیں، حضور علیہ السلام کی دعوت پر سب سے پہلے لبیک کہتے ہیں غار میں حسب ارشاد قرآن ثانی اثنین ہونے کے شرف سے بھی وہی مشرف ہوتے ہیں۔ بدر کے عریشہ میں بھی محبوب برحق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انوار سدا بہار میں انہی کو محویت کی عظمت ملتی ہے اور روضہ مصطفوی جس پر جنت وعرش کی عظمتیں قربان ہیں۔ میں بھی انہیں کو ثانی ہونے کا شرف نصیب ہوتا ہے لہٰذا امت انہیں ثانی لاثانی مانتی ہے اور اقبال اسی حقیقت کو اپنے کلام میں واشگاف فرما رہے ہیں اور علامہ ابن عربی اسی حقیقت کو چہرے سے پردہ اٹھا رہے ہیں۔ مترجم)

۴. شہدا۔ رضی اللہ تعالےٰ عنہم اجمعین :۔ اللہ کریم نے ان حضرات کو ولایت شہادت سے نوازا ہوتا ہے یہ مقربین میں شامل ہیں علوم الٰہیہ کی بساط پر انہیں حضوری سے نوازا جاتا ہے۔ ارشادِ قرآنی ہے ؛

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ [۱]

اللہ نے گواہی دی کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور فرشتوں نے اور عالموں نے انصاف سے قائم ہو کر۔

دیکھا اللہ کریم نے بساطِ شہادت پر انہیں فرشتوں کے ساتھ ملا دیا، یہ حضورِ الٰہی اور عنایت ازلیہ میں منفرد اور موحد ہیں ان کی شان عجیب اور ان کا معاملہ نرالا اور غریب ہے یہ شہداء جنہیں آیت شریفہ میں عمومیت بخشی گئی علمائے ربانی ہیں جو ارشادت الٰہیہ پر علمی وسعتوں کے ساتھ ایمان لاتے ہیں مگر یہ یاد رہے کہ صدیق نور میں شہید سے آگے ہوتا ہے کیونکہ یہ عالمِ وحدت میں بذریعہ علم پہنچا ہے اور صدیق صرف ایمان سے وہاں قدم رنجہ فرما ہوتا ہے لہٰذا شہید مرتبۂ ایمان میں صدیق سے پیچھے رہ جاتا ہے مگر مرتبہ علمی میں وہ صدیق سے آگے ہوتا ہے یعنی مرتبہ علم میں مقدم اور مرتبۂ ایمان میں مؤخر۔

۵. صالحون (صلحاء) رضوان اللہ علیہم :۔ اللہ کریم ان حضرات کو ولایت صلاح

---

۱ پارہ ۳ سورت آل عمران۔

marfat.com

سے نوازتا ہے شہدار کے بعد چوتھے نمبر پر ان کا مقام آتا ہے قرآن پاک کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے :

فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ

تو اسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنے انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ۔

یہاں صالحین کو چوتھے نمبر پر ذکر کیا گیا ہے (مترجم) ہر نبی نے اپنے صالح ہونے کا ذکر بھی کیا ہے اور نبی ہوتے ہوئے بھی اپنے لیے صالح ہونے کی دعا کی ہے تو اس کا مطلب یہی ہوا کہ رتبۂ صلاح نبوت میں ایک خصوصیت کے مترادف ہے۔ یہ مرتبہ صلاحیت نبی، صدیق اور شہید کے بغیر اور لوگوں کو بھی حاصل ہوتا ہے۔ فرق یہ ہے کہ انبیاء کی صلاح ونیکی ان کے آغاز سے وابستہ ہے اور صالحون وہ ہوتے ہیں جن کے عمل اور ایمان باللہ اور ارشاداتِ خداوندی پر ایمان میں ہرگز خلل نہیں ہوتا اگر یہاں خلل راہ پا جائے تو وہ پھر صالح نہیں رہتا۔ یہی وہ مقام صلاح ہے جس کی عظمت خود عظمت مآب انبیاء نے فرمائی ہے اب جس کی صدیقیت میں خلل راہ نہ پا سکے تو وہ صدیق بھی ہے اور صالح بھی، اسی طرح جس کی شہادت تک خلل کو رسائی نہ ہو وہ شہید بھی ہے اور صالح بھی، اور جس کی نبوت تک خلل کی رسائی نہ ہو وہ نبی بھی ہے اور صالح بھی۔

۶۔ مسلمون ومسلمات رضوان اللہ علیہم اجمعین :۔ اللہ کریم نے ان حضرات کو ولایتِ اسلام سے مزین فرمایا ہوتا ہے اسلام ہر منزل من اللہ چیز کی اطاعت واتباع کا نام ہے اگر کوئی شخص اسلام کے سب لوازمات، شروط اور قواعد سے شرطِ وفا استوار کر لیتا ہے تو وہ مسلم بن جاتا ہے اگر کسی شرط میں کوتاہی کرتا ہے تو اس شرط میں عدم وفا کی وجہ سے اس شرط کا وہ مسلم نہیں رہے گا۔ سید الانبیاء علیہ التحیۃ والثناء کا ارشاد ہے :

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ

لہ پ ۵ النساء

marfat.com

(مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں)
ید کا لفظ یہاں قدرت کے معنوں میں استعمال ہوا ہے مطلب یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کے خلاف کچھ کرنے پر قادر تھا مگر حدود الٰہی کو توڑنے اور خلاف اسلام عمل کرنے سے صرف اس لیے بچ گیا کہ اسلام نے اس کی ممانعت فرمادی تھی پھر زبان کا ذکر اس لیے ضروری تھا کیونکہ بہت سے ایسے اعمال ہیں جن میں ایذاء صرف زبان کے ذریعے ہوتی ہے اور وہاں فعل وعمل کا تصور نہیں ہوتا اب شارع علیہ السلام نے ضروری قرار دیا کہ مسلمان کو اس صفت مذمومہ سے بھی خالی ہونا چاہیے۔

۷۔ مومنون ومومنات: اللہ کریم نے انہیں ولایتِ ایمان سے نوازا ہوتا ہے ایمان قول، عمل اور اعتقاد کا نام ہے۔ شرعاً اور لغتہً ایمان کی حقیقت اعتقاد ہی ہے لیکن قول و عمل کی قید شرعاً ہے لغتہً نہیں، شرعاً مومن وہی ہے جس کا قول و فعل مطابقِ اعتقاد ہو، (مطلب ہوا کہ جو کہہ رہا ہے جو کر رہا ہے دل سے بھی اسی کا قائل ہو) اسی بنا پر قرآن پاک میں ارشاد ہے:

نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ ؎ — ان کا نور دوڑتا ہوگا ان کے آگے اور ان کے داہنے۔

یہاں نور سے مراد وہ اعمال صالح ہیں جو لوگ سرکار خداوندی میں مرنے سے پہلے بھیج دیتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے مغفرت اور اجر عظیم اللہ کریم نے تیار فرما رکھا ہے، قرآنی آیت کے بعد حدیث پاک ملاحظہ ہو:

اَلْمُؤْمِنُ مَنْ اَمِنَهُ النَّاسُ عَلٰى اَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ — مومن وہ ہے جسے لوگ اپنی جانوں اور مالوں کا امین سمجھیں۔

نیز فرمان نبوی ہے۔

اَلْمُؤْمِنُ مَنْ اَمِنَ جَارُهٗ بَوَائِقَهٗ — مومن وہ ہے جس کی زیادتیوں سے پڑوسی مامون ہوں۔

؎ پ ۲۸ سورۃ التحریم

marfat.com

اب دونوں احادیث میں لوگ اور پڑوسی ارشاد ہوا ہے یہ ارشاد نہیں ہوا کہ مسلمان یا مؤمن، یعنی ایماندار سب لوگ خواہ وہ مومن ہوں یا مشرک اور اسی طرح پڑوسی خواہ وہ کوئی بھی ہوں مامون و محفوظ رہتے ہیں۔ مسلم کی تعریف میں تسلم المسلمون تھا کہ مسلمان اس سے محفوظ رہیں تو مومن کی تعریف سے کر سب لوگ اور پڑوسی اس سے مامون رہیں مسلم و مؤمن میں اطلاق و تقیید کی حیثیت سے فرق کر دیا تو ہمیں پتہ چل گیا کہ ایمان میں ایک خصوصی وصف ہے اور وہ وصف بلا دلیل تقلیدی حیثیت سے تصدیق کرنا ہے اب اس وصف کے بعد ایمان اور علم میں بھی فرق واضح ہو گیا۔

طریق خداوندی میں اہل اللہ کے نزدیک اصطلاحاً وہ انسان مؤمن ہے جس میں عند الشرع یہ دو علامتیں ہوں ان دونوں کے وجود کی صورت میں وہ مومن ہو گا پہلی علامت یہ ہے کہ لاریب ہونے میں غیب اس کے سامنے شہادت کی طرح ہو جائے اور دوسری علامت یہ ہے کہ ایمان اس سے نکل کر سارے جہان میں جاری و ساری ہو جائے جب سارے جہان میں اس کے ایمان کی سرایت ہو گی تو لوگ اسے اپنے مالوں، اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کے لیے سراپا امن و خیر سمجھیں گے اور کسی قسم کا خدشہ اس امان کے متعلق اس شخص کے خلاف ان کے دلوں میں پیدا نہ ہو گا یہ ہے وہ گوہر نایاب جسے مومن کہا جاتا ہے اگر کسی میں یہ دو علامات نہیں ہیں تو اپنے آپ کو مغالطہ میں نہ ڈالے اور اپنے آپ کو مومنوں میں شمار نہ سمجھے کیونکہ مؤمن تو وہی ہے جس کا ذکر ہم کر چکے ہیں لہ

لہ اب ذرا مومن کی **مومن** کلام اقبال سے ملاحظہ فرمائیں فرماتے ہیں۔ ؎

بندہ مومن ز آیاتِ خداست
ہر جہاں اندر بر او چوں قباست
چوں کہن گردد جہانے در برش
می دہد قرآں جہانے دیگرش

marfat.com

۸۔ قانون قانتات رضوان اللہ علیہم اجمعین : اللہ کریم نے انہیں ولایت قنوت و طاعت دے رکھی ہوتی ہے وہ ہر امر و نہی میں طاعت کیش ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

وَقُوْمُوْا لِلّٰہِ قٰنِتِیْنَ ۔ اور کھڑے ہو اللہ کے حضور ادب سے۔

قانتین کا معنے ہے تابع فرمان ، نیز فرمایا :

وَالْقٰنِتِیْنَ وَالْقٰنِتٰتِ ۔ اطاعت کیش مرد اور فرمانبردار عورتیں۔

سیدی ابن عربی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اور اللہ کے ایک نیک بندے (جن کا نام الحاج مدور یوسف الاوبجی تھا وہ ان پڑھ تھے متوجہ الی اللہ تھے اور ان لوگوں میں شامل تھے جن کی بصیرت نورانی تھی) ایک سائل کے پاس سے گزرے جو یہ کہہ رہا تھا رضائے خدا کے لیے کون کچھ دے گا۔ ایک آدمی نے درہموں کی تھیلی کھولی جو اس کے پاس تھی اور سائل کو دینے کے لیے اس سے چھوٹا سکہ تلاش کرنے لگا۔ اسے درہم کا آٹھواں حصہ ملا وہ اسے دے دیا۔ یہ نیک بندہ اسے دیکھ رہا تھا مجھے کہنے لگا جناب آپ کو پتہ ہے کہ یہ سخی کیا تلاش

مومن آدمی آیات خداوندی میں سے ایک آیت ہے اور ہر جہاں اس کے پہلو میں قبا کی طرح ہوتا ہے یعنی وہ عناصر کا حاکم ہے محکوم نہیں ، اگر ایک دنیا اس کے پہلو میں پرانی ہو جائے تو قرآن اسے ایک نیا جہاں عطا کر دیتا ہے ، یعنی

"مرد مومن خالق اعصار و دہور ہے وہ بندہ ہے مگر مولیٰ صفات ہے"

اسی کو اردو میں یوں بیان فرمایا :

کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسہ
مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی
کافر ہے تو ہے تابع تقدیر مسلمان
مومن ہے تو وہ آپ ہے تقدیرِ الٰہی (مترجم)

لہ پ۲ سورت البقرہ۔

marfat.com

کر رہا ہے ؟ میں نے جواب دیا مجھے پتہ نہیں ، اس نے کہا کہ اللہ کے ہاں جو اس کا مرتبہ ہے وہ اسے تلاش کر رہا ہے۔ کیونکہ لوجہ اللہ سائل کو دے رہا ہے تو یہ جتنا لوجہ اللہ دے گا اتنی ہی رب تعالٰی کے ہاں اس کی قیمت ہو گی۔ ہمارے نزدیک قانت وہ ہے کہ وہ اللہ کی اطاعت محض بندۂ خدا ہونے کی وجہ سے کرے اس لیے نہیں کہ اسے آخرت میں اطاعت کا اجر و ثواب ملے گا۔ تو جو اجر قانت کو ملتا ہے وہ اس کے مطلوبہ عمل کی وجہ سے ہوتا ہے جو اس حال کی وجہ سے نہیں جو قنوت نے اس پر طاری کر دیا ہے۔

۹۔ صادقون و صادقات علیہم الرضوان : اللہ نے ان کو اقوال و افعال میں ولایت صدق سے نوازا ہوتا ہے۔ فرمانِ خداوندی ہے :

رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ (پ ۲۱ سورۃ احزاب) — مسلمانوں میں کچھ وہ مرد ہیں جنہوں نے سچا کر دیا جو عہد اللہ سے کیا تھا۔

۱۰۔ صابرون و صابرات علیہم الرضوان : اللہ نے انہیں ولایت صبر عطا کر رکھی ہوتی ہے یہ وہ لوگ ہیں کہ تعین وقت کے بغیر اطاعت خداوندی کے لیے اپنی جانوں کو روکے ہوئے ہیں لہذا اللہ نے بھی پابندی وقت کے بغیر انہیں بدلے دینے کا بندوبست کر دیا۔ ارشاد ہے :

اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۔ (الزمر پ ۲۳) — صابروں کو ہی ان کا ثواب بھرپور دیا جائے گا بے گنتی۔

ان کے لیے تعین وقت اس لیے نہیں کہ انہوں نے اللہ کے ساتھ تعین وقت نہیں کیا۔ انہوں نے ہر مقام پر صبر شعاری اختیار کی جہاں صبر شعاری کی ضرورت تھی۔ اگر معاملہ امر کا ہے تو انہوں نے جانیں اس کی تعمیل میں لگا دیں۔ اگر مسئلہ نہی کا ہے تو اپنے آپ کو الگ تھلگ کر لیا یہ وہ لوگ ہیں کہ مشکلات و مصائب میں کسی غیر کے سامنے طلب و سوال کا یا شفاعت کا ہاتھ مصیبت کو دور کرنے کے لیے نہیں بڑھایا بلکہ صرف اللہ

marfat.com

۸۔ قانون قانتات رضوان اللہ علیہم اجمعین : اللہ کریم نے انہیں ولایت قنوت و طاعت دے رکھی ہوتی ہے وہ ہر امر و نہی میں طاعت کیش ہوتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا :

وَقُوْمُوْا لِلّٰہِ قٰنِتِیْنَ اور کھڑے ہو اللہ کے حضور ادب سے۔

قانتین کا معنے ہے تابع فرمان، نیز فرمایا :

وَالْقٰنِتِیْنَ وَالْقٰنِتٰتِ اطاعت کیش مرد اور فرمانبردار عورتیں۔

سیدی ابن عربی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اور اللہ کے ایک نیک بندے (جن کا نام الحاج مدور یوسف الاذبی تھا وہ ان پڑھ تھے متوجہ الی اللہ تھے اور ان لوگوں میں شامل تھے جن کی بصیرت نورانی تھی) ایک سائل کے پاس رکے جو یہ کہہ رہا تھا رضائے خدا کے لیے کون کچھ دے گا۔ ایک آدمی نے درہموں کی تھیلی کھولی جو اس کے پاس تھی اور سائل کو دینے کے لیے اس سے چھوٹا سکہ تلاش کرنے لگا۔ اسے درہم کا آٹھوں حصہ ملا وہ اسے دے دیا۔ یہ نیک بندہ اسے دیکھ رہا تھا مجھے کہنے لگا جناب آپ کو پتہ ہے کہ یہ سخی کیا تلاش

مومن آدمی آیات خداوندی میں سے ایک آیت ہے اور ہر جہاں اس کے پہلو میں قبا کی طرح ہوتا ہے یعنی وہ عناصر کا حاکم ہے محکوم نہیں، اگر ایک دنیا اس کے پہلو میں پرانی ہو جائے تو قرآن اسے ایک نیا جہان عطا کر دیتا ہے : یعنی

م د مومن خالق اعصار و دہور ہے وہ بندہ ہے گر مولیٰ صفات ہے"

اسی کو اردو میں یوں بیان فرمایا :

کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسہ
مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی
کافر ہے تو ہے تابع تقدیر مسلمان
مومن ہے تو وہ آپ ہے تقدیر الٰہی مترجم)

ے پ سورت البقرہ۔

marfat.com

کر رہا ہے ؟ میں نے جواب دیا مجھے پتہ نہیں ، اس نے کہا کہ اللہ کے ہاں جو اس کا مرتبہ ہے وہ اسے تلاش کر رہا ہے۔ کیونکہ لوجہ اللہ سائل کو دے رہا ہے تو یہ جتنا لوجہ اللہ دے گا اتنی ہی رب تعالیٰ کے ہاں اس کی قیمت ہو گی۔ ہمارے نزدیک قانت وہ ہے کہ وہ اللہ کی اطاعت محض بندہ خدا ہونے کی وجہ سے کرے۔ اس لیے نہیں کہ اسے آخرت میں اطاعت کا اجر و ثواب ملے گا۔ تو جو اجر قانت کو ملتا ہے وہ اس کے مطلوب عمل کی وجہ سے ہوتا ہے جو اس حال کی وجہ سے نہیں جو قنوت نے اس پر طاری کر دیا ہے۔

۹۔ صادقون و صادقات علیہم الرضوان : اللہ نے ان کو اقوال و افعال میں ولایت صدق سے نوازا ہوتا ہے۔ فرمانِ خداوندی ہے :

رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ (پ ۲۱ سورۃ احزاب) مسلمانوں میں کچھ وہ مرد ہیں جنھوں نے سچا کر دیا جو عہد اللہ سے کیا تھا۔

۱۰۔ صابرون و صابرات علیہم الرضوان : اللہ نے انہیں ولایتِ صبر عطا کر رکھی ہوتی ہے یہ وہ لوگ ہیں کہ تعیین وقت کے بغیر اطاعت خداوندی کے لیے اپنی جانوں کو روکے ہوئے ہیں لہٰذا اللہ نے بھی پابندی وقت کے بغیر انہیں بدلے دینے کا بندوبست کر دیا۔ ارشاد ہے :

اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۔ (الزمر پ ۲۳) صابروں کو ہی ان کا ثواب بھرپور دیا جائے گا بے گنتی۔

ان کے لیے تعین وقت اس لیے نہیں کہ انہوں نے اللہ کے ساتھ تعین وقت نہیں کیا۔ انہوں نے ہر مقام پر صبر شعاری اختیار کی جہاں صبر شعاری کی ضرورت تھی۔ اگر معاملہ امر کا ہے تو انہوں نے جانیں اس کی تعمیل میں لگا دیں۔ اگر مسئلہ نہی کا ہے تو اپنے آپ کو الگ تھلگ کر لیا یہ وہ لوگ ہیں کہ مشکلات و مصائب میں کسی غیر کے سامنے طلب و سوال کا یا شفاعت کا ہاتھ مصیبت کو دور کرنے کے لیے نہیں بڑھایا بلکہ صرف اللہ

marfat.com

سے معیبت دور کرنے کے لیے التجا کی جو خلاف صبر نہیں ہے۔ آپ ملاحظہ فرمائیں جناب ایوب علیہ السلام رفع بلا کے لیے اپنے اللہ کے سامنے التجا کرتے ہوئے درخواست کرتے ہیں۔

مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ؎ مجھے تکلیف پہنچی اور تو سب مہربانیوں سے بڑھ کر مہربانی ہے۔

اب درخواست اللہ سے ہے اے ارحم الرحمین کہتے ہیں اس کلمے میں اسباب کا اثبات کر دیا اور اسی کلمے میں انہوں نے رفع بلا کی درخواست بھی پیش کر دی اللہ کریم نے ان کی دعا قبول فرمائی تکلیف دور کر دی اور فاستجبنا ( ) کہہ کر ثابت کر دیا کہ ان کی دعا رفع بلا کے لیے تھی پھر ان کے ضرر کو دور کر دیا اور اس کے باوجود ان کے صبر کی تعریف فرمائی اور ان کے صبر کی شہادت دی۔ فرمایا۔

اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا نِعْمَ الْعَبْدُ اِنَّهٗ اَوَّابٌ ؎ بیشک ہم نے اسے صابر پایا کیا اچھا بندہ، بیشک وہ بہت رجوع لانے والا ہے۔

مطلب یہ ہوا کہ ابتلا میں ان کا وجود صرف ہماری طرف تھا اور عبودیت کی بنا پر بھی ان کی تعریف کی اگر دفع ضرر اور رفع بلا میں اللہ کریم سے دعا مانگنا بھی طریق ولایت میں مطلوب و مشروع صبر کے خلاف ہوتا۔ تو اللہ تعالیٰ ایوب علیہ السلام کے صبر کی تعریف نہ کرتے جو کہ فرمائی ہے۔ بلکہ ہم تو سرکار خداوندی میں اسے بے ادبی سمجھتے ہیں کہ بندہ اللہ سے رفع بلا کی دعا نہ کرے۔ کیونکہ اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ قہر الٰہی کا مقابلہ اپنے صبر و قوت سے کرنا چاہتا ہے۔ ایک عارف کا ارشاد ہے، اللہ مجھے بھوک دیتا ہے تاکہ میں اس کے سامنے رو لوں۔ عارف میں اگرچہ قوتِ صبر یہ ہوتی ہے پھر بھی وہ ضعف او عبودیت اور حسن ادب کے میدان کی طرف دوڑتا ہے۔ کیونکہ حقیقی قوت تو سب اللہ تعالیٰ کی ہے۔ اب وہ رفعِ بلا کی التجائیں کرتا ہے اور وقوع بلا کا وہم ہو تو اس سے

؎ پ۱۷ سورت الانبیاء - ؎ پ۲۳ سورت ص -

marfat.com

بچاؤ کی درخواستیں پیش کرتا ہے۔ یہ سب باتیں رضا بالقضا کے خلاف نہیں ہیں۔ کیونکہ قضا میں آزمائش سے اصل مقتضی مراد ہوتا ہے قضا مراد نہیں ہوتی پس وہ راضی بالقضاء ہو کر مقتضی بہ دجس کی قضا ہوتی ہے) کے دور کرنے کا سوال کرتا ہے اور راضی و صابر ہو جاتا ہے یہی وہ صابر لوگ ہیں جن کی اللہ کریم تعریف فرماتے ہیں۔ ایک گرامی قدر ولی کو بھوک سے روتا دیکھا گیا تو انہیں کہا گیا، آپ اتنے عظیم المرتبت ہو کر بھی رو رہے ہیں! تو فرمانے لگے اس ذات اقدس نے اسی لیے تو بھوک لگائی ہے کہ میں اس کی سرکار میں زاری کروں۔ یہ کلمہ عالم باللہ۔ عارفِ نفس و رب اور محققِ راہ خدا کا ہی ہو سکتا ہے۔

۱۱۔ خاشعون و خاشعات :۔ اللہ کریم انہیں ولایتِ خشوع و عاجزی عطا فرماتا ہے عبودیت کی عاجزی ان کی ذاتوں سے وابستہ ہوتی ہے تاکہ دارِ دنیا میں ان کے دلوں پر دلیل ربوبیت جلوہ ریز ہو سکے۔

۱۲۔ متصدقون و متصدقات :۔ اللہ کریم انہیں اپنی جود کی ولایت عطا فرماتی ہوتی ہے تاکہ وہ دوسروں کے لیے سراپا جود بن سکیں اور جن معاملات میں خلق محتاجِ خدا ہے ان معاملات میں وہ نمائندگانِ خدا بن کر ان کی دستگیری کریں کیونکہ وہ غنائے خداوندی کے موصوف ہیں لہٰذا خلق کو اللہ کریم نے ان کا محتاج بنا دیا ہے۔

۱۳۔ صائمون و صائمات :۔ وہ اس امساک کی ولایت کے شاہ ہیں جو انہیں اللہ کے ہاں سب چیزوں پر برتری دیتا ہے اللہ کریم نے انہیں حکم دیا کہ وہ جانوں اور اعضاء کو رضائے خدا کے لیے روک لیں، اب کچھ امساک واجب ہیں اور کچھ مستحب۔

۱۴۔ حافظون و حافظات لحدود اللہ :۔ انہیں حفظ الٰہی کی ولایت میسر ہوتی ہے اسی کے ذریعے وہ قابل حفاظت معاملات کی حفاظت فرماتے ہیں ان کے دو طبقات ہیں اپنے فروج کی حفاظت کرنے والے خاص ہیں اور حدود اللہ کے محافظ عام ہیں۔

۱۵۔ ذاکرون و ذاکرات : انہیں ذکر الٰہی کی ولایت حاصل ہوتی ہے اللہ کریم انہیں

marfat.com

الہام فرماتے ہیں کہ وہ ذات حق کا ذکر کریں تاکہ وہ ان کا ذکر فرماتے۔ قرآن کا ارشاد ہے:

فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ — تو میری یاد کرو میں تمہارا چرچا کروں گا۔

اللہ کریم نے اس پاکیزہ جملہ میں اپنے ذکر کو اولیائے کرام کے ذکر سے پیچھے ذکر کیا ہے یعنے پہلے تم ذکر کرو تاکہ پھر میں تمہارا ذکر کروں۔ نیز حدیث قدسی میں ارشاد ربانی ہے:

مَنْ ذَكَرَنِي فِي نَفْسِهٖ ذَكَرْتُهٗ فِي نَفْسِيْ وَمَنْ ذَكَرَنِي فِي مَلَاءٍ ذَكَرْتُهٗ فِي مَلَاءٍ خَيْرٍ مِّنْهُ — جو مجھے اپنے جی میں یاد کرتا ہے تو میں اسے اپنے جی میں یاد فرماتا ہوں اور جو مجھے محفل میں یاد کرتا ہے تو میں اسے اس کی محفل سے بہتر محفل میں یادوں سے نوازتا ہوں۔

نیز ارشاد ہے:

مَنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ ذِرَاعًا — جو ایک بالشت میری طرف بڑھتا ہے میں اسے ایک ہاتھ کی قربت سے مقرب فرماتا ہوں۔

نیز ارشاد ہوا:

فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ — تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا۔

ذکر سب مقامات سے اعلیٰ ہے اور ذاکر وہ مردِ بزرگ ہے جسے باقی اہل مقامات پر عظمت حاصل ہوتی ہے۔

۱۶۔ تائبون و تائبات: اللہ کریم ان حضرات کو ہر حال میں اپنی طرف رجوع کی ولایت سے نوازتا ہے یا ہر ایک حال میں ایسی توبہ ملتی ہے جو ہر مقام میں ولایت سے نوازتی ہے۔ عین مخالفت سے ہٹ کر اللہ کی طرف رجوع کرنے والا تائب ہوتا ہے۔ اب اگر ایک دن میں سو دفعہ توبہ کرے گا تو سو دفعہ اس کا رجوع الی اللہ ہوگا۔ قرآنی نص کے مطابق جو نمائندہ حق ہے تنزیل خداوندی ہے جسے باطل سامنے یا پیچھے سے آکر شکست نہیں دے سکتا تائبون محبوبانِ خداوندی ہیں۔

marfat.com

۱۷۔ طہارت پسند رجال و نساء : قدوس رب نے انہیں ولایتِ تطہیر سے سرخرو فرمایا ہوتا ہے ان کی یہ تطہیر ذاتی ہوتی ہے فعلی نہیں ہوتی، یہ تنزیل کی صفت ہے۔ ملاحظہ ہو ارشادِ ربانی۔

إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَ يُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ
اللہ توبہ کرنے والوں اور پاک صاف رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

اس طرح حق میں متطہر اللہ کے بندے اولیاء ہی ہوتے ہیں کیونکہ متطہر وہ ہوتا ہے جو ہر ایسی صفت سے پاک و طاہر ہے جو اسے رب تعالیٰ کے پاس جانے سے مانع ہو اسی لیے تو نماز کے لیے بھی طہارت ضروری ٹھہری کیونکہ نماز کا مطلب مناجات کے لیے دربارِ حق میں حاضری ہے۔

۱۸۔ حمد شعار مرد اور عورتیں : ان حضرات کو صفات حمد کے عطا فرمودہ عواقب و نتائج کی ولایت پر سرفراز فرمایا جاتا ہے یہ عاقبتِ امور کے اہل ہوتے ہیں۔ ارشاد ہے:
وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ۔

بندگانِ خدا میں سے حامد وہ ہے جو حمد مطلق کو جو سب جہان کی زبانوں پر جاری و ساری ہے خواہ وہ لوگ اہل اللہ ہیں یا نہیں خواہ وہ اللہ تعالیٰ کی حمد میں رطب اللسان ہیں یا ایک دوسرے کی حمد میں مصروف۔ اللہ کریم کے لیے سمجھے کیونکہ یہ حقیقت ثابتہ ہے کہ ثنا و حمد کے نتائج و عواقب کا مرجع ذاتِ خداوندی ہے۔ حمد جس انداز سے بھی ہو گی وہ اللہ کریم کی ہی گی۔ تو وہ حامد جن کی تعریف قرآن میں ہے ایسے لوگ ہیں جو معاملات و امور کی انتہاء ابتداء میں ہی ملاحظہ فرما لیتے ہیں۔ یہ حضرات ہی اہل سوابق ہیں اللہ کی حمد کو انہوں نے یوں ابتداء دیکھ کر محبوبوں کی حمد الٰہی انہی کی حمدوں کی انتہا بنی یہ زبانِ حق سے بربنائے شہود حامد ہوئے۔

۱۹۔ سائحون ، یعنی راہِ حق کے مجاہدین و مجاہدات : رحمتِ دو عالم نبی کریم

marfat.com

علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشادِ گرامی ہے :

سِیَاحَةُ اُمَّتِیَ الْجِهَادُ فِی سَبِیْلِ اللّٰہِ۔ — میری اُمّت میں سیاحت راہِ خدا میں جہاد کرنا ہے۔

ارشادِ ربانی ہے :

اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السّٰٓائِحُوْنَ ۔ لہ — توبہ والے، عبادت والے، سراہنے والے، روزے والے۔

سیاحت یہ ہے کہ قرونِ ماضیہ کے آثار ونقوش اور اُممِ سابقہ کی تباہی عبرت کے لیے ملاحظہ کرنے کی خاطر اللہ کی زمین میں چلنا، عارفانِ خدا کو جب پتہ چلا کہ جب زمین پر ذکرِ خدا کیا جائے تو وہ فخر وناز کرتی ہے اور عارف ہمیشہ حقِ غیر کے لیے سعی وایثار کو ہی اپناتے ہیں تو انہوں نے دیکھا کہ آبادزمین تو عاقبہ الناس ذکر شعاروں سے خالی نہیں ہوتی لیکن جو ہلاکت خیز صحرا آبادیوں سے دور ہوتے ہیں وہاں کوئی انسان ذاکر نہیں ہوتا تو پھر عارفوں نے ایسے صحراؤں کی سیاحت لازم سمجھی جہاں ان جیسے لوگوں کے بغیر اور کوئی نہیں جاسکتا انہوں نے سمندروں کے کناروں اور وادیوں کی تہوں اور پہاڑوں اور گھاٹیوں کی چوٹیوں کو بھی اپنی سیاحت گاہ بنالیا پھر وہ جہاد کے لیے سرزمینِ کفر پر بھی خیمہ زن ہوئے کیونکہ نہ وہاں توحیدِ خداوندی کا اعتراف تھا اور نہ عبادتِ خداوندی کا تصور، اسی لیے سیاحت کو آقا ومولا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُمّتِ مرحومہ کے لیے جہاد قرار دیا کیونکہ اگر زمین میں کفر نہ ہو اور ذکرِ خداوندی بھی نہ ہو تو کم مغموم ومحزون ہوتی ہے اس نسبت سے کہ اس کی چھاتی پر غیر اللہ کی عبادت ہو اور کفر ہو، اب خالی زمین کی طرف محض اسے غم سے بچانے کے لیے اولیائے اُمّت بڑھے تو جو زمین عبادت غیر اللہ کی وجہ سے اس سے بڑھ کر مغموم ہو اسے خوش کرنے کے لیے کیوں نہ کوشش ہو لہٰذا اگر صرف ذکرِ خدا کے لیے سیاحت ہوگی یا عبرت وغیرہ کے لیے سیاحت ہوگی تو وہ اس سیاحت سے کم درجہ ہوگی جو راہِ خدا میں کفار ومشرکین

لہ پ ۱۱ سورت التوبہ۔

marfat.com

کے خلاف جہاد کیلیے اختیار کی جائے لیکن جہاد میں بھی ذکر خدا لازم ہے کیونکہ جہاد میں ذکرِ خدا دشمنوں کی گردنیں اڑانے سے اور اپنی گردنیں کٹوانے سے بھی افضل ہے (اس لیے کہ جہاد کا مقصد بھی تو فقط ذکرِ الٰہی تھا تو یہ ذکر کی عظمت اگر میدان جہاد میں جلوہ فرمائیاں کرنے لگے تو اور بہتر ہوگا۔ مترجم) سائحین کا مقصود ان جگہوں پر ذکرِ خدا کے جھنڈے گاڑنے ہیں جہاں غیر اللہ کی عبادت کی نحوست طاری تھی۔ ؎

ابن عربی فرماتے ہیں میں ایک بڑے سیاح ولی حضرت یوسف المغاوری الجلاؤ سے ملا تھا وہ دشمنوں کی سرزمین پر پچیس سال سیاحت فرماتے رہے اور دوسرے بزرگ جو سرحدِ پر دشمن کی گھات میں رہے وہ احمد بن ہمام الشقاق اندلسی تھے جو جبلاتیہ میں جوان ہوئے بچپن سے عابد تھے کم عمری میں عظیم سیاح ولی تھے ابھی بالغ بھی نہیں تھے کہ میدانِ سیاحت میں اترے اور وفات تک اسی راہ پر گامزن رہے۔

۲۰۔ راکعون و راکعات علیہم الرضوان : اللہ کریم نے قران میں ان کی صفت راکعین کے لفظ سے فرماتی ہے رکوع خضوع خشوع کو کہتے ہیں۔

۲۱۔ ساجدون و ساجدات : اللہ کریم انہیں دلوں کے سجدہ کی

؎ (مجاہدین راہِ خدا کے ذکر کے ترانے اقبال مرحوم نے یوں گاتے ہیں۔ ؎

شہادت ہے مقصود و مطلوب مؤمن
نہ مالِ غنیمت نہ کشور کشائی
دو نیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا
سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی
دو عالم سے بیگانہ رکھتی ہے دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی

مترجم)

marfat.com

ولایت عطا فرماتا ہے یہ دنیا اور آخرت میں سر اوپر نہیں اٹھاتے یہ قرب و وصال کا حال اور مقربین کی صفت ہے۔ سجدہ تجلی و شہود کا ہی مظہر ہوتا ہے اسی لیے اللہ کریم نے ارشاد فرمایا کہ:

وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ (العلق پ ۳۰) اور سجدہ کرو اور ہم سے قریب ہو جاؤ۔

اب سجدے کے ساتھ یہ قرب کرامت، نیکی اور احسان کا قرب ہوگا آپ نے دنیا میں بھی ملاحظہ کیا ہوگا کہ کوئی شخص جب بادشاہ کے پاس جاکر سلام کہہ کر اس کے سامنے کورنش بجا لاتا ہے تو بادشاہ کہتا ہے قریب آئیے قریب آئیے تو جو مقام قربت شاہ نے اسے دے رکھا ہوتا ہے وہ وہاں بیٹھ جاتا ہے بس ارشادِ خداوندی ہی اقترب کا مطلب ہے۔ کہ حالت سجود میں قرب مل گیا ہے اور ساجد نے مسجود کا مشاہدہ کرکے یقین کر لیا ہے کہ وہ مسجود کے سامنے ہے اور مسجود فرما رہا اور قریب آتا کہ قرب و وصال میں رعنائی مزید پیدا ہو۔ اسی بات کو اللہ کریم نے حدیث قدسی میں یوں ارشاد فرمایا ہے کہ:

مَنْ تَقَرَّبَ اِلَیَّ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ ذِرَاعًا

جو بالشت بھر میرے قرب میں آنے کی کوشش کرتا ہے میں ہاتھ بھر اس کے قریب ہو جاتا ہوں۔

جب یہ قرب و وصال حکم خداوندی سے ہو تو ساجد کے نیک ہونے اور مکرم ہونے کی بہت بڑی دلیل بن جاتا ہے کیونکہ اس طرح بنابر کشف و مشاہدہ اپنے آقا مسجود کا حکم مان رہا ہوتا ہے یہ ان عارفوں کا سجدہ ہے جن کے لیے مولا کریم نے اپنے خلیل رحیم علیہ التسلیم کو ارشاد فرمایا کہ ان حضرات اور ان جیسے اور لوگوں کے لیے اللہ کے گھر کو پاک رکھیں ارشاد ہوا:

وَطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْعَاكِفِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ۔

میرا گھر خوب ستھرا کر طواف والوں اور اعتکاف والوں اور رکوع و سجود کرنے والوں کے لیے۔

marfat.com

اور پیغمبرِ رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہوا :

فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ۔ (الحجر پ ۱۴) — تو اپنے رب کو سراہتے ہوئے اس کی پاکی بولو اور سجدہ والوں میں ہو۔ [1]

۴۲۔ امر بالمعروف کرنے والے خواتین و حضرات :۔ انہیں اللہ کریم نے معروف کے امر کرنے کی ولایت دی ہوتی ہے اب انہیں معروف کے حکم کرنے والا بھی کہہ سکتے ہیں اور ارشاداتِ خداوندی کا آمر بھی کہہ سکتے ہیں کیونکہ اللہ ہی تو وہ معروف ہے جس کا انکار نہیں کیا جاسکتا ہے ۔ ارشاد ہے ۔

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۔ (العنکبوت پ ۲۱) — اور اگر تم ان سے پوچھو کس نے بنائے آسمان اور زمین تو ضرور کہیں گے کہ اللہ نے ۔

حالانکہ یہ مشرک تھے اور خود کہتے تھے کہ ہم بتوں کی عبادت محض قربِ خدا کے لیے کرتے ہیں ۔ ارشاد ہے ۔

مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ۔ (پ ۲۳ سورۃ الزمر) — کہتے ہیں ہم تو انہیں صرف اتنی بات کے لیے پوجتے ہیں کہ ہمیں اللہ کے پاس نزدیک کر دیں ۔

اللہ کریم ہی تو ان کے نزدیک وہ معروف تھا جسے سب ملل و نحل اور سب عقول بلا اختلاف تسلیم کرتے ہیں اور اسی طرح نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ عالی ہے :

مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ ۔ — جس نے اپنے نفس کو پہچانا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا ۔

یہ معروف ہے اور جو اس کا حکم دیتا ہے وہ معروف کا حکم دیتا ہے ، تو یہ اولیائے امر

---

[1] اقبال نے ایسے ہی سجدہ قرب و وصال کے متعلق فرمایا ۔

وہ ایک سجدہ جس سے روحِ زمین کانپ جاتی ہے
اسی کو آج ترستے ہیں منبر و محراب (مترجم)

marfat.com

بالمعروف نیکی کا حکم دینے والا اعلیٰ طبقہ ہے اور جہاں بھی امر بالمعروف ہوتا ہے وہ نہی کے امر بالمعروف کے ضمن میں آتا ہے ۔

۲۳ ۔ منکر سے رو کنے والے حضرات و خواتین رضی اللہ عنہم : اللہ کریم انہیں نہی عن المنکر کی ولایت سے نوازتے ہیں منکر وہ شریک ہے جسے مشرک اپنی جہالت کی وجہ سے ثابت کرتے تھے مگر خدائے قدوس کی توحید عرفانی اسے تسلیم نہیں کر سکتی تھی لہٰذا اس کا انکار کر دیا اور یہ منکر جھوٹ قرار پایا اور اصلاً اللہ کریم کا کوئی شریک نہ بن سکا ۔

۲۴ ۔ صاحب حلم مرد اور خواتین ۔ اللہ انہیں دولتِ حلم کی ولایت عطا فرماتے ہیں حلم یہ ہے کہ باوجود قدرت کے جرم و زیادتی کا بدلہ لینے میں جلد بازی نہ کی جائے کیونکہ زیادتی کے جواب میں فوری بدلہ اس لیے ہوتا ہے کہ آپ نے اس زیادتی سے تنگی و ضجر محسوس کی ہے تو آپ نے بدلہ لیا تو حلیم نہ رہے کیونکہ حلیم تو وہ ہوتا ہے جو قادر ہونے اور کسی رکاوٹ کے نہ ہونے کے باوجود بدلہ نہیں لیتا ۔

۲۵ ۔ اَوَّاہُوْنَ رجال و نساء ، سیدی ابن عربی رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک اس صفت کی موصوف خاتون کو میں مرشانہ الزیتون میں ملا یہ شہر اندلس میں واقع ہے اس خاتون کا نام یاسمین مسنہ تھا ۔ اس جماعت کو اللہ کریم نے ولایت تاوّہ عطا فرما رکھی ہوتی ہے وہ اپنے سینوں میں سوزِ عشق پاتے ہیں تو آہیں بھرتے رہتے ہیں (لہٰذا انہیں اہل تاوّہ کہتے ہیں) اللہ کریم نے اس صفت کی بنا پر اپنے خلیل ابراہیمؑ کی تعریف فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا :

اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ ۔ بیشک ابراہیم تحمل والا بہت آہیں کرنے والا، رجوع کرنے والا ہے

اوّاہ حلیم ہی ہوتا ہے ابراہیم علیہ السلام نے جب اپنی قوم کو خود ساختہ خداؤں کی عبادت میں مصروف پایا تو وہ درد سے آہیں بھرنے لگے مگر بدلہ نہیں لیا حلم اختیار فرمایا وہ بدلہ پر قادر تھے کہ بد دعا کر سکتے تھے لیکن بد دعا نہیں فرمائی اور یہ امید رکھی کہ انہیں مستقبل میں

marfat.com

ایمان کی شاید توفیق مل جائے تو یہی بات ان کے علم کا سبب تھی اگر انہیں اپنی قوم کے متعلق نوح علیہ السلام کی قوم کی طرح ہونے کا گمان ہوتا تو آپ حلم اختیار نہ فرماتے نوح علیہ السلام نے تو فرما دیا تھا :

وَلَا يَلِدُوا إِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا[1] ۔ اور ان کی اولاد ہوگی تو وہ بھی نہ ہوگی مگر بدکار بڑی ناشکر۔

پھر آپ بھی ایسی ہی دعا کرتے ۔

۲۶۔ وہ ولایت مآب جو اللہ کے غالب آنے والے لشکر ہیں : یہ مرد بھی ہوتے ہیں اور عورتیں بھی انہیں دشمنوں پر غلبہ حاصل ہوتا ہے ارشادِ ربانی ہے :

إِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغَالِبُونَ[2] ۔ اور بیشک ہمارا ہی لشکر غالب آئے گا ۔

یہ حضرات تقویٰ، مراقبہ، حیاء، خشیت، صبر اور فقیری کے پیکر ہوتے ہیں۔ یہ وہ اصحابِ علم وایمان ہیں کہ کرامات و خارق عادات یونہی ان کے پاس ہوتی ہیں جیسے عالم کے پاس دلیل ہوتی ہے وہ اپنی کرامات سے اللہ کے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کو دور کردیتے ہیں جس طرح عالم اپنی دلیل سے شکوک و شبہات کو دور کردیتا ہے ایسے لوگ ہی جنود اللہ ہیں[3]

اگر مومن کے پاس خارق عادت نہ ہو جس کے ذریعے وہ دشمن کو دور کرسکے تو وہ مومن ضرور ہے مگر اس فوج میں شامل نہیں اس جماعت کی معرفت کی جامع بات یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی ایک ادنیٰ سے آلہ کے ذریعے دشمنوں کے دفاع اور ان سے بچاؤ پر قادر ہوتا ہے تو وہ اس فوج خداوندی کا سپاہی ہے جس کے مقدر میں غلبہ و قوت ہے ۔

---

[3] اقبال نے ایسے مردانِ حق کے لیے کہا : ؎

ما ہنوز اندر ظلامِ کائنات

او شریکِ انتظامِ کائنات

ترجمہ: کہ ہم عامی تو ابھی تک کائنات کی تاریکیوں میں پھنسے ہوئے ہیں اور وہ مردِ حق اس کائنات کے انتظام و اہتمام میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ لگا ہوا ہے (مترجم)

---

[1] سورۃ نوح پ ۲۹ [2] سورۃ صٰفّٰت پ ...

marfat.com

یہ غلبہ دراصل تائیدِ الٰہی ہوتی ہے جس کی بنا پر وہ دشمنوں پر غالب آجاتے ہیں۔ ارشادِ خداوندی ہے :

فَاَیَّدۡنَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا عَلٰی عَدُوِّهِمۡ فَاَصۡبَحُوۡا ظٰهِرِیۡنَ تو ہم نے ایمان والوں کو ان کے دشمنوں پر مدد دی تو غالب ہو گئے۔

۲۷۔ اخیار رضوان اللہ علیہم : یہ مرد بھی ہوتے ہیں اور عورتیں بھی، ارشاد ہے۔

وَاِنَّهُمۡ عِنۡدَنَا لَمِنَ الۡمُصۡطَفَیۡنَ الۡاَخۡیَارِ اور بیشک وہ ہمارے نزدیک چنے ہوئے پسندیدہ ہیں۔

انہیں اللہ کریم نے ولایت دے رکھی ہوتی ہے اور بھلائی اور نیکی ان کے جلو میں ہوتی ہے ارشادِ ربانی ہے۔

اُولٰٓئِکَ لَهُمُ الۡخَیۡرٰتُ اور انہیں کے لیے بھلائیاں ہیں۔

خیرات خیرۃ کی جمع ہے جس کا مطلب ہر چیز سے عمدہ و اعلیٰ ہے تو اخیار وہ ہوتے جو اپنے سب ہم جنسوں سے کسی ایسے امر میں آگے بڑھ جاتے ہیں جو دوسروں میں موجود نہیں ہوتا اس کا علم ذات خدا سے ہوتا ہے اور اس علم کا کوئی خاص طریقہ ہوتا ہے جو صرف ان اولیائے عالی مرتبت کو حاصل ہوتا ہے۔

۲۸۔ اوّابون رضوان اللہ علیہم : انہیں اپنے احوال اوبت الی اللہ (رجوع الی اللہ) کی ولایت حاصل ہوتی ہے ارشادِ ربانی ہے۔

فَاِنَّهٗ کَانَ لِلۡاَوَّابِیۡنَ غَفُوۡرًا تو بیشک وہ توبہ کرنے والوں کو بخشنے والا ہے۔

اب اوّاب وہ عظیم المرتبت انسان ہوگا جو دائیں بائیں سامنے اور پیچھے چاروں سمتوں سے جہاں سے شیطان آتا ہے رجوع پذیر ہو کر متوجہ الی اللہ ہو جاتے یہ حضرات اوّل و آخر سب سمتیں چھوڑ کر اللہ کریم کی طرف مڑ جاتے ہیں (یعنی وہی بات ہوتی ہے جس کا تذکرہ فقیر نے اپنے شعر میں کیا ہے۔

میں تیری یاد میں جانِ تمنا
بھری دنیا سے غافل ہو رہا ہوں

ل صف پ ۲۸ ص ۲۳ ، سورہ ص ۲۳ ، بنی اسرائیل پ ۱۵ ۔

marfat.com

۲۹۔ جماعت مخبتین رضوان اللہ علیہم :۔ یہ عورتیں بھی ہوتی ہیں اللہ نے انہیں اخبات (طمانیت و سکون) کی ولایت عطا فرمائی ہوتی ہے۔ ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا۔

وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ ؕ مگر یہ چاہتا ہوں کہ میرے دل کو قرار آجائے۔

یعنے میرا دل سکون پا سکے خبت ہموار زمین کو کہتے ہیں جو بندے اللہ کو پاکر مطمئن ہو جاتے ہیں اور ان کے دلوں میں تسکین آجاتی ہے تو وہ اس ذات سبحان کے ذریعے دولتِ اطمینان سے مشرف ہو جاتے ہیں اللہ کریم کے اسم رفیع الدرجات کے نیچے تواضع کرتے اور اس ذات اقدس کی عزت کے سامنے اپنے آپ کو بے سایہ سمجھتے ہیں یہی وہ مردانِ راہِ خدا ہیں جن کے بارے میں اللہ کریم نے اپنے محبوب رحیم علیہ التسلیم کو بشارت دینے کے متعلق ارشاد فرمایا۔

وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ عَلٰى مَآ اَصَابَهُمْ وَالْمُقِيْمِي الصَّلٰوةِ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ؕ

اور اے محبوب خوشی سنا دو ان تواضع والوں کو کہ جب اللہ کا ذکر ہوتا ہے ان کے دل ڈرنے لگتے ہیں جو افتاد پڑے اس کے سہنے والے اور نماز برپا رکھنے والے اور ہمارے دیئے سے خرچ کرتے ہیں۔

یہ ہیں صفات مخبتین

وَالْمُنِيْبُوْنَ وَالْمُنِيْبَاتُ اِلَى اللّٰهِ رِضْوَانُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ

انابت الی اللہ کی ولایت سے سرفراز ہوتے ہیں ارشاد ہے۔

اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ ؕ بیشک ابراہیم تحمل والے بہت آہیں کرنے والا، رجوع کرنے والا۔

انابت کی صفت کا وہ موصوف ہوتا ہے جو سب کچھ چھوڑ کر اللہ کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں وہ اپنے حال میں شہود ہوتے ہوئے راہِ رجوع پر چلتے ہیں اور راجع الی اللہ ہوتے ہیں۔

مُبْصِرُوْنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ مرد بھی ہوتے ہیں اور عورتیں بھی۔ انہیں ولایت الابصار عطا ہوتی ہے یہ دولتِ ابصار پرہیزگار لوگوں کی صفت خاص ہے ارشادِ

۱؎ البقرہ پ ۳ ۔ ۲؎ الحج پ ۱۷ ۔ ۳؎ ہود پ ۱۲

marfat.com

خداوندی ہے :

إِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا إِذَا مَسَّهُمْ طَائِفٌ مِّنَ الشَّيْطَانِ تَذَكَّرُوا فَإِذَا هُم مُّبْصِرُونَ
بیشک جو ڈرنے والے ہیں جب انہیں کسی شیطانی خیال کی ٹھیس لگتی ہے ہوشیار ہو جاتے ہیں اسی وقت ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔

۳۲ . مہاجرون و مہاجرات رضوان اللہ علیہم : اللہ کریم انہیں اس معنی میں ولایت ہجرت عطا فرماتے ہیں کہ انہیں الہام ہجرت ہوتا ہے اور توفیق اس راہ میں اس کی رفیق ہوتی ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے :

وَمَن يَخْرُجْ مِن بَيْتِهِ مُهَاجِرًا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ أَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ
اور جو اپنے گھر سے نکلا اللہ اور رسول کی طرف ہجرت کرتا پھر اسے موت نے آلیا تو اس کا ثواب اللہ کے ذمہ پر ہوگا۔

مہاجر وہ ہے جو ہر اس چیز سے کنارہ کش ہو جاتا ہے جسے چھوڑنے کا اللہ اور ان کے محبوب رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا ہے۔

۳۳ . سراپا خوف مرد اور عورتیں : رضوان اللہ علیہم ، وہ خوف خدا سے منبعِ ولایت اشفاق بن جاتے ہیں۔ رب کریم کا ارشاد عالی ہے :

الَّذِينَ هُم مِّنْ خَشْيَةِ رَبِّهِم مُّشْفِقُونَ
وہ جو اپنے رب کے ڈر سے سہمے ہوئے ہیں۔

یہ باب افعال سے ہے عربی محاورہ ہے۔

أَشْفَقْتُ مِنْهُ فَأَنَا مُشْفِقٌ۔
"میں اس سے بچا اور میں ڈرنے والا ہوں"

یعنے میں اس سے خوف زدہ ہو کر محتاط ہو گیا۔ ارشادِ خداوندی ملاحظہ ہو :

مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِم مُّشْفِقُونَ
اپنے رب کے عذاب سے ڈرتے ہیں بیشک

لہ الاعراف پ ۹ . ۲ النساء پ ۵ . ۳ المؤمنون پ ۱۸

marfat.com

إِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ مَأْمُوْنٍ ان کے رب کا عذاب نڈر ہونے کی چیز نہیں۔
اب یہاں معنی بھی ڈر کر محتاط رہنے والے ہی ہیں کہ وہ رب کے عذاب سے ڈرتے ہیں کہ وہ کہیں انہیں نہ آ لے، جو اس صفتِ اشفاق کے موصوف مشفق اولیاء وہ ہوتے ہیں جو اپنی جان پر تبدیلی و انقلاب سے خوف زدہ رہتے ہیں اب اگر اللہ کریم کی طرف سے انہیں بشارت مل جاتی ہے تو وہ اللہ کی مخلوق کے لیے یوں اللہ کریم کے عذاب سے ڈرانے کا ذریعہ بن جاتے ہیں جس طرح انبیاء کرام علیہم السلام اپنی امتوں کے لیے خوفِ خداوندی کا ذریعہ تھے۔

۴۴۔ عہد خداوندی کو پورا کرنے والے مرد اور خواتین رضوان اللہ علیہم، اللہ کریم انہیں ایفائے عہد کی ولایت سے نوازتے ہیں۔ ارشاد ہے:

وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ إِذَا عَاهَدُوْا اور اپنا قول پورا کرنے والے جب عہد کریں۔

نیز اللہ کریم جل مجدہ نے فرمایا:

اَلَّذِيْنَ يُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَلَا يَنْقُضُوْنَ الْمِيْثَاقَ۔ اور جو اللہ کا عہد پورا کرتے ہیں اور قول باندھ کر پھرتے نہیں۔

یہ وہ حضرات ہیں کہ عہد میں غدر کی نحوست نہیں لاتے وفا اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں کی عادت ہوتی ہے اگر کوئی بندۂ خدا ان امور کو جن کا اللہ کریم نے اسے مکلف بنایا ہے صحیح طریقے سے اپنے جملہ حالات میں ادا کرتا ہے یا اکثر اس ادائیگی کو نبھاتا ہے تو وہ وفا شعار ہے اور وہ جادۂ وفا پر قدم پیما ہے۔ اللہ کریم نے فرمایا:

وَإِبْرَاهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰى۔ اور ابراہیم کے جو احکام پورے بجا لایا۔

نیز ارشاد ہوا:

وَمَنْ أَوْفٰى بِمَا عَاهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ أَجْرًا عَظِيْمًا۔ اور جس نے پورا کیا وہ عہد جو اس نے اللہ سے کیا تھا تو بہت جلد اللہ اسے بڑا ثواب دے گا۔

لہ پ البقرہ۔ سہ پ الرعد۔ سہ پ النجم۔ سہ پ الفتح۔

marfat.com

یہ وہ حضرات ہیں جو اللہ تعالیٰ کے چھپے ہوئے اسرار کو تاڑتے اور جھانکتے ہیں عربی میں
اَذنَی الشَّیِٔ، اَشرَفَ کے معنےٰ میں آتا ہے جسے اردو میں ہم جھانکنا یا تاڑنا کہتے ہیں، جو
امور مکلفہ میں وفا کی ان عظمتوں کو پالے اور اللہ کریم نے معارف وعلوم کے جو خزانے
معمور فرمارکھے ہیں انہیں جھانکنے لگ جائے تو وہ مردِ حق دنی کہلاتا ہے۔

۳۵۔ واصلون وواصلات: جسے ملانے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اسے ملانے
کی توفیق کی ولایت سے اللہ کریم نوازتے ہیں۔ ارشادِ باری ہے:

وَالَّذِیْنَ یَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰہُ بِہٖٓ اَنْ یُّوْصَلَ۔ اور وہ جو کہ جوڑتے ہیں اسے جن کے جوڑنے کا اللہ نے حکم دیا۔

مراد یہاں صلہ رحمی ہے نیز وہ مؤمن جو ان سے قطع تعلق کرتے ہیں یہ ان سے بھی راہِ وصل کی
تلاش کرتے ہیں کہ انھیں سلام کہہ دیتے ہیں پھر اس سے بڑھ کر احسان کر دیتے ہیں اور جو
جرم ان سے سرزد ہوتے ہیں یہ ان کا مواخذہ نہیں فرماتے بلکہ درگزر کر جاتے ہیں اور
منہ پھیر کر چلے جاتے ہیں یہ صرف ان لوگوں سے قطع تعلق کرتے ہیں جن سے الگ
ہو جانے کا اللہ نے حکم دیا ہوتا ہے باقی سب لوگوں سے ان کا وصال ہی رہتا ہے
لیکن حکمِ الٰہی کے مطابق بھی جب مقاطعہ فرماتے ہیں تو ان لوگوں کی ذاتوں سے مقاطعہ
نہیں فرماتے بلکہ اس صفت سے مقاطعہ فرماتے ہیں، جو عند اللہ مبغوض ہوتی ہے۔

۳۶۔ خائفین وخائفات رضوان اللہ علیہم:۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے خوف کی
ولایت سے نوازا ہوتا ہے یا احکام خداوندی کی بجاآوری میں خوف کی دولت
سے وہ نوازے جاتے ہیں۔ ارشاد ہے:

وَخَافُوْنِ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ اور مجھ سے ڈرو اگر ایمان رکھتے ہو۔

پھر ان کے اسی خوف کی بنا پر ثنا فرماتے ہوئے ارشاد ہوا:

یَخَافُوْنَ یَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِیْہِ ڈرتے ہیں اس دن سے جس میں الٹ جائیں گے

پ ۱۳ الرعد۔ پ ۴ آل عمران۔

marfat.com

الْقُلُوبُ وَالْأَبْصَارُ وَيَخَافُونَ سُوْءَ الْحِسَابِ — دل اور آنکھیں۔ اور حساب کی برائی سے اندیشہ رکھتے ہیں۔

جب خدائے برتر کے خوف سے وہ موصوف بن جاتے ہیں تو اس صفت میں وہ ملائکہ (ملأ اعلیٰ) سے مل جاتے ہیں کیونکہ مولا کریم نے ان کے متعلق ارشاد فرمایا ہے:

يَخَافُونَ رَبَّهُمْ مِنْ فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ — اپنے اوپر اپنے رب کا خوف رکھتے ہیں اور وہی کرتے ہیں جو انہیں حکم ہو۔

۲۷۔ ایسے معاملات سے منہ پھیرنے والے (مرد اور عورتیں) جن سے منہ پھیرنے کا اللہ کریم نے حکم دیا ہے۔ اللہ کریم نے ارشاد فرمایا کہ:

وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ — اور وہ جو کسی بیہودہ بات کی طرف التفات نہیں کرتے۔

نیز فرمان ہے:

فَأَعْرِضْ عَمَّنْ تَوَلَّىٰ عَنْ ذِكْرِنَا — تو تم اس سے منہ پھیر لو جو ہماری یاد سے پھرا۔

۲۸۔ کرام (مرد اور عورتیں) اللہ کریم نے انہیں کرم نفس کی ولایت سے سرفراز فرمایا ہوتا ہے ارشاد حق ہے

وَإِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِرَامًا — اور جب بیہودہ پر گزرتے ہیں اپنی عزت سنبھالے گزرتے ہیں۔

یعنی جو نگاہ رب العزت سے ساقط ہے اس پر یہ نگاہ غلط انداز بھی نہیں ڈالتے اور اسے دیکھ کر اپنی نگاہوں کو گدلا کرنے سے احتراز کرتے ہیں ان کی توجہ ادھر منعطف ہی نہیں ہوتی وہ اپنی شان کریمی سے گزر جاتے ہیں لہذا لغو کا ان پر اثر ہی نہیں ہوتا۔

میں فتوحات مکیہ سے یہی کچھ نقل کرنا چاہتا تھا جو میں نے نقل کر دیا اب مقدمہ کتاب سے میں فارغ ہو گیا ہوں۔ اللہ کریم رب العالمین کا شکر ہے اور وہی سزاوار حمد ہے۔

marfat.com

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات اور دلائل نبوت پر مشتمل سو احادیث

یہ احادیث صحیح و حسن ہیں (صحیح وہ حدیث ہے جس کے راوی عادل و ضابط ہوں سند متصل ہو کوئی خفیہ علت اس میں نہ ہو اور کسی زیادہ قوی حدیث کے خلاف نہ ہو، اگر ضبط میں کچھ کم ہو تو وہ حسن ہے۔ باقی سب شرطیں حسن کی صحیح والی ہی ہوتی ہیں)، اور زیادہ تر کتب صحاح سے لی گئی ہیں ۔مترجم)

ابوسفیان دربارِ ہرقل میں نعتِ مصطفیٰ سناتے ہیں

۱:- ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ابوسفیان بن حرب نے میرے روبرو یہ واقعہ سنایا کہ اس مدت معاہدہ میں جو میرے اور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان تھی میں علاقہ شام میں گیا۔ میں وہاں تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نامہ ہرقل کے نام پہنچا۔ یہ گرامی نامہ دحیہ کلبی لے کر آئے تھے۔ انہوں نے یہ خط حاکم بصریٰ کو پہنچایا اور حاکم بصریٰ نے ہرقل کی طرف یہ خط بھیج دیا۔ (ہرقل نے گرامی نامہ ملاحظہ کرنے کے بعد) کہا کہ ان بزرگوں کے خاندان کا کوئی شخص یہاں مل سکتا ہے جن کا دعویٰ نبوّت کا ہے، لوگوں نے ہرقل کو جواب دیا، جی ہاں ایسا شخص مل سکتا ہے (ابوسفیان کہتے ہیں) مجھے خاندانِ قریش کے کچھ اور لوگوں سمیت بلایا گیا۔ جب ہم ہرقل کے دربار میں پہنچے تو اس نے ہمیں اپنے پاس بٹھا کر پوچھا کہ اس نبوّت کے داعی بزرگ کا تم میں سے کون سب سے زیادہ رشتہ دار ہے؟ ابوسفیان کہتے ہیں، میں نے کہا کہ میں ان کا قریبی رشتہ دار ہوں۔ اب مجھے ہرقل کے سامنے بٹھا

marfat.com

دیا گیا اور میرے ساتھیوں کو میرے پیچھے بٹھایا گیا۔ پھر ہرقل نے اپنا ترجمان بلایا اور کہا ان سب (ابوسفیان کے ساتھیوں کو) سے کہہ دے کہ میں اس داعی نبوت کے متعلق کچھ پوچھنا چاہتا ہوں اگر ابوسفیان مجھے غلط جواب دے تو اس کا جھوٹ مجھے بتا دینا۔ ابوسفیان کہتے ہیں کہ قسم بخدا اگر مجھے اس بات کا خوف نہ ہوتا کہ میرے جھوٹ کا پول ساتھی کھول دیں گے تو میں ضرور جھوٹ بولتا۔ (کیونکہ ابھی تک ابوسفیان دامن اسلام سے وابستہ نہ تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حریف تھے) اب ہرقل نے ترجمان سے کہا کہ اس سے نبی اکرم کے حسب و مرتبہ کے متعلق پوچھئے۔ میں نے جواب دیا کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی قوم کے صاحب نسب انسان ہیں۔ اس کا اگلا سوال تھا کہ ان کے آباؤ اجداد میں کوئی بادشاہ تھا؟ میں نے جواب دیا کوئی نہیں تھا۔ اس نے پوچھا کہ کیا اعلان نبوت سے پہلے تم انہیں تہمت کذب سے متہم پاتے تھے؟ میں نے جواب دیا ایسا کبھی نہیں ہوا، ہرقل نے پھر سوال کیا کہ اشراف ان کے معتقد ہیں یا ضعفاء؟ میں نے جواب دیا کہ ضعفاء۔ اس نے پوچھا کہ ان کے پیروکار بڑھ رہے ہیں یا گھٹ رہے ہیں؟ میرا جواب تھا کہ ان میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اس کا سوال تھا کہ اس کے دین کو ناپسند کر کے کبھی کسی نے منہ موڑا ہے؟ میں نے کہا کہ ایسا تو کبھی نہیں ہوا۔ پوچھنے لگا کہ کبھی ان سے تم لوگوں نے جنگ لڑی ہے؟ جواب اثبات میں پا کر کہنے لگا کہ اس جنگ کا انجام کیا ہوتا ہے؟ میں نے جواب دیا مسئلہ برابر ہی رہتا ہے کبھی وہ غالب آجاتے ہیں اور کبھی ہم انہیں دکھ پہنچاتے ہیں۔ کہنے لگا کیا وہ عذر دھوکہ سے بھی کام لیتے ہیں؟ میں نے جواب دیا کہ پہلے تو کبھی ایسا نہیں ہوا۔ اب مدت معاہدہ چل رہی ہے خدا جانے اس میں وہ کیا کرتے ہیں۔ بس یہ ایک فقرہ ہی ایسا تھا جو میں ساری گفتگو میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف زبان پہ لا سکا۔ اس کا اگلا سوال تھا کہ کیا اس سے پہلے کسی اور نے بھی ایسا دعویٰ کیا؟ میں نے جواب دیا نہیں۔

marfat.com

اب ہرقل اپنے ترجمان کی طرف متوجہ ہُوا (اپنے سوالوں اور ابوسفیان کے جوابات کا تجزیہ کرنے لگا) اور کہا اسے بتادیں کہ مَیں نے نبی کے حسب کے متعلق سوال کیا تو تُونے اعتراف کیا کہ وہ صاحب حسب ہیں انبیائے کرام کا یہی انداز ہوتا ہے کہ وہ اپنی قوم کے صاحب حسب لوگوں میں شامل ہوتے ہیں۔ مَیں نے پھر پوچھا کہ ان کے آبا میں کوئی بادشاہ تھا تو تیرا جواب تھا کوئی نہیں تھا۔ اگر ان کے آبا میں کوئی بادشاہ ہوتا تو میں سمجھتا کہ اپنے آبا کا گم گشتہ ملک اعلانِ نبوت کے ذریعے حاصل کرنا چاہتا ہے مَیں نے پوچھا ہے کہ اشراف ان کے پیروکار ہیں یا ضعفا۔؟ تیرا جواب ہے کہ ان کے پیروکار ضعفا ہیں، فی الواقع نبیوں کے پیروکار ہمیشہ ضعفا ہی رہے ہیں۔ اعلانِ نبوت سے پہلے تیرے قول کے مطابق وہ متہم بالکذب نہ تھے تو واضح بات ہے جو لوگوں کے خلاف جھوٹ سے بچتے ہیں وہ خدا کے خلاف جھوٹ کیسے بول سکتے ہیں (یعنی جھوٹی نبوت کا اعلان کیسے کر سکتے ہیں) مَیں نے پوچھا ہے کہ ان کے دین میں داخل ہو کر کبھی کوئی اسے ناپسند کر کے مرتد بھی ہُوا ہے تو تیرا جواب ہے کہ ایسا کبھی نہیں ہُوا۔ تو میرا جواب ہے کہ ایمان جب دل کی گہرائیوں میں اترتا ہے تو پھر خارج نہیں ہُوا کرتا۔ مَیں نے پھر پوچھا ہے کہ کیا وہ بڑھتے ہیں یا گھٹ رہے ہیں۔ تُونے جواب دیا ہے کہ بڑھ رہے ہیں یہی تو تکمیلِ ایمان کے تقاضے ہیں۔ مَیں نے تجھ سے ان کے ساتھ جنگ کرنے کے متعلق پوچھا ہے تیرا جواب ہے کہ یہ برابر کی بازی ہے کبھی وہ غالب آتے ہیں اور کبھی تم انہیں تنگ کرتے ہو۔ انبیاء کرام علیہم السلام کا یہی انداز ہوتا ہے۔ اللہ کریم ان کی آزمائش فرماتے ہیں وہ انجام کار غالب رہتے ہیں۔ مَیں نے پوچھا ہے کہ وہ غدر و دھوکہ سے تو کام نہیں لیتے۔ تو نے نفی میں جواب دیا ہے تو واضح بات ہے کہ نبی دھوکہ دہی سے مبرا ہوتے ہیں۔ مَیں نے پوچھا ہے کہ ان سے پہلے بھی کسی نے ایسا دعویٰ کیا ہے تو تُونے بتایا ہے کہ پہلے ایسا داعی کوئی نہیں تھا۔ مَیں تاڑ گیا کہ اگر پہلے

marfat.com

کسی نے ایسا دعویٰ کیا ہوتا تو شاید یہ اس کی پیروی کرنے والے ہوتے۔ ابوسفیان کہتے ہیں کہ پھر پوچھنے لگا کہ تمہیں کون سا حکم دیتے ہیں؟ میرا جواب تھا وہ نماز، زکوٰۃ صلہ رحمی اور پاکدامنی کا حکم دیتے ہیں یہ سن کر کہنے لگا اگر تیری باتیں سچ ہیں تو یقیناً وہ نبی ہیں۔ مجھے پتہ تھا کہ وہ آنے والے ہیں مگر میرے حاشیہ گمان میں بھی یہ بات نہ تھی کہ وہ تم میں آئیں گے۔ اگر میں ان کی خدمت میں حاضری دینے کے قابل ہوتا تو ان کی دید سے روح کی بالیدگی کا سامان کرتا، اور اگر ان کی نگاہِ ناز کو پاتا تو ان کے قدم دھو کر تسکین دل کا سامان کرتا۔ اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ ان کی حکومت میرے اس مقام تک پہنچنے والی ہے، اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نامہ منگایا اور پڑھنے لگا۔ فرمان نامے کی عبارت یہ تھی: "رحمان و رحیم خدا کے نام سے، محبوب خدا محمد رسول اللہ کا فرمان، ہرقل شاہِ روم کے نام، متبعین ہدایت پر سلام ہے۔ بعد ازاں، میں تجھے دعوت اسلام دیتا ہوں، اگر دامن اسلام سے وابستہ ہو گا نجات سے سرفراز ہو گا۔ اور اللہ کریم دوگنا اجر عطا فرمائے گا۔ (اتباع مسیح علیہ السلام کا ایک اجر اور سید الکل علیہ التحیۃ والتسلیم کی اطاعت کا دوسرا اجر۔) لیکن اگر تو منہ موڑ گیا تو تیری رعایا (اریسیوں) کا بوجھ بھی تجھی پر ہو گا۔ (پھر حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے آیت قرآنی سے استدلال فرماتے ہوئے لکھا) اے اہلِ کتاب! آئیے اس بات کو مان لیں جو ہمارے اور تمہارے درمیان مسلمہ ہے کہ ہم صرف اللہ واحد کی عبادت کریں گے اور کسی کو اس کا شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اللہ کریم کو چھوڑ کر ایک دوسرے کو رب نہیں مانیں گے۔ اگر وہ منہ موڑ جائیں تو تم مسلمانو! انہیں کہہ دو کہ گواہ رہنا ہم تو اطاعت شعار ہیں۔" ہرقل خط مبارک پڑھ چکا تو آوازیں گونجیں۔ شور و شغب سے کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی تھی۔ اس نے ہمیں باہر نکالنے کا حکم دے دیا۔ جب ہم دربار سے نکلے تو میں نے (اپنے ساتھیوں سے کہا ابن ابی کبشہ (نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم) کا معاملہ یوں چمکا ہے کہ

marfat.com

بنی اصفر (رومی) کا شاہ بھی ان سے خوفزدہ ہے۔ اس واقعہ کے بعد سے مجھے یقین ہوگیا تھا کہ ان کا دین غالب ہو کر رہے گا۔ پھر وہ لمحہ آیا کہ میں خود کشاں کشاں آغوشِ اسلام میں جا پہنچا۔ ہرقل نے اپنے گروہ کو بلایا اور اپنے گھر میں انہیں اکٹھا کیا۔ کہنے لگا اے رومیو! کیا تم ابدی کامرانی و ہدایت چاہتے ہو، اور یہ بھی چاہتے ہو کہ حکومت بھی باقی رہے۔ (یعنی اگر یہ چاہتے ہو تو نبی رحمت و عالم ہدایت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرو۔ یہ اس کی طرف سے دعوتِ اسلام تھی) اس کے ساتھی وحشی گدھوں کی طرح دولتیاں جھاڑتے دروازوں کی طرف دوڑے مگر دروازے تو بند تھے (شاہ تاڑ گیا کہ یہ دعوتِ اسلام قبول نہیں کریں گے۔ اب اس نے سیاست دانوں کی طرح پینترا بدلا) ہرقل نے رومیوں کو بلا کر کہا واہ ایسے ہی بھاگ کھڑے ہوتے ہو۔ میں تو یہ آزمانے کے لیے کہ تم دین میں کتنے پختہ ہو یہ سب باتیں کر رہا تھا اب آزما چکا ہوں تم میرے معیار پر پورے اترے ہو۔ میں جو کچھ چاہتا تھا تم نے پورا کر دکھایا ۔ رومی راضی ہو کر اس کے سامنے سجدہ ریز ہو گئے۔ یہ حدیث پاک مسلم اور بخاری دونوں نے نقل فرمائی ہے۔ حدیث میں جو لفظ اریسیون آیا ہے اس کے معنی فلاحوں (کسان) ہے۔ کچھ حضرات نے اس کا معنی پیروکار کیا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کنیت حدیث میں ابن ابی کبشہ آئی ہے۔ ابو کبشہ ننہال کی طرف سے حضور کریم علیہ التحیہ والتسلیم کے ایک نانا ہیں۔ اور یہ کنیت انہی کی وجہ سے ہے۔

حضرت ابن العاص کا واقعۂ سلام اور دربارِ نجاشی کی کیفیت

۲۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب ہم اپنے گروہوں کے ساتھ غزوۂ خندق کے بعد واپس آئے تو میں نے خاندانِ قریش کے

marfat.com

بہت سے آدمیوں کو اکٹھا کیا یہ ایسے لوگ تھے جو میرا مرتبہ جانتے تھے اور میری بات سنتے تھے۔ مَیں نے انہیں کہا بخدا تم جانتے ہو کہ سب معاملات پر امرِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم غالب آ رہا ہے۔ اب مجھے ایک رائے سوجھی ہے، تم بھی اپنی رائے دو حاضرین کہنے لگے ہمیں اپنی رائے سے مطلع فرمایئے۔ مَیں نے انہیں کہا کہ میری تجویز یہ ہے کہ ہم شاہ حبشہ نجاشی کے پاس چلے جائیں، وہاں ٹھہریں اگر حضرت مصطفےٰ صلوات اللہ علیہ ہماری قوم پر غالب آ گئے تو ہم نجاشی کے پاس ہوں گے اور نجاشی کے ماتحت رہنا سرکارِ رسالت مآب کی ماتحتی سے بہتر رہے گا بصورت دیگر اگر ہماری قوم مسلمانوں پر غالب آتی ہے تو وہ ہمیں پہچانتی ہے۔ وہ ہمارے ساتھ بھلائی ہی کرے گی۔ سب نے اس رائے کو صائب قرار دے دیا۔ فرماتے ہیں کہ مَیں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ ہمیں تحائف و ہدایا جمع کرنے چاہئیں۔ ہماری سرزمین کا بہتر تحفہ عمدہ گندم تھا لہٰذا ہم نے بڑی مقدار میں اسے اکٹھا کیا۔ اب ہم حبشہ کی طرف رواں دواں تھے۔ نجاشی کے پاس پہنچے وہاں عمرو بن امیہ ضمری بھی آ پہنچے جو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جناب جعفر طیار رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کے لیے بھیجے گئے تھے وہ کچھ دیر ٹھہر کر چلے گئے تو مَیں نے اپنے احباب سے کہا کہ یہ عمرو بن امیہ تھے اگر مَیں نجاشی سے انہیں مانگ کر قتل کر دوں اور قریش تک یہ اطلاع پہنچے کہ مَیں نے سرکارِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے نمائندے کو قتل کر دیا ہے تو وہ اسے اپنی طرف سے بدلہ سمجھ کر خوش ہوں گے۔ حضرت عمرو کہتے ہیں کہ اس سکیم کے بعد مَیں دربارِ نجاشی میں حاضر ہوا اور حسبِ دستور سجدہ کیا۔ نجاشی نے مرحبا و خوش آمدید کہہ کر پوچھا کہ میرے لیے اپنے دیس سے کوئی ہدیہ لائے ہو؟ مَیں نے عرض کیا جی ہاں! شاہِ والا تبار مَیں بہت سا گندم لایا ہوں۔ یہ کہہ کر مَیں نے گندم پیش کیا۔ اسے بہت مرغوب خاطر ہوا۔ مَیں نے شاہ کا موڈ دیکھ کر کہا

marfat.com

شاہِ عالی! مَیں نے ابھی ابھی ایک آدمی آپ کے دربار سے نکلتے دیکھا ہے جو ہمارے دشمن کا ایلچی بن کر آیا ہے اگر آپ وہ شخص مجھے عطا فرما دیں تاکہ مَیں اسے قتل کر دوں تو بڑی نوازش ہوگی کیونکہ اس نے ہمارے اشراف وپسندیدہ لوگوں کو تکلیف پہنچائی ہے۔ کہتے ہیں کہ میری درخواست سُن کر شاہ کو سخت غصہ آیا دونوں ہاتھ بڑھا کر اپنی ناک کو اس شدت سے پیٹا کہ مَیں سمجھا کہ ناک ٹوٹ گئی ہوگی، یہ دیکھ کر مجھے سخت ڈر لگا۔ اگر زمین پھٹ جاتی تو مَیں اس میں دھنس جاتا، مَیں نے عرض کیا، اعلیٰحضرت! اگر مجھے پتہ ہوتا کہ آپ بُرا مانیں گے تو مَیں ہرگز یہ درخواست پیش نہ کرتا۔ شاہ کہنے لگے اچھا تو تمہاری یہ خواہش تھی کہ مَیں تمہیں اس عظیم المرتبت انسان کا نمائندہ دے دیتا جن کی خدمت میں موسیٰ علیہ السلام کی طرح ناموسِ اکبر (جبرئیل علیہ السلام) حاضر ہوتا ہے اور یہ اس لیے کہ تم ایسے نمائندے کو قتل کر دو؟ مَیں نے عرض کیا حضورِ والا! کیا وہ (نبیِٔ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم) فی الواقع ایسے ہی ہیں؟ شاہ کہنے لگے، عمرو! مخالفت چھوڑ میری بات مان اور ان کی پیروی اختیار کر بخدا وہ حق پر ہیں۔ وہ اپنے سب مخالفین پر اسی طرح غالب آئیں گے جس طرح موسیٰ علیہ السلام فرعون اور اس کے لشکر پر غالب آئے تھے۔ ابنِ عاص فرماتے ہیں کہ مَیں نے عرض کیا، کیا آپ میری طرف سے ان کی لیے بیعتِ اسلام قبول فرما لیں گے۔ شاہ نے جی ہاں، کہہ کر ہاتھ آگے بڑھا دیا اور مَیں نے ان کے ہاتھ پر اسلام کی بیعت کی۔ جب مَیں اپنے دوستوں کے پاس آیا تو میری رائے بدل چکی تھی مگر مَیں نے اپنا حال احباب سے چھپائے رکھا۔ اب مَیں حبشہ سے نگاہِ یار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا۔ ابھی فتحِ مکہ کا واقعہ پیش نہیں آیا تھا۔

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا اسلام لانا

خالد بن ولید مکہ سے آتے مجھے ملے مَیں نے انہیں کہا ابو سلیمان! آپ

marfat.com

کہاں تشریف لے چلے ہیں؟ کہنے لگے بخدا اب تو معاملہ بالکل واضح ہو چکا ہے اور یہ صاحب (آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم) یقیناً نبی ہیں۔ میں تو اسلام قبول کرنے جا رہا ہوں۔ میں نے انہیں کہا اللہ کی قسم میں نے بھی یہ راہِ طویل صرف اسلام کیلئے طے کی ہے۔ ہم دونوں مرجع کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے۔ خالد بن ولید آگے بڑھ کر مشرف بہ اسلام ہوئے اور بیعت کی، پھر میں دریائے رحمت کے قریب ہوا اور عرض کرنے لگا کہ اے محبوب کردگار! میں حضور کا دست شفقت اس امید پر پکڑ رہا ہوں کہ مولا کریم میرے سابقہ گناہ معاف فرما دے اور میں آنے والے گناہوں کا ذکر نہیں کرتا ہوں۔ حضور رحمۃ للعالمین علیہ صلوات رب العالمین نے فرمایا عمرو! بیعت کر لے۔ اسلام سابقہ گناہوں کو کاٹ کے رکھ دیتا ہے اور ہجرت بھی سابقہ گناہوں کو مٹا دیتی ہے۔ [1]

حضرت ابن عاص فرماتے ہیں میں نے بیعت کی اور پھر واپس آ گیا۔ یہ حدیث امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت فرمائی ہے۔

---

[1] حضرت عمرو بن عاص

میں دونوں صفات جمع ہوئی تھیں کہ وہ ظلمت کفر سے نورِ اسلام کی طرف ہجرت کر کے آ رہے تھے۔ لہٰذا نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم حدیث میں انہیں سابقہ گناہوں کے مٹ جانے کی بشارت عطا فرما رہے ہیں کتنا مبارک تھا وہ وقت کہ صحابہ کرام کی نگاہیں اٹھتیں تو دریائے نور میں غوطے کھانے لگتیں۔ اقبال مرحوم اسی تصور سے وجد میں آ کر فرماتے ہیں:۔

خوشا وہ وقت کہ یثرب مقام تھا اس کا
خوشا وہ دور کہ دیدار عام تھا اس کا

اعلیٰ حضرت نقشہ کھینچتے ہیں:۔

لب وا ہیں آنکھیں بند ہیں پھیلی ہیں جھولیاں
کتنے مزے کی بھیک اس پاک در کی ہے۔ (مترجم)

marfat.com

نجاشی کا عشقِ مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ۳۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ میں نے نجاشی رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے سنا "میں گواہی دیتا ہوں کہ سیدِ کل صلی اللہ علیہ وسلم ہی اللہ کریم کے وہ عظیم رسول ہیں جن کی بشارتیں دی جاتی رہی ہیں اگر معاملاتِ ملکی اور امورِ دنیا کا بوجھ مجھ پر نہ پڑا ہوتا تو میں ان کی خدمت میں ضرور حاضری دیتا اور ان کے نعلین شریفین اٹھائے پھرتا۔ یہ حدیث امام ابوداؤد نے روایت فرمائی ہے۔

(نجاشی کی تو خواہش ہی رہی مگر سلسلہ حنفیہ کے امام عالی مقام حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے دادا استاد سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ نعلین اٹھانے کے مزے لوٹے جن کے لیے عرشِ اعظم کی آنکھیں بھی ترستی ہیں اور جن نعلین شریفین کے لیے جامی کا وجدان مستی میں آکر کہنے لگا :۔

اديم طائفے نعلینِ پاکن ــــ شراک از رشتۂ جانہائے ماکن۔ مترجم)

راہبِ سرکارِ رسالت میں ۴۔ سیدنا حیدرِ کرار کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الشریف اپنے والدِ گرامی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوطالب نے کہا کہ ہم قریش کے بزرگوں کے ساتھ شام کی طرف بڑھ رہے تھے، ہمیں معیتِ محمدی کا شرف بھی حاصل تھا۔ حیدرِ کرار فرماتے ہیں کہ انہوں نے راہب والی حدیث کا ذکر کیا۔ (پوری حدیث بیان کرنے کے بعد کہنے لگے) راہب ان کے پاس کھڑا چلا رہا تھا، اللہ کی قسمیں دے رہا تھا کہ انہیں (حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم) روم کی طرف نہ لے جاؤ، کیونکہ یہودی انہیں دیکھ کر اور رنگِ صفات پاکر پہچان لیں گے اور درپے تکلیف ہو جائیں گے۔ قسمیں دے ہی رہا تھا کہ پلٹ کر دیکھا تو نو رومی اس کے گرجا کی طرف بڑھ رہے تھے۔ وہ ان کے استقبال کے لیے بڑھا اور کہنے لگا حضرات! کیسے آنا ہوا؟ رومیوں نے جواب دیا، ہمارے

marfat.com

عالموں نے اطلاع دی ہے کہ نبی عربی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) اس مہینے ہمارے علاقے میں قدم رنجہ فرمانے والے ہیں۔ سب راستوں پر ناکہ بندی کے لیے آدمی بھیجے گئے ہیں اور اسی غرض کے لیے ہمیں اس راستے پر بھیجا گیا ہے۔ راہب نے کہا ذرا سوچو تو اگر ایک معاملہ مولا کریم نے پورا کرنے کا ارادہ فرمالیا ہے تو کیا کوئی آدمی اسے روک سکتا ہے؟ رومی بولے کوئی ایسا نہیں کرسکتا، اب راہب بولا تو لیجئے یہ ہیں وہ نبیِ رحمت ان کی بیعت کرلو۔ انہوں نے بیعت کی اور راہب کے پاس ہی ٹھہر گئے۔ (ان کو ٹھہرا کر) راہب پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے ساتھیوں کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں تمہیں قسم دیتا ہوں بتاؤ ان کا ولی کون ہے؟ لوگوں نے اسے کہا یہ صاحب (حضرت ابوطالب) ہیں۔ وہ مجھے بار بار قسمیں دیتا رہا ئیں نے کچھ لوگوں کی معیت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو واپس بھیج دیا۔ ان لوگوں میں بلال بھی تھے۔ راہب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں زادِ راہ کے لیے اپنے ملک کی موٹی روٹی اور زیتون کا تیل پیش کیا۔ یہ روایت علامہ رزین نے روایت فرمائی ہے (حدیث کے اس حصے پر کہ۔ ان لوگوں میں بلال بھی تھے" ناقدین نے اعتراض کیا ہے اس لیے کہ بلال تو شاید ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے تھے پھر ان کی ہمراہی کا کیا معنی؟ کچھ محدثین نے یہ جواب دیا ہے کہ حدیث سند و متن کی حیثیت سے بالکل صحیح ہے صرف یہ ایک فقرہ کسی اور حدیث کا حصہ ہے جو سہواً اس حدیث میں شامل ہو گیا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس سے مراد مشہور صحابی حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نہیں ہیں، ہوسکتا ہے کہ ان حضرات میں بلال نامی کوئی اور شخص ہو اور یہاں وہی مراد ہو۔ حدیث میں لفظ کعک بھی موجود ہے جس کا معنی عموماً ہمارے محدثین موٹی روٹی کرتے ہیں۔ اب بھی یورپ میں جو روٹی کھائی جاتی ہے اسی انداز کی ہے اور ہمارے ہاں شاید لفظ کیک بھی اسی کی نشاندہی کرتا ہے تم) اب اگلی حدیث میں راہب

marfat.com

کے واقعہ کی تفصیل بھی ملاحظہ فرمالیں۔

حضرت ابوطالب کا سفرِ شام اور معجزات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

۵۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوطالب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں قریشی بزرگوں کے ساتھ سفرِ شام کے لیے نکلے، جب راہب کے پاس پہنچے تو سواریوں سے اترے اور کجاوے اتار لیے۔ راہب ان کے پاس آیا۔ قبل ازیں جب کبھی اس راستے سے گزر ہوتا تو وہ تارکِ دنیا راہب اپنے گوشۂ تنہائی سے کبھی ان کے لیے نہ نکلتا۔ ابھی وہ کجاوے اتار ہی رہے تھے کہ وہ ان کے درمیان گھومتا پھرتا حضور علیہ التحیۃ والتسلیم کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ حضور کا ہاتھ مبارک پکڑ کر کہنے لگا یہی تو آقائے کون ومکان ہیں، یہی تو رسولِ ربِّ دارین ہیں، انہی کو تو تاجِ رحمۃ للعالمین سجتا ہے (انہی کا نقارہ شرق وغرب میں بجتا ہے) سردارانِ قریش نے یہ سن کر راہب سے پوچھا۔ ان باتوں کا آپ کو کیسے علم ہوا؟ کہنے لگا جب تم وادی سے ڈھلک رہے تھے تو سب درخت اور سب پتھر سجدہ ریز ہو رہے تھے اور حجر و شجر نبیوں کے سامنے ہی جبینِ نیاز جھکاتے ہیں۔ ہاں ہاں ان کے کندھے کی مبارک ہڈی کے نیچے تو سیب جیسی شکل کا گوشت کا ٹکڑا بھی ہے جو خاتم النبوت ہے۔ میں اس علامتِ حق کو بھی پہچانتا ہوں۔ پھر گرجا کی طرف پلٹا اور کھانا تیار کرایا جب کھانا لے کر آیا تو حضور رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام اونٹ چرانے تشریف لے جا چکے تھے۔ قریش سے کہنے لگا انہیں بلواؤ، آپ تشریف لائے تو بادل سایہ کی خدمت سرانجام دے رہا تھا۔ جب قریب تشریف لائے تو سائے میں لوگوں کو براجمان پایا۔ جب جگہ نہ پا کر آپ بیٹھ گئے تو درخت کا سایہ آپ کی قدم بوسی کے لیے آپ کی طرف جھک گیا۔ راہب بولا ذرا سائے کو دیکھو آپ کی طرف ڈھل

marfat.com

گیا ہے۔ پھر کہنے لگا قسم دے کر پوچھتا ہوں بتاؤ ان کے ولی کون ہیں؟ جواب ملا ابوطالب ہیں۔ وہ حضرت ابوطالب کو قسمیں دلاتا رہا کہ انہیں واپس بھیج دو۔ اس کے اصرار بسیم پر حضرت ابوطالب نے آپ کو واپس بھیج دیا۔ اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جناب بلال کو آپ کے ساتھ بھیجا۔ راہب نے موٹی روٹی اور زیتون کے تیل کا زادِ راہ خدمت عالیہ میں پیش کیا۔ یہ حدیث امام ترمذی نے روایت کی ہے۔ (حضرت صدیق کا جناب بلال کو ساتھ بھیجنا الحاقی فقرہ ہے۔ حدیث نمبر ۴ میں ہم عرض کر چکے ہیں)۔

بیمار کا عشق اور سرکارِ نبوّت کی کرم نوازی

۶۔ حضرت عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ اللہ کریم نے اپنے محبوب رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کو جنّوں کو دعوتِ اسلام دینے کے لیے بھیجا آپ گرجا میں بھی تشریف لے گئے وہاں بہت سے یہودی جمع تھے۔ اور ایک یہودی انہیں تورات پڑھ کر سُنا رہا تھا۔ جب تورات کے اس مقام پر پہنچے جہاں حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی صفت مبارک تھی تو چپ ہو گئے۔ کینسہ (گرجا) کے گوشے میں ایک بیمار آدمی پڑا ہوا تھا۔ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا، چپ کیوں ہو گئے ہو؟ بیمار بولا کہ ایک عظیم المرتبت نبی کی صفت تک پہنچ کر چپ ہو گئے ہیں پھر وہ مریض گھسٹتا ہوا آیا اور تورات لی پڑھتے ہوئے حضور مکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کی مدح وثنا تک پہنچا اور کہنے لگا۔ حضور! یہ آپ کی اور آپ کی امت کی صفت و مدح ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اس ذاتِ عالی کے رسول ہیں۔ اور معبودِ برحق صرف ذاتِ خداوندی ہے۔ یہ کہہ کر وہ بیمار عالمِ جاودانی کو سدھارا۔ نبیِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے غلاموں کو ارشاد فرمایا کہ اپنے بھائی کو کپڑے میں لپیٹو۔ امام احمد نے یہ حدیثِ پاک روایت فرمائی ہے۔

marfat.com

یہودی کے بیٹے کی گواہی

۷۔ ابوصخر عقیلی ایک بدوی سے روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں۔ بدوی کہنے لگا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں ایک دفعہ مَیں مدینہ شریف میں سامانِ تجارت لایا۔ جب مَیں خرید و فروخت سے فارغ ہُوا تو مَیں نے خیال کیا کہ مجھے خود سید کائنات علیہ اکمل التحیات کی خدمتِ عالیہ میں حاضر ہو کر آپ کے ارشادات سننے چاہئیں بدوی کہتا ہے کہ آپ مجھے صدیق و فاروق کے درمیان چلتے ملے۔ مَیں ان تینوں حضرات کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔ وہ ایک یہودی کے پاس پہنچے جو اپنے حسین و جمیل قریب المرگ بیٹے پر تورات کھولے پڑھ رہا تھا۔ حضور معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا۔ مَیں تجھے اس ذاتِ اقدس کی قسم دیتا ہوں جس نے تورات نازل فرمائی ہے کہ کیا تورات میں تجھے میری صفت اور میرا مقام خروج (مکہ مکرمہ) ملا ہے؟۔ اس نے نفی میں سر ہلایا۔ اب اس کا بیمار بیٹا بول پڑا کہ اس ذات کی قسم جس نے تورات اتاری ہے ہم تورات میں آپ کی صفت و مخرج کو پاتے ہیں۔ مَیں گواہی دیتا ہوں کہ معبودِ برحق صرف ذاتِ حق ہے اور آپ اس ذاتِ عالی کے رسول ہیں۔ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، یہودی کو اپنے بھائی کے پاس سے اٹھا دو۔ پھر اس کے کفن، دفن اور جنازے کا خود اہتمام فرمایا۔ رواہ الامام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نعتِ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سناتی ہیں

۸۔ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کا آغاز سچے خوابوں کے ذریعے ہُوا تھا۔ جو خواب بھی آپ دیکھتے وہ شعاعِ صبح کی طرح سچا ثابت ہوتا۔ ان دنوں آپ خلوت پسند فرمانے لگ گئے تھے۔ آپ غارِ حرا میں تحنث فرماتے۔ تحنث کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ گھر آئے بغیر زادِ راہ لے کر کئی کئی مسلسل راتیں عبادت میں گزار دینا۔

marfat.com

(آپ اس طرح کئی راتیں غار میں گزار کر) ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف لاتے اور پھر زادِ راہ لے کر واپس چلے جاتے۔ حتیٰ کہ اسی غارِ حرا میں حق کا نزول ہوا اور فرشتے نے آکر عرض کیا کہ پڑھیے آپ نے جواباً ارشاد فرمایا، میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ فرشتے نے مجھے پوری قوت سے بھینچا، پھر بھینچنا چھوڑا اور درخواست کی کہ آپ پڑھیں میرا پھر بھی وہی جواب تھا کہ میں پڑھا ہوا نہیں۔ فرشتے نے پھر پوری قوت سے بھینچا، پھر چھوڑا اور پڑھنے کی درخواست کی میں نے پھر کہا کہ میں پڑھا ہوا نہیں۔ پھر پہلے کی طرح اس نے پوری قوت سے بھینچا اور چھوڑ کر کہنے لگا:-

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۚ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۙ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ۠

پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا آدمی کو خون کی پھٹک سے بنایا پڑھو، اور تمہارا رب ہی سب سے بڑا کریم جس نے قلم سے لکھنا سکھایا آدمی کو سکھایا جو نہ جانتا تھا۔

حضور کریم ان آیات کے ساتھ واپس تشریف لائے تو دل جھوم رہا تھا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے اور فرمایا مجھے کملی اڑھا دو، کملی اڑھا دو کملی انہوں نے اوڑھا دی جب وہ کیفیت محویت ختم ہوئی تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو سارا واقعہ سنایا، اور فرمایا کہ جان کا خوف محسوس کرتا ہوں۔ حضرت خدیجہ نے عرض کیا ایسا ہرگز نہیں ہے میں آپ کو بشارت دیتی ہوں بخدا اللہ آپ کو عظمت دے گا کیونکہ آپ صلہ رحمی فرماتے ہیں، سچ کو فروغ دیتے ہیں لوگوں کے مصائب اپنے ذمے لے کر ان کی مدد کرتے ہیں، فقیروں اور محتاجوں کی دستگیری فرماتے ہیں مہمانوں کو لطفِ میزبانی سے نوازتے ہیں، مصائب میں مصیبت زدوں کی مدد

marfat.com

فرماتے ہیں، پھر وہ آپ کو ورقہ بن نوفل اپنے چچازاد بھائی کے پاس لے گئیں۔ یہ صاحب دَورِ جاہلیت میں عیسائی ہوگئے تھے۔ عبرانی پر عبور تھا اور انجیل عبرانی زبان میں لکھا کرتے۔ عمر رسیدہ تھے اور نابینا ہوچکے تھے۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا۔ میرے ابنِ عم! ذرا اپنے بھتیجے (نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام) کا ارشاد سنیئے۔ انہوں نے کہا بھتیجا فرمایئے کیا بات ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بیتی سنا دی۔ ورقہ کہنے لگے یہ تو وہی ناموس (جبریل علیہ السلام) ہے جو موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوتا تھا۔ کاش میں اس دَور میں (اعلانِ نبوّت کے بعد) جوان ہوتا، کاش میں اس وقت تک زندہ رہوں جب آپ کی قوم آپ کو یہاں سے نکال دے گی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کیا مجھے وہ لوگ نکال دیں گے؟ ورقہ نے جواب دیا جی ہاں حضور! جو شخص بھی آپ جیسا پیغام لے کر آتا ہے اسے نشانۂ عداوت بنایا جاتا ہے۔ اگر میں اس وقت زندہ ہوا تو حضور کی بھرپور حمایت کروں گا۔ جلدی ہی ورقہ کو موت نے آلیا اور وحی رک گئی۔ بخاری و مسلم نے یہ حدیث بیان فرمائی ہے۔ غَطَّہ کا معنی ہے شدت سے بھینچنا، پانی کا کسی کو ڈھانپ لینا کَلّ کا معنی ہے عیال، ناموس صاحب سر فرشتہ جناب جبریل علیہ السلام کو کہتے ہیں۔ جذع کا معنی نوجوان ہے۔ ینشب یلبث ٹھہرتا ہے کے معنی میں آتا ہے

واقعۂ شق صدر | ۹۔ عتبہ بن عبد السلمی کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے سوال کیا کہ یارسول اللہ! صلوات اللہ وسلامہ علیک آپ کے معاملے کا آغاز کیسے ہوا۔ ارشاد فرمایا، میری رضاعی ماں قبیلۂ بنی سعد بن بکر کی ایک خاتون تھیں اور ان کا ایک لڑکا چھوٹے چھوٹے دنبے لے کر باہر چلے مگر اپنے ساتھ زادِ راہ نہ لیا۔ میں نے کہا بھائی آپ جائیں اور ماں سے زاد لے آئیں۔ میرا وہ بھائی چلا گیا اور میں ان بکریوں اور دنبوں کے پاس ٹھہرا رہا۔ دو سفید پرندے آئے جو چیلوں

marfat.com

جیسے تھے۔ ایک پرندے نے دوسرے سے کہا کیا یہ وہی ہیں (یعنی فرشتے حضور علیہ التحیۃ والتسلیم کو تقدس کر رہے تھے گوہرِ مقصود مل گیا تو ایک دوسرے کو خوش ہو کر کہنے لگا کیا یہ حضور ہیں مگر) دوسرے نے جواب دیا بالکل وہی ہیں، وہ ایک دوسرے سے آگے میری طرف بڑھنے لگے۔ مجھے پکڑ کر کھلی جگہ لٹایا، میرا پیٹ کھول دیا پھر میرا دل نکال کر چیرا اور اس سے دو سیاہ لوتھڑے نکال دیئے۔ ایک نے دوسرے سے کہا مجھے برفانی پانی لا دے (پانی آگیا) تو اس نے میرا پیٹ دھو ڈالا۔ پھر کہنے لگا، مجھے ژالائی پانی لادے۔ اس پانی سے اس نے میرا دل دھو دیا۔ پھر کہنے سکون و طمانیت لادے۔ اس نے یہ میرے دل میں چھڑکی۔ ایک نے دوسرے سے کہا کہ اب سی دیں سی کر اس نے خاتم نبوت سے اس پر مہر کر دی۔ پھر ایک دوسرے سے کہنے لگا کہ انہیں ایک پلڑے میں رکھ کر دوسرے پلڑے میں ان کی امت کے ہزار آدمی رکھ دے۔ حضور فرماتے ہیں (جب انہوں نے یوں رکھ کر ترازو اٹھایا) تو میں نے ان ہزار کو دیکھا گویا وہ مجھ پر گر رہے ہیں (آپ کا پلڑا بھاری ہوا دوسرا پلڑا اوپر اٹھ گیا اور اس فرشتے نے کہا اگر ساری امت بھی دوسرے پلڑے میں ڈال دی جائے تب بھی حضور ہی بھاری ہوں گے۔ پھر وہ دونوں مجھے چھوڑ کر چلے گئے۔ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مجھ پر شدید گھبراہٹ طاری تھی۔ میں اپنی رضاعی ماں کے پاس گیا اور انہیں سارا ماجرا سنا دیا۔ انہیں خوف ہوا کہ کہیں مجھے جنات کی تکلیف نہ ہو۔ کہنے لگیں میں آپ کو حوالۂ خدا کرتی ہوں۔ انہوں نے اونٹ پر کجاوہ کسا مجھے کجاوے میں بٹھا کر میرے پیچھے خود بھی بیٹھ گئیں۔ اور ہم میری والدہ (سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے پاس پہنچ گئے۔ رضاعی ماں کہنے لگیں، میں نے امانت پہنچادی اور ذمہ داری پوری کر دی، پھر انہیں سارا واقعہ بھی سنایا۔ میری والدہ ماجدہ بالکل خوفزدہ نہ ہوئیں فرمانے لگیں جب آپ پیدا ہوئے تھے تو میں نے وہ عظیم الشان نور

marfat.com

دیکھا تھا کہ شام کے محلات اس نور میں مجھے نظر آنے لگے تھے۔ رواہ الدارمی۔
(شق الصدر کا واقعہ حسب حالات و مواقع کئی دفعہ پیش آیا اس میں لاتعداد حکمتیں تھیں معترضین کے اعتراضات بالکل لغو ہیں۔ یہ خلفاً عن سلفٍ صرف نہ ماننوں کی رٹ لگا رہے ہیں۔ ہم ان کے اعتراضات کا جائزہ لینے سے اس لیے قاصر ہیں کہ کتاب کے ترجمے کے ضمن میں ہم طویل بحث کی گنجائش نہیں پاتے۔ ایک اطاعت شعار مسلمان کے لیے تو اتنا ہی کافی ہے کہ شق صدر صحیح احادیث سے ثابت ہے اور صحیح حدیث کی اتباع ہی بقول امام اعظم رضی اللہ عنہ اسلام ہے۔ حدیث پاک میں اور بھی کئی نکات ہیں جنہیں ہم قارئین کرام کی ذہانت کے حوالے کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ وہ خود حدیث پاک سے بہت سے مسائل اخذ کرلیں گے۔ مترجم)

جنات کی دربار گوہر بار میں حاضری

۱۰۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گرامی قدر صحابہ کے ایک گروہ کی معیت میں بازار عکاظ تشریف لے چلے۔ ان دنوں شیاطین آسمانی خبریں نہیں سن سکتے تھے اور انہیں ٹوٹنے والے ستاروں سے مارا جاتا۔ وہ جب خبریں جانے بغیر واپس پلٹے تو ان کے ساتھیوں نے پوچھا کیا وجہ ہے کہ اب خبریں سننے پر پابندی لگ گئی ہے اور ستارے برسائے جاتے ہیں۔ جواب ملا، پتہ نہیں کیا بات ہے بہر حال یہ حقیقت ہے کہ اب آسمانی خبریں ہم نہیں سن سکتے اور ستاروں کے ذریعے ہمیں مارا جاتا ہے باقی شیاطین بولے اس کی کوئی خاص وجہ ضرور ہوگی۔ مشرق و مغرب کو چھان ڈالو اور پتہ چلاؤ کہ آسمانی خبروں سے رکاوٹ کا سبب کیا ہے۔ اب جو شیاطین تہامہ کی طرف نکلے تھے اور عکاظ جانا چاہتے تھے انہوں نے حضور رحمۃ عالم کو اپنے صحابہ کے ساتھ نماز صبح پڑھتے پایا۔ قرآن کی آواز آئی تو ہمہ تن گوش بن گئے۔ کہنے لگے یہی

marfat.com

ہیں جن کی وجہ سے ہم آسمانی خبریں نہیں پا سکتے۔ اب قوم کے پاس واپس پلٹے تو وہ کلمات کہے جو قرآن پاک نے نقل فرمائے ہیں :-

فَقَالُوْۤا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا یَّهْدِیْۤ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ وَ لَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَاۤ اَحَدًا	تو بولے ہم نے ایک عجیب قرآن سنا کہ بھلائی کی راہ بتاتا ہے اور ہم اس پر ایمان لائے اور ہم ہرگز کسی کو اپنے رب کا شریک نہ کریں گے۔

نبی اقدس پر اللہ تعالیٰ نے قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ (تم فرماؤ مجھے وحی ہوئی) نازل فرمایا، یہ قول جن ہی تھا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا گیا۔ رواہ البخاری۔

شق الصدر اور ساتھیوں کی حیرانی

۱۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے کہ جبریل علیہ السلام تشریف لائے۔ آپ کو اٹھا کر دل چیرا ایک لوتھڑا نکالا اور فرمایا یہ نصیب شیطانی ہے (وہ لوتھڑا وہی ہوگا جس میں شیطانی وساوس راہ پا سکتے ہیں، اسے کاٹ کر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عصمت کا اظہار کر دیا) پھر سنہری طشتری میں رکھ کر زمزم کے پانی سے دل مبارک دھویا پھر اسے باہم ملایا اور اپنی جگہ پر رکھ دیا۔ بچے آپ کی رضاعی ماں کے پاس دوڑتے آئے اور کہا کہ محمد (صلوات اللہ وسلامہ علیہ) تو قتل کر دیئے گئے ہیں۔ سب لوگ آپ کی طرف دوڑے آپ کا مبارک رنگ بدلا ہوا تھا۔ راوی حدیث حضرت انس فرماتے ہیں کہ سوئی سے سینے کی علامات میں آپ کے سینہ میں دیکھا کرتا تھا۔ رواہ مسلم۔

شکاری خود شکار ہو گیا

۱۲۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ضماد ازدی مکہ مکرمہ میں آیا وہ جنوں (مراد دماغی مرض ہے) کا دم کیا کرتا تھا مکہ کے احمقوں کی زبانی اس نے سنا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com

پر جنون طاری ہے کہنے لگا کہ اگر وہ مجھے ملتے تو میرے ہاتھوں اللہ کریم انہیں شفا عطا کر دیتا۔ ابنِ عباس بتاتے ہیں کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ملا اور کہنے لگا کہ جناب میں اس مرض کا معالج ہوں، کیا آپ علاج کرانا پسند فرمائیں گے۔ حضور کریم نے یہ کلمات طیبہ ارشاد فرمائے :۔

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ اَمَّا بَعْدُ

یقیناً استحقاقِ حمد ذاتِ خداوندی کو حاصل ہے ہم اس کی حمد سے رطب اللسان ہیں اور اس کی اعانت کے طلبگار، جسے وہ راہِ راست دکھاتا ہے اسے گمراہی کی تاریکیوں میں کوئی نہیں دھکیل سکتا اور جسے وہ راہِ راست سے دور کر دیتا ہے وہ کہیں ہادی نہیں پاتا۔ میں اس بات کا بھی گواہ ہوں کہ محمد عربی صلوات اللہ وسلامہ علیہ مرکزِ مقامِ عبودیت اور منبعِ فیضِ رسالت ہیں۔ بعد ازاں۔

حضور کریم رؤف و رحیم علیہ التحیہ والتسلیم ابھی اما بعد کے لفظ پر پہنچے ہی تھے کہ وہ کہنے لگا کہ ایک دفعہ یہی کلمات دہرا دیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دفعہ یہ مبارک عبارت دہرائی۔ وہ کہنے لگا، میں نے کاہنوں۔ جادوگروں اور شاعروں کے اقوال سنے ہیں، میں نے کسی کی زبان سے ایسے کلمات نہیں سنے۔ یہ تو سمندر کی گہرائی کو پہنچ گئے ہیں۔ مہربانی فرما کر اپنا ہاتھ مبارک مجھے تھامنے کی اجازت مرحمت فرمائیے۔ تاکہ میں اسلام کی بیعت کر سکوں۔ ابنِ عباس کہتے ہیں پھر اس نے آپ سے بیعت کی۔ رواہ مسلم۔

★

marfat.com

دشمن رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو فرشتے مارتے ہیں

۱۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ ابوجہل کہنے لگا کہ لوگو! کیا محمد (صلوات اللہ وسلامہ علیہ) تمہارے سامنے اپنے چہرے کو غبار آلود فرماتے رہتے ہیں (اس کا مطلب یہ تھا کہ تمہاری موجودگی میں نماز پڑھتے ہوئے سر مبارک سجدہ میں رکھتے ہیں اور چہرہ پر سجدے کی وجہ سے مٹی پڑتی رہتی ہے) لوگ بولے، جی ہاں، کہنے لگا لات وعزیٰ کی قسم! اگر میں نے انہیں ایسے کرتے دیکھا تو ان کی گردن کو کچل ڈالوں گا۔ حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نماز پڑھ رہے تھے کہ وہ گردن روندنے کی نیت سے آیا (پھر عجیب بات ہوئی) اچانک وہ پچھلے پاؤں ہٹا اور اپنے ہاتھوں کو یوں ہلانے لگا گویا اپنے آپ کو بچا رہا ہے، لوگوں نے اس سے پوچھا، آپ کو کیا ہو گیا ہے؟ کہنے لگا۔ میرے اور محبوب برحق علیہ الصلوٰۃ والسلام کے درمیان آگ کی خندق حائل ہو گئی ہے، ایک خوف چھایا ہوا ہے اور پروں کی پھڑپھڑاہٹ ہے۔ نبیٔ رحمت شافع امت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ اگر وہ میرے قریب آتا تو فرشتے اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتے اور اچک لیتے۔ رواہ مسلم۔

کافر چراغِ مصطفوی بجھانا چاہتے ہیں

۱۴۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منقول ہے کہ ایک رات قریش نے مکہ میں باہم مشورہ کیا، ایک بولا صبح انہیں بیڑیوں میں کس دو، دوسرا کہنے لگا، نہیں قتل کر دو۔ تیسرے کی تجویز تھی ملک بدر کر دو۔ مولا کریم نے اپنے محبوبِ رحیم کو اطلاع کر دی، وہ رات حیدرِ کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کم نے آپ کے بستر مبارک پر گزاری۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے، اور غارِ حرا میں قدم رنجہ فرما ہوئے۔ مشرک ساری رات جنابِ علی رضی اللہ عنہ کو حضور مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا سمجھ کر نگرانی

marfat.com

کرتے رہے صبح ہوئی تو دھاوا بولا، ان کا مگر ناکام رہا کیونکہ ان کی نگاہوں نے وہاں حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پایا۔ پوچھنے لگے تیرے محبوب کہاں ہیں؟ کرار کا اشارہ تھا مجھے کیا پتہ۔ اب قریش حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نقوش پا پر چلنے لگے مگر پہاڑ میں یہ نشان بھی نہ مل سکے۔ پہاڑ پر چڑھے غار کے پاس سے گزر ہوا تو اس کے دروازے پر مکڑی کا تنا ہوا جالا دیکھا۔ کہنے لگے کہ اگر وہ غار میں داخل ہوئے ہوتے تو اس کے دروازے پر یہ جالا نہ ہوتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس غار میں تین راتیں تشریف فرما رہے۔ رواہ احمد۔

شبِ ہجرت کی جلوہ ریزیاں

۱۵۔ حضرت براء نے اپنے والدِ گرامی حضرت عازب سے روایت کیا ہے کہ حضرت عازب نے صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا، صدیق! جب آپ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ رات کی تنہائیوں میں تنہا نکلے تھے تو ماجرا کیسے پیش آیا تھا۔ حضرت صدیق نے جواب دیا کہ ہم رات بھر اور اگلی دوپہر تک چلتے رہے۔ راستہ خالی تھا کوئی چلنے والا نہ تھا۔ ایک طویل چٹان ہمارے سامنے آئی۔ جہاں دھوپ نہ تھی اور سایہ پھیلا ہوا تھا۔ ہم وہاں اتر پڑے۔ میں نے اپنے ہاتھوں سے جگہ صاف کی تاکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام استراحت فرما سکیں۔ میں نے اس ہموار زمین پر پوستین بچھا دی اور سرکارِ دل وجان کی خدمت میں عرض کرنے لگا حضور! آپ آرام فرمائیں، میں ماحول پہ نگاہ رکھوں گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم استراحت فرمانے لگے اور میں ماحول کی نگرانی کرنے لگا۔ مجھے ایک چرواہا آتا دکھائی دیا۔ میں نے اسے کہا کہ کیا آپ کی بکریوں میں کوئی شیر دار بھی ہے۔ اس نے ہاں میں جواب دیا۔ میں نے کہا کہ دودھ دے گا کہنے لگا جی ہاں۔ اس نے ایک بکری پکڑی اور ایک کاٹھ کے پیالے میں اس کا دودھ دوہا۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک برتن بھی ساتھ رکھا

marfat.com

ہُوا تھا۔ جو آپ کے لیے پانی پینے اور وضو کرنے کے کام آ رہا تھا۔ دودھ اس برتن میں ڈالا حضور محترم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمتِ عالیہ میں حاضر ہُوا۔ مگر آپ کو بیدار کرنا آدابِ محبت کے خلاف سمجھا جب آپ نے خود نگاہِ ناز کھولی تو مَیں نے دودھ میں پانی ملایا تا کہ وہ ٹھنڈا ہو جائے۔ مَیں نے نوش فرمانے کے لیے درخواست پیش کی آپ نے نوش فرمایا تو مجھے خوشی و رضا کی دولت ملی، آپ نے فرمایا، کیا ابھی کوچ کا وقت نہیں ہُوا؟ مَیں نے عرض کیا جانے کا وقت ہے، سورج ڈھلا تو ہم چل دیئے۔ سراقہ بن مالک ہمارا پیچھا کر رہا تھا مَیں نے عرض کیا، حضور! ہم تو دریافت کر لیے گئے ہیں۔ مجھے رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا فکر نہ کیجئے، اللہ ہمارے ساتھ ہے (لا تحزن ان اللہ معنا) حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے اس کے لیے بددعا فرمائی تو اس کا گھوڑا پیٹ تک سطحِ ارضی میں دھنس گیا (سراقہ اچانک یہ کیفیت پا کر) کہنے لگا مَیں سمجھتا ہوں کہ تم دونوں نے میرے لیے بددعا کی ہے۔ اب میرے لیے دعا کرو (تا کہ مَیں اس مصیبت سے بچوں) اللہ گواہ ہے کہ مَیں متلاشیوں کو واپس کرتا جاؤں گا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا فرمائی تو اسے دولتِ نجات ملی۔ اب واپس جاتے جسے وہ دیکھتا کہتا کہ ادھر تو کوئی بھی نہیں ہے۔ لہٰذا واپس چلو۔ یہ سن کر لوگ واپس چل پڑتے۔ رواہ البخاری و مسلم۔ حدیث میں نفض کا لفظ استعمال ہُوا ہے۔ عرب کہتے ہیں نفض المکان جبکہ سب کچھ مکان میں دیکھا۔

صدیقِ اکبر قصۂ ہجرت سناتے ہیں

۱۶۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے تیرہ درہم میں کجاوہ خریدا حضرت عازب (راوی کے والد ماجد) کو فرمایا کہ آپ (اپنے بیٹے) براء کو حکم دیں کہ وہ کجاوہ میرے ساتھ اٹھا لے چلے۔ حضرت عازب نے جواباً کہا کہ یہ حکم میں اس وقت تک نہیں دے سکتا جب تک آپ واقعہ ہجرتِ نبوی

marfat.com

نہ سنا دیں. کیونکہ آپ ہی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے. براء کہتے ہیں کہ پھر صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہجرت کا واقعہ یوں بیان فرمایا کہ ہم رات میں نکلے، رات دن چلتے رہے دوپہر ہونے کو آگئی اور دوپہر کو آرام کرنے والے آرام کرنے لگ گئے۔ ہمیں سوائے سراقہ بن مالک کے کوئی تلاش نہ کر سکا مگر وہ گھوڑے پر سوار تھا

سراقہ آتا ہے مگر شکار ہو جاتا ہے

مَیں نے سرکارِ رسالت میں التجا کی کہ متلاشی تو آپہنچا، جواباً حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا فکر کی کوئی ضرورت نہیں اللہ کریم ہمارے ساتھ ہیں. سراقہ بالکل قریب پہنچ چکا تھا. یہ فاصلہ ایک دو یا تین نیزوں سے زائد نہ تھا. مَیں نے پھر درخواست پیش کی کہ حضور! متلاشی تو آپہنچا. مَیں یہ کہہ کر رو پڑا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آپ کیوں رو رہے ہیں؟ صدیق نے عرض کی خدائے واحد کی قسم! مَیں اپنی جان کے لیے نہیں رو رہا ہوں یہ سب آنسو تو جان سرکار کی فکر کی وجہ سے بہہ رہے ہیں ؎

(جو کچھ یہاں ؎

ہُوا ہے وہی کچھ غار میں بھی ہُوا تھا. صدیق کے آنسو یہاں بھی حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے لیے بہہ رہے تھے اور غار میں بھی آنسوؤں کی لڑیاں انہی کے لیے ٹوٹ رہی تھیں مقامِ محبت سے بے خبر لوگ ان رموز کو نہ پاکر باتیں بنا سکتے ہیں مگر سالکانِ راہ کو پتہ ہے کہ جب محبوب عاشق کے سامنے کسی تکلیف میں مبتلا ہو رہا ہو تو عاشق پر کیا گزرتی ہے. پھر وہ مردِ فاسرشت اور ترجمانِ عشقِ رسول صدیق جس نے محبت کو نئے عنوانات دیئے ہیں جس نے عشق کو رعنایاں دی ہیں جس نے الفت کی نوک پلک سنواری ہے جب اپنی آنکھوں کے سامنے کبھی غار کی تنہائیوں میں اور کبھی صحرا کی پہنائیوں میں اپنے محبوب کو دشمنوں کے نرغے میں پاتا ہے تو اس کے دل و دماغ پر کیا گزرتی ہے اسی حالت کا اظہار وہ بے زبان آنسو کرتے ہیں جو صدیق کبھی غار میں بہاتے ہیں اور کبھی صحرا میں، کچھ ایسی کیفیت ہوتی ہے جس کا نقشہ شاعر نے یوں کھینچا ہے ؎

marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بددعا دی (بددعا کے کلمات یہ تھے) اللہ! ہمیں جس ذریعے سے تو اس سے بچانا چاہتا ہے بچالے۔

(ملاحظہ فرمائیں ان الفاظ کو بھی شانِ رحمۃ للعالمین نے یہ گوارا نہ فرمایا کہ اس کی سزا اپنی طرف سے تجویز فرما کر عرض کرتے کہ اسے یوں کر دے ارشاد یہی ہوا کہ جس طرح تو کرنا چاہتا ہے اس طرح کر کے اس کے شر سے بچالے)۔

ٹھوس اور سخت زمین میں اس کا گھوڑا پیٹ تک دھنس چکا تھا۔ وہ کود کر گھوڑے سے الگ ہو کر کہنے لگا۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے معلوم ہے کہ یہ سب کچھ آپ کے عمل سے ہوا ہے۔ اب دعا فرمائیے کہ اللہ مجھے اس مصیبت سے نجات دے (اگر آپ مجھے نجات دلا دیں گے تو) میں قسمیہ وعدہ کرتا ہوں کہ میرے پیچھے جو بھی آپ کو تلاش کرنے آرہے ہیں انہیں بھٹکا دوں گا۔ یہ ہے میرا ترکش اس سے ایک تیر بھی نکال لیں کیونکہ آپ فلاں اور فلاں جگہ سے میرے اونٹوں اور بھیڑوں بکریوں کے پاس سے گزریں گے (میرا تیر دکھا کر) ان میں سے جتنی ضرورت ہو لے لینا۔ حضور کریم نے شانِ استغنار کا اظہار فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ مجھے ان کی ضرورت نہیں ہے۔ اب حضور نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے دستِ دعا اٹھا دیئے اس کو گرفت سے رہائی ملی اور وہ اپنے ساتھیوں کی طرف واپس پلٹا (کتبِ سیر میں یہ بھی موجود ہے کہ حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میں تیرے ہاتھوں میں کسریٰ کے سنہری کنگن دیکھ رہا ہوں۔ پھر دورِ فاروقی میں چشمِ فلک نے یہ بھی دیکھا کہ کسریٰ کے کنگن مسجد نبوی میں ہیں اور فاروق

ے میں لٹا رہا ہوں موتی میں بچھا رہا ہوں کلیاں
میرے فکرِ نو بنو سے تری رہگذر سجی ہے!

ناواقفانِ راہ محبت اور ناشناسان کوئے صداقت کو یہی کہا جا سکتا ہے کہ:-

اداشناس نہ دلبرا خطا اینجا است (مترجم)

marfat.com

کی عقابی نگاہیں مجمع میں سے سراقہ کو تاڑ رہی ہیں پھر حاضرین نے دیکھا کہ سراقہ محراب میں امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہیں اور فاروقِ اعظم اپنے ہاتھوں سے کسریٰ کے سنہری کنگن سراقہ کو پہنا رہے ہیں۔ فاروق کی نگاہوں سے آنسو ڈھلکنے لگے ہیں یہ فرحت و سرور کے آنسو ہیں وہ سراقہ کو حکم دیتے ہیں کہ منبر پر چڑھ کر بازو فضا میں لہرا دو تاکہ کائنات کی نگاہیں دیکھ سکیں کہ بے آب و گیاہ صحرا میں دشمن کے نرغے میں محبوب کریم نے جو پیش گوئی کئی سالوں پہلے فرمائی تھی وہ پوری ہو گئی ہے آج وہ غیب شہود میں آگیا ہے جو لوگوں کے لیے تو غیب تھا مگر مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا کے لیے غیب نہ تھا۔ کیونکہ بقول علامہ اقبال :۔ چشم او بر زشت و خوب کائنات

در نگاہِ او غیوب کائنات

مدینہ والوں کا استقبال اور نعرہ رسالت

حضرت صدیق اکبر فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سفر جاری رکھا، ہم مدینہ طیبہ پہنچ گئے۔ لوگ استقبال کے لیے راستوں اور پگڈنڈیوں پر نکل آئے۔ راستے میں نوکر چاکر اور بچے نعرہ تکبیر کی گونج میں جاء رسول اللہ جاء محمد صلوات اللہ علیہ کا اعلان کر رہے تھے۔ ؎

(مسلم شریف ۲ مصری ص ۴۱۹ کے الفاظ یہ ہیں کہ یا محمد یا رسول اللہ کے نعروں سے فضائیں گونج رہی تھیں۔ یہ مدینہ طیبہ میں حضور کا ورود مسعود تھا۔ دلوں کا شاہ کیا آیا بہاریں چھا گئیں، موسم بدل گیا، نور بکھر گیا، زندگی رعنائیوں سے عبارت ہو گئی۔ یا رسول اللہ کا نعرہ عاشقانہ بلند ہوا صحابہ، صحابیات۔ آقا، غلام، بوڑھے۔ بچے پکار اٹھے یا محمد یا رسول اللہ۔ آج کچھ حضرات کہتے ہیں کہ :۔

یا رسول اللہ کا اجتماعی نعرہ ثابت نہیں ہے؟ ان کی خدمت میں عرض ہے کہ آنکھیں کھول کر دیکھیں کیا یہ صحابہ کرام کا اجتماعی نعرہ نہیں ہے، کیا یہ مدینہ والوں کا نعرہ نہیں ہے؟ کیا یہ حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کا استقبال کرنے والوں کا نعرہ نہیں ہے؟

marfat.com

حضرت صدیق اکبر فرماتے ہیں کہ مدینہ کا ہر آدمی خواہش مند تھا کہ دریائے رحمت کا رُخ اس کے گھر کی طرف ہو، حضور کریم نے یہ بیقراری دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ آج میں جناب عبد المطلب کے ننہال بنی نجار میں رات بسر فرما کر انہیں عظمت بخشوں گا جب صبح ہوئی تو جہاں کا امر تھا[1] حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دروازے پر بیٹھ گئی تو آپ وہاں تشریف لے چلے۔ مسند امام احمد۔

۱۷۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے | ساقیٔ کوثر علیہ الصلوٰۃ والسلام بے موسم دودھ پلاتے ہیں

مروی ہے، فرماتے ہیں کہ میں ابھی بچہ تھا اور مکہ میں عقبہ بن ابی معیط کی بکریاں چرایا کرتا تھا حضور شفیع المذنبین علیہ صلوات رب العالمین یارِ غار کی معیت میں میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا لڑکے! کیا تیرے پاس ہمیں پلانے کے لیے دودھ ہے؟ میں

کیا یہ عاشقانِ روئے مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کا نعرہ نہیں ہے؟ کیا عمل صحابہ بھی شرک ہوتا ہے؟ ہم نے تو صحابہ کو انفرادی حیثیت سے بھی یہ نعرہ بلند کرتے ہوئے سنا، اجتماعی حیثیت سے بھی ان کے نعرے کی گونج کا آسمان گواہ ہے۔ ان کی تنہائیوں کا یہ وظیفہ ہے اور وراثتِ صحابہ کے طور پر اولیائے امت یہ وظیفہ پڑھتے آئے ہیں اور قیامت تک پڑھتے جائیں گے۔ علمائے حق بھی اولیائے کرام کا ہاتھ تھامے یہی اعلان کرتے رہے ہیں اور کرتے رہیں گے۔ اعلیحضرت کی زبانی سنیئے:۔

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعدا تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

فقیر مترجم نے عرض کیا ہے

ظلمت عصیاں میں جب تجھ کو پکارا یارسول
ظلمت عصیاں کا ہر دریا کنارہ ہو گیا!) (مترجم)

---

[1] آپ نے فرمایا تھا کہ اونٹنی کو چھوڑ دو وہ اللہ کی طرف سے مامور ہے اور اونٹنی حضرت ا...

marfat.com

نے گزارش کی کہ مَیں امانت دار ہوں لہٰذا دودھ پیش کرنے سے قاصر ہوں۔ فرمایا کیا تیرے پاس کوئی ایسی نوعمر بکری ہے جسے ابھی کسی نر نے دیکھا نہ ہو؟ مَیں ان حضرات کے پاس ایسی بکری لے آیا۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے اسے ڈھنگا لگایا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی کھیری کو دستِ عطا لگایا دُعا فرمائی پھر تو دودھ سے کھیری بھر گئی۔ دودھ دوہا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود بھی دودھ نوش فرمایا اور حضرت صدیقِ اکبر کو بھی پلایا۔ پھر کھیری کو خشک ہونے کا حکم صادر فرمایا تو کھیری خشک ہو گئی۔ مَیں (یہ معجزہ دیکھنے کے بعد) خدمتِ گرامی میں شرف حضوری سے مشرف ہُوا اور عرض کرنے لگا کہ حضور! یہ پاکیزہ ارشاد مجھے بھی سکھا دیں۔ حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا تُو تو سیکھنے والا لڑکا ہے۔ مَیں نے پھر کانِ وحی اور منبع علم و حکمت سے ستر سورتیں پڑھیں جن میں میرے ساتھ اور کوئی شریک نہ تھا۔ رواہ فی الحلیۃ۔

ام معبد عظمتِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام بیان کرتی ہیں

۱۸۔ حزام بن ہشام نے اپنے والد کی زبانی اور انہوں نے اپنے دادا جیش بن خالد کی زبانی یہ واقعہ بیان کیا ہے (یاد رہے کہ جیش حضرت ام معبد رضی اللہ عنہا کے بھائی ہیں) کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ کی طرف عازم سفر ہوئے تھے تو حضرت ابوبکر اور ان کے آزاد کردہ غلام عامر بن فہیرہ اور عبداللہ لیثی بھی دلیلِ راہ کے طور پر آپ کے ساتھ تھے۔ ام معبد کے خیموں کے پاس سے اس قافلۂ شوق کا گزر ہُوا تو ام معبد سے گوشت اور کھجوریں خریدنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ اس کے پاس تو کچھ بھی بیچنے کے لیے نہ تھا۔ کیونکہ قحط و بدحالی نے اس علاقہ کے باسیوں کو اپنی گرفت میں لے رکھا تھا۔ خیمے کے ایک گوشے میں سرورِ کائنات کی نگاہِ ناز ایک بکری پر پڑی۔ فرمایا ام معبد! اس بکری کی کیفیت کیا ہے۔ عرض کرنے لگیں کہ یہ بیچاری دودھ سے درماندہ ہے اس کی خستہ حالی نے

marfat.com

اسے ریوڑ کے ساتھ چلنے کے قابل نہیں چھوڑا تھا۔ ارشاد فرمایا کیا آپ اسے دوہنے کی اجازت دیں گی، ام معبد بولیں میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ دودھ ہے تو دوھ لیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بکری پاس بلوائی اور دست ناز اس کی کھیری پر پھیرا۔ اللہ کریم کا نام نامی ورد زبان ہُوا۔ ام معبد کے لیے بکری کے سلسلہ میں دعا کی۔ پھر کیا تھا بکری نے پاؤں کھول دیئے دودھ اتر آیا اور جگالی کرنے لگی۔ ایک برتن طلب فرمایا جو گروہ و قافلہ کو سیراب کر سکتا تھا۔ اس برتن میں خوب دودھ دوہا حتیٰ کہ جھاگ آگئی۔ ام معبد کو سیر ہو کر پلایا۔ صحابہ نے بھی سیر ہو کر پیا۔ خود نبیٔ رحمت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سب سے آخر میں نوش فرمایا۔ پھر دوبارہ دودھ کر وہ برتن بھر دیا۔ یہ بھرا ہُوا برتن ام معبد کو عطا فرما دیا۔ ام معبد نے دست حق پر بیعت کی اور یہ قافلہ عشق و مستی اپنی منزل کو چل دیا۔ شرح السنۃ، استیعاب از ابن عبد البر۔ کتاب الوفا از ابن جوزی جیسی کتب میں یہ حدیث روایت ہوئی ہے۔

علم مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ضو ریزیاں

۱۹۔ حضرت عمرو بن اخطب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن حضور رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں نمازِ صبح پڑھائی، آپ منبر پر جلوہ افروز ہوئے۔ خطابِ عالی سے نوازنا شروع کیا۔ یہ علم کی خیرات نمازِ ظہر تک بٹتی رہی پھر آپ مصلّٰی پر رونق فرما ہوئے، ظہر کی امامت فرما کر پھر منبر کو معزز فرمایا، وقت عصر آگیا، مصلّٰی کو عزت بخشی۔ جماعت سے نماز پڑھائی۔ پھر منبر کو نوازا، سورج ڈوبنے تک تقریر دلپذیر جاری رہی۔ قیامت تک پیش آنے والا ہر واقعہ ارشاد فرما دیا، راوی فرماتے ہیں اب صحابہ میں وہ آدمی سب سے بڑا عالم ہے جسے وہ تقریر شریف سب سے زیادہ یاد ہے۔ مسلم شریف۔ لہ

(باعث تخلیق کائنات کے علوم پر اعتراض کرنے والے ذرا اس حدیث پاک کے آئینہ سے اپنی مقدس شکلیں دیکھیں۔ وہ تو ایک ہی رٹ لگاتے

marfat.com

حضرت عدی علمِ نبوی کی وکالت فرماتے ہیں

۲۰۔ حاتم طائی کے صاحبزادے حضرت عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رہے کہ نبی کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں ہوتا نبی کا علم اگر جزی ہے تو پھر اسے زید و عمرو تو کیا کسی جانور پر بھی فضیلت علمی حاصل نہیں۔ نبی بڑے بھائی کے برابر ہوتا ہے۔ یہ تو تھے ان نام نہاد علماء کے ہفوات اور دوسری طرف ہیں حاملانِ علوم مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا صحابہ کرام کے ارشادات۔ وہ تو فرماتے ہیں کہ قیامت تک کے علوم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائے۔ وہ تو کہتے ہیں کہ جنتیوں کو جنت پہنچانے تک اور جہنمیوں کے جہنم رسید ہونے تک کے سب واقعات حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمائے اور صاحبِ قرآن خود ارشاد فرماتے ہیں کہ میں جہنم سے نکل کر جنت پہنچنے والے آخری انسان کو بھی جانتا ہوں۔ قرآن نے کہا جو کچھ بھی آپ نہیں جانتے تھے وہ اللہ نے آپ کو بتلا دیا۔ قرآن کہتا ہے کہ جس نبی کو مقامِ ارتضاء ملا اسے علوم عطا ہوگئے۔ قرآن کہتا ہے کہ خبیث و طیب کو الگ کرنے کے لیے نبی کو علوم ملے، مگر دَورِ حاضر کا نام نہاد مفکر اور علم فروش ملاں کہتا ہے نہیں یہ سب کچھ شرک ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ کچی پہلی کا طالب علم کہہ رہا ہے کہ پی ایچ ڈی جاہل ہے اور یہ اپنی جہالت کا ڈھنڈورا پیٹنے کے مترادف ہے۔ اگر صفحات کی کم دامنی کا احساس نہ ہوتا تو ہم اس موضوع پر بہت کچھ لکھتے مگر قارئین حضرات سے درخواست ہے کہ اعلیٰحضرت فاضل بریلوی اور دیگر اکابرِ اہلِ سنت کی کتب اس موضوع پر وافر تعداد میں احقاقِ حق کے لیے موجود ہیں اور لاجواب پڑی ہیں کسی نے آج تک ان کے قرآن و سنت پر مبنی دلائل توڑنے کی توفیق نہیں ہوئی۔ اور نہ ہی ہوگی۔ منکرین کی تو وہی حالت ہے جس کا نقشہ فاضل بریلوی نے یوں کھینچا ہے ؎

ذکر روکے فضل کاٹے نقص کا جویار ہے
پھر کہے مردک کہ ہوں امت رسول اللہ کی (مترجم)

marfat.com

کہتے ہیں کہ میں نبی ہدایت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں حاضر تھا کہ ایک آدمی نے آکر فاقہ کی شکایت کی۔ اسی محفل عالی میں دوسرے نے آکر راستہ میں ڈاکے پڑنے کی شکایت کی۔ فرمان ہوا کہ عدی تم نے حیرہ دیکھا ہے؟ اگر تیری زندگی نے وفا کی، تو تُو دیکھے گا کہ ہودج نشین خاتون حیرہ سے تن تنہا طواف کعبہ کے لیے آئے گی اور اللہ کے سوا کسی کا اسے خوف نہ ہوگا۔ اگر تیری زندگی نے وفا کی تو تُو دیکھ لے گا کہ کسریٰ کے خزانے کھل گئے ہیں اگر تیری زندگی نے ساتھ دیا تو تُو یہ بھی دیکھ لے گا کہ آدمی سونا اور چاندی ہتھیلی پر رکھے غریبوں کی تلاش میں ہوگا تاکہ دے سکے مگر اسے کوئی لینے والا نہ ملے گا۔ اللہ کریم قیامت کے دن ہر آدمی سے بغیر کسی ترجمان کے دُو بدو ملے گا اور پوچھے گا کیا میں نے تیرے پاس تبلیغ کے لیے رسول نہیں بھیجا تھا؟ وہ جواب دے گا جی ہاں ایسا ہوا تھا۔ وہ آدمی دائیں دیکھے گا تو صرف جہنم پر نظر پڑے گی بائیں دیکھے گا تو صرف جہنم ہی دکھائی دے گی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، آگ سے بچو خواہ کھجور کا ایک ٹکڑا دے کر ہی بچ سکو، اگر کھجور کا ٹکڑا بھی نہیں ہے تو کلمہ خیر ہی کہہ کر جہنم سے بچنے کی کوشش کرو۔ عدی فرماتے ہیں کہ میں نے پھر دیکھا کہ حیرہ سے ہودج نشین خاتون چلی مسافتیں طے کرتی طواف کعبہ سے سرفراز ہوئی اسے خدا کے بغیر کسی کا خوف نہ تھا۔ رہی بات کسریٰ کے خزانوں کی تو میں خود ان مجاہدین میں شامل تھا جنہوں نے کسریٰ بن ہرمز کے خزانوں کے دروازے کھول دیئے تھے۔ حضرت عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ساتھیوں کو فرماتے ہیں کہ اگر تم زندہ رہے کہ نبی معظم ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے سونا و چاندی ہتھیلی پر رکھ کر غریب تلاش کرنے کی جو بات ارشاد فرمائی ہے وہ تم دیکھ لوگے۔ بخاری شریف۔ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین غیب بیان فرمائے۔ دو حضرت عدی رضی اللہ عنہ کے دَور میں پورے ہوگئے۔ تیسرے کے متعلق انہوں نے فرمایا کہ تم دیکھ لو گے کیونکہ ابوالقاسم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہر ارشاد سچ ہوتا ہے۔ یہ تیسری پیشگوئی امت

نہ کجاوہ نشین

marfat.com

کی تاریخ میں کئی دفعہ پوری ہوئی اور کئی دفعہ پھر پوری ہوگی۔ مترجم)

مستقبل کی خبریں

۲۱۔ خباب بن ارت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ حضور مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کعبہ مکرمہ کے سایہ میں چادر سے تکیہ لگائے تشریف فرما تھے کہ ہم نے مشرکوں کی طرف سے پہنچنے والی سختیوں کی شکایت کی اور درخواست کی کہ آپ اللہ کریم سے دعا فرمائیں۔ آپ سیدھے تشریف فرما ہوئے چہرۂ انور سرخ ہو گیا ارشاد فرمایا کہ پہلے دور میں آدمی کو گڑھا کھود کر اس میں گاڑ دیا جاتا تھا۔ پھر آری اس کے سر پر رکھ کر اسے دو حصوں میں چیر دیا جاتا تھا پھر بھی وہ دین سے نہیں رکتا تھا۔ لوہے کے کھریروں سے اس کے گوشت اور پٹھوں کو ہڈیوں سے الگ کر دیا جاتا اور پھر بھی وہ دین نہیں چھوڑتا تھا۔ قسم بخدا یہ معاملہ (معاملۂ اسلام) پورا ہو کر رہے گا وہ دور بھی آئے گا کہ سوار صنعار سے یمن تک چلتا جائے گا اور خدائے قدوس کے بغیر اسے کسی اور کا خوف نہ ہوگا۔ یا یہ خوف ہوگا کہ بھیڑیا بکریاں نہ مارے (وقت تو ضرور آکر رہے گا) تم خواہ مخواہ گھبرا کر جلد بازی پر اتر آئے ہو۔ رواہ البخاری)

نگاہ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رسائی اور صحابہ کا ایمان

۲۲۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی نے فرمایا کہ جب حضور علیہ التحیۃ والتسلیم نے خندق کھودنے کا حکم دیا (جنگ خندق کا واقعہ ہے) تو خندق میں ایک چٹان آگئی جس سے کھودنے کا معاملہ مشکل ہو گیا۔ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود اٹھے اور کدال لی اپنی چادر مبارک خندق کے کنارے پر رکھی اور یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی:۔

وَتَمَّتْ كَلِمَاتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ۔ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهٖ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ؕ	اور پوری ہے رب کی بات سچ اور انصاف میں۔ اس کی باتوں کا کوئی بدلنے والا نہیں۔

marfat.com

یہ پڑھ کر ضرب لگائی تو پتھر کا تیسرا حصہ کٹ گیا۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کھڑے دیکھ رہے تھے۔ حضور کی ضرب اقدس سے بجلی سی چمکی۔ پھر دوسری ضرب ماری اور پھر وہی آیت شریفہ تلاوت فرمائی۔ وَتَمَّتْ كَلِمَاتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ چٹان کی ایک تہائی بکھر گئی اور پہلے کی طرح بجلی کی چمک سی پیدا ہوئی جسے جناب سلمان نے ملاحظہ فرمایا۔ اب تیسری ضرب تھی اور وہی آیت مقدسہ کہ وَتَمَّتْ كَلِمَاتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ۔ باقی کی تہائی بھی پاش پاش ہو گئی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم خندق سے باہر تشریف لائے۔ اپنی چادر مبارک اٹھا لی اور تشریف فرما ہو گئے۔ حضرت سلمان نے خدمت عالیہ میں عرض پیش کی، یارسول اللہ! آپ جب بھی ضرب لگاتے تھے تو چمک پیدا ہوتی تھی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، سلمان! کیا تم نے وہ چمک دیکھی تھی۔ سلمان نے عرض کیا اس ذات کی قسم جس نے حضور کو مبعوث فرمایا ہے میں نے وہ چمک دیکھی تھی زبان وحی ترجمان سے یوں پھول جھڑے کہ جب میں نے پہلی ضرب لگائی تھی تو کسریٰ کا دار الخلافہ مدائن اس کا ماحول اور کئی اور شہر میں نے اپنی آنکھوں سے ملاحظہ کیے۔ حاضرین صحابہؓ نے التجا کی حضور! دعا فرمائیں یہ شہر ہم فتح کریں اور وہاں کے باشی ہماری غنیمت بنیں، راوی فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرما دی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا پھر دوسری ضرب پر قیصر کے شہر اور ان کا ماحول میں نے اپنی نورانی آنکھوں سے دیکھا، صحابہ نے پھر اپنی درخواست دہرائی کہ دعا فرمائی جائے کہ یہ شہر ہم فتح کریں اور وہاں کے باشی و رعایا ہماری غنیمت بنیں حضور کریم رؤف و رحیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ دعا بھی فرما دی۔ ارشاد ہوتا ہے پھر میں نے تیسری ضرب لگائی تو حبشہ کا دار الحکومت اور اس کا سارا ماحول میں نے اپنی مقدس آنکھوں سے دیکھا۔[1] رواہ النسائی۔

[1] کتب حدیث و تاریخ گواہ ہیں کہ صحابہ کرام نے یہ علاقے صدیقی، فاروقی و عثمانی خلافت ...

marfat.com

حضرت عمار رضی اللہ عنہ اور علم نبوی

۲۳ :۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے خندق کھودنے کے دوران جناب عمار رضی اللہ عنہ کا سر پونچھا اور فرمایا ابن سمیہ کے غبار آلود بیٹے! تجھے تو ایک باغی جماعت قتل کرے گی[1]۔ مسلم شریف۔

مجاہدینِ اُمّت نگاہِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں

۲۴ :۔ جناب انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے تھے ایک دن آپ تشریف لائے تو ام حرام نے آپ کی خدمت میں کھانا پیش کیا پھر سر مبارک کے مقدس بال صاف کرنے لگیں۔ حضور علیہ السلام

بقیہ :۔ میں فتح فرمائے۔ خلافت کے دور میں وہ ظہور پذیر ہوا جس کے لیے صحابہ نے حضور کریم سے دعا منگوائی تھی۔ اگر یہ خلافت منہاج نبوت پر نہ ہوتی تو ایسا کبھی نہ ہوتا۔ صحابہ حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم سے دعا منگاتے ہیں اور عرض کرتے ہیں کہ آقا یہ شہر اور یہ علاقے ہمیں دلوا دیں۔ پتہ چلا کہ صحابہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مختار مانتے تھے ورنہ التجا و درخواست کا کیا معنی؟ بجلی کی چمک کو حضرت سلمان فارسی ملاحظہ فرماتے ہیں یہ ان کی ولایت کی دلیل ہے جس کا ظہور حضور مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہوتا ہے تاکہ کراماتِ اولیاء کو سندِ جواز عطا ہو سکے۔ ایک صحابی زخمی حالت میں جناب ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے میدانِ جہاد میں آئے اور کہنے لگے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری کے لیے جا رہا ہوں۔ اگر کوئی پیغام ہو تو ارشاد فرمائیں امین الامت نے جو پیغام دیا وہ اقبال کی زبانی سنیے وہ فرماتے ہیں ؎

؎ ہم پر کرم کیا ہے خدائے غفور نے　　پورے ہوئے جو وعدے کیے تھے حضور نے

ان وعدوں سے بھی اسی حدیثِ پاک کی طرف اشارہ ہے۔ مترجم۔

[1] جناب حیدر رضی اللہ عنہ کی حمایت میں جنگ لڑتے ہوئے شہید ہوئے اور ارشادِ نبوی پورا ہوا۔ مترجم۔

marfat.com

وہاں ہی خواب استراحت فرمانے لگے۔ آپ بیدار ہوئے تو مسکرا رہے تھے۔ کہتی ہیں میں نے عرض کیا حضور! اس جان بخش تبسم کی وجہ کیا ہے؟ ارشاد ہوا، میرے امت کے کچھ غازیان راہِ خدا میرے سامنے پیش کیے گئے جو اس سمندر کے بڑے حصے پر سوار ہیں یوں محسوس ہوتا ہے کہ تختوں پر بیٹھے بادشاہ ہیں، کہتی ہیں۔ میں نے درخواست پیش کی کہ حضور! اللہ سے دعا فرمایئے کہ وہ ذاتِ اقدس مجھے بھی ان مجاہدین میں شامل فرمالے۔ آپ نے دعا فرمائی پھر سر مبارک بستر پر رکھا اور آرام فرمایا پھر جاگے تو لبوں پر وہی پیارا پیارا تبسم تھا۔ میں نے پھر مسکراہٹ کی وجہ پوچھی پہلے کی طرح پھر حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے جواب عطا فرمایا کہ میری امت کے غازیان راہِ خدا میرے سامنے پیش کیے گئے۔ کہتی ہیں میں نے پھر التجا کی کہ حضور! اللہ سے دعا فرما کر مجھے بھی ان میں شامل کرا دیجئے۔ ارشاد فرمایا کہ تُو تو پہلے گروہ میں شامل ہو چکی ہے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں ام حرام رضی اللہ عنہا سمندری بیڑے کے ساتھ سوار ہوئیں سمندر عبور کر کے سواری پر سوار ہوئیں تو گر پڑیں اور وفات پا گئیں۔ رواہ البخاری ومسلم۔

ك ام حرام رشتہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خالہ تھیں۔ لہٰذا وہ محرم ہیں۔ تَفلی کا معنی جوئیں تلاش کرنا ہے مگر یہاں وہ معنی مراد نہیں اس لیے کہ انبیا کرام کے قریب جوئیں نہیں جاتیں نہ مکھیوں کی وہاں رسائی ہوتی ہے۔ روایات میں آتا ہے کہ ازواجِ مطہرات کے جسموں پر بوجہ احترام نبوی مکھیاں نہیں بیٹھا کرتی تھیں پھر حضور کے جسدِ نوری پر مکھیوں کا بیٹھنا یا جوؤں کا پھرنا محال ہے۔ یہاں مراد بالوں کو ادھر اُدھر ہٹانے سے ہے تاکہ کوئی تنکا وغیرہ نہ رہے۔ صاف ہو جائیں۔ یا ویسے بھی بالوں میں انگلیاں ڈال کے انہیں ادھر اُدھر ہٹانے کی کیفیت مراد ہے اور ہم عرض کر چکے ہیں کہ ام حرام محرمہ ہیں۔ مترجم۔

marfat.com

حضرت ابن سلام یہود کے کردار کا تذکرہ فرماتے ہیں

۲۵: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی زمین پر پھل چن رہے تھے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری کا سنا وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے کہ میں آپ سے صرف تین باتیں پوچھوں گا جن کا علم نبی کے بغیر کسی کو نہیں ہوتا (ارشاد فرمائیے کہ) قیامت کی پہلی پہلی شرطیں کیا ہیں؟ جنتیوں کا پہلا کھانا کونسا ہوگا؟ بچہ ماں یا باپ سے کس بنا پر مشابہ ہوتا ہے؟ حضور نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے جواباً ارشاد فرمایا ابھی ابھی یہ باتیں جناب جبریل علیہ السلام نے پیش خدمت کی ہیں۔ قیامت کی پہلی شرط تو ایک آگ ہے۔ جو لوگوں کو مشرق سے مغرب کی طرف ہانک کر اکٹھا کر دے گی۔ اور پہلا کھانا جو جنتیوں کو ملے گا تو وہ مچھلی کے جگر کے حصے ہوں گے۔ اگر مرد کا پانی عورت کے پانی پر پہل کر جائے تو بچہ اس کے مشابہ ہوگا اور اگر عورت کا پانی مسابقت پالے تو بچہ کو وہ اپنی طرف کھینچ لے گی۔ (یہ سن کر حضرت ابن سلام) بولے، میں گواہی دیتا ہوں کہ معبودِ برحق صرف اللہ کریم کی ذاتِ پاک ہے اور آپ اللہ کے رسول ہیں۔ حضور! یہودی بہتان تراش قوم ہے اگر آپ کے میرے متعلق دریافت فرمانے سے قبل انہیں پتہ چل گیا کہ میں اسلام لا چکا ہوں تو وہ مجھے الزام تراشی کا نشانہ بنا دیں گے۔ اب یہودی بھی خدمتِ عالیہ میں حاضر ہو گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ عبداللہ بن سلام تم میں کیسے آدمی ہیں؟ کہنے لگے وہ خود بھی سراپا خیر ہیں اور سراپا خیر کے بیٹے ہیں وہ صرف آقا ہی نہیں بلکہ آقا زادہ بھی ہیں (یہ رائے لینے کے بعد) حضور نے فرمایا، اگر عبداللہ بن سلام اسلام لے آئیں تو تمہاری کیا رائے ہوگی؟ کہنے لگے خدا اسے اسلام سے بچائے۔ عبداللہ (جس مکان میں چھپے بیٹھے تھے تاکہ ان کی عدم موجودگی میں یہود صحیح رائے دے سکیں اس مکان سے) باہر نکل آئے اور اشہد ان لا الٰہ الا اللہ واشہد

marfat.com

اَنَّ مُحَمَّدٌ رسول اللہ پڑھا۔ یہود نے فوراً رخ بدلا اور کہنے لگے یہ تو ہم میں شریر ابن شریر ہے۔ اب ان کی عیب جوئی میں مصروف ہوگئے۔ یہ سن کر جناب عبداللہ بولے، حضور! مجھے ان سے اسی بات کا خوف تھا۔ (بخاری شریف)۔

عشقِ صحابہ کی رعنائیاں

۲۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم مسلمانوں کو ابو سفیان کے تجارت سے واپس آنے کی اطلاع ملی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے مشورہ کیا۔ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھے اور عرض کرنے لگے اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ یا رسول اللہ! اگر آپ حکم دیں تو ہم سمندروں میں کود جائیں گے اور اگر ارشاد ہو کہ ہم مقام برک غماد تک اپنی سواریوں کو دوڑا دوڑا کر ان کے جگر خشک کر دیں تو ہم ایسا بھی کرنے کے لیے حاضر ہیں، راوی فرماتے ہیں کہ حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے لوگوں کو بلایا۔ سب لوگ چلتے چلتے بدر کے مقام پر پہنچ گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہاں فلاں مرے گا اور یہاں فلاں مرے گا۔ آپ زمین پر ہاتھ مبارک سے نشان کرتے جاتے تھے۔ راوی کہتے ہیں کہ جہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نشان کر دیا تھا وہاں سے کوئی مرنے والا کافر بھی اِدھر اُدھر نہ سرک سکا۔ رواہ مسلم۔

میدانِ جنگ نگاہِ رحمۃ للعالمین میں

۲۷۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید۔ جنابِ جعفر اور حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی وفات کی خبر لوگوں کو اس سے پہلے ہی دے دی کہ ان کی وفات کی خبر لوگوں کو پہنچتی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ زید نے اسلامی فوج کا جھنڈا لیا اور شہید ہوگئے پھر جعفر نے لیا اور شہید ہوگئے۔ پھر ابن رواحہ نے لیا اور جامِ شہادت نوش کیا۔ یہ فرماتے جا رہے تھے اور آپ کی مقدس آنکھوں سے آنسو چھلک رہے تھے۔ فرمایا

marfat.com

یہاں تک کہ یہ سلسلہ چلتا رہا کہ اللہ کی ایک تلوار۔ خالد بن ولید۔ نے جھنڈا اٹھالیا۔ اور اللہ کریم نے انہیں فتح سے نوازا۔ رواہ البخاری۔ (غزوہ موتہ میں یہ سب کچھ پیش آیا)

ظاہراً مجاہد باطناً جہنمی

۳۸: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم غزوہ حنین میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپنے ساتھ جانے والے اسلام کے دعویدار ایک مرد کے لیے فرمایا کہ یہ جہنمی ہے۔ جنگ شروع ہوئی تو وہ بہت شدت سے لڑا اور اسے کئی زخم آئے ایک آدمی سرکار میں حاضر ہو کر کہنے لگا، یارسول اللہ! جس کے بارے میں حضور نے جہنمی ہونے کا فرمایا ہے وہ اللہ کے راستے میں بڑی شدت سے لڑا ہے اور اسے بہت زخم آئے ہیں اس کے متعلق حضور کی کیا رائے ہے؟ ارشاد فرمایا وہ تو جہنمی ہے، یہ بات سن کر کچھ لوگوں کو شک پڑنے لگا۔ یہی کیفیت تھی کہ اس شخص کو زخموں کے درد نے ستایا اس نے اپنے ترکش سے ایک تیر لیا اور اس سے اپنے آپ کو ذبح کر لیا۔ ایک مسلمان دوڑتا حضور علیہ التحیۃ والتسلیم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا یارسول اللہ! اللہ کریم نے حضور کا ارشاد پورا کر دکھایا۔ فلاں نے تو خود کو ذبح کر کے خودکشی کر لی۔ حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اللہ اکبر، میں گواہ ہوں کہ میں اللہ کا محبوب بندہ اور رسول ہوں۔ بلال! اٹھیے اور اعلان کیجیے کہ جنت میں صرف مومن ہی جائے گا۔ ہاں اللہ کریم کسی فاجر آدمی سے اپنے دین متین کی تائید کرا سکتا ہے۔ رواہ البخاری۔

جادوگروں کی سازشیں

۲۹: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کر دیا گیا آپ خیال فرماتے کہ میں نے فلاں کام کر دیا ہے حالانکہ آپ نے وہ کام نہیں کیا ہوتا تھا۔ ایک دن آپ میرے ہاں تشریف فرما تھے تو اللہ کریم سے

marfat.com

دعا کے بعد دعا فرماتے رہے پھر فرمانے لگے عائشہ! کیا تم نے محسوس کیا کہ میں نے جو کچھ اللہ کریم سے دریافت کیا تھا اس کا مجھے جواب عطا کر دیا گیا ہے میرے پاس دو آدمی آئے ایک سرہانے اور دوسرا پائنتی بیٹھ گیا۔ پھر ایک نے دوسرے سے پوچھا کہ اس عظیم المرتبت انسان کو کیا تکلیف ہے؟ دوسرے نے جواب دیا انہیں جادو ہے، پہلے نے پوچھا کس نے جادو کیا ہے؟ دوسرے نے جواب دیا لبید بن اعصم یہودی کی یہ کارروائی ہے۔ پہلے نے پوچھا کس چیز پر عمل جادو کیا ہے؟ دوسرے نے جواب دیا کنگھی، کنگھی کے ساتھ نکلنے والے بالوں اور نر کھجور کے شگوفے سے۔ پہلے نے پوچھا یہ چیزیں کہاں ہیں؟ دوسرا بولا ذروان کے کنوئیں میں ہیں۔ حضور مکرم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خدام صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ کنوئیں پر تشریف لے گئے۔ فرمایا یہی وہ کنواں ہے جو مجھے دکھایا گیا تھا۔ کنوئیں کا پانی مہندی کا دھوون معلوم ہوتا تھا اور اس کی کھجوریں[1] شیطانوں کے سر دکھائی دیتے تھے۔ (رواہ بخاری مسلم)

گستاخ ذرا حدیث سے اپنا چہرہ دیکھیں

۳۰۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک غنیمت کی تقسیم میں مصروف تھے اور ہم آپ کی خدمت میں حاضر تھے کہ ذوالخویصرہ آیا، یہ قبیلہ بنی تمیم کا ایک فرد تھا کہنے لگا، یارسول اللہ! انصاف فرمائیے۔ حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا تو ہلاک ہو اگر میں ہی انصاف نہیں کروں گا تو پھر کون کریگا۔ عدل نہ کرنے والے تو خائب و خاسر ہوتے ہیں۔ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولے حضور! مجھے اجازت مرحمت فرمائیں تاکہ میں اس کی گردن قلم کر دوں۔ ارشاد فرمایا اسے جانے دے۔ اس کے کچھ اور ساتھی بھی ہیں کہ دیکھنے والا تمہاری نمازوں کو ان کی نمازوں اور تمہارے روزوں کو ان کے روزوں کے مقابلہ میں ہیچ پاتا ہے۔ یہ لوگ قرآن تو پڑھتے

---

[1] کھجوروں کے شگوفے۔

marfat.com

ہیں مگر قرآن ان کے حلقوں سے نیچے نہیں اترتا۔ (دل نورِ قرآن سے منور نہیں ہوتا) وہ دین سے یوں نکل جاتے ہیں جس طرح تیر شکار سے نکل جاتا ہے، شکاری پھل کو، پچھلے حصے کو، درمیانے حصے کو اور پروں کو دیکھتا ہے کچھ نظر نہیں آتا۔ گوبر دخول سے پہلے نکل جاتا ہے ان کی علامت ایک کالے رنگ کا آدمی ہوگا جس کے ایک بازو کا کنارہ عورت کے پستان کی طرح ہوگا یا گوشت کے لوتھڑے کی طرح حرکت کرتا ہوگا یہ لوگوں کے بہترین گروہ کے خلاف بغاوت کریں گے۔ ابوسعید خدری فرماتے ہیں کہ مَیں شہادت دیتا ہوں کہ مَیں نے یہ حدیث نبی رحمت علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سنی ہے اور مَیں اس بات کا بھی گواہ ہوں کہ جناب حیدر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس گروہ سے جنگ لڑی اور مَیں بھی ان کے ساتھ تھا۔ جناب کرار نے اس علامت والے آدمی کی تلاش کرائی تھی۔ جب وہ خدمت میں لایا گیا تو مَیں نے اسے ہُوبہُو وہی پایا جس کی کیفیت سیدِ کُل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بتائی تھی۔ دوسری روایت میں ہے کہ گڑھی آنکھوں۔ ابھرے ماتھے گھنی داڑھی۔ لٹکتے بھوؤں اور منڈے سر والا آدمی خدمتِ نبوی میں آکر کہنے لگا، یا محمدؐ! (صلوات اللہ وسلامہٗ علیہ) اللہ سے ڈریے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر مَیں ہی اللہ کی نافرمانی کرنے لگ جاؤں تو بتا پھر اس کا اطاعت کیش کون ہوگا؟ اللہ تو مجھے سب اہلِ زمین کا امین سمجھتا ہے مگر تم نہیں سمجھ رہے ہو؟ ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اسے قتل کرنے کی اجازت چاہی مگر آپ نے اجازت مرحمت نہ فرمائی اور وہ چلا گیا۔ حضور نے فرمایا اس کی نسل و اصل سے ایک قوم جنم لے گی جو قرآن تو پڑھے گی مگر وہ اس کے حلق سے نیچے اترنے کا نام نہ لے گا۔ وہ اسلام سے یوں نکل جائیں گے جیسے تیر شکار نشانہ سے نکل جاتا ہے۔ وہ اہلِ اسلام کو تو قتل کریں گے مگر بُت پرستوں کو چھوڑ دیں گے۔

marfat.com

کافروں سے دوستی اور مسلمانوں سے دشمنی

وہ لوگ کافروں کے دوست اور مسلمانوں کے دشمن ہوں گے ؎

حضور فرماتے ہیں کہ اگر میں انہیں پالوں تو یوں قتل کروں جس طرح قبیلہ عاد قتل ہو گیا۔ رواہ البخاری ومسلم ؎

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن سے قبر کی بھی دشمنی ہے

۲۳۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی کاتبِ نبوی تھا اسلام چھوڑ کر مشرکوں سے جا ملا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زمین اسے قبول نہ کرے گی، حضرت انس کہتے ہیں کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے بتایا کہ میں اس علاقے میں گیا جہاں وہ مرا تھا تو اسے زمین سے باہر

؎ اس جماعت کا نقطۂ آغاز خارجی تھے پھر تاریخ نے مختلف ادوار میں انہیں کئی لباسوں میں دیکھا۔ دورِ حاضر میں بھی ان کی دوستیاں کافروں کے لیے وقف رہیں، گاندھی اور نہرو کو تو انہوں نے قائد مانا مگر پاکستان بنانے کے اس لیے مخالف رہے کہ یہ مسلمانوں کا ملک تھا۔ گاندھی جیسے مشرک کو یہ مساجد میں منبرِ نبوی پر لے آئے مگر پھر بھی موحد کے موحد ہی رہے۔ قائدِ اعظم تو ان کے دھرم میں کافرِ اعظم تھے مگر گاندھی صرف لیڈر ہی نہ تھا بلکہ بقول ان کے اگر نبوت ختم نہ ہوتی تو وہ نبی ہوتا۔ قارئین آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ جس کی نسلِ خبیث کے پھیلنے کا حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے ذکر فرمایا تھا وہ نسل کہاں کہاں پھیلی، اہلِ حق نے انہیں مختلف رنگوں اور متنوع رنگوں میں دیکھ کر فرمایا ؎۔ یہ چراغِ مصطفوی کے دشمن اور شرارِ بولہبی کے پرستار لاکھ چھپیں چھپ نہیں سکتے۔

؎ بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش　　من اندازِ قدت را می شناسم

؎ ان حضرات کو یہی کہا جا سکتا ہے کہ :۔

؎ آئینہ ایام میں آج اپنی ادا دیکھ　　(مترجم)

marfat.com

پھینکا ہوا پایا۔ لوگوں سے پوچھا اس کی کیا کیفیت ہے بولے ہم کئی دفعہ اسے دفن کر چکے ہیں لیکن زمین اسے قبول ہی نہیں کرتی۔ رواہ البخاری ومسلم۔

حفاظتِ مدینہ

۳۲۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ نکلے اور عسفان جا پہنچے۔ حضور کریم کئی راتیں وہاں قیام فرما رہے۔ لوگ کہنے لگے یہاں ہمارا کام تو کوئی بھی نہیں اور ہمارے اہل خانہ مدینے میں ہیں، ان کی حفاظت کیسے ہوگی؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک بات پہنچی تو فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے مدینہ کی ہر گھاٹی اور نکڑ پر تمہاری واپسی تک دو دو فرشتے نگرانی وحفاظت کے لیے مامور ہیں، پھر فرمایا اب کوچ کیجئے۔ ہم نے کوچ کیا اور مدینہ طیبہ آ پہنچے اس ذات کی قسم جس کی قسم کھائی جاتی ہے کہ ابھی مدینہ پہنچ کر ہم نے کجاوے بھی نہیں اتارے تھے کہ بنی غطفان نے ہم پر شبخون ڈال دی۔ حالانکہ اس سے پہلے وہ شبخون پر آمادہ نہ تھے خدا جانے اب تک کس چیز نے انہیں غارت گری سے روک رکھا تھا۔ رواہ مسلم۔

جانثارانِ حضور پرکرم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

۳۳۔ حضرت برار بن عازب رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابورافع (دشمن اسلام) کی طرف ایک گروہ بھیجا۔ آپ کے فرستادوں میں سے حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ نے رات کو اسے سوتے میں جالیا اور قتل کر دیا۔ حضرت عبداللہ فرماتے ہیں میں نے اس کے پیٹ پر تلوار رکھ کر دبائی اور پیٹھ کی طرف نکل گئی۔ (چونکہ اندھیرا تھا جب تلوار جسم سے پار ہوگئی تو) میں سمجھ گیا کہ وہ قتل ہوگیا ہے اب میں سب دروازے (اس کے گھر اور ماحول کے) کھول کر سیڑھی تک آپہنچا۔ (جو فصیل کے ساتھ حسب پروگرام لگی

ہوئی تھی۔) مَیں نے پاؤں توڑ رکھا لیکن پاؤں صحیح نہ ٹکا اور چاندنی رات میں مَیں سیڑھی سے گر گیا، میری پنڈلی ٹوٹ گئی۔ پگڑی سے پنڈلی باندھ کر اپنے دوستوں کے پاس آپہنچا۔ پھر ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مَیں نے پورا واقعہ خدمتِ عالیہ میں پیش کر دیا۔ حضور مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ذرا پاؤں پھیلا دیجئے۔ مَیں نے پاؤں پھیلایا تو آپ نے اس پر اپنا ہاتھ مبارک پھیر دیا۔ مجھے یوں محسوس ہُوا کہ گویا مجھے (ٹانگ ٹوٹنے کی) کبھی تکلیف ہی نہ تھی۔
رواہ البخاری۔

۳۴ :- حضرت سہیل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ خیبر کے دن فرمایا کہ مَیں یہ جھنڈا کل اس آدمی کو دوں گا جس کے ہاتھوں خیبر فتح ہو جائے گا۔ وہ آدمی اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب سے محبت کرتا ہے اور اللہ کریم اور اس کے محبوب رحیم اس آدمی سے الفت فرماتے ہیں۔ صبح ہوئی تو سب لوگ اس توقع کے ساتھ قدم بوس محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوئے کہ جھنڈا عطا ہو گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی بن ابی طالب کہاں ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ! وہ تو آنکھوں کی تکلیف میں مبتلا ہیں۔ فرمایا انہیں بلا بھیجو، آپ کو بلایا گیا، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ کی مبارک آنکھوں میں لعابِ دہن ڈالا آنکھیں یوں ٹھیک ہوئیں گویا انہیں کبھی تکلیف نہ تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جھنڈا عطا فرمایا۔ حضرت کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ علیک الصلوٰۃ والسلام کیا اس وقت تک جنگ لڑتا رہوں کہ وہ ہماری طرح مسلمان ہو جائیں۔ فرمایا آپ اپنے انداز سے چلیں جب ان کے آنگن میں جا پہنچیں تو دعوتِ اسلام دیں اور انہیں بتائیں کہ کون سے حقوق اللہ ان پر لازم ہیں، قسم بخدا اگر آپ کے ذریعے اللہ کریم کسی ایک آدمی کو دولتِ ہدایت

marfat.com

سے نواز دیں تو وہ تیرے لیے (غنیمت کے) سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔
بخاری و مسلم۔

قیصر و کسریٰ کے متعلق پیش گوئی

۳۵۔ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسریٰ ہلاک ہو گیا۔ اب اس کے بعد کسریٰ نہ ہوگا قیصر بھی ہلاک ہوگا پھر اس کے بعد قیصر بھی نہیں ہوگا اور تم ان کے خزانے راہ خدا میں تقسیم کر دو گے۔ حضور نے جنگ کو ایک چال قرار دیا۔ بخاری و مسلم

صحابہ کرام کی فتوحات کی پیش گوئیاں

۳۶۔ حضرت نافع کہتے ہیں کہ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ تم جزیرہ عرب میں جنگ لڑو گے تو اللہ تمہیں فتح عطا فرمائے گا، پھر تم فارس والوں سے جنگ کرو گے اللہ وہ ملک بھی تمہیں عطا فرمائیں گے۔ پھر رومیوں سے لڑائی ہوگی۔ اللہ تمہیں فتح دیں گے۔ پھر دجال سے تمہاری لڑائی ہوگی تو اللہ تعالےٰ تمہیں فتحیاب کرے گا۔ رواہ مسلم۔

۳۷۔ حضرت جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ مسلمانوں کی ایک جماعت کسریٰ کے خاندان کے وہ خزانے کھول دے گی۔ رواہ مسلم۔

۳۸۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی جب تک تم خوزا اور کرمان میں ایسے عجمیوں سے جنگ نہ لڑلو جن کے چہرے سرخ ہیں ناکیں چپٹی اور بیٹھی ہوئی ہیں، آنکھیں چھوٹی ہیں۔ ان کے چہرے ڈھالوں کی طرح چپٹے ہوں گے اور ان کے جوتے بالوں کے بنے ہوں گے۔ رواہ البخاری۔ امام بخاری کی دوسری روایت میں

marfat.com

جو حضرت عمرو بن تغلب سے انہوں نے روایت فرمائی ہے عراض الوجوہ (چپٹے چہرے والے) کے الفاظ ہیں۔

سرزمین حجاز سے نکلنے والی آگ ۳۹۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ہی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرمائی ہے کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ سرزمین حجاز میں ایسی آگ نہ بھڑک اٹھے جس سے بصرہ میں اونٹوں کی گردنیں چمک اٹھیں۔ بخاری و مسلم نے اس حدیثِ پاک کو روایت کیا ہے۔ اور ایسی آگ بھڑک چکی ہے۔ (اس آگ سے بقول مؤرخین اتنے اونچے شعلے بھتے کہ بصرہ سے نظر آ رہی تھی۔ اور اس کی روشنی سے اندھیروں میں بیٹھے اونٹوں کی گردنیں چمک رہی تھیں۔)

فتح کی بشارتیں ۴۰۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا (اے میرے صحابہ اور میرے امتیو!) تمہیں یقیناً نصرت ملے گی، غنیمت سے نوازے جاؤ گے۔ اور فتح کے پھریرے اڑاؤ گے۔ جسے بھی یہ رفعتیں ملیں وہ خدا خوفی نہ چھوڑے۔ امر بالمعروف کو اپنا شعار بنائے اور نہی عن المنکر سے منہ نہ موڑے۔ رواہ ابوداؤد۔

کافروں کی موت اور جگہ کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم ۴۱۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم مکہ اور مدینہ کے درمیان حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے ہم ایک دوسرے کو چاند دیکھنے کا کہہ رہے تھے۔ میں تیز نگاہ انسان تھا میں نے چاند دیکھ لیا۔ میرے بغیر کوئی اور چاند دیکھنے کا گمان بھی نہ کر سکا۔ میں فاروق اعظم کی خدمت میں عرض کرتا کیا آپ کو نظر نہیں آ رہا ہے؟ مگر انہیں دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ کہتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ میں اسے بستر پر لیٹ کر ہی

marfat.com

دیکھوں گا۔ پھر آپ ہمیں اہلِ بدر کی باتیں سنانے لگے۔ کہ حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم ہمیں بدر میں مقتول مشرکوں کی ہلاکت گاہیں ایک دن پہلے ہی بتانے لگے کہ کل یہ جگہ فلاں کی ہلاکت گاہ ہے اور یہاں انشاء اللہ فلاں ہلاک ہوگا۔ فاروق فرماتے ہیں اس ذات کی قسم جس نے حضور کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مقرر کردہ حدوں کو توڑ نہ سکے۔ موت کے بعد انہیں گڑھے میں ایک دوسرے پر ڈال دیا گیا۔ حضور اس گڑھے پر تشریف لائے فرمایا اے فلاں بن فلاں، اے فلاں بن فلاں! کیا تم نے اللہ اور اس کے رسول کا وعدہ برحق پایا، مجھ سے تو جو میرے اللہ نے وعدہ کیا تھا سچ پایا ہے؟ فاروق نے عرض کیا حضور! آپ ایسے جسموں سے کیسے گفتگو فرما رہے ہیں جن میں روحیں نہیں ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کچھ میں کہہ رہا ہوں وہ تم ان سے بہتر نہیں سن رہے ہو ہاں فرق یہ ہے کہ وہ جواب نہیں دے سکتے۔ رواہ مسلم۔

صحابی کو مستقبل کی خبر دیتے ہیں

۴۲ انیسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے باپ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کرتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جناب زید کی عیادت فرمانے تشریف لائے۔ فرمایا کہ یہ بیماری آپ کے لیے پیغامِ موت نہیں لائے گی۔ زید ذرا اس وقت کا تصوّر تو کرو جب میری وفات کے بعد بھی تم زندہ رہو گے اور نابینا ہو جاؤ گے پھر کیا کرو گے؟ جواباً عرض کیا حضور! صبر و ثواب کا طالب بن جاؤں گا۔ ارشاد فرمایا پھر تو تُو بلاحساب جنت میں داخل ہوگا۔ انیسہ کہتی ہیں کہ حضور اقدس کے وصال کے بعد حضرت زید نابینا ہو گئے پھر اللہ کریم نے انہیں نظر سے نوازا اور پھر ان کی وفات ہو گئی۔ امام بیہقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ حدیث اپنی کتاب دلائل النبوۃ میں نقل فرمائی ہے۔

marfat.com

مشتبہ بکری تناول نہ فرمائی

۲۴۳۔ حضرت عاصم بن کلیب نے اپنے والد کلیب سے اور انہوں نے ایک انصاری صحابی سے روایت بیان فرمائی ہے کہ ہم حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے ساتھ ایک جنازہ میں حاضری کے لیے چلے (قبر کھودی جارہی تھی) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھودنے والے کو فرمارہے تھے پاؤں کی طرف سے قبر کو کھلا کر، سر کی طرف سے اسے وسیع کر، جب جنازہ سے آپ واپس تشریف لائے تو ایک عورت کی طرف سے ایک دعوت دینے والا آیا آپ نے دعوت قبول فرمائی اور ہم بھی ساتھ رہے۔ کھانا کھلایا گیا تو آپ نے ہاتھ مبارک بڑھایا پھر لوگوں نے بھی ہاتھ بڑھائے سب کھانے لگ گئے مگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تو پہلا لقمہ ہی چبا رہے تھے۔ فرمانے لگے مجھے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بکری مالکوں کی اجازت کے بغیر پکڑ لی گئی ہے۔ اب دعوت دینے والی نے کہنا شروع کیا حضور! میں نے مقام نقیع پر جہاں بکریاں بکتی ہیں بکری خریدنے کے لیے آدمی بھیجا مگر وہاں سے بکری نہ مل سکی پھر میں نے اپنے پڑوسی کے پاس کہلا بھیجا جو بکری خرید لایا تھا کہ وہ پیسے لے کر بکری مجھے دے دے لیکن وہ نہ مل سکا۔ میں نے پھر آدمی اس کی بیوی کے پاس بھیجا تو اس نے یہ بکری بھیجی۔ حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے اس عورت کو ارشاد فرمایا کہ یہ کھانا قیدیوں کو کھلا دے۔ (ابوداؤد شریف۔ دلائل النبوۃ للبیہقی)

آندھی کی شدتوں کا علم

۲۴۴۔ ابو حمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ غزوۂ تبوک کے لیے نکلے جب وادیٔ قریٰ میں پہنچے تو ایک عورت کے باغ میں گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے پھل کا اندازہ لگاؤ کتنا ہوگا۔ ہم صحابہ نے اندازہ لگایا، پھر حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے اندازہ فرمایا تو ارشاد ہوا

marfat.com

یہ دس وسق ہوگا۔ پھر اس عورت کو ارشاد فرمایا اسے اچھی طرح شمار کر لینا۔ ہم انشاء اللہ واپس آکر پوچھ لیں گے۔ ہم منزلیں مارتے تبوک جا پہنچے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج رات شدید آندھی آئے گی کوئی اس آندھی میں نہ اٹھے جس کے پاس بھی اونٹ ہو وہ اس کا گھٹنہ باندھ دے۔ رات کو شدید جھکڑ چلا ایک آدمی اٹھ کھڑا ہوا (حالانکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اٹھنے سے منع فرمایا تھا۔) تو آندھی نے اسے اٹھا کر طئی کے پہاڑوں میں جا پھینکا۔ پھر ہم تبوک سے واپس آتے ہوئے وادی القریٰ میں گئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت سے دریافت فرمایا کہ باغ کا پھل کتنا ہوا، کہنے لگی دس وسق۔ بخاری و مسلم۔

فتح مصر کی خوشخبری

۴۵: حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا عنقریب تم سرزمین مصر فتح کرو گے جہاں قیراط کا وزن مستعمل ہے اسے فتح کرو تو وہاں کے لوگوں سے حسن سلوک کرنا کیونکہ وہ ذمہ ورحم والے لوگ ہیں یا رحم کی جگہ صہر (سسرال) کا لفظ استعمال فرمایا ابو ذر اگر تم اینٹ برابر جگہ پر دو آدمیوں کو جھگڑتے پاؤ تو اس جگہ سے نکل جاؤ۔ ابو ذر فرماتے ہیں (پھر وہ دور آیا کہ مصر اسلامی قلمرو میں شامل ہو گیا) میں نے اینٹ برابر جگہ پر عبد الرحمان بن شرحبیل اور ان کے بھائی ربیع کو جھگڑتے پایا۔ تو میں مصر سے نکل گیا، مسلم شریف۔ (رحم وصہر سے مطلب حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا سے ہے کیونکہ وہ مصر سے آئی تھیں۔)

اُموی جابر کا انجام

۴۶ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کو فرماتے سنا کہ میرے منبر پہ بنی امیہ کا جابر چڑھ جائے گا اور اس کی نکسیر بہہ پڑے گی۔ حضرت علی بن زید رضی اللہ عنہ

لہ ایک وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اور ایک صاع قریباً چار سیر۔

marfat.com

فرماتے ہیں کہ دیکھنے والے نے مجھے بتایا کہ عمرو بن سعید بن العاص حضور علیہ التحیۃ والتسلیم کے منبر شریف پر آیا تو اس کی نکسیر بہنے لگی۔ رواہ احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

یہود سے گفتگو ۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب خیبر فتح ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور ہدیہ ایک زہر آلود بکری کا گوشت بھیجا گیا۔ حضور نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ جو یہودی بھی یہاں ہیں انہیں اکٹھا کرو۔ صحابہ نے انہیں اکٹھا کر دیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہودیوں سے یوں خطاب فرمایا، مَیں تم سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں کیا تم سچ بولو گے؟ کہنے لگے حضور ابوالقاسم! ہم سچ بولیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بتایئے تمہارا باپ کون ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ فلاں۔ حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا جھوٹ بول رہے ہو تمہارا باپ وہ نہیں ہے بلکہ فلاں ہے۔ عرض کرنے لگے آپ نے سچ فرمایا اور نیکی کی بات کی، پھر ارشاد ہوا اگر مَیں کچھ اور پوچھوں تو سچ بولو گے؟ کہنے لگے یا ابا القاسم! سچ بولیں گے ورنہ آپ ہمارا جھوٹ اسی طرح پکڑ لیں گے جس طرح باپ کے بارے میں پکڑا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دریافت فرمایا بتاؤ دوزخی کون ہیں؟ کہنے لگے کہ ہم تھوڑا سا وقت جہنم میں رہیں گے پھر تم مسلمان وہاں ہماری جگہ لو گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ہی اوندھے منہ جہنم میں پڑے رہو ہم مسلمان تو کبھی بھی تمہاری جگہ نہ لیں گے۔ پھر فرمایا کچھ اور پوچھوں تو جھوٹ تو نہیں بولو گے؟ کہنے لگے نہیں ابوالقاسم! جھوٹ نہیں بولیں گے فرمایا بتایئے کیا تم نے اس بکری (گوشت) میں زہر ملا دیا ہے؟ کہنے لگے جی ہاں، حضور علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا کس وجہ سے اس میں زہر ملایا؟ کہنے لگے ہم چاہتے تھے کہ اگر آپ جھوٹے ہوں گے تو زہر کھا کر آپ مر جائیں گے، تو ہمیں راحت مل جائے گی۔ اور اگر آپ سچے ہوں گے تو زہر آپ کے وجود مسعود پر کوئی اثر نہ کریگا۔

marfat.com

رواہ البخاری۔

بکری کا بھونا ہوا گوشت بول پڑا

۴۸: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ خیبر کی ایک یہودن نے بھونی ہوئی بکری میں زہر ملا دیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ گوشت ہدیہ بھیجا۔ حضور نے بکری کا بازو (چوڑی) پکڑا اور اس سے کچھ تناول فرمایا۔ آپ کے صحابہ سے ایک جماعت بھی کھانے میں شریک تھی۔ حضور نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے دفعتاً فرمایا کہ کھانے سے ہاتھ کھینچ لو۔ آپ نے آدمی بھیج کر یہودن کو بلایا اور فرمایا کیا تو نے اس بکری میں زہر ملایا ہے؟ کہنے لگی آپ کو کس نے بتایا ہے؟ فرمایا مجھے میرے ہاتھ میں پکڑے ہوئے اس بازو (بکری کی چوڑی) نے بتایا ہے۔ کہنے لگی کہ میں سوچ رہی تھی کہ اگر آپ نبی ہیں تو آپ کو تکلیف نہ ہوگی اور اگر نبی نہیں ہیں (تو ان کی موت سے) ہمیں آرام مل جائے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے معاف فرما دیا اور سزا نہ دی۔ جن صحابہ نے وہ گوشت کھایا تھا وہ مر گئے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس زہریلے گوشت کی وجہ سے اپنے کندھے مبارک پر پچھنے لگوائے۔ انصار کے قبیلہ بنی بیاضہ کے آزاد کردہ غلام ابو ہند نے آپ کو سینگ اور چوڑی چھری سے پچھنے لگائے۔ ابوداؤد شریف۔ دارمی شریف۔

مالِ ہوازن کے متعلق ارشاد

۴۹: حضرت سہل بن حنظلیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ صحابہ غزوہ حنین کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلتے رہے یہ سفر عشاء تک بڑھتا گیا۔ ایک شاہسوار آیا اور عرض کرنے لگا کہ حضور! میں فلاں فلاں پہاڑوں پر چڑھا ہوں میں نے قبیلہ ہوازن کو اپنے باپ کے اونٹوں پر پردہ نشینوں اور مویشیوں کے ساتھ حنین میں اکٹھا ہوتے پایا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جان بخش مسکراہٹ فرماتے

marfat.com

ہوئے ارشاد فرمایا یہ سب مال کل مسلمانوں کی غنیمت بنے گا۔ پھر ارشاد ہوا کہ آج رات ہمارا پہرہ کون دے گا؟ حضرت انس بن مرثد غنوی بولے حضور! یہ خدمت میں سرانجام دوں گا۔ فرمایا پھر سوار ہو جا۔ وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو گئے فرمایا اس گھاٹی کی طرف جا کر اونچی جگہ چڑھ جاؤ (رات گزر گئی) صبح ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم مصلیٰ پر تشریف لائے۔ دو رکعت نماز پڑھی ارشاد ہوا اپنے پہرہ دار کا کوئی پتہ چلا ایک صاحب بولے نہیں یا رسول اللہ! کوئی پتہ نہیں چلا۔ اب جماعت کے لیے تکبیر ہوئی۔ حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نماز میں بھی گھاٹی کی طرف نظر التفات فرما رہے تھے نماز پوری ہوئی تو فرمایا خوشخبری ہو تمہارا پہرے دار آگیا۔ ہم گھاٹی کے درختوں پر نگاہیں مرکوز کیے ہوئے تھے پھر دفعۃً انس سامنے آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ عالیہ میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے کہ میں چلتے چلتے اس گھاٹی کی چوٹی پر جا پہنچا جہاں کا مجھے حضور نے حکم دیا تھا۔ جب صبح ہوئی تو دونوں گھاٹیاں میرے سامنے تھیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا کیا تو رات کو گھوڑے سے اترا بھی تھا؟ عرض کیا صرف نماز یا رفع حاجت کے لیے اترا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اگر تو آج کے بعد کوئی عمل بھی نہ کرے تو حرج نہیں۔ ابوداؤد۔

ایک شاندار پیشگوئی

۵۰۔ حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب جنگِ احزاب کے خاتمہ پر مختلف گروہوں کا ٹڈی دل چھٹ گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب ہم ان کی طرف غزوات کے لیے چل کر جائیں، وہ اب کبھی حملہ آور ہو کر نہیں آئیں گے۔ بخاری۔ (پھر تاریخ نے مدینہ کی طرف بڑھتے حملہ آور کبھی نہ دیکھے) مترجم)

بیت المقدس سامنے آتا ہے

۵۱۔ حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں حجرِ کعبہ

marfat.com

میں تھا اور قریش مجھ سے معراج کے متعلق پوچھ رہے تھے۔ بیت المقدس کی کچھ اشیاء کے متعلق پوچھا تو وہ اشیاء حافظہ میں کچھ غیر محفوظ سی تھیں میں شدید اور بے مثل کرب محسوس کرنے لگا۔ اللہ کریم نے پردے ہٹا دیئے۔ میں بیت المقدس دیکھ رہا تھا اور ان کے ہر سوال کا جواب دے رہا تھا میں نے اس سفر کے دوران انبیاء کرام علیہم السلام کی ایک عظیم المرتبت جماعت کو (مختلف اعمال کرتے) دیکھا تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام تو کھڑے نماز پڑھ رہے تھے وہ قبیلہ شنوأہ کے مردوں کی طرح گھنگھریالے لمبے بالوں والے تھے۔ حضرت عیسیٰ بھی کھڑے محو نماز تھے ان سے حضرت عروہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ بہت مشابہ ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی مناجات ربانی (نماز) میں مشغول تھے۔ ان سے تو تمہارے محبوب (یعنی خود ذات مصطفوی علیہ الصلوٰۃ والسلام) بہت مشابہت رکھتے ہیں۔ نماز کا وقت آیا تو میں نے ان سب انبیاء کی امامت کی ؎

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اصل کائنات ہیں مثل کے لفظ پر بحث

کائنات کو پتہ چل گیا کہ باعث تخلیق کون ہے، روحِ زندگی کون ہے، امام اولین و آخرین کون ہے؟ معصوموں کا قائد کون ہے، رحمتوں کے لیے رحمت کون ہے؟ جانِ ایمان کون ہے؟ لیکن یہ بھی تو پتہ چلا کہ نبی وفات شریف کے بعد بھی محو عبادت ہوتے ہیں جبکہ موت ہر عمال کا خاتمہ کرنے والی ہوتی ہے پھر ان حضرات کی کیا رائے ہے جو صبح و شام مثلیت انبیاء کے دعوے کرتے نہیں تھکتے کہ کیا وہ بھی اپنی قبروں میں نبیوں کی طرح مصروف عبادت ہوتے ہیں؟ فأتوا بسورة من مثله۔ جب ان کی مثل ہو تو ایک ایسی مثال پیش کرو۔ یہ تو کہتے ہو کہ وہ کھاتے تھے ہم کھاتے ہیں۔ وہ پیتے تھے ہم پیتے ہیں۔ وہ بازاروں میں چلتے تھے ہم چلتے ہیں۔ یہ ہم آگے بڑھے اور بتایئے کہ کیا

marfat.com

تم بھی قبروں میں عبادت کرتے ہو؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر مثلیت کا دعویٰ کہاں گیا[1]

حدیث سے یہ بھی پتہ چلا کہ انبیار بیت المقدس میں تشریف فرماتے، فرمائیے کیا سب انبیار کرام علیہم السلام کی قبریں بیت المقدس ہی میں ہیں کہ وہاں اکٹھے ہو گئے۔ سوال یہ ہے کہ یہ انبیار کہاں کہاں سے تشریف لائے۔ عیسیٰ علیہ السلام کہاں سے تشریف لائے۔ جناب الیاس علیہ السلام کہاں سے قدم رنجہ فرما ہوئے موسیٰ و عیسیٰ علیہم السلام کا ورودِ مسعود کہاں سے ہوا؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام کس مقام سے عروج فرما تے پہنچے؟ بالغرض سب بیت المقدس میں ہی مدفون ہوں تو کیا مرنے والے بھی کسی کی آمد پر اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ کیا کسی مثالی کی مثلیت ثابت کرنے کے لیے کسی قبرستان کے مُردے اٹھ کھڑے ہوئے ہیں، سب مثالیوں سے درخواست ہے کہ وہ مل کر کسی قبرستان میں جائیں اور کسی ایک مُردہ کو دعوتِ نماز دے کر امامت کرائیں اگر کوئی ایک مردہ بھی آپ سب کی اجتماعی درخواست مان کر آپ کو امام مان لے تو آپ کا دعویٰ مثلیت سچا اور اگر قیامت تک کے مثالی کسی ایک مردہ کو بھی قائل نہ کر سکیں تو پھر ہماری درخواست ہے کہ امت میں تفرقہ سے بچ جائیں اور اسلاف کا عقیدہ مان لیں کہ[2]

اور پھر مان لیں کہ انبیار کرام علیہم السلام زندہ ہیں وہ نمازیں پڑھتے ہیں۔ حج کرتے ہیں، صلوٰۃ وسلام کی آواز سن کر جواب میں دعا فرماتے ہیں۔ امتیوں کے اعمالِ خیر سے خوش ہوتے ہیں۔ یہی امت کا عقیدہ روزِ اوّل سے تھا اور یہی عقیدہ کتاب و سنت کا نظریہ ہے۔ مترجم۔

---

[1] الجھا ہے پاؤں یار کا زلفِ دراز میں   لو آپ اپنے جال میں صیاد آگیا

[2] چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک۔

جب میں نماز سے فارغ ہُوا تو مجھے کسی کہنے والے نے کہا حضور! یہ جہنم کے خازن مالک ہیں انہیں آپ سلام پیش فرمائیں، مَیں نے اس پر نگاہ ڈالی تو اس نے مجھے سلام کیا۔ رواہ مسلم۔

تھوڑا کھانا تین سو کو کھلایا اور کم نہ ہُوا

۵۲۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شادی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہوئی تو حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کھجوریں گھی، اور پنیر ملا کر حلوہ سا بنایا۔ اسے ایک کھلے برتن میں ڈالا اور کہنے لگیں، انس! یہ حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی خدمت میں پیش کر اور عرض کر کہ میری والدہ نے سلام عرض کیا ہے اور یہ ہدیہ بھیجا ہے اور کہتی ہیں کہ اگرچہ یہ تھوڑا ہے (مگر شانِ کریمی سے شرف قبولیت کی امید ہے)، مَیں گیا اور جا کر ساری بات پیش خدمت کی۔ ارشاد ہُوا برتن رکھ دے جا اور فلاں فلاں کو بلا کر لے آ (آپ نے بہت سے نام ارشاد فرمائے)، ان کے علاوہ جو بھی ملے اسے میری طرف سے دعوت دے دینا جن کے نام حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لیے تھے انہیں بھی اور راستے پر ملنے والوں کو بھی دعوت نبوی دیتا گیا، مَیں پلٹا تو کاشانۂ نبوّت لوگوں سے بھرا پڑا تھا۔ حضرت انس سے پوچھا، کتنے لوگ آئے ہوں گے؟ کہنے لگے قریباً تین سو ہوں گے۔ پھر کیا تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس حلوے پر ہاتھ مبارک رکھا اور کچھ پڑھا۔ پھر دس دس حضرات کو بلاتے رہے وہ کھاتے رہے اور حضور نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم انہیں ہدایت فرماتے رہے کہ بسم اللہ پڑھ کر کھائیں۔ اور اپنے سامنے سے کھائیں، سب لوگوں نے سیر ہو کر کھایا، یکے بعد دیگرے کھاتے رہے سب لوگ کھا چکے تو ارشاد ہُوا، انس! یہ لگن اٹھا لیں (مَیں نے اٹھایا تو) مَیں نہیں سمجھ سکا کہ جب رکھا تھا تو کھانا زیادہ تھا یا اب اٹھاتے ہوئے زیادہ تھا۔ رواہ البخاری ومسلم۔

marfat.com

جہادِ نبوی اور کھانے کی کثرت

۵۲۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم خندق کھود رہے تھے کہ ایک سخت چٹان حائل ہوگئی۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے خدمتِ نبوی میں عرض کی کہ شدید چٹان آ گئی ہے فرمایا میں خود خندق میں اترتا ہوں آپ تشریف لے چلے اور شکمِ اقدس پر تو پتھر بندھا ہوا تھا۔ تین دنوں سے ہم نے کھانا دیکھا تک نہ تھا۔ حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے کدال پکڑا (مارا) تو پتھر ریزے ریزے ہو کر بھربھری ریت بن گیا۔ میں اپنی بیوی کے پاس گھر آیا اور پوچھا کوئی چیز تمہارے پاس ہے میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شدید بھوک میں پایا ہے۔ بیوی نے ایک تھیلا نکالا جس میں ایک صاع (قریباً چار سیر) جَو کے دانے تھے۔ ایک پروردہ بکرا تھا میں نے اسے ذبح کیا اور بیوی نے جَو پیس دیئے۔ ہم نے گوشت ہنڈیا میں ڈال دیا میں (یہ کام کر کے) سرکارِ نبوی میں حاضر ہوا اور سرگوشی میں عرض کیا، یا رسول اللہ! ہم نے بکرا ذبح کیا ہے اور جَو کا ایک صاع آپ کی خادمہ نے پیسا ہے۔ آپ ازراہِ کرم خود بھی ذرہ نوازی فرمائیں اور چند صحابہ کو بھی شرفِ معیت بخشیں۔ (یہ دعوت پاکر) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند آواز سے فرمایا خندق والو! جابر نے تم سب کو دعوت دی ہے آؤ آؤ، یہ فرما کر مجھے ارشاد ہوا کہ اپنی ہنڈیا نہ اتارنا اور نہ ہی میرے آنے سے پہلے آٹا پکانا۔ جب آپ نے تشریف ارزانی فرمائی تو میری بیوی گوندھا ہوا آٹا خدمتِ عالیہ میں لے آئی۔ حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے اس میں لعابِ دہن سے برکت عطا فرمائی۔ پھر ہنڈیا کے پاس تشریف لے گئے اور اسے بھی لعابِ دہن سے متبرک بنا دیا۔ پھر میری بیوی سے فرمایا کہ کسی اور پکانے والی کو بھی بلا لے جو تیرے ساتھ مل کر ہنڈیا سے سالن ڈالتی جائے لیکن اسے چولہے سے نہ اتارنا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم ایک ہزار تھے قسم بخدائے ذوالجلال کہ سب کھا کر واپس چلے گئے تو ہماری ہنڈیا

marfat.com

بدستور اسی طرح اُبل رہی تھی اور آٹا بدستور پکایا جا رہا تھا۔ (کسی چیز میں کمی نہ آئی تھی) رواہ البخاری و مسلم۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو کھلاتے ہیں

۵۴ حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا سے کہنے لگے مَیں نے محسوس کیا ہے کہ بھوک کی وجہ سے نبیٔ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز مبارک ضعف پاکر کمزور ہو رہی ہے کیا آپ کے پاس کچھ (کھانے کو) ہے؟ کہنے لگیں جی ہاں! پھر جَو کی کچھ روٹیاں نکالیں پھر اپنی ایک اوڑھنی لی اور اس کے ایک حصّے میں روٹیاں لپیٹ دیں۔ پھر میری بغل میں اسے دبایا اور بقیہ کپڑا مجھ پر لپیٹ دیا۔ فرمانے لگیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں لے چلو۔ مَیں گیا تو سیدِ کل صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں لوگوں کے ساتھ تشریف فرما تھے مَیں نے سب کو سلام عرض کیا۔ حضور سراپا نور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمانے لگے۔ تمہیں ابوطلحہ نے بھیجا ہے؟ مَیں نے عرض کیا جی ہاں حضور! فرمایا کھانا دے کر؟ مَیں نے اثبات میں جواب عرض کیا۔ سب ساتھیوں سے ارشاد ہوا، اٹھو، آپ چل دیئے مَیں ان کے سامنے دوڑتا گیا۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو جا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی خبر دی۔ ابوطلحہ نے کہا ام سلیم! حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تو بہت سے لوگوں کو ساتھ لا رہے ہیں اور کھلانے کے لیے ہمارے پاس کچھ نہیں ہے۔ وہ بولیں۔ اللہ اور اس کے محبوب بہتر جانتے ہیں۔ [۱]

گناہِ بے لذّت

[۱] یہ صحابہ گرامی کا طرزِ کلام ہے وہ کہتے ہیں کہ اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ دَورِ حاضر کے ایک مشہور مولوی نے ایک کتاب لکھی ہے اور کہا ہے کہ یہ کہنا کہ اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں، ایک بے لذّت گناہ کرنا ہے۔ ناظرین! فیصلہ خود فرمایئے کہ کیا صحابہ کرام دین کو

marfat.com

حضرت ابو طلحہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی خبر پا کر استقبال کے لیے آگے بڑھے۔ شرف قدمبوسی سے مشرف ہو کر آپ کے ساتھ واپس آئے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ام سلیم! جو ہے سامنے لاؤ۔ وہ وہی جو کی روٹی لائیں۔ اس کے ٹکڑے کرنے کا حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے حکم فرمایا اور ام سلیم نے برتن (کپی) نچوڑ کر اسے سالن آلود کیا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جتنا اللہ کریم نے چاہا پڑھا۔ پھر فرمایا ابو طلحہ! اب دس کو بلا۔ وہ آئے کھا کر چلے گئے۔ اس طرح دس دس آکر سیر ہو کر جاتے رہے لوگ ستر یا اسی تھے۔ بخاری ومسلم۔

مسلم کے الفاظ یہ ہیں فرمایا اس کو اندر آنے کی اجازت دو۔ وہ آئے تو فرمایا اللہ تعالیٰ کا نام لے کر کھاؤ۔ انہوں نے کھایا حتیٰ کہ اسی آدمیوں سے اسی طرح کیا۔ پھر آخر میں حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود اور گھر والوں نے کھایا۔ اور حضور پس خوردہ چھوڑ جاتے

بخاری کے الفاظ یہ ہیں کہ میرے پاس گن کر دس آدمی لے آؤ حتیٰ کہ چالیس تک گن لیے۔ سب سے آخر حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے خود تناول فرمایا۔ حضرت انس فرماتے ہیں میں کھانے کو دیکھ رہا تھا کہ کیا اس میں کوئی کمی آئی ہے کہ نہیں؟ مسلم کے الفاظ ہیں پھر بچے کھچے کو آپ نے اکٹھا کر کے برکت کی دعا فرمائی تو پہلے جتنا ہو گیا۔ فرمایا یہ لے لو۔

اچھی طرح جانتے اور سمجھتے تھے یا یہ دو رکعت کے امام مولوی اچھی طرح سمجھتے ہیں اگر یہ گناہ بے لذت ہے تو صحابہ کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟ میرا خیال ہے کہ آپ ایسے بے لذت گناہ سُنیوں کے لیے چھوڑ دیں اور بالذت گناہوں کی دنیا میں خود کھو جائیں۔ کیوں حضرت محقق دورِ جدید آپ کی کیا رائے ہے؟ مترجم

marfat.com

مقروض کا قرضہ ختم فرماتے ہیں

۵۵۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں میرے والد مقروض تھے کہ وفات فرما گئے۔ مَیں نے قرض خواہوں کو پیشکش کی کہ دو کھجوروں کے درخت پھلوں سمیت قرضہ کے بدلے میں لے لیں لیکن وہ نہ مانے۔ مَیں سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ عالیہ میں حاضر ہوا اور درخواست پیش کی کہ حضور! آپ کو علم ہے کہ میرے اباجی احد کے معرکے میں شہید ہو چکے ہیں اور قرض بہت سا پیچھے چھوڑ گئے ہیں مَیں چاہتا ہوں کہ قرض خواہ حضور کو ہمارے پاس پاکر (کچھ لحاظ کریں) فرمایا جا اور کھجوروں کا الگ الگ ڈھیر لگا دے۔ مَیں نے ارشاد پورا کر کے آپ کو اطلاع دی جب قرض خواہوں نے حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کو دیکھا تو مجھے گھورنے لگے۔ جب ان کی کیفیت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ملاحظہ فرمائی تو کھجوروں کے بڑے ڈھیر کے ارد گرد تین چکر لگا کر اس کے اوپر تشریف فرما ہو گئے۔ فرمانے لگے اب اپنے دوستوں کو میرے سامنے بلالے، حضور کریم انہیں ماپ کر عطا فرماتے گئے۔ اور میرے والد کا سارا قرضہ ادا ہو گیا۔ مَیں تو یہی چاہتا تھا کہ میرے والد کا قرضہ ادا ہو جائے اور میری بہنوں کے لیے ایک کھجور بھی نہ بچے۔ (مگر یہاں تو آج دنیا ہی بدلی ہوئی تھی) اللہ تعالیٰ نے سارے کھجوروں کے ڈھیر ہمیں عطا فرما دیئے تھے۔ وہ بڑا ڈھیر بھی جس پر نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے من وعن پڑا تھا گویا اس سے ایک کھجور بھی کم نہیں ہوئی تھی۔ رواہ البخاری۔

گھی کی کمی نہیں ہوئی

۵۶۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت مالک کی والدہ ایک برتن (کپی) میں حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کو گھی کا ہدیہ بھیجا کرتی تھیں۔ ان کے بچے ان کے پاس آتے تو ان سے سالن مانگتے مگر ان کے پاس تو کچھ نہیں ہوتا تھا وہ اسی برتن کو لیتیں جس

marfat.com

میں گھی ہدیۃً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا کرتی تھیں تو انہیں (حضور کریم کی برکت سے) اس میں گھی مل جاتا۔ اور وہ گھر والوں کو اسی سے سالن دیا کرتیں۔ پھر ایک دن انہوں نے یہ برتن نچوڑ دیا۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آئیں۔ حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے پوچھا کیا تم نے برتن نچوڑ دیا تھا کہنے لگیں جی ہاں، فرمایا اگر نہ نچوڑتیں تو یہ گھی ہمیشہ باقی رہتا۔[1] رواہ مسلم۔

قلت کو کثرت میں بدل دیتے ہیں

۵۷:۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں ایک آدمی کھانا مانگنے آیا۔ حضور علیہ التحیۃ والتسلیم نے اسے آدھا وسق جو عطا فرمائے (ایک وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اور ایک صاع میں قریبا چار سیر گندم آتی ہے) وہ آدمی۔ اس کی بیوی اور ان کے مہمان ان سے ہی کھاتے رہے (مرد حیران تھا کہ یہ بڑھ کیسے رہے ہیں) اس نے انہیں ماپا۔ اب وہ ختم ہو گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تو اسے نہ ماپتا تو تم ہمیشہ کھاتے اور وہ باقی رہتے۔ رواہ مسلم۔

۵۸:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ غزوۂ تبوک کے دن لوگ بھوک میں مبتلا ہو گئے۔ حضرت عمر نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ صحابہ کو بچا کھچا کھانا لانے کا حکم دیں پھر اس کھانے پر برکت کی دعا کریں۔ آپ نے فرمایا جی ہاں ایسا ہی ہو گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چمڑے کی چادر منگائی اسے بچھایا اور بچا کھچا کھانا

---

[1] ادم سالن یا جس بھی چیز سے روٹی کھائی جائے اسے کہتے ہیں۔ دورِ اوّل میں اشیاء کی نایابی کی وجہ سے ہر اس چیز کو ادم کہہ دیتے جس کے ساتھ وہ کھانا کھاتے۔ سرکہ کو خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بہترین سالن فرمایا۔ وہ لوگ اور کچھ نہ ملتا تو نمک سے ساتھ روٹی کھا لیتے اور اسے سالن کہہ دیتے۔ مترجم

marfat.com

لانے کا حکم دیا۔ کوئی آدمی تو چلو بھر دانے لارہا ہے اور کوئی کچھ کھجوریں اٹھائے ہوئے تھا اور کسی کے پاس روٹی کا ٹکڑا تھا۔ جب کھانے کی تھوڑی سی چیزیں جمع ہو گئیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے برکت کی دعا مانگی۔ پھر فرمایا، اب انہیں اپنے برتنوں میں بھر لو صحابہ نے وہ چیزیں اپنے برتنوں میں بھرنا شروع کر دیں۔ فوج کے پاس جتنے برتن تھے وہ بھر گئے ابوہریرہ کہتے ہیں (جو چادر پر باقی بچ گیا) وہ سب لوگوں نے کھایا۔ سب سیر ہو گئے۔ اور پھر بھی بچ گیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ معبودِ برحق صرف ذاتِ خداوندی ہے اور میں یقیناً اللہ کا رسول ہوں اگر کوئی آدمی ان دونوں چیزوں پر یقین رکھتے ہوئے اللہ کریم سے ملتا ہے تو اسے جنت سے روکا نہیں جاسکتا۔ (رواہ مسلم)

برکات کا نزول

۵۹ ابو العلیٰ حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ صبح سے شام تک ایک ہی پیالے سے دس دس یکے بعد دیگرے کھاتے رہے، ہم نے کہا اس میں یہ اضافہ کہاں سے ہو رہا تھا؟ سمرہ جواباً کہنے لگے آپ کو کس بات کا تعجب ہے انہوں نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کے اشارہ کیا اور کہنے لگے یہ اضافہ وہاں سے ہو رہا تھا۔ رواہ الترمذی والدارمی۔

حضرت ابوہریرہ کی کھجوریں

۶۰:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے چند کھجوریں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے درخواست کی یا رسول اللہ ان پر دعا فرما دیجئے حضور نے انہیں باہم ملایا اور پھر برکت کی دعا فرمائی۔ پھر فرمایا انہیں اٹھا لے اور اپنے کھجوردان میں رکھ دے۔ جب بھی کچھ لینا چاہے۔ اس کے اندر ہاتھ ڈال کے لے اور اسے کھول کے بکھیر نہیں۔ ابوہریرہ کہتے ہیں کہ میں نے ان کھجوروں

marfat.com

سے خداجانے کتنے وسق اللہ کے راستے میں دیئے۔ ہم خود بھی کھاتے تھے اور لوگوں کو بھی کھلاتے تھے اور میرا توشہ دان خالی نہیں ہوتا تھا۔ جس دن سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوئے تو وہ کھجوریں ختم ہوگئیں۔ رواہ الترمذی۔

نوٹ: وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اور صاع چار سیر کا

ساقی کوثر شافع محشر علیہ الصلوٰۃ والسلام پانی پلاتے ہیں

۶۱: عوف حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ عمران نے فرمایا کہ ہم ایک سفر میں نبیٔ خدا کے ساتھ تھے لوگوں نے پیاس کی تکلیف کا شکوہ کیا۔ آپ سواری سے اترے ایک آدمی کو بلایا (جن کا نام رجاء تو لیتے تھے لیکن عوف بھول گئے ہیں) اور جناب سیدنا حیدر کرار کو بھی بلایا۔ فرمایا دونوں جاؤ اور پانی تلاش کر لاؤ۔ وہ دونوں چل پڑے وہ ایک عورت سے ملے جو پانی کے دو مشکیزوں کے درمیان سواری پر بیٹھی تھی۔ وہ دونوں اسے حضور نبوی میں لے آئے۔ صحابہ کرام نے اسے اونٹ سے اتارا۔ حضور نے ایک برتن منگایا اور دونوں مشکیزوں کے منہ کھول کر ان میں پانی کی کلی ڈال دی۔ لوگوں میں اعلان کرا دیا گیا کہ پیو! اور جانوروں کو بلاؤ۔ ہم چالیس پیاسے آدمیوں نے پانی پیا اور ہر مشکیزہ اور برتن جو ہمارے پاس تھا بھر لیا۔ قسم بخدا جب ہم مشکیزوں سے الگ ہوئے تو ہم سمجھ رہے تھے کہ مشکیزے پہلے سے بھی زیادہ پانی سے بھرے ہوئے ہیں۔ رواہ البخاری ومسلم۔

بادل ان کے اشارے پر چلتے ہیں

۶۲: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ عہدِ نبوی میں لوگوں کو قحط نے آلیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک جمعہ کو خطبہ مرحمت فرما رہے تھے کہ ایک بدوی اٹھ کر بولا، یارسول اللہ! جانور ہلاک ہوگئے اور گھر والے بھوکے مر رہے ہیں۔ اللہ کریم سے ہمارے لیے دعا طلب فرمایئے۔ حضور کریم نے ہاتھ مبارک دعا

niarfat.com

کے لیے اٹھائے۔ آسمان پر بادل کا کہیں ٹکڑا تک نہ تھا۔ اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے حضور نے دعا سے ہاتھ ہٹائے بھی نہیں تھے کہ پہاڑوں جیسے بادل اُبھر آئے، وعظ ختم کر کے آپ منبر سے اترے بھی نہیں تھے کہ میں نے آپ کی مقدس داڑھی سے برستی بارش کے قطرے ٹپکتے دیکھے وہ پورا دن بارش رہی اگلے دن بھی یہی حال ہوا، اس سے اگلے دن بھی بارش برسی حتیٰ کہ اگلے جمعہ تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ پھر وہی بدوی یا کوئی اور اٹھا، کہنے لگا یارسول اللہ! مکان گر گئے ہیں اور مال ومنال ڈوبنے لگا ہے، ہمارے بچاؤ کی دعا فرمایئے۔ حضور کریم نے نوری ہاتھ اٹھا دیئے ارشاد ہوا اللہ ہمارے اردگرد برسے اور ہمیں چھوڑ دے۔ حضور بادل کے جس حصے کو اشارہ کرتے وہ پھٹ جاتا۔ مدینہ باقی رقبہ سے یوں کٹ گیا جس طرح ایک گڑھا باقی زمین سے الگ ہوتا ہے (اتنی بارش ہوئی) کہ وادی قناۃ مہینہ بھر بہتی رہی اور ادھر ادھر سے جو آدمی آیا اس نے بھی بارش کی اطلاع دی، ایک اور روایت میں ہے کہ حضور نے دعا فرمائی کہ ہم پر نہ برسے۔ اے اللہ ٹیلوں، وادیوں کے بطون اور درختوں کے اگنے کے مقامات پر برسے۔ راوی کہتے کہتے ہیں دعا کرنے کی دیر تھی کہ بادل پھٹ گیا اور ہم دھوپ میں چلتے ہوئے مسجد سے نکلے۔ رواہ البخاری ومسلم۔

چند گھونٹ پانی سے پندرہ سو کو سیراب فرماتے ہیں

۶۲: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوہ حدیبیہ کے دن لوگ پیاس میں مبتلا تھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک چھاگل سی تھی حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے اس کے پانی سے وضو فرمایا پھر لوگ خدمتِ عالیہ میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے کہ ہمارے پاس آپ کی اس چھاگل والے پانی کے علاوہ اور کوئی پانی وضو کرنے اور پینے کے لیے نہیں ہے۔

marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مشکیزہ میں دست مبارک رکھ دیا اور پانی چشموں کی طرح آپ کی مقدس انگلیوں سے نکلنے لگا۔ جابر کہتے ہیں ہم نے پانی پیا اور وضو بھی کیا۔ لوگوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا آپ کتنے لوگ تھے؟ فرمانے لگے ہم پندرہ سو تھے لیکن اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تو وہ پانی سب کو کافی ہو رہتا۔ (بخاری و مسلم)۔ (ساقیٔ کوثر کے پاس کیا کمی ہے) مترجم)

۶۴: حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مقام زوراء پر تشریف فرما تھے کہ آپ کی خدمت میں ایک برتن لایا گیا جس میں آپ نے اپنا دستِ مبارک رکھ دیا آپ کی مقدس انگلیوں سے پانی بہنے لگا۔ سب لوگوں نے وضو کیا قتادہ کہتے ہیں میں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا آپ کتنے تھے فرمایا قریباً تین سو تھے۔ رواہ البخاری ومسلم۔

دنیا کے پانیوں میں آبِ زمزم افضل ہے اور اس سے حوضِ کوثر کا پانی افضل ہے۔ اور کوثر و سلسبیل کے پانی سے یہ پانی افضل ہے جو محبوبِ برحق صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس انگلیوں سے پھوٹتا ہے۔ مترجم۔

حدیبیہ کا کنواں آج بھی ان کی یاد سے سیراب ہے

۶۵: حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یوم حدیبیہ میں ہم چودہ سو کی تعداد میں سید کل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ تھے۔ حدیبیہ دراصل ایک کنواں ہے ہم نے اس سے سب پانی نکال لیا قطرہ تک باقی نہ چھوڑا۔ حضور علیہ التحیۃ والتسلیم تک جب یہ اطلاع پہنچی (کہ اب کنویں میں تو پانی نہیں ہے اور لوگ پانی کو ترس رہے ہیں) تو حضور صلی اللہ علیہ کنویں پر تشریف لائے اس کے کنارے جلوس فرمایا پھر پانی کا ایک برتن منگایا وضو فرما کر کلی فرمائی دعا مانگی اور وہ کلی والا پانی کنویں میں ڈال دیا صحابہ سے ارشاد ہوا ایک ساعت اسے اپنے

marfat.com

حال پر چھوڑ دو (ساعت کے بعد صحابہ نے پانی نکالنا شروع کیا) خود بھی سیر ہو کر پیا اور اپنی سواریوں کو بھی سیر کر دیا پھر وہاں سے کوچ کر گئے۔ رواہ البخاری۔

ساقیٔ کوثر کو صحابہ جھرمٹ میں لے کر آب کوثر پیتے ہیں

۶۶: حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ شامیہ سے نوازتے ہوئے فرمایا تم شام اور رات بھر چلتے رہو گے اور کل صبح پانی کے مقام پر پہنچو گے۔ لوگ چل پڑے کوئی کسی کو مڑ کر دیکھتا بھی نہ تھا۔ ابو قتادہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی رات کے نصف ہونے تک چلتے رہے۔ وہ راستے سے تھوڑا ہٹ کر آرام فرمانے لگے اور ارشاد فرمایا کہ ذرا نماز کا خیال رکھنا، لیکن سب سے پہلے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت بیدار ہوئے جب دھوپ آپ کی پیٹھ مبارک پر پڑ رہی تھی۔ فرمایا سوار ہو جاؤ، ہم سوار ہو کر چل پڑے جب سورج اچھا خاصہ چڑھ آیا تو آپ نے نزول فرمایا پھر آپ نے وضو کا برتن طلب کیا راوی کہتے ہیں کہ وہ برتن میرے پاس تھا اور اس میں تھوڑا سا پانی تھا، آپ نے معمول سے کم پانی استعمال کیا تھوڑا سا پانی برتن میں بچ گیا۔ فرمایا اس برتن کو محفوظ رکھنا اس کی عظیم خبر ہو گی۔ پھر جناب بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز کے لیے اذان کہی، حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے دو سنتیں پڑھیں، پھر صبح کی نماز پڑھی اور سوار ہو گئے۔ ہم بھی آپ کے ساتھ سوار ہو گئے باقی لوگوں کو ہم اس وقت ملے جب دن خوب پھیل چکا تھا اور ہر شئے کو تمازت نے گرما رکھا تھا۔ لوگ کہنے لگے حضور! ہم تو پیاس کے ہاتھوں مر رہے ہیں۔ فرمایا نہیں تمہیں ہلاکت کا خوف نہیں ہے آپ نے وضو کا وہی برتن منگوایا آپ پانی ڈالتے جا رہے تھے اور ابو قتادہ پلاتے جا رہے تھے۔ جب لوگوں نے پانی صرف ایک برتن میں دیکھا تو پانی پینے کے لیے بھیڑ لگا دی، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اچھی طرح با اخلاق رہو سب کو پانی

marfat.com

کافی رہے گا۔ لوگوں نے فرمان کی تعمیل کی۔ راوی کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پانی ڈالتے جا رہے تھے اور مَیں پلاتا جا رہا تھا۔ اب صرف رسولِ اقدس علیہ التحیۃ والتسلیم اور مَیں ہی باقی رہ گئے، پانی ڈال کر فرمایا لے پی لے۔ مَیں نے عرض کیا یا رسول اللہ! جب تک آپ نوش نہیں فرمائیں گے مَیں نہیں پیوں گا۔ ارشاد ہُوا ساقیِٔ قوم سب سے بعد پیا کرتا ہے۔ راوی کہتے ہیں (یہ حکم پاکر) مَیں نے پانی پی لیا۔ اور آخر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نوش فرمایا۔ راوی کہتے ہیں کہ جب لوگ پانی پر پہنچے تو وہ راحت و سکون میں تھے۔ صحیح مسلم میں حدیث اسی طرح ہے الحمیدی کی کتاب اور جامع الاصول کے بھی یہی الفاظ ہیں صرف اَلْمَصَابِیْح میں سَاقِی الْقَوْمِ آخِرُھُمْ کے بعد لفظ شربا زائد ہے۔ ؎

دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

۴۷: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم تو معجزات کو برکت سمجھا کرتے تھے اور تم اب انہیں ذریعۂ خوف سمجھنے لگ گئے ہو ؎

محدثین کرام اور حفاظت حدیث

حضرات آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ محدثین کرام حدیث کے الفاظ کس طرح یاد رکھا کرتے تھے۔ لفظ شرب معنوی طور پر موجود ہے مگر لفظاً نہ تھا تو انہوں نے بتا دیا کہ کن راویوں نے لفظ شرب ذکر نہیں فرمایا اور کس صاحب نے ذکر کیا ہے حالانکہ یہ لفظ معنوی تھا اور معنوی حیثیت سے اس کے ذکر یا حذف سے کوئی فرق نہ پڑتا تھا۔ کیا ایسے ہی محتاط راویوں اور صامعین حدیث کے خلاف وہ طومار کذب کھڑا کیا جا رہا ہے۔ جس کی جھلکیاں منکرین حدیث کی تحریروں میں ملتی ہیں اگر محدثین کے رفیع معیار پر ان نام نہاد ناقدین کو پرکھا جائے تو یہ سب ہیجڑے ثابت ہوں اور ان میں سے کوئی بھی مردِ علم نہ نکلے۔ مترجم۔

marfat.com

ہم نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب ایک سفر میں تھے کہ پانی کمیاب ہوگیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کچھ بچا کھچا پانی ڈھونڈھو۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان ایک برتن لائے جس میں تھوڑا سا پانی تھا حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے اپنا دست مبارک پانی میں ڈال کر فرمایا۔ پاکیزہ بابرکت پانی کی طرف آؤ یہ برکت اللہ کی طرف سے عطا ہوئی ہے میں نے دیکھا کہ پانی سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی انگلیوں سے جوش مار رہا تھا۔ ہم کھائے جانے والے کھانے سے (دورِ نبوی میں) تسبیح کی آواز سنا کرتے تھے۔ رواہ البخاری۔

درخت فرمان مانتے ہیں

۴۸۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلتے چلتے ایک کشادہ وادی میں جا اترے، حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم رفع حاجت کے لیے تشریف لے گئے۔ مگر وہاں تو کوئی ایسی چیز نہ تھی جس کی اوٹ میں آپ رفع حاجت فرماتے (اور کھلی جگہ بغیر اوٹ کے رفع حاجت کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک عادت کے خلاف تھا) وادی کے کنارے دو درخت کھڑے تھے حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم ایک درخت کی طرف تشریف لے گئے، اس کی ایک ٹہنی پکڑی ارشاد ہوا میرا حکم خداوندی سے تو اطاعت کیش بن جا۔ وہ درخت یوں سرنگوں ہوا جیسے نکیل والا اونٹ شتربان کے پیچھے ہو لیتا ہے پھر آپ دوسرے درخت کے پاس تشریف لے چلے اس کی ایک ٹہنی پکڑ کر ارشاد ہوا میرا فرماں بردار بن جا۔ وہ بھی پہلے کی طرح اطاعت کیش بن گیا۔ آپ دونوں کے درمیان تشریف لائے فرمایا حکم خداوندی سے دونوں ایک دوسرے کے قریب ہو کر جھک جاؤ (تاکہ پردہ ہو جائے) دونوں جھک کر باہم مل گئے۔ حضرت جابر فرماتے ہیں (میں یہ منظر دیکھ کر) بیٹھا اپنے جی سے باتیں کرنے لگا۔ جب میں نے درختوں سے جھانکا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

marfat.com

تشریف لا رہے تھے اور دونوں درخت الگ الگ ہو کر اپنی اپنی جگہ اپنے اپنے تنوں پر کھڑے ہو گئے۔ رواہ مسلم۔[1]

استون حنانہ کی محبت

۶۹۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم دوران خطبہ مسجد نبوی کے ایک ستون سے سہارا لے لیا کرتے تھے۔ جب منبر بن کر آیا اور آپ اس پر تشریف فرما ہوئے تو وہ کھجور کا ستون جس سے سہارا لیے آپ خطبہ صادر فرماتے تھے چیخنے لگا

امام بوصیری کی شاعرانہ عظمت

امام بوصیری ایسے ہی درختوں کو دیکھ کر محو حیرت ہو جاتے ہیں اور زبان قلم یوں گوہر فشانی کرنے لگتی ہے کہ:-

وَجَاءَتْ لِدَعْوَتِهِ الْاَشْجَارُ سَاجِدَةً ۔۔۔ تَمْشِیْ اِلَیْهِ عَلٰی سَاقٍ بِلَا قَدَمٖ

کہ آپ کے ارشاد پر درخت بھی سجدہ ریز ہوتے آپ کی طرف بڑھتے ہیں اور لطف کی بات یہ ہے کہ درخت قدموں کے بغیر پنڈلیوں پر چلتے آتے ہیں، چلنے کے لیے قدموں کا ہونا ضروری ہے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم بلائیں تو قدموں کے بغیر بے جان چیزیں بھی سجدہ کناں دوڑتی آتی ہیں۔ شاعر نے لطافت یہ پیدا کی ہے کہ ساق (تنا) کو ساق (پنڈلی) کے معنی میں رکھ کر حیرت پیدا کر دی ہے کہ درختوں کی پنڈلیاں (تنے) تو ہیں مگر قدم نہیں اور وہ صرف پنڈلیوں پر چلتے آ رہے ہیں۔ حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کا اپنا ارشاد ہے کہ سرکش جنوں اور انسانوں کے بغیر مجھے ساری کائنات پہچانتی ہے۔ درخت پہچان لے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اسے بلا لیں تو پھر وہ بے چارہ پاؤں کے بغیر کیسے نہ دوڑے، مرکز کی طرف کیسے نہ بھاگے۔ جان کی طرف کیسے نہ پلٹے[2]۔ مترجم۔

---

[2] ؎ جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے۔ مترجم۔

marfat.com

استنا رو یا کہ معلوم ہوتا تھا پھٹ جائے گا۔ حضور سراپا نور علیہ الصلوٰۃ والسلام منبر سے تشریف لائے اسے آکر پکڑا اور گلے لگایا وہ اس بچے کی طرح سسکیاں لے رہا تھا جسے چپ کرایا جا رہا ہو۔ حضور ملے تو اسے قرار مل گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ہماری زبان سے ذکر نہ سن کر رو دیا تھا۔ رواہ البخاری۔

حضرت حسن بصری کا محبت بھرا ارشاد

حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ بے جان ہو کر یادِ حضور اور قربِ نور سے دور ہو کر رونے لگا تو ایک امتی جاندار ہو کر کیوں نہ عشقِ محبوب میں روئے۔ دیکھا حضور کو پہچاننے والوں پر کیا گزرتی ہے جس ذرّے کو وہ دیکھتے ہیں اس میں حیات و شعور کی لہریں دوڑنے لگتی ہیں آپ صرف زندہ نہیں بلکہ زندگی ہیں لہٰذا جس کو چھو لیتے ہیں اسے زندگی کی رعنائیاں عطا فرما دیتے ہیں۔ اور کچھ وہی منظر سامنے آجاتا ہے کہ ان کے حسن میں جو محو ہوا اس نے پھر کسی پر نگاہِ غلط انداز بھی نہ ڈالی۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے[1][2]۔ (مترجم)

کھجور کا گچھا سرکارِ رسالت میں

۷: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک بدوی خدمتِ مصطفوی میں حاضر ہو کر کہنے لگا، میں کیسے پہچانوں کہ آپ اللہ کے نبی ہیں؟ حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے جواباً فرمایا کہ کھجور میں لگے اس خوشے کو میں بلاؤں اور وہ میرے رسولِ خدا ہونے کی گواہی دے (تو پھر تیرا کیا خیال ہے) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کھجور کے گچھے کو بلایا۔ وہ کھجور سے اتر کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس پہنچا۔ حضور نے اسے واپسی کا حکم دیا۔ وہ پلٹ گیا۔ یہ دیکھ کر بدوی آغوشِ اسلام میں آگرا۔ ترمذی نے اس حدیث

---

[1] ہر ذرہ دل بن جاتا ہے ہر چیز نظر ہو جاتی ہے — جس سمت وہ نظریں اٹھتی ہیں کونین ادھر ہو جاتی ہے

[2] جس نے دیکھا پھر نہ دیکھا اور کچھ ان کے سوا — اک نظر میں سینکڑوں حسنِ نظر پیدا ہوئے (مترجم)

کو صحیح بتایا ہے۔

نعرۂ رسالت حجر و شجر کا بھی نعرہ ہے

۷۱: جناب حیدرِ کرار کرم اللہ تعالٰے وجہہ الشریف ارشاد فرماتے ہیں کہ میں مکہ مکرمہ میں امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ ہم مکہ کے ارد گرد گھومنے کیلئے نکلے جو پہاڑ اور جو درخت بھی نگاہ ناز میں آتا، السلام علیک یا رسول اللہ عرض کرتا جاتا۔ رواہ الترمذی والدارمی۔

رسالت کا گواہ درخت

۷۲: حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما فرماتے ہیں کہ ایک سفر میں ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت کا شرف حاصل تھا۔ ایک یہودی آیا۔ جب قریب پہنچا تو رحمت مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو گواہ ہے کہ ایک لاشریک معبودِ حقیقی کے بغیر کوئی خدا نہیں کوئی معبود نہیں اور سیدِ کل محمد صلوات اللہ علیہ اس کے محبوب اور رسول ہیں؟ بدوی عرض کرنے لگا آپ کے ارشاد پر کون گواہی دے سکتا ہے۔ حضور نے ارشاد فرمایا یہ کیکر کا درخت گواہ ہے۔ درخت وادی کے کنارے پر تھا۔ حضور کریم علیہ التحیہ والتسلیم کی طلب پر زمین چیرتا سامنے آکھڑا ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس سے تین دفعہ شہادت طلب فرمائی تو اس نے تین دفعہ نبوت محمدی کی شہادت دی اور پھر اپنے مقام پر واپس چلا گیا۔ رواہ الدارمی۔

خونِ نبوت کی جلوہ سامانیاں

۷۳: حضرت انس رضی اللہ تعالٰے عنہ کہتے ہیں کہ حضور شفیع محشر صلی اللہ علیہ وسلم اہلِ مکہ کی چیرہ دستیوں کی وجہ سے خون میں لت پت مغموم ہو کر تشریف فرما تھے کہ جناب جبریل علیہ السلام حاضرِ دربار ہوئے عرض کرنے لگے حضور! کیا آپ معجزہ دیکھنا پسند فرمائیں گے۔ ارشاد فرمایا کیوں نہیں؟ جبریل علیہ السلام نے اپنے پیچھے

marfat.com

کھڑے ایک درخت کو دیکھا اور عرض کرنے لگے کہ آپ اسے بلائیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے طلب فرمایا تو وہ آکر شرفِ حضوری سے مشرف ہوا۔ اب جبریل علیہ السلام نے درخواست کی کہ اسے واپسی کا حکم صادر فرمائیں تاکہ یہ واپس چلا جائے حضور کی سرکار سے واپسی کا حکم پاکر وہ چلا گیا۔ حضور نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا میرے لیے یہی کافی ہے۔ رواہ الدارمی۔

معصوم معصوم پودے بھی غلام ہیں

۴۔ حضرت یعلیٰ بن مرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں ایک سفر میں نبی اعظم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ اور آپ رفع حاجت فرمانا چاہتے تھے آپ نے فرمایا ان دو کھجور کے چھوٹے چھوٹے دو کیع راوی نے چھوٹے اور ابو بکر راوی نے کوتاہ کے معنی کیے ہیں) پودوں کے پاس جا اور انہیں کہہ دے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں ارشاد فرماتے ہیں کہ اکٹھے ہو جاؤ (یہ پیغام سن کر) وہ دونوں مل گئے حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے ان کی اوٹ میں رفع حاجت فرمائی۔ پھر مجھے حکم دیا ان دونوں پودوں کے پاس جاکر کہہ دو کہ وہ اپنی اپنی جگہ چلے جائیں۔ میں نے جا کر پیغام دیا تو وہ اپنی اپنی جگہ پہنچ گئے۔ رواہ ابنِ ماجہ۔

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پیغام دے بھیجیں تو بھی درخت چل پڑتے ہیں۔ صحابی سے بلوا کر یہ بھی ثابت فرما دیا کہ یہ کام اولیائے امت بھی کرتے رہیں گے۔ مترجم۔

جنوں کی حاضری اور درخت

۵۔ معن بن عبد الرحمان کہتے ہیں میں نے اپنے والد سے سنا، فرماتے تھے کہ میں نے مسروق سے پوچھا کہ جس رات کو جن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن پڑھتے سن رہے تھے تو حضور کو یہ اطلاع کس نے دی؟ مسروق نے فرمایا آپ کے والد ماجد نے مجھے یہ حدیث

marfat.com

بتائی تھی (والد سے مراد حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں) کہ جنوں کی اطلاع سرکارِ عالی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں درخت نے پیش کی تھی۔ رواہ البخاری وسلم

اونٹ پر نگاہِ التفات

۶۷: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں ایک تھکے ماندے نہ چل سکنے والے اونٹ پر حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے ساتھ راہِ جہاد میں رواں دواں تھا۔ سیدِ کل علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مجھے اس حالت میں ملاحظہ فرما کر ارشاد ہوا تمہارے اونٹ کو کیا ہے؟ میں نے عرض کیا تھک ہار گیا ہے۔ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اونٹ کے پیچھے تشریف لائے اسے جھڑکا اور دعا بھی فرمائی (پھر کیا تھا) سب اونٹوں سے آگے نکل گیا۔ مجھے فرمایا اب اونٹ کو کیسے پاتے ہو؟ میں نے کہا اب تو کیا کہنے، آپ کی برکت سے نوازا گیا ہے۔ فرمایا کیا آپ اسے میرے پاس بیچنے کو تیار ہیں؟ میں اس کا ایک اوقیہ (چالیس درہم) دوں گا؛ میں نے اونٹ اس شرط پر بیچ دیا کہ مدینہ طیبہ تک اس کی پیٹھ پر سوار رہوں گا۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مدینہ طیبہ تشریف لائے تو میں آپ کی خدمتِ عالیہ میں اونٹ لے گیا آپ نے رقم بھی عطا فرما دی اور اونٹ بھی مجھے بخش دیا۔ صحیحین۔

پاگل اونٹ کی محبت

۶۸: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلتے چلتے بنی نجار کے باغ تک جا پہنچے، باغ میں ایک اونٹ تھا جو آدمی وہاں جاتا وہ اس پر حملہ کر دیتا۔ لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس کا تذکرہ کیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے تو اونٹ کو بلایا وہ اپنے ہونٹ زمین پر گھسیٹتا خدمتِ عالیہ میں حاضر ہو کے بیٹھ گیا۔ امامِ کائنات فخرِ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اس کی مہار لے آؤ۔ حضور نے بنفسِ نفیس مہار ڈال کر مالک کے حوالے کر دیا، بھرِ حاضرین

marfat.com

کی طرف نگاہِ التفات فرمائی اور کانِ نبوت سے یہ موتی بکھرے۔ کہ سرکش جنّوں اور سرکش انسانوں کے بغیر جو چیز بھی زمین و آسمان میں ہے وہ جانتی ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ رواہ احمد والدارمی۔

ایک حدیث اور تین معجزات

۸۰:۔ حضرت یعلیٰ بن مرہ ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے تین معجزات مشاہدہ کیے۔ (۱) ہم آپ کے ساتھ جا رہے تھے کہ ایک اونٹ کے پاس سے گزر ہوا جس سے پانی پلانے کا کام لیا جاتا تھا جب اونٹ نے حضور کو دیکھا تو بلبلا اٹھا اور اپنی گردن زمین پر رکھ دی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر نگاہ ڈالی فرمایا اس اونٹ کا مالک کہاں ہے؟ (مالک کو طلب کیا گیا) وہ خدمتِ عالیہ میں حاضر ہوا۔ حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا۔ یہ اونٹ مجھے بیچ دے۔ اس نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم ہدیتاً آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں یہ ایسے لوگوں کا ہے کہ اس کے بغیر ان کی گزران کا کوئی ذریعہ نہیں۔ آپ نے فرمایا۔ اگر اس کا معاملہ ایسا ہی ہے جس طرح تو بیان کر رہا ہے (تو پھر تجھے معلوم ہونا چاہیئے) کہ یہ شکایت کر رہا ہے کہ اس سے کام زیادہ لیا جاتا ہے اور چارہ تھوڑا دیا جاتا ہے۔ اس بیچارے کے ساتھ نیکی سے پیش آیا کرو۔

۲۔ پھر ہم آگے چلے ایک مقام پر جا کر پڑاؤ کیا۔ حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے استراحت فرمائی، زمین کو چیرتا پھاڑتا ایک درخت آیا۔ حضور کو اپنے گھیرے میں لیا پھر اپنی جگہ واپس چلا گیا۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نگاہِ ناز کھولی تو میں نے یہ واقعہ ذکر کیا۔ ارشاد ہوا کہ اس درخت نے اپنے رب سے محبوبِ کردگار کو سلام پیش کرنے کی اجازت چاہی تھی۔ اللہ کریم نے اسے اجازت دے دی (تو وہ سلام پیش کرنے آگیا۔)

marfat.com

۲۔ راوی فرماتے ہیں۔ پھر ہم چلتے چلتے پانی کے پاس سے گزرے تو ایک عورت جن والا بچہ لے آئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نتھنا پکڑ کے حکم دیا نکل جا کیونکہ میں محمد رسول اللہ ہوں۔ ہم آگے چلے گئے جب واپسی ہوئی تو اسی پانی پر سے ہمارا گزر ہوا۔ حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے بچے کا حال پوچھا عرض کرنے لگی اس ذاتِ حق کی قسم جس نے آپ کو رسالت حقہ کا جھنڈا دے کر بھیجا آپ کے تشریف لے جانے کے بعد ہم نے اس میں بیماری کا نام و نشان بھی نہیں پایا۔ شرح السنۃ۔

غیب بتانے والا نبی

۷۹:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک چرواہے کے ریوڑ میں ایک بھیڑیا آگھسا، ایک بکری پکڑ لی۔ چرواہا اس کے پیچھے لگ گیا اور بکری چھین لی۔ بھیڑیا ایک ٹیلے پر چڑھ کر اپنے انداز سے خوب جم کے بیٹھ گیا۔ کہنے لگا اللہ نے مجھے رزق دیا تھا میں نے اسے پکڑا تو تُو نے مجھ سے چھین لیا۔ وہ آدمی بولا بخدا آج جیسا تماشا میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ بھیڑیا بول رہا ہے؟ بھیڑیا بولا اس سے بڑا تماشہ تو یہ ہے کہ ایک عظیم المرتبت انسان دو ٹیلوں کے درمیان کھجوروں میں تشریف رکھتے ہیں اور وہ تمہیں ماضی اور مستقبل کی غیب کی خبریں دیتے ہیں۔ راوی فرماتے ہیں کہ یہ چرواہا یہودی تھا، خدمتِ مصطفوی میں حاضر ہوا۔ سارا واقعہ عرض کیا اور دامنِ اسلام میں پناہ لے لی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے اس واقعہ پر مہرِ تصدیق لگا دی۔ پھر ارشاد ہوا کہ قیامت سے پہلے اس قسم کی علامتیں ہوں گی۔ وہ وقت آنے والا ہے کہ آدمی گھر سے نکلے گا جب واپس آئے گا تو اس کے جوتے اور اس کی لاٹھی اسے بتائے گی کہ اس کی عدم موجودگی میں اس کے گھر میں کیا کچھ ہوا ہے۔ (شرح السنۃ)۔

marfat.com

ہرن بھی احترام کرتا ہے

۸۰:۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کے پاس ایک وحشی ہرن تھا جب حضورِ اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کاشانۂ نبوت سے باہر تشریف لے جاتے تو وہ کھیلتا، دوڑتا اور ادھر اُدھر بھاگتا۔ جب وہ محسوس کرتا کہ حضورِ اقدس علیہ التحیۃ والتسلیم نے رشکِ جنت خانۂ انور کو زینت بخشی ہے تو وہ دبک جاتا۔ اور ممنانا بھول جاتا۔ جب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوتے تو وہ آپ کی ایذار سے اجتناب کرتے ہوئے یہ سب باتیں چھوڑ دیتا۔

(مسندِ احمد۔)

دُعا رنگ لاتی ہے

۸۱:۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ بدر کی طرف تین سو پندرہ صحابہ کرام کے ساتھ تشریف لے چلے اور ارشاد ہُوا۔ اے اللہ! یہ پیدل ہیں انہیں سواریاں عطا فرما۔ یہ بے لباس ہیں انہیں لباس بخش۔ میرے اللہ! یہ بھوکے

سائنس سے بہت آگے

سائنس کو کہو کہ اپنی نوک پلک سنوارے۔ اس کی ترقی ابھی آلات، برقی لہروں، فضاؤں اور آوازوں کی محتاج ہے۔ وہ ابھی جانداروں کی دنیا میں کھوئی ہوئی ہے۔ بے جانوں کو طرزِ تکلم بخشنے سے قاصر ہے ادائے مصطفےٰ پر قربان ہو جائے تاکہ اسے پتہ چل جائے کہ ابھی وہ طفلِ مکتب ہے۔ کائنات کے ایک حصے پہ ابھی اس کی ریسرچ ناقص اور ادھوری ہے جب بالغ ہو گی۔ مقامِ مصطفےٰ کو سمجھے گی تو پھر بے جان بھی اس سے باتیں کرنے لگیں گے۔ اسلام کے لیے تو یہ کوئی مسئلہ نہیں۔ اولیائے ملت سے بے جان گفتگو کرتے ہیں۔ یہاں تو درخت و پتھر سرکارِ بغداد کی خدمت میں "السلام علیک یا غوث" کہتے نہیں تھکتے۔ مترجم۔

marfat.com

ہیں انہیں خوب خوب کھانا کھلا۔ اللہ کریم نے اپنے محبوب کو فتح عطا فرمائی۔ تو صحابہ جب واپس آئے تو ہر آدمی کے پاس ایک یا دو اونٹ تھے۔ انہیں لباس بھی مل گیا اور وہ سیر بھی ہو گئے تھے۔ ابو داؤد۔

حضرت ابو ہریرہ کی والدہ مکرمہ

۸۲:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میری والدہ شرک میں مبتلا تھیں میں انہیں دعوتِ اسلام دیا کرتا تھا۔ ایک دن دعوت پیش کی تو انہوں نے سرکارِ مدینہ سرورِ سینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف ایسی باتیں کیں جو مجھے پسند نہ تھیں اور میں روتا رہا۔ (جب میں سرکار میں پہنچا) تو عرض کرنے لگا یا رسول اللہ! آپ میری ماں کی ہدایت کے لیے دعا فرمائیں۔ ارشاد ہوا۔ اللہ! ابو ہریرہ کی ماں کو ہدایت دے دے۔ دعا کی بشارت پا کر میں جلدی جلدی نکلا جب اپنے دروازے پر پہنچا تو بند تھا۔ میری والدہ نے میرے قدموں کی آہٹ سنی تو کہنے لگی ابو ہریرہ ٹھہریئے۔ مجھے پانی بہنے کی آواز آ رہی تھی۔ انہوں نے غسل کیا اپنا چوغہ پہنا اور اوڑھنی اوڑھے بغیر دروازہ کھول کر کہنے لگیں۔ ابو ہریرہ! میں گواہی دیتی ہوں کہ معبودِ برحق کے بغیر اور کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اس بات کی بھی گواہی دیتی ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں واپس آیا۔ اب میں خوشی سے رو رہا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر اللہ کی حمد و ثنا فرمائی اور کلماتِ خیر زبانِ اقدس پر لائے۔ (رواہ مسلم)

صحابی کی جاں نثاری

۸۳:۔ حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم مجھے ذوالخلصہ کی طرف سے راحت نہیں پہنچاؤ گے؟ میں نے عرض کیا میری خدمات

marfat.com

حاضر ہیں۔ میں گھوڑے پر جم کے نہیں بیٹھ سکتا تھا۔ میں نے خدمتِ عالیہ میں یہ بات ذکر کر دی۔ آپ نے میرے سینے کو اپنے دستِ مبارک سے تھپتھپایا اور دستِ مبارک کے نشانات میں سینے میں دیکھنے لگا۔ ارشاد ہوا اللہ! اسے گھوڑے پر ثابت رکھ۔ اسے ہدایت پانے والا اور ہدایت دینے والا بنا دے۔ حضرت جریر کہتے ہیں کہ میں پھر کبھی گھوڑے سے نہیں گرا۔ وہ پھر قبیلۂ احمس کے ایک سو پچاس سوار لے کر چلے اور ذو الخلصہ کے گرجے کو آگ لگا دی اور اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ (رواہ البخاری و مسلم)

غرور کا سر نیچا

۸۴:۔ حضرت سلمہ بن اکوع کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک آدمی نے بائیں ہاتھ سے کھانا کھایا آپ نے ارشاد فرمایا، دائیں ہاتھ سے کھا۔ وہ کہنے لگا میں اس طرح نہیں کر سکتا۔ تو حضور نے فرمایا اللہ کرے تو ایسا نہ کر سکے۔ وہ تکبر سے ایسا کر رہا تھا۔ راوی فرماتے ہیں پھر وہ ہاتھ اس نے کبھی منہ کی طرف نہیں اٹھایا۔ مسلم۔

کسریٰ کے ملک کے ٹکڑے اڑتے ہیں

۸۵:۔ ابنِ عباس رضی اللہ عنہما ارشاد فرماتے ہیں کہ حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمی کو کسریٰ کے لیے فرمان نامہ دے کر بھیجا حکم یہ دیا کہ وہ بحرین کے گورنر کو یہ خط دیں، بحرین کے گورنر نے وہ خط کسریٰ کو بھیج دیا۔ جب اس نے پڑھا تو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ حضور نے فرمایا کہ وہ بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے۔ رواہ البخاری۔ [۱]

---

[۱] دَورِ فاروقی میں ملک کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔ کسریٰ سر چھپانے کے لیے کہیں جگہ نہیں پا رہا تھا۔ پھر نگاہِ فلک نے دیکھا کہ وہ ایک پن چکی میں چھپ رہا ہے اور دربارِ محمدی کا ایک خادم اسے ٹانگوں سے پکڑ کے گھسیٹ کر کھلے میدان

marfat.com

دشمن حضور کو زمین قبول نہیں کرتی

۸۶: حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سیدِ کل ختم رسل صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو میری طرف وہ بات کرتا ہے جو میں نے کہی نہیں ہوتی تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم بناتا ہے۔ یہ اس وقت آپ نے فرمایا جب آپ نے ایک آدمی کو کہیں بھیجا اور اس نے آپ سے وہ بات منسوب کر دی جو آپ نے فرمائی نہیں تھی۔ آپ نے اسے بد دعا دی وہ مُردہ پایا گیا۔ اس کا پیٹ پھٹا ہُوا تھا اور زمین اسے باہر پھینک رہی تھی۔ بیہقی نے یہ حدیث دلائل النبوۃ میں نقل کی ہے۔

صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں

۸۷: حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے دن اپنے مقدس قبہ میں بیٹھ کر ارشاد فرمایا۔ اللہ! میں آپ کو عہد و وعید یاد دلاتا ہوں۔ میرے مولیٰ اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی عبادت نہ ہو .... حضرت صدیقِ اکبر نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دستِ مبارک پکڑ لیا۔ عرض کرنے لگے اے محبوبِ خدا یہی کافی ہے۔ آپ نے رب کے سامنے بہت زاری فرمائی ہے۔ فرماتے جاتے تھے لشکر شکست کھا جائے گا اور پیٹھ پھیر کر بھاگ جائے گا۔ رواہ البخاری۔

ایک آیت کی شرح

حضرت مسروق رضی اللہ عنہ[۱] کہتے ہیں کہ ایک آدمی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں

---

[۱] رنگ لا رہا ہے اور خارا شگاف تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے کر رہا ہے اور ستارے اور ذرات ۲ رضی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بد دعا کی صداقت پر زیرِ لب مسکرا رہے ہیں۔ مترجم

marfat.com

آیا اور کہنے لگا کہ میں مسجد میں ایک ایسا آدمی چھوڑ آیا ہوں جو اپنی رائے سے
تفسیر کر رہا ہے اس نے اس آیت شریفہ کہ يَوْمَ تَاْتِی السَّمَاۤءُ
بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ ۔ کی شرح یہ کی ہے کہ لوگوں کو قیامت کے
دن دھواں ڈھانپ لے گا۔ سانس لینا مشکل ہو جائے گا اور ایسی کیفیت ہوگی جیسے
زکام کے وقت ہوتی ہے۔ یہ سن کر عبداللہ فرمانے لگے کہ اگر کسی کو پتہ ہو تو بتا دے پتہ نہ
ہو تو اللہ بہتر جانتے ہیں کہہ دے۔ یہ کہنا کہ اللہ بہتر جانتے ہیں سمجھداری کی بات ہے۔
اس آیت کا مطلب تو یہ ہے کہ جب قریش نے حضور کی نافرمانی کی تو آپ نے بددعا
فرمائی کہ ان پر بھی قحط کے ایسے سال طاری ہوں جیسے دورِ یوسف علیہ السلام میں مسلط
ہوئے تھے (اس بددعا کے نتیجہ کے طور پر) قریش کو مشقت نے آلیا وہ اس قحط
میں ہڈیاں تک کھانے لگے۔ جب کوئی آدمی آسمان کی طرف نگاہیں اٹھاتا تو اپنے اور
آسمان کے درمیان اس قحط و جہد کی وجہ سے دھواں ہی دھواں پاتا۔ اللہ تعالیٰ نے
پھر یہ آیت اتاری۔ فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَاْتِی السَّمَاۤءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ يَّغْشَى النَّاسَ
هٰذَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لوگ آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم قبیلۂ مضر کے لیے دعا فرمایئے۔ وہ تو قحط و مشقت سے ہلاک ہو گئے اللہ کریم
نے پھر یہ نازل فرمایا اِنَّا كَاشِفُوا الْعَذَابِ
جب قحط دور ہوا اور انہیں خوش حالی و شادابی نے آلیا تو وہ پھر بگڑے
تب یہ آیت نازل ہوئی، يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى اِنَّا مُنْتَقِمُوْنَ
یہ بڑی گرفت غزوۂ بدر کے دن
صدور پذیر ہوئی۔ (رواہ احمد)

۸۹ :- یزید بن ابو عبید

تلوار کا گھاؤ صرف پھونک سے ختم۔

marfat.com

کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سلمہ بن الاکوع کی پنڈلی میں تلوار کی مار کا نشان دیکھا، میں نے پوچھا اے ابا مسلم (کنیت حضرت سلمہ) یہ نشان کیسا ہے۔ کہنے لگے یہ تلوار مجھے خیبر کے دن لگی تھی۔ لوگوں نے تو کہہ دیا تھا کہ سلمہ شہید ہو گیا۔ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے تین دفعہ پھونکیں ماریں پھر مجھے آج تک تکلیف نہیں ہوئی۔ (رواہ البخاری)

بچہ شفا پاتا ہے

۹۰:- ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک عورت حضور کے پاس اپنا بچہ لے آئی۔ کہنے لگی، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے جن ہے اور صبح و شام اسے پکڑ لیتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے سینے پر ہاتھ پھیر کر دعا مانگی۔ اسے قے آئی اور اس کے پیٹ سے کتے کے کالے بچے جیسی کوئی چیز نکل کر دوڑنے لگی۔ (رواہ الدارمی)۔

تکلیف و دکھ دُور فرماتے ہیں

۹۱:- محمد بن حاطب رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ان کی والدہ ام جمیل بنت محلل نے بیان کیا کہ میں سرزمین حبشہ سے واپس آ رہی تھی، مدینہ طیبہ سے ایک یا دو راتوں کے فاصلہ پر تھی کہ میں نے کچھ پکانا چاہا، لکڑیاں آگ جلاتے ختم ہو گئیں اور میں لکڑیوں کی تلاش کے لیے جانے لگی۔ میں نے ہنڈیا اتاری مگر وہ تمہاری (محمد بن حاطب) کلائی پر الٹ گئی۔ میں پھر تمہیں حضور مصطفوی میں لے آئی اور عرض کرنے لگی، یا رسول اللہ! صلوات اللہ علیک میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یہ محمد بن حاطب ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تمہارے منہ میں لعاب دہن ڈالا تمہارے سر پر ہاتھ پھیرا اور تمہارے لیے دعا کی، تمہارے ہاتھوں پر لعاب اقدس ڈالتے ہوئے فرمایا، اے لوگوں کے پروردگار! تکلیف دور فرما دے، شفا بخش کہ تو ہی شفا دینے والا ہے، شفا صرف تیری ہی شفا ہے ایسی شفا عطا فرما جو بیماری کا نام نہ چھوڑے۔ تمہارے ہاتھ میرے اٹھنے سے پہلے ٹھیک ہو گئے۔ (رواہ احمد)

marfat.com

حضرت علی کی آنکھیں

۹۲ :۔ جناب حیدر کرار کرم اللہ تعالیٰ وجہٗ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب سے نبیٔ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے میری آنکھوں میں اپنا لعاب دہن ڈالا ہے پھر میری آنکھیں کبھی بھی رمد (آنکھیں آنا) کا شکار نہیں ہوئیں۔ (رواہ احمد)

مدینہ کی ایک رات

۹۳ :۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مدینہ طیبہ کے باسی ایک دفعہ خوفزدہ ہوگئے (کہ شاید کوئی حملہ آور آگیا ہے) حضور نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم حضرت ابوطلحہ کے سست رو، تنگ تنگ قدم اٹھانے والے گھوڑے پر سوار ہوگئے جب آپ (ہر طرف سے مدینہ کو دیکھ بھال کر) واپس پلٹے، فرمایا، تمہارا گھوڑا تو سمندر کی طرح رواں ہے ۔اس کے بعد وہ مقابلہ میں کسی گھوڑے کو آگے نہ نکلنے دیتا۔ رواہ البخاری

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو علم ملتا ہے

۹۴ :۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ لوگو! تم کہتے ہو کہ ابوہریرہ نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم سے بکثرت روایات کرتا ہے (اللہ کی ذات ہی وعدہ گاہ ہے) میرے مہاجر بھائی تو بازاروں کی ہلہ گلہ میں مصروف رہتے تھے اور میرے انصار بھائی اپنے مالوں کے کاموں میں مشغول ہوا کرتے تھے اور میں ایک مسکین آدمی تھا صرف اپنے پیٹ کے لیے غذا حاصل کرنے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پڑا رہتا (کثرت صحبت کی وجہ سے میری روایات میں بھی کثرت ہوگئی) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک دن فرمایا، جو آدمی میرے ان ارشادات کے ختم ہونے تک اپنا کپڑا پھیلائے رکھے گا پھر بعد کو اپنے سینے سے لگالے گا تو میرے ان ارشادات کو کبھی بھی نہیں بھولے گا۔ میرے پاس ایک کملی کے علاوہ اور کوئی کپڑا نہیں تھا میں نے وہی پھیلا دی، جب حضور کے ارشادات پورے ہوگئے تو میں نے اسے اکٹھا کرکے اپنے سینے سے لگایا، اس

marfat.com

ذات بے مثال کی قسم جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا کہ آپ کے ان ارشادات سے میں آج تک کچھ بھی نہیں بھولا۔ (رواہ البخاری ومسلم)

جبریل علیہ السلام عرض کرتے ہیں

۹۵:۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ خندق سے رجوع فرما ہوئے، ہتھیار اتار دیئے اور غسل فرمایا اور اپنے سر مبارک کے غبار کو جھاڑنے لگے، تو جبریل علیہ السلام حاضر سرکار ہوئے اور عرض کرنے لگے، آپ نے ہتھیار اتار دیئے ہیں بخدا میں نے تو ابھی نہیں اتارے، آپ ان کی طرف تشریف لے چلیں، حضور نے فرمایا کہاں اور کن کی طرف؟ حضرت جبریل نے بنی قریظہ کی طرف اشارہ کیا اور حضور ادھر تشریف لے چلے (رواہ البخاری ومسلم) بخاری کی روایت میں یہ ہے کہ حضرت انس کہتے ہیں، بنی غنم کی گلیوں میں جبریل کی سواری کی وجہ سے اٹھتے غبار کو میں دیکھ رہا تھا جب حضور کے بنی قریظہ کی طرف جاتے ہوئے وہ آپ کے ساتھ تھے۔

فرشتوں کی حاضری

۹۶:۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوہ احد کے دن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دائیں بائیں میں نے سفید کپڑوں میں ملبوس دو آدمی دیکھے، وہ بہت سخت جنگ لڑ رہے تھے۔ میں نے یہ دو آدمی اس سے پہلے اور اس کے بعد کبھی نہیں دیکھے۔ وہ جبرائیل اور میکائیل تھے۔ (رواہ البخاری ومسلم)۔

فرشتے صحابہ کے مددگار ہیں

۹۷:۔ ابن عباس کا ارشاد ہے کہ غزوہ بدر کے دن ایک مسلمان آدمی ایک مشرک کے پیچھے بھاگا جا رہا تھا کہ اس نے اوپر سے کوڑے کی ضرب سنی اور شہسوار کی یہ آواز آئی (وہ اپنی سواری سے کہہ رہا تھا) حیزوم آگے بڑھو، مسلمان نے اپنے سامنے والے مشرک کو دیکھا تو وہ چت گر چکا تھا۔ اس نے دیکھا کہ اس کی ناک پر چوٹ ہے اور چہرے پر کوڑے کی ضرب ہے

marfat.com

اور اس کا سارا جسم سبز پڑ گیا ہے۔ انصاری نے دربارِ نبوی میں آکر یہ واقعہ پیش کیا۔ حضور نے فرمایا، کہ یہ سچ ہے، یہ تیسرے آسمان سے امداد آئی تھی۔ مسلمانوں نے اس معرکہ میں ستر مشرکوں کو مار دیا اور ستر قیدی بنا لیے۔ (رواہ المسلم)

چاند پھٹ جاتا ہے

۹۸ :۔ حضرت جبیر ابن مطعم روایت کرتے ہیں کہ عہدِ نبوی میں چاند دو ٹکڑوں میں پھٹ گیا۔ قریش کہنے لگے، کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ہماری آنکھوں پر جادو کیا ہے۔ ایک بولا اگر انہوں نے ہم پر جادو کیا ہے تو ساری کائنات پر تو جادو نہیں کر سکتے (رواہ الترمذی) حضرت زریں کی روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں کہ قریش باہر سے آنے والے سواروں سے پوچھا کرتے تھے (کیا وہاں بھی چاند کے دو ٹکڑے ہوئے تھے) وہ انہیں بتاتے کہ انہوں نے بھی چاند کے دو ٹکڑے ہوتے دیکھا۔ قریش انہیں کہتے تم جھوٹ بول رہے ہو۔

۹۹ :۔ ابنِ مسعود فرماتے ہیں کہ عہدِ نبوی میں چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے تھے ایک ٹکڑا پہاڑ کے اوپر تھا اور دوسرا نیچے، حضور نے فرمایا، لوگو گواہ رہو۔ (رواہ البخاری و مسلم)

صحابہ کی سرفروشیاں

۱۰۰ :۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ حنین کے دن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا، جب مسلمانوں اور کافروں میں معرکہ کارزار گرم ہوا تو مسلمان شکست کھا کے مڑے۔ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خچر کی باگ تھامے ہوئے تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کافروں کی طرف بڑھنے کے لیے اسے ایڑی لگا رہے تھے۔ میں خچر کو جان بوجھ کر روکنے کی کوشش کر رہا تھا کہ وہ جلدی آگے نہ بڑھے۔ ابو سفیان بن حارث حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رکاب تھامے ہوئے تھے۔ مجھے فرمایا، عباس درخت کے نیچے بیعت کرنے والوں کو بلا (بیعت رضوان کرنے والوں کو بلانا مقصود تھا) حضرت عباس رضی اللہ عنہ بلند آواز آدمی تھے، فرماتے ہیں، میں نے پوری آواز سے کہا بیعتِ رضوان والے کہاں ہیں؟

marfat.com

فرماتے ہیں میری یہ آواز سن کر وہ یوں پلٹے جس طرح گائے اپنے بچھڑے کے لیے پلٹتی ہے! وہ لبیک لبیک کہہ رہے تھے۔ حضرت عباس فرماتے ہیں کہ مسلمان اور کافر باہم گتھم گتھا ہو گئے۔ جنگ میں انصار کی علامت یا معشر الانصار کا نعرہ تھا۔ پھر یہ دعوت بنی حارث بن خزرج تک محدود ہو گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خچر کو جنگ کے لیے بڑھاتے ہوئے یہ منظر ملاحظہ فرمایا تو ارشاد ہوا کہ اب معرکہ کارزار گرم ہوا ہے۔ پھر کچھ کنکریاں لیں اور کافروں کے موں پر دے ماریں فرمایا، رب محمد کی قسم وہ شکست کھا گئے راوی فرماتے ہیں کہ قسم بخدا جوں ہی آپ نے کنکریاں ماریں تو کافروں کی دھار کند پڑ گئی اور ان کا معاملہ شکست میں بدل گیا۔ (رواہ المسلم)۔

marfat.com

کراماتِ صحابہ (رضوان اللہ علیہم)

یہاں ہم چون صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی کرامات کا ذکر حروف تہجی کے مطابق کرنے والے ہیں چونکہ صحابہ گرامی ہی مصدر معجزات و کمالات سید العالمین صلوات اللہ تعالیٰ علیہ کے اولین فیض یافتہ ہیں اور امت کے وہی امام ہیں لہٰذا ضروری ہے کہ امت کے سب سے پہلے وہی اولیا قرار پائیں اور انہی درویشان علوم نبوت سے فیض وعرفان کے چشمے پھوٹیں تو لیجئے ہم سب سے پہلے امام اوّل سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ذکر کرتے ہیں۔

۱۔ سیدنا صدیق اکبر بن ابی قحافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ان کی ایک کرامت امام بخاری اور مسلم نے ان کے صاحبزادے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس تین مہمان آئے اور وہ خود شام کو کھانا کھانے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلے گئے۔ کافی رات گزر گئی تو واپس پلٹے۔ بیگم صاحبہ نے عرض کیا، آپ کو مہمانوں کا خیال نہیں رہا؟ پوچھنے لگے کہ کیا تم نے انہیں شام کا کھانا نہیں کھلایا؟ کہنے لگیں، انہوں نے آپ کے آئے بغیر کھانا کھانے سے انکار کر دیا تھا۔ صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا، بخدا میں بالکل اب کھانا نہیں کھاؤں گا۔ پھر فرمانے لگے کھاؤ! مہمانوں میں سے ایک فرماتے ہیں۔ اللہ کی قسم جو لقمہ بھی ہم اٹھاتے تو نیچے والا کھانا پہلے سے بھی زیادہ بڑھ جاتا۔ ہم سب سیر ہو گئے اور کھانا پہلے سے بھی زیادہ ہو گیا۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کھانے کو دیکھا تو پہلے جتنا یا اس سے بھی زیادہ پایا۔ ابھی

marfat.com

بیوی سے فرمانے لگے، اے بنی فراس کی بہن! یہ کیا ہے۔ انہوں نے جواب دیا میری آنکھوں کی ٹھنڈک! یہ تو اب پہلے سے تین گنا زیادہ ہو چکا۔ صدیق اکبر نے بھی اس سے کھایا۔ فرمانے لگے، وہ قسم تو شیطان کی کوشش تھی۔ پھر یہ کھانا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس لے گئے۔ صبح کھانا حضور کی خدمت میں تھا۔ ان دنوں مسلمانوں اور ایک قوم کے درمیان عہد تھا۔ عرصہ پورا ہو گیا۔ ہم نے بارہ آدمیوں کو بانٹ دیا۔ ان میں سے ہر آدمی کے ساتھ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کتنے آدمی تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کھانا انہیں بھیج دیا، اور ان سب نے وہ کھانا کھایا۔

دوسری کرامت یہ ہے کہ جناب عروہ بن زبیر حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت صحیحہ میں بیان فرماتے ہیں کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ام المؤمنین کے لیے مقام غابہ کے مال سے بیس وسق (ایک وسق ساٹھ صاع اور ایک صاع قریباً چار سیر) متعین فرمائے تھے۔ جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ارشاد ہوا کہ پیاری بیٹی میری وفات کے بعد آپ کا غنی ہونا مجھے بہت مرغوب ہے اور آپ کا میری وفات کے بعد محتاج ہونا مجھے سخت دشوار ہے۔ میں نے آپ کے لیے بطور عطیہ بیس وسق مقرر کیے تھے۔ اگر آپ وہ مال لے چکی ہوتیں تو بہت اچھا ہوتا مگر اب وہ مال وراثت ہے۔ اب آپ کے ساتھ دو بھائی اور دو بہنیں بھی وراثت میں شریک ہیں قرآن حکیم کے ارشاد کے مطابق تقسیم کر لینا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا عرض کرنے لگیں، میرے محبوب والد! اگر بے شمار مال ہوتا تب بھی میں اسے چھوڑ دیتی (صرف بیس وسقوں کی کیا بات ہے) لیکن میری بہن تو صرف اسماء ہیں۔ یہ دوسری کون ہیں؟ جن کا ذکر آپ فرما رہے ہیں، صدیق نے فرمایا وہ جو ماں کے پیٹ میں ہے وہ لڑکی ہے۔ (جب وضع حمل ہوا) تو وہ بچی ہی تھیں[1]

[1] حضرات اس حدیث صحیحہ پر گہری نظر ڈالیں جو ہر وقت اسی تبلیغ میں لگے رہتے ہیں کہ رحموں کے اندر

marfat.com

صدیق اور علم ما فی الارحام

علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس واقعہ میں دو کرامتیں ہیں، سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی پہلی یہ کہ وہ اسی مرض میں وفات فرما جائیں گے کیونکہ آپ نے فرمایا کہ اب وہ مال وارثوں کا مال ہے دوسری یہ کہ وفات کے بعد ان کی اولاد ہوگی اور وہ بچی ہوگی۔ اس کے ظاہر کرنے کا بھید یہ ہے کہ آپ حضرت صدیقہ کے دل کو مائل و نرم کر رہے تھے کیونکہ دیئے ہوئے مال کو تاحال سیدہ نے قبضہ نہیں فرمایا تھا واپس لے رہے تھے لہٰذا اب انہیں صرف اپنا حصہ لینا ہوگا۔ اور اس مال میں ان کے دو بھائی اور دو بہنیں بھی حصہ دار ہوں گی۔ اس بات کی دلیل کہ آپ ان کے دل کو مائل فرمارہے تھے اور مقصود استراحت قلبی تھی۔ یہ فقرہ ہے کہ اپنی وفات کے بعد میں آپ کو غنی دیکھنا

بقیہ :۔ کا کسی کو علم نہیں، اور پھر اپنے اس فقرے کا رخ امام الانبیاء علیہ التحیۃ والثنا کی طرف موڑ دیتے ہیں اور لوگوں کو مشرک و بدعتی کے الفاظ والقاب سے نوازتے ہیں۔ علوم مصطفویہ کی تو بات ہی الگ ہے یہ صدیق امت ہیں اور امت کی ماں سلام اللہ علیہا کو فرماتے ہیں کہ میری بیوی کے پیٹ میں بچی ہے۔ اور پھر اسی طرح ہوتا ہے۔ نہ صدیق ہی یہ سوچتے ہیں کہ یہ تو ما فی الارحام کا علم ہے اور نہ ہی سیدہ صدیقہ بنت صدیق اکبر انہیں عرض کرتی ہیں کہ ابا حضور! ما فی الارحام کا علم آپ کو حاصل نہیں ہو سکتا پھر یہ دعویٰ کیوں فرما رہے ہیں کہ ماں کے پیٹ میں بچی ہے۔ جو بات صدیق اور صدیقہ جائز سمجھتے ہیں وہ خدا جانے ان مدعیان علم و تقویٰ نے کیسے ناجائز قرار دے دی، کیا ان دونوں کو علم قرآن حاصل نہ تھا جو براہ راست امام الانبیاء علیہ التحیۃ والثنا، کے شاگرد تھے اور دورِ حاضر کے مدعیان علم کو فہم قرآن ان سے زیادہ حاصل ہو گیا ہے جن کی مادری زبان عربی نہیں اور نتھو پھتو، خیرے کے شاگرد ہیں۔ اپنے قد کاٹھ کو دیکھے بغیر شتیر کو بغل میں دبانے کی کوششوں میں مصروف ہیں، علم عطائے ربانی ہے: ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔ اگر اللہ کریم نبیوں اور صدیقوں کو عطا فرما دے اور جھوٹے دعویداروں کو نہ دے تو قصہ ان کی اپنی کوتاہ بینی اور بدنصیبی کا ہے وہ مقدس ہستیاں تو اس حدیث کا مصداق ہیں کہ اتقوا فراسۃ المومن فانہ ینظر بنور اللہ تعالیٰ (مومن نور خداوندی کے ذریعے دیکھتا ہے اور نور خداوندی کے سامنے پردے حائل نہیں ہوا کرتے)

marfat.com

چاہتا ہوں اور یہ مال کسی اور اجنبی یا دُور کے رشتہ دار کو نہیں مل رہا ہے بلکہ آپ کے بھائیوں اور بہنوں کو ہی مل رہا ہے۔ ان فقروں میں بے حد رقت وزمی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ایک اور عظیم الشان کرامت کا ذکر سورۂ کہف کی تفسیر فرماتے ہوئے امام فخر الدین رازی نے کیا ہے حالانکہ وہ بہت ہی کم کرامات صحابہ بیان فرماتے ہیں۔

صدیقِ اکبر اور سب صحابہ حیات النبی کے قائل تھے

امام رازی کہتے ہیں صدیقِ اکبر کی ایک کرامت یہ بھی ہے کہ جب ان کا جنازہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس کے دروازے کے سامنے آیا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں درخواست کی گئی یا رسول اللہ صلوات اللہ علیک یہ ابوبکر ہیں جو حضور کے دروازہ مقدس پہ حاضر ہیں (ان کے لیے اب کیا حکم ہے) دروازہ دفعۃً کھل گیا روضۂ انور سے ہاتف نے آواز دی، محبوب کو محبوب کے پاس لے آؤ۔ (اُدْخِلُوا الْحَبِيْبَ اِلَى الْحَبِيْبِ) ؎

روضۂ رسول میں قبر صدیق

؎ ۔ یہ حدیث حضرت شیعہ کی کتب میں بھی موجود ہے وہاں دروازے کا مقفل ہونا مذکور ہے۔ اس حدیث نے مقامِ صدیق کی عظمتوں اور شانِ صدیق کی رفعتوں کو مبرھن کر دیا ہے۔ ہم گزشتہ صفحات میں اصحابِ تصوف کے نزدیک مقامِ صدیق کی مختصر تصریح کر چکے ہیں۔ اس حدیث پاک نے کئی مسائل حل کر دیئے ہیں۔ پہلا یہ کہ بعد از وفات صحابہ کرام نے یا رسول اللہ کہہ کر حضور کریم سے درخواست پیش کی ہے لہٰذا یا رسول اللہ کہنا اجماعِ صحابہ سے جائز ثابت ہوا۔ اب جو اسے ناجائز کہتا ہے وہ اجماعِ صحابہ کا منکر ہے۔ اور جو اس مقدس اجماع کا منکر ہے اسے قرآن پاک نے یہ سرٹیفیکٹ عطا فرمایا ہے۔ نولہ ما تولی ونصلہ جہنم وساءت مصیرا۔ کہ وہ شتر بے مہار جدھر جاہے گھومے پھرے ٹھکانہ تو اس کا جہنم ہی ہے۔ جو اجماعِ صحابہ کو سند سمجھ کر آج بھی یا رسول اللہ کہہ رہے ہیں انہیں مشرک و بدعتی کہنا خلافِ اسلام ہے اور یہ بدعت ہے۔ دوسرا مسئلہ یہ ثابت ہوا کہ صحابہ کرام حضور صلی اللہ علیہ وسلم

(باقی اگلے صفحہ پر)

marfat.com

۲۔ سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ :۔ امام بیہقی اور علامہ ابونعیم نے حضرت قیس سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوالدرداء اور جناب سلمان فارسی ایک برتن سے کھانا تناول فرما رہے تھے کہ وہ برتن اور تسبیح کہنے لگ گئے۔ یہ روایت میں نے اپنی کتاب حجۃ اللہ العالمین میں بھی بیان کی ہے۔ پھر میں نے علامہ المناوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب طبقات کا مطالعہ کیا تو اس میں عبارت یوں پائی۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کی ایک کرامت یہ بھی ہے کہ وہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک برتن میں کھانا تناول فرما رہے تھے تو برتن نے تسبیح پڑھنا شروع کر دی۔

بقیہ :۔ کی حیات کے قائل ہیں اگر قائل نہ ہوتے تو صدیق اکبر کے متعلق اجازت آپ سے کیسے لیتے۔ پھر کسی صحابی نے بھی اس بارے میں اختلاف نہیں کیا معلوم ہوا کہ حیات نبی بھی متفقہ مسئلہ ہے اور اس پر بھی اجماع صحابہ ہے۔ تیسرا مسئلہ یہ ثابت ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں سنتے ہیں۔ اگر نہ سنتے تو یارسول اللہ کی ندا بے کار ہوتی۔ پھر چلا چلا کے بھی تو آپ کے صحابہ نے نہیں بلایا ہوگا کیونکہ ان کی سرکار میں اونچی آواز تو قرآنی آیت نے ممنوع قرار دے دی ہے اور حضرت فاروق رضی اللہ عنہ تو مسجد نبوی میں بھی اونچا بولنے سے منع فرماتے تھے۔ کہ یہ آداب دربار رسالت کے منافی ہے جب حضور اکرم قبر انور میں تشریف فرما ہوں اور صحابہ آہستہ آہستہ یارسول اللہ کہیں تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سن کر انہیں جواب عطا فرمائیں اور وہ جواب حاضرین سر کے کانوں سے سنیں تو پھر کیا خیال ہے ان حضرات کا جو یارسول اللہ کہنے والے کو پکا مشرک اور بدترین کافر قرار دیتے ہیں کہ صحابہ کرام نے جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یارسول اللہ کہہ کر پکارا، آہستہ آواز دی تو وہ کیسے رہے؟ اگر آپ کا نظریہ مان لیں تو سارا گلشن مصطفوی شرک کی خزاں کی زد میں آتا ہے۔ پھر کیوں نہ صحابہ، اولیائے امت اور اہل سنت کے مسلک کو مان لیں اور ان سب کے ہمنوا ہو کر یارسول اللہ کے جاں بخش نغمے گانے لگیں۔ ؎ شاید کہ اتر جائے تیرے دل میں میری بات۔

marfat.com

حضرت ابوالدرداء کی ہنڈیا کی عجیب حالت

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ ایک دن ہنڈیا کے نیچے آگ جلا رہے تھے اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ان کے پاس تشریف فرما تھے کہ ہنڈیا سے آواز بلند ہوئی۔ اس طرح آواز نکلی جس طرح بچے کی آواز ہوتی ہے پھر تسبیح کی آواز بلند ہونے لگی پھر ہنڈیا الٹ گئی پھر دوبارہ اپنی جگہ پر خود بخود آگئی۔ مگر اس سے کوئی چیز بھی باہر نہ گری۔ حضرت سلمان حیران ہو کر پوچھنے لگے ابوالدرداء! دیکھیے ایسا تو کبھی نہیں ہوا؟ ابوالدرداء نے فرمایا اگر جناب خاموش رہتے تو اللہ کریم کی بڑی بڑی آیات ملاحظہ فرماتے۔ برتن کے تسبیح کرنے کا ذکر حضرت قشیری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی فرمایا ہے۔

۳۔ سیدنا ابو عبس بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ:۔ امام حاکم، امام بیہقی اور امام ابونعیم رحمہم اللہ تعالیٰ نے یہ حدیث ابو عبس بن جبیر رضی اللہ عنہ سے نقل فرمائی ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز ادا کرتے پھر بنی حارثہ کے محلے میں واپس آجایا کرتے، ایک رات بارش اور اندھیرا تھا وہ جب مسجد نبوی سے نکلے تو ان کی لاٹھی روشنی دینے لگی اور وہ اس روشنی میں بنی حارثہ کے محلے پہنچے۔

۴۔ سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ:۔ امام حاکم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو ایک سمندری جتھے کا امیر بنا کر بھیجا۔ جب جہاز رات کو سمندر میں چل رہا تھا تو اوپر سے کسی منادی نے پکارا، آئیے میں آپ کو اس فیصلے کی اطلاع دوں جو اللہ کریم نے اپنی ذات کے لیے فرمایا ہے اور وہ فیصلہ یہ ہے کہ جو شخص شدید گرمی کے دن اللہ کریم کیلئے پیاسا رہتا ہے اللہ کا حق ہے کہ وہ اسے پیاس کے دن (قیامت کا دن) پانی پلائے۔

۵۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ:۔ ان کی ایک کرامت وہ ہے جو علامہ منادی

marfat.com

نے اپنی کتاب طبقاتِ کبریٰ میں نقل فرمائی ہے۔ یہ روایت انہوں نے تاریخ ابن النجار اور رحلۃ ابن الصلاح سے مشہور فقیہہ علامہ زنجانی کے واسطے سے روایت کی ہے۔ زنجانی کہتے ہیں کہ شیخ ابو اسحاق شیرازی نے یہ واقعہ قاضی ابو الطیب سے روایت کیا، قاضی صاحب کہنے لگے کہ ہم مناظرہ کے ایک حلقہ میں بیٹھے تھے کہ ایک خراسانی نوجوان آیا اور اس نے مصراۃ (وہ گائے بھینس جسے کافی دیر نہ دوہا گیا ہو تاکہ دودھ جمع ہو جائے تو گاہک زیادہ دودھ سمجھ کر خرید لے) کے بارے میں سوال کیا اور دلیل مانگی۔ بخاری و مسلم میں اس موضوع پر جو روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ اس کے سامنے بطور دلیل پیش کی گئی (سائل حنفی تھا) کہنے لگا ابو ہریرہ کی احادیث مقبول نہیں ہیں۔ ابھی فقرہ بھی مکمل نہیں ہوا تھا کہ ایک سانپ اس پر گرا لوگ بھاگ کھڑے ہوئے وہ سانپ سب کو چھوڑ کر صرف اس جوان کے پیچھے بھاگنے لگا جوان نے جب یہ کیفیت دیکھی تو چلایا۔ میری توبہ۔ میری توبہ۔ میری توبہ۔ دفعۃً توبہ کی آواز سن کر سانپ غائب ہو گیا[1]

۷۔ سیدنا ابو امامۃ باہلی رضی اللہ عنہ :- امام بیہقی اور حضرت ابن عساکر رضی اللہ عنہما نے متعدد اسناد کے ذریعے ابو غالب کی سند سے یہ روایت حضرت ابو باہلہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنی قوم کے پاس بھیجا جب میں وہاں پہنچا تو مجھے خوب بھوک لگ رہی تھی۔ وہ خون کھائے جا رہے تھے مجھے بھی کھانے کی دعوت دی۔ میں نے انہیں کہا میں تو تمہیں اس سے روکنے

---

[1] اس واقعہ سے تو ثابت ہوتا ہے کہ مرنے کے بعد بھی اولیائے کرام سے کرامات صدور پذیر ہوتی ہیں کیونکہ اس واقعہ سے سینکڑوں برس پہلے حضرت ابو ہریرہ وفات پا چکے تھے۔ دودھ والے ایسے جانور کو بیچنے والے کے پاس واپس کر دیا جاتا ہے۔ یہاں احناف کا نظریہ کچھ اور ہے اور باقی حضرات کا کچھ اور۔ یہاں بحث اس سے نہیں کہ ان نظریات کے پیچھے دلائل کون سے ہیں بحث صرف یہ ہے کہ ایک شخص نے صحابیٔ رسول کو ساقط الاعتبار قرار دیا تو سانپ اس کے پیچھے لگ گیا۔

marfat.com

کے لیے آیا ہوں۔ انہوں نے میرا خوب تمسخر اڑایا، میری تکذیب کی اور وہاں سے مجھے نکال دیا۔ میں تھکا ہارا بھوک پیاس سے مر رہا تھا۔ میں اسی حالت میں سو گیا۔ خواب میں ایک صاحب آئے مجھے ایک دودھ والا برتن دیا میں نے برتن پکڑا اور خوب سیر ہو کر پیا۔ میرا پیٹ اچھی طرح بھر گیا۔ میری قوم کے لوگ ایک دوسرے سے کہنے لگے بھائی قوم کا ایک سردار آیا تھا اور تم نے اسے واپس لوٹا دیا۔ اب جاؤ اسے اس کی پسند کا کھانا پینا پیش کرو۔ وہ کھانا پینا لے کر میرے پاس آئے میں نے کہا مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے کہنے لگے ابھی تو آپ بھوک اور پیاس کی شدت میں مبتلا تھے۔ میں نے انہیں جواب دیا کہ میرے اللہ نے مجھے کھلا پلا دیا ہے۔ میں نے انہیں اپنا پیٹ بھی دکھا دیا۔ یہ دیکھ کر وہ سب مسلمان ہو گئے۔ حضرت ابن عساکر کی کچھ اسناد یوں ہے کہ میں انہیں دعوتِ اسلام دیتا تھا اور وہ انکار کرتے تھے۔ میں نے انہیں کہا کہ تمہارا بیڑا غرق ہو مجھے سخت پیاس لگی ہے ایک گھونٹ پانی تو دے دو کہنے لگے ہم تو پانی نہیں دیں گے بلکہ تجھے پیاس سے بلک بلک کر مرتا دیکھیں گے، مجھے غصہ آیا میں نے کھلی چادر میں سر ڈال لیا، شدید گرمی میں گرم گرم زمین پر سو گیا، خواب میں ایک صاحب شیشے کا بہت خوبصورت گلاس بہت ہی لذیذ شربت سے بھر لائے مجھے دے دیا، میں نے نوش جان کیا، شربت پی کر بھاگ گیا اس شربت کے بعد نہ مجھے پیاس لگی اور نہ ہی اس شربت کے نوش کرنے کے بعد بھوک نے ستایا۔

۷۔ حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ :۔ ابن سعد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ابن ام مکتوم نابینا تھے۔ صبح تاڑ میں رہتے مگر کیا مجال کہ صبح کو تاڑنے میں وہ خطا کر جائیں۔ ادھر صبح ہوئی ادھر انہوں نے سحری کے خاتمہ کے لیے اذان کہہ دی۔ ان کے نام میں بقول مصنف اسد الغابہ اختلاف ہے کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ان کا نام عبد اللہ ہے اور کچھ کا خیال ہے کہ عمرو ہے۔ لہٰذا میں نے یہ دونوں نام چھوڑ کر کنیت پر اکتفا کیا ہے۔

marfat.com

اور انہیں ابن ام مکتوم کی نسبت سے ردیف الف میں لکھا ہے۔

۸۔ سیدنا اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ :۔ ان کی یہ کرامت علامہ ابن اثیر نے اپنی کتاب اسد الغابہ میں انہی کی سند سے روایت کی ہے (وہ قرآن پاک بڑی پیاری آواز سے پڑھا کرتے تھے) فرماتے ہیں کہ میرا گھوڑا بندھا ہوا تھا اور قریب ہی میرا ایک لڑکا سویا ہوا تھا۔ میں نے سورہ بقرہ تلاوت کی تو گھوڑا ناچنے اور جولانی کرنے لگا۔ میں صرف اپنے بیٹے کے خیال سے اٹھا (کہ گھوڑا اس پر نہ چڑھ جائے) میں نے پھر پڑھنا شروع کیا تو گھوڑا پھر وجد میں آگیا پھر میں لڑکے کے خیال سے اٹھا۔ پھر پڑھنے لگا تو گھوڑے پر پھر وہی مستی طاری ہوگئی۔ میں نے اوپر سر اٹھایا کہ ایک بادل نما ہے اس میں ستارے ہیں اور وہ آسمان سے آرہا ہے۔ میں ہیبت زدہ ہوکر خاموش ہوگیا۔ صبح ہوئی تو منبع انوار صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر سارا واقعہ عرض کر دیا۔ ارشاد ہوا وہ تو فرشتے تھے جو تیری آواز پاکر قریب آ گئے تھے۔ اگر تم صبح تک تلاوت میں مصروف رہتے تو لوگ ان فرشتوں کو دیکھ لیتے۔

۹۔ خادم محبوب سیدنا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ :۔ یہ شیخ علوان حموی نے اپنی کتاب نسمات الاسحار میں حضرت بازلی کی کتاب غایۃ المرام کے حوالے سے ذکر کیا ہے۔ (یہ کتاب صحیح بخاری کے راویوں کے حالات پر مشتمل ہے) کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی زمین تھی زمین کے نگران نے آپ سے شکایت کی کہ زمین سخت پیاسی ہے (یہ سن کر) حضرت انس نے نماز شروع کر دی۔ نگران سے فرمانے لگے، دیکھ کوئی چیز نظر آرہی ہے؟ اس نے جواب دیا کچھ نظر نہیں آرہا ہے۔ آپ پھر نماز میں محو ہوگئے۔ پھر فرمایا کیا کچھ نظر آرہا ہے؟ اس نے جواب دیا پرندے کے پر جتنا بادل دیکھ رہا ہوں، آپ نے نماز اور دعا جاری رکھی بارش برسی اور زمین سیراب ہوگئی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نگران سے پوچھا کہ بتایئے کہاں تک بارش پہنچی ہے وہ کہنے لگا، آپ کی زمین سے آگے نہیں بڑھی۔ (صرف) آپ کی زمین کو ہی سیراب کیا ہے۔

marfat.com

۱۰۔ حضرت انس بن نضر رضی اللہ تعالیٰ عنہ:۔ شیخین (بخاری و مسلم) نے ان کے بھتیجے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ان کے چچا جناب انس بن نضر نے غزوۂ احد کے دن فرمایا تھا، کہ مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ مجھے اُحد سے دوسری طرف جنت کی خوشبو آتی ہے پھر وہ شہید ہو گئے (اور جنت کی مہکوں تک جا پہنچے)۔

۱۱۔ سیدنا تمیم الداری رضی اللہ تعالیٰ عنہ:۔ امام بیہقی اور علامہ ابو نعیم نے معاویہ بن حرمل سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حرہ سے آگ نکلی سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت تمیم داری کے پاس تشریف لائے اور فرمایا اس آگ کی طرف چلیے وہ ساتھ ہو لیے اور میں دونوں کے پیچھے چل پڑا۔ وہ آگ تک جا پہنچے۔ حضرت تمیم رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ سے آگ کو پیچھے ہٹا دیا۔ حتیٰ کہ آگ گھاٹی میں جا پہنچی حضرت تمیم بھی اس کے پیچھے وہاں جا پہنچے۔ فاروق اعظم فرمانے لگے دیکھنے والا اور نہ دیکھنے والا ایک جیسے نہیں ہوتے۔ آپ نے یہ جملہ تین دفعہ دہرایا حضرت ابو نعیم کے الفاظ یہ ہیں۔ وہ مرزوق سے روایت فرماتے ہیں، کہتے ہیں کہ دورِ فاروقی میں آگ نکلی تو تمیم رضی اللہ عنہ نے اپنی چادر شریف سے اسے ہٹانا شروع کر دیا وہ ہٹتی ہٹتی ایک غار میں جا پہنچی، فاروق فرمانے لگے ایسی ہی باتوں میں ہم آپ کی آزمائش کرتے ہیں۔

۱۲۔ سیدنا ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ: حضرت بیہقی نے عبداللہ بن عبیداللہ انصاری سے روایت کی ہے کہ میں ان لوگوں میں شامل تھا جنہوں نے حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کو دفن کیا آپ خطیب الانصار اور غزوہ یمامہ کے شہید تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کو جنت کی بشارت عطا فرمائی تھی۔ جب آپ کو ہم قبر میں رکھنے لگے، تو آپ نے یہ کلمات ارشاد فرمائے محمد رسول اللہ، ابوبکر صدیق، عمر شہید، عثمان سراپا نیکی و رحم۔ (انہیں بولتا پا کر) ہم نے غور سے انہیں دیکھا تو بعید حیات نہ تھے۔ الشفاء میں قاضی عیاض نے بھی یہ روایت لی ہے۔

۱۳۔ سیدنا حجر بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ:۔ وہ اور ان کے ساتھی شام کے گاؤں عذرا میں مدفون ہیں۔ یہاں ہی دورِ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ میں وہ شہید ہوئے تھے۔ عارف باللہ

marfat.com

سیدی محمد حنفی نے جامع صغیر کے حاشیہ میں اس حدیث پاک کے تحت کہ سیقتل بعذراء لناس یغضب اللہ واھل السماء۔ (مقام عذرا پر کچھ لوگ شہید ہوں گے جن کی شہادت کی وجہ سے اللہ کریم اور آسمان والے ناراض ہوں گے)۔

جیل میں دعا اور اس کا اثر

فرماتے ہیں کہ سیدنا حجر رضی اللہ عنہ وضو اور طہارت کا بہت خیال رکھا کرتے تھے۔ جب انہیں جیل میں ڈال دیا گیا تو انہیں بدخوابی ہوئی۔ جیل کے دارو غہ سے نہانے کے لیے پانی طلب فرمایا وہ کہنے لگا میرے پاس تو صرف ایک شیرکپ (چھوٹا برتن) پانی ہے فرمایا وہ مجھے دے دو تاکہ میں طہارت کر سکوں۔ دارو غہ کہنے لگا اگر میں وہ پانی نہانے کے لیے آپ کو دے دوں تو پینے کے لیے کچھ نہیں رہے گا۔ اور آپ پیاس سے مر جائیں گے، اور مجھے حاکم جس نے آپ کو جیل میں ڈال رکھا ہے قتل کر دے گا۔ شاید آپ مجھے مروا دینا چاہتے ہیں۔ اب حضرت نے بارش کے لیے اللہ کریم سے دعا مانگی۔ بارش ہوئی اور آپ نے طہارت فرمائی۔ قیدیوں نے درخواست پیش کی کہ ایک دعا ہماری اور اپنی رہائی کی بھی فرما دیں۔ فرمایا میں تو جیل میں رہنا ہی پسند کروں گا کیونکہ مجھے رب تعالیٰ کی قدرت اور ارادہ سے جیل ملی ہے اور بارش کی دعا تو صرف اس لیے کی ہے کہ پانی نہ ملتا تو عبادت نہیں ہو سکتی تھی۔ شیخ حفنی مرحوم فرماتے ہیں کہ مقربین کا یہی حال ہوتا ہے (کہ رضائے الٰہی اور ارادۂ خداوندی کے سامنے سر تسلیم خم کر دیتے ہیں اور رضا پر راضی ہو کر دعا نہیں کرتے)۔

۱۴۔ نواسۂ رسول سیدنا حسن بن سیدنا علی رضی اللہ عنہما:۔ علامہ مناوی نے طبقات میں لکھا ہے کہ ابو نعیم اور ابن عساکر نے حضرت اعمش رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک آدمی نے آپ کی قبر اقدس پر رفع حاجت کی وہ پھر اسی طرح بھونکنے لگا جس طرح کتے بھونکتے ہیں۔ اور اسی طرح بھونکتا بھونکتا مر گیا۔ اس کی قبر سے بھی کتے کے چیخنے کی طرح آواز آتی رہی۔

marfat.com

۱۵۔ سیدنا حسین بن سیدنا علی رضی اللہ عنہما :۔ امام شبلی باعلوی اپنی کتاب المشرع الروی میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی کرامات بیان کرتے ہوئے حضرت ابن شہاب زہری سے روایت کرتے ہیں کہ سب قاتلانِ حسین کو اسی دنیا میں سزا ملی۔ کچھ قتل ہو گئے، کچھ اندھے ہو گئے کچھ کا چہرہ سیاہ ہو گیا اور کچھ کی حکومت تھوڑے عرصے میں ختم ہو گئی۔

دشمن حسین رضی اللہ عنہ کا انجام

عبداللہ ابن حصین نے میدان جنگ میں آپ کو للکارا اور پانی روکتے ہوئے کہا، حسین! اب پانی تو آسمان کے جگر کی طرح نایاب ہو گیا ہے، خدا کی قسم تو پانی کے ایک قطرے کے بغیر پیاس سے مر جائے گا۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اللہ! اس کو پیاس سے مار دے۔ وہ خبیث اس بددعا کے بعد پانی پیتا تھا اور اس کی پیاس نہیں بجھتی تھی وہ پیاسا ہی مر گیا۔ حضرت امام حسین عالیمقام رضی اللہ عنہ نے پینے کے لیے پانی منگوایا تو زرعہ نامی ایک بدبخت نے آپ کو تیر مارا جو آپ کے حلق میں لگا آپ پانی نہ پی سکے۔ حسین عالیمقام نے فرمایا، اللہ! اسے پیاسا کر دے، وہ خبیث چیختا تھا کہ میرے پیٹ میں آگ ہے اور میری پیٹھ میں برف لگی ہے۔ وہ اپنے سامنے برف اور پنکھے رکھتا اور اپنے پیچھے انگیٹھی رکھتا۔ اور کہتا مجھے پانی پلاؤ مجھے پانی پلاؤ۔ اس کے سامنے ستو، پانی اور دودھ کا اتنا بڑا برتن لایا جاتا کہ اگر پانچ آدمی پیتے تو انہیں کافی ہو رہتا۔ وہ اکیلا پی جاتا اور کہتا مجھے پانی پلا دیں پیاس سے مر رہا ہوں۔ اُسے اسی طرح پانی پلایا جاتا رہا۔ اس کا پیٹ اونٹ کے پیٹ کی طرح بڑھ گیا۔ یہ دو کرامتیں علامہ ابن حجر نے صواعق محرقہ میں بھی بیان فرمائی ہیں۔

دشمن اہل بیت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمنی

حضرت شبلی نے یہ بھی بیان فرمایا ہے کہ ایک بوڑھے کو پتہ چلا کہ جن لوگوں نے بھی قتل حسین میں حصہ لیا ہے وہ مرنے سے پہلے ضرور مصیبت میں مبتلا ہوں گے اس بدبخت نے بھی حصہ لیا تھا کہنے لگا، میں بھی کربلا میں حاضر تھا۔ مجھے تو آج تک کوئی تکلیف

marfat.com

نہیں ہوئی۔ یہ کہہ کر دیا ٹھیک کرنے کے لیے اٹھا۔ آگ بھڑک کر اسے لگ گئی۔ وہ زور زور سے چلا رہا تھا، آگ، آگ۔ اور مرنے تک یہی واویلا کرتا رہا۔ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی آپ کی شہادت کے وقت صرف حاضر تھا۔ تو وہ اندھا ہو گیا۔ جب اس سے اندھا ہونے کا سبب پوچھا گیا تو کہنے لگا، میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ اپنے بازوؤں سے قمیض پیچھے ہٹائی ہوئی ہے۔ آپ کے کریم ہاتھ میں تلوار ہے اور آپ کے سامنے چمڑے کی ایک چادر بچھی ہے اور حسین رضی اللہ عنہ کے دس قاتل آپ کے سامنے ذبح ہوئے پڑے ہیں۔ جب حضور نے مجھے دیکھا تو لعنت فرمائی اور خفگی کا اظہار فرمایا۔ محض اس جرم پر کہ میں نے مخالفت نہ کرتے ہوئے بھی اس لشکر میں شامل ہو کر ان کی تعداد تو بڑھا دی تھی۔ پھر آپ نے خونِ حسین کا ایک سُرمچو میری آنکھوں میں پھیر دیا صبح جاگا، تو نابینا تھا۔

فرماتے ہیں، ایک آدمی نے حسین عالیمقام رضی اللہ عنہ کا سر مبارک اپنے گھوڑے کے گلے (قلادہ) سے باندھ دیا کچھ دنوں کے بعد اس کا چہرہ لاکھ سے بھی زیادہ سیاہ تھا۔ اس سے پوچھا گیا کہ تو ایک حسین ترین عرب تھا ایسا کیوں ہو گیا؟ کہنے لگا، کہ جب سے میں نے سر مبارک اٹھایا تو ہر رات دو آدمی آتے ہیں، مجھے کندھے سے پکڑتے ہیں، پھر مجھے ایک بھڑکتی آگ کے پاس لے جاتے ہیں۔ مجھے اس میں دھکا دینا چاہتے ہیں، میں پیچھے ہٹتا ہوں مجھے آگے کھینچتے ہیں۔ پھر میں ایسا ہو گیا ہوں جیسا آپ دیکھتے ہیں وہ پھر بدترین انداز سے مر گیا۔ سیدنا حسین عالیمقام رضی اللہ عنہ کی شہادت بروز جمعہ ۶۱ھ کے عاشورہ کو ہوئی۔

۱۶۔ سیدنا حمزہ عم مصطفےٰ رضی اللہ عنہ:۔ ان کی ایک کرامت امام حاکم نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان فرمائی ہے۔ آپ کی شہادت ہوئی تو آپ حالتِ جنابت میں تھے۔ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میں نے دیکھا کہ فرشتے حضرت حمزہ کو غسل دے رہے ہیں۔ علامہ ابن سعد نے حضرت حسن سے روایت بیان فرمائی ہے کہ سید کل

marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میں نے دیکھا فرشتے حضرت حمزہ کو غسل دے رہے تھے۔

سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ نے سلام کا جواب دیا

امام بیہقی نے بسند واقدی حضرت فاطمہ خزاعیہ سے روایت کیا ہے کہ میں قبر حمزہ رضی اللہ عنہ کی زیارت کے لیے گئی اور عرض کیا، اے رسول خدا کے عم محترم! آپ پر سلام ہو۔ انہوں نے جواباً ارشاد فرمایا، وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ میں نے یہ کلمات سنے۔ میں نے عارف باللہ شیخ محمود کردی شیخانی نزیل مدینہ منورہ کی کتاب الباقیات الصالحات میں لکھا دیکھا ہے کہ انہوں نے سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر شریف کی زیارت کی جب قبر اقدس پر کھڑے سلام عرض کیا تو انہوں نے صحیح انداز سے سنا کہ قبر سے سلام کا جواب ملا ہے اور ساتھ ہی یہ حکم ملا ہے کہ جب ان کے لڑکا پیدا ہو تو اس کا نام حمزہ رکھا جائے۔ فرماتے ہیں سچ مچ لڑکا ہی پیدا ہوا اور میں نے اس کا نام حمزہ ہی رکھا۔ انہوں نے اسی کتاب میں یہ بھی ذکر فرمایا ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روضۂ اقدس کے مواجہہ شریف میں کھڑے ہو کر انہوں نے حضور اقدس کی خدمت میں سلام عرض کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی انہیں سلام کا جواب مرحمت فرمایا۔ انہوں نے بھی اپنے کانوں سے پوری طرح سنا۔

زیارت حضور عالم بیداری میں

سیدی شیخ عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب شرح صلوۃ الغوث الجیلانی میں رقم فرمایا ہے کہ وہ حضرت شیخ محمود مذکور مرحوم کو ۱۲۰۵ھ میں مدینہ طیبہ میں ملے تھے۔ حضرت شیخ انہیں گھر لے گئے اور بڑے ادب و اکرام سے پیش آئے۔ اور بتایا کہ امام عاشقان صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عالم بیداری میں ان کی بے شمار ملاقاتیں ہوئی ہیں۔ چونکہ علامات صدق موجود تھیں لہٰذا حضرت نابلسی نے بھی ان کی تصدیق فرمائی۔ میں نے اپنی کتاب سعادۃ الدارین فی الصلوۃ علی سید الکونین میں مدلل طور پر ثابت کیا ہے کہ خواب اور بیداری میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سرکار میں حاضری دی جا سکتی ہے۔ اور میرا خیال ہے کہ اتنے مدلل پہلے اور کسی

marfat.com

کتاب میں زینت تحریر سے مزین نہیں ہوئے تھے (اس موضوع پر امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ایک کتابچہ لکھا تھا جس کا نام تنویر الملک عن رویۃ النبی والملک ہے اس میں بھی کافی روایات مندرج ہیں۔

سید جعفر بن حسن برزنجی نے اپنی کتاب

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے حضرت شیخ احمد کی مدد فرمائی

جالیۃ الکرب باصحاب سید العجم والعرب صلی اللہ علیہ وسلم میں تحریر فرمایا ہے (اس کتاب میں ان صحابہ کرام سے استغاثہ ہے جو بدر و اُحد میں شریکِ جہاد تھے اور ان کی کرامات و عظمت کا تذکرہ ہے) کہ علامہ حموی نے اپنی کتاب نتائج الارتحال والسفر فی اخبار اہل القرن الحادی عشر میں جامع شریعت و حقیقت شیخ احمد بن محمد دمیاطی المعروف ابن عبدالغنی البنا متوفی مدینہ طیبہ ماہ محرم ۱۱۱۶ھ سے روایت کی ہے۔ حضرت شیخ احمد نے فرمایا، میں نے اپنی والدہ ماجدہ کے ساتھ ایک قحط زدہ سال میں مصر سے خریدے گئے دو اونٹوں پر سوار ہو کر سفرِ حج اختیار کیا۔ حج سے فارغ ہو کر مدینہ طیبہ میں شرفِ حضوری چاہتے تھے کہ اونٹ مدینہ پہنچ کر مر گئے۔ ہم خالی جیب ہو چکے تھے، نہ اونٹ خرید سکتے تھے اور نہ ہی کرائے پر سواری لینے کے قابل رہے تھے۔ میں اس تنگ دستی میں حضرت شیخ صفی الدین قشاشی قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہیں ساری کیفیت عرض کر دی انہیں یہ بھی بتایا کہ کشائش تک مدینہ طیبہ میں ہی ٹھہر جانا چاہتا ہوں وہ کچھ دیر خاموش رہے پھر فرمانے لگے آپ ابھی سیدنا حمزہ عم مصطفےٰ رضی اللہ عنہ کی قبرِ انور پر حاضری دیں، جتنا ہو سکے قرآن پڑھیں اور پھر اوّل سے آخر تک انہیں اپنا حال سنائیں۔ میں نے تعمیلِ ارشاد کی اور چاشت کے وقت ہی آپ کے مزارِ اطہر پر حاضری دی اور شیخ گرامی کے حکم کے مطابق قرآن حکیم پڑھ کر اپنا حال سنا ڈالا۔ ظہر سے پہلے واپس ہوا، باب الرحمۃ میں طہارت خانہ میں وضو کر کے مسجد شریف میں داخل ہوا تو وہاں والدہ محترمہ کو موجود پایا۔ فرمانے لگیں ابھی تمہیں ایک آدمی پوچھ رہا تھا اسے ملے۔۔

marfat.com

مَیں نے عرض کیا وہ کہاں ہے؟ کہنے لگیں حرم نبوی کے پیچھے چلے جاؤ۔ مَیں ادھر چلا گیا۔ وہ صاحب سامنے آگئے۔ پُرہیبت شخصیت اور سفید داڑھی والے انسان تھے۔ مجھے فرمانے لگے شیخ احمد مرحبا! مَیں نے ان کے ہاتھ چوم لیے۔ مجھے فرمانے لگے مصر چلے جائیں، مَیں نے عرض کیا آقا! کس کے ساتھ چلوں؟ فرمانے لگے چلیے مَیں کسی آدمی کے ساتھ آپ نے کرائے کی بات کر دیتا ہوں۔ مَیں آپ کے ساتھ چل پڑا وہ مجھے مدینہ طیبہ میں مصری حاجیوں کے کیمپ تک لے گئے، وہ کچھ مصریوں کے ایک خیمے میں تشریف لے چلے، اور مَیں بھی ان کے ساتھ خیمے میں داخل ہو گیا۔ انہوں نے جب خیمے کے مالک کو سلام کہا تو وہ اٹھ کھڑا ہوا آپ کے ہاتھ چومے اور بجد تعظیم کی۔ آپ نے فرمایا او میرے چہیتے! یہ شیخ احمد اور اس کی والدہ کو مصر لے چلنا! اس سال بہت زیادہ اونٹ مر گئے تھے اونٹوں کی قلت تھی اور کرایہ بہت زیادہ تھا اس مصری نے آپ کا حکم مان لیا۔ آپ نے فرمایا، کتنے پیسے لے گا؟ اس نے عرض کیا جتنے آپ کی مرضی ہو گی۔ آپ نے فرمایا اتنے اور اتنے لے لینا۔ اس نے بات مان لی۔ آپ نے اپنے پاس سے کرائے کا زیادہ حصہ ادا کر دیا۔ مجھے فرمانے لگے، شیخ احمد! اپنی والدہ اور سامان کو یہاں لے آئیں، مَیں وہاں سے اٹھا اور وہ وہاں ہی تشریف فرما رہے۔ مَیں والدہ ماجدہ اور سامان کے ساتھ واپس آیا۔ اس مصری کو فرمانے لگے کہ مصر پہنچ کر یہ باقی کرایہ تجھے دے دیں گے۔ مصری نے یہ بات مان لی۔ آپ نے سورۂ فاتحہ پڑھی اور اسے میرے ساتھ اچھائی سے پیش آنے کی وصیت کی۔ اٹھ کھڑے ہوئے۔ مَیں بھی آپ کے ساتھ چل پڑا۔ جب ہم مسجد شریف پہنچے فرمانے لگے تو مجھ سے پہلے اندر چلا جا۔ سو مَیں مسجد میں داخل ہوا نماز کا وقت ہو گیا۔ لیکن انتظار کا کوئی فائدہ نہ ہوا۔ وہ نظر نہ آئے، مَیں نے بار بار ان کو تلاش کیا مگر نہ ملے۔ مَیں اس آدمی کے پاس آیا جسے کرایہ دے کر مجھے چھوڑ گئے تھے، مَیں نے اس سے آپ کے اور آپ کی جگہ کے بارے میں دریافت کیا؟ وہ کہنے لگا مَیں تو انہیں نہیں پہچانتا اور آج سے پہلے انہیں دیکھا بھی نہیں تھا جب وہ تشریف لائے تو مجھ پر ایسا

marfat.com

خوف اور اتنی ہیبت طاری ہوئی جو اس سے پہلے کبھی نہیں ہوئی تھی۔ میں واپس آ گیا بہت تلاش کیا لیکن وہ نہ مل سکے۔ میں حضرت شیخ صفی الدین احمد قشاشی کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان کو ساری بات بتائی۔ فرمانے لگے، سیدنا حمزہ بن عبدالمطلب کی روح پاک تھی۔ جو جسمانی شکل میں سامنے آئی تھی۔ پھر میں اس آدمی کے پاس چلا آیا، جس کے ساتھ مصر جانا تھا۔ اور باقی حاجیوں کے ساتھ مصر روانہ ہو گیا۔ اس نے دوران سفر محبت واکرام اور حسن خلق کا ایسا مظاہرہ کیا جس کا اس جیسے لوگ سفر و حضر میں نہیں کیا کرتے۔ یہ سب کچھ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی برکت تھی۔ اللہ ان کے وسیلے سے ہمیں نفع اندوز فرمائے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔ یہاں حضرت حموی کی کتاب نتائج کی عبارت ختم ہوئی۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے زائرین کی حفاظت فرمائی

علامہ برزنجی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی ایک کرامت یہ شیخ محمد بن عبداللطیف تھتام مالکی مدنی سے روایت کی ہے کہ میرے والد صاحب نے فرمایا کہ حضرت شیخ سعید بن قطب ربانی ابراہیم کردی سید الشہداء عم مصطفےٰ رضی اللہ عنہ کی قبر کی زیارت کے لیے بارہ رجب سے پہلے ہی تشریف لے گئے۔ حالانکہ مدینہ والے وہاں بارہ رجب کو جایا کرتے ہیں۔ حضرت سعید بکثرت آپ کی زیارت کو جاتے اور پھر بارہ رجب تک وہیں ٹھہرے رہتے۔ میرے والد صاحب فرماتے ہیں کہ ہم بھی ایک سال آپ کے ساتھ گئے اور دیوان مسعود میں بیٹھ گئے۔ جب رات نے اپنے پردے لٹکا دیئے اور سب ساتھی سو گئے تو میں بطور چوکیدار بیٹھ گیا۔ میں نے ایک شاہسوار دیکھا جو وہاں کئی دفعہ چکر لگانے لگا۔ میں سستی کی وجہ سے نہیں اٹھا۔ میں جی میں کہنے لگا۔ اس وقت تک پڑے رہو گے کہ یہ سر چڑھ آئے گا۔ میں اٹھا اور کہا سوار تو کون ہے؟ سوار بولا تو نے پوچھنے کی جرأت کیوں کی؟ تو میری پناہ میں اترا ہے اور خود بیدار ہو کر اور چوکیداری کر کے مجھے تکلیف دے رہا ہے۔ میں تو خود تمہاری حفاظت کر رہا ہوں۔ میں حمزہ بن عبدالمطلب ہوں۔ یہ کہہ کر میری نگاہوں

marfat.com

سے اوجھل ہو گئے۔ رضی اللہ عنہم وعن اصحابہٖ اجمعین۔[1]

۱۷۔ سیدنا حمزہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ:۔ امام بخاری، امام بیہقی اور علامہ ابونعیم نے حضرت حمزہ اسلمی رضی اللہ عنہ کی روایت بیان فرمائی ہے کہ ہم سفر میں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اندھیری رات میں ایک دوسرے سے جدا ہو گئے تو میری انگلیاں روشنی بکھیرنے لگیں اس روشنی پر سب لوگ جمع ہو گئے۔ کوئی بھی ہلاک نہ ہوا اور میری انگلیاں مجسمۂ نور بنی رہیں۔

۱۸۔ سیدنا حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ:۔ ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ عاصم بن عمر بن قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ حدیث بیان فرمائی کہ حضور نبی ھدیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ احد کے دن فرمایا، حنظلہ کو فرشتے غسل دے رہے ہیں۔ ان کے گھر والوں سے صحابہ نے ان کی کیفیت دریافت کی ان کی بیوی نے جواب دیا کہ جب حاضری کی آواز سن کر وہ گھر سے نکلے تو وہ جنبی تھے۔ حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اسی لیے اسے فرشتے غسل دے رہے ہیں۔ امام بیہقی اور علامہ ابن سعد نے حضرت ہشام بن عروہ کی سند سے ان لفظوں میں حدیث بیان فرمائی ہے کہ میں نے آسمان اور زمین کے درمیان فرشتوں کو دیکھا کہ وہ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کو بادلوں کے پانی کو چاندی کے لگنوں میں بھر کر نہلا رہے ہیں حضرت ابواُسید ساعدی فرماتے ہیں ہم ابوحنظلہ کو دیکھنے گئے تو ان کے سر مبارک سے پانی کے قطرے گر رہے تھے

۱۹۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ:۔ علامہ ابویعلیٰ۔ امام بیہقی اور حضرت ابونعیم نے حضرت ابوسفر سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ حیرہ میں تشریف فرما ہوئے تو لوگوں نے کہا حضرت! محتاط رہنا یہ عجمی آپ کو زہر نہ پلا دیں۔ فرمانے لگے زہر لے آؤ۔ آپ نے دست مبارک میں پکڑا، بسم اللہ پڑھ کر پی لیا اور آپ کو کچھ بھی نہ ہوا۔

---

[1] آئے وہ اور دل میں سما کر چلے گئے — خوابیدہ قوتوں کو جگا کر چلے گئے

marfat.com

حضرت خالد رضی اللہ عنہ پر زہر اثر نہ کر سکا کلبی سے روایت یوں آتی ہے، کہ خلافت صدیقی میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ حیرہ تشریف لائے۔ وہاں کے لوگوں نے عبدالمسیح نامی ایک آدمی بھیجا اس کے پاس ایک لمحے میں کام تمام کر دینے والا زہر تھا۔ حضرت خالد نے فرمایا، لایئے اپنی ہتھیلی پر ڈالا پھر یہ دعا پڑھی:۔ بِسْمِ اللّٰہِ وَبِاللّٰہِ رَبِّ الْاَرْضِ وَالسَّمَاءِ بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْءٌ۔ (ترجمہ) (ارض وسما کے پروردگار اللہ کے نام اور اس کی ذات کے ساتھ، اس ذات برحق کے نام سے جس کی موجودگی میں کوئی مرض ضرر نہیں پہنچاتا۔) پھر اس زہر کو کھا لیا۔ عبدالمسیح نے واپس جا کر کہا کہ انہوں نے لمحاتی زہر کھا لیا مگر انہیں کچھ نہیں ہوا۔ بہتر ہے ان سے صلح کر لو۔ کیونکہ حکومت کا مسئلہ تو اب ان کے لیے مسلّم ہو چکا ہے۔

شراب کو شہد اور سرکہ بنا دیا ابن ابی الدنیا نے صحیح سند کے ساتھ جناب خیثمہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت خالد کے پاس ایک آدمی شراب کا مٹکہ لے کر پہنچا، آپ نے فرمایا، اللہ! اسے شہد بنا دے تو وہ شہد بن گیا۔ اسی سند سے یہ بھی روایت ہے کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے پاس سے ایک آدمی شراب کی مشک لے کر گزرا، آپ نے پوچھا، یہ کیا ہے؟ وہ بولا سرکہ ہے آپ نے فرمایا اللہ کرے کہ وہ سرکہ بن جائے۔ لوگوں نے مشکیزہ دیکھا تو فی الواقع وہ سرکہ بن چکا تھا۔ حالانکہ اصل میں وہ شراب تھی۔

حضرت ابن سعد نے جناب لحارب بن دثار سے روایت کیا ہے کہ جناب خالد سے کہا گیا کہ آپ کے لشکر میں شراب پینے والے بھی ہیں آپ لشکر میں گھومے ایک آدمی کے پاس شراب کا مشکیزہ تھا آپ نے پوچھا یہ کیا ہے جواب ملا، سرکہ ہے، خالد نے فرمایا اے اللہ! اسے سرکہ بنا دے۔ اس شخص نے مشکیزہ کھولا تو بیچ مچ سرکہ تھا کہنے لگا یہ خالد

marfat.com

کی دعا کا اثر ہے۔

آگ تابع ہو جاتی ہے

۴۰۔ سیدنا ذویب رضی اللہ عنہ :۔ ابن وہب نے ابن لہیعہ سے روایت کیا ہے کہ اسود عنسی جب دعوائے نبوت کے بعد صنعا شہر پہ قابض ہوا تو حضرت ذویب رضی اللہ عنہ کو پکڑ کر آگ میں ڈال دیا کیونکہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم تھے۔ آگ نے حضرت ذویب پر ذرا بھی اثر نہ کیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ بات صحابہ کرام کو ارشاد فرمائی تو حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ بولے، خدائے جل وعلی کا شکر ہے کہ اس امت میں بھی ایسے لوگ ہیں جنہیں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی طرح آگ نہیں لگتی۔ حضرت عبدان نے کتاب الصحابہ میں لکھا ہے کہ یہ حضرت ذویب بن کلاب بن ربیعہ خولانی یمن کے پہلے مسلم تھے۔ حضرت ابنِ عساکر نے ابو بشیر جعفر بن ابی وحشیہ کی سند سے روایت کیا ہے کہ ایک خولانی اسلام لے آیا قوم کفر پر جمی ہوئی تھی اسے پکڑ کر آگ میں پھینک دیا اس کے صرف وہ مقامات اثر پذیر ہوئے جہاں وضو کا پانی نہیں جاتا تھا۔ یہ دورِ صدیقی میں آیا اور سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ سے طالبِ دعا ہوا۔ آپ نے فرمایا، دعا کرنے کا تو زیادہ مستحق ہے جسے آگ نے نہیں جلایا۔ پھر دعا فرمائی لہٰذا یہ شخص شام کی طرف چلا گیا۔ اسے لوگ سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے تشبیہ دیا کرتے تھے، یہ صحابی نہیں ہم نے یہاں محض اس لیے ذکر کر دیا ہے کہ وہ دورِ نبوی میں نجاشی کی طرح اسلام لایا تھا۔

مرنے کے بعد کلام اور جز غائب

۴۱۔ سیدنا زید بن خارجہ انصاری رضی اللہ عنہ :۔ امام بیہقی نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے یہ صحیح روایت بیان کی ہے کہ زید بن خارجہ انصاری (جو بنی حارث بن خزرج کے ایک فرد تھے) دورِ عثمانی میں وفات فرما گئے۔ جب کفن پہنا دیا گیا تو لوگوں نے ان کے سینے میں سے آواز سنی وہ بولنے لگے۔ احمد احمد پہلی کتاب میں ہیں۔ ابو بکر سچے ہیں سچے ہیں، وہ اپنی جان کے لیے ضعیف تھے مگر امر خداوندی میں بڑے قوی ہیں یہ بھی کتاب اول میں ہے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سچے ہیں سچے ہیں وہ قوی بھی ہیں

marfat.com

اور امین بھی۔ یہ بھی کتاب اوّل میں ہے۔ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بھی انہی کے طریق پر سچے ہیں سچے ہیں۔ ان کے چار سال گزر گئے ہیں دو اور گزریں گے تو فتنوں کا آغاز ہو گا۔ طاقتور کمزور کو کھا جائے گا۔ قیامت کا سا ہنگامہ قائم ہو گا۔

واقعہ بیرِ اریس فوج کی طرف سے اریس کے کنوئیں کی خبر تمہیں معلوم ہو گی، اور بیرِ اریس کیا ہے؟ ان کے بعد بنی خطمہ میں سے ایک صاحب فوت ہو گئے جب انہیں بھی کفن پہنایا جا چکا تو سینے میں ایک قسم کی آواز پیدا ہوئی پھر وہ بولنے لگے کہ بنی حارث بن خزرج (پہلے مرنے والے صاحب جن کا واقعہ ابھی اوپر گزرا ہے) کے بزرگ دوست (زید بن خارجہ) نے سچ کہا تھا سچ کہا تھا۔ بیہقی فرماتے ہیں کہ بیرِ اریس کی بات یوں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انگشتری بنوائی تھی جو آپ کے ہاتھ مبارک میں رہتی۔ پھر وہ جناب صدیقِ امت رضی اللہ عنہ کے ہاتھ مبارک میں رہی پھر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے ہاتھ مبارک میں رہی پھر سرکارِ عثمانی میں پہنچی جب ان کی خلافت کے چھ سال گزرے تو وہ اریس کے کنوئیں میں گر گئی۔ اور کام بگڑ گئے اسبابِ فتن کا ظہور ہوا اور وہی کچھ وقوع پذیر ہوا جس کی خبر اوپر والے بیان میں حضرت زید بن خارجہ نے دی تھی۔

کچھ لوگوں نے کہا ہے کہ حضرت زید نہیں بلکہ ان کے صاحبزادے حضرت خارجہ نے مرنے کے بعد کلام فرمایا تھا۔ امام طبرانی وغیرہ نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت بیان فرمائی ہے کہ یہ خارجہ بن زید انصار کے سرداروں میں شامل تھے۔ وہ ظہر اور عصر کے درمیان مدینہ طیبہ کی کسی گلی سے گزر رہے تھے کہ اچانک گرے اور وفات پا گئے۔ انصار کو پتہ چلا تو آپ کو گھر اٹھا لے گئے اور دو چادروں میں انہیں کفن دیا۔

انصاری عورتیں انہیں رو رہی تھیں اور انصاری مرد بھی جمع تھے وہ کفن میں پڑے ہوئے تھے کیونکہ اس ناگہانی وفات نے کئی شکوک پیدا کر دیئے تھے۔ ان کے کفن و دفن میں کافی دیر کر دی گئی مغرب و عشاء کے درمیان کسی کی آواز سنائی دینے لگی خاموش! خاموش! یہ

marfat.com

آواز تو ان کپڑوں کے نیچے سے آرہی تھی جو حضرت خارجہ پر پلٹے ہوئے تھے۔ چہرے سے لوگوں نے پردہ اٹھا دیا۔ مرے ہوئے خارجہ کہہ رہے تھے محمد رسول اللہ نبی امی تھے وہ خاتم النبیین تھے جن کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ یہ کتاب اوّل میں مذکور ہے۔ پھر کہنے لگے انہوں نے سچ فرمایا، سچ فرمایا، پھر کہنے لگے یہ ہیں اللہ کے رسول، السلام علیک یارسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ یہ کہہ کر وہ پہلے کی طرح مُردہ حالت میں پلٹے۔ یہ عبارت ہم نے اپنی کتاب حجۃ اللہ علی العالمین سے نقل کی ہے۔ انہوں نے روحِ محمدی اپنے پاس پائی تھی۔ اور یہ سب وفاتِ نبوی کے بعد پیش آیا۔ انہوں نے صرف خلفائے ثلاثہ (صدیق، فاروق، غنی علیہم الرضوان) کا ذکر کیا ان کی ثنا و مدح کی مگر کرار رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں کیا کیونکہ یہ واقعہ خلافت مرتضوی سے پہلے پیش آیا۔ میں نے بعد ازاں ابن اثیر کی کتاب اسد الغابہ کا مطالعہ کیا خارجہ بن زید خزرجی رضی اللہ عنہ کے حالات نظر سے گزرے وہاں لکھا تھا کہ اس میں اختلاف ہے کہ بولنے والے خارجہ بن زید ہیں یا زید بن خارجہ ہیں۔ ابن اثیر نے یہ فیصلہ دیا ہے کہ بولنے والے زید بن خارجہ تھے۔[1] واللہ اعلم۔

---

[1] سبحان اللہ! یہ تو غلامانِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء ہیں جو مرنے کے بعد بولتے ہیں اپنی زندگی کا ثبوت دیتے ہیں مستقبل کے واقعات بتاتے ہیں خلافتِ راشدہ کی عظمت کے گیت گاتے ہیں۔ اور پھر قبر میں تشریف لے جاتے ہیں پھر صرف یہی ایک واقعہ نہیں بلکہ ایسے بہت سے واقعات حضرت امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب شرح الصدور میں مختلف کتب کے حوالوں سے نقل فرمائے ہیں۔ حضرت ربعی بن خراش رضی اللہ عنہ کا واقعہ بھی نقل فرمایا ہے کہ کفن پہنا کر انہیں اس لیے قبر میں نہ اتارا کہ ان کے بھائی سفر سے واپس آرہے تھے اچانک حضرت نے منہ سے کفن اتارا اور فرمایا مجھے جلدی لے چلو کر جنت البقیع میں حضور امام المرسلین صلوات اللہ علیہ بنفس نفیس میرے جنازے کا انتظار فرما رہے ہیں، دوسری کتب میں بھی محدثین و مفسرین نے بیسیوں ایسے واقعات نقل فرمائے ہیں مگر دورِ حاضر کے ایک عظیم مفسر محدث اور شیخ کی موت عجیب آئی۔ وہ ملک سے باہر مرے، ہوائی جہاز پر لاد کر لائے گئے نعش صندوق میں تھی۔

marfat.com

حضرت سعد کی بد دعا کا اثر

۴۷۲۔ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ :۔ بخاری و مسلم اور بیہقی نے عبد الملک بن عمیر کی سند سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ اہلِ کوفہ نے حضرت سعد

بقیہ :۔ دولت کو اپنے ادارے میں پہنچائے گئے اعلان ہوا حضرت کے چہرۂ انور کی زیارت کرائی جائیگی۔ تعظیم مصطفٰے علیہ التحیۃ والثنا کے لیے قیام کو شرک و کفر کہنے والے شیخ کی تعظیم کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے۔ تابوت صفوں میں گھمایا گیا مگر پھر دفعۃً اعلان ہوا کہ فلاں اور فلاں مولانا کے ارشاد کے مطابق قبر میں اتارنے سے پہلے حضرت شیخ کے چہرۂ انور کی زیارت کرائی جائے گی۔ معتقدین مصر تھے مگر منتظمین فرار کے راستے تلاش کرتے رہے۔ معتبر راوی فرماتے ہیں کہ چہرے سے پھٹہ محرمانِ حریم ناز نے اٹھایا تو وہاں حالات کو دگرگوں پایا لہٰذا پھٹہ پھر لگا دیا گیا۔ جنازہ کے بعد بھی نقاب کشائی سے کُلّی اجتناب برتا گیا۔ آخری جھلک دیکھنے والے قبر کے کناروں پر کھڑے منتظرِ دیدار رہے مگر وہاں بھی چہرۂ انور دکھلائے بغیر انہیں قبر کی خاک کے حوالے کر دیا گیا۔ دوسرے دن نوائے وقت راولپنڈی مجریہ ۲۹ مئی ۱۹۸۰ء نے پہلے صفحہ پر یہ خبر دی کہ کچھ طبی وجوہات کے پیشِ نظر ان کا چہرۂ اقدس نہیں دکھایا گیا۔ اب طبی وجوہات کا مرنے کے بعد کیا اثر تھا کچھ عرض کرنے سے قاصر ہیں، ہاں اتنا ضرور عرض کریں گے کہ مناظرِ اہلِ سنت مولانا محمد عمر اچھروی مرحوم و مغفور ایک پیشگوئی فرمایا کرتے تھے شاید وہی مسئلہ ہوا ہو اور اسی طبی وجہ کی بنا پر اتنے عظیم شیخ کا نورانی چہرہ نہ دکھایا گیا ہو، ایسا بھی تو ہوتا ہے کہ نور بہت زیادہ ہو جائے تو دیکھنے والوں کی آنکھیں چندھیا جاتی ہیں اور شدتِ روشنی کبھی آنکھوں کی روشنی ہی ختم کر دیتی ہے۔ شاید اس خوف سے چہرۂ انور نہ دکھایا گیا ہو کہ اتنے زیادہ نور سے ان کے معتقدین کہیں اندھے ہی نہ ہو جائیں۔ جس شخص نے زندگی بھر نورانیتِ مصطفٰے علیہ التحیۃ والثناء کا انکار کیا ہو کیا اس کا اپنا چہرہ ۔ انور ۔ ہو سکتا ہے۔ اخبارات میں بھی جس کی بدعت شکنی کا ڈھنڈورا پیٹا گیا ہو اس کی اپنی موت پر کن کن بدعات کا احیاء ہوا یہ الگ بحث ہے جس کا ہم ذکر نہیں کرنا چاہتے۔ اتنا عرض کرنا چاہتے ہیں کہ انوارِ مصطفٰے میں محو ہونے والے تو مر کر بھی بولتے ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نہ صرف تنقید بلکہ تنقیص کرنے والے

marfat.com

بن ابی وقاص کی شکایت سیدنا فاروق رضی اللہ عنہ سے کی۔ آپ نے ان کے ساتھ ایک آدمی بھیج دیا تاکہ وہ جناب سعد رضی اللہ عنہ کے متعلق جاکر احوالِ واقعی معلوم کرے۔ اسے کوفہ کی مساجد میں گھمایا گیا۔ مگر وہاں کے سب لوگوں نے جناب سعد کے متعلق کلمات خیر ہی بیان کیے۔ صرف ایک مسجد میں ابو سعدہ نامی شخص کہنے لگا، آپ اتنی تاکید سے دریافت کر رہے ہیں تو سنیے! سعد (مالِ غنیمت کی تقسیم) مساوی مساوی نہیں کرتے تھے۔ کسی فوجی جتھے کے ساتھ نہیں چلتے تھے، اور فیصلے انصاف سے نہیں کرتے تھے۔ (جب اس کے یہ ریمارکس حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوئے) تو فرمایا، اللہ! اگر یہ جھوٹا ہے تو اسے طویل عمر کے ساتھ طویل فقر سے نواز۔ اور اسے فتنوں کا نشانہ بنا دے، حدیث کے راوی عبد الملک بن عمیر فرماتے ہیں کہ میں نے اس شخص کو اتنا بوڑھا دیکھا کہ بڑھاپے کی وجہ سے اس کے بھوئیں آنکھوں پر گرے ہوئے تھے وہ محتاج ہو چکا تھا راستے میں جوان لڑکیوں سے چھیڑخانی کیا کرتا۔ جب اسے کہا جاتا کہ کیا حال ہے تو کہتا فتنوں کا مارا بوڑھا پھپھڑ ہوں مجھے سعد کی بددعا نے تباہ کر دیا ہے۔

ابن عساکر نے مصعب بن سعد کی سند سے روایت نقل کی ہے کہ کوفے میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے دورانِ خطبہ کوفیوں سے پوچھا: میں تمہارا کیسا حاکم تھا؟ ایک شخص بولا۔ بخدا آپ کو پتہ ہے کہ آپ رعایا میں انصاف نہیں کیا کرتے تھے۔ نہ ہی مساوی تقسیم کرتے اور نہ ہی فوجی جماعتوں کے ساتھ میدانِ جہاد میں اترتے (یہ سن کر) جناب سعد نے فرمایا، میرے اللہ! اگر یہ جھوٹا ہے تو اس کی بینائی ختم فرما دے، اسے جلد ہی محتاجی کا شکار بنا دے۔ عمر لمبی دے اور فتنوں کا نشانہ بنا دے۔ وہ اندھا ہو گیا۔ محتاجی نے

بقیہ ۱:- دنیا سے یوں اٹھے کہ حواری ان کے "چہرۂ انور" کو صندوقوں میں چھپاتے رہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ روحِ اقبال سے معذرت کے ساتھ ہم عرض کرتے ہیں۔ ؎

؎ نہیں دیکھنے کی چیز، نہ اسے بیقرار دیکھ

marfat.com

اُسے دبوچ لیا۔ لوگوں کے سامنے دستِ سوال دراز کرتا تھا، مختار کذاب کا فتنہ آیا تو وہ قتل ہو گیا۔

طبرانی، ابنِ عساکر اور ابونعیم نے قبیصہ بن جابر کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ ایک مسلمان آدمی نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی ہجو کی۔ حضرت سعد نے فرمایا، میرے پروردگار! اس کی زبان اور ہاتھ کو جس طرح چاہے مجھ سے دُور رکھ۔ جنگ قادسیہ کے دن اسے تیر مارا گیا اس کی زبان اور ہاتھ کٹ گئے۔ وہ مرنے تک پھر ایک لفظ بھی نہیں بول سکا۔

ابن ابی الدنیا اور ابن عساکر نے حضرت مغیرہ کی ماں سے یہ روایت لی ہے، کہ ایک عورت کا قد صرف ایک بچے جتنا تھا۔ لوگ بتاتے تھے کہ یہ حضرت سعد کی بچی ہیں۔ ان کے وضو کے پانی میں اس نے ہاتھ ڈال دیا تھا تو انہوں نے بددعا دی کہ اللہ تیری قوت کو ختم کر دے۔ بس جہاں تھی وہیں رہ گئی بڑھ نہ سکی۔ ابن ابی الدنیا اور ابنِ عساکر بذریعہ بیٹا، حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک خاتون حضرت سعد کے پاس آنکلتی تھی اور آپ اسے اس طرح آنے سے منع فرماتے تھے مگر وہ باز نہیں آتی تھی ایک دن پھر آدھمکی تو آپ نے بددعا کی تیرا منہ بدل جائے اب اس کا چہرہ بجائے سامنے کے گدی کی طرف ہو گیا۔

حاکم نے قیس سے روایت لی ہے کہ ایک بدبخت نے جناب حیدر کرار رضی اللہ عنہ کی شانِ اقدس میں گستاخی کی حضرت سعد نے بددعا میں فرمایا، اللہ! یہ تیرے ایک عظیم المرتبت ولی کا گستاخ ہے۔ یہ مجمع اٹھنے سے پہلے انہیں اپنی قدرت کا مشاہدہ کرا دے، قسم بخدا ہم ابھی ایک دوسرے سے الگ نہیں ہوئے تھے کہ اس کی سواری بدکی اور پتھروں میں اسے سر کے بل گرا دیا اس کا بھیجا پھٹ گیا اور وہ مر گیا، حضرت حاکم نے مصعب بن سعد سے روایت کرتے ہوئے بتایا ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک آدمی کو بددعا دی۔ اونٹنی آئی، اسے مار دیا حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے

marfat.com

ایک جان کو آزاد کیا اور قسم کھائی کہ اب کسی بد دعا نہ دیں گے۔

مروان کا حضرت سعد کی بد دعا سے خوف

حضرت حاکم نے بھی ابن مسیب سے روایت بیان کی ہے، کہ مروان نے کہا یہ مال (مالِ غنیمت) ہمارا اپنا مال ہے ہم جسے چاہیں گے دیں گے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ہاتھ اٹھا دیئے اور فرمانے لگے کیا میں بد دعا کر دوں (یعنی مالِ خدا کو اپنا مال قرار دینے پر بد دعا کروں) مروان چھلانگیں مارتا آپ کے گلے آلگا اور عرض کرنے لگا، ابو اسحاق! بد دعا نہ فرمائیں یہ مال اللہ کا مال ہے (مروان کو پتہ تھا کہ حضرت سیف اللسان ہیں جو کہیں گے وہی ہوگا لہٰذا جان بچانے میں ہی عافیت سمجھی)

بیہقی اور ابن عساکر یحییٰ بن عبد الرحمٰن سے ان کی سند کے ذریعے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے دعا مانگی اے میرے پروردگار! میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں ان کے بالغ ہونے تک میری موت کو ٹال دے، موت بیس سال تک ان سے ٹلی رہی۔ یہ اتنی شدید بیماری کے بعد واقعہ پیش آیا جس میں آپ کے بچنے کی ہرگز امید نہ تھی۔

دشمنانِ کرار رضی اللہ عنہ کیخلاف بد دعا کا اثر

طبرانی حضرت عامر بن سعد سے روایت کرتے ہیں، حضرت سعد ایک آدمی کے پاس سے گزرے وہ جناب حیدر، حضرت طلحہ اور جناب زبیر کو سب و شتم کر رہا تھا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم ان لوگوں کو سب و شتم کر رہے ہو جن پر اللہ تعالیٰ کا اکرام و احسان ہے قسم بخدا یہ بکواسات بند کرو۔ ورنہ میں تجھے بد دعا دے دوں گا۔ وہ کہنے لگا آپ مجھے یوں ڈرا رہے ہیں گویا آپ نبی ہیں۔ حضرت سعد نے کہا میرے اللہ! اگر یہ تیرے معزز و مکرم بندوں کو گالیاں دے رہا ہے تو اسے لوگوں کے لیے سامانِ عبرت بنا دے، بختی اونٹنی آئی لوگوں نے اس کے لیے راستہ چھوڑ دیا اس نے اسے کچل دیا۔ لوگ حضرت سعد کے پیچھے دوڑے جا رہے تھے اور کہتے جا رہے

marfat.com

تھے کہ اے ابو اسحاق! آپ کی دعا قبول ہو گئی ہے. حضرت سعد رضی اللہ عنہ اس لیے
مستجاب الدعوات تھے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو دعا دی تھی امام ترمذی اور
امام حاکم نے یہ صحیح حدیث بیان کی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، اللہ! جب
سعد تجھ سے دعا مانگے تو قبول کرے. جب بھی حضرت سعد رضی اللہ عنہ دعا مانگتے قبول ہوتی
حدیث میں یہ بھی آتا ہے کہ اللہ! سعد کی دعا قبول کر اور اس کے نشانے کو درست فرما.
ابو نعیم نے ابن دوفیلی سے روایت بیان کی ہے کہ جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ
دریائے شیر پر پہنچے اسے عبور کرنے کے لیے انہیں کشتیاں نہ مل سکیں. ایرانی کشتیاں
ساتھ لے گئے تھے. وہ صفر کے کچھ دن وہاں ٹھہرے. اچانک دریا میں اور پانی چڑھ
گیا. حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے خواب میں دیکھا کہ مسلمان شہسوار گھوڑوں سمیت پانی میں
گھس گئے اور پار چڑھ گئے ہیں. دجلہ (دریائے شیر) میں بہت زیادہ طغیانی آچکی تھی.
انہوں نے خواب کی تعبیر یہ سمجھی کہ دریا کو عبور کیا جائے. آپ نے لوگوں کو اکٹھا کیا اور
فرمایا میں نے اس دریا کو عبور کرنے کا پختہ ارادہ کر لیا ہے. لوگوں نے کہا، ٹھیک ہے.
لوگوں کو پانی میں اترنے کی آپ نے اجازت دے دی، اور فرمایا یہ دعا مانگتے جاؤ:-
نَسْتَعِيْنُ بِاللّٰهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا
بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ. (ترجمہ) "ہم اللہ سے مدد چاہتے ہیں ہمارا اسی پر بھروسہ ہے وہ
ہمارے لیے کافی ہے وہ بہترین کارساز ہے. قوت اور طاقت کا مرکز صرف عظمت و
بلندی والا اللہ ہی ہے."
پھر وہ دجلہ میں گھس گئے، لہروں پر سوار ہو گئے. دجلہ سیاہ رنگ کی جھاگ پھینک
رہا تھا. لوگ تیرتے ہوئے یوں باتیں کر رہے تھے جس طرح زمین پر چلتے باہم باتیں کرتے
ہیں. ایرانی اس معاملے میں حیران و پریشان تھے یہ مسئلہ ان کے حساب و کتاب میں نہیں
تھا. وہ فوراً بھاگنے کے لیے تیار ہو گئے:

marfat.com

مسلمان اتنی جلدی پہنچے کہ کافر مال بھی سمیٹ نہ سکے

مسلمان صفر ۱۶ھ میں مدائن پر قابض ہو گئے اور کسریٰ کے خزائن ان کے قبضے میں آ گئے۔

ابو نعیم نے ابو عثمان ہندی کی سند سے بیان کیا ہے کہ سعد ساحل دریا پر ٹھہرے رہے پھر لوگوں کو دریا عبور کرنے کی دعوت دی۔ ابو عثمان کہتے ہیں کہ ہم نے دجلہ کو گھوڑوں اور جانوروں سے پھاڑ دیا۔ دونوں ساحلوں پر کھڑے آدمیوں کو نظر نہیں آتا تھا ہمارے گھوڑے پسینے سے شرابور ہنہناتے پانی سے نکلے، جب ایرانیوں نے یہ منظر دیکھا وہ بھاگ کھڑے ہوئے پلٹنے کی ہمت نہ ہوئی۔ ایک پیالے کے بغیر صحابہ کی اور کوئی چیز نہ گم ہوئی۔ یہ پیالہ ایک رسی سے بندھا ہوا تھا۔ وہ ٹوٹ گئی پانی اسے بہا لے گیا، مگر ہوائیں اور لہریں اسے ساحل پر لے آئیں اور مالک نے اسے اٹھا لیا۔

صحابہ کرام پانی پر سوار ہوتے ہیں

ابو نعیم نے ہی ابو بکر بن حفص بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت سلمان فارسی حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے دوش بدوش چل رہے تھے، گھوڑے لے کر انہیں تیر رہے تھے۔ اور سعد کہہ رہے تھے " اللہ ہمیں کافی ہے اور وہ بہت کارساز ہے اللہ اپنے ولیوں کی بخدالاز ما مدد فرمائے گا۔ ان کے دین کو غالب کرے گا اور ان کے دشمنوں کو شکست دے گا۔ اگر لشکر میں ایسی کجروی اور گناہ نہ ہوں جو نیکیوں پر غالب آجائیں (تو لشکر غالب ہو کر رہے گا) حضرت سلمان نے کہا ابھی اسلام نیا ہے خدا کی قسم آپ کے ساتھیوں کے لیے سمندر بھی سرنگوں ہو گئے ہیں جس طرح خشکی سرنگوں ہو گئی ہے۔ صحابہ نے پانی کو ڈھانپ لیا اور ساحل سے پانی نظر نہیں آرہا تھا۔ وہ خشکی کی نسبت اس تری میں زیادہ باتیں کر رہے تھے۔ اور جب وہ پانی سے نکلے تو ان کی کوئی چیز گم نہ تھی اور نہ ہی کوئی ڈوبا تھا۔

marfat.com

ابونعیم نے عمیر ساعدی سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں، جب لوگ دجلہ میں اترے تو ایک دوسرے کے ساتھ ہو گئے۔ حضرت سلمان پانی میں حضرت سعد کے ساتھ چل رہے تھے حضرت سعد نے فرمایا "ذالک تقدیر العزیز العظیم" ترجمہ (یہ عزت و علم والے خدا کے اندازے ہیں)۔ پانی انہیں اٹھائے ہوئے تھا گھوڑے چل رہے تھے۔ جب بھی تھکتے تو ایک ٹیلہ سامنے آجاتا جس پر وہ آرام کرتے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ زمین پر چل رہے ہیں۔ مدائن میں اس سے زیادہ عجیب بات کوئی نہ تھی چونکہ ٹیلوں کو جراثیم کہتے ہیں۔ تو دریا کو عبور کرنے کا نام ہی یوم الجراثیم رکھ دیا۔ کیونکہ جب بھی کوئی تھکن محسوس کرتا تو راحت کے لیے ٹیلہ سامنے آجاتا۔ ابونعیم نے قیس بن ابو حازم سے روایت کی ہے کہ ہم جب دجلے میں اترے تو وہ محل رہا تھا جب پانی کا زیادہ حصہ عبور کر چکے تو پانی شاہسوار کے تسموں تک نہیں پہنچ رہا تھا۔

ابونعیم نے حبیب بن صہبان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب مدائن فتح کرتے ہوئے مسلمانوں نے دریائے دجلہ عبور کیا تو ایرانی کہنے لگے یہ جن ہیں انسان نہیں، (بحوالہ حجۃ اللہ علی العالمین)[1]

جنت کی مہک آرہی ہے

۲۲۔ سیدنا سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ: حاکم نے یہ حدیث بیان فرما کر اسے صحیح کہا ہے۔ امام بیہقی نے بھی بیان فرمائی ہے، کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم احد حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی طلب میں بھیجا اور فرمایا

[1] شاید تاریخ اسلام کے انہی واقعات کو پڑھ کر علامہ اقبال کا وجدان جھوم اٹھا وہ دل کی گہرائیوں سے گیت گانے لگے۔

دو نیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا — سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی
دو عالم سے بیگانہ رکھتی ہے دل کو — عجب چیز ہے لذت آشنائی

marfat.com

کہ اگر مل جائیں تو انہیں میرا اسلام کہہ دینا اور پوچھنا وہ خود کو کس حال میں پاتے ہیں؟ جب میں انہیں ملا تو ان کے آخری سانس تھے۔ نیزوں، تلواروں اور تیروں کے ستر زخموں سے جسم چھلنی ہو چکا تھا۔ رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کا پیغام مبارک سن کر کہنے لگے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت عالیہ میں عرض کرنا کہ مجھے جنت کی خوشبو آرہی ہے اور میری قوم انصار سے کہنا کہ اگر آنکھ جھپکنے والا موجود ہو اور کوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک تکلیف پہنچانے پہنچ گیا تو پھر تمہارا کوئی عذر قبول نہ ہوگا یہ کہہ کر روح قفسِ عنصری سے اڑ گئی۔[۱]

قبر سے نکل کر اپنا تعارف کراتے ہیں

۲۳۔ سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ:۔ حضرت جلال الدین بصری دمشقی نے اپنی کتاب تحفۃ الانام فی فضائل الشام میں لکھا ہے کہ دمشق کے لوگ زمانۂ قدیم سے اس بات پر متفق ہیں کہ آپ کا مزار شریف غوطۂ دمشق کے اندر منیحہ نامی گاؤں میں واقع ہے۔ حضرت دمشقی کہتے ہیں کہ شیخ عارف عالی جناب ابو اسحاق ابراہیم بن شیخ عارف عبداللہ ارموی فرماتے ہیں کہ انہوں نے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ (کی قبر) کی کئی دفعہ زیارت کی ایک دفعہ انہیں خیال آیا کہ کیا یہ قبر حضرت سعد کی ہے بھی یا نہیں؟ انہیں اونگھ آئی کیا دیکھتے ہیں کہ قبر شریف بالائی حصے سے کھل گئی ہے۔ ایک لمبا سا گہرے رنگ کا بدوی کندھے پر نیزہ اٹھائے اوپر سے نکلا ہے اور کہہ رہا ہے میں سعد ہوں۔ مجھے بیداری مل گئی۔ میں نے کہا، یہ قبر یقیناً انہی کی ہے۔ میں نے (ایصالِ ثواب کے لیے) قرآن پاک پڑھا دعا مانگی اور واپسی کا راستہ لیا۔ دورِ صدیقی میں آپ ۱۴ھ میں شامی علاقہ میں وصال فرما ہوئے تھے۔

۲۴۔ سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ:۔ ابو نعیم بحوالہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب غزوہ خندق کے بعد حضرت سعد رضی اللہ عنہ

---

[۱] کچھ کہے جاتا تھا غرق اپنے ہی افسانے میں تھا
مرتے مرتے ہوش باقی تیرے دیوانے میں تھا

marfat.com

کی وفات ہوئی تو رسولِ کریم علیہ التحیۃ والتسلیم بہت جلدی میں نکلے اگر جوتے کا تسمہ ٹوٹ جاتا تو آپ واپس نہ پلٹتے، اور اگر چادر گر جاتی تو ادھر متوجہ نہ ہوتے، آپ نے کسی کی طرف توجہ نہ دی، صحابہ نے عرض کیا حضور! آپ تو ہمیں پیچھے چھوڑ کر الگ ہو رہے ہیں، فرمایا (اس لیے جلدی کر رہا ہوں) کہ کہیں حضرت حنظلہ کی طرح حضرت سعد کو بھی فرشتے ہم سے پہلے نہلانے نہ لگ جائیں۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا فیصلہ

شیخین (بخاری ومسلم) نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں یوم خندق حضرت سعد بن معاذ کو حبان بن عرقہ نے اکحل (بازو کی وہ رگ جس سے نمونیہ وغیرہ ہونے پر خون نکالا جاتا ہے) میں تیر مار دیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجدِ نبوی میں ان کے لیے خیمہ لگانے کی اجازت مرحمت فرمائی تاکہ وہ قریب رہیں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی عیادت فرما سکیں۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خندق سے واپس تشریف لائے تو ہتھیار اتار کر غسل فرمایا، آپ کی خدمت میں جبریل علیہ السلام سر کا غبار جھاڑتے حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے، سرکار آپ نے ہتھیار اتار دیئے ہیں، میں نے تو ابھی نہیں اتارے ذرا۔ ان کی "طرف تشریف لے چلیں۔ حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا کہاں چلوں؟ حضرت جبریل علیہ السلام نے بنو قریظہ کی طرف اشارہ فرمایا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لے گئے۔ قریظی حضرت سعد کی ثالثی پر راضی ہو گئے۔ حضرت سعد نے فرمایا میری ثالثی یہ ہے کہ ان کے لڑاکو لوگ قتل کر دیئے جائیں عورتیں اور بچے قیدی بنا لیے جائیں اور ان کے مال (بطورِ غنیمت) تقسیم کر دیئے جائیں (محض لرضائے الٰہی کے لیے اپنی ہی قوم کے خلاف حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ فیصلہ فرما رہے تھے) پھر فرمانے لگے میرے اللہ! آپ کو تو پتہ ہے کہ میرے نزدیک یہ سب سے محبوب بات ہے کہ میں آپ کے رسول کی حمایت میں ان لوگوں سے لڑوں جنہوں نے انہیں گھر سے

marfat.com

بے گھر کیا ہے اور ان کی تکذیب کی ہے۔ میرے پروردگار! میں جانتا ہوں کہ آپ نے قریش اور ہمارے درمیان جنگ جاری فرما دی ہے اگر ابھی اس جنگ نے جاری رہنا ہے تو مجھے زندہ رکھیے تاکہ میں آپ کی ذات پاک کی خاطر ان سے جنگ لڑ سکوں اور اگر جنگ ختم ہو گئی ہے تو پھر میرے زخم کو جاری فرما دے اور مجھے اسی زخم کی موت مار دے۔ اسی رات زخم سے شدت کے ساتھ خون بہنے لگا اور وہ وفات فرما گئے (کیونکہ قریش رات کو طوفان باد کی وجہ سے بھاگ گئے لہٰذا ان سے جنگ ختم ہو گئی اور آپ کی دعا قبول ہو گئی۔ اب وفات والی دعا قبول ہوئی لہٰذا آپ وصال یار تک جا پہنچے)۔

دعائے سعد کی قبولیت

امام بیہقی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان فرمائی ہے کہ جنگ احزاب کے دن (جنگ خندق) سعد رضی اللہ عنہ کو تیر لگا اکحل کاٹ دی گئی خون رکنے کا نام نہیں لیتا تھا دعا مانگنے لگے میرے پروردگار! بنی قریظہ کی طرف سے میری آنکھیں ٹھنڈی ہونے تک مجھے موت نہ دینا۔ اب رگ سے خون بہنا بند ہو گیا۔ ایک قطرہ بھی خون نہ نکلا۔ اب بنی قریظہ نے آپ کو ثالث مانا، آپ نے ان کے قتل کا حکم دیا۔ جب ان کے قتل کا معرکہ ختم ہوا تو رگ سے خون پھوٹ پڑا اور آپ وفات فرما گئے۔

جنازے کے ساتھ ستر ہزار فرشتے

امام بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ سعد رضی اللہ عنہ کے لیے عرش الٰہی جھوما اور ستر ہزار فرشتے ان کے جنازے کی معیت میں چلے۔ انہوں نے بسند جابر رضی اللہ عنہ بیان کیا ہے کہ جبریل علیہ السلام نے حاضر ہو کر عرض کیا، یہ اللہ کا نیک بندہ ہے جس کی وفات پر آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے ہیں۔ اور عرش جھوم اٹھا ہے۔ جبریل نکلے ہی تھے کہ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے وفات فرمائی۔

marfat.com

امام بیہقی نے حضرت رافع زرقی کی سند سے بیان کیا ہے: وہ فرماتے ہیں میری قوم کے پسندیدہ حضرات نے مجھے بتایا ہے کہ جبریل علیہ السلام آدھی رات کو استبرقی عمامہ (ریشم کی ایک قسم) لپیٹے تشریف لائے اور کہنے لگے یہ مرنے والے کون بزرگ ہیں جن کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے اور عرش الٰہی جھوم اٹھا۔ وہ پھر بہت جلدی حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی طرف بڑھے وہاں پہنچے تو وہ فوت ہو چکے تھے، حضرت بیہقی جناب حسن بصری سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ حضرت سعد کی روح کو پاکر عرش الٰہی خوشی سے جھوم اٹھا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت سعد کے گھر

ابن سعد نے مسلمہ بن اسلم بن حریش سے روایت لی ہے کہ حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم تشریف لائے تو گھر میں صرف سعد رضی اللہ عنہ تھے جنہیں کفن پہنایا جا چکا تھا۔ میں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم گویا گردنوں سے پھلانگتے تشریف لے جا رہے ہیں مجھے آپ نے اشارے سے ٹھہرنے کا حکم فرمایا، میں ٹھہر کر پیچھے کو ہٹا۔ آپ نے ساعت بھر توقف فرما کر واپسی کا ارادہ فرمایا۔ میں نے عرض کیا حضور! فداک روحی مجھے کوئی آدمی تو دکھائی نہیں دیا اور آپ پھلانگتے تشریف لے جا رہے تھے۔ فرمایا، کوئی نشست گاہ خالی نہ تھی (میرے بیٹھنے کے لیے) فرشتے نے ایک بازو کو سمیٹا (تو میں بیٹھا)۔

ابونعیم نے اشعث بن اسحاق بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم سے روایت بیان کی ہے کہ حضرت سعد کی وفات کے دن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے مقدس گھٹنے سکیڑے اور فرمایا کہ ایک فرشتہ آیا تھا اسے جگہ نہ ملی تو میں نے گھٹنے سکیڑ کر اس کے لیے جگہ پیدا کی ہے۔ جب صحابۂ کرام نے ان کا جنازہ اٹھایا تو ان کے عظیم الجثہ اور طویل القامہ ہونے کی وجہ سے ایک منافق کہنے لگا، آج تو یہ جنازہ بہت ہی ہلکا تھا۔

marfat.com

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ان کے جنازے میں ایسے ستر ہزار فرشتے شریک ہوئے ہیں جنہوں نے زمین پر اپنے قدم نہیں رکھے تھے۔

ابن سعد نے محمود بن لبید سے روایت لی ہے۔ محمود کہتے ہیں کہ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! سعد رضی اللہ عنہ سے ہلکی کوئی میت ہم نے نہیں پائی۔ آپ نے جواباً ارشاد فرمایا، ان کی میت تو ہلکی ہونی چاہیئے تھی۔ اتنے اتنے فرشتے آج اترے جو اس سے پہلے کبھی نہیں اترے تھے وہ بھی ان کے جسم کو تمہارے ساتھ اٹھائے جا رہے تھے۔

ابن سعد اور ابونعیم دونوں نے محمد بن منکدر کی سند سے یہ روایت محمد بن شرحبیل بن حسنہ سے لی ہے کہ کسی آدمی نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی قبر سے اس دن مٹھی بھر مٹی لے لی اور اپنے ساتھ لے گیا۔ کچھ وقت کے بعد دیکھا تو وہ کستوری بنی ہوئی تھی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا سبحان اللہ! سبحان اللہ! آپ کے چہرۂ اقدس سے (خوشی) محسوس ہو رہی تھی۔ پھر فرمایا الحمد للہ اگر کوئی آدمی قبر کی گرفت سے بچنے والا ہوتا تو وہ سعد ہوتے۔ قبر نے انہیں ہلکا سا بھینچا اور پھر کھل گئی۔[1]

---

[1] یہ تو اہل سنت کے قائد ہیں جن کی قبروں کی مٹی کستوری بن گئی ہے اور پھر سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کے بعد بہت سے اولیائے امت سے بھی ایسی کرامت صدور پذیر ہوتی رہی ہیں۔ مگر یاروں نے ان کی قبروں کو بھی معطر و منور کہنا شروع کر دیا جن کی قبروں پر نحوست کی گدھیں منڈلاتی ہیں جنہیں قبر کے لیے جگہ مرگھٹ میں ملتی ہے ایک طرف گرجا ہوتا ہے اور دوسری طرف سینما اور درمیان میں نام نہاد شیخ فرشتوں کو درس قرآن دے رہے ہوتے ہیں، ساری زندگی نورانیت محمدی کا انکار کرتے ہیں اور اپنی قبروں کو منور کہتے ہیں، دوسروں کو درس دیتے ہیں کہ قبریں کچی رکھو۔ یہ سنت ہے اور اپنی قبریں لنٹر ڈال کر پختہ کرتے ہیں کہ مبادا شیخ مرنے کے بعد بھی شرک، شرک کی گردان کرتا قبر سے نکل نہ بھاگے۔ فرشتوں کو شیخ قرآن پڑھانے گئے ہیں مگر اتنے نورانی چہرے کیساتھ کہ وہ چہرہ ان کے کسی پیروکار کو دکھایا تک نہیں گیا، واہ رے ولایت نجدیت۔

marfat.com

ابن سعد نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت لی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں بھی ان لوگوں میں شامل تھا جنہوں نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی قبر کھودی تھی جب بھی ہم مٹی کا کوئی ٹکڑا کھودتے تو اس سے کستوری کی مہک اٹھتی۔

۲۴۔ سیدنا سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ: شیخین نے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت بیان فرمائی ہے کہ حضرت سعید رضی اللہ عنہ کے ساتھ اروی بنت اویس جھگڑی اور کیس مروان بن حکم کے پاس لے گئی، اس کا دعویٰ یہ تھا کہ حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے اس کی کچھ زمین ہتھیالی ہے۔ حضرت سعید رضی اللہ عنہ فرمانے لگے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں ایک حدیث سننے کے بعد میں کسی کی زمین نہیں لے سکتا۔ مروان نے پوچھا آپ نے آنحضور سراپا نور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کیا سنا تھا۔ جواب دیا، میں نے رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا۔ کہ جو شخص ایک بالشت بھر کسی کی زمین ظلم کے ساتھ لے لیتا ہے سات زمینوں کا طوق اس کے گلے میں پڑ جاتا ہے۔" مروان (یہ سن کر) کہنے لگا، اب اس کے بعد میں آپ سے گواہ نہیں طلب کروں گا۔

حضرت سعید نے کہا "اے اللہ! اگر یہ دعوے میں جھوٹی ہے تو اس کی بینائی زائل فرما دے اور اسے اس کی زمین میں مار دے، راوی کہتے ہیں کہ مرنے سے پہلے اس کی نظر جاتی رہی وہ اپنی زمین میں چل رہی تھی کہ ایک گڑھے میں گر کر مر گئی۔ امام مسلم نے جو روایت محمد بن زید بن عبداللہ بن عمر سے لی ہے وہ بحیثیت معنی اس حدیث سے ملتی ہے اس میں یہ الفاظ ہیں کہ راوی نے اروی کو نابینا دیکھا وہ دیوار ٹٹول کر چلتی تھی اور کہتی تھی کہ مجھے سعید کی بد دعا نے غارت کر دیا۔ وہ اپنے گھر جس میں جناب سعید سے جھگڑی تھی چل رہی تھی کہ کنوئیں میں جا گری اور کنواں ہی اس کی قبر بن گیا۔

marfat.com

شیر بھی اطاعت کیش بن جاتے ہیں

۲۵۔ سیدنا سفینہ حضور اکرم کے آزاد کردہ غلام رضی اللہ عنہ :۔ علامہ ابنِ اثیر نے اپنی مشہور کتاب اسد الغابۃ میں حضرت محمد بن منکدر سے حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ کرامت بیان کی ہے۔ ابنِ منکدر فرماتے ہیں کہ حضرت سفینہ نے مجھے بتایا کہ میں ایک کشتی پر سوار ہوا وہ ٹوٹ گئی تو میں اس کے ایک تختے پر سوار ہو گیا۔ وہ تختہ ساحل پر آ لگا۔ وہاں میرے سامنے ایک شیر آ گیا، میں نے کہا اے شیر! میں مولائے کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا آزاد کردہ غلام سفینہ ہوں۔ یہ سن کر شیر نے گردن جھکا لی۔ اپنے پہلو اور کندھوں کی طرف سے وہ میرا دفاع کرنے لگ گیا اور مجھے راستے تک لے آیا۔ جب میں راستے پر پہنچ گیا تو اس نے ناقابلِ فہم آواز نکالی، میں سمجھ گیا کہ وہ مجھے الوداع کہہ رہا ہے۔

پرندے اور ہرن حاضر ہوتے ہیں

۲۶۔ سیدنا حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ :۔ میں نے حجۃ اللہ علی العالمین میں ان کا ذکرِ خیر حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ کیا ہے پھر میں نے فاضل دوست شیخ عبدالمجید خانی دمشقی کی کتاب الحدائق الوردیۃ فی اجلاء الطریقۃ النقشبندیہ میں ان کی یہ کرامت پڑھی کہ آپ ایک مہمان کے ساتھ مدائن سے نکلے صحرا میں ہرن دوڑ رہے تھے اور پرندے فضاؤں میں اڑ رہے تھے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم میں سے ایک پرندہ اور ایک ہرن میرے پاس آ جائے کیونکہ میرے ہاں ایک مہمان آیا ہے اور میں اس کی خاطر داری کرنا چاہتا ہوں۔ یہ سن کر ایک ہرن اور ایک پرندہ آ گیا۔ مہمان آدمی نے یہ دیکھ کر سبحان اللہ کہا آپ نے فرمایا آپ حیران ہو رہے ہیں؟ کیا ایسا بھی کبھی آپ نے دیکھا ہے کہ بندہ اللہ کریم کی اطاعت کرے اور پھر کوئی بھی چیز اس کی نافرمانی کر سکے؟۔

marfat.com

میری روح نے تیری روح کو پہچان لیا حافظ ابونعیم حارث بن عمیر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت حارث نے کہا میں مدائن گیا تو ایک آدمی دیکھا جس کے کپڑے پھٹے پرانے تھے اور ایک سرخ چمڑے کو وہ رگڑ رہا تھا۔ اس نے پلٹ کر مجھے دیکھا اور فرمایا، بندۂ خدا اپنی جگہ رک جا، مَیں نے اپنے ساتھی سے کہا کہ یہ شخص کون ہے؟ اس نے جواب دیا حضرت سلمان رضی اللہ عنہ ہیں۔ وہ اپنے گھر تشریف لے گئے سفید کپڑے پہنے پھر تشریف لائے۔ میرا ہاتھ پکڑ کر پھر مصافحہ فرمایا، اور حال پوچھا۔ مَیں نے کہا اے ابوعبداللہ! ماضی میں نہ آپ نے مجھے دیکھا ہے اور نہ مَیں نے آپ کو دیکھا ہے نہ آپ مجھے پہچانتے ہیں اور نہ مَیں آپ کو پہچانتا ہوں۔ انہوں نے فرمایا، مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے جب مَیں نے آپ کو دیکھا تو میری روح نے آپ کی روح کو پہچان لیا۔ کیا آپ حارث بن عمیر نہیں ہیں؟ مَیں نے عرض کیا جی ہاں حارث ہی ہوں۔ فرمانے لگے مَیں نے امام الانبیاء علیہ الثناء کو فرماتے سنا ہے کہ روحیں مستعد لشکر ہیں جو ایک دوسرے کو پہچانتی ہیں وہ الفت کرنے لگتی ہیں اور جونہی پہچانتی ہیں وہ اختلاف کرنے لگتی ہیں۔ ہرن اور پرندہ والی کرامت مَیں نے طبقات مناوی میں بھی پڑھی ہے۔

۲۷، ۲۸۔ سیدنا عاصم بن ثابت اور سیدنا خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہما:۔

امام بخاری اور دوسرے حضرات نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت بیان فرمائی ہے کہ حضور مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دستہ روانہ فرمایا جس کا امیر حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا۔ یہ حضرات جب عسفان اور مکہ مکرمہ کے درمیان پہنچے تو قبیلہ ہذیل کے ایک سو تیر اندازوں نے ان کا تعاقب کیا ان کے نقوش پا کے سہارے انہیں جا لیا۔ حضرت عاصم اور ان کے ساتھی ایک بلند چٹان پر چڑھ گئے اور ہذیلیوں نے ان کو گھیرے میں لے لیا اور کہنے لگے ہم عہد و میثاق دیتے

marfat.com

ہیں کہ اگر تم لوگ اتر کر ہمارے پاس آجاؤ تو ہم تم میں سے کسی ایک کو بھی قتل نہیں کریں گے۔ حضرت عاصم رضی اللہ عنہ نے فرمایا، مَیں کسی کافر کے عہد پر اترنے کے لیے تیار نہیں ہوں۔ میرے پروردگار! ہمارا حال اپنے پیارے نبی کو بتا دے۔ ہذیلی تیراندازی کرنے لگے حضرت عاصم سمیت انہوں نے سات صحابہ کو شہید کر دیا، اب صرف حضرت خبیب، حضرت زید بن دثنہ اور ایک اور صاحب زندہ تھے۔ انہیں ہذیلیوں نے عہد و پیمان دیا۔ یہ حضرات اتر کر ان کے پاس جا پہنچے۔ جب ان کی گرفت میں آگئے تو انہوں نے اپنی کمانوں کی تانتیں کھول کر انہیں باندھ لیا۔ تیسرا زندہ شخص بولا۔ یہ تو غدر و دھوکہ کا آغاز ہو گیا ہے انہوں نے ساتھ چلنے سے انکار کر دیا۔ انہوں نے انہیں گھسیٹا ساتھ چلنے پر مجبور کیا مگر وہ نہ مانے۔ ہذیلیوں نے انہیں قتل کر دیا۔

حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کا واقعہ

حضرت خبیب اور جناب زید رضی اللہ عنہما کو مکے میں جا کر بیچ دیا۔ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو حارث بن عامر بن نوفل کے لڑکوں نے خریدا۔ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے حارث کو معرکۂ بدر کے دن قتل کیا تھا (اس کے لڑکے اپنے باپ کا بدلہ لینا چاہتے تھے) آپ ان کے پاس قیدی رہے۔ جب انہوں نے آپ کے قتل کا پروگرام بنایا تو آپ نے حارث کی کسی بیٹی سے استعمال کے لیے استرا مانگا۔ اس لڑکی نے استرا دے دیا۔ وہ کہتی ہے کہ مَیں اپنے معصوم بچے سے غافل ہو گئی اور وہ چلتا ہوا حضرت خبیب کے پاس جا پہنچا۔ آپ نے اسے اپنی ران پر بٹھا لیا۔ مَیں یہ دیکھ کر بہت گھبرائی (کہ شاید خبیب اسے قتل کر دیں) وہ تاڑ گئے کہ میرے ہاتھ میں استرا دیکھ کر یوں پریشان ہو رہی ہے کہنے لگے تو اس بات سے ڈر رہی ہے کہ مَیں اسے قتل کر دوں گا؟ مَیں انشاء اللہ ایسا ہرگز نہیں کروں گا۔ وہ کہتی ہے مَیں نے خبیب سے بہتر کوئی قیدی نہیں دیکھا۔ مَیں نے انہیں انگور کا گچھا کھاتے دیکھا حالانکہ ان دنوں مکے میں کسی قسم کا پھل نہ تھا اور پھر وہ تو لوہے

marfat.com

میں جکڑے ہوئے تھے (اگر پھل ہوتا تب بھی لا نہیں سکتے تھے) یہ تو خدائی رزق تھا جو انہیں مل رہا تھا۔ جب قتل کے لیے کافر انہیں حرم سے باہر لے چلے (کیونکہ حرم پاک کی حدود میں وہ بھی قتل کو ناجائز سمجھتے تھے) تو خبیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا، مجھے دو رکعت نماز پڑھنے دیجئے۔ آپ نے نماز پڑھی اور فرمایا، اللہ! ان کا عدد شمار فرما لے اور انہیں الگ الگ کر کے قتل فرما دے۔ ان میں سے کسی کو بھی نہ چھوڑ۔ حضرت عاصم رضی اللہ عنہ کی دعا شہادت کے دن اللہ کریم نے قبول فرمائی۔ کیونکہ حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے ان کی شہادت کے دن ہی ان کی شہادت کی خبر سب لوگوں کو دی (عاصم کہہ رہے تھے کہ اللہ! ہمارے حال پر اپنے نبی کو مطلع فرما دے اور ادھر نبی اقدس اس واقعہ کی مدینہ والوں کو خبر دے رہے تھے۔ معلوم ہوا کہ حضرت عاصم کی دعا اللہ کریم نے قبول فرما کر ان کی خواہش کو پورا فرما دیا تھا۔) جب قریش کو حضرت عاصم کی شہادت کا پتہ چلا تو انہوں نے کچھ لوگوں کو بھیجا کہ جا کر عاصم کے جسم کا کوئی ایسا حصہ کاٹ لاؤ جسے دیکھ کر ہم پہچان لیں کہ یہ عاصم ہی ہیں۔ کیونکہ حضرت عاصم رضی اللہ عنہ نے بھی بدر کے دن ایک بڑے مشرک کو قتل کیا تھا۔ اللہ کریم نے بھڑوں کا ایک چھپر نما گروہ بھیج دیا جس نے عاصم رضی اللہ عنہ کی حفاظت کی اور ان کی نعش پاک محفوظ رہی اور مشرک جسم اقدس کا کوئی حصہ نہ کاٹ سکے۔

حضرت خبیب بارگاہِ نبوی میں سلام پیش کرتے ہیں

اسی طرح علامہ بیہقی اور علامہ ابو نعیم نے بھی موسیٰ بن عقبہ کی سند سے یہ روایت نقل کی ہے، انہوں نے حضرت عروہ کی سند سے یہ واقعہ بیان کرتے ہوئے یہ عبارت بھی بیان فرمائی ہے کہ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے کہا، میرے اللہ! میرے پاس کوئی ایلچی نہیں جسے تیرے محبوب پاک کے دربار سدا بہار میں بھیجوں تو خود ہی میرا سلام انہیں پہنچا دے۔ جبرئیل علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com

کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ پیغام آ کر پیش کیا۔ خادمانِ سرکار کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس دن بیٹھے بیٹھے ارشاد فرمایا " وعلیہ السلام خبیب کو قریش نے مار ڈالا "

حضرت عاصم کا ایمان افروز واقعہ

امام بیہقی نے ابن اسحاق کی سند سے بیان کیا ہے کہ عاصم بن عمر بن قتادہ رضی اللہ عنہ نے واقعہ بیان کرتے ہوئے کہا، جب ہذیلی حضرت عاصم بن ثابت کو شہید کر چکے تو ان کا سر کاٹ کر سلافہ بنت سعد کے ہاں پہنچا دینا چاہا۔ سلافہ کے دو بیٹے غزوۂ احد میں مارے گئے تھے اس نے نذر مان رکھی تھی کہ اگر اسے حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر مل گیا تو ان کی کھوپڑی میں شراب پیئے گی (ہذیلی اسی بنا پر سر کاٹ کر اس کے پاس لے جانا چاہتے تھے) اب بھڑیں یا شہد کی مکھیاں رکاوٹ بن گئیں۔ انہیں آپ کے سر تک نہ پہنچنے دیا تو کہنے لگے اب رہنے دو رات تک یہ بھڑیں چلی جائیں گی تو ہم سر کاٹ لیں گے۔ وادی کو اللہ کریم نے جاری فرما دیا اور پانی حضرت عاصم کو اٹھا کر لے گیا۔ حضرت عاصم رضی اللہ عنہ نے اللہ سے عہد کر رکھا تھا کہ وہ کسی مشرک کو نہ اپنی زندگی میں چھوئیں گے اور نہ کسی مشرک کو اپنا جسم چھونے دیں گے۔ وہ زندگی میں جس بات سے پاک رہے بعد وفات اللہ کریم نے خود انہیں اس بات سے پاک رکھا کہ مشرک ان کے مردہ جسم کو بھی نہیں چھو سکے۔

بیہقی اور ابونعیم نے بریدہ بن سفیان اسلمی سے یہ روایت کی ہے کہ حضورِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عاصم کو روانہ فرمایا اس حدیث میں بھی واقعہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ والی روایت کی طرح منقول ہے ہاں اتنا اضافہ ہے کہ وہ حضرت کا سر مبارک کاٹ کر سلافہ کے پاس لے جانا چاہتے تھے کہ اللہ کریم نے شہد کی مکھیوں یا بھڑوں کا ایک گروہ حفاظت کے لیے بھیج دیا اور وہ حضرت کا سر مبارک نہ کاٹ سکے۔

marfat.com

اس روایت میں حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کے متعلق مذکور ہے کہ میرے پروردگار! میرے پاس کوئی نہیں جو آپ کے محبوب کی خدمت میں میرا سلام پیش کرے لہٰذا اپنے محبوب کو خود ہی میرا سلام پہنچا دے۔ حاضرین مجلس کہتے ہیں کہ حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے اسی وقت فرمایا وعلیہ السلام، یہ سُن کر صحابہ نے درخواست کی حضور! آپ کسے وعلیہ السلام فرما رہے ہیں ارشاد ہوا تمہارے بھائی خبیب کو وعلیہ السلام کہہ رہا ہوں جو شہید کیا جا رہا ہے۔ جب حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو سولی کی لکڑی پر اٹھایا گیا تو آپ نے پھر دعا شروع کی، ایک شخص نے بیان کیا ہے جب میں نے ان کی یہ دعا سنی تو میں زمین سے چمٹ گیا۔ ابھی ایک سال بھی پورا نہیں ہوا تھا کہ وہ سب قاتل تباہ ہو چکے تھے صرف وہ ایک آدمی بچ گیا جو زمین پر لیٹ گیا تھا۔

جسدِ صحابی کا فرد کو نہ مل سکا

ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے جعفر بن عمرو بن امیہ کی سند سے بیان کیا ہے جعفر کہتے ہیں میرے باپ نے مجھے بتایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صرف ان کو بطور جاسوس بھیجا کہتے ہیں میں اس لکڑی تک پہنچا جس پر قتل کے بعد قریش نے انہیں صلیب دی تھی میں لوگوں کی نظروں سے بچتا اس لکڑی پر چڑھ گیا۔ میں نے انہیں کھول دیا وہ زمین پر آگرے میں نے بھی ان کے قریب ہی چھلانگ لگائی۔ پلٹ کر دیکھا تو حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جسم موجود نہ تھا۔ گویا انہیں زمین نگل گئی اور آج تک پھر ان کا کسی طرح کا ذکر تک نہیں آیا۔

ابو یوسف نے اپنی کتاب اللطائف میں حضرت ضحاک سے نقل کیا ہے، کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مقداد اور جناب زبیر رضی اللہ عنہما کو بھیجا تھا کہ وہ خبیب رضی اللہ عنہ کو سولی سے اتاریں۔ وہ مقام تنعیم میں پہنچے: (جہاں انہیں سولی دی گئی تھی)، وہاں چالیس نشہ میں مست آدمی حضرت خبیب کے اردگرد تھے۔

marfat.com

دونوں حضرات نے انہیں سولی سے اتارا اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے انہیں اپنے گھوڑے پر رکھ لیا ان کا جسم بالکل تازہ تھا ذرا بھی تبدیلی نہیں آئی تھی۔ مشرک ان حضرات کے تعاقب میں آئے جب وہ قریب آ گئے تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے آپ کے جسد مبارک کو چھوڑ دیا اور زمین انہیں نگل گئی۔ لہٰذا ان کا نام بلیع الارض (زمین کا نگلا ہوا) پڑ گیا۔ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کا ذکرِ خیر اصولاً دلیف نمبر خامیں ہونا چاہیئے تھا۔ میں نے ان کا ذکر جناب عاصم رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس لیے کر دیا ہے کہ واقعہ ایک ہے اور آنے والے واقعے سے بھی مناسبت رکھتا ہے۔

۲۹۔ سیدنا عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ:۔ امام بخاری نے ہشام بن عروہ کی سند سے بیان کیا ہے کہ میرے باپ نے مجھے بتایا کہ بئر معونہ کی طرف جانے والے مجاہد شہید ہو گئے اور عمرو بن امیہ ضمری قید ہو گئے تو عامر بن طفیل نے ایک شہید کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ان سے پوچھا یہ کون ہے؟ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے جواب دیا یہ عامر بن فہیرہ ہیں، عامر کہنے لگا میں نے شہادت کے بعد انہیں زمین اور آسمان کے درمیان دیکھا تھا (یعنی فرشتے انہیں اوپر اٹھا لے گئے تھے) پھر دوبارہ انہیں زمین پر رکھ دیا گیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان شہداء کی خبر ملی اور سب صحابہ کو حضور نبی کریم نے ان کی شہادت کی اطلاع دی۔ فرمایا کہ تمہارے ساتھی شہید کر دیئے گئے ہیں اور انہوں نے مولا کریم سے یہ کہہ کر سوال کیا ہے کہ ہمارے پروردگار! ہمارے بھائیوں کو ہماری طرف سے اطلاع دے دے کہ ہم آپ سے راضی ہیں اور آپ ہم سے راضی ہیں لہٰذا اللہ کریم نے صحابہ کو (حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلے سے) یہ خبر پہنچا دی۔

امام بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے، آپ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گروہ بھیجا، تھوڑا وقت ہی گزرا تھا کہ آپ

marfat.com

اٹھے اللہ کریم کی حمد وثنا فرمائی۔ پھر ارشاد ہوا کہ تمہارے بھائی (رجیعہ والے لوگ) مشرکوں سے دوچار ہوئے اور کاٹ دیئے گئے اب ان میں سے کوئی بھی باقی نہیں ہے انہوں نے (شہادت کے وقت) کہا ہے اے ہمارے پروردگار! ہماری قوم تک یہ پیغام پہنچادے کہ ہم آپ سے راضی ہیں اور آپ ہم سے راضی ہیں (حضور نے فرمایا) اب میں تمہاری طرف ان کا پیغام پہنچانے والا ہوں کہ وہ اللہ سے راضی ہوئے اور اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا۔

حضرت عامر کا واقعہ عجیب

واقدی کہتے ہیں مجھے مصعب بن ثابت نے ابوالاسود سے یہ حدیث بتائی۔ ابوالاسود نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے نقل کی کہ منذر بن عمرو، نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی تلاش میں نکلا، پھر اس راوی نے بھی اوپر والی حدیث پاک کا قصہ بیان کیا اتنا مزید بتایا کہ عامر بن طفیل نے عمرو بن امیہ ضمری سے کہا کیا آپ اپنے ساتھیوں کو پہچان سکتے ہیں، انہوں نے جواب دیا جی ہاں، وہ انہیں لے کر شہداء میں گھومنے لگا اور ان کے نسب نامے پوچھنے لگا۔ پھر کہنے لگا کیا آپ کے ساتھیوں میں سے کوئی ان شہداء میں موجود نہیں ہے؟ انہوں نے جواب دیا ان میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام عامر بن فہیرہ نہیں ہیں، پوچھنے لگا وہ کیسے آدمی ہیں۔ میں نے جواب دیا وہ ہمارے بہترین فرد ہیں۔ کہنے لگا تو ان کا واقعہ میں آپ کو بتاؤں۔ انہیں تو اس شخص نے نیزا مارا تھا جب نیزہ کھینچا تو وہ آسمان کی طرف اٹھ گئے پھر وہ میری نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ انہیں جبار بن سلمٰی کلابی نے شہید کیا تھا وہ بتاتا ہے کہ جب اس نے انہیں نیزہ مارا تو وہ پکارے بخدا! میں فائز المرام ہوا۔ کہنے لگا پھر میں ضحاک بن سفیان کلابی کے پاس آیا اور یہ سارا واقعہ اسے بتایا اور خود مسلمان ہو گیا۔ میرے اسلام لانے کی وجہ حضرت عامر کی شہادت اور ان کا آسمان کی طرف بعد از شہادت اٹھ جانا تھا۔

marfat.com

ضحاک نے نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھا کہ فرشتوں نے اس کا جسم ڈھانپ لیا اور وہ علیین میں تشریف لے گئے۔ امام بیہقی نے یہ حدیث بیان فرما کر لکھا ہے کہ ہو سکتا ہے انہیں ایک دفعہ بلندیوں کی طرف لے جا کر زمین پر رکھ دیا گیا ہو اور پھر وہ نظروں سے اوجھل ہو گئے ہوں۔ اس تاویل کے بعد امام بخاری کی سابقہ روایت میں جو آتا ہے کہ پھر انہیں زمین پر رکھ دیا گیا تھا۔ تعارض نہیں رہتا موسیٰ بن عقبیٰ کے مغازی میں ہم روایت کر چکے ہیں کہ عروہ نے فرمایا تھا کہ عامر کا جسم نہیں موجود تھا اور صحابہ سمجھتے تھے ہیں فرشتوں نے چھپا دیا ہے۔ پھر بیہقی نے حضرت عروہ کی روایت موصولاً حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ میں نے انہیں شہید ہونے کے بعد آسمان کی طرف اٹھتے ہوئے دیکھا وہ آسمان اور زمین کے درمیان تھے۔ اس حدیث میں ان کے پھر زمین پر رکھے جانے کے الفاظ نہیں ہیں اب ان متعدد احادیث سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ رفع الی السماء کے بعد وہ اوپر ہی اوجھل ہو گئے تھے۔ ابن سعد نے بھی بذریعہ واقدی محمد بن عبداللہ سے روایت کی ہے انہوں نے زہری سے اور زہری نے عروہ سے اور عروہ نے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت بیان کی ہے کہ حضرت عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آسمان کی طرف اٹھا لیا گیا اور ان کا جسم کہیں نہ مل سکا اور صحابہ سمجھ گئے کہ ملائکہ نے انہیں چھپا دیا ہے۔

نورِ محمدی نے نور عطا فرما دیا

۱۰۳۔ سیدنا عباد بن بشر و سیدنا اسید بن حضیر رضی اللہ عنہما :۔ ابن سعد اور حاکم نے اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔ بیہقی اور ابو نعیم نے ایک اور سند سے بیان کر کے اس کی تصحیح کی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عباد بن بشر اور جناب اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کسی کام کے سلسلہ میں سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ عالیہ میں حاضر تھے۔ رات زیادہ گزر گئی اور اندھیرا گھپ تھا

marfat.com

جب سرکار سے رخصت ہوئے تو دونوں کے پاس لاٹھیاں تھیں ایک لاٹھی دونوں کو روشنی دینے لگی اس روشنی میں وہ جادہ پیمار ہے جب الگ ہونے لگے تو دوسری لاٹھی بھی روشن ہوگئی۔ اب ہر ایک نے اپنے گھر تک اپنی لاٹھی کی روشنی میں راستہ طے کیا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور پُرنور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے دو حضرات محفل نبوی سے شدید تاریک رات میں اٹھے ان کے سامنے دو دیئے روشنی بکھیر رہے تھے۔ جب وہ راستے میں الگ الگ ہوئے ان کے ساتھ ایک ایک دیا ہولیا اور گھر تک پہنچ گئے ہم نے یہاں اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر حضرت عباد کے ساتھ حرف عین کے تحت کر دیا ہے، کیونکہ واقعہ ایک ہے جیسا کہ گزشتہ صفحات میں ہم حضرت عاصم و خبیب رضی اللہ عنہما کا ذکر کر آئے ہیں۔

حضرت فاروق وسیلہ چاہتے ہیں

۳۲۔ سیدنا عباس بن عبدالمطلب عم مصطفےٰ:۔ ان کی ایک کرامت کا ذکر علامہ تاج الدین سبکی اور ان کے علاوہ دوسرے حضرات نے بھی کیا ہے کہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور میں زمین کو قحط نے خشکی سے دوچار کر دیا سیدنا فاروق حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو لے کر استسقاء کے لیے باہر نکلے آپ کو دونوں بغلوں سے پکڑ کر کھڑا کیا پھر آسمان کی طرف نگاہیں اٹھالیں۔ اور عرض کرنے لگے اے اللہ! ہم تیرے محبوب اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کا وسیلہ لے کر تلاش تقرب میں نکلے ہیں تیرا ارشاد ہے اور حق ہے کہ

وَاَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِى الْمَدِيْنَةِ وَكَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا۔ (رہی وہ دیوار وہ شہر کے دو یتیم لڑکوں کی تھی اور اس کے نیچے ان کا خزانہ تھا اور ان کا باپ نیک آدمی تھا) اللہ! تونے

marfat.com

ان دونوں کے باپ کی نیکی کی وجہ سے ان کی حفاظت فرمائی تھی۔ اب اپنے نبی کی عظمت کا بھی ان کے چچا کے سلسلہ میں اظہار و تحفظ فرما۔ کیونکہ ہم ان کے ذریعے شفاعت واستغفار چاہتے ہوئے آپ کے قرب کی طرف گامزن ہوئے ہیں۔ پھر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور یہ الفاظ تلاوت فرمائے۔ اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّکُمْ اِنَّہٗ کَانَ غَفَّارًا یُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَیْکُمْ مِّدْرَارًا (اپنے رب سے معافی مانگو وہ بڑا معاف کرنے والا ہے تم پر شرملنے کا مینہ بھیجے گا)

دعائے عباس رضی اللہ عنہ سے بارش کا نزول

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر طویل غم چھایا ہوا تھا آنکھوں سے جھڑی پھوٹ رہی تھی انگشت سبابہ نے ان کے سینے کو جولانگاہ بنایا ہوا تھا اور وہ عرض کر رہے تھے۔ میرے مولا! تو ہی محافظ ہے لہٰذا گم گشتہ کو ضائع نہ فرما، اور ٹوٹے بدحال کو تباہی لانے والے گھر میں نہ چھوڑ۔ چھوٹے عاجز ہو گئے ہیں اور بڑوں پر رقت طاری ہے۔ رنج والم کی حد ہو گئی ہے تو ہی چھپی چیزوں اور بہت ہی خفی چیزوں کو جانتا ہے۔ اے اللہ! انہیں اپنی باران رحمت سے نواز۔ ان لوگوں نے میرے وسیلے سے تیرا تقرب تلاش کیا ہے۔ کیونکہ تیرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے میرا رشتہ و تعلق ہے۔ بادل کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا نظر نواز ہوا۔ لوگ چلائے دیکھو دیکھو، وہ ٹکڑا اکٹھا ہوا صورت تکمیل پائی ہوا اسے لے اڑی، خوب گرجا اور موسلا دھار برسا۔ اب لوگوں نے تہبند اوپر کو اٹھائے اور گھٹنوں تک پانی میں چلے۔ لوگ جناب عباس رضی اللہ عنہ کی پناہ لے رہے تھے ان کی چادر کو چھوتے اور کہتے اے حرمین شریفین کے ساقی! مبارک ہو اللہ نے صحراؤں کو شادابی بخشی ہے اور شہروں کو سبزہ بخشا ہے اور بندوں پر رحم فرمایا ہے۔

علامہ ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اسد الغابہ میں لکھا ہے کہ سیدنا فاروق رضی اللہ عنہ

marfat.com

نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے وسیلے سے بارش مانگی۔ یہ عام الرمادہ کا واقعہ ہے[1]
جب قحط کی شدتوں نے لوگوں کو اپنی گرفت میں لے رکھا تھا (اس وسیلہ کو قبول فرما کر)
اللہ کریم نے بارش عطا فرمائی۔ زمین سرسبز و شاداب ہوگئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمانے
لگے بخدا یہ خدا کے سامنے وسیلہ ہے۔[2]

شاعر دربار رسالت فرماتے ہیں

اس واقعہ سے متاثر ہو کر شاعر دربار نبوت جناب حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ
بول اٹھے :-

سَأَلَ الْإِمَامُ وَقَدْ تَتَابَعَ جَدْبُنَا ۔۔۔ فَسَقَى الْغَمَامُ بِغُرَّةِ الْعَبَّاسِ

جب قحط سالی مسلسل ہونے لگی تو امام عمر رضی اللہ عنہ نے سوال کیا اور حضرت
عباس رضی اللہ عنہ کے نورانی ماتھے کے صدقے میں بارش برسنے لگی۔

عَمِّ النَّبِيِّ وَصِنْوُ وَالِدِهِ الَّذِي ۔۔۔ وَرِثَ النَّبِيَّ بِذَاكَ دُوْنَ النَّاسِ

سیدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی مکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چچا ہیں اور
آپ کے والد مکرم کے ساتھ اگنے والی شاخ ہیں اور سب لوگوں سے ماورئ نبی اقدس
کے وارث ہیں۔

أَحْيَى الْإِلٰهُ بِهِ الْبِلَادَ فَأَصْبَحَتْ ۔۔۔ مُخْضَرَّةَ الْأَجْنَابِ بَعْدَ الْيَاسِ

ان کے صدقے میں اللہ کریم نے بارش عطا فرما کر علاقوں اور شہروں کو زندگی عطا
فرمائی۔ شہر سرسبز و شاداب صحنوں والے ہوگئے حالانکہ بارش نہ ہونے کی وجہ سے ناامیدی
نے لوگوں کو گھیر رکھا تھا۔[1]

---

[1] قحط اور ہلاکت کا سال۔

[2] دور حاضر کے نام نہاد محققین اور قلعۂ نجدیت کے محافظین ارشاد فرمائیں کہ کتنے محدثین نے
کتنی سندوں سے یہ حدیث پاک بیان فرمائی۔ خود فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جیسے علمبردار توحید نے کیا
فرمایا۔ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی اور عم مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کا ارشاد

marfat.com

سیدنا عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ

۴۴ ان کی ایک کرامت تو وہ ہے جو ابن سعد حاکم اور بیہقی نے جناب سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کے واسطے سے روایت کی ہے کہ ایک آدمی نے جنگ احد سے صرف ایک دن پہلے حضرت عبداللہ بن جحش کو فرماتے سنا، اے اللہ! میں آپ کے سامنے قسم کھاتا ہوں کہ کل مجھے دشمن ملیں، مجھے قتل کر دیں، پھر میرا پیٹ پھاڑ ڈالیں، میرے کان اور ناک کاٹ ڈالیں پھر تو مجھ سے پوچھے، یہ سب کچھ کس لیے ہوا؟ اور میں جواب دوں، یہ سب تیری محبت کا ثمرہ ہے، جب دوسرے دن جنگ ہوئی تو آپ شہید ہو گئے اور آپ کے ساتھ یہ سب کچھ کافروں نے کیا جس آدمی نے آپ کو فرماتے سنا تھا بولا، کہ اللہ تعالیٰ نے جس طرح ان کی قسم کا پہلا حصہ پورا فرمایا ہے (کہ شہدائے مسلہ کیے گئے ہیں) اسی طرح ان کی قسم کا آخری حصہ بھی پورا ہوگا۔ (وہ خدا کو جواب دیں گے یہ سب کچھ صرف تیری محبت کا صدقہ ہے)۔

بقیہ:۔ کیا تھا اور شاعر سرکار نبوت جناب حسان رضی اللہ عنہ کے فرمودات کیا تھے؟ انہیں پڑھنے کے بعد بھی کوئی باشعور آدمی یہ کہہ سکتا ہے کہ وسیلہ جائز نہیں فلاں کے وسیلے، فلاں کے صدقے یا فلاں کے حق کے واسطے سے کہہ کر دعا مانگنا آج جن حضرات کے نزدیک شرک ہے، وہ امام المحدثین فاروق اعظم، سید الطالبین حضرت عباس اور سند الشعرا حضرت حسان رضوان اللہ علیہم اجمعین کے متعلق کیا فتویٰ صادر فرمائیں گے۔ کیا ان حضرات کو مجسمۂ بدعت دور حاضر کے شیخ القرآن جتنا علم قرآن نہ تھا؟ کیا وہ نگاہ محمدی سے بہرہ نہ تھے؟ پھر جو چیز ان کے نزدیک اسلام ہے وہ آج شرک کیوں ہے؟۔ معلوم ہوتا ہے حضرات کسی اور گھر کے علم کے عالم ہیں۔ کاش نہ مصطفوی کی کرم گستریوں سے علم حاصل کرنے والے نہیں۔

marfat.com

سیدنا عبداللہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہما کے والد ماجد

۴۳۴:- ان کی یہ کرامت شیخین نے بخاری و مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب میرے والد ماجد معرکۂ احد کے دن شہید ہوئے تو میری پھوپھی رونے لگیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اسے نہ رویئے۔ فرشتے اسے اپنے پروں سے سایہ کیے رہے حتیٰ کہ لوگوں نے اسے دفن کے لیے اٹھا لیا۔

امام بیہقی نے حضرت جابر بن عبداللہ سے ہی روایت بیان کی ہے کہ میرے والد گرامی کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دَورِ خلافت میں قبر سے نکالا گیا، میں ان کے پاس آیا تو وہ بالکل اسی طرح تھے جس طرح دفن کے وقت ہم نے قبر میں رکھے تھے کوئی تبدیلی نہ آئی تھی۔ میں نے انہیں پھر دفن کر دیا۔[1]

ابن سعد، بیہقی اور ابونعیم نے ایک اور سند سے جناب جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ہم اپنے اُحد کے شہیدوں کی مدد کو پہنچے۔ جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے چشمہ جاری فرمایا، ہم شہداء کے پاس آئے انہیں قبروں سے نکالا وہ بالکل تر و تازہ تھے ان کے ہاتھ پاؤں جدھر پھیرتے مڑتے جاتے اور عرصہ چالیس سال گزر چکا تھا۔ سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پائے اقدس پر کدال لگ گیا تو خون پھوٹ پڑا۔ اسے امام بیہقی نے اور سندوں سے بھی روایت فرمایا ہے۔ ان میں سے ایک سند واقدی کی ہے جو انہوں نے اپنے اساتذہ سے روایت کی ہے۔ اس سند میں یہ عبارت ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے والد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اس حال میں تھے کہ ہاتھ مبارک زخم پر رکھا ہوا تھا۔ جب ہاتھ زخم سے

---

[1] شاعر کہتا ہے:-

قبر نے بھی قیامت تک امانت کی طرح رکھا — نہ اک مو کم ہوا ان کا نہ اک تار کفن بگڑا۔

marfat.com

ہٹایا گیا، تو خون بہہ نکلا۔ پھر ہاتھ کو زخم پر رکھ دیا گیا تو خون تھم گیا۔ جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے قبر میں جب اپنے والد ماجد کو دیکھا تو یوں محسوس ہوتا تھا، کہ وہ سو رہے ہیں اور وہ کملی جس میں انہیں کفن دیا گیا تھا، جوں کی توں موجود تھی۔ حرمل جو ان کے پائے اقدس پر ڈالا گیا تھا وہ بھی بدستور محفوظ تھا۔ عرصہ تو چھیالیس سال کا گزر چکا تھا، ایک شہید کے پائے ناز کو کدال لگ گیا تو خون پھوٹ پڑا۔ یہ دیکھ کر حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولے کیا اس کے بعد بھی کسی منکر کے انکار کی گنجائش باقی رہ گئی ہے لوگ مٹی کھود رہے تھے مٹی کا ایک ڈھیلا کھودا، تو کستوری کی خوشبو مہکنے لگی [1]

---

[1] اللہ کریم ایسے واقعات بار بار ظاہر فرماتے رہتے ہیں، تاکہ عقل پرستوں اور ایمان کے اندھوں کو تنبیہ ہوتی رہے اور حق پرستوں اور ایمان والوں کی تائید ہو۔ گزشتہ سال دنیا بھر کے اخبارات میں یہ خبر تفصیل سے آچکی ہے کہ مدینہ طیبہ کی ایک جگہ کی کھدائی کے دوران سیدنا حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب، حضور نبی کریم رؤف ورحیم علیہ التحیۃ والتسلیم کے والد گرامی کی قبر کھولی گئی تو آپ بنفسِ نفیس صحیح الاعضا قبر میں موجود تھے۔ اس واقعہ کو تو چودہ سو سال ہو گئے ہیں، اصل بات یہ ہے کہ اللہ کے بندوں کو زمین نہیں کھایا کرتی۔ نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فنبی اللہ حیّ یرزق (اللہ کا نبی قبر میں زندہ ہوتا ہے اور اسے رزق دیا جاتا ہے) اب جو نبی کے سچے پیروکار ہوں، خواہ شہداء ہوں یا صلحاً۔ علماء ہوں یا اولیاء وہ قبر کا تر نوالہ نہیں بنا کرتے۔ قبریں انہیں محفوظ رکھتی ہیں بالکل اسی طرح جس طرح جسم روح کو محفوظ رکھتا ہے۔ یہ حضرات بھی روح کائنات ہیں۔ ہاں جو زندگی بھر نبی کو مُردہ کہیں اور خود جب مُرداروں میں شامل ہوں تو ان کے لیے نعرہ مارا جائے کہ وہ زندہ ہیں فرشتوں کو قرآن پڑھا رہے ہیں صرف ہماری نظروں سے اوجھل ہیں تو انسان سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ قول وفعل میں کتنا تضاد ہے۔ ایسے حضرات ان دو سالوں میں ملک سے باہر مرے ہیں

(باقی اگلے صفحہ پر)

marfat.com

امام شعرانی کا ارشاد

کشف الغمہ میں یہی واقعہ کچھ اضافے کے ساتھ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے اگرچہ ان کی عبارت لکھنے سے تکرار تو ہوگا مگر تکمیل فائدہ کے لیے میں ان کی عبارت ذکر کرنا پسند کروں گا۔ فرماتے ہیں کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، کہ میرے والد گرامی کی قبر کو سیلاب نے بہا دیا ان کے پہلو والے شہید کی قبر بھی بہا دی، ہم نے دونوں کو قبروں سے نکالا تو وہ اسی طرح تھے جس طرح قبروں میں رکھے جانے کے وقت یوم اُحد کو تھے۔ میرے والد ماجد نے زخم پر اپنا ہاتھ رکھا ہوا تھا، میں نے ہاتھ کو اس جگہ سے ہٹایا اور چھوڑ دیا، تو ہاتھ پھر اپنی جگہ پر واپس آگیا۔ واقعۂ اُحد اور اس سیلاب کے واقعہ کے درمیان چالیس سال کا عرصہ حائل تھا۔ میرے والد کے

بقیہ :۔ اور جس انداز سے ان کی زندگی کے ترانے گائے گئے ہیں وہ پاکستانی پریس میں موجود ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جلوس میلاد تو شرک ہو مگر لاہور اور پنڈی کی سڑکوں پر مردہ جسموں کو زندہ گدھیں جلوس کی شکل میں گھماتی پھریں تو جائز، زندگی بھر حنفیت کی قبا اوڑھے رہیں مگر مرنے کے بعد تکبیریں پانچ ہوں تو حنفیت پھر بھی برقرار، اور پھر کہا یہ جائے کہ جنازہ پڑھانے والا بڑا محقق عالم ہے اس کی کچھ انفرادی تحقیقات بھی ہیں یعنی یہ نام نہاد محقق امام الائمہ سیدنا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے بڑا محقق ہے اور سارے احناف سے بڑا عالم ہے شرم تم کو مگر نہیں آتی، پھر شیخ کی اصلی تصویر بھی دکھائی گئی کہ وہ حنفی تھے مگر اختلاف کی صورت میں علامہ ابن تیمیہ کے پیروکار تھے۔ واہ رے شیخ، امام الائمہ کو چھوڑ کر پیروی کی ایک ایسے عالم کی جو خود مقلد ہے۔ یہ نہ سوچا کہ سیدنا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے شہرِ علم میں علامہ ابن تیمیہ جیسے سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں کاسۂ گدائی لیے کھڑے ہیں۔

marfat.com

جسم کے صرف چند بال جو ڈاڑھی مبارک میں تھے اور زمین سے ملے ہوئے تھے کچھ بدلے سے تھے۔ پہلے بھی چھ ماہ کے بعد حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اپنے والد ماجد کو قبر سے نکالا تھا کیونکہ یوم احد انہیں ایک اور آدمی کے ساتھ ایک ہی قبر میں دفن کر دیا گیا تھا۔ جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، مجھے یہ بات پسند نہ تھی اور میں نے انہیں اس قبر سے نکال کر الگ اکیلی قبر میں دفن کر دیا۔ صحابہ کرام میں سے کسی نے یہ بات سن کر، سمجھ کر حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو نہیں روکا۔ اسی طرح جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے وہاں سے نہر گزارنا چاہی تو لوگوں نے انہیں لکھا کہ یہ شہداء کی قبروں سے ہی گزر سکتی ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ قبریں کھود ڈالو۔ جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے لوگوں کو دیکھا کہ صحابہ کو کندھوں پر اس طرح اٹھائے لے جا رہے تھے گویا وہ سوئے ہوئے لوگ ہیں۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے پائے اقدس کے ایک کنارے کو کدال لگ گیا تو خون بہنے لگ گیا۔

خوف کا اصل سبب کیا ہے؟

۳۵ :۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما :۔ ان کی ایک کرامت

امام سبکی نے طبقات میں یوں بیان کی ہے کہ ایک شیر لوگوں کا راستہ روکے کھڑا تھا آپ نے اسے فرمایا ہٹ جا، شیر نے دم ہلائی اور چلا گیا۔ یہ میں نے حجۃ اللہ علی العالمین میں بھی لکھا ہے پھر علامہ مناوی کی طبقات نظروں سے گزری تو وہاں اس کی تفصیل یوں تھی کہ ابن عساکر رضی اللہ عنہ نے ان کی کرامت یوں بیان فرمائی کہ وہ ایک سفر کے لیے تشریف لے گئے، دوران سفر کیا دیکھتے ہیں کہ لوگ اکٹھے ہیں اور راستہ شیر نے بند کر رکھا ہے۔ آپ اپنی سواری سے اتر پڑے اور شیر کی طرف تشریف لے گئے اس کا کان خوب رگڑا اور راستے سے ہٹا دیا۔

marfat.com

پھر کہنے لگے کہ میں نے آقائے کُل صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا، اگر انسان صرف اللہ سے ڈرے تو اللہ کریم کسی اور کو اس پر مسلط نہیں ہونے دیتے۔ ایسی ہی حدیث پاک رسالہ قشیریہ میں بھی روایت ہوئی ہے اس کے الفاظ پاک یہ ہیں:۔
اِنَّمَا یُسَلَّطُ عَلَی ابْنِ آدَمَ مَا یَخَافُہٗ وَلَوْ اَنَّہٗ لَمْ یَخَفْ غَیْرَ اللّٰہِ لَمَا سُلِّطَ عَلَیْہِ شَیْءٌ ۔ (ترجمہ) ابنِ آدم پر صرف وہی شے مسلط ہوتی ہے جس سے وہ ڈرتا ہے اگر وہ اللہ تعالیٰ کے بغیر کسی سے نہ ڈرے تو اس پر پھر کسی شے کا تسلط نہ ہو)۔

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالےٰ عنہما

۳۶- ان کی ایک کرامت یہ ہے کہ جب حجاج نے آپ کو سولی پر چڑھایا تو لوگ آپ کے وجود سے کستوری کی خوشبو پاتے تھے یہ بات اہلِ شام کے لیے باعثِ مصیبت بن گئی۔ (وہ تو باغی کہہ کر شہید کر چکے تھے اور ایسی کرامت کے اظہار سے لوگوں کی آپ سے عقیدت بڑھ رہی تھی جو شامیوں کیلئے دردِ سر بن رہی تھی)، یہ کرامت شیخ علوان حموی نے اپنی کتاب نسمات الاسحار میں نقل کی ہے۔

قبر کے اندر قرأت

۳۷۔ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ:۔
ابن مندہ نے حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں، میں غابہ میں اپنے مال کے لیے گیا، رات ہوگئی تو میں حضرت عبداللہ بن عمرو کی قبرِ اقدس کے پاس پناہ گزیں ہوا، میں نے قبر سے ایسی پیاری قرأت سنی جیسی کبھی نہیں سنی تھی۔ میں واپس آیا تو حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور واقعہ عرض کیا، آپ نے ارشاد فرمایا وہ قاری عبداللہ ہی تھے۔ آپ کو نہیں پتہ کہ اللہ کریم نے ان کی روحوں کو

marfat.com

زبرجد اور یاقوت کی قندیلوں میں رکھ کر جنت کے درمیان آویزاں کرا دیا ہے؛ جب رات ہوتی ہے تو ان کی روحیں واپس آتی ہیں اور صبح ہونے پر پھر واپس قندیلوں میں چلی جاتی ہیں۔

فائدہ مندرجہ ذیل حدیث امام ترمذی نے بیان فرمائی ہے اور اسے حسن کہا ہے۔ امام حاکم نے اس کی تخریج فرمائی ہے اور اسے صحیح کہا ہے۔ بیہقی نے بھی اسے بیان کیا ہے:۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ ضَرَبَ بَعْضُ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خِبَاءَهُ عَلٰى قَبْرٍ وَهُوَ لَا يَحْسَبُ أَنَّهُ قَبْرٌ فَإِذَا فِيْهِ إِنْسَانٌ يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْمُلْكِ حَتّٰى خَتَمَهَا فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هِيَ الْمَانِعَةُ هِيَ الْمُنْجِيَةُ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور کریم علیہ التسلیم کے کسی صحابی نے قبر پر خیمہ لگا دیا، انہیں معلوم نہیں تھا کہ یہاں قبر ہے انہوں نے سنا کہ کوئی آدمی سورۂ ملک پڑھ رہا ہے اس نے پوری سورت پڑھی، وہ صحابی جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ عالیہ میں حاضر ہوا تو اس نے یہ واقعہ عرض کیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا یہ سورۃ تو عذاب سے بچانے والی ہے یہ تو نجات دلانے والی ہے۔

عشق و مستی کا وجد ۳۸۔ سیدنا عبیدہ بن حارث بن عبد المطلب، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چچا زاد بھائی:۔ علامہ ابن اثیر نے اسد الغابہ میں لکھا ہے کہ جناب عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ معرکۂ بدر کے دن

marfat.com

سب مسلمانوں میں عمر رسیدہ بزرگ تھے۔ غزوہ میں ان کا پاؤں مبارک کٹ گیا، تو رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے ان کا سر اپنے مبارک گھٹنے پر رکھ دیا۔ یہ منظر ذرہ نوازی پا کر وہ عرض کرنے لگے، یارسول اللہ علیک الصلوٰۃ والسلام اگر حضرت ابو طالب مجھے اس حال میں دیکھتے تو سمجھ لیتے کہ ان کے اس شعر کا میں ان سے زیادہ مستحق ہوں

وَنُسْلِمُهُ حَتّٰى نُصَرَّعَ حَوْلَهُ وَنَذْهَلُ عَنْ اَبْنَاءِنَا وَالْحَلَائِلُ

ہم ان کی اطاعت کرتے ہوئے ان کے اردگرد قتل ہوجاتے ہیں اپنے بچوں اور بیویوں کو بھول جاتے ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بدر سے واپس ہوئے تو یہ بھی آپ کے ساتھ تھے۔ مقام صفرا، پر ان کی وفات ہوگئی۔ مروی ہے کہ جب محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بعد وہاں تشریف لائے تو صحابہ نے عرض کیا کہ ہمیں کستوری کی خوشبو آ رہی ہے۔ سیّدِ کُل ختمِ رسل نے فرمایا، ایسا کیوں نہ ہو یہاں ابو معاویہ (کنیت حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ) کی قبر ہے۔ مروی ہے کہ شہادت کے وقت آپ کی عمر چھیاسٹھ سال تھی۔ میانہ قد اور خوبصورت چہرے والے تھے۔ تینوں ائمہ۔ ابن مندہ۔ ابونعیم اور ابن عبد البر نے یہ حدیث بیان کی ہے۔

۳۹۔ امیر المومنین سیدنا حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ:۔

آنکھیں بدی کریں تو حضرت عثمان کو علم ہوجاتا ہے

ان کی کرامات میں یہ کرامت علامہ سبکی نے طبقات میں اور دیگر لوگوں نے بھی بیان کی ہے کہ ان کے پاس ایک آدمی آیا جو صحرا میں ایک عورت کو ملا تھا اور اسے خوب غور سے دیکھا تھا۔ جناب عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا، کہ کوئی آدمی اس کیفیت میں بھی میرے پاس آجاتا ہے کہ اس کی آنکھوں میں زنا کا اثر ہوتا ہے وہ آدمی یہ سُن کر بولا، کیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد بھی وحی ہے؟ حضرت عثمان

marfat.com

نے فرمایا کہ میں یہ وحی کی وجہ سے نہیں بلکہ فراستِ مومنانہ کی حیثیت سے کہہ رہا ہوں، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کا اظہار محض اس لیے فرمایا، کہ اس آدمی کو ادبِ اسلامی سمجھا دیں اور اس کے نامناسب عمل پر اسے تنبیہ بھی کر دیں۔

علامہ سبکی فرماتے ہیں کہ ایک آدمی کا دل جب صاف ہوتا ہے تو وہ نورِ ربانی سے دیکھنے لگتا ہے صاف یا گدلی جس چیز پر اس کی نظر پڑتی ہے وہ اسے پہچان لیتا ہے پھر اس شناخت کے مقامات الگ الگ ہوتے ہیں کچھ حضرات کو یہ تو پتہ ہوتا ہے کہ گدلاہٹ ہے مگر انہیں اس کے اصل وسبب کا علم نہیں ہوتا۔ کچھ حضرات کا مرتبہ اس سے بلند ہوتا ہے تو وہ اصل وسبب کو بھی پہچان لیتے ہیں یہی مقام جناب عثمان رضی اللہ عنہ کو حاصل تھا جب اس مرد نے عورت کو بنظرِ غور دیکھا تو اس کی نظروں میں گدلاہٹ وکدورت پیدا ہو گئی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جب کدورت ملاحظہ فرمائی تو اس کے سبب (عورت کو غور سے دیکھنا) بھی ملاحظہ فرما لیا۔

ایک علمی نکتہ — ایک علمی باریکی بھی سمجھتے جائیں کہ ہر گناہ کے ساتھ ایک کدورت ہوتی ہے اور یہ کدورت اپنی مقدار کے مطابق دل پر ایک سیاہ داغ پیدا کر دیتی ہے یہی وہ رین ہے جسے قرآن حکیم نے یوں ارشاد فرمایا ہے :۔

کَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ	کوئی نہیں، بلکہ ان کے دلوں پر زنگ چڑھا دیا ہے ان کی کمائیوں نے۔

پھر یہی داغ ورین پختہ ہونے لگتا ہے، خدا بچائے۔ اب دل پر تاریکی چھا جاتی ہے اور نور کے دروازے بند ہو جاتے ہیں۔ اب دل پر مُہر لگ جاتی ہے اور توبہ کے راستے بند ہو جاتے ہیں اس مفہوم کو ذاتِ حق نے یوں ارشاد فرمایا۔

لے پ۳۰ سورت المطففین آیت نمبر ۱۴۔

marfat.com

طَبَعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ	تو ان کے دلوں پر مہر کر دی گئی تو اب وہ کچھ نہیں سمجھتے ۔

(پ ۲۸ س منافقون آیت ۳)

اس نکتے کے سمجھنے کے بعد یہ سمجھ لیں کہ گناہ صغیرہ اپنی مقدار کے مطابق تھوڑی سی گدلاہٹ پیدا کرتا ہے جسے استغفار اور دوسرے کفاروں سے مٹانا آسان ہوتا ہے اس مختصر سی کدورت کو کوئی عثمان رضی اللہ عنہ جیسا تیز نگاہ عارف ہی پا سکتا ہے آپ نے ابھی ملاحظہ فرمایا کہ صرف نگاہ ڈالنے جیسی چھوٹی سی بات کو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سمجھ گئے۔ کیونکہ صرف عورت پر نگاہ ڈالنا تو چھوٹا سا گناہ ہے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اسے اصل سمیت دریافت فرما لیتے ہیں۔ یہ اتنا اونچا مقام ہے جس کے سامنے بے شمار مقامات گردن جھکائے کھڑے ہیں، اب اگر گناہ صغیرہ کے ساتھ ایک اور صغیرہ گناہ مل جائے تو کدورت میں اضافہ ہو جاتا ہے اور جب گناہ بڑھتے بڑھتے اس مقام پر پہنچ جاتے ہیں جسے ابھی ہم دلوں کی تاریکی (ظلام القلوب) کے الفاظ سے بیان کر آئے ہیں تو پھر ہر صاحب بصر ان گناہوں کو دیکھ سکتا ہے اگر گناہوں سے ایسے لتھڑے ہوئے آدمی کو جو سیاہ دل ہو چکا ہے کوئی شخص نہ سمجھے تو پھر اسے یقین رکھنا چاہیے کہ اپنے گناہوں کی وجہ سے خود اس کی آنکھوں میں نابینا پن آگیا ہے ورنہ وہ اس تاریک و سیاہ دل کو ضرور دیکھ لیتا، نتیجہ یہ نکلا کہ اس کی اپنی نگاہ ہی ہے جو اپنی صفائی کے مطابق دیکھتی ہے۔ ہمارے اس علمی تحفے کو اچھی طرح سمجھ لیں۔

دشمنِ عثمان رضی اللہ عنہ کا انجام

علامہ ماوردی اور ابن سکن نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جہجاہ غفاری جبکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خطبہ دے رہے تھے اٹھا اور

marfat.com

آپ کی لاٹھی لے کر توڑ دی۔ ابھی سال بھی نہیں گزرا تھا کہ اس کے ہاتھ میں مولا کریم نے گوشت خور پھوڑا نکالا اور وہ اس سے مر گیا۔

ابن سکن نے فلیح بن سلیمان کی سند سے بیان کیا ہے، فلیح کی پھوپھی اپنے باپ اور چچا سے روایت کرتی ہیں کہ وہ دونوں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے جہجاہ غفاری آپ کی طرف بڑھا، آپ کے ہاتھ سے لاٹھی لی اپنے گھٹنے پر رکھ کر اسے توڑ دیا، لوگ یہ دیکھ کر چلاتے۔ اللہ کریم نے اس غفاری کے گھٹنے کو ہی نشانہ بنایا، سال بھی نہیں گزرا تھا، کہ وہ مر گیا۔ یہ تو میں نے حجۃ اللہ علی العالمین میں بھی ذکر کیا ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو جمال جہاں آرا بیداری میں دکھاتے ہیں

پھر میں نے طبقات مناوی میں پڑھا انہوں نے یہ واقعہ ابن یاطیش مرحوم کی کتاب اثبات الکرامات سے نقل کیا ہے۔ کہ حضرت عبد اللہ ابن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، میں دوران محصوری سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو سلام کہنے آیا، انہوں نے مجھے بھائی کہہ کر خوش آمدید کہا اور ارشاد فرمایا، کہ میں نے امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس کھڑکی میں دیکھا ہے اور آپ نے مجھے ارشاد فرمایا ہے، کہ عثمان! ان لوگوں نے تجھے محصور کر لیا ہے میں نے کہا جی ہاں یا رسول اللہ! آپ نے ایک ڈول میری طرف بڑھایا، جس میں پانی تھا، میں نے سیر ہو کر پانی پیا، پھر ارشاد ہوا، اگر آپ چاہیں تو آپ کو مدد دی جائے اور چاہیں تو افطاری ہمارے پاس کریں۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے غلاموں کے پاس افطاری کرنے کو اختیار کر لیا۔ آپ پھر اسی دن شہید ہو گئے۔[1]

---

[1] پتہ چلا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے غلاموں کی خبر گیری فرماتے ہیں، پانی پلاتے

marfat.com

امام سیوطی فرماتے ہیں یہ واقعہ مشہور و معروف ہے اور اسناد کے ساتھ کتب حدیث میں موجود ہے اس کی حارث بن اسامہ اور دیگر محدثین نے تخریج فرمائی ہے۔ سیوطی فرماتے ہیں کہ ابن باطیش مصنف کتاب اثبات الکرامات اس سے یہ ہی سمجھتے ہیں کہ یہ خواب نہیں بلکہ بیداری کی بات ہے اگر یہ واقعہ خواب میں پیش آتا تو پھر کرامت نہیں بن سکتا تھا کیونکہ نیند میں تو سب لوگوں کا اس طرح دیکھنا ممکن ہے اور خواب کی بات تو ایسی خارقِ عادت بات بھی نہیں جسے کرامات میں شمار کیا جاسکے۔ ایسے خواب کا انکار تو منکرین کرامات بھی نہیں کرتے۔ یہاں امام مناوی کی عبارت ختم ہوئی۔

۴۔ سیدنا علاء بن حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ :- ابو نعیم سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ان الفاظ میں لیتے ہیں، کہ میں حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ نکلا، میں نے ان کی کچھ عادات و خصائل ملاحظہ کیں مگر میں حیران ہوں کہ ان میں سے کس کو عجیب تر کہوں۔ ہم ساحلِ سمندر پر آئے، تو علاء فرمانے لگے، اللہ کا نام لے کر اس میں گھس جاؤ۔ ہم نے اللہ تعالیٰ کا نام لیا اور پانی میں گھس گئے۔ سمندر عبور کر گئے اور پانی نے ہمارے اونٹوں کے صرف پاؤں کے نچلے حصے کو ہی تر کیا جب واپسی ہوئی تو ہم ایک صحرائی زمین سے گزرے، ہمارے پاس پانی نہیں تھا ہم

بقیہ :- ہیں اور پوچھتے ہیں، ہمارے پاس آنا چاہتے ہو، یا مدد لینا چاہتے ہو۔ اور غلام دنیا میں رہنے کی بجائے شفیع محشر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضری کو اختیار فرماتے ہیں۔ فرمایئے کیا مجبور لوگ بھی کسی کو مدد کی پیش کش کر سکتے ہیں، مرکر مٹی ہونے والے بھی امداد دینے آیا کرتے ہیں؟ معلوم ہوا وہ زندہ ہیں، مختار ہیں صاحب تصرف ہیں۔ غلاموں کے حالات سے واقف ہیں اور رحیم ہیں کہ تشریف لاکر کرم نوازی فرما کر ذرہ پروری کر کے دلاسے دیتے ہیں۔

marfat.com

نے ان کے سامنے شکایت کی، انہوں نے دو رکعتیں نوافل پڑھے پھر دعا مانگی اچانک ڈھال کی طرح کا بادل نمودار ہوا، پھر وہ خوب برسا۔ ہم نے خود بھی پانی پیا اور جانوروں کو بھی پلایا، پھر حضرت علاء رضی اللہ عنہ کی وفات ہوگئی۔ ہم نے ریتلی سرزمین میں انہیں دفن کر دیا، ابھی ہم تھوڑے ہی دُور گئے تھے کہ خیال آیا کہ کوئی درندہ آ کے ریتلی قبر سے انہیں نکال کے کھا جائے گا، ہم واپس پلٹے (تاکہ انہیں وہاں سے نکال کر پختہ جگہ دفن کرنے کے لیے ساتھ لے چلیں) مگر وہ اب قبر میں موجود ہی نہ تھے۔

ابن سعد کے الفاظِ روایت یوں ہیں، مَیں نے دیکھا کہ انہوں نے گھوڑے پر سوار سمندر قطع کیا، خدائے قدوس سے دعا مانگی، تو پانی ریت کے نیچے سے ابلنے لگا، سب نے خوب سیر ہو کر پیا اور پھر سفر کے لیے آگے بڑھے۔ ایک شخص پانی پیتے کچھ سامان بھول گیا وہ سامان اٹھانے واپس پلٹا تو وہاں پانی نام کی کوئی چیز نہ تھی۔ پھر یہ الفاظ ہیں کہ ان کی وفات ہوگئی تو ہم ایسی جگہ تھے جہاں پانی نہ تھا، پھر اللہ کریم نے بادل اٹھایا اور بارش عطا فرما دی، ہم نے انہیں غسل دیا اور دفن کر دیا جب ہم پلٹے تو قبر کا نشان تک نہ پایا۔

تین عظیم معجزے

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں، کہ مَیں نے اس امت میں تین چیزیں ایسی عظیم المرتبت پائی ہیں کہ اگر یہ بنی اسرائیل میں ہوتیں تو قومیں ان کے ہم سر نہ بن سکتیں۔

ہم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا، وہ کون سی چیزیں ہیں؟ فرمانے لگے ہم صفہ (مسجد نبوی کے پاس غُربا صحابہ کے لیے تعمیر شدہ چھپر) میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ ایک خاتون اپنے ایک بالغ لڑکے کے ساتھ حلقۂ بگوشِ اسلام ہو کر خدمتِ عالیہ میں حاضر ہوئی۔ مدینہ کی وبا نے جلدی ہی لڑکے کو اپنی گرفت

marfat.com

میں سے لیا وہ چند دن بیمار رہ کر راہیٔ ملکِ بقا ہُوا، رسولِ کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے وفات کے وقت اس کی آنکھیں بند کیں اور اس کے کفن دفن کا حکم صادر فرمایا، جب ہم اسے غسل دینا چاہتے تھے تو ارشاد ہُوا کہ انس! جا کر اس کی والدہ کو اطلاع کر دو۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، مَیں نے اس کی والدہ کو اطلاع دی، وہ آئی اور اس کے پاؤں کے پاس بیٹھ گئی دونوں پاؤں پکڑ لیے اور کہنے لگی۔ اے اللہ! مَیں نے خوشی خوشی اسلام قبول کیا تھا اور زہد و تقویٰ کے لیے بتوں کو چھوڑا تھا اور رغبت و الفت سے راہِ ہجرت اختیار کی تھی، اللہ کریم! میری اس حالت پر بتوں کے پجاریوں کو خوش ہونے کا موقع عطا نہ فرما، اور مجھ سے یہ عظیم مصیبت نہ اٹھوا جس کے اٹھانے کی سکت مَیں اپنے اندر نہیں پاتی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ابھی اس کی بات بھی ختم نہیں ہوئی تھی کہ نو مرگ لڑکے نے اپنے دونوں پاؤں ہلائے منہ سے کپڑا اتار پھینکا، اور سیدِ کل ختمِ رسل صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال شریف اور اپنی ماں کی وفات کے بعد بھی زندہ رہا۔[۱]

حضرت انس رضی اللہ عنہ دوسرا واقعہ بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں، کہ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر تیار فرما کر اس کی قیادت حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کو بخشی، مَیں بھی ان غزوات میں ساتھ تھا۔ جب ہم مغازی کیلئے بڑھے تو لوگوں کو بڑا خوف لاحق ہُوا، انہوں نے پانی کے آثار تک مٹا ڈالے۔ گرمی بہت سخت تھی، ہمیں اور ہماری سواریوں کو پیاس نے نڈھال کر دیا۔ جب سورج ڈھلا تو حضرت علاء رضی اللہ عنہ نے ہمیں دو رکعت نماز پڑھائی پھر دعا کے لیے ہاتھ پھیلا دیئے آسمان پر بادل کا نام بھی نہ تھا، قسم بخدا ابھی انہوں نے دعا سے ہاتھ ہٹائے بھی نہ تھے کہ اللہ کریم نے سہانی ہَوا چلائی، بادل اٹھے، اور موسلا دھار بارش ہوئی۔

---

[۱] اعلیٰحضرت بریلوی فرماتے ہیں:۔ ؎ تم نے تو چلتے پھرتے مردے جلا دیئے ہیں

marfat.com

تالاب، جوہڑ اور وادیاں چھلکنے لگیں، ہم نے خود پانی پیا، ساتھیوں اور جانوروں کو پلایا۔ پھر ہم دشمن کے مقابل ہونے کے لیے بڑھے جو سمندری خلیج سے ایک جزیرے کی طرف بڑھ چکا تھا حضرت علاء رضی اللہ عنہ خلیج پر آکر رکے اور یہ اسمائے الٰہیہ پڑھے:

یَا عَلِیُّ یَا عَظِیْمُ یَا کَرِیْمُ۔ پھر فرمایا، اللہ کے نام کے ساتھ اتر جاؤ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم اتر گئے، پانی ہماری سواریوں کے کھروں کو بھی تھوڑا تھوڑا تر کر رہا تھا۔

پھر حضرت علاء رضی اللہ عنہ کا وصال ہو گیا، ہم نے انہیں دفن کر دیا، ہم دفن سے فارغ ہوئے تھے کہ ایک آدمی آیا اور پوچھا، یہ دفن ہونے والے کون صاحب ہیں؟ ہم نے بتایا، یہ بہترین انسان جناب ابنِ حضرمی تھے۔ وہ کہنے لگا، یہ زمین مُردوں کو باہر پھینک دیتی ہے اگر تم انہیں ایک دو میل دور لے جاؤ تو بہتر ہے، تاکہ وہ زمین انہیں قبول کر لے، ہم سوچنے لگے کہ ہم اپنے دوست کو اس حال میں کیسے چھوڑ جائیں کہ انہیں (زمین کے اگلنے کی صورت میں) درندے کھاتے رہیں۔ ہم سب نے انہیں قبر سے نکال لینے کا فیصلہ کیا، جب ہم قبر کھودتے ہوئے لحد تک پہنچے تو وہ لحد میں موجود ہی نہ تھے اور لحد تاحدِ نگاہ نور سے دمک رہی تھی۔ ہم نے قبر پر مٹی ڈال دی اور وہاں سے کوچ کر گئے[1]

---

[1] صحابہ رضوان اللہ علیہم انہیں مدینہ طیبہ نہیں لائے، وفات کے بعد فوراً دفن فرما دیا، کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اب امریکہ، مدراس اور دوبئی میں مرنے والوں کو کتنے کتنے دن صندوقوں میں بند رکھا جاتا ہے پھر ان کے تابوتوں کے جلوس نکالے جاتے ہیں اور پاکستان واپس لاکر چوبیس چوبیس گھنٹے انہیں قبر سے باہر رکھا جاتا ہے جنازہ کسی شہر میں پڑھا جاتا ہے اور پھر دفن کسی دور دراز مقام پر کیا جاتا ہے کیا یہی اتباعِ سلف ہے؟ کیا یہی اندازِ صحابہ ہے؟ کیا دوسروں کو بتانے کے لیے اور اسلام ہے اور اپنے گھر

(باقی اگلے صفحہ پر)

marfat.com

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے تینوں واقعات بیان فرما دیئے ہیں۔ آیئے آگے بڑھتے ہیں۔

علامہ اصفہانی واقعہ کی تفصیلات بتاتے ہیں

میں نے حضرت علاء رضی اللہ عنہ کا یہی واقعہ علامہ ابوالفرج اصفہانی کی کتاب الاغانی میں بڑی شرح وبسط سے پڑھا ہے میں چاہتا ہوں کہ ان کی اس مفصل روایت کو بھی درج کرتا چلوں۔ علامہ مذکور نے اپنی کتاب کی چودھویں جلد میں فرمایا ہے کہ مجھے یہ بات محمد بن جریر نے اپنی اس سند سے (سری بن یحیی ابن سہم بن منجاب عن منجاب بن راشد) بیان کی کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بحرین کے مرتدوں کے استیصال کے لیے حضرت علاء رضی اللہ عنہ کو روانہ فرمایا۔ جو لوگ مرتد نہیں ہوئے تھے وہ بھی آپ کے ساتھ ہو لیے۔ آپ ہمیں ساتھ لے کر صحرا سے گزرے جب ہم صحرا کے وسط میں تھے تو اللہ کریم نے ہمیں ایک نشانی دکھلائی، وہ یہ کہ علاء رضی اللہ عنہ سواری سے اترے اور ہمیں سواریوں سے اترنے کا حکم دیا، رات آدھی گزر چکی تھی کہ اونٹ بدک گئے نہ تو کوئی اونٹ باقی رہا اور نہ زادِ راہ، نہ ہی توشہ دان اور نہ ہی خیمے باقی رہے۔ ہجوم یاس واندوہ میں ہم ایک دوسرے کو وصیتیں کرنے لگے کہ حضرت علاء رضی اللہ عنہ کی طرف سے منادی نے اکٹھا ہونے کے لیے اعلان کیا۔ ہم ان کے اردگرد اکٹھے ہو گئے۔ وہ کہنے لگے یہ کیا ہے جو ظہور پذیر ہوا ہے اور تمہیں اپنی گرفت میں لے لیا ہے؟ لوگ کہنے لگے اب کیا ہوگا اگر کل تک یہی کیفیت رہی تو سورج کی تمازت سے ہم نہیں بچ سکیں گے اور اس صحرا میں ایک کہانی بن کر رہ جائیں گے۔ وہ فرمانے لگے، لوگو! ڈرو نہیں کیا تم مسلمان نہیں ہو کیا تم انصارِ خداوندی نہیں ہو؟ سب لوگوں نے کہا، جی ہاں ایسا ہی ہے۔ وہ

بقیہ: ۔۔۔کے لیے اور اسلام۔ فماذا بعد الحق الا الضلال

marfat.com

فرمانے لگے پھر بشارت ہو بخدا اللہ کریم تم جیسے حال والے لوگوں کو رسوا نہیں کرتا.
جب صبح کا ظہور ہوا تو مؤذن نے اذان کہی اور آپ نے ہمیں نماز پڑھائی۔ ہمارے کچھ لوگ تیمم کیے ہوئے تھے اور کچھ رات والے وضو میں تھے، آپ نماز پڑھا چکے، تو دونوں گھٹنوں کے بل ہو گئے اور لوگ بھی گھٹنوں پر کھڑے ہو گئے۔ وہ بھی تو دعا ہونے اور لوگ بھی مشغولِ دعا ہو گئے۔ ان کے سامنے سراب سا چمکا، آپ دعا میں مستغرق رہے پھر اسی طرح سراب چمکا۔ زمین جانچنے والے نے کہا، پانی ہے۔ آپ اٹھے اور لوگ بھی اٹھ کھڑے ہوئے، ہم اس پانی کی طرف چلے خوب پانی پیا اور غسل کیا، ابھی دن زیادہ نہیں چڑھا تھا کہ ہر طرف سے اونٹ واپس آنے لگے اور ہمارے پاس آکر بیٹھ گئے۔ ہر آدمی نے اپنی سواری کو پکڑ لیا کسی کی رسی تک گم نہیں ہوئی۔ ہم نے وہاں سیر ہو کر پانی پیا اور آرام کرنے کے بعد سفر کے لیے چل نکلے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ میرے رفیقِ سفر تھے، جب ہم اس جگہ سے نکلے تو وہ فرمانے لگے

اس پانی کے متعلق آپ کیا جانتے ہیں؟ میں نے کہا، میں اس علاقے کا خوب واقف ہوں وہ فرمانے لگے، میرے ساتھ واپس پلٹیے اور مجھے پانی کی جگہ لے چلیے۔ میں واپس پلٹا اور بالکل اسی جگہ سواری کو جا بٹھایا جہاں پانی تھا۔ کیا دیکھتے ہیں کہ نہ وہاں تالاب ہے اور نہ ہی پانی کی کوئی نشانی و علامت ہے۔ میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا، بخدا اگر یہ نہ ہوتا کہ میں اب یہاں تالاب نہیں پا رہا ہوں تو میں یقیناً آپ کو جگہ بتا دیتا   یہی جگہ تو بالکل وہی ہے صرف وہ پانی والا کراماتی تالاب اب نظر نہیں آ رہا ہے، میں نے پہلے کبھی یہاں پانی نہیں دیکھا تھا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا تو بھرے ہوئے برتن وہاں موجود پائے۔ فرمانے لگے اے سہم. [illegible] یہی بخدا پانی والی جگہ ہے میں اسی لیے پلٹا اور آپ کو بھی ساتھ لایا تھا اور میں نے یہ برتن یہاں سے بھر کر وادی کے کنارے [illegible]

marfat.com

ہی واپس آیا ہوں) میں نے کہا، جناب یہ تو اللہ کریم کا احسان اور اس کی قدرت کاملہ کا نشان ہے جو مجھے معلوم ہوا ہے، میں اللہ کا شکر گزار ہوں۔ پھر ہم چل پڑے اور سب لوگ مقام ہجر پر جا اترے پھر آپ نے کافروں کے ساتھ جنگ اور مسلمانوں کی فتح کا ذکر فرمایا پھر فرمانے لگے، صحرائی کافر بحرین کی طرف بھاگ نکلے وہ کشتیوں کے ذریعے وہاں پہنچے اور اللہ کریم نے انہیں اس طرح اکٹھا کر دیا۔ حضرت علا رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو بحرین چلنے کی دعوت دی اور انہیں خطبہ دیا۔ ارشاد فرمایا، کہ یقیناً اللہ تعالےٰ برتر و اعلیٰ نے شیطان کی سب جماعتوں کو اور جنگ کے سب بھگوڑوں کو آج یہاں آپ لوگوں کے لیے جمع فرما دیا ہے مولا تعالیٰ نے صحرا میں آپ کو اپنی آیات دکھا دی ہیں تاکہ دریاؤں میں آپ انہیں وسیلہ عبرت بنائیں۔ دشمن پر پلٹ پڑو اور سمندر کو ان کی طرف بڑھتے سامنے رکھو کیونکہ اللہ کریم نے انہیں وہاں اکٹھا کر دیا ہے لوگوں نے تقریر کے جواب میں کہا کہ بخدا ہم ایسا ہی کریں گے اور جب تک زندہ ہیں مقام صحرا والی آیت کے بعد ہرگز نہیں ڈریں گے۔ جناب علا رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ چل پڑے ساحل سمندر پر جا پہنچے، گھوڑوں پر سوار اپنے سامان والی سواریوں، اونٹوں، خچروں سمیت پیادوں اور سواروں نے سمندر میں اتر کر دعائیں شروع کر دیں، ان کی دعا یہ تھی ؎

يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ يَا كَرِيمُ يَا حَلِيمُ يَا عَلِيُّ يَا عَظِيمُ يَا كَرِيمُ ۔ حَلِيمُ يَا صَمَدُ يَا حَيُّ يَا مُحْيِي الْمَوْتٰى يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ	اے سب مہربانوں سے بڑھ کر مہربان، اے کرم فرمانے والے، اے سراپا حلیم، اے زندہ، اے مُردوں کو زندگی سے نوازنے والے، اے زندہ، اے سب کے سہارے، تیرے بغیر تو کوئی معبودِ برحق نہیں ہے،

marfat.com

ربَّنا ربّنا — اے ہمارے پروردگار۔

وہ بحکم خداوندی خلیج عبور کر گئے، وہ یوں چل رہے تھے گویا نرم ریت پر چل رہے ہیں جس پر صرف اتنا پانی ہے جو اونٹوں کے تلووں کو ہی ڈھانپ سکتا ہے، دارین اور ساحل کے درمیان سمندری جہازوں کو رات اور دن کا سفر تھا مسلمان وہاں جا پہنچے اور کافروں میں سے کوئی خبر دینے والا بھی زندہ نہ رہا ان کے بال بچے قیدی بن گئے اور مال مویشی مسلمان ہانک کر لے گئے۔ اتنا مال غنیمت ملا کہ ہر سوار کے حصے میں چھ ہزار اور ہر پیادہ کے حصے میں دو ہزار آیا جب یہ معرکہ ختم ہوا تو جہاں سے چلے تھے وہاں واپس آ گئے، مشہور شاعر عفیق اسی سلسلہ میں کہتا ہے:-

الم تر ان الله ذلل بحرہ ۔۔۔ وانزل بالکفار احدی الجلائل

دعونا الذی شق البحار فجاءنا ۔۔۔ باعجب من شق البحار الاوائل

(ترجمہ) اے قاری! کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ کریم نے سمندر کو مسخر کر دیا۔ اور کافروں پر ایک بہت بڑی مصیبت نازل فرما دی۔ ہم نے اس معبود برحق کو بلایا جو سمندروں کو پھاڑ دیتا ہے تو اس نے پہلے زمانے کے لوگوں سے بھی زیادہ عجیب انداز سے سمندر ہمارے لیے پھاڑ دیا۔ (پہلے دور کے لوگوں سے مراد سیدنا موسیٰ علیہ السلام ہیں جن کے سامنے سمندر پھٹ گیا اور وہ اسرائیلیوں کو لے چلے)۔

راہب کا قبول اسلام

حضرت علاء رضی اللہ عنہ کے ساتھ لوگ واپس آ گئے ہاں جنہیں وہ جگہ پسند آئی وہ رہ گئے، مقام ہجر پر ایک راہب رہتا تھا، وہ اسلام لے آیا، اس سے پوچھا گیا کہ تیرے اسلام کی وجہ کیا ہے؟ کہنے لگا، تین اسباب نے مجھے اسلام کی طرف دعوت دی ہے اگر یہ ملاحظہ کرنے کے بعد بھی میں دامن اسلام میں پناہ نہ لیتا تو مجھے اللہ کریم مسخ فرما دیتے وہ تین چیزیں یہ تھیں۔ ریت سے پانی بہنے لگا اور سمندروں کی اٹھان نے اطاعت کیشی کی اور

marfat.com

وہ دعا جو میں نے بوقتِ سحر ان کے لشکر کی ہواؤں اور فضاؤں میں سنی لوگوں نے پوچھا جناب! وہ دعا کیا تھی؟ راہب نے جواب دیا یہ دعا تھی۔

اللّٰھُمَّ اَنْتَ الرَّحْمٰنُ وَالْبَدِیْعُ لَیْسَ قَبْلَکَ الْغَافِلِ وَالْحَیُّ الَّذِیْ یَرٰی وَمَا لَا یَرٰی وَکُلَّ وَعَلِمْتَ اللّٰھُمَّ کُلَّ	اے اللہ! تو ہی تو رحمان و رحیم ہے تیرے بغیر کوئی معبودِ برحق نہیں ہے۔ تو وہ کتمِ عدم سے بانا رِ وجود میں لانے والا ہے جس سے پہلے کوئی چیز نہیں تو ہی صفتِ دوام کا موصوف ہے
الرَّحِیْمُ لَا الْمُغَیِّرُ لَکَ شَیْءٌ وَالدَّائِمُ غَیْرُ لَا یَمُوْتُ وَخَالِقُ مَا یَوْمٍ اَنْتَ فِیْ شَانٍ شَیْءٍ بِغَیْرِ تَعْلِیْمٍ	تجھ پر کبھی حیرت و خود فراموشی طاری نہیں ہو سکتی تو تو وہ زندہ ہے جس پر موت کا سایہ نہیں پڑ سکتا تو ہی تو ہر دیکھنے والی اور نہ دیکھنے والی چیز کا خالق ہے تو تو ہر روز ایک نئے انداز یکتائی سے جلوہ افروز ہوتا ہے۔ تیری وہ برتر و اعلیٰ ہے جو کسی سے سیکھے بغیر سب کچھ جانتا ہے۔

یہ واقعات دیکھ اور یہ دعا سن کر مجھے یقین ہو گیا کہ اس قوم (مسلمانوں) کی مدد فرشتے صرف اس لیے ہی کر رہے ہیں کہ وہ حاملانِ امرِ الٰہی ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ اس کے بعد بھی ایسی دعائیں سنا کرتے تھے۔

اصحابِ قبور سے بات

۱۔ سیدنا امیر المومنین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ:۔ ان کی کرامات میں سے ایک کرامت کا ذکر امام بیہقی نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کی روایت کے ذریعے کیا ہے حضرت سعید

marfat.com

فرماتے ہیں کہ ہم مدینہ طیبہ کے قبرستان میں جناب حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ کے ساتھ گئے آپ نے زور سے فرمایا یا اہل القبور السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کیا تم ہمیں اپنی خبریں بتاؤ گے یا ہم تمہیں بتائیں؟ راوی فرماتے ہیں ہم نے یہ آواز سنی وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ یا امیر المومنین! آپ ہمیں ارشاد فرمائیں کہ ہمارے بعد کیا ہوا، حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ نے فرمایا، تمہاری بیویاں دوسری شادیاں کر چکی ہیں، تمہارے مال تقسیم ہو گئے ہیں، تمہارے بچے یتیموں میں شمار ہونے لگ گئے ہیں۔ وہ عمارات جنہیں تم نے بڑا پختہ بنوایا تھا آج تمہارے دشمنوں کا مسکن بنی ہوئی ہیں، یہ ہیں وہ خبریں جو ہمارے پاس ہیں اب ذرا تم اپنی خبریں ہمیں بتاؤ۔ ایک مُردے نے سرکارِ ولایت کو جواب دیا حضور! کفن پھٹ گئے ہیں، بال بکھر گئے ہیں، چمڑے اکھڑ گئے ہیں، آنکھوں کے پپوٹے پانی بن کر رخساروں پر بہہ گئے ہیں، نتھنوں سے پیپ اور پیلا پانی رواں ہے، جو نیکیاں پہلے بھیجی تھیں وہ تول لی گئی ہیں اور جو مال پیچھے چھوڑا تھا، وہ سراسر خسارہ بن گیا ہے۔ بس یہاں رہن پڑے ہیں:۔

باپ کو مارنے والے کا انجام

علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے طبقات میں لکھا ہے جناب حیدرِ کرار اور ان کے دونوں شہزادوں (سیدنا حسن و سیدنا حسین رضی اللہ عنہما) نے آدھی رات کو کسی کہنے والے کو یہ کہتے سنا:۔

یَا مَنْ یُّجِیْبُ دُعَاءَ الْمُضْطَرِّ فِی الظُّلَمِ ۔۔۔ یَا کَاشِفَ الضُّرِّ وَالْبَلْوٰی مَعَ السَّقَمِ
وَقَدْ نَامَ وَفْدُکَ حَوْلَ الْبَیْتِ وَانْتَبَهُوْا ۔۔۔ وَاَنْتَ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ لَمْ تَنَمِ
هَلْ لِیْ بِجُوْدِکَ فَضْلُ الْعَفْوِ عَنْ زَلَلِیْ ۔۔۔ یَا مَنْ اِلَیْهِ رَجَاءُ الْخَلْقِ فِی الْحَرَمِ
اِنْ کَانَ عَفْوُکَ لَا یَرْجُوْهُ ذُوْ خَطَاءٍ ۔۔۔ فَمَنْ یَّجُوْدُ عَلَی الْعَاصِیْنَ بِالنِّعَمِ

(ترجمہ) اے ذاتِ اقدس! جو تاریکیوں میں مضطرب و بے تاب کی دعا سنتی ہے،

marfat.com

اے ذاتِ اقدس! جو بیماروں کی تکلیف اور ضرر کو دُور فرماتی ہے۔ تیری خدمت میں حاضری دینے والے کعبہ کے ارد گرد سو گئے ہیں۔ لیکن اے زندہ وکائنات کے سہارے! تو تو کبھی نہیں سویا کرتا۔ کیا تو محض اپنی سخاوت سے میری لغزشوں پر اپنی معافی کا وسیع دامن پھیلا دے گا، حرم میں تیری ہی ذات کی امیدیں لے کر تو مخلوق اُٹھی ہے۔ اگر خطا کار ہی تیری معافی کے امیدوار نہ ہوں تو پھر گناہ گاروں پر تیرے سوا اور کون نعمتوں کی بارشیں برسائے گا۔

جناب حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ نے کسی کو حکم دیا، ان اشعار والے کو تلاش کرو، وہ اس کے پاس پہنچا اور کہا، امیر المومنین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضری دو۔ وہ اپنا پہلو گھسیٹتا جناب امیر کے سامنے آکھڑا ہوا، آپ نے پوچھا، میں نے تیری التجائیں تو سنی ہیں اب ذرا اپنا واقعہ بھی سنا دے۔ وہ عرض کرنے لگا، میں لہو ولعب اور گناہ میں مبتلا ایک آدمی تھا۔ میرے والد مجھے نصیحت فرماتے، کہا کرتے کہ اللہ کی کچھ سختیاں ہیں اور کچھ گرفتیں ہیں، جو ظالموں سے دُور نہیں ہیں جب انہوں نے بار بار نصیحتیں کیں تو میں آپے سے باہر ہو گیا اور انہیں پیٹ ڈالا۔ انہوں نے قسم کھالی کہ مجھے بد دعا دیں گے اور استغاثہ لے کر دربارِ خداوندی میں مکہ مکرمہ جائیں گے۔ انہوں نے ایسا ہی کیا اور مجھے بد دعا دی، ابھی دعا پوری بھی نہ ہوئی تھی کہ میرا دایاں پہلو سوکھ گیا۔ میں اپنے کیے پر سخت نادم تھا، میں نے بڑی مدارات سے انہیں راضی کرنا چاہا انہوں نے وعدہ فرمایا کہ وہ وہاں ہی میرے حق میں دعا کریں گے جہاں مجھے بد دعا دی تھی۔ میں نے انہیں اونٹنی پیش کی اور انہیں اس پر سوار کرایا۔ اونٹنی بھاگ کھڑی ہوئی اور انہیں دو چٹانوں کے درمیان پھینک دیا، وہ وہاں وفات پا گئے۔ جناب کرار رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اللہ کریم تجھ سے راضی ہیں اگر باپ راضی تھا۔ اس نے کہا، بخدا باپ تو راضی تھا۔ جناب حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ اٹھے، کئی رکعتیں پڑھیں اور کئی مخفی دعائیں فرمائیں، جو

marfat.com

اللہ کریم ہی جانتا ہے۔ پھر فرمایا کہ مبارک ہو، کھڑا ہو جا، وہ اٹھا، چلنے لگا اور پہلے کی طرح صحت یاب ہو گیا۔ پھر جناب کرار رضی اللہ عنہ فرمانے لگے اگر تُو باپ کے راضی ہو جانے کی قسم نہ کھاتا، تو مَیں تیرے لیے دعا نہ مانگتا۔

کٹا ہُوا ہاتھ جُڑ جاتا ہے

امام فخرالدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مَیں نے یہاں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تھوڑی ہی کرامات کا ذکر کیا ہے، سیدنا حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ سے یہ کرامت منقول ہے، کہ آپ کے مُحبّوں میں سے ایک سیاہ رنگ کے غلام نے چوری کی اسے پکڑ کر سرکارِ مرتضوی میں لے آئے، آپ نے اسے فرمایا، کیا تو نے چوری کی ہے؟ کہنے لگا، جی ہاں، جناب نے اس کا ہاتھ کاٹ دیا، وہ جب وہاں سے نکلا تو اسے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اور ابن الکوا، رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملے۔ ابن الکوا، نے پوچھا، تیرا ہاتھ کس نے کاٹا؟ کہنے لگا، امیرالمؤمنین، یعسوب المسلمین، ختنِ رسول اور زوجِ بتول علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہٗ نے کاٹا ہے۔ ابنِ الکوار رضی اللہ عنہ نے فرمایا، انہوں نے تیرا ہاتھ کاٹ دیا ہے اور تو ان کی مدح کرتا ہے؟ جواب میں کہنے لگا، مَیں ان کی مدح کیوں نہ کروں، انہوں نے میرا ہاتھ حق کی وجہ سے کاٹا ہے اور مجھے یہ سزا دے کر جہنم سے بچایا ہے۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے یہ بات سن کر مولائے کائنات رضی اللہ عنہ کو بتائی۔ آپ نے اس کالے غلام کو طلب فرمایا اس کا ہاتھ اس کی کلائی کے ساتھ رکھا اور ایک رومال سے ڈھانپ دیا اور کئی دعاؤں سے نوازا، آسمان سے آواز آئی، ہم مجمع والوں نے سنی کہ ہاتھ سے کپڑا ہٹا دے۔ ہم نے کپڑا ہٹایا تو ہاتھ بالکل ٹھیک ہو چکا تھا۔ یہ سب اذنِ خداوندی کی ذرہ نوازیاں اور اس کی صنعت کاریوں کی حُسن ریزیاں تھیں۔

واقعۂ عجیب

جناب اسامہ بن منقذ اپنی کتاب الاعتبار میں فرماتے ہیں کہ اٹھارہ رمضان ۵۶۵ھ کو موصل میں مجھے عالی جناب شہاب الدین

marfat.com

ابوالفتح مظفر بن سعد بن مسعود بن بختگین بن سبکتگین مولائے معزالدولہ ابن بویہ نے یہ واقعہ بتایا کہ میری موجودگی میں اپنے وزیر کے ساتھ امیرالمومنین مقتفی بامراللہ نے فرات کے مغربی کنارے انبار کے بالمقابل قصبہ صندوریا کی مسجد کی زیارت کی۔ یہ مسجد جناب حیدر کرار رضی اللہ عنہ کی مسجد کہی جاتی تھی۔ جب مقتفی وہاں داخل ہوئے تو انہوں نے سادہ سادہ معمولی کپڑا پہن رکھا تھا اور تلوار گلے میں لٹکائے ہوئے تھے جس پر زیورات و سجاوٹ بھی لوہے سے ہی کی گئی تھی۔ پہچاننے اور جاننے والوں کے بغیر کسی کو پتہ نہیں چل سکتا تھا کہ یہ امیرالمومنین ہیں۔ مسجد کا منتظم وزیر کے لیے بار بار دعائیں مانگتا تھا۔ وزیر نے کہا کیا کر رہے ہو؟ امیرالمومنین کے لیے دعا مانگو۔ مقتفی وزیر سے کہنے لگے اس سے مفید بات پوچھیے، اس سے یہ پوچھیے کہ اس کا وہ مرض جو چہرے میں تھا اور جو میں نے مولانا مستظہر کے دورِ حکومت میں دیکھا تھا، یہ اتنا گھناؤنا گہرا پھوڑا تھا کہ اس کے چہرے کا زیادہ حصہ اس نے ڈھانپ رکھا تھا، جب کھانے کی طلب ہوتی تو اسے رومال سے باندھتا، تب جا کر کہیں کھانا اس کے منہ میں جاتا۔ اب وہ کدھر گیا ہے؟ منتظم مسجد کہنے لگا، جیسا آپ کہہ رہے ہیں بالکل میرا یہی حال تھا اور میں علاقہ انبار کی اس مسجد میں بار بار آیا کرتا تھا، مجھے ایک آدمی ملا اور کہنے لگا کہ تو فلاں انبار کے عہدہ دار کے پاس بار بار آتا جس طرح اس مسجد میں آرہا ہے تو وہ تیرے لیے کسی حکیم کا بندوبست کرتا جو اس خبیث مرض کو تیرے چہرے سے اتار پھینکتا۔ اس کی بات کو میں نے شدت سے محسوس کیا اور میرا دل تنگ ہوا۔ میں رات کو غم و اندوہ میں سو گیا تو مولائے کائنات امیرالمومنین حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کو خواب میں اسی مسجد میں یہ فرماتے سنا، یہ گڑھا کیا ہے؟ یہ زمین میں ایک گڑھے کی طرف دیکھ کر آپ نے فرمایا تھا۔ میں موقع پاتے ہی اپنی بیماری کا معاملہ پیش کرنے لگ گیا مگر آپ نے توجہ پھیر لی۔ میں نے پھر واقعہ دہرا کر اس آدمی کا بھی ذکر کیا جو مجھے کسی وڈیرے سے طبیب

marfat.com

طلب کرنے کو کہہ رہا تھا[1]

یہ سن کر آپ نے فرمایا، آپ اسی دنیا میں جلد بازی کے ساتھ وصول کرنا چاہتے ہیں، یہ فرمان سن کر میں جاگ گیا، گھاؤ والا پھوڑا میرے پہلو میں گرا پڑا تھا اور سب مصیبت ختم ہو چکی تھی۔ یہ واقعہ سن کر جناب مقتفی بولے پیچ کہہ رہا ہے۔ پھر وزیر سے فرمایا، اس سے بات کیجئے۔ اس کی ضروریات پوچھیے، نوٹ لکھیے، میرے پیش کیجئے تاکہ میں اس پر حکم صادر کر دوں۔ وزیر نے اس سے بات کی تو وہ کہنے لگا، میں مصیبت زدہ ہوں اور میری بیٹیاں ہیں، مجھے ہر ماہ تین دینار چاہئیں، میں نے اس کی عرضداشت لکھی جس کا عنوان یہ تھا۔ الخادم قیم مسجد علی۔ (خادم مسجد کرار کا متولی) وزیر نے اس کے مطلب کا نوٹ لکھ دیا اور کہا کہ جاؤ اسے رجسٹر میں لگا دو۔ میں گیا اس میں سے صرف نوٹ ہی مطالعہ کیا، باقی درخواست نہیں پڑھی۔ رواج یہ تھا کہ نوٹ (توقیع) اس آدمی کیلئے لکھا جاتا جس کی درخواست ہوتی اور امیر المومنین (حاکم وقت) کی تحریر جو اس پر ہوتی اسے لے لیا جاتا۔ جب کاتب نے خط کھولا کہ اسے رجسٹر میں درج کرے تو اس نے دیکھا کہ جہاں قیم مسجد علی (مسجد کرار کا منتظم) لکھا، بالکل اس کے نیچے جناب مقتفی نے امیر المومنین صلوات اللہ علیہ لکھ دیا۔ اگر وہ اور زیادہ طلب کرتا تو مقتفی اسے ضرور دیتے۔ (چونکہ وہ جناب کرار رضی اللہ عنہ کی ذات سے والہانہ عقیدت کا ثبوت دینا چاہتے تھے)۔

---

[1] اب بھی اولیائے امت کی مساجد اور مزارات پر جانے والوں کو روکتے ہوئے اسی مجہول النسب آدمی کی دلیل اس کے پیروکار دیا کرتے ہیں کہ بھائی اہل اللہ کے مزارات پر کیوں جاتے ہو، اب تو سائنس نے علم الادویہ میں کمال حاصل کر لیا ہے فلاں ڈاکٹر کے پاس جاؤ علاج کراؤ ٹھیک ہو جاؤ گے۔ یعنی ڈاکٹر تو مشکل کشا ہے اور اس کی گولی تو قبض کشا ہے مگر اللہ کے مقرب بندے مشکل کشا نہیں۔ شرک صرف ان کے ماننے سے ہوتا ہے ڈاکٹر کو ماننے سے نہیں۔

marfat.com

فرشتے آلِ نبی کی خدمت کرتے ہیں

جناب صبان نے اپنی کتاب اسعاف الراغبین میں اور ملّا نے اپنی کتاب سیرت میں یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ سیدِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو بھیجا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بلا لائیں۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ ان کے گھر چکی چل رہی ہے مگر وہاں کوئی آدمی نہیں ہے۔ انہوں نے آکر رسولِ کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کو اس بات کی اطلاع دی۔ آپ نے فرمایا، ابوذر! آپ کو معلوم نہیں کہ زمین میں اللہ کے کچھ فرشتے گھومتے پھرتے ہیں اور ان کی ڈیوٹی یہ ہے کہ آلِ محمد صلوات اللہ وسلام علیہ کی معاونت کرتے رہیں۔

برزخیوں سے سوال و جواب

۲۴۔ سیدنا امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ :۔ ان کی کرامات سے ایک کرامت یہ ہے جو ابن ابی الدنیا نے کتاب القبور میں نقل کی ہے کہ حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ بقیع کے قبرستان کے پاس سے گزرے، فرمانے لگے شہر خموشاں کے مکینو! السلام علیکم، ہمارے پاس کی خبریں تو یہ ہیں کہ تمہاری بیویوں نے اور شادیاں رچا لی ہیں اور تمہارے گھروں میں اور لوگ رہ رہے ہیں اور تمہارے مال بانٹ دیئے گئے ہیں یہ سن کر ایک آواز دینے والے نے جواب دیا، حضور فاروقِ اعظم! ہمارے پاس یہ خبریں ہیں کہ جو نیکیاں ہم نے اپنے سے پہلے اس عالم میں بھیج دی تھیں، وہ یہاں ہمیں مل گئی ہیں جو ہم خود راہ خدا میں خرچ کر آئے ہیں اس کا نفع حاصل کر لیا ہے اور جو پیچھے چھوڑ آئے ہیں وہ تو صرف خسارہ ہی خسارہ ہے۔

ابنِ عساکر نے یحییٰ بن ایوب خزاعی سے روایت لی ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے سنا ہے کہ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ ایک نوجوان کی قبر پر تشریف لے گئے اور پکارے اے فلاں :۔

marfat.com

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ۔

اور جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے اس کے لیے دو جنتیں ہیں۔

قبر کے اندر سے اس نوجوان نے جواب دیا، جنابِ فاروق! میرے رب نے جنت میں دو دفعہ وہ جنتیں عطا فرمائی ہیں۔

حضرت ساریہ کو مدینہ طیبہ سے خطاب

امام تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ کی کرامات میں سے ایک کرامت یہ ہے کہ ان کی ذات کے متعلق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

لَقَدْ كَانَ فِيمَنْ قَبْلَكُمْ نَاسٌ مُحَدَّثُونَ فَاِنْ يَّكُ فِي اُمَّتِي اَحَدٌ فَاِنَّهٗ عُمَرُ

سابقہ امتوں میں کچھ لوگ ایسے ہوتے تھے جنہیں الہام ہوتا تھا، مگر میری امت میں کوئی ایسا ہوا تو وہ عمر ہوں گے۔

جسے ہم قصہ ساریہ بن زنیم خلجی کہتے ہیں، فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مسلم لشکر کا جرنیل جناب ساریہ رضی اللہ عنہ کو بنایا اور علاقۂ فارس کی طرف آپ کو روانہ فرمایا۔ آپ نے نہاوند کو گھیر رکھا تھا کہ لشکر مصیبت میں پھنس گیا۔ دشمنوں کی تعداد بہت زیادہ ہو گئی، مسلمان شکست کھانے ہی والے تھے کہ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ مدینہ طیبہ میں مسجد نبوی کے منبر پہ جلوہ افروز ہو کر خطبہ دینے لگے دورانِ خطبہ بلند آواز سے بطور امداد پکارے:۔

يَا سَارِيَةُ الْجَبَلَ اے ساریہ پہاڑ کا خیال رکھ۔

جو بھیڑیے کو بھیڑوں کا چرواہا بناتا ہے وہ ظلم کرتا ہے۔ یہ آواز تھی کہ بجلی کا کڑکا تھا کہ نہاوند کے سامنے ساریہ اور سب فوج نے جناب عمر رضی اللہ عنہ کی آواز

marfat.com

سنی۔ وہ پہاڑ کی اوٹ میں آ گئے اور کہنے لگے یہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آواز ہے۔ وہ نجات پا گئے اور فتحیاب ہوئے۔ (ملخصاً از علامہ سبکی)

کرامتِ فاروق کی تائید بزبانِ حیدرِ کرار

تاج الدین سبکی فرماتے ہیں کہ میں نے شیخ امام والد گرامی تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ سے اس حدیث میں اتنا مزید سنا تھا کہ جنابِ کرار رضی اللہ عنہ بھی تشریف رکھتے تھے انہیں کہا گیا جو کچھ امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ فرما رہے ہیں اس کی حقیقت کیا ہے؟ ساریہ تو ہم سے بہت دُور ہیں؟ حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ نے فرمایا، فاروق کو اپنے حال پر چھوڑ دو، وہ جس معاملے میں بھی اترتے ہیں اس سے نکلنے کا راستہ ان کے لیے موجود ہوتا ہے۔ پھر آپ نے آخرت کے احوال ارشاد فرمائے۔ امام سبکی فرماتے ہیں کہ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ اس کرامت کا اظہار نہیں چاہتے تھے دراصل انہیں کشف ہوا اور سب مجاہدین کو انہوں نے بالکل اپنے سامنے پایا، گویا وہ خود ان کے درمیان موجود ہیں اور مدینہ منورہ کی مجلس سے غائب ہیں۔ نہاوند میں مسلمانوں کو جو افتاد پڑ رہی تھی آپ کے حواس اس میں مستغرق تھے، اب آپ نے مجاہدین کے امیر کو یوں خطاب کیا جیسے اپنے ساتھی کو خطاب کیا جاتا ہے کیونکہ یا تو حقیقتاً آپ اس کے ساتھ تھے یا اس طرح اس کے ساتھ تھے کہ گویا اس کے ساتھ ہیں۔ یہ بھی ذہن میں رہے کہ ایسے معاملات جو اللہ کریم مقربین کی زبان سے جاری فرما دیتے ہیں ہو سکتا ہے بعد از عرفان ان کی زبانوں سے صادر ہوں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بلا عرفان صدور پذیر ہوں۔ بہرحال دونوں صورتوں میں یہ کلمات کرامت ہی ہوتے ہیں۔ (عدم عرفان کی صورت میں اس لیے کہ اللہ کریم نے باقی ساری کائنات کو چھوڑ کر انہیں ان کلمات کے لیے منتخب فرمایا اور ان کی مقدس

زبانوں پر انہیں جاری کیا۔

marfat.com

زمین کو فاروقی حکم

حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کی ایک اور کرامت واقعہ زلزلہ ہے۔ امام الحرمین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "الشامل" میں یہ واقعہ یوں بیان کیا ہے کہ دورِ فاروقی میں زمین زلزلے سے لرزنے لگی آپ نے اللہ کریم کی حمد و ثنا فرمائی مگر پھر بھی زمین لرزتی اور جھومتی رہی۔ آپ نے پھر اسے اپنا کوڑا مارا اور فرمایا۔ تھم جا! کیا میں تیری سطح پر عدل نہیں کرتا ہوں۔ زمین فوراً تھم گئی۔ امام الحرمین فرماتے ہیں کہ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ فی الحقیقت ظاہر و باطن میں امیرالمومنین اور زمین اور اس کی آبادی میں اللہ تعالیٰ کے خلیفہ تھے اور زمین کو بھی اس سے صادر ہونے والے واقعات پر تادیب و تعزیر فرماتے، جس طرح اس پر آباد انسانوں کی غلطیوں پر انہیں تعزیر سے باز رکھتے۔

دریائے نیل کے نام فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا گرامی نامہ

حضرت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق امام الحرمین فرماتے ہیں کہ دریائے نیل کا قصہ بھی زلزلہ والے واقعہ سے ملتا جلتا ہے۔ واقعہ یوں ہے کہ دورِ جاہلیت میں نیل میں اس وقت تک پانی جاری نہیں ہوتا تھا جب تک اس میں ہر سال ایک کنواری لڑکی نہ ڈالی جاتی۔ جب دورِ اسلام آیا اور دریائے نیل اپنے بہنے کے وقت جاری نہ ہوا تو مصری حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے، نیل کا ایک انداز ہے یہ اس وقت تک نہیں چلتا، جب تک اس میں ایک کنواری لڑکی والدین کی موجودگی میں اس میں نہ ڈال دی جائے اور یہ بھی ضروری ہے کہ تا حدِ امکان وہ اچھے لباس اور عمدہ زیورات میں ملبوس ہو۔ ابن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، اب تو یہ نہ ہوگا۔ کیونکہ اسلام سابقہ رواجات کو ختم کرنے کے لیے آیا ہے تین ماہ لوگ منتظر رہے مگر نیل میں کچھ بھی پانی نہ آیا اور لوگوں نے ملک چھوڑ کر چلے

marfat.com

جانے کا فیصلہ کر لیا۔ حضرت ابن عاص رضی اللہ عنہ نے سارا واقعہ امیر المومنین فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کو پیش کیا، آپ نے جواباً فرمایا، آپ کا یہ فیصلہ بالکل ٹھیک ہے کہ اسلام پہلے کے رواجات و رسوم کو مٹا دیتا ہے (لہٰذا اب مصر میں بھی لڑکی کو دریا میں ڈالنے کی رسم جاری رکھنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ مترجم) میں آپ کو ایک کارڈ بھیج رہا ہوں، اسے نیل کی نذر کر دیجئے۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کارڈ دریا میں ڈالنے سے پہلے کھولا، اس میں تحریر تھا "یہ خط امیر المومنین عمر کی طرف سے دریائے نیل کے نام ہے۔ اس کے بعد، اے دریائے نیل! سن لے اگر تو خود بخود چلتا ہے تو تھم جا، لیکن اگر واحد و قہار اللہ نے تجھے جاری رہنے کا حکم دے رکھا ہے تو ہم واحد و قہار اللہ ہی سے التماس کریں گے کہ تجھے جاری رکھے"۔ یہ خط جناب عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے دریا میں ڈال دیا۔ یہ خط واقعہ صلیب سے ایک دن پہلے ڈالا، مصری جلاوطنی اور ملک بدری پر تلے بیٹھے تھے۔ صبح دیکھا تو دریا سولہ گز چڑھ چکا تھا۔

ختنین کے قاتلوں کو فاروقِ اعظم پہچانتے تھے

حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی ایک اور کرامت یہ ہے کہ شام کی طرف جانے والی ایک فوج آپ کے سامنے آئی اور اس فوج سے ایک گروہ سلامی کے لیے سامنے آیا، آپ نے منہ پھیر لیا۔ دوبارہ جب یہ گروہ پیش ہوا تو بھی آپ نے منہ پھیر لیا۔ تیسری دفعہ پھر ایسا ہی ہوا۔ آخر کار پتہ چلا کہ اس گروہ میں جناب عثمان اور جناب کرار رضی اللہ عنہما کے قاتل تھے۔

فاروق کا گمان حقیقت ہوتا تھا

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ریاض الصالحین میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ اگر کسی چیز کے متعلق

marfat.com

بھی فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ فرما دیتے کہ میرا اس کے متعلق گمان یوں ہے تو وہ اسی طرح ہوتا جس طرح آپ کا گمان ہوتا۔ یہ واقعہ میں نے حجۃ اللہ علی العالمین میں ذکر کیا ہے۔ حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ اور نیل کے مشہور واقعات میں نے مناوی کی طبقات کبریٰ میں دیکھے اور وہاں آپ کی یہ کرامت بھی دیکھی کہ اگر آپ کو کوئی آدمی بات بتاتا اور اس میں کسی جگہ جھوٹ کی ملاوٹ ہوتی تو آپ فرماتے یہ حصہ چھوڑ دیجئے، وہ آگے بیان کرتے ہوئے پھر کوئی غلط بات کہتا تو آپ فرماتے یہ چھوڑ دیجئے۔ وہ آدمی پکار اٹھتا کہ یا امیر المومنین! میں نے جو بیان کیا وہ سچ ہے مگر جس سے آپ نے روک دیا، وہ غلط ہے۔

عجیب نام آپ کی ایک کرامت یوں ہے کہ آپ نے ایک آدمی سے پوچھا تیرا نام کیا ہے؟ وہ بولا جمرہ (چنگاری) آپ نے فرمایا کس کا بیٹا ہے؟ کہنے لگا شہاب (شعلہ) کا بیٹا ہوں۔ آپ نے کہا کس قبیلے سے ہے؟ اس نے جواب دیا حرقہ (جلن) قبیلہ سے ہوں، ارشاد فرمایا مسکن کہاں ہے؟ کہنے لگا حرۃ (گرمی و حرارت) میں رہتا ہوں۔ پوچھا اس کے کون سے حصے میں ہم کہنے لگا ذات لظی (شعلے والے) حصے میں۔ حضرت نے فرمایا اپنے گھر والوں کی خبر لے، وہ تو جل چکے ہیں۔ اور جب اس نے پتہ کیا تو بات صحیح نکلی۔

آگ کے نام حکم امام رازی نے اپنی شہرہ آفاق تفسیر میں سورہ کہف کی شرح میں لکھا ہے کہ مدینہ طیبہ میں کسی گھر کو آگ لگ گئی جناب فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے ایک ٹھیکرے پر لکھا، اے آگ! بحکم خداوندی سے بھم جا۔ لوگوں نے یہ ٹھیکرا آگ میں ڈال دیا تو آگ فوراً بجھ گئی۔

شیر حضرت فاروقِ اعظم کی رکھوالی کرتے ہیں امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کرامت بھی بیان

marfat.com

فرمائی ہے کہ شاہ روم کا ایلچی حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضری کے لیے مدینہ طیبہ میں آیا اور آپ کے دولت کدہ کو تلاش کرنے لگا۔ اس کا خیال تھا کہ آپ کا گھر بھی کوئی شاہی محل قسم کا ہو گا لوگوں نے اس کو بتایا کہ ان کا محل کوئی نہیں وہ تو اس وقت شہر سے باہر صحرا میں دودھ دوہنے تشریف لے گئے ہیں۔ جب وہ صحرا میں پہنچا تو دیکھا کہ آپ سر کے نیچے اپنا درہ رکھے مٹی پر سو رہے ہیں یہ دیکھ کر سفیر صاحب ششدر رہ گئے۔ کہنے لگے کہ مشرق و مغرب کے لوگ اس انسان سے ڈرتے ہیں اور اس کی کیفیت یہ ہے۔ پھر جی میں سوچا کہ وہ تنہا ہیں مجھے انہیں قتل کر دینا چاہیئے۔ تاکہ لوگوں کو ان سے نجات مل جائے۔ جب اس نے قتل کے لیے تلوار اٹھائی تو اللہ کریم نے زمین سے دو شیر نکال دیئے۔ وہ اس کی طرف لپکے وہ ڈر گیا اور تلوار ہاتھ سے دھڑام سے زمین پر گر گئی۔ جناب فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی آنکھ کھل گئی مگر انہیں تو کوئی شیر وغیرہ دکھائی نہ دیا، آپ نے اس سے کیفیت پوچھی تو اس نے سب ماجرا بیان کر دیا، اور آغوشِ اسلام میں پناہ لی۔

خبرِ متواتر سے عظمتِ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ اس کے بعد امام رازی نے اور بھی کرامات ذکر فرمائی ہیں۔

جن کا میں ذکر کر چکا ہوں۔ آخر میں امام موصوف نے فرمایا ہے کہ یہ واقعات اخبارِ احاد ہیں مگر یہاں وہ کرامت بھی ہے جو متواتر ہے اور وہ یہ ہے آپ زینت دنیا سے نفور اور اس کے تکلفات و ملمع سازیوں سے بے حد دور ہونے کے باوجود شرق و غرب کی سیاست پر چھا گئے۔ ممالک و دل کو الٹ پلٹ کر رکھ دیا۔ اگر آپ تاریخ کا مطالعہ کریں تو پتہ چلے گا کہ سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر آج تک کسی اور انسان کو وہ کچھ میسر نہیں آیا جو آپ کو ملا۔ وہ ان تکلفات دینوی سے بہت دُور ہونے کے باوجود ان سیاسیات پر کیسے قادر ہوئے اور یہی وہ عظیم کرامت ہے جسے درجۂ تواتر

marfat.com

سے نقل کیا گیا ہے۔

حضرت عمران سے فرشتوں کا کلام

۴۴۴۔ سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ:۔ علامہ سبکی وغیرہ نے ان کی یہ کرامت بیان کی ہے کہ یہ بات مشہور ہے کہ آپ ملائکہ کی تسبیح سنا کرتے تھے پھر آپ نے پچھنے لگوائے تو یہ سننا موقوف ہو گیا۔ پھر اللہ کریم کے کرم سے دوبارہ فرشتوں کی تسبیح سننے لگ گئے۔ اسد الغابۃ میں علامہ ابن اثیر نے حضرت عمران رضی اللہ عنہ سے اپنی سند کے ذریعے یہ روایت لی ہے کہ رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے پچھنے لگوانے سے منع فرمایا ہے عمران فرماتے ہیں کہ پھر ہم نے پچھنے لگوائے اور فلاح و کامیابی حاصل نہ کر سکے [۱]

آہ! یہ امتحان

ابن اثیر فرماتے ہیں کہ دوران مرض حضرت عمران رضی اللہ عنہ کو فرشتے سلام کہا کرتے تھے۔ جب آپ نے پچھنے لگوائے تو سلام کا سلسلہ ختم ہو گیا، پھر کچھ وقت بعد شروع ہو گیا۔ آپ کو استسقاء کا مرض بھی لاحق تھا جو کئی سال چلتا گیا مگر آپ کے صبر میں فرق نہ آیا۔ آپ کا پیٹ چاک کر کے چربی نکالی گئی اور چارپائی میں سوراخ کر دیا گیا اور آپ اس حال میں تیس سال تک رہے۔ ایک آدمی آیا اور کہنے لگا، اے ابو نجید! (حضرت عمران) جو مصائب

---

[۱] شریعت مطہرہ میں علاج کی اجازت ہے مگر اللہ والوں میں کچھ ایسے متوکل لوگ ہوتے ہیں جو بیماری کو بھی اللہ کریم کا انعام سمجھ کر علاج نہیں کرتے بقول حافظ ۔ بلائے کز حبیب آید ہزارش مرحبا گفتم ۔ کا معاملہ ہوتا ہے۔ یہی حال حضرت عمران رضی اللہ عنہ کا ہے۔ پچھنے لگوانے سے ان کے نزدیک توکل علی اللہ ختم ہوتا ہے لہٰذا ایک تو فرشتوں کی تسبیح کی آواز ختم ہوتی ہے دوسرا وہ فرماتے ہیں کہ فلاح و کامرانی اس سے ختم ہو گئی ہے کہ نظر سبب پر پڑے تو مسبب نظروں سے اوجھل ہو جاتا ہے اور سالکان راہ حق کے لیے یہ چیز حجاب بن جاتی ہے۔

marfat.com

آپ سے وابستہ دیکھتا ہوں، یہ آپ کی عبادت سے مانع ہوتے ہیں آپ نے فرمایا، بھتیجے! میرے پاس نہ بیٹھ، چلا جا! بخدا جو میرے رب کو پسند ہے وہ مجھے بھی محبوب ہے۔

بے ادب کی سزا

۴۴۔ سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ :۔ علامہ سخاوی نے اپنی کتاب "تحفۃ الاحباب فی مزارات مصر" میں لکھا ہے کہ ایک شخص حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی قبر کی زیارت کے لیے آیا، اس نے وہاں ایک شخص کو بیٹھا ہوا پایا، اور اس سے حضرت کی قبر کے متعلق پوچھا۔ اس نے پاؤں کے اشارے سے قبر کا پتہ بتا دیا۔ اسی جگہ وہ مبتلائے محن ہو گیا۔ سیدنا عمرو بن عاص کی وفات شب عید الفطر ۴۳ھ کو مصر میں ہوئی۔

وادیاں پانی بہانے لگ جاتی ہیں

۴۵۔ سیدنا غالب بن عبد اللہ لیثی رضی اللہ عنہ :۔ علامہ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے جندب بن مکیث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ سید کل دانائے سبل ختم رسل صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت غالب رضی اللہ عنہ کو ایک فوجی دستے میں بھیجا۔ میں خود بھی اس دستہ میں شامل تھا حکم یہ تھا کہ مقام کدیر پر بنی ملوح پر شبخون مارا جائے۔ ہم نے شبخون مارا اور جانور ہانک کر چل دیئے۔ ان کے اطلاعچی نے بنی ملوح کے گھروں میں بھاگ کر چلا چلا کر شبخون کی اطلاع دی۔ عجیب حالت تھی ہم جانوروں کو ہانک کرلے جا رہے تھے اور بنو ملوح بالکل ہمارے قریب پہنچ چکے تھے۔ صرف ایک وادی ہمارے درمیان حائل تھی، ہم وادی کے ایک گوشے میں سے نکل رہے تھے کہ دفعتہً کناروں تک بھر کر وادی بہنے لگی، بخدا ہمیں کہیں بادل کا نشان تک نظر نہ آ رہا تھا اور نہ ہی کہیں بارش کا پتہ تھا۔ پانی اتنا زیادہ تھا کہ اس سے گزرنا کسی کے بس میں نہ تھا۔ بنو ملوح للچائی نظروں سے ہمیں دیکھتے رہ گئے اور ہم اتنے دور نکل گئے کہ وہ ہمیں طلب نہیں کرسکتے تھے، مگر یہ واقعہ تو دین اسلام کے حق میں

marfat.com

بھی ایک آیت ہے صرف حضرت خالب رضی اللہ عنہ کی کرامت نہیں۔

۱۹۴۔ سیدنا مسلمہ بن مخلد انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ :-

درندوں کو خطاب

مشہور یہ ہے کہ آپ مصر و افریقہ کے امیر تھے، آپ نے مصر میں سب سے پہلے اذان کے لیے منارہ تعمیر کرایا۔ حضرت شافع محشر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعائے کریمہ کی وجہ سے آپ کی دعائیں قبول ہوتی تھیں۔ آپ صاحب کرامات تھے۔ ایک کرامت یہ تھی کہ اگر آپ کسی وادی بے آب میں تشریف لے جاتے اور دعا فرماتے تو اللہ کریم اسی وقت لوگوں کو پانی سے نواز دیتے۔ ایک اور کرامت یہ ہے کہ جب آپ افریقہ تشریف لے گئے اور ایک وادی کو قیام سے منور فرمایا تو لوگوں نے اطلاع دی کہ اس وادی میں تو لاتعداد درندے اور سانپ ہیں۔ آپ نے درندوں اور سانپوں کو خطاب فرماتے ہوئے حکم دیا اس وادی سے نکل جاؤ۔ درندوں نے اپنے بچوں کو اور سانپوں نے اپنی اولاد کو اٹھایا اور وادی سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ یہ کرامت علامہ مناوی نے بیان فرمائی ہے [۱]

---

[۱] ایسے واقعات سے تاریخ اسلام بھری پڑی ہے کہ غلامان سید الابرار صلی اللہ علیہ وسلم نے جانوروں کو حکم دیا تو انہوں نے سر تسلیم خم کر دیا۔ آج جہاں خرطوم واقعہ ہے یہ جگہ ویرانہ تھی۔ زمین دلدلی تھی جنگلات سے ڈھکی ہوئی تھی، یہاں اسلامی جرنیل نے پڑاؤ کیا، تو اطلاع ملی کہ بے شمار درندے ہیں اور زمین پر تو بچھو بیٹھنے تک نہیں دیتے، کیا کیا جائے؟ پھر دفعۃً چشم فلک نے ایک عجیب منظر دیکھا کہ جرنیل ٹیلے پر کھڑے ہو کر درندوں کو یوں حکم دے رہا ہے گویا وہ اس کے سپاہی ہیں۔ وہ کہہ رہا تھا اے شیرو! اے ریچھو! اے انسان کے دشمن درندو! یہاں سے نکل جاؤ، کہ اسلام کا لشکر، محمد عربی کے خدام پر مشتمل یہاں چھاؤنی ڈالنے والا ہے۔ بچھوؤ! آج سے اپنی عادت بدل لو، اب کسی کو نہیں کاٹنا ہے: اعلان سن کر درندے اپنے بچوں کو ہونٹوں میں لیے جھاڑیوں سے نکل بھاگے، میدان خالی کر گئے اور بچھوؤں نے اپنی

(باقی اگلے صفحہ پر)

marfat.com

۷۴۔ سیدنا میسرہ بن مسروق عبسی رضی اللہ عنہ :۔ بقول علامہ ابن اثیر یہ بنی عبس کے ان نو افراد میں سے ایک تھے جو سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں بطور وفد حاضر ہوئے تھے۔ رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم جب حجۃ الوداع کے لیے تشریف لے گئے تو حضرت میسرہ خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے کہ حضور! میں تو مسلسل یہی چاہ رہا تھا کہ آپ کا اتباع نصیب ہو۔ پھر وہ اسلام لائے اور حسن اسلام کا مظاہرہ کیا کہنے لگے اللہ کریم کی حمد ہے جس ذات اقدس نے آپ کے وسیلہ سے مجھے آگ سے نجات بخشی (اندازہ کیجیے کہ صحابی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے آپ کے وسیلۂ جلیلہ کی عظمت کے ترانے گا رہا ہے اور آج اسی وسیلہ پر کج گفتار لوگ پھبتی کر رہے ہیں۔) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جناب میسرہ رضی اللہ عنہ کو بہت عزیز رکھتے تھے۔ (اسد الغابۃ) آپ فلسطین کے علاقہ اجناد کے امراء میں سے تھے آپ وہاں ہی فوت ہوئے نابلس کے علاقہ کے گاؤں باقہ میں آپ کا مزار مشہور و معروف ہے جس کی زیارت ہوتی رہتی ہے۔

امام نبہانی رحمہ اللہ کو صحابی کے مزار سے شفا ملتی ہے :۔ امام یوسف نبہانی (مؤلف رحمۃ اللہ علیہ)

بقیہ :۔ عادت بدل لی، وہ دن گیا اور آج کا دن آگیا ہے تیرہ چودہ سو سال کے طویل عرصہ میں پھر خرطوم کے بچھوؤں نے بھول کر بھی کاٹنے والی عادت کا اعادہ نہیں کیا۔ سچ ہے ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صرف اور صرف اعلائے کلمۃ الحق کے لیے میدان کارزار میں اترتے تھے۔ وہ ملک فتح کرنے، اپنا جھنڈا بلند کرنے، رنگ و نسل کے بت گھڑنے اور زبان کے گیت گانے نہیں گئے تھے لہٰذا اس خلوص کی قیمت یہ تھی کہ درندے ان کی بات مانتے اور بچھو ان کی اطاعت کرتے تھے ۔ وہ معزز تھے زمانے میں مسلماں ہو کر تم خوار ہوئے تارک قرآں ہو کر

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی

marfat.com

فرماتے ہیں، بیس سال ہوئے مَیں نے بھی ان کے مزارِ انور کی زیارت کی تھی۔ مجھے پتہ نہیں تھا کہ آپ یہاں مدفون ہیں مگر راستہ گزرتے قبر کے قریب سے گزرا تو لوگوں کے ٹھٹھ کے ٹھٹھ آپ کی زیارت کے لیے بڑھتے پائے، یہ ۱۴۰۵ھ کا یوم حج تھا۔ اس علاقے کے ایک ساتھی سے مَیں نے اس اجتماع کا سبب پوچھا، تو اس نے مجھے بتایا کہ یہ دن آپ کے مزار شریف کی زیارت کا مخصوص دن ہے۔ اس علاقہ اور ارد گرد کے لوگ اس دن حاضری دیتے ہیں اور یہ سلسلہ عرصہ دراز سے مسلسل چلا آ رہا ہے۔ یہی عمل لوگ رمضان کے آخری دن بھی کرتے ہیں اور یہاں حاضری دیتے ہیں۔ پھر اسی سال مَیں حکومت کے محکمہ حقوق میں ملازم ہو کر بیروت گیا جہاں دمِ تحریر تک مَیں مقیم ہوں۔ مَیں بیروت پہنچ کر بیمار ہو گیا۔ تین سال کے طویل عرصہ پر مرض پھیل گیا اور ۱۴۰۸ھ تک مَیں بیمار رہا۔ اطباء نے اسے مرض عضال کا نام دیا، اس مرض میں عصبی ہضم میں دقت پیدا ہو جاتی ہے اور معدے کے عصب میں ضعف پیدا ہو جاتا ہے۔ مَیں اس مرض کے ہاتھوں چور چور ہو گیا، مَیں شفا سے ناامید تھا، پھر ایک رات سوتے ہوئے کسی کی آواز آئی کہ حضرت میسرہ رضی اللہ عنہ کی زیارت کے لیے جایئے۔ مَیں سمجھ گیا کہ لفظ میسرہ سے مراد حضرت میسرہ عبسی رضی اللہ عنہ سے ہے اور مجھے ان کی زیارت کے فیض سے اس مرض سے نجات ملے گی۔ جب مَیں بیدار ہوا تو زیارت کا پختہ ارادہ کر لیا۔ جب تین سال پہلے مَیں ان کی قبرِ اقدس کے قریب سے گزر رہا تھا تو مجھے زیارت کا خیال نہیں آیا تھا۔ اب مجھے یقین ہو گیا کہ یہ خواب سچا ہے۔ اسی دن عازمِ زیارت ہوا، سنہ مذکورہ کا آج بھی عرفہ کا ہی دن تھا۔ مَیں نے مزار کے قریب وادیٔ عارہ نامی ایک گاؤں میں عبدالکریم آفندی بن محمد حسین عبدالہادی کے پاس رات گزاری جنہوں نے میری بہت عزت کی اللہ ان پر رحم فرمائے اور جزائے خیر سے نوازے۔ اسی رات مجھے یوں محسوس ہوا، کہ مَیں ٹھیک ہو رہا ہوں۔ آج اتنا آرام آگیا جو اس سے پہلے محسوس

marfat.com

اطباء کی بہت سی دوائیں استعمال کرنے کے باوجود نہیں آرہا تھا۔ صبح میں آپ کی زیارت کے لیے روانہ ہوا، میں نے عرفہ کے دن آپ کی زیارت کی جبکہ باقی لوگ بھی حسبِ معمول زیارت کے لیے جمع تھے۔ میں نے جتنا ہو سکا وہاں قرآن پڑھا اور دلائل الخیرات کی تلاوت کی، پھر شکر و حمد کے گیت گاتا واپس ہوا۔ اور بتدریج مجھے شفا ہونے لگی اور آخر کار مرض بیخ و بن سے اکھڑ گیا۔ والحمد للہ رب العالمین۔

نجاشی کی قبر

۴۸۔ حضرت النجاشی رحمۃ اللہ علیہ :۔ علامہ سخاوی جناب ابو اسحاق سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے یہ حدیث یزید بن اوبان نے بسند حضرت عروہ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہوئے بتائی۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب نجاشی کی وفات ہوئی تو ان کی قبر پر نور برستا تھا، حضرت نجاشی رحمۃ اللہ علیہ اگرچہ صحابی نہیں مگر وہ عہدِ نبوی میں تھے اور رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے آپ کا غائبانہ جنازہ پڑھایا تھا، اس لیے میں نے صحابی نہ ہوتے بھی ان کا ذکر خیر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ کر دیا ہے۔

۴۹۔ سیدنا یعلیٰ بن مرۃ رضی اللہ عنہ :۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت یعلیٰ بن مرۃ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ ہم حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قبرستان سے گزر رہے تھے کہ میں نے ایک قبر سے گرفت کی آواز سنی۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! قبر سے میں نے اس کی گرفت کی آواز سنی ہے۔ آپ نے فرمایا، یعلیٰ! آپ نے بھی سن لیا۔ میں نے عرض کیا، جی ہاں یارسول اللہ صلوات اللہ علیک۔ ارشاد ہوا، بالکل چھوٹی سی بات پر اسے عذاب دیا جا رہا ہے۔ میں نے عرض کیا حضور! وہ بات کیا ہے؟ ارشاد ہوا چغلی اور پیشاب۔ (یعنی وہ چغلی کھاتا ہے اور پیشاب کے چھینٹوں سے جسم اور لباس کو نہیں بچاتا تھا)

marfat.com

اب صحابیات ملاحظہ ہوں :۔

۵۰۔ حضرت سیدہ زینب ام کلثوم بنت حیدر کرار و سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہن آپ حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی بیوی ہیں۔ ابن الحورانی نے اپنی کتاب الاشارات فی اماکن الزیارات میں لکھا ہے کہ حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے چالیس ہزار مہر پہ آپ سے نکاح فرمایا۔ حضرت زید ذو السلالین آپ سے پیدا ہوئے مگر بچپن میں فوت ہو گئے۔ حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ سے آپ کی کوئی اولاد نہیں چلی۔ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد غوطہ دمشق میں آپ کی وفات ہوئی اور راویہ گاؤں میں مدفون ہوئیں۔ پھر گاؤں کا نام آپ کے نام نامی کی نسبت پا گیا۔ اب بھی چھ افراد کی قبروں کے نام سے یہ جگہ معروف ہے۔

ایک عارف کا ارشاد شیخ عارف حضرت ابوبکر موصلی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب المعارف الالٰہیہ میں لکھا ہے کہ میں حضرت سیدہ کی قبر کی زیارت کے لیے ایک دفعہ اپنے احباب کے ساتھ حاضر ہوا، میں آپ کے روضۂ اقدس میں داخل نہیں ہوتا تھا، بلکہ روضہ کی طرف صرف منہ کر لیا کرتا تھا۔ اور اپنے گروہ سمیت آنکھیں بند کر لیتا تھا، کیونکہ علمائے عالی مقام کی یہ تحقیق ہے کہ وفات کے بعد زیارت کرتے وقت قبر والے کا اسی طرح احترام کیا جائے جس طرح اس کی زندگی میں کیا جاتا تھا۔ (میں ان کے روضۂ اقدس کی طرف منہ کیے) رو رہا تھا مجھ پر خشوع و خضوع طاری تھا، کہ مجھے ایک باوقار، سراپا احترام مجسمۂ عظمت خاتون دکھائی دیں، جنہیں احترام و عظمت کی وجہ سے کوئی انسان نگاہ بھر کر نہیں دیکھ سکتا تھا۔ وہ ایک طرف ہٹیں اور فرمانے لگیں بیٹا! اللہ کریم تیرے ادب و احترام کو اور بڑھائیں۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ میرے نانا جان سیدِ کل ختم رسل صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین با احترام خاتون ہونے کی وجہ سے

marfat.com

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کی زیارت فرمایا کرتے تھے، آپ امت کو بشارت دے دیں کہ میرے جدِ امجد اور ان کے سب صحابہ کرام علیہم الرضوان اور آلِ اطہار اس امت سے محبت کرتے ہیں۔ ہاں اگر کوئی طریقِ اسلام سے نکل جائے تو وہ ان سب مقدس ہستیوں کا مبغوض بن جاتا ہے۔ مجھے ان کی بات سے قلق نے آلیا جس نے خود فراموشی طاری کر دی جب میں عالمِ حسی میں پلٹا تو وہ غائب تھیں میں اس دن سے لے کر آج تک پھر ان کی زیارت کے لیے جاتا ہوں۔ اس تحریر کے بعد علامہ حرازی نے علامہ ابنِ عساکر رحمۃ اللہ علیہما کے حوالے نقل کیا ہے کہ سیدہ محترمہ رضی اللہ عنہا کی قبر اقدس سے مغرب کی طرف حضرت مدرک فزاری صحابی کا مزار انور ہے۔

علامہ ابن اثیر نے بھی اسد الغابۃ میں سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا ذکرِ خیر ردیف کی حیثیت سے کیا ہے اور لکھا ہے کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات سے پہلے پیدا ہوئی تھیں اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے بعد اپنے چچازاد حضرت عون بن جعفر سے ان کی شادی ہوئی تھی انہیں بھی حکم جناب کرار رضی اللہ عنہ نے دیا تھا۔ ان کی اور ان کے صاحبزادے زید رضی اللہ عنہ کی وفات ایک ہی وقت میں ہوئی تھی اور سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی اجازت سے ان کی نمازِ جنازہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے پڑھائی تھی، اللہ کریم ہمیں ان سب کی برکات سے نوازے [1]

---

[1] قارئین کرام! حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ سے سیدنا حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ کی اجازت سے ہوا۔ شیعوں اور سنیوں کی معتبر کتابوں میں یہ سب کچھ موجود ہے۔ دورِ حاضر میں شیعہ حضرات نے اس سے انکار کیا ہے اور کچھ سنی حضرات نے بھی یہ راستہ اپنانے کی کوشش کی ہے۔ میں نے ان میں سے اکثر حضرات کی تحریریں پڑھی ہیں ان کے اعتراضات کو جانچا ہے انہوں نے جس انداز سے عقلی گھوڑے

marfat.com

اس پانی کے پینے کے بعد پھر پیاس نہیں لگی

۵۱۔ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا:۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حدیث حضرات ثابت، ابو عمران جونی اور ہشام بن حسان رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے کہ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نے مکہ سے مدینہ کو ہجرت کی مگر ان کے پاس زادِ راہ نہ تھا۔ مقام روحا پر پہنچیں تو پیاس کی شدت سے بیقرار ہونے لگیں۔ فرماتی ہیں، مَیں نے سر کے اوپر سخت آواز سنی پھر دیکھا کہ سفید رسّی سے بندھا ہُوا ڈول آسمان سے لٹک رہا ہے مَیں نے اسے اپنے ہاتھوں سے اچھی طرح پکڑا اور خوب سیر ہو کر پیا، اس کے بعد یہ حال ہے کہ سخت گرمی کے دن روزہ رکھ کر دھوپ میں گھومتی ہوں کہ مجھے پیاس لگے مگر اس پانی کے پینے کی برکت ہے کہ مجھے پیاس نہیں لگتی۔ ابن لہیع نے اور سند سے یہ حدیث روایت کی ہے۔

بقیہ ہر دو ڈالے ہیں وہ بھی دیکھے ہیں، مگر اس بات کا کیا جواب کہ یہ واقعہ دونوں فریقوں کی معتبر ترین کتب میں موجود ہے اور کئی اسناد سے اسے روایت کیا گیا ہے۔ پھر تاریخ بھی اس کی شاہد ہے۔ ان سب حقائق کے بعد انکار کا کوئی راستہ باقی نہیں رہتا۔ میرے خیال میں صحابہ کرام اور اہلِ بیت عظام میں مغائرت و بغض ثابت کرنے کی بھونڈی کوششوں میں سے یہ بھی ایک چال ہے۔ صفحات کی تنگ دامانی حائل ہے اور پھر یہ مسئلہ مصنف علامہ نے ضمناً ذکر کیا ہے۔ ورنہ ہم آگے بڑھتے اور جانبین کی کتب کے سب حوالہ جات نکال کر ان عقلی دلائل کا پوسٹ مارٹم کر دیتے جو مختلف رسائل میں دَورِ حاضر کے خود ساختہ محققین نے درج کیے ہیں۔ اور ان میں سے اکثر دلائل خود ان کی نجی زندگی کے خلاف منہ بولتے ثبوت اور سر پر چڑھ کر بولنے والا جادو ہیں۔

---

marfat.com

آنکھیں پھر بینا ہو گئیں

۵۲۔ حضرت زنیرہ رضی اللہ عنہا :۔ حضرت امام بیہقی نے جناب عروہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث لی ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اللہ کے راستے میں تکلیف و تعذیب پانے والے سات آدمیوں کو آزاد کرایا تھا ان میں حضرت زنیرہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں، یہ نابینا ہو گئیں انہیں شدید تکلیفیں راہِ خدا میں دی جاتی تھیں مگر یہ اسلام سے منہ نہ موڑتی تھیں۔ نابینا ہوئیں تو مشرک کہنے لگے، لات و منات و عزیٰ نے اس کی آنکھیں لے لی ہیں۔ وہ کہنے لگیں، اللہ کی قسم قطعاً ایسی بات نہیں ہے۔ اب اللہ کریم نے انہیں دوبارہ آنکھیں عطا فرمائیں اور وہ دیکھنے لگیں ۔

۵۳۔ حضرت ام شریک دوسیہ رضی اللہ عنہا :۔ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے عارم بن فضل سے انہوں نے حماد بن زید سے انہوں نے یحییٰ بن سعید سے یہ روایت بیان کی ہے کہ ام شریک دوسیہ رضی اللہ عنہا نے ہجرت فرمائی۔ راستے میں ایک یہودی ساتھ ہو لیا۔ آپ روزہ دار تھیں۔ یہودی اپنی بیوی سے کہنے لگا اگر تو نے اسے پانی پلایا تو خیر نہ ہو گی، وہ پیاسی رات گزارنے لگیں رات کا آخری حصہ تھا کہ انہوں نے اپنے سینے پر ڈول رکھا ہوا پایا۔ آپ نے اس سے پانی نوش کیا۔ پھر ان ساتھیوں کو آپ نے پچھلی رات چلنے کے لیے جگایا۔ یہودی کہنے لگا، میں ایک عورت کے پانی پینے کی آواز سن رہا تھا؟ اس کی بیوی نے کہا، خدا کی قسم! میں نے اسے پانی نہیں پلایا۔

غیب سے گھی مل گیا

فرماتے ہیں کہ ام شریک رضی اللہ عنہا کے پاس ایک کپّی تھی جو مانگنے آتا آپ اسے عطا فرماتیں۔ ایک آدمی نے آپ سے کپّی کی قیمت دریافت کی، کہنے لگیں اس میں آپ کی حاجت نہیں ہے پھر اسے پھونک دی اور دھوپ میں لٹکا دی وہ گھی سے بھر گئی۔ راوی کہتے ہیں، لوگ

marfat.com

کہا کرتے تھے کہ ام شریک رضی اللہ عنہا کی کپی بھی اللہ کریم کی آیات میں سے ایک آیت ہے۔

مُردہ زندہ ہوگیا

۵۴۔ حضرت ذُریعہ انصاریہ رضی اللہ عنہا:۔ سیدی عبدالرحمان بن محمد ثعالبی جعفری مغربی مدفون شہر الجزائر اپنی کتاب، "العلوم الفاخرۃ فی النظر فی امور الآخرۃ" میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ محبوب برحق صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ذریعہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا کہ تیرا بیٹا ابراہیم مر گیا ہے۔ وہ عرض کرنے لگیں، یا رسول اللہ! علیک الصلوٰۃ والسلام کیا وہ مر گیا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں مر گیا۔ کہنے لگیں۔ الحمد للہ، میرے پروردگار! آپ کو پتہ ہے کہ میں آپ کی طرف اور آپ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اس امید پر ہجرت کر کے آئی تھی کہ آپ ہر سختی کے وقت میری مدد فرمائیں گے۔ اب مجھے اس مصیبت میں تو مبتلا نہ فرما، اور مجھ سے یہ بوجھ نہ اٹھوا۔ راوی فرماتے ہیں کہ اسی لمحہ ابراہیم نے اپنے منہ سے پردہ ہٹا دیا۔ وہ کھانا کھانے لگا، ہم نے بھی کھانا کھایا اور وہ اس کے بعد زندہ رہا۔ ابن قطان نے یہ نقل کیا ہے۔ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہ واقعہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ ان کے الفاظ یہ ہیں کہ ایک نوجوان انصاری بوڑھی اندھی ماں چھوڑ کر مر گیا۔ ہم نے اس لڑکے کو کفن پہنایا اور دفن کا قصد کیا تو اس کی ماں سے تعزیت کرنے لگے وہ کہنے لگی کیا میرا بیٹا مر گیا ہے؟ ہم نے کہا کہ جی ہاں مر گیا ہے، وہ کہنے لگی، پروردگارا! اگر آپ کو پتہ ہے کہ میں آپ کی طرف اور آپ کے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کر کے آئی ہوں۔ اس سے آگے حدیث کے وہی الفاظ اوپر والے ہیں۔ ابن قطان کی روایت ہے کہ اللہ نے اس وقت اسے زندہ فرما دیا۔ وہ کھانے لگا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے بھی تناول کیا۔ میں نے اپنی کتاب حجۃ اللہ علی العالمین کے چوتھے باب

marfat.com

سے کچھ پہلے یہ واقعہ نقل کیا ہے وہاں عبارت یوں ہے۔ ابن عدی، ابن ابی الدنیا، بیہقی اور ابو نعیم رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان فرمائی ہے کہ ہم صفہ (مسجد نبوی کے پاس غریب صحابہ کے لیے بنایا گیا چھپر) میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ عالیہ میں حاضر تھے کہ ایک نابینا بوڑھی خاتون ہجرت کر کے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اس کے ساتھ ایک بالغ لڑکا بھی تھا۔ اسے مدینہ کی وبا نے اپنی گرفت میں لے لیا۔ چند دن بیمار رہ کر وہ مر گیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے موت کے وقت اس کی آنکھیں بند فرمائیں اور اس کے کفن دفن کی تیاری کا ہمیں حکم دیا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب ہم اسے غسل دینا چاہتے تھے تو نبیٔ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، انس! اس کی ماں کے پاس جا کر اس کی موت کی اطلاع کر۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے جا کر اس خاتون کو موت کی اطلاع دی، وہ آئی اور لڑکے کے پاؤں کے پاس آ کر بیٹھ گئی دونوں پاؤں پکڑ لیے اور کہنے لگی میرا بیٹا مر گیا؟ ہم نے کہا جی ہاں، پھر کہنے لگی۔ بار الہا! آپ کو پتہ ہے کہ میں رضامندی و خوشی سے آپ کی فرماں بردار بنی، اور پرہیزگاری و تقویٰ کے لیے بتوں کو چھوڑا۔ اور رغبت و محبت کی وجہ سے آپ کی طرف ہجرت کی۔ اللہ! اب میری مصیبت پر بت پرستوں کو خوش نہ فرما، مجھ سے وہ بوجھ نہ اٹھوا جس کے اٹھانے کی مجھ میں طاقت نہیں ہے۔

راوی فرماتے ہیں بخدا ابھی اس کی بات بھی ختم نہ ہوئی تھی کہ مردہ لڑکے نے اپنے پاؤں ہلائے منہ سے کپڑا اتار پھینکا، کھانا کھانے لگا اور ہم بھی اس کے ساتھ کھانے لگے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال شریف کے بعد بھی زندہ رہا۔ اس کی زندگی میں اس کی والدہ وفات پا گئی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

★

marfat.com

وہ اولیائے اُمت جن کا نام نامی "محمد" ہے

محمد سیدنا باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ سیدنا زین العابدین بن سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے لخت جگر اور آل بیت نبوی کے عظیم المرتبت امام ہیں آپ بڑے صد افتخار علمائے کرام کے رہبر ہیں ان کی کرامات میں سے ایک کرامت یہ ہے جو ابوبصیر نے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد نبوی میں موجود تھا کہ منصور اور داؤد بن سلیمان مسجد شریف میں آگئے ابھی تک حکومت عباسی خاندان کو نہیں ملی تھی (جس کے خلیفہ بعد میں منصور بننے والے تھے) داؤد حضرت امام کی خدمت میں حاضر ہوا امام نے فرمایا دوانقی (منصور) کو شرفِ حضور سے کون سی چیز مانع ہوئی؟ داؤد نے جواب دیا وہ سخت مزاج ہے امام نے فرمایا لازماً یہ شخص ایک دن خلافت کے تخت پر متمکن ہو جائے گا لوگوں کی گردنوں کو روند ڈالے گا شرق و غرب پر چھا جائے گا۔ اس کی لمبی حکومت ہوگی اتنا مال اکٹھا کرے گا کہ اس کی نظیر نہ ہوگی داؤد نے منصور کو حضرت کی یہ پیش گوئی جا کر بتائی اب وہ بھی شرفِ حضوری سے مشرف ہو کر معذرت کرنے لگا کہ محض آپ کے دبدبہ و شکوہ کی وجہ سے پہلے حاضر نہیں ہو سکا ہوں پھر داؤد نے جو کچھ بتایا تھا اس کے متعلق حضرت امام سے پوچھا آپ نے فرمایا یہ تو ہو کر رہے گا منصور نے پوچھا کیا ہماری حکومت آپ سادات کی حکومت سے پہلے ہوگی آپ نے جواب دیا جی ہاں ایسا ہی ہوگا اس نے پوچھا کیا میرے بعد میرا کوئی لڑکا بھی حکمران ہوگا؟ فرمایا جی ہاں وہ پوچھنے لگا کیا اموی خاندان کی حکومت کا عرصہ زیادہ ہوگا یا ہماری حکومت کا عرصہ؟ فرمایا تمہاری حکومت کا عرصہ زیادہ ہے اس ملک کے ساتھ تمہارے نوخیز لڑکے یوں کھیلیں گے جیسے بچے گیند سے کھیلتے ہیں۔ میرے والد گرامی (حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ) نے مجھے اس طرح ارشاد فرمایا تھا

جب خلافت کی باگ ڈور منصور کے ہاتھ میں آگئی تو وہ آپ کے اس ارشاد کو یاد کر

marfat.com

کے حیران ہوتا تھا کہ آپ نے کس طرح قبل از وقت سب حالات بیان فرما دیئے تھے (یہ واقعہ کتاب المشرع الروی میں مذکور ہے) آپ کا وصال ۱۱۲۱ھ میں مدینہ طیبہ میں ہوا اور سیدنا عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے روضہ میں مدفون ہوئے۔ رضی اللہ عنہما۔

۲۔ حضرت محمد بن منکدر رحمہ اللہ علیہ

ان کے صاحبزادے راوی ہیں کہ ایک یمنی نے ان کے والدگرامی (حضرت محمد) کو اسی دینار بطور امانت دیئے خود جہاد کے لیے جانے لگا تو کہا حضور اگر ضرورت پیش آجائے تو آپ اس امانت کو خرچ فرما سکتے ہیں جب میں واپس آؤں گا تو پھر تم لے لوں گا وہ شخص تو چلا گیا مگر مدینہ طیبہ قحط سالی کی زد میں آگیا حضرت نے وہ دینار غرباء میں تقسیم فرما دیے وہ آدمی بھی جلدی ہی واپس آگیا اس نے آکر اپنی امانت طلب کی والدگرامی فرمانے لگے کل آنا۔ فرماتے ہیں کہ والد ماجد نے یہ رات مسجد نبوی میں بسر فرمائی۔ وہ صبح تک کبھی تو حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی قبر انور سے پلٹتے اور کبھی آپ کے منبر مبارک سے چمٹتے علی الصبح اندھیرے میں ایک آدمی دیکھا جو کہہ رہا تھا کہ اے محمد یہ لے لیں، آپ نے ہاتھ بڑھا کر وہ چیز لے لی یہ ایک تھیلی تھی جس میں اسی دینار تھے وہ یمنی بھی صبح کو آگیا آپ نے تھیلی اس کے حوالے فرما دی۔

۳۔ حضرت امام محمد بن ادریس شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ حضرت مطلب کی اولاد ہیں اور حضور پر نور علیہ السلام کے چچا کے بیٹے ہیں آپ مجتہد ائمہ کے قائد، عمل کرنے والے علماء کے لیڈر، عارف و اکابر اولیاء کے راہنما اور دین اسلام کے ایک عظیم المرتبت رکن ہیں، حدیث پاک کے مطابق آپ ہی خاندانِ قریش کے وہ مایہ ناز عالم ہیں جنھوں نے زمین کے طبقات کو علم سے بھر دیا ہے۔

آپ کی کرامات میں سے ایک یہ ہے کہ جب آپ کی وفات شریف کا وقت آیا تو آپ کے کچھ دوست آپ کے ہاں حاضر ہوئے آپ نے انہیں دیکھ کر فرمایا اے ابو یعقوب! تو تو اپنی بیڑیوں میں محبوس ہی مرے گا، آپ مزنی صاحب! مصر میں کئی

marfat.com

کیفیات ومصائب پائیں گے اور آپ اپنے باپ ابن عبدالحکم کے مذہب کی طرف پلٹ جائیں گے۔ ربیع! آپ ہی صرف ایک آدمی ہیں جو میری کتابوں کی نشرواشاعت کریں گے اور میرے لیے مفید ثابت ہوں گے۔ ابو یعقوب! اب اٹھیں اور حلقہ کو سلام کہہ دیں، اب ایسا ہی وقوع پذیر ہوا جس طرح حضرت نے فرمایا تھا نووی فرماتے ہیں کہ آپ کی وفات شریف ۲۰۴ھ میں ہوئی۔

اب ہم اس عبادت کا اختصار پیش کرنا چاہتے ہیں جو علامہ ابن مرحوم نے اپنی کتاب التحفہ میں حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق تحریر فرمائی فرماتے ہیں وہ علم وعمل، زہد و ورع، معرفت و ذکا۔ اور حفظ و نسب میں امام الائمہ ہیں ان سب اقسام عظمت کے ساتھ انہیں لاتعداد پیر دکار بھی ملے حرمین شریفین اور سرزمین حجاز میں آپ کے مذہب کو شرفِ قبولیت ملا اور سب سے زیادہ یہاں لوگ آپ کے معتقد بنے یہی اسباب ہیں جن کی بنا پر اس معمول بہ حدیث میں آپ کی شارع علیہ السلام نے خوشخبری دی اور لوگوں نے اس حدیث پاک سے آپ کی ذات ہی خصوصیت سے مراد لی، اگر کوئی اس حدیث شریف کو وضعی حدیث کہتا ہے تو وہ حسد کا شکار ہے یا فحش غلطی کا مرتکب ہے۔ حدیث پاک یہ ہے:

عَالِمُ قُرَيْشٍ يَمْلَأُ طِبَاقَ الْاَرْضِ عِلْمًا — کہ قریش کا ایک عالم سطح ارضی کو علم سے معمور کردے گا۔

حضرت امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر اولیاء کرام نے جو حدیث متفقہ کے ماہر ہیں اس سے مراد حضرت شافعی رضی اللہ عنہ کی ذات پاک کو ہی بتایا ہے۔ کیونکہ مذکورہ بالا صفات میں جو شہرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حاصل ہوتی ہے وہ کسی اور کو حاصل نہیں ہو سکی لہٰذا اس حدیث کے مصداق آپ ہی ہیں آپ کے احباب نے آپ کی وفات کے بعد مختلف وقائع کے پیش نظر بھی یہی سمجھا۔ حضرت امام نے حضور سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خواب میں دیکھا کہ آپ انھیں ترازو عطا فرمار ہے ہیں، علم تاویل و تعبیر کے ماہرین نے خواب کی تعبیر یہ بتائی کہ آپ کا مذہب سب مذاہب سے زیادہ راہِ عدل پر چلتا ہے اور سُنّت مطہرہ کے زیادہ موافق ہے اور علمی و عملی حکمت کے بہت زیادہ مطابق ہے۔

marfat.com

آپ کی ولادت باسعادت بہ روایت صحیح غزہ میں ۱۵۰ھ میں ہوئی آپ کی عمر شریف تقریباً پندرہ سال تھی کہ آپ کو فتویٰ نویسی کی اجازت ملی پھر آپ حضرت امام مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوتے اور کافی عرصہ وہاں قیام فرمایا امام مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مستفید ہوکر بغداد شریف آئے وہاں کے علماء سے بحثیں ہوئیں سب پر غالب رہے تو آپ کا لقب ناصر السنۃ رکھا گیا۔ دو سال قیام فرما کر عازم مکہ مکرمہ ہوئے پھر ۱۹۸ھ میں بغداد کو زینت بخشی ایک سال کے بعد مصر تشریف لے گئے۔ وہاں مرجع خلائق بن کر ٹھہرے رہے مرکز ملت اور قطب قوم بنے رہے۔ آپ کا طرز استنباط اور مذہب جدید پر وسیع ترین لٹریچر اور وہ بھی صرف چار سال کے قلیل عرصہ میں ایسی کرامت ہے جو کسی اور مجتہد کو عطا نہیں ہوئی آپ مصر میں ہی ۲۰۴ھ میں واصل حق ہوئے۔ ایک طویل عرصہ بعد آپ کو قبر انور سے نکال کر بغداد لے جانے کا پروگرام بنایا گیا جب قبر کھولی گئی تو اتنی پاکیزہ خوشبو پھیلی کہ حاضرین کے احساسات کو اپنی گرفت میں لے لیا انہوں نے اپنے ارادہ کو چھوڑ دیا اور آپ کی قبر مصر میں ہی رہنے دی۔

آپ کی ذات اقدس پر بہت سے لوگوں نے کتابیں لکھی ہیں ان کی تعداد چالیس سے زیادہ ہو چکی ہے۔

حضرت امام شافعی کے مذہب کے متعلق ایک اہم فائدہ

میں نے حضرت امام ابوعمر ابن صلاح رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب الفتوٰی کے ایک قدیم اور صحیح نسخہ میں پڑھا ہے غالباً یہ نسخہ مصنف علامہ کی حیات طیبہ میں زیور تحریر سے آراستہ ہوا یا ان کی وفات شریف کے جلد ہی بعد لکھا گیا یہ عکاسی عوامی یونیورسٹی الجزائر کے کتب خانے میں موجود ہے اس کی عبارت یہ ہے یہ عبارت علم حدیث کے متعلق امام شافعی رضی اللہ عنہ کے نظریہ کی وضاحت کے لیے حضرت مصنف پیش فرما رہے ہیں :)

تیرواں مسئلہ : ہم نے امام شافعی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت بیان کی ہے آپ نے فرمایا جب تمہیں میری کتاب میں کوئی ایسی چیز ملے جو سُنّتِ نبوی کے خلاف ہو تو سنت پر عمل کرو اور میری بات کو چھوڑ دو اس کے علاوہ امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس معنے میں اور

marfat.com

بھی کئی ارشادات ہیں بہت سے شافعی علماء نے آپ کے اس ارشاد پر عمل فرمایا ہے اور جہاں کہیں انھیں کوئی حدیث قول شافعی کے خلاف ملی ہے انہوں نے قول شافعی چھوڑ کر حدیث پر عمل کیا ہے اور ارشاد فرمایا ہے کہ مذہب شافعی وہی ہے جو تابع حدیث ہو لیکن یہ حقیقت ہے کہ ایسا نادر الوقوع ہے اور پھر بھی امام شافعی رضی اللہ عنہ کا کوئی قول ایسا تلاش کرلیا ہے جو اس حدیث کے مطابق ہے۔ علامہ ابو یعقوب بویطی اور علامہ ابوالقاسم دارکی ایسے ہی علماء سے ہیں جنہوں نے حدیث کے مقابلہ میں قول شافعی کو چھوڑ دیا ہے علامہ ابوالحسین طبری نے اپنی کتاب اصول الفقہ میں یہی انداز اختیار کیا ہے لیکن یہ کام آسان نہیں ہے کیونکہ ہر فقیہ اتنا عظیم المرتبت مجتہد نہیں ہوتا کہ حدیث پاک سے جس کو وہ حجت سمجھتا ہے مستقل راہ عمل بھی تلاش کرسکے۔ ایسا بھی تو ہوتا ہے کہ امام نے اس لیے حدیث کو چھوڑ دیا ہوتا ہے کہ وہ اس کے نزدیک صحیح نہیں ہوتی یہ امام کی بے خبری نہیں ہوتی بلکہ مقام حجت سے وہ حدیث ساقط ہوتی ہے اور امام ارادۃً اسے چھوڑ دیتا ہے امام شافعی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ساتھی ابوالولید موسیٰ بن جارود نے امام کے اسی ظاہری قول کو لے کر کہا کہ: اَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُومُ (پچھنے لگانے والا) اور جسے پچھنے لگائے گئے ہیں دونوں کا روزہ ٹوٹ جاتا۔ یہ صحیح حدیث ہے اور صحیح حدیث مذہب شافعی ہے لہٰذا شافعی کے نزدیک دونوں کا روزہ ٹوٹ جاتا رہے گا ابو ولید کے اس استدلال کو رد کر دیا گیا کیوں کہ امام شافعی نے عمداً اس حدیث کو ترک فرما دیا تھا کیونکہ یہ حدیث ان کے ارشاد و استدلال کے مطابق منسوخ تھی۔

ہم نے حدیث و فقہ کے عظیم المرتبت امام ابن خزیمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت بیان کی ہے ان سے پوچھا گیا کہ جناب والا! آپ کو کسی حرام و حلال سے متعلق ایسی سنت کا علم ہے جو امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی کتاب میں درج نہ فرمائی ہو؛ تو امام ابن خزیمہ نے جواب دیا نہیں ایسی کوئی سنت نہیں جو شافعی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اپنی کتاب میں درج نہ فرمائی ہو۔ ان ارشادات کے نقل کرنے کے بعد میں کہتا ہوں کہ اگر کسی شافعی المسلک کو کوئی ایسی حدیث ملے جو اس کے مذہب کے خلاف ہو تو اسے دیکھنا ہوگا کہ کیا وہ مجتہد مطلق ہے؛ کیا صرف اس علم میں مجتہد ہے؛ کیا وہ صرف اس موضوع پر اجتہاد کرسکتا ہے؛ اگر ایسی صورت ہے تو وہ مستقلاً اس حدیث پاک پر عمل کرسکتا ہے اور امام کے قول کو چھوڑ

marfat.com

سکتا ہے، لیکن اگر اس میں آلات اجتہاد نہیں ہیں اور حدیث کے خلاف قول امام کی وجہ سے دل میں وساوس وحدت پاتا ہے اور قول امام کے برحق ہونے کی دلیل موجود نہیں پاتا تو پھر اسے یہ دیکھنا چاہیے کہ دیگر مستقل ائمہ میں سے کسی نے اس حدیث پر عمل کیا ہے یا نہیں؛ اگر کسی اور امام نے عمل کیا ہے تو اس مسئلہ میں اس کے مذہب کو اختیار کر لے اس طرح اپنے امام کے مذہب کے چھوڑنے میں اسے معذور سمجھا جائے گا۔ والعلم عند اللہ علامہ امام ابن صلاح کی عبارت ختم ہوتی۔

علامہ ابن صلاح نے جو یہ فرمایا ہے کہ "اگر اس میں آلاتِ اجتہاد پورے ہوں" تو یہ عبارت حکم مسئلہ بیان کرنے کے لیے ایک مفروضہ ہے ورنہ وہ خود اپنی اسی کتاب میں ارشاد فرما چکے ہیں کہ اس دور میں مجتہد مطلق کوئی نہیں ہے ان کے دور میں نہ تھا تو ان کے بعد تو اور بھی مشکل ہے مستقل مفتی کے اوصاف بیان کرنے کے بعد وہ فرماتے ہیں "قسم ثانی غیر مستقل فقہاء کے متعلق ہے کیونکہ ایک طویل عرصہ سے مفتی مستقل اور مجتہد مطلق کی بساط لپیٹی جا چکی ہے اور اب امر فتوی ان فقہاء کے ہاتھ میں ہے جو ائمہ مذہب سے منسوب ہیں اور مجتہدین کے تابع ہیں"

یہ فائدہ بھی ملحوظ خاطر رہے کہ جو لوگ اس دور میں مجتہد مطلق ہونے کے دعویدار ہیں وہ عظیم غلطی اور خطائے فاحش کے مرتکب ہیں اس غلطی کا سبب یہ ہے کہ وہ خود ناقص العقل ہیں ان کے دین میں بھی فتور ہے نیز وہ ائمہ مجتہدین کے اوصاف سے بالکل بے خبر ہیں اگر اس کا مطلب یہ بھی نہیں کہ ہم مجتہد مطلق کے امکان کے انکاری ہیں ہم اس کے وجود کے قائل ہیں لیکن اب اس کے امکان کی یہی صورت ہو سکتی ہے کہ طریق ولایت اور فتح ربانی اس کی دستگیری کرے اور اسے کتاب وسنت کا فہم حاصل ہو جائے اور اللہ اور اس کے محبوب علیہ السلام کی منشا۔ کے مطابق وہ قرآن وسنت سے احکام ولایت کی روشنی میں اخذ کرنے لگ جائے تعلیم وتعلم اور مطالعہ کتاب سے اب مجتہد مطلق کوئی نہیں ہو سکتا یہی بات علامہ ابن صلاح بھی اس فقرے میں بتانا چاہتے ہیں" کہ عرصہ طویل سے اب اجتہادِ مطلق کی بساط لپیٹی جا چکی ہے"، یاد رہے کہ علامہ موصوف ساتویں صدی ہجری میں تھے آپ کی وفات ۶۴۳ھ ہے۔

ایسا ہی امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے جو علامہ محمد بن سلیمان گروی نے اپنے فتاوی

marfat.com

میں علامہ موصوف سے نقل فرمایا ہے کہ جو آدمی کوئی حدیث اپنے مسلک کے خلاف پائے اور اس پر عمل کرنا چاہے تو وہ دوسرے مجتہدین کو دیکھے اور اہلحدیث پر عمل کرلے ان کی پیروی و تقلید کرلے کیونکہ دوسرے مجتہد نے اس حدیث پر خوب غور کیا ہوگا اور اس کے معارض اور کوئی دلیل پا کر اس پر عمل کیا ہوگا اور نہ ہی اس کا کوئی اور ناسخ ہوگا اگر محض اپنی خواہش نفس کے تابع امام کا قول چھوڑ کر حدیث پر عمل کرے گا تو یہ بات جائز نہ ہوگی کیونکہ یہ ضروری بات ہے کہ امام مذہب نے اس حدیث کو کسی مخفی علت کے پیشِ نظر ہی چھوڑا ہوگا جس کا اس نام نہاد عاشقِ حدیث کو علم نہ ہوگا مثلاً یہ حدیث دوسری حدیث سے منسوخ بھی تو ہوسکتی ہے۔

میں نے امام حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "العلوم" میں یہ عبارت بھی پڑھی ہے۔ فرماتے ہیں امام حاکم نے حضرت اصم کو یہ کہتے سنا انھوں نے یہ روایت ربیع سے لی اور ربیع نے امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا امام شافعی نے ایک حدیث روایت فرمائی تو ایک شخص بولا یا امام! کیا آپ اس پر عمل فرماتے ہیں حضرت شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا اگر میں سیّدِ کل علیہ السلام سے روایت لوں اور اس پر عمل نہ کروں تو پھر سمجھ لو کہ میری عقل جا رہی ہے۔

ف حاصلِ کلام: مجتہد کے اجتہاد کا دارومدار قرآن و سنّت پر ہوتا ہے اب اگر کوئی حدیث اس کے اجتہاد کے خلاف ہے تو اس کی دو صورتیں ہیں اس حدیث کا مجتہد کو علم نہ ہو تو اس صورت میں اس حدیث پر عمل کر کے قول مجتہد چھوڑ دیا جائے لیکن اس طرح شاذ و نادر ہی ہوتا ہے کیونکہ مجتہدین کرام کا علم حدیث پر تبحر کسی وضاحت کا محتاج نہیں، دوسری صورت یہ ہے کہ حدیث کا مجتہد کو علم ہوتا ہے مگر وہ اسے اس لیے چھوڑ دیتا ہے کیونکہ اس کے نزدیک وہ حدیث منسوخ ہوتی ہے یا کسی دوسری قوی حدیث کے مقابلہ میں ضعیف ہوتی ہے یا کسی دوسری حدیث کو عمل صحابہ نے قوی کر دیا ہوتا ہے یا وہ دوسری حدیث اجماع امت سے قوی ہو جاتی ہے تو ان سب صورتوں میں مجتہد اس حدیث کو ترک کر دیتا ہے ان حقائق کو نہ جاننے والے صرف نام کے عاشقانِ حدیث ائمہ پر حدیث نہ سمجھنے کے تہام باندھتے رہتے ہیں جو سراپا ناجائز بات ہے۔ ہمارے فقہاء نے عظمت ائمہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے یہ پابندی

marfat.com

۴۔ حضرت محمد بن عبداللہ المعروف شیبان الراعی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اور حضرت شیبان راعی رحمۃ اللہ علیہ سفر حج کے لیے نکلے راستے میں ایک جگہ ایک شیر ہمارے سامنے آگیا میں نے حضرت شیبان سے کہا دیکھئے یہ کُتا ہمارے راستے میں حائل ہوگیا ہے۔ فرمانے لگے سفیان خوف زدہ ہونے کی ضرورت نہیں، شیر نے حضرت کے الفاظ سنے تو دم ہلانے لگا جس طرح پالتو کتا دم ہلاتا ہے حضرت شیبان اس کی طرف متوجہ ہوئے اور اس کے کان پکڑ کر مروڑے میں نے کہا یہ تو شہرت طلبی ہوئی؛ فرمانے لگے ثوری اس میں کون سی شہرت طلبی ہے میں تو شہرت کو پسند نہیں کرتا اگر مجھے شہرت پسند ہوتی تو میں مکہ مکرمہ تک اپنا سامان اس کی پُشت پر لاد کر لے جاتا۔

(بحوالہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ) علامہ مناوی فرماتے ہیں کہ آپ کی ایک کرامت یہ بھی تھی کہ اگر آپ حالت جنابت میں ہوتے اور پانی نہانے کے لیے نہ ملتا تو بادل آکر آپ کو ڈھانپ لیتا اور آپ اس کے پانی سے غسل فرما لیتے۔ آپ جب جمعہ کے لیے شہر میں تشریف لے جاتے تو اپنے ریوڑ کے ارد گرد لکیر کھینچ دیتے نہ تو ریوڑ ہی اس لکیر سے باہر نکلتا اور نہ ہی کوئی درندہ یا انسان ان کی واپسی تک اس ریوڑ کو چھیڑتا۔

حضرت رابعہ عدویہ رحمہا اللہ تعالےٰ عنہا آپ کے ہاں سے گزری اور کہنے لگی میں حج کے لیے جانا چاہتی ہوں آپ نے اپنی آستین سے انہیں سونا نکال کر دیا اور فرمایا اسے راستے میں خرچ کرتے جانا۔ رابعہ رضی اللہ عنہا نے فضا میں ہاتھ لہرایا اور مٹھی بھری جو سونے سے بھرپور تھی اور کہنے لگیں "آپ جیب سے خرچ کرتے ہیں اور میں غیب سے خرچ کرتی ہوں" یہ دیکھ کر آپ نے ان کے ساتھ زادِ راہ کے بغیر سفر حج کیا۔

حاشیہ صفحہ گذشتہ:

عائد فرمادی ہے کہ اگر وہ متروک حدیث دوسرے مجتہد کے ہاں معمول بہ ہو تو اس مجتہد کی پیروی میں اس پر عمل کیا جائے تاکہ اگر مجتہد مخطی بھی ہو تو ثواب سے محروم نہ رہے اور اگر مصیب ہو تو دگنا ثواب ملے۔ مترجم

marfat.com

آپ ان پڑھ ہونے کے باوجود فقہ اور دیگر علوم کے سوالوں کے بڑے بڑے تلے جواب دیا کرتے تھے آپ کی وفات مصر میں ہوئی امام شافعی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے قریب اس جگہ مدفون ہوئے جہاں امام مزنی رحمۃ اللہ علیہ مدفون ہیں آپ کی قبر اور علامہ مزنی کی قبر کے درمیان ایک عظیم المرتبت ولی کی قبر ہے جو خیاط کے نام سے مشہور ہیں۔

علامہ سخاوی نے بھی آپ کی شیر والی کرامت کا ذکر فرمایا ہے انہوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ آپ نے ایک قاری کو یہ آیت پڑھتے سنا فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ سنتے ہی آپ بھاگ کھڑے ہوئے اور پورے ایک سال کے بعد لوگوں کو نظر آئے لوگوں نے پوچھا آپ بھاگ کیوں گئے تھے فرمانے لگے اس دقیق و باریک حساب کے خوف سے بھاگ گیا تھا۔ سخاوی فرماتے ہیں کہ آپ کی وفات مصر میں ہوئی اور مقام قرافہ میں مدفون ہوئے کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ یہ جگہ شام میں ہے۔

۵۔ حضرت ابو عبداللہ محمد بن حسین المعروف زعفرانی امام شافعی کے ساتھی رحمۃ اللہ علیہم

: آپ کی کرامات میں سے ایک کرامت یہ ہے کہ آپ ایک قصاب کے پاس تشریف لے گئے لیکن اس نے آپ کو درخور اعتنا نہ سمجھا اور چلتا بنا اس نے جونہی پیٹھ پھیری تو اس کا ہاتھ شل ہو گیا اب اس ہاتھ سے وہ کوئی چیز کاٹ نہیں سکتا تھا اسے اندازہ ہو گیا کہ یہ سب کچھ حضرت شیخ کی بے ادبی کا نتیجہ ہے وہ دوڑتا ہوا حضرت شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی حضور! میری خطا پر مواخذہ نہ فرمائیں میں اللہ تعالٰی کے سامنے توبہ کرتا ہوں آپ دعا فرمائیں کہ مولا کریم مجھے آرام عطا فرمائے آپ نے یہ سن کر دعائے خیر فرمائی اور اس کا ہاتھ بالکل ٹھیک ہو گیا۔ (یہ واقعہ امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل فرمایا ہے)۔

۶۔ سیدنا محمد جواد بن سیدنا علی رضا رضی اللہ عنہما

آپ ہمارے سادات اہل بیت کے عظیم المرتبت امام اور اُمت کے لیے روشن چراغ ہیں امام شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے

marfat.com

آپ کا ذکر خیر اور مناقب عالیہ اور فضائل و کمالات کے ذکر کے بعد اور یہ بیان فرمانے کے بعد کہ خلیفہ مامون الرشید عباسی نے آپ کو اپنی شہزادی ام الفضل کی شادی کر کے دی تھی اپنی کتاب اَلْاِتْحَافُ بِحُبِّ الْاَشْرَافْ میں یہ حکایت نقل فرمائی ہے کہ آپ جب بغداد سے مدینہ طیبہ کے بعد وانہ ہوتے تو لاتعداد لوگ آپ کو الوداع کہنے کے لیے ساتھ چل پڑے آپ چلتے چلاتے کوفہ کے دار الخلافہ کے دروازے تک آپ پہنچے سورج غروب ہوا تو آپ نے وہاں نزولِ جلال فرمایا نماز مغرب کی ادائیگی کے لیے وہاں ایک پرانی مسجد میں قدم رنجہ فرمایا مسجد کے صحن میں ایک بیری کا درخت تھا جس پر کبھی پھل نہیں لگا کرتا تھا آپ نے پانی والا ایک کوزہ طلب فرمایا اور اس درخت کی جڑوں میں وضو فرمایا وضو سے فارغ ہو کر لوگوں کو نمازِ مغرب پڑھائی پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورت النصر کی تلاوت فرمائی اور دوسری رکعت میں سورت فاتحہ کے بعد سورۃ اخلاص کی تلاوت کی نماز سے فارغ ہو کر کچھ دیر ذکرِ الٰہی میں مصروف رہے پھر چار رکعت نماز ادا فرما کر دو رکعت نماز شکرانہ بھی ادا فرمائی پھر اٹھے ۔لوگوں کو الوداع کہا اور تشریف لے گئے صبح عجیب منظر تھا کہ بیری کا درخت بہت اچھا پھل لا چکا تھا لوگوں نے جب درخت کو اس حال میں دیکھا تو ان کی حیرانی کی انتہا نہ رہی مزید حیران کن بات یہ تھی کہ پھل میں گٹھلی نام کی کوئی شے نہ تھی یہ تو آپ کی کراماتِ جلیلہ اور مناقب جمیلہ کا ایک ادنیٰ سا نمونہ ہے آپ کا وصال شریف آخر ذیقعد ۲۲۰ھ ہجری میں صرف پچیس سال ایک ماہ کی عمر میں ہو گیا ۔ اللہ کی رضامندی آپ کے طیب و طاہر اسلاف و اعقاب پر شامل ہے اللہ کریم ہمیں ان کی برکات سے نوازے ۔

۷۔ حضرت محمد بن منصور طوسی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی کرامات میں سے مندرجہ ذیل کرامت

علامہ مناوی نے بیان فرمائی ہے کہ آپ کی دعائیں بہت مقبول تھیں بغداد میں کچھ لوگوں نے آپ سے پوچھا کیا آج یوم عرفہ (۹ ذی الحج) ہے کیونکہ لوگ باہم اس دن کے بارے اختلاف کر رہے تھے تو آپ نے فرمایا ذرا صبر کرو یہ کہہ کر آپ گھر تشریف لے گئے پھر باہر

marfat.com

آئے اور فرمایا جی ہاں آج یوم عرفہ ہے لوگوں نے دن شمار کیے معلوم ہوا واقعی وہ دن عرفا کا دن تھا آپ سے لوگوں نے پوچھا حضرت! آپ کو کیسے پتہ چلا کہ یہ یوم عرفہ ہے فرمانے لگے رب ذوالجلال سے درخواست کی تو رب کریم نے مجھے مقام عرفات میں کھڑے حاجی دکھا دیے اور مجھے پتہ چل گیا کہ یوم عرفہ ہے بغداد شریف میں ۲۹۴ھ میں آپ فوت ہوئے۔

۸- محمد بن علی حکیم ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

علامہ مناوی بیان کرتے ہیں کہ آپ امام شہیر اور صوفی کبیر، عارف افراد میں یکتا اور عامل علماء کے امام ہیں صوفیہ کرام میں کثرت روایت اور علو اسناد میں آپ کو مقام یکتائی حاصل ہے علامہ ابو تراب نخشبی، امام بلخی اور اس طبقہ کے دیگر فضلائے سے آپ ملے ہیں امام بخاری کے ہمعصر ہیں آپ کی ایک مشہور و معروف کرامت یہ ہے کہ آپ کے ہم عصر جب آپ کے مخالف بن گئے اور کفر کے فتوے دینے لگے تو آپ نے اپنی ساری کتابیں اکٹھی کیں اور انہیں دریا میں ڈال دیا ایک مچھلی نے سب کتابیں نگل لیں اور کئی سالوں کے بعد انہیں پھر دریا سے باہر پھینکا اور لوگ اس سے نفع اندوز ہوئے آپ کا ارشاد ہے کہ کرامات کا انکار صرف وہی لوگ کرتے ہیں جن کے دل اللہ کریم کی طرف سے حجاب میں ہیں کیونکہ کرامت صنع حق ہے۔

امام شعرانی نے اپنی کتاب الاجوبۃ المرضیۃ میں لکھا ہے کہ عظیم المرتبت اوتاد کے فرد وحید حضرت ابو عبداللہ محمد حکیم ترمذی کو علل الشریعۃ اور ختم اولیاء کی تالیف کی وجہ سے لوگوں نے بلخ کی طرف نکال باہر کیا ان دو کتابوں کی وجہ سے لوگوں نے آپ کی مخالفت کی کہنے لگے تمہاری ان دو کتابوں نے لوگوں کو وہم میں ڈال دیا ہے کہ اولیاء انبیاء سے افضل ہیں، آپ کے خلاف طوفان بدتمیزی کھڑا ہو گیا حضرت شیخ نے اپنی تمام کتب اکٹھی کیں صندوق میں ڈالیں اور صندوق کو دریائے دجلہ میں پھینک دیا یہ آپ کے مرض موت کا واقعہ ہے صندوق جونہی پھینکا تو پانی سے دو ہاتھ نکلے اور صندوق کو پکڑ لیا حضرت شیخ نے فرمایا سمندر کے شاہوں نے مجھے اطلاع دے دی ہے کہ وہ میری کتابوں کو محفوظ رکھیں گے اور قیامت سے پہلے وہ دریا سے انہیں باہر نکال دیں گے اور ان

marfat.com

کتب کے ذریعے شریعت مطہرہ کا خرابی کے بعد احیاء ہوگا آپ کی وفات شریف ۲۵۸ھ میں ہوئی، کشف الظنون میں بھی امام شعرانی کے انداز پر ہی واقعہ مذکور ہے امام مناوی نے آپ کی وفات شریف ۳۲۰ھ بتاتی ہے۔

۹۔ حضرت محمد بن مسلم بن عبدالرحمان قنطری رحمۃ اللہ علیہ

امام مناوی فرماتے ہیں کہ آپ صوفی کبیر، مریدین کے مربی اور متقی و زاہد لوگوں کے مرشد ہیں، آپ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کے مشائخ میں سے ہیں ایک کرامت آپ کی یہ ہے کہ آپ کا ایک نوخیز بھانجا طبل سے لعب ولہو میں مبتلا تھا آپ نے اللہ تعالٰے سے اس کی موت کی دعا کی تو وہ اسی دن مر گیا۔ حضرت شیخ کی وفات ۳۴۰ھ میں ہوئی۔

۱۰۔ حضرت محمد بن یوسف بنا رحمۃ اللہ علیہ

آپ اکابر صوفیہ میں سے ایک ہیں چھ سو مشائخ سے ملے اور لاتعداد احادیث تحریر فرمائیں مکہ مکرمہ میں دعا مانگ رہے تھے کہ پروردگار! یا تو میرے دل کو معرفت سے بھر دے یا مجھے اپنی طرف اٹھالے آپ نے پھر ایک آواز سُنی "اگر یہ ارادہ ہے تو ایک مہینہ روزے رکھ اور کسی سے بات نہ کر پھر چاہِ زمزم کے قبّے میں داخل ہو جا اور اپنی حاجت پیش کر" (یہ سب عمل کرنے کے بعد) آپ نے کنوئیں میں سے ایک بولنے والے کی آواز سُنی "ان میں سے جو چیز پسند ہے وہ اختیار کرلے غنا کے ساتھ علم یا فقر کے ساتھ معرفت" آپ نے جواباً کہا فقر کے ساتھ معرفت کا انتخاب کرتا ہوں، جواب ملا آپ کو یہ عطا ہوتی" بقول مناوی آپ کی وفات ۲۸۶ھ میں ہوئی۔

۱۱۔ حضرت محمد بن اسماعیل مغربی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ

آپ حضرت ابراہیم خواص کے اُستادِ گرامی ہیں مملکت عراق میں مریدوں کی تربیت اور صوفیاء کرام کی ریاست آپ کی ذات پر ختم ہے۔

marfat.com

روشنی ہی روشنی

آپ کی ایک کرامت یہ ہے کہ آپ فرماتے ہیں سنے کئی سالوں سے اندھیرا نہیں دیکھا آپ تاریک رات میں ننگے پاؤں عالمِ ضعفِ بصر میں اپنے احباب سے آگے آگے چلتے جب ساتھیوں سے کسی کو لغزش ہوتی تو فرماتے دائیں یا بائیں کا خیال کر، حالانکہ شدّتِ ظلمت سے وہ اپنے آگے کچھ بھی نہ دیکھ سکتے حضرت ابراہیم بن شیبان فرماتے ہیں کہ انہیں صرف ایک دن قلق و اضطراب نے آلیا ہم کوہِ طور پر تھے اور انہوں نے خرنب کے درخت سے تکیہ لگا رکھا تھا ہم سے باتیں کر رہے تھے کہ اثنائے کلام میں فرمانے لگے کہ بندہ الٰہی بامراد نہیں ہو سکتا جب تک فرد فرد کے ساتھ منفرد نہ ہو جائے اس دوران آپ پر اضطراب و قلق اور اضطرار طاری ہوا میں نے چٹانوں کو دیکھا کہ وہ گر رہی ہیں یہ کیفیت کچھ دیر جاری رہی جب آپ کو افاقہ ہوا تو یوں محسوس ہوتا تھا کہ آپ قبر سے اٹھے ہیں بقول امام منادی آپ کی وفات جبلِ طور پر ۲۹۹ھ میں تقریباً ایک سو بیس ۱۲۰ سال کی عمر میں ہوئی۔

۱۲۔ حضرت محمد بن احمد بن سیّد حمدویہؒ

ان کا لقب معلّم اور کنیت ابو بکر تمیمی ہے

آپ عابد و زاہد تھے آپ مشہور کرامات کے موصوف اور منقول خوارق میں معروف تھے حضرت قاسم جوعی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کی مصاحبت کا شرف پایا ان سے اور ان کے علاوہ اور لوگوں سے بھی روایات بیان فرمائیں آپ سے اور دوسرے لوگوں سے حضرت ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ نے روایات لیں۔

ریاضت کی انتہا

آپ بہت بڑے عالم اور علماء کے سرتاج ہیں۔ پچاس سال تک اس حالت میں رہے کہ نہ بیٹھ کر لیٹے اور نہ ہی پاؤں پھیلا کر سوئے۔ حضرت بصری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ قاسیون کے قبرستان میں بھی ٹھہرے رہے ان کی وفات کے بعد حضرت جوعی کی خدمت میں حاضر ہوئے جب حضرت جوعی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ہوئی تو آپ پھر قبرستان میں تشریف لے گئے گیارہ سال بغیر کسی سے بولے گزار دیئے آپ نماز جمعہ کے لیے تشریف لے

marfat.com

رہے تھے کہ ابلیس ملا کہنے لگا اور کے واپس ہو جا نماز جمعہ تو ہم لوگ پڑھ چکے ہیں آپ نے پلٹ کر دیکھا تو سورج کو آسمان کے درمیان پایا آپ ابلیس سے کلام کیے بغیر چل دیے اور جمعہ میں شرکت فرمائی۔

آپ ایک دن میں چالیس میل پیدل چلتے اور قرآن پاک کا ختم بھی اس سفر میں فرما لیتے ایک دن آپ تھک گئے بھوک کا غلبہ ہوا اور کمزوری نے آ لیا صحرا میں ابلتے پانی کے چشمے پر پہنچے تشریف فرما ہو کر دعا مانگی اچانک سرہانے ایک کالے رنگ کی لونڈی کو کھڑا پایا وہ کہنے لگی، میرے آقا نے مجھے ہدیہ دے کر آپ کی خدمت میں بھیجا ہے اور کہا ہے اگر آپ ہدیہ قبول فرما لیں گے تو مجھے آزادی مل جائے گی، آپ نے لونڈی کو حکم دیا کہ یہ ہدیہ رکھ دے وہ ہدیہ دو موٹی تنوری روٹیاں اور بھنے ہوئے انڈوں پر مشتمل تھا آپ یہ ہدیہ وہیں چھوڑ کر گھبراہٹ و خوف کے عالم میں چل دیے کہ اتنی جلدی دعا نے شرفِ قبولیت پا لیا۔

ان کی ایک مشہور کرامت یہ بھی ہے کہ کافی دنوں تک انہوں نے پانی نوش نہ فرمایا ایک دن انہیں طہارت کی ضرورت پیش آئی پانی کے کنارے بیٹھ کر رونے لگے اور کہنے لگے میرے آقا! آپ کو علم ہے کہ مجھے طہارت کی ضرورت ہے اور میں اسے چھوڑنا پسند نہیں کرتا دفعتہً دیوار سے ایک ہاتھ نکلا جس نے کوزا پکڑا ہوا تھا آواز آئی یہ لے لے اور پی لے فرمانے لگے مجھ پر تو طہارت کا غلبہ ہے کوزا پکڑا وضو فرمایا اور اس کے بعد پانی نوش فرمایا لیکن پھر پورے اسی دن تک پانی کی ضرورت محسوس نہ فرمائی۔

پانی پر کھڑے ہو کر نماز

کچھ لوگ آپ کے مہمان ہوئے آپ ان کے پاس تواضع کے لیے میدہ کی روٹیاں اور بھُونا ہوا گوشت لائے وہ لوگ کہنے لگے یہ تو ہمارا کھانا نہیں ہے آپ نے پوچھا آپ لوگوں کا کھانا کیا ہے؟ کہنے لگے بس سبزی ہی ہے، آپ نے انہیں سبزی پیش کر دی اور خود گوشت تناول فرما لیا۔ وہ لوگ رات بھر عبادت میں مصروف رہے اور حضرت مسلم رح پوری رات پشت کے بل سوتے رہے صبح کی نماز ان کے ساتھ پڑھی مگر آپ نے یوں ادا فرمائی گویا نماز عشاء پڑھ رہے ہیں۔ پھر فرمایا حضرات! آئیے ذرا سیر و تفریح کر

marfat.com

آئیں سب ایک تالاب پر پہنچے آپ نے اپنی چادو بپانی پر بچھائی اور اس پر کھڑے ہو کر نماز پڑھی نماز سے فارغ ہو کر چادر اٹھائی اسے پانی نہیں لگا تھا پھر فرمایا یہ تو گوشت کا عمل ہے بتائیے سبزی کا عمل کہاں تک ہے۔ آپ کی ایک کرامت یہ بھی ہے کہ ایک کُتا آپ کو دیکھ کر بھونکا تو آپ مر کر گر گئے۔ بقول علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ آپ کی وفات ۳۰۱ھ میں واقع ہوئی۔

۱۳ حضرت محمد بن یعقوب عربی رحمۃ اللہ علیہ: آپ اکابر عارفین میں سے ایک ہیں اور عمل کرنے والے علماء کے

اماموں میں سے ہیں، حارث محاسبی آپ کی مصاحبت میں رہے اور آپ نے بقول علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی یہ کرامت بیان فرمائی۔

ولی کا نصرانی راہبوں سے کراماتی مقابلہ: فرماتے ہیں میں شام سے صحرا کی طرف چلا بے آب وگیاہ صحرا میں پڑا تو کئی دن کوئی کنارا نہ ملا موت سامنے نظر آنے لگی اچانک دو راہب نظر آئے جو سفر کر رہے تھے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ قریب سے ہی آئے ہیں اور کسی قریبی گرجا کی طرف جا رہے ہیں میں نے پوچھا آپ کہاں جا رہے؟ بولے ہمیں کچھ پتہ نہیں، میں نے پوچھا کہاں سے آئے ہو؟ بولے ہمیں معلوم نہیں۔ میں نے کہا کیا تمہیں پتہ ہے کہ تم اب کہاں ہو؟ کہنے لگے جی ہاں ہم اللہ تعالیٰ کے ملک اور اس کی حکومت میں اس کے سامنے موجود ہیں اب میں اپنی جان کی طرف متوجہ ہو کر اسے ڈانٹنے لگا، اور کہنے لگا دو راہب تو تحقیق تو کل کو پا چکے ہیں اور تو محروم ہے، میں نے پھر ان سے کہا کیا آپ مجھے اپنی صحبت کی اجازت دیں گے؟ کہنے لگے اس کا فیصلہ تمہارے ہاتھوں میں ہے میں ان دونوں کے پیچھے ہو لیا جب رات چھا گئی وہ دونوں اپنی عبادت میں مصروف ہو گئے اور میں اپنی عبادت میں مشغول ہو گیا میں نے جب تیمم کر کے نماز مغرب پڑھی تو وہ دونوں مجھ پر ہنسنے لگے جب وہ دونوں عبادت سے فارغ ہوئے تو ایک نے ہاتھ سے زمین کریدی تو پانی نکل آیا اور ساتھ ہی کھانا بھی آگیا میں یہ ماجرا دیکھ کر حیران رہ گیا وہ دونوں بولے آئیے کھانا

marfat.com

تناول فرماتیے ہم نے کھایا اور پیا ، میں نے نماز کی تیاری کی وہ پانی خشک ہوگیا پھر نظر نہ آیا وہ دونوں اپنی عبادت کے لیے اٹھے میں الگ نماز پڑھتا رہا جب صبح ہوئی تو ہم پھر اگلی رات تک سفر کرتے رہے جب رات چھاگئی تو دوسرے شخص نے اپنے دوست کے ساتھ مل کر عبادت کی پھر دعائیں مانگیں زمین کریدی پانی پھوٹ پڑا اور کھانا بھی آ گیا جب تیسری رات آئی کہنے لگے جناب مسلمان صاحب ! آج آپ کی نوبت ہے فرماتے ہیں مجھے بہت شرم آئی میں سکڑنے لگ گیا میں نے کہا میرے اللہ ! میں جانتا ہوں کہ میں گناہوں کی وجہ سے آپ کے سامنے اپنی عزت گنوا چکا ہوں اور اعتبار کھو چکا ہوں لیکن میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے رسوا نہ فرمائیں اور نہ ہی ان دونوں راہبوں کو نبی اقدس صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی امت پر شماتت کا موقع دیں ، پس اتنی دعا تھی کہ چشمہ بہنے لگا اور بہت سا کھانا موجود پایا ہم سب نے مل کر کھانا کھایا اور پانی پیا اس کے بعد وہ دونوں اسلام لے آئے ۔ بقول حضرت یافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ انہوں نے پوچھا کن الفاظ کے ساتھ آپ نے دعا مانگی تھی جب آپ نے دعائیہ الفاظ بتائے تو وہ دونوں اسلام لے آئے

۱۴۔ حضرت محمد بن سماک رحمۃ اللہ علیہ

امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے محمد

لے نبی اقدس علیہ السلام کا جب حضرت مسلم نے واسطہ دیا تو اللہ کریم نے دعا قبول فرمائی چشمہ عطا فرمایا کھانا نازل فرمایا اور راہب تاڑ گئے کہ یہ نامِ مقدس سب کچھ دلا سکتا ہے لہٰذا وہ عظمتِ محمدی کے گن گانے لگے ہمارے آقا کے نامِ نامی نے خدا جانے کتنوں کی بگڑی بنائی ہے اور کتنوں کی دستگیری فرمائی ہے ۔

تبھی تو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔

آنے دو یا ڈبو دو اب تو تمہاری جانب
کشتی تمہی پہ چھوڑی لنگر اٹھا دیے ہیں

marfat.com

بن عبداللہ صوفی سے سنا وہ کہتے ہیں مجھے یہ بات احمد بن علی السائح نے بتائی اُن کا ارشاد ہے کہ یہ واقعہ مجھے محمد بن عبداللہ بن مطرف نے بتایا وہ کہتے ہیں مجھے یہ بات محمد بن حسن عسقلانی نے بتائی وہ فرماتے ہیں ہمیں یہ حدیث احمد بن الحواری نے سنائی ۔

حضرت خضرؑ وظیفہ بتاتے ہیں

کہ حضرت محمد بن سماک رحمۃ اللہ علیہ بیمار ہو گئے تو ہم آپ کا قارورہ ایک عیسائی طبیب کے پاس لے چلے جب ہم حیرہ اور کوفہ کے درمیان پہنچے تو ہمیں خوبصورت چہرے والا، نفیس مہک والا اور صاف ستھرے کپڑوں والا ایک شخص ملا پوچھنے لگا کہاں کا ارادہ ہے ہم نے جواب دیا فلاں طبیب کے پاس ابن سماک رحمۃ اللہ علیہ کا قارورہ لے کر جا رہے ہیں یہ سن کر وہ بولا ، سبحان اللہ! اللہ کے ولی کے لیے اللہ کے دشمن سے مدد لینے جا رہے ہو یہ بوتل زمین پر دے مارو ابن سماک رحمۃ اللہ علیہ کے پاس واپس جاؤ اور انہیں یہ کہو کہ اپنا ہاتھ مقامِ درد پر رکھ کر یہ پڑھو :

وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ

حق کے ساتھ ہی ہم نے اسے نازل کیا اور حق کے ساتھ ہی وہ نازل ہوا ۔

یہ کہہ کر وہ شخص غائب ہو گیا پھر ہم اسے نہ دیکھ سکے ہم حضرت ابن سماک رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو گئے انہیں سارا واقعہ سنایا انہوں نے درد کی جگہ پر ہاتھ رکھ کر اس آدمی کا بتلایا ہوا کلام پڑھا بس پڑھنے کی دیر تھی کہ شفا ہو گئی فرمانے لگے وہ آدمی خضر علیہ السلام تھے ۔

حضرت محمد بن جعفر الحسینی رحمۃ اللہ علیہ

علامہ حمیدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مجھ پر قرض تھا میں ادائیگی قرض کے لیے کسی چیز کی تلاش میں نکلا میں حضرت محمد بن جعفر حسینی کی قبر شریف پر حاضر ہوا میں نے قرآن پاک کے کچھ حصے کی تلاوت فرمائی اور رد دیا۔

ایک عورت کا ایثار

ایک عورت نے میرا رونا سن لیا اس نے مجھے اپنا سونے کا ہار دے دیا اور کہنے لگی اس صاحب مزار کی خاطر یہ سونے کا ہار لے لے میں نے وہ ہار لیا اور چل دیا ابھی چند ہی قدم چلا تھا کہ

marfat.com

میرا قرض خواہ آگیا مجھے دیکھ کر مسکرایا اور کہا کہ بار عورت کو واپس کر دیں جو آپ نے لیا ہے کیونکہ میں اجر و ثواب کا اس عورت کی نسبت زیادہ حق دار ہوں حمیدی فرماتے ہیں میں نے قرض خواہ سے اس معافی کا سبب پوچھا اور یہ پوچھا کہ آپ کو میرا خیال کس نے بتایا ہے وہ کہنے لگا میں نے اس قبر والے بزرگ کو خواب میں دیکھا ہے انہوں نے مجھے کہا ہے کہ اگر تو حمیدی سے درگزر کرے گا تو میں تجھے جنت میں محل دلاؤں گا پھر اس نے چھ درہم بھی مجھے دے دیئے۔ بقول سخاوی رحمۃ اللہ علیہ آپ کی قبر اقدس قبولیت دعا کے لیے مشہور ہے اور یہ تجربہ ہے کہ وہاں دعا قبول ہوتی ہے یہ قبر سیدہ نفیسہ کی قبر کے مغرب میں مصر میں واقع ہے اور اس پر قبہ بنا ہوا ہے۔[1]

۱۶۔ حضرت محمد بن یوسف بولدقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ عالم، زاہد اور امام تھے ابن نحوی رح نے آپ کے مناقب میں ایک مستقل رسالہ تالیف فرمایا ہے۔

پانی پر چلنا اور ماہیت کا بدل جانا

آپ کی ایک کرامت یہ ہے کہ عورت اپنے بچے کو لے کر سمندر کی طرف گئی حبشی جہاز میں سوار ہو کر وہاں آئے بچے کو پکڑ کر اپنے جہاز میں بٹھایا اور سمندر میں جہاز لے کر چل دیئے۔ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ اپنے عبادت خانہ سے باہر تشریف لا رہے تھے کہ وہ خاتون آپ کے دامن سے چمٹ گئی اور کہنے لگی حبشی لڑکا لے کر چلتے بنے ہیں اور اب وہ اس جہاز میں ہیں حضرت شیخ رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ سمندر کی طرف بڑھے اور فرمایا اے ہوا تھم جا اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ہوا رک گئی پھر آپ نے جہاز والوں کو پکارا کہ بچہ اس کی ماں کو دے دو لیکن وہ نہ مانے اور چل دیئے آپ نے فرمایا اے جہاز ٹھہر جا!

---

[1] اسی کے پیشِ نظر حضرت سلطان العارفین باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔

میں قربان اوہناں تے باہو قبر جینندی جیوے ہو

جہاز کھڑا ہو گیا آپ پانی پہ چلتے گئے بچے کو جہاز سے لے کر ماں کے پاس پہنچا دیا۔

مروی ہے کہ ایک انگریز آدمی تھا اس کے پاس درخت بلوط کا پھل آیا خلیفہ وقت نے اسے گرفتار کر لیا آپ کا خادم آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا کہ وہ پھل کی وجہ سے گرفتار کر لیا گیا ہے کیا آپ مجھے گرفتار کرنے والوں کے سردار کے پاس جانے کی اجازت مرحمت فرمائیں گے تاکہ میں جا کر اسے لے لوں، فرمایا بیٹھ جاؤ وہ اسے تیرے پاس لے آئیں گے جب سرکاری اہلکاروں نے اسے لیا تو وہ پتھر بن چکا تھا وہ تاڑ گئے کہ یہ حضرت شیخ کی برکت سے ہوا ہے جب وہ حضرت شیخ کی خدمت میں لے آئے تو وہ پھر بلوط کا پھل بن گیا۔

حضرت شیخ محمد یوسف بولدقی شیخ ابی عبداللہ کردری کے مرشد ہیں حضرت کردری کا مصر کا مشہور حاکم کافورا خشیدی بقول علامہ سخاوی مرید تھا

۱۷۔ حضرت محمد بن محمد ادفوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ مشاہیر علماء میں سے ہیں اور سات ابدال سے ایک ہیں قراء کے ائمہ کا دور پایا اور ان سے قرآن کی تلاوت سیکھی آپ نے امیر مصر کو قرآن پاک کی تفسیر بنام "الاستغناء فی تفسیر القرآن" لکھ بھیجی (اس کی بدبختی ملاحظہ ہو) کہ کتاب کی ایک طرف لکھ دیا اس کتاب سے استغنا ہے (یعنے کتاب کی ضرورت نہیں) یہ لکھ کر کتاب واپس کر دی آپ نے بددعا فرمائی وہ تین دن سے زیادہ زندہ نہ رہ سکا آپ کی وفات شریف بقول سخاوی رحمۃ اللہ علیہ مصر میں ہوئی اور قرافہ کے ادفوی قبرستان میں دفن ہوئے۔

۱۸۔ حضرت ابوبکر محمد مالکی مصری رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ

آپ شیخ عبدالعمر بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد ہیں آپ کو سات ابدال حضرات میں شامل سمجھا جاتا ہے

لہ یہ پھل انگریز بطور رنگ استعمال کرتے ہیں خلیفہ نے اس لیے گرفتار کرایا کہ یہ سرکاری جنگل کا پھل تھا۔

marfat.com

علامہ قرشی نے اپنی تاریخ میں ان کی ایک حکایت نقل فرمائی ہے کہ آپ ایک فالج کی ماری عورت کے قریب سے گزرے تو وہ عورت کہنے لگی کیا آپ کے پاس راہ خدا میں دینے کے لیے کوئی چیز ہے؛ آپ نے اسے جواب دیا میرے پاس دنیا کی تو کوئی چیز نہیں ہے ہاں ہاتھ آگے بڑھاوہ حکم خداوندی سے اٹھ کر چلنے لگ گئی

آگ مومن کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی

آپ فرمایا کرتے تھے کہ مومن کو آگ نہیں لگ سکتی اور نہ ہی جلا سکتی ہے اگر مجھے شہرت کا خوف نہ ہوتا تو میں سو دفعہ اپنا ہاتھ آگ میں ڈال کر نکال لیتا اور وہ ہرگز نہ جلتا آپ کا یہ ارشاد علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل فرمایا ہے۔

۱۹۔ حضرت محمد بن عبداللہ بزاز مصری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ

عجیب حکایت

مروی ہے کہ یہ وہی بزاز ہیں جن کا تذکرہ کرتے ہوئے علامہ ابوالفرج ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ ایک بزاز آدمی تھا اس کے پاس سے ایک عورت گزری جس کے حسن وجمال نے اسے حیران کر دیا، بزاز اسے کہنے لگا کیا تیرا خاوند ہے؛ کہنے لگی جی نہیں، بزاز نے کہا کیا اس شرط پر میرے ساتھ نکاح کر سکتی ہے کہ میں تیرے پاس صرف دن کو آؤں؛ اس نے کہا مجھے منظور ہے آپ نے اس سے شادی کر لی آپ کی پہلی بیوی تھی آپ نے اسے نہ بتایا وہ آپ کے ساتھ کئی سال رہی آپ کی بیوی نے اپنی خادمہ سے کہا کہ تیرا آقا میرے پاس دن کو آیا کرتے تھے مگر اب مدت گزری انہوں نے یہ انداز چھوڑ دیا ہے تو ان کی خدمت میں حاضری دے اور دیکھ کہ جب وہ دکان سے اٹھتے ہیں تو کہاں جاتے ہیں؛ خادمہ گئی اور ایسی جگہ بیٹھ گئی جہاں اس کے مولا اسے دیکھ نہیں سکتے تھے جب وہ نکلے تو یہ ان کے پیچھے ہو لی وہ ایک گھر کے دروازے پر آ کر گھر کے اندر چلے گئے خادمہ نے پڑوسیوں سے تفصیلات پوچھیں تو انہوں نے بتایا یہ ان کا اپنا گھر ہے اور اس گھر میں ان کی بیوی بھی رہتی ہے یہ حالات دریافت کر کے لونڈی اپنی

marfat.com

مالکہ کے پاس واپس آئی اور سارا ماجرا اسے کہہ سنایا یہ نیک بخت خاتون بھی سالہا سال آپ کے ساتھ رہی مگر بھول کر بھی اپنے خاوند کو یہ نہیں کہا کہ آپ نے دوسری شادی کرالی ہے جب آپ کی وفات ہوئی اور آپ کی پہلی بیوی کو شرعی حصہ ملا تو اس نے اپنے حصے کے برابر برابر دو حصے کر دیئے اور خادمہ سے کہا یہ مال لے کر اپنے آقا کے دوسرے گھر جاؤ ان کی بیوی کو مال دے کر کہو کہ اللہ کریم آپ کو صبر جمیل عطا فرمائے آپ کے خاوند تو فوت ہو گئے خادمہ آئی دروازہ کھٹکھٹایا خاتون خانہ نے دروازہ کھول کر پوچھا تو کون ہے، لونڈی نے سارا قصہ بیان کیا سن کر کہنے لگی مال لے کر اپنی مالکہ کے پاس واپس چلی جاؤ کیونکہ اس مردِ حق نے مجھے طلاق دے دی تھی میں ان کی میراث کی مستحق نہیں ہوں لونڈی مال لے کر واپس لوٹی اور اپنی مالکہ کو اس خاتون کی بات بتائی علامہ سخاوی فرماتے ہیں کہ یہ عجیب و غریب حکایت ہے۔

والی کے پاس دعا

آپ کی ایک اور کرامت علامہ سخاویؒ نے یوں بیان فرمائی ہے کہ ایک آدمی نے واقعہ بیان کیا کہ میں ایک فقیر شخص تھا جس کے پاس کچھ بھی نہ تھا میں اس عظیم المرتبت شخص کے مزار پر حاضر ہوا اور عرض کیا اے اس قبر کے مکین! آپ نے اپنا نام بزاز رکھا ہے تو مجھے پہننے کے لیے کپڑے عطا کیجئے میں محتاج ہوں، میرے پاس کچھ نہیں اور میں ننگا ہو چکا ہوں میں زیارت سے فارغ ہو کر اپنے گھر آیا دوسری صبح کو میری والدہ آئیں ان کے پاس قمیض اور شلوار تھی، کہنے لگیں میں اپنے کچھ ملنے والوں کے پاس گئی تھی انہوں نے مجھ سے پوچھا کیا آپ کا کوئی لڑکا ہے؟ میرے مثبت جواب پر کہنے لگے یہ قمیض اور شلوار اسے دے دینا، یہ دونوں کپڑے پا کر میں نے دل میں کہا چادر بھی تو چاہیے تھی میں جسے اوڑھ کر سو سکتا۔ صبح میں آپ کی قبر شریف پر زیارت کے لیے حاضر ہوا تو اپنی والدہ کی ساری بات عرض کر دی اور کہا جناب شیخ میری طرف سے اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے مجھے ابھی ایک چادر کی ضرورت ہے جسے میں اوڑھ کر سو سکوں میں نے ان کے پاس کھڑے دعا مانگی اور واپس پلٹ آیا میں راستے میں تھا کہ ایک شخص نے مجھے آکر چادر دے دی

marfat.com

میں نے چادر لے کر اللہ کریم کی تعریف کی اور شکر بجالایا اور ہمیشہ آپ کے مزار کی زیارت کے لیے آتا رہا۔

۲۰۔ حضرت ابُوعبداللہ محمد تکروری مالکی رحمۃ اللہ تعالٰے علیہ

آپ بڑے فصیح و بلیغ فقیہ تھے اپنے مالکی مذہب اور شافعی مسلک کے فقہی احوال پر کلام فرمایا کرتے۔ امیر مصر بڑی جدوجہد کرکے آپ سے دعا کا سوال کرتا تھا اس کی ایک آنکھ ضائع ہو گئی آپ نے آنکھ کی واپسی کی اللہ تعالیٰ سے دعا کی آپ کی دُعا سے آنکھ بالکل پہلے کی طرح ہو گئی۔

ولی کا اندازِ عبادت

حاکم مصر کافور اخشیدی نے آپ کی خدمت میں ایک سو دینار بھیجے آپ نے اس کے ایلچی کے سامنے یوں اظہار فرمایا گویا آپ پاگل ہیں ایلچی واپس آکر کافور سے کہنے لگا آپ نے مجھے ایک مجنوں کے پاس بھیجا تھا، کافور نے جواب دیا وہ مجنوں نہیں ہیں وہ تو قائم اللیل اور صائم النہار بزرگ ہیں، پھر کافور نے ایلچی کو ساتھ لیا اور رات کے دوران اسے لے کر مختلف اولیاء کے پاس گھومتا پھرا پھر اسے لے کر حضرت تکروری کے مرشد حضرت طلوا بار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سرکار میں حضرت تکروری کی تلاش میں پہنچا مگر آپ وہاں بھی نہ ملے باہر نکلے تو ایک آدمی کو نماز پڑھتے پایا، دونوں نے نمازی کو غور سے دیکھا یہ نمازی حضرت تکروری ہی تھے دونوں آپ کے پیچھے چل دیے جب بڑے دروازے تک ان کے پیچھے آئے تو دروازے کو بند پایا، کافور نے عرض کیا حضور! یہ آپ کی عادت شریفہ نہ تھی آپ میرے سامنے دروازہ بند فرما رہے ہیں دروازہ کھل گیا حضرت شیخ تکروری رحمۃ اللہ علیہ باہر تشریف لائے آپ چل دیے اور وہ دونوں بھی پیچھے ہو لیے مقبرہ تک جا پہنچے۔ آپ وہاں نماز پڑھنے لگے نماز پڑھ کر پلٹے تو ایک درندہ آیا اور مقامِ نماز پر آکر خوب لیٹا۔

آپ بقول علامہ سخاوی مصر میں فوت ہوئے اور بنی کندہ کے قبرستان کے مغرب میں ایک کھلے بقعہ میں مدفون ہوئے۔

marfat.com

۲۱۔ ابوعبداللہ محمد واعظ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ

آپ مصر میں لکڑہاروں کے محلہ میں رہا کرتے تھے لوگ آکر آپ کے گھر کے نیچے بیٹھ جاتے اور آپ بالاکوفی سے انہیں واعظ فرمایا کرتے تھے۔

واعظ سن کر گھر جھومنے لگا

مروی ہے کہ ایک رات آپ واعظ فرما رہے تھے کہ پانچ دفعہ آپ کا گھر یوں جھوما جس طرح دورانِ سماع کئی عاشق جھومتے ہیں آپ فرمایا کرتے تھے بچ کے لیے یہ اچھی بات ہے کہ وہ "مجلسِ ذکر" میں حاضری دے شائد اس طرح اس کی شقاوت وقساوتِ قلبی نرمی میں بدل جائے۔

آپ کی وفات مصر میں ہوئی اور حضرت سید بن مسیب رضی اللہ تعالٰی عنہ کے ساتھی امام ابو دلقہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی قبر کے قریب ایک قطعۂ ارضی میں مدفون ہوئے۔

ماں کی بے ادبی کا انجام

آپ کے پہلو میں ایک چھوٹی قبر ہے جس میں مردے کے پاؤں قبر سے باہر تھے زائرین کی ایک جماعت نے جب یہ حال دیکھا تو بہت سی مٹی لاکر اس کے پاؤں کو ڈھانپ دیا، پھر زیارت کے لیے آئے تو دونوں پاؤں پھر مٹی سے باہر نکلے ہوئے دیکھے، کہنے لگے لوگو! شائد اس بچارے سے بڑھ کر ہم میں کوئی اور گنہگار نہیں اگر اللہ تعالٰی اس کی طرف متوجہ ہوں دعا کرو کہ پھر سب نے بڑی عاجزی سے دعا مانگی اللہ تعالٰی نے دعا قبول فرمائی اس کے پاؤں کو چھپایا اور اس کے بعد پھر وہ پاؤں نہ دیکھے گئے بقول امام سخاوی اس نے اپنی ماں کی اپنے پاؤں سے بے ادبی کی تھی لہٰذا اس کا یہ انجام ہوا۔

۲۲۔ حضرت محمد بن موسیٰ ابوبکر واسطی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ

آپ حضرت جنید رضی اللہ عنہ کے عظیم فرماں برداروں میں سے ہیں آپ اصلاً فرغانی ہیں، عظیم المرتبت اور عالی شان والے ہیں۔

ترک خواہشات کا انعام

آپ کی یہ کرامت علامہ مناوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے نقل فرمائی ہے کہ آپ ایک دفعہ سمندر میں سفر کرنے لگے جہاز ٹوٹ گیا آپ اپنی بیوی کے ساتھ ایک تختہ پر رہ گئے اسی حالت میں بیگم صاحبہ

marfat.com

نے بچے کو جنم دیا اور پیاس کی شدت سے نڈھال ہوگئیں آپ نے سر مبارک اٹھایا تو ایک آدمی کو فضا میں بیٹھا دیکھا اس کے ہاتھ میں سونے کی زنجیر تھی جس کے ساتھ یاقوتی کوزہ بندھا ہوا تھا اس نے آواز دی دونوں میاں بیوی پانی پی لو دونوں نے پانی پی لیا۔ فرماتے ہیں میں نے پوچھا، آپ کون صاحب ہیں؟ جواب ملا آپ کے مولا تعالےٰ کا ایک بندہ ہوں، میں نے پوچھا کس بات سے آپ کو یہ مرتبہ ملا؟ جواب ملا جب میں نے اپنی خواہش رضائے الٰہی کے لیے چھوڑ دی تو اس مقام پر پہنچ گیا اس مولا کریم نے مجھے فردانیت کی بساط پر بٹھا دیا جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں۔

۲۲ محمد بن محمد بن سلامہ ابو جعفر طحاوی ازدی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ :

آپ حنفی فقیہ ہیں مصر میں آپ امام اعظم کے خدام کے عظیم المرتبت قائد ہیں آپ مشہور و معروف اور عظیم المرتبت ائمہ میں سے ہیں، حضرت کندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام طحاوی کی دعائیں مقبول ہیں، آپ کا ارشاد ہے جس کا دل حرام سے منزہ رہا اس کی دعاؤں کے لیے آسمان کے دروازے وا رہے۔

فقر و غیور امام سخاوی فرماتے ہیں کہ ایک دن ابو منصور تکین جرری جو بڑا ظالم و جابر تھا اور حاکم مصر تھا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ کو دیکھ کر خوف زدہ ہو گیا آپ کی بڑی عزت و تکریم کی اور کہنے لگا حضور! میں اپنی بیٹی کا نکاح آپ سے کرنا چاہتا ہوں آپ نے فرمایا میں ایسا نہیں کروں گا اس نے عرض کیا کیا جناب کو مال کی ضرورت ہے فرمایا نہیں، اس نے کہا کیا آپ کے لیے جائداد متعین کردوں؟ فرمایا نہیں، پھر وہ کہنے لگا پھر جو کچھ آپ چاہتے ہیں وہ مانگ لیجیے، آپ نے فرمایا کیا تو سن رہا ہے کہنے لگا حضور! سن رہا ہوں فرمایا اپنے دین کی حفاظت کر کہیں وہ کھسک نہ جائے اور اپنے مرنے سے پہلے اپنی جان کی آزادی کے لیے کچھ عمل کرلے اور اپنے آپ کو بندوں پر ظلم کرنے سے بچالے پھر اسے آپ چھوڑ کر چل دیے کہا جاتا ہے کہ اس نے مصریوں پر ظلم و ستم کرنا چھوڑ دیا امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ ۳۲۱ھ

marfat.com

میں مصر میں فوت ہوئے۔

۲۴۔ محمد بن اسماعیل المعروف خیر النساج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ:

آپ سامرا کے تھے آپ کی مجلس میں شبلی رحمۃ اللہ علیہ اور خواص جیسے لوگوں نے دولت رجوع الی اللہ پائی آپ اصحاب معرفت کی ایک جماعت کے استاد ہیں۔

ولی کی گرفت ایک ولی سے مروی ہے کہ میں حضرت خیر النساج کے پاس تھا کہ ایک آدمی آکر کہنے لگا حضور شیخ! کہ آپ نے کل دو درہموں کا سوت بیچا تھا تو میں دیکھ رہا تھا میں آپ کے پیچھے ہو لیا اور آپ کے تہ بند کے کنارے سے وہ درہم کھول لیے اس وقت سے میرا ہاتھ کندھے سے بندھا ہوا ہے یہ سن کر حضرت خیر النساج ہنس دیے اور اپنے ہاتھ سے میرے ہاتھ کی طرف اشارہ کیا میں نے ہاتھ کھول دیے پھر فرمانے لگے جا ان درہموں سے اپنے بچوں کے لیے کچھ خرید لے جا مگر آئندہ ایسا نہ کرنا یہ واقعہ امام قشیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نقل کیا ہے۔

علامہ مناوی فرماتے ہیں کہ آپ اصحاب کرامات عظیم المرتبت صوفی مشائخ کے اکابر میں سے تھے علامہ شبلی اور امام خواص جیسے بزرگوں نے آپ کی کرامات وغیرہ کو دیکھ کر رجوع الی اللہ فرمایا آپ اصلاً سامرا کے رہنے والے تھے پھر بغداد تشریف لے آئے۔

ملک الموت سے سوال آپ بہ وقت وصال ملک الموت سے سوال کرنے لگے اللہ کریم تجھے عافیت میں رکھیں ذرا ٹھہریئے تاکہ میں نماز عصر پڑھ لوں کیونکہ تو بھی مامور غلام ہے اور میں بھی مامور غلام ہوں جس کا آپ کو امر ہے وہ تو فوت نہیں ہوگا (یعنے موت تو لازماً آئے گی) اور جس کا مجھے حکم ہے وہ فوت ہو سکتا ہے یعنے مجھے نماز کا حکم ہے اور وہ قضا ہو سکتی ہے) یہ کہہ کر نماز پڑھی، تشہد ختم کر کے فوت ہو گئے آپ تقریباً ایک سو بیس سال عمر پا کر وصال بحق ہوئے آپ کا وصال ۳۲۲ھ میں ہوا آپ نوری اور ان کے طبقہ کے ہم عصر ہیں لیکن طویل العمری کی وجہ سے بعد والے طبقہ میں بھی شامل ہیں۔

marfat.com

۲۵ - حضرت محمد بن علی بن جعفر ابوبکر الکتانی بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ صوفیہ کے ائمہ اور عارفوں کے اکابر میں سے ایک ہیں جنید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے حلقے سے صحبت رہی،

مردہ ولی بول رہا تھا

کرامت ملاحظہ ہو فرماتے ہیں میں صحرا میں تھا میں نے ایک مردہ فقیر کو دیکھا جو ہنس رہا تھا میں نے اسے کہا آپ مردہ ہو کر کیسے ہنس رہے ہیں ہاتف نے مجھے جواب دیا کہ "اے ابوبکر اللہ کریم کے عاشقوں کا یہی حال ہوتا ہے۔

حضور علیہ السلام عمل عطا فرماتے ہیں

اور ملاحظہ ہو فرماتے ہیں میں نے سید کل ختم الرسل علیہ السلام کی زیارت کی تو عرض کیا حضور! میرے لیے دعا فرمائیں تاکہ میرا دل نہ مرے، حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا روزانہ چالیس مرتبہ یہ پڑھا کرو:

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ لَا اِلٰـہَ اِلَّا اَنْتَ

"اے زندہ اور قائم رہنے والے! معبود برحق تو صرف تو ہی ہے"

امام مناوی آپ سے ناقل ہیں فرماتے ہیں کہ میرے سر میں درد تھا میں سید الانبیاء علیہ التحیۃ والثناء کے جمالِ جہاں آرا سے لطف اندوز ہوا تو آپ نے فرمایا یہ دعا لکھ لے۔

اَللّٰھُمَّ بِثُبُوْتِ الرَّبُوْبِیَّۃِ وَ تَعْظِیْمِ الصَّمَدِیَّۃِ وَبِسَطْوَاتِ الْاِلٰھِیَّۃِ وَبِقِدَمِ الْجَبَرُوْتِیَّۃِ وَبِقُدْسِیَّۃِ الْوَحْدَۃِ۔

میرے اللہ! ربوبیت کا ثبوت، صمدیت کی عظمتیں، خداوندی شوکتیں، جبروتیت کا شکوہ اور وحدت و یکتائی کی قدسیتیں سب ہی تیری ذات کے لیے ہیں۔

کہتے ہیں میں نے یہ دعا لکھ کر سر پر رکھی تو فوراً درد کافور ہو گیا۔

حضرت قشیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں میں نے ابو عبداللہ شیرازی سے فرماتے سُنا کہ میں نے خوزستان میں ابو النجم احمد بن حسین کو یہ فرماتے سُنا کہ میں نے

marfat.com

ابوبکر کتانی رحمۃ اللہ تعالٰے علیہ کا بیان شاد سُنا کہ میں سال کے درمیانے حصے میں مکہ مکرمہ کے راستے پر چل رہا تھا اچانک میں نے چکتے دیناروں سے بھری ایک تھیلی دیکھی میں نے چاہا کہ اسے اٹھالوں تاکہ مکہ مکرمہ کے فقراء پر تقسیم کرسکوں ایک ہاتف نے آواز دی اگر تو نے تھیلی لی تو ہم تیرا امر سلب کریں گے آپ حضرت جنید کے ساتھی ہیں مکہ مکرمہ میں ۳۲۲ھ میں وصال ہوا۔

۲۶۔ حضرت ابوبکر محمد بن سعدون تمیمی جزیری متعبد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

امام مالک کی رائے درُست ہے

مذکور ہے کہ آپ نے مصر میں نماز چاشت بارہ رکعتیں پڑھی اور سو گئے تو حضور رحمۃ العالمین علیہ السلام کی زیارت ہوئی عرض کرنے لگے یا رسول اللہ صلوٰت اللہ علیک حضرت مالک رح اور اور حضرت لیث رح کا نماز چاشت میں اختلاف ہے مالک رح بارہ رکعتیں اور لیث رح آٹھ رکعتیں فرماتے ہیں، حضور علیہ السلام نے حضرت ابن سعدون کے سرین (چوتڑ) پر ہاتھ مارا اور تین دفعہ فرمایا مالک رح کی رائے درست ہے فرماتے ہیں چوتڑوں میں مجھے درد تھا اس رات سے وہ درد بھی جاتا رہا[1]، آپ جب نماز پڑھتے تو ایک نورانی برہان آپ پر ضوفگن رہی بقول مصنفِ نفح الطیب آپ کی وفات ۳۴۴ھ میں ہوئی۔

۲۷۔ ابوعبداللہ محمد بن خفیف شیرازی شافعی رحمۃ اللہ تعالٰے علیہ

آپ صوفیہ کے مشائخ کے مرشد اور اولیائے عارفین کے استاد ہیں ظاہری و باطنی علوم

---

[1] ہمارے اولیائے امت فقہی اختلافات میں اکثر حضور علیہ السلام سے فتویٰ حاصل کرتے ہیں اور پھر آپ کے ارشاد پر عمل پیرا ہوتے ہیں یہاں یہی کچھ ابن سعدون رحمۃ اللہ تعالیٰ نے بھی کیا مگر حضور علیہ السلام تشریف فرما ہوئے تو آپ کی مصیبت کو بھی دور فرماتے گئے آپ کو یہ بھی علم تھا کہ ابن سعدون کو کہاں درد ہے جہاں درد تھا معالج نے وہاں ہی شفا کا عطر ڈالا اور ابن سعدون اسی لمحہ شفا سے ہمکنار ہوئے (مترجم)

marfat.com

کے ائمہ والااعتبار میں سے فرد وحید ہیں، آپ کی ایک کرامت یہ ہے کہ آپ بغداد شریف آئے اور چالیس دن کھائے پیئے بغیر وہاں قیام فرمایا پھر تشریف لے چلے صحرا میں کوئیں پر سے ایک ہرن کو پانی پیتے دیکھا آپ کو بھی پیاس لگ رہی تھی آپ جب کوئیں کے قریب گئے تو ہرن بھاگ گیا اور پانی جو اوپر آچکا تھا نیچے چلا گیا آپ نے التجا کی میرے پروردگار کیا آپ کے سامنے میرا وہ مقام بھی نہیں ہے جو اس ہرن کا ہے؟ آپ نے ایک بولنے والے کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا "ہم نے تیری آزمائش کی مگر تو صبر نہ کر سکا ہرن تو مشکیزے اور رسی کے بغیر کوئیں پر آیا تھا اور تو یہ دونوں لے کر آیا ہے" آپ نے پلٹ کر دیکھا تو کنواں بھرا ہوا تھا آپ نے پانی پیا طہارت کی اپنا مشکیزہ بھرا، حج کیا واپس ہوئے تو مشکیزے کا پانی ختم نہیں ہوا تھا آپ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ کو دیکھتے ہی جنیدؒ فرمانے لگے اگر آپ تھوڑی دیر صبر کرتے تو پانی آپ کے قدموں کے نیچے سے بہہ پڑتا اور آپ کے پیچھے پیچھے چلتا رہتا۔

برہمی سے مقابلہ آپ نے ایک دن ایک برہمی سے مناظرہ فرمایا برہمی کہنے لگا اگر آپ کا مذہب حق ہے تو آئیے ہم دونوں چالیس دن تک کوئی کھانا نہ کھائیں دونوں نے ایسا ہی کیا لیکن حضرت شیخ نے چالیس دن پورے کر لیے مگر برہمی پورے نہ کر سکا۔ اسی طرح ایک اور برہمی نے آپ کو پانی کے نیچے رہنے کی دعوت دی مدت معینہ ختم نہیں ہوئی تھی کہ برہمی مر گیا اور آپ زندہ و سلامت عرصہ پورا کر کے پانی سے باہر تشریف لائے بقول علامہ ذہبیؒ سو سال سے زائد عمر پا کر آپ کی وفات ۱۷۳ھ میں ہوئی بقول مناویؒ آپ نے حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالے عنہ کا یہ ارشاد بیان فرمایا ہے کہ خشوع نماز کی صحت و درستی کے لیے شرط ہے۔

امام یافعی رحمۃ اللہ تعالے علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ نے فرمایا میں ایک عرصہ دراز تک سطح ارضی پر گھومتا رہا تاکہ کسی ابدال سے ملاقات کر سکوں میں سفر و سیاحت سے تھک گیا فارس کے شہر اصطخر پہنچا اور صوفیا کی ایک جھونپڑی میں جا گھسا۔ میں نے مشائخ کرام کی ایک جماعت دیکھی جن کے سامنے کچھ کھانا تھا اس جماعت میں حسن بن

marfat.com

سعد اور ابوالازہر بن حیان بھی تھے میں ایک ساعت رکا پھر وضو کیا جب میں فارغ ہوا تو مشائخ نے مجھے جگہ دی اور میں ان کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانے لگا۔ پھر ہم الگ الگ ہو گئے میں سو گیا تو خواب میں محبوبِ خدا کا جمالِ حسن آرا دیکھا آپ نے فرمایا "ابن حنیف! جن لوگوں کی تجھے تلاش تھی اور جن کی ہم جلیسی کی تمنا تھی یہ وہی لوگ ہیں اور تو خود بھی ان میں شامل ہے" مجھے خیال آیا کہ میں خواب کی بات ساتھیوں کو بتا دوں لیکن وقار و ہیبت کی وجہ سے کچھ نہ کر سکا ابھی دن کی ایک ساعت ہی گزری ہوگی کہ مجھے شیخ ابوالحسن بن ابی سعد ملے اور فرمایا اے ابو عبداللہ! آپ ان لوگوں کو اپنا خواب بتا دیں، میں نے سب کو اپنا خواب بتا دیا جب خبر پھیل گئی تو فقیروں کا یہ گروہ بھی علاقے میں بکھر گیا۔

عجیب و غریب واقعہ

علامہ ابن بطوطہؒ نے اپنے سفر نامے میں لکھا ہے کہ حضرت ابو عبداللہ محمد اولیاء میں عظیم المرتبت شخصیت تھے آپ کے ذکر کا شہرہ پھیلا ہوا تھا۔ آپ نے ہی سرزمین ہند کے ساتھ جزیرہ سیلون کے پہاڑ سرندیب میں راستہ بنا دیا، حکایت یوں ہے، کہ آپ ایک دفعہ تیس فقراء کے ساتھ سرندیب کے پہاڑ کی طرف تشریف لے گئے پہاڑی ویران راستے پر ان حضرات کو بھوک نے آلیا راستے سے بھٹک چکے تھے آبادی تھی نہیں حضرت شیخؒ سے ساتھیوں نے ایک چھوٹا ہاتھی پکڑنے کی اجازت چاہی یہاں ہاتھیوں کی کثرت تھی اور شاہ ہند کو یہاں سے ہی ہاتھی پکڑ کر بھیجے جاتے تھے، حضرت نے ساتھیوں کو ہاتھی پکڑنے سے منع فرمایا لیکن ان کے اندر تو بھوک کی آگ جل رہی تھی قولِ شیخ کی پرواہ نہ کرتے ہوئے ایک چھوٹا ہاتھی پکڑا اور ذبح کر ڈالا اور گوشت کھا گئے[1]۔ جناب شیخ نے گوشت تناول نہ فرمایا جب دات کو سو گئے تو ارد گرد کے سب ہاتھی اکٹھے ہو گئے اور ان پر ہلہ بول دیا ہر آدمی کو سونگھتے اور اسے مار ڈالتے تھے سب کو مار ڈالا حضرت شیخ کو سونگھا اور چھوڑ دیا (چونکہ ہاتھی کے گوشت کی بو آپ میں نہ تھی) آپ کو ایک ہاتھی نے سونڈ میں لپیٹ کر اپنی پیٹھ پر رکھ لیا

---

[1] یہ اضطراری کیفیت تھی لہٰذا حرام گوشت انہیں شرعاً کھانا جائز تھا۔

marfat.com

دور آباد علاقہ میں لے گیا اس علاقہ کے لوگوں نے جب آپ کو دیکھا تو حیران ہو گئے اور اصل بات جاننے کے لیے آپ کی طرف تشریف لے گئے ہاتھی نے آپ کو سونڈ کے ساتھ پکڑ کر نیچے نرم جگہ پر رکھ دیا لوگ آپ کے پاس پہنچ گئے آپ کو پوچھنے لگے اور پھر بادشاہ کے پاس لے گئے آپ کی ساری خبران کافروں کو لگ گئی آپ کئی دن وہاں ٹھہرے رہے یہ مقام پر واقع ہے اور وہاں نہر کو کہتے ہیں نہر خیزراں۔

۲۸۔ حضرت محمد بن محمد بن اسماعیل صوفی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

آپ واعظ تھے اور ابن سمعون کے نام سے معروف، خطیب فرماتے ہیں کہ آپ علوم خواطر واشارات میں اپنے زمانے کے یکتا اور اپنے دور کے بے مثل انسان تھے آپ کی ایک کرامت یہ ہے کہ آپ بیت المقدس تشریف لے جا رہے تھے آپ کے پاس خشک کھجوریں تھیں مگر جی تازہ کھجوریں کھانے کو چاہتا تھا آپ اپنے جی کو ملامت فرما رہے تھے کہ اس جگہ تازہ کھجوریں کہاں سے ملیں جب افطاری کا وقت آیا تو آپ نے کھجوریں کھولیں وہ تازہ و تر کھجوریں بن چکی تھیں آپ نے اب انہیں تناول نہ فرمایا تا کہ نفس کی بات پوری نہ ہو، دوسرے دن افطار کے لیے کھجوریں کھولیں تو اب وہ پہلی خشک کھجوریں ہی تھیں۔

دل کا بھید پا گئے

ایک اور کرامت ملاحظہ ہو کہ ایک آدمی کو تنگدستی نے آ لیا، موزوں کے بغیر اس کے پاس کچھ نہ تھا وہ انہیں اتار کر بیچنے کے لیے چلا ابن سمعون کی محفل لگی ہوئی تھی سوچنے لگا پہلے مجلس میں سے ہو لوں پھر موزے بیچوں گا جب محفل کے خاتمے پر جانے لگا تو حضرت نے بلا کر ارشاد فرمایا موزے نہ بیچ اللہ تعالیٰ تجھے رزق پہنچانے والا ہے پھر ایسا ہی ہوا۔[1]

---

[1] سبحان اللہ! یہ تو اولیائے امت کا حال ہے کہ دل کے بھید ان کے سامنے منکشف ہو جاتے ہیں پھر کیا مقام ہوگا دلوں کے مزکی اور دلوں کے محبوب علیہ السلام جو دلوں کی دنیا کے شاہ ہیں۔

marfat.com

آدابِ زیارت مصطفوی

ایک اور کرامت کا حال بھی پڑھتے جائیں ابن باطیش نے اپنی کتاب اثبات کرامات اولیاء میں یہ واقعہ ابو طاہر محمد علاف کی زبانی یوں نقل کیا ہے کہ میں حضرت ابو الحسن بن سمعون کی محفلِ وعظ میں موجود تھا حضرت ابو الفتح قواس کرسی کے پہلو میں بیٹھے تھے انہیں اونگھ آئی اور وہ سو گئے ابن سمعونؒ نے ایک ساعت بھر وعظ کا سلسلہ منقطع فرما دیا ابو الفتح جاگے سر اٹھایا تو ابن سمعون نے انہیں فرمایا آپ نے نبی علیہ السلام کی زیارت ابھی خواب میں فرمائی ہے، جواب ملا جی ہاں، فرمانے لگے اسی لیے میں نے سلسلہ کلام بند کر دیا تھا کہ آپ بیدار نہ ہوں اور خواب کا سلسلہ نہ ٹوٹے، امام سیوطیؒ فرماتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کی تشریف آوری کے وقت عالم بیداری میں ابن سمعون نے آپ کی زیارت کی اور ابو الفتح خواب میں مشرف ہوئے، آپ ۳۸۷ھ میں واصل بحق ہوئے اور گھر میں ہی مدفون ہوئے، تینتیس سالوں کے بعد انہیں وہاں سے منتقل کرنا پڑا تو ان کے کفن کو بھی خبر نہ تھی کہ زمانہ گزر گیا دیکھی وہی بات ہوئی کہ قبر نے بھی قیامت تک امانت کی طرح رکھا نہ اک مو کم ہوا ان کا نہ اک تارِ کفن بگڑا۔

امام منادیؒ فرماتے ہیں کہ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ انہیں امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس دفن کرنے کے لیے نکالا گیا تھا آپ کا کفن اسی طرح آوازہ یا تھا تازہ تھا، جس طرح دفن کرتے وقت تھا۔

۷۹۔ حضرت محمد بن حسین بن موسیٰ ازدی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی کنیت ابو عبد الرحمان ہے

آپ سلمی نیشاپوری ہیں آپ کی یہ کرامت امام قشیری نے بیان فرمائی ہے کہ میں حضرت دقاق رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کے پاس تھا کہ حضرت ابو عبد الرحمان کی بات چل نکلی اور یہ بھی ذکر ہوا کہ آپ محفل سماع میں فقراء کا ساتھ دیتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں حضرت دقاق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ان جیسے آدمی کو حالتِ سکون سجتی ہے پھر امام قشیری فرماتے ہیں مجھے حکم دیا کہ آپ ان کے پاس جائیں آپ انھیں کتب خانہ میں بیٹھا پائیں گے اور کتابوں کے اوپر ایک چھوٹی سی جلد پڑی ہوگی جس میں حسین بن منصور کا منظوم کلام ہوگا وہ لے آئیں اور حضرت

marfat.com

ابو عبدالرحمان کو بالکل کچھ نہ کہیں، میں جب وہاں گیا تو انہیں بالکل اسی حال میں پایا میں بیٹھا تو آپ نے باتیں شروع کر دیں فرمانے لگے کچھ لوگ سماع میں ایک عالم دین کی حرکات بیخودی میں جھومنا اور تڑپنا، کا انکار کرتے ہیں حالانکہ وہ انسان بالکل خیالات سے پاک ہو کر وجد والے کی طرح چکر لگانے لگ جاتا ہے میں نے آپ سے یہ حالت پوچھی تو فرمانے لگے۔ یہ مسئلہ میرے لیے بہت مشکل تھا پھر اس کی حقیقت مجھ پر کھل گئی میں پھر ضبط نہ کر سکا اور اٹھ کر چکر لگانے لگ گیا اور کہنے لگا اصحاب وجد کا بھی یہی حال ہوتا ہوگا قشیری فرماتے ہیں جب میں نے حضرت دقاق اور حضرت ابو عبدالرحمان رحمۃ اللہ تعالے علیہما کی کیفیت دیکھی تو عالم حیرت میں ڈوب گیا کہ میں ان دو حضرات کے درمیان کیسے رابطہ بن سکتا ہوں؛ میں نے سوچا اب سچ کے بغیر چارہ نہیں ہے (کیونکہ حق چھپانے کی صورت میں شیخ کی نگاہیں اصل تک پہنچنے میں دیر نہ لگائیں) میں نے حضرت سے عرض کیا کہ حضرت ابو علی دقاق نے اس مجلد کتاب کی وصف فرمائی تھی اور فرمایا تھا کہ آپ کو اطلاع کیے بغیر یہ کتاب ان کے پاس لے چلوں اب آپ کا بھی خوف ہے اور ان کے حکم کے خلاف بھی نہیں کر سکتا فرمائیے اب میں کیا کروں، حضرت نے حسین بن منصورؒ کے کلام کے کئی حصے نکالے ان میں حسینؒ کی کتاب الصیہور فی الاھور نقض" بھی تھی فرمایا یہ حضرت دقاق کی خدمت میں لے چلو۔

امام مناوی فرماتے ہیں آپ کی وفات ۴۱۲ھ میں ہوئی۔

۳۰ ابو عبداللہ محمد بن فتوح بن عبداللہ ازدی حمیدی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کو حمیدی اپنے دادا حضرت حمید اندلسی کی وجہ سے کہتے ہیں یہ حمیدی عظیم عالم دین ہیں جنہوں نے بخاری و مسلم کی مشترک احادیث کو جمع فرمایا حضرت ابن حمیدی بڑے عالم و حافظ تھے بغداد میں آپ کی وفات ۴۸۸ھ میں ہوئی آپ کے متعلق ابن ماکولا فرماتے ہیں کہ ہمارے دوست ابو عبداللہ الحمیدی اہل علم و فضل اور بیدار مغز ہیں میں نے پاکدامنی، نزاہت، پاکبازی اور مشغولیت علم میں آپ جیسا کوئی اور نہیں دیکھا،

marfat.com

منظفر بن رئیس الرؤساء کو آپ نے وصیت فرمائی تھی کہ انہیں بشر حافی رضی اللہ عنہ کی قبر کے پاس دفن کیا جائے اس نے وصیت کی مخالفت کی باب النبر ر کے قبرستان میں آپ کو دفن کر دیا ایک دفعہ آپ مظفر کو خواب میں ملے اور اس وصیت کی مخالفت پر ناراضگی کا اظہار فرمایا آپ کو صفر ۴۹۱ھ میں باب الحرب کے قبرستان میں حضرت بشر حافی رضی اللہ عنہ کی قبر کے پاس منتقل کر دیا گیا آپ کا کفن بالکل نیا تھا اور جسم پاک تازہ و شاداب تھا خوشبو کی مہکیں اٹھ رہی تھیں۔ (صاحب نفح الطیب نے یہ واقعہ نقل فرمایا ہے)

۱۳۱۔ تاج العارفین ابوالوفا حضرت محمد بن محمد کاکیس رحمۃ اللہ علیہ

علامہ تاذفی نے اپنی کتاب "قلائد الجواہر" میں آپ کی خدمت میں عظیم الشان خراج عقیدت پیش کرنے کے بعد لکھا ہے کہ آپ کا اسم گرامی محمد بن محمد بن محمد بن زید حلوانی تھا اور آپ کاکیس کے لقب سے مشہور ریافتہ ہیں آپ کو علم طریقت اپنے مرشد شیخ ابو محمد شنبکی رحمۃ اللہ علیہ سے ملا۔

ڈاکو ولی بنتے ہیں

آپ اس عظمت و شکوہ سے پہلے ڈاکو تھے آپ کی توبہ کا سبب یہ واقعہ ہوا کہ آپ ایک جاگیر پر ڈاکہ ڈالنے لگے اور مویشی ہانک لیے یہ جاگیر حضرت شیخ شنبکیؒ کے پڑوس میں واقع تھی جاگیر والے ان کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور کہنے لگے جناب والا! کاکیس نے ہمارے مویشی پکڑ لیے ہیں اور اب ہم انہیں مل کر مویشی واپس نہیں لا سکتے حضرت نے اپنے خادم کو حکم دیا اس کی طرف دوڑ کر جا اور اسے میرا پیغام دے کہ شیخ ابو محمد شنبکی تجھے بلا رہے ہیں تاکہ تو اللہ کریم کے سامنے توبہ بھی کرے اور ان لوگوں کے مویشی بھی واپس کرے جب خادم ان کے پاس آیا تو آپ نے اس پر نگاہ ڈالی خادم بیہوش ہو کر گر گیا جب خادم کو ہوش آیا تو اس کا سر حضرت شیخ تاج العارفینؒ کے گھٹنے پر ٹکا ہوا تھا جب خادم کو ہوش آیا تو آپ نے فرمایا

لہ مطلب یہ ہوا کہ حضرت شنبکیؒ کی صرف توجہ سے حضرت کاکیس کی دنیا اس حد تک بدل گئی کہ ان کی نگاہوں کا جلال پاکر خادم بیہوش ہو گیا سچ ہے۔

گفتہ او گفتہ اللہ بود گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

marfat.com

بتاتیے حضرت شیخ نے آپ کو کیا پیغام دے کر بھیجا تھا خادم نے کہا میرے آقا کا آپ کے لیے یہ پیغام تھا کہ آپ توبہ کریں اور مویشی واپس کریں فرمانے لگے جی ہاں میں توبہ کرتا ہوں پھر سر آسمان کی طرف اٹھا کر کہنے لگے مجھے تیری حیات طیبہ کی قسم! میں توبہ کر رہا ہوں پھر کپڑے پھاڑ دیے جانور مالکوں کو واپس کر دیے خادم سے کہا، چلیے حضرت شیخ کو عرض کیجیے حضور! وہ آ رہا ہے۔ خادم نے پلٹ کر حضرت شیخ کو اس بات کی اطلاع دے دی۔ حاضرین یہ سن کر بول اٹھے حضور! وہ ہرگز نہیں آئے گا، حضرت نے فرمایا وہ ضرور آئے گا وہ جھوٹ نہیں بولے گا، پھر وہ دفعۃً آ پہنچے، حضرت شیخ نے اٹھ کر گلے لگا لیا اور مہمان ہوا اپنے کپڑے پہنا کر پہلو میں بٹھایا جب ظہر کا وقت ہوا مؤذن نے اذان کہی تو حضرت شیخ نے فرمایا ابو الوفا! عرش کے مرغ کی اذان تک صبر کیجیے گا۔ پھر فرمایا ابو الوفا! اللہ کریم تیرے لیے علم کا غلیچہ بچھا دے گا اب تو لوگوں کے سامنے کلام کیا کر، شیخ ابو الوفا اٹھے بغداد آئے تو آسمان کا منادی ندا کر رہا تھا لوگو! اس شخص کے لیے اٹھ کھڑے ہو۔ پھر کیا تھا لوگ ہمہ تن متوجہ ہوئے،

حضور علیہ السلام رائے دیتے ہیں

حضرت شیخ عزار رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ انھوں نے خواب میں جمالِ مصطفوی کا شربت پیا عرض کرنے لگے یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَوَاتُ اللّٰہِ عَلَیْکَ آپ کی رائے مبارک ابو الوفا کے متعلق کیسی ہے؟ حضور کریم نے ارشاد فرمایا،

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
یُمْنٌ اُبَاھِیْ بِہِ الْاُمَمَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ۔

رحمان و رحیم اللہ کے نام سے، میں اس شخصیت کے بارے میں کیا کہوں جس کے ذریعے میں قیامت کے دن سب امتوں

marfat.com

پر فخر کروں گا۔

آپ کی وفات ۲۰ ربیع الاول ۵۶۱ھ میں ہوئی۔

ولی کے تصرفات

سراج فرماتے ہیں شیخ عبدالرحمان طفسونجی فرماتے ہیں کہ میں نے غلبہ و مستی میں کہا جب تک میں زندہ ہوں قلیلنا شریف نہیں جاؤں گا کیونکہ وہاں مدینے والوں کے شیخ تاج العارفین ابوالوفا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجھے چنداں ضرورت نہیں ہے پھر (جذب و مستی) کے خاتمہ پر میں نے توبہ و استغفار سے کام لیا اور ان کی خدمت میں حاضر ہو گیا مجھے دیکھتے ہی فرمانے لگے آپ نے ایسا اور ایسا کہا تھا؟ میں نے کہا جی ہاں، فرمایا اب کیا وقت ہے؟ میں نے جواب دیا ظہر ہے، آپ نے درمیانی انگلی کو شہادت کی انگلی پر رکھا اور فرمایا اب دیکھئے کون سا وقت ہے؟ پھر کیا تھا مجھے سخت تاریک رات نظر آنے لگی میں نے عرض کیا حضور! اب تو تاریک رات ہے، آپ نے انگشتری مبارک اتاری اور مصلٰی کا ایک کنارہ اٹھایا اسے اپنے ہاتھ سے چھوڑا اور فرمایا اب دیکھو انگشتری کہاں ہے؟ میں نے دیکھا کہ وہ زمین کے ایک گہرے گڑھے میں آگ میں موجود تھی میں یہ نظارہ دیکھ کر خوف زدہ ہو گیا فرمانے لگے خدائے غالب و برتر کی قسم ہے اگر شفقت پدری کا خیال نہ ہوتا تو اب تو اس انگشتری کی جگہ ہوتا آپ کی لاتعداد کرامات ہیں میں نے آپ کی کرامات پر ایک مستقل کتاب لکھی ہے آپ کردوں کے ایک مقدس گروہ زجستہ سے متعلق ہیں اور عراق کے شہر قلیلنا میں رونق افروز ہوئے اور وہاں ہی اسی سال سے زائد عمر پا کر وفات پائی۔

۳۲۔ حضرت محمد بن محمد طوسی امام ابو حامد غزالی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ

سیدی محی الدین ابن عربی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اپنی کتاب روح القدس میں ارشاد فرمایا ہے کہ:

امام غزالی کی مخالفت کا نتیجہ

ابو عبداللہ بن زین اشبیلیہ کے ایک افضل شخص شمار ہوتے تھے آپ حضرت امام ابو حامد غزالی

marfat.com

کی کُتب کا رات بھر مطالعہ کرتے رہتے تھے ایک رات ایسا اتفاق ہوا کہ انھوں نے ابوالقاسم بن احمد کی ایک کتاب پڑھی جو امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی تردید میں تھی کتاب پڑھی تو نظر جاتی رہی اسی وقت بارگاہِ خداوندی میں سجدہ ریز ہو گئے بڑی زاری کی اور قسم کھائی کہ اب وہ اسے کبھی نہیں پڑھیں گے اور اسے ضائع کر دیں گے اللہ کریم نے انھیں بینائی عطا فرمادی۔ حضرت ابن عربیؒ نے یہ حکایت ابوعبداللہ کی کرامت کے طور پر نقل کی ہے کہ اللہ کریم نے ان پر نوازش فرمائی نیز یہ واقعہ ان کے لیے بطور تنبیہ صدور پذیر ہوا، اللہ کریم حضرت غزالیؒ سے اور سب اولیائے اُمت سے راضی ہو۔[1]

مخالفت غزالی پر سزا

امام مناوی فرماتے ہیں کہ آپ کی ایک کرامت حضرت یافعیؒ نے حضرت ابن ملیق سے روایت کی ہے ابن ملیق یہ روایت عرشی سے وہ حضرت مرسی سے وہ امام شاذلی سے وہ شیخ ابن حرازم (رحمۃ اللہ علیہم اجمعین) سے روایت کرتے ہیں شیخ ابن حرازم اپنے دوستوں کے پاس ایک کتاب لے کر آئے کہنے لگے تمھیں معلوم ہے یہ کون سی کتاب ہے؟ پھر فوراً فرمایا یہ امام غزالی کی احیاءُ العلوم ہے ابن حرازم غزالی کے حق میں نہ تھے اور احیاء العلوم کے مطالعہ سے گریز کرتے تھے اپنے جسم سے کپڑا ہٹایا تو جسم پر کوڑوں کے نشان لگے ہوئے تھے کہنے لگے خواب میں امام غزالی سے ملاقات ہوئی وہ مجھے امام الانبیاءُ علیہ التحیۃ والثناء کی خدمت عالیہ میں لے گئے جب حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے سامنے کھڑے ہوئے تو امام غزالی عرض کرنے لگے یا رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! ان صاحب کا خیال ہے کہ میں آپ سے ایسی روایات نقل کرتا ہوں جو آپ نے بیان نہیں فرمائی ہوتیں یہ سماعت فرمانے کے بعد حضور علیہ السلام نے مجھے مارنے کا حکم صادر فرمایا اور مجھے پھر یہ کوڑے مارے گئے (جن کے نشانات تم حاضرین ملاحظہ کر رہے ہو)

---

[1] سبحان اللہ! یہ وہ ہستیاں ہیں جنھیں یاروں نے مردہ شمار کر رکھا ہے جنھیں اپنی مثل کہتے نہیں تھکتے جن کے اختیارات پر قدغن لگانے سے نہیں چوکتے، گلے پھاڑ پھاڑ کر جن کی

marfat.com

مقامِ غزالیؒ

ایک اور کرامت امام شاذلیؒ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں جمال سید الانام علیہ السلام کی زیارت کے لطف لیے آپ سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور سید نا عیسیٰ علیہ السلام پر امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات سے فخر فرما رہے تو اللہ ارشاد فرما رہے تھے کیا آپ کی امتوں میں غزالی کی کوئی مثال ہے؟ دونوں نے عرض کیا نہیں، عارف کبیرا احمد صیادمینی نے آسمان کے دروازے کھلے دیکھے آسمان سے فرشتوں کی ایک جماعت سبز حلے اور سواری لے کر اتری ایک قبر کے سرہانے آکر رکے ایک شخص کو قبر سے نکال کر خلعت پہنائی سواری پر سوار کیا اور یکے بعد دیگرے آسمانوں سے گزرتے گئے سب آسمانوں سے گزر کر اس شہسوار نے ستر حجابات کو بھی عبور فرمایا کہتے ہیں میں اس پرواز پر حیران ہوا اور اس بزرگ کو پہچاننا چاہا مجھے بتایا گیا یہ امام غزالیؒ ہیں ان حجابات تک تو میں نے آپ کو دیکھا لیکن مجھے اس بات کا علم نہیں کہ ان کی انتہا کہاں تک تھی[۱]۔

حضرت علامہ مرسی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام غزالیؒ مقام صدیقیت عظمیٰ پر فائز ہیں۔

امام مناوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت قاضی عیاضؒ نے احیاء العلوم کے جلا دینے کا فتویٰ صادر کیا تو امام غزالیؒ کو یہ بات معلوم ہوئی آپ نے انھیں بد دعا دی قاضی صاحب حمام میں اس لحہ اچانک فوت ہو گئے کچھ حضرات کا خیال ہے

حاشیہ بقیہ صفحہ گذشتہ:

عظمت پر لاف زنی ہوتی ہے اور ان کا حال پاک یہ ہے کہ وہ اپنی عظیم دنیا میں قضا فرماتے ہیں فیصلے صادر ہوتے ہیں غزالی مقدمہ ان کے پاس لے کر جاتے ہیں اور مدعا علیہ زخموں کے نشانات اپنے معتقدین کو دکھاتے ہیں یہ زخم بھی کتنے پیارے ہیں جو سرکار مصطفےٰ سے ملے ہیں اور جن کی نمائش عشقِ مصطفےٰ علیہ السلام کی سند ہے۔

[۱] یہ تو غلامانِ مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کی بات ہے آقا علیہ السلام کی انتہا کہاں تک ہو گی اقبال جھوم اٹھے۔ ؎ مصطفےٰ با ابتدا بے انتہاز ست

marfat.com

کہ خلیفہ مہدی نے حمام میں آپ کو قتل کرا دیا امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ ۵۰۵ھ میں واصل الی اللہ ہوئے۔

"حضرت امام غزالی رض کے قصیدہ منفرجہ کے متعلق بشارت"

کشف کا عظیم واقعہ

عارف خدا سیدی سید مصطفےٰ البکری رضی اللہ عنہ نے اپنی کتاب "اَلسُّیُوْفُ الْحِدَادُ فِیْ اَعْنَاقِ اَھْلِ الزَّنْدَقَۃِ وَالْاِلْحَادِ" میں اپنے متعلق ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ کریم نے اپنے اس گنہگار، سراپا اسراف، کوتاہی کے شکار اور سست و کاہل بندے پر اس کتاب السیوف الحداد کی تالیف کے دوران جب کہ اس کے چار اجزاء زیورِ تحریر سے آراستہ ہو چکے تھے اپنے حبیب اعظم اور طبیبِ افخم صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت پاک کا خواب میں بروز بدھ سات محرم الحرام ۱۱۳۴ھ دن کے وقت انعام واکرام فرمایا میں نے یوں دیکھا گویا میں مدینہ طیبہ اس کے سکون بخش پر افضل درود اور اکمل سلام ہوں میں مجاورت سے مفتخر ہوں اور روزانہ حجرۃ القدس پر حاضری ہوتی ہے اور امام الانام خیر البریۃ علیہ السلام کی سرکار میں سعادت حضوری پاتا ہوں تاکہ آپ کی برکات تامہ اور امداد عامہ سے دولت برکات پاسکوں، میں نے حسب عادت حاضری دی تو میرا ایک جانا پہچانا لڑکا کھڑکی شریف کے سامنے کھڑا ملا وہ ہنس رہا تھا گویا اسے اس دربارِ عظمت مآب کے احترام کا پتہ نہیں ہے میں نے اسے ڈانٹ کر کہا کیا ایسے عظیم مقام پر ہنسی ہوا کرتی ہے، لڑکا میری ڈانٹ سے شرمندہ ہو گیا پھر مجھے رقت و حال نے آلیا میں زار و قطار روتے ہوئے عرض کرنے لگا: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَسَلَّمَ! یہ ایک غم کے مارے بے سہارے کی آہ و زاری ہے میں نے پھر دیکھا کہ وہ شاہِ جود و سخا ایک عظیم منیف صورت پاک میں متمثل ہو کر جلوہ ریز ہوتے ہیں فرقِ اقدس پر سبز عمامہ ہے وہ ہیبت اور وہ انوار ہیں جو الفاظ کی تنگ دامانیوں کے موصوف نہیں بن سکتے میں آگے جھک گیا اور ہاتھ مبارک چومنے لگا آپ مجھ پر متوجہ ہو کر جھکے اور فرمایا ہماری مساعدت کر۔ ارشاد ہوا امت کی دستگیری کر، میں نے

marfat.com

عرض کیا یہ مدد کس چیز سے کروں یا رسول صلے اللہ علیہ وسلم ! فرمایا لا الٰہ الا اللہ کو۔ یہ تین دفعہ حضور علیہ السلام نے دہرایا اور تین دفعہ ہی فرمایا اللہ کہا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ علیک الصلوٰۃ والسلام ، سر آنکھوں پر ارشاد عالی کی تعمیل کروں گا۔ میں نے جی میں کہا اللہ کا شکر ہے کہ یہ کلمات حضور علیہ السلام کی طرف سے بطور تلقین مل گئے ہیں اور کتنی مختصر تلقین ہے صرف دو کلمات ہیں۔ لیکن یہ بات جی میں ضرور مضمر رہی کہ میں ان دونوں کلمات کا ورد حضور علیہ السلام کے ارشادِ پاک کی تعمیل میں لازماً کیا کروں گا۔ حضور کریم علیہ التسلیم فرمانے لگے غزالی کا قصیدہ پڑھ میں سمجھ گیا کہ آپ کا مقصود یہ قصیدہ ہے :

الشدة اودت بالمهج

یارب فعجل بالفرج

شدت و سختی نے دل کو ہلاک کر کے رکھ دیا ہے میرے پروردگار ! اب تو کشائش نازل فرما دے ۔

حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا غزالی کی نظم میں تین شعروں کا اضافہ کر دے میں نے عرض کیا بسر و چشم کروں گا یا رسول اللہ صلوات و سلام علیک آپ چل پڑے اور میں پیچھے ہو لیا اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ علیک السلام میں نے امام غزالی کے قصیدہ کے وزن پر ایک قصیدہ لکھا ہے اور اپنی کتاب ورد السحر کے آخر میں ذکر کیا ہے میں نے اس میں کہا ہے ۔

۱۔ اے اللہ مصیبت دور فرما اپنی ذات کی وجہ سے سرسر کی وجہ سے اور اس ذات اقدس کی وجہ سے جن کے توسل سے میں تیرے فضل کا امیدوار ہوں ۔

۲۔ اللہ ! رحم فرما میرے پروردگار اپنی حقیقت عظمیٰ کے صدقے میں اور ان کے چمکتے نور کے صدقے میں مصائب کو دور کر دے ۔

۳۔ اللہ کریم ! میری ازلی تاریکی اور بے بصری کو ذاتِ پاکِ محمد صلوات و سلام سے دور کر جو روشنی نور اور لطافتیں لے کر آئے ہیں ۔

marfat.com

حضور علیہ السلام نے اشعار سننے کے بعد ارشاد فرمایا تجھے یہ مدد کہاں سے ملی دکہ اتنے لطیف مضامین یوں زمین شعر میں باندھ دیئے) میں نے عرض کیا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ عَلَیْکَ سَلَامُ اللّٰہ یہ ساری مددیں آپ کی ذات ستودہ صفات کی تو ہیں، فرمایا بیشک یہ میری ہی مدد ہے پھر ارشاد ہوا اب غزالی کا قصیدہ پڑھ میں نے عرض کیا بسر وچشم سناتا ہوں، میں آپ کے ساتھ چلتا رہا حتی کہ میں باب السلام تک آپہنچا میں نے الوداع کہنا چاہا اور پلٹنے کا ارادہ کیا میں حضور علیہ السلام کا ہاتھ مبارک چومنے کے لیے آگے جھکا آپ مجھ پر جھکے میں عرش روندنے والے مبارک قدموں پر گر گیا میں رو رہا تھا میں آپے میں نہ تھا آپ کی ہیبت کی وجہ سے مجھ پر دہشت طاری تھی میں نے سر سے پگڑی اتار کر دائیں ہاتھ میں پکڑ لی اور اپنا سر اور چہرہ آپ کے مقدس قدموں پر بغیر کسی پردے کے ملنے لگا، مجھ پر گریہ وزاری کا غلبہ تھا جب میں نے پلٹنا چاہا تو میں نے آپ کی ذات اقدس کی طرف پیٹھ نہ پھیری یہاں تک کہ آپ نگاہوں سے اوجھل ہو گئے میں اپنے جی میں کہنے لگا کہ اے ناکارہ آدمی تو ہے کیا کہ تجھ سے رحمۃ العالمین علیہ السلام مخاطب ہیں تیری طرف عنان توجہ موڑے ہوئے ہیں اور ایسے پیارے الفاظ میں تجھ پر لطف و کرم فرما رہے ہیں بس میں روئے جا رہا تھا ایک صاحب میرے سامنے آئے اور کہنے لگے جس لڑکے کو آپ نے ڈانٹا تھا اس نے مجھے بتایا ہے کہ آپ کو حضور علیہ السلام کی طرف سے مدد مل گئی ہے حالانکہ یہ لڑکا کچھ بھی دیکھنے سے پہلے وہاں سے جا چکا تھا اور مسجد میں کوئی اور نہ تھا جسے خبر ہوتی۔ میں نے خدائے سبحان کی برنعمت ملنے پر حمد وثنا کی۔ اس خواب میں مقام شہادت حضور علیہ السلام کا یہ ارشاد عالی ہے کہ تجھے یہ مدد کہاں سے ملی اور میری یہ التماس ہے کہ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ عَلَیْکَ سَلَامٌ یہ ساری مددیں آپ کی ذات ستودہ صفات کی ہی تو ہیں اور پھر رحمۃ اللعالمین کا یہ فرمان "بے شک یہ میری ہی مدد ہے" اور آپ کا یہ حکم کہ "غزالی کی نظم سنا دے" سب مقام شہادت ہیں۔

مجھے یہ فرمان نامہ سن کر سمجھ آ رہی تھی کہ کوئی سختی آنے والی ہے اسی لیے حضور

marfat.com

علیہ السلام مجھے ارشاد فرما رہے ہیں کہ جلدی سے کشائش مانگ لو کیونکہ قصیدہ منفرجہ کا مطلب ہی یہ ہے کہ شدت آگئی ہے اور اس قصیدہ کے پڑھنے سے وہ کھل جائے اور ٹل جائے ابھی اس دن کے بعد دوسرا دن نہیں گزرا تھا کہ وہ شدت آگئی جس وقت وہ شدت آئی تو ہمارے ایک بھائی نے حضور علیہ السلام کی اس حال میں زیارت کی کہ آپ ساتویں آسمان پر تشریف فرما ہیں مگر سراپا حرکت بنے ہوتے ہیں ایک شخص سے جو وہاں تھا ہمارے اس دوست نے حضور علیہ السلام کی حرکت کا سبب پوچھا تو اس نے جواب دیا یہ حرکت شفاعت کے لیے آپ فرما رہے ہیں ہمارا دوست سمجھ گیا کہ یہ شفاعت اسی فقیر (حضرت مصطفےٰ بکری رحمۃ اللہ علیہ) کے لیے ہے یہ تھا مصطفےٰ بکری کا اپنا کلام میں نے اس خواب کے صرف دو سال بعد ۱۱۳۶ھ میں یہ عبارت حضرت سید احمد بن مصطفےٰ بن ابی بکر کے مکتوبہ نسخہ سے نقل کی، اور یہ نسخہ بذاتِ خود حضرت شیخ مؤلف کا ہی نسخہ ہے جو آپ نے اپنی زندگی میں ہی اپنی تالیفات اور اپنی دوسری مملوکہ کتابوں کے ساتھ خواہ وہ اپنے حکم سے تحریر فرمائی تھیں یا کسی سے لکھوائی تھیں مسجد اقصیٰ کے قریب قدس شریف میں آلِ ابی سعود کے کتب خانہ میں رکھ دیا تھا اور ربیع الاول ۱۳۲۲ھ میں برادر فاضل شیخ رشید آفندی، ابو سعود نے مجھے یہ دکھایا تھا اور اس نسخہ کے حاشیہ پر شیخ کی زبان سے منقول مذکورہ بالا بشارت کے اوپر شیخ نے خود یہ تحریر فرمایا ہے کہ میں نے حضور علیہ السلام کے فرمان کی اطاعت میں جو اشعار کہے تھے وہ تلاش کے بغیر نقل کر دیئے ہیں حضور علیہ السلام نے ان اشعار کا حکم اس لیے دیا تھا کہ حضرت غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے حضور علیہ السلام پر تو اپنے قصیدہ میں درود و دولت کے موتی برسائے مگر خلفائے راشدین کا ذکر ابو عبداللہ نحوی کے قصیدے کی طرح نہیں کیا نحوی کے قصیدے کا پہلا مصرعہ یہ ہے:

اِشْتَدِّیْ اَزْمَۃُ تَنْفَرِجِیْ

اے شدت و سختی! اب تیری انتہا ہو چکی اب ختم ہو جا۔

marfat.com

تو میں نے درود نبوی کے بعد امام غزالیؒ کے اشعار میں اپنے ان چار شعروں کا اضافہ کر دیا ہے[1]" لیجئے اب امام غزالی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے قصیدے کا نمبر وار ترجمہ حاضر ہے:

۱۔ شدت و سختی نے دل کو ہلاک کر کے رکھ دیا ہے اب تو جلدی کشائش نازل فرما دے

۲۔ جانیں حرج و سختی کی گرفت میں راتیں گزار رہی ہیں میرے مولا! ان حرجوں اور تکلیفوں کو دور کرنا تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔

۳۔ ہماری روحیں بھی دعا کے لیے بے چین و مضطرب ہیں اگر تیری ذات کی طرف وہ بے چین ہو کر نہ بڑھیں تو ان کے لیے ہلاکت ہے۔

۴۔ اے ذات اقدس تو نے ہمیں اپنے الطاف کا عادی بنا دیا ہے اب اپنی الطاف کریمانہ والی عادت کا اعادہ فرما اور الطاف سے نواز۔

۵۔ اس تنگی و سختی کے دروازے اب بند کر دے اور کشائش کے بند دروازے کھول دے۔

۶۔ ہم آپ کی سرکار کی طرف قصداً واپس چلے ہیں جب کہ ہماری جانیں (غموں) کے شعلوں کی بلندی میں (جل) رہی ہیں۔

۷۔ اے میری آرزو! تیری نوازشات کی طرف لپک رہا ہوں، اے ہمارے ماویٰ! اگر ہم تیری طرف نہ آئیں

۸۔ تو تیرے بغیر کون ہے جو مغموم کی دستگیری کرے یا کون ہے تیرے بغیر جو مضطرو بے

---

[1] ہم ان چار شعروں کا ترجمہ وہاں ہی کر دیں گے جہاں مصنف نے ان کا اندراج امام غزالیؒ کے قصی... میں کیا ہے۔ اشارۃً مصنف کے کلام سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے یہ قصیدہ علامہ عبداللہ نحوی کے قصیدے کے تتبع میں کہا تھا، چونکہ نحوی نے خلفائے راشدین کا ذکر خیر نہیں کیا لہٰذا امام غزالی بھی اسے سہواً چھوڑ گئے، حضور علیہ السلام کو خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین سے کتنی الفت ہے کہ حضرت مصنف سید مصطفےٰ بکری رحمۃ اللہ علیہ کو بشارت میں یہ فرماتے ہیں کہ اپنی طرف سے اشعار لکھ کر غزالی کے قصیدے میں شامل کر دو۔

marfat.com

کی نجات کا ضامن بنے۔

۹۔ اگر بجا۔ بدگناہوں کی وجہ سے آپ ہمیں دھتکار دیں اور اپنے دروازے میں نہ داخل ہونے دیں۔

۱۰۔ تو اور بہت سے گنہگار ہیں جنہوں نے گناہوں کے بعد آپ سے اس لگائی تو آپ نے ان کی امید برآری فرمائی (اسی طرح ہماری امید بھی پوری فرمائیں)

۱۱۔ اے ہمارے آقا! اے ہمارے خالق اب تو گناہوں کی رسی نے شاہ رگ کو بھی بھینچ دیا ہے۔

۱۲۔ اور تیرے بندے دکھ و درد میں مبتلا ہو گئے ہیں کچھ تو شدت وغم سے نڈھال ہیں اور کچھ اس طرح ہیں گویا گلے میں ہڈی پھنس گئی ہے۔

۱۳۔ بعض کی یہ کیفیت ہے گویا انہیں آگ لگی ہوئی ہے اور آنکھیں (آنسوؤں کی تھاٹھوں اور لہروں میں اتر گئی ہیں۔

۱۴۔ مصائب کی شدتوں میں اضافہ ہو رہا ہے اے مصیبتو! کاش تم اب کھل جاتیں اور تمہارا خاتمہ ہو جاتا۔

۱۵۔ ہم ٹوٹے ہوئے دل لے کر تیری سرکار میں پہنچے ہیں اور زبانِ شکوہ بھڑکی ہوئی ہے

۱۶۔ کچھ میں لغزش کا خوف بھی دامن گیر ہے لیکن اس خوف کے ساتھ آپ کی ذات سے وابستہ امیدیں بھی ملی ہوئی ہیں۔

۱۷۔ گناہ کے زکام میں مبتلا لوگوں نے کتنی مرتبہ آپ کی رحمت اور مہک کے پھیلنے اور بکھرنے سے شفا پائی ہے۔

۱۸۔ آپ کی نگاہِ لطف کے سامنے ہمیں سب (نعمتیں) ملتی ہیں اور شادابی کی ساری کیفیات حاصل ہوتی ہیں۔

۱۹۔ آپ کے فضل عمیم کا کیا کہنا! لیکن جب آپ ہمیں فرماتے ہیں کہ مجھے پکارو تو اس لطفِ خطاب سے (ہم پر وجد طاری ہو جاتا ہے۔

۲۰۔ اے رب الارباب! ہم آپ سے ہر نبی اور نجات یافتہ کا واسطہ دے کر سوال

marfat.com

کرتے ہیں۔

۲۱۔ ہم ذکر کی فضیلت و حکمت کا بھی آپ کو واسطہ دیتے ہیں اور راہِ ہدایت کے ظہور و وضوح کا بھی واسطہ پیش کرتے ہیں

۲۲۔ ہم وسیلہ پیش کرتے ہیں وارد ہونے والے حروف کے اسرار کا اور چمکنے دمکنے والے نور کی روشنی وضیاء کا۔

۲۳۔ یہ شعر کتابت کے مسخ ہونے کی وجہ سے پڑھا نہیں جا سکا لہٰذا ترجمہ حذف ہے

۲۴۔ ہم واسطہ دیتے ہیں با کے سر اور اس کے بسم اللہ میں آنے والے نقطے کا ہر صاحبِ طریق کے لیے۔

۲۵۔ ہم قہر کے قاف اور اس کی قوت کا نیز قاہر جو روُح پر قہر کرتا ہے اس کا واسطہ دیتے ہیں۔

۲۶۔ پانی کی ٹھنڈک اور اس کی خوشگواری اور برف کے ساتھ مل کر اس کے عمومی نفع کا واسطہ دیتے ہیں۔

۲۷۔ آگ کے بھید اور اس کی حدت و گرمی، جلانے اور پکانے کے بھید کو سامنے رکھ کر سوال کرتے ہیں۔[1]

۲۸۔ اور آگ جس انداز سے اشیأ کو کھا کر نگل گئی اور کئی چیزوں کو جلا کر ان سے نکل گئی۔

۲۹۔ اے قاہر! اے شدت والے! اے گرفت شدید والے! اے مجتوں والے! اب تو ہی مدد فرما۔

۳۰۔ مولا کریم ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیے ہیں، ہم جدھر سے بھی چلیں مصیبت میں ہی ہیں۔

---

[1] ہر مظہر فطرت کی عظمت کا ذکر اس لیے فرمایا ہے کیونکہ یہ علامات حق اور باعثِ تعلق باللہ ہیں لہٰذا اس پہلو کے پیش نظر ان کا واسطہ پیش فرمایا ہے ان کی ذاتی عظمت کا اظہار مقصود نہیں، واللہ علم،

marfat.com

۳۱۔ اے اللہ! ہماری تخلیق ہی ایسی ہے کہ ہم عجلت پسند واقع ہوئے ہیں اسی لیے جب پکارتے ہیں تو اس میں لجاجت ہوتی ہے۔

۳۲۔ مولا کریم ہم میں کوئی مضبوطی اور پختگی نہیں ہے وہ کیسے ہو سکتی ہے جب کہ دل آگ کے بھڑکتے شعلوں پر پڑا ہوا ہے۔

۳۳۔ اللہ کریما! آپ کے بندے آئے ہیں اور آپ کو بیقرار دل سے پکار رہے ہیں۔

۳۴۔ مولا تعالیٰ! یہ کمزور لوگ ہیں اور حرج و تکلیف کے وقت ان کا کوئی سہارا نہیں ہے جس سے امیدیں وابستہ کریں۔

۳۵۔ اے پروردگار! زبان چلا رہی ہے اور یہ لوگ اس شدت و سختی میں مرض کی ماری دبلی پتلی بکری کی طرح ہو گئے ہیں۔

۳۶۔ ہماری تیز رو کا اب یہ حال ہو چکا ہے کہ دوڑ میں لنگڑا اس سے آگے نکل جاتا ہے۔

۳۷۔ لیکن پروردگار! آپ کی حکمت کی پہنچ میں تو کوئی تنگ اسے تو کوئی حیف اور کوئی لنگڑا پن نہیں پہنچ سکتا۔

۳۸۔ جب معاملات سارے آپ کے دستِ قدرت میں ہیں اور ان کی تدبیر آپ کے ہی شایاں ہے تو شاداب الطاف (کی بارش سے) ہماری مدد فرما دیجئے۔

۳۹۔ آپ ہمارے گناہوں کو اپنے عفو و کرم سے معاف فرما دیں اگر آپ معاف نہیں فرمائیں گے تو ہمارے لیے صرف رسوائی و نصیب بگاڑہ جائے گی۔

۴۰۔ او میری جان! تجھے مولا کریم کے بغیر کشائش نہیں مل سکتی لہٰذا تو اس ذات برحق کی طرف مڑ اور اسی کی طرف متوجہ ہو۔

۴۱۔ اسی کی پناہ میں آ اور اسی کی طرف رُخ کر لے اور اسی ذات اقدس کے مکارم کی ٹھاٹھوں میں گھس جا۔

۴۲۔ اگر تو ایسا کرے گا تو تجھے درستی و کشائش ملے گی تجھے وسعتیں نصیب ہوں گی۔ اور تو یُسر و شادابی سے سیراب ہو گا۔

۴۳۔ پھر تو ان لوگوں (انبیائے کرام و اولیائے عظام) کے ساتھ پاکیزہ مقام پا سکے

marfat.com

گا جو شدید تاریکیوں کے چراغ بن چکے ہیں۔

۴۴۔ یہ وہ پاکیزہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنی جانوں اور نفسوں کا اللہ کریم سے سودا کر دیا ہے اور پھر اس سودے کو نبھایا ہے۔

۴۵۔ وہ لوگ کون ہیں؟ ہادی اعظم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ہیں صاحب مرتبہ ہیں اور جن کی ذات مہکتے عطر والی ہے اور آپ کے صحابہ ہیں۔

۴۶۔ وہ حضرات ہیں آب و گیاہ چٹانوں پر رہتے تھے اور ہر بلندی و ہر موڑ اور کھرے شرف تھے۔

۴۷۔ جب وہ عالم کون میں قدم رنجہ فرما ہوئے تو یہ عالم ظلمت سے بھرپور تھا اور شرک کے اندھیرے گھٹا ٹوپ ہو رہے تھے۔

۴۸۔ فتح و نصرت ان کے ساتھ ساتھ چل رہی تھی وہ بادل کی طرح انہیں ڈھانپ رہی تھی اور سرور و راحت اندھیرے کو مٹائے جا رہے تھے۔

۴۹۔ انہوں نے اسلام کی یوں مدد فرمائی کہ دین نیز شادابی و راحت و خوشی میں بھی عزیز بن گیا۔

۵۰۔ اللہ کریم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک پر دلائل کے ساتھ زمانہ گزرنے کے باوجود صلوٰۃ و درود پیش فرمائے۔

۵۱۔ آپ کے خلیفہ برحق صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ اسی طرح سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور ہر نجات یافتہ پر۔

۵۲۔ اور سیدنا عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ جنہیں گھر میں شہید کیا گیا انہوں نے وفا کی تو اعلیٰ درجوں پر فائز ہوئے۔

۵۳۔ سید ابوالحسنین حیدر کرار رضی اللہ تعالےٰ عنہ پر اور اولاد و ازواج اور ہر غمخوار پر بھی رحمت نازل ہو۔

۵۴۔ جب تک مال چلتے رہیں اور حال بدلتے رہیں اور مسافر اندھیروں میں چلتے رہیں گے۔

marfat.com

۵۵۔ اللہ ان سب حضرات اور ان کی اولاد کے صدقے میں فتح وکشائش جلدی نازل فرمادے۔

۴۳۔ حضرت ابوبکر محمد بن ولید فہری طرطوشی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ

آپ سراج الملوک کے ساتھی ہیں۔

ولی کی بد دعا

"نفح الطیب" میں مذکور ہے کہ علامہ صفدی نے حضرت طرطوشی کے ذکر میں لکھا ہے کہ افضل بن امیر الجیوش نے آپ کو شقیق الملک کی مسجد میں آتارا یہ مسجد راستے پر تھی جہاں محافظین کا ٹھہراؤ تھا آپ اسی بنا پر یہاں رہنا پسند نہیں کرتے تھے جب قیام لمبا ہوا تو آپ تنگ پڑ گئے خادم سے فرمایا ہم کب تک صبر کریں ذرا مباح اشیاء لادیں آپ مباح اشیاء تین دن تناول فرماتے رہے جب تیسرے دن نماز مغرب کا وقت تھا خادم سے فرمایا میں نے اب اسے تیر مار دیا ہے دوسرے دن افضل گھوڑے پر سوار ہوا اور قتل کر دیا گیا اس کے بعد ملک کا والی مامون بن بطائحی بنا اور حضرت کا بے پناہ احترام کیا آپ کی وفات ۵۲۰ھ میں ہوئی۔

۴۴۔ حضرت ابوعبداللہ محمد بن حسین بن عبدویہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ ہن کی مشہور وادی "وادی سردد" کے مقابل کمران میں اقامت پذیر تھے جو سمندر میں ایک مشہور ومعروف جزیرہ ہے آپ عراقی الاصل ہیں بڑے فقیہ اور اپنے علم پر عمل کرنے والے عالم تھے آپ نے االتنبیہ کے مصنف حضرت شیخ ابواسحاق

حاشیہ صفحہ گذشتہ:

لہ یعنی قیامت تک ان سب حضرات پر صلوات و برکات کی بارش برستی رہے یہ آخری چار سے حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ کے اضافی اشعار ہیں وحکم نبوی سے انہوں نے نظم فرما کر مدح مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا کا ضمیمہ بنا دیئے ہیں۔

marfat.com

شیرازی رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے اساتذہ سے عراق فی علم حاصل کیا تھا وہاں سے یمن کے شہر زبیدی آئے جہاں آپ کی زیارت اور آپ کے تبرکات کے حصول کے لیے لوگ آپ کی ظاہری زندگی میں بھی آیا کرتے تھے آپ کی دعا سے لوگوں کو بہت نفع ہوتا تھا آپ آخری عمر میں اندھاپن کی آزمائش میں ڈال دیے گئے۔

اندھاپن حمد نے ختم کر دیا

شہر مہجم میں جب آپ کے ایک فقیہ شاگرد کو پتہ چلا تو اپنے شہر کے ایک عارف طبیب کو آپ کی خدمت میں لے آیا اور آکر حضرت شیخ کو اطلاع کی، آپ نے فرمایا مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے پھر اپنے پوتے کو بلایا اور اسے فرمایا جو میں لکھاتا ہوں لکھتا جا۔ پھر یہ اشعار پوتے کو لکھائے۔

۱۔ لوگ کہتے ہیں کہ خرابی نے آپ کی آنکھوں کو گرفت میں لے لیا ہے اگر قدم (آنکھیں بنانے کا آلہ) سے علاج کرائیں گے تو ٹھیک ہو جائیں گے۔

۲۔ میں نے جواب دیا اللہ کریم اس طرح اندھا کرکے میرا امتحان لے رہے ہیں اگر میں صبر کروں گا تو سرکارِ خداوندی سے انعام پاؤں گا۔

۳۔ اگر جزع و فزع کروں گا تو اجر و ثواب سے محروم ہو جاؤں گا اور میرے حصے میں اس اندھاپن سے حرف وبال آئے گا۔

۴۔ میں صابر ہوں رضائے رب پر راضی ہوں شکر گزار ہوں جو امتحان آگیا ہے اسے اب تبدیل کرنا نہیں چاہتا۔

۵۔ ہمارا بادشاہ جو کرے وہ حسین و جمیل ہے اس کے کام کی کوئی شے مثل نہیں بن سکتی۔

۶۔ میرا رب حیف و ظلم کا موصوف نہیں ہے ہمارا پروردگار تو اس سے برتر و اعلیٰ ہے وہ تو عظمت والا ہے۔

جب آپ یہاں تک پہنچے میں صابر ہوں رضائے رب پر راضی ہوں شکر گزار ہوں۔ تو آپ کی نظر واپس آگئی اور گھر کی ہر چیز روشن ہوگئی اپنے پوتے کو لکھتا ہوا دیکھنے

marfat.com

لگ گئے پھر نگاہ کی تکمیل ہو گئی آپ کی وفات شریف ۵۲۵ھ میں ہوئی اور مذکورہ جزیرہ میں ہی اپنی مسجد کے پہلو میں مدفون ہوئے وہاں آپ کی قبر شریف فضیلت میں مشہور قبروں میں شمار ہوتی ہے حضرت فقیہ کے آثار اور برکات اس مبارک مقام پر فراواں ہیں بقول علامہ شرجی یہ جگہ اللہ کے نیک بندوں کا مرجع وماویٰ ہے۔

۳۵- حضرت محمد بن فضل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ صوفیہ کے ائمہ اور شافعی فقہائے کے قائدین میں شامل ہیں آپ کی وفات بسطام میں ہوتی اور حضرت ابویزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کے پہلو میں دفن ہوتے۔

بسطامیؒ نے ان کی وفات پر جگہ صاف کی

آپ کی وفات کی رات حضرت بسطامیؒ کو اپنی سرائے صاف کرتے دیکھا گیا وہ برتن بھی بھر رہے تھے اور ساتھ ساتھ یہ فرماتے جارہے تھے کل میرے پہلو میں ایک بندۂ خدا ابتلائے صلاح و وفا دفن ہوگا جب قبر کھودنے والے نے آپ کو قبر میں رکھا تو قبر دفعۃً اتنی وسیع ہو گئی کہ وہ بیہوش ہو گیا بقول علامہ مناوی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ آپ کی وفات شریف ۳۸ھ ہجری میں ہوئی۔

۳۶- حضرت محمد السماع رحمۃ اللہ علیہ

امیر اسامہ بن مُنقذ شیزری شیزر حماۃ کے علاقے میں واقع ہے جن کی وفات ۵۸۴ھ میں ہوتی اپنی کتاب "الاعتبار" میں لکھتے ہیں کہ مسجد خضر میں ایک محمد سماع نامی آدمی رہا کرتا تھا مسجد کے پہلو میں ایک گوشے میں ٹھہرا ہوا تھا نماز کے وقت گوشے سے نکلتا جماعت کے ساتھ نماز پڑھتا اور پھر واپس گوشے میں چلا جاتا وہ ایک ولی اللہ شخص تھا وہ میرے گھر کے بالکل قریب رہتا تھا جب اس کی موت کا وقت آیا تو کہنے لگا میں اللہ سے یہ امر لگانے بیٹھا ہوں کہ میری وفات کے وقت وہ میرے مرشد شیخ محمد بسطیؒ کو میرے پاس لے آئے گا ابھی ان کے غسل و کفن کی تیاری کا سامان بھی اکٹھا نہیں ہوا تھا کہ حضرت شیخ محمد بسطیؒ اس کے پاس آگئے

marfat.com

انھیں غسل دیا اور جنازہ لے کر پیچھے پیچھے چلے۔ ہم پہلے ہی آگے نکل گئے تھے شیخ بسطی نے جنازہ پڑھایا پھر شیخ بسطی مسجد والے مرحوم کے گوشے میں اُترے کافی عرصہ وہاں ٹھہرے رہے وہ میرے پاس ملنے آتے اور میں ان کے پاس ملنے جاتا وہ بڑے عالم اور زاہد تھے میں نے ان جیسا نہ دیکھا نہ سُنا۔

کھانے پینے سے استغناء

وہ ہمیشہ روزے سے رہتے وہ نہ تو پانی پیتے اور نہ روٹی کھاتے اور نہ کسی قسم کا غلہ وغیرہ استعمال کرتے صرف دو انار یا انگوروں کا ایک گچھا یا دو سیبوں پر افطاری فرماتے مہینے میں ایک یا دو دفعہ اُبلے ہوئے گوشت کے ایک یا دو نوالے کھاتے میں نے ایک دن ان سے کہا اے شیخ ابو عبداللہ آپ نہ روٹی کھاتے ہیں اور نہ پانی پیتے ہیں اور ہمیشہ روزے سے رہتے ہیں یہ کس طرح آپ کے لیے ممکن ہوا؟ کہنے لگے میں نے روزہ رکھا اور بھوکا رہا اور سمجھ گیا کہ مجھیں اتنی قوت ہے پھر میں تین دن بھوکا رہا میں نے فیصلہ کیا کہ میں تین دن کے بعد اتنا کھاؤں گا جتنا مجبور آدمی مجبوری کی حالت میں مُردار کھا سکتا ہے میں نے اپنے آپ کو پھر بھی قوی پایا تو کھانا پینا ہی چھوڑ دیا میں نے اپنی جان کو اس طرح عادی بنا لیا اور مجھے اس طرح سکون مل گیا اور میں نے لگاتار ایسا ہی کرنا شروع کر دیا۔ قلعہ کیفا کے ایک افسر نے حضرت شیخ کو اسی باغ میں ایک جھونپڑی بنا دی جوان کے لیے رکھا ہوا تھا حضرت شیخ رمضان کے مہینے کی ابتداء میں میرے پاس آئے اور فرمانے لگے میں آپ کو الوداع کہنے کے لیے آیا ہوں میں نے عرض کیا مکان اور باغ کا کیا ہوگا جو آپ کے لیے تیار کیے گئے ہیں کہنے لگے بھائی جان مجھے ان کی ضرورت نہیں ہے اور نہ ہی میں وہاں ٹھہروں گا مجھے الوداع کی اور تشریف لے گئے۔ یہ ۵۷۰ھ کا واقعہ ہے۔

۳۷ حضرت ابو عبداللہ محمد بصری رح

امیر اسامہ بن منقذ نے اپنی مذکورہ کتاب الاعتبار میں لکھا ہے کہ مجھے شیخ امام خطیب سراج الدین ابو طاہر بن حسین بن ابراہیم نے جو

marfat.com

شہر اسعرد کے خطیب تھے ذیقعدہ ۲۱۶ھ میں اسی شہر میں بتایا کہ مجھے ابو الفرج بغدادی (غالباً ابن جوزی) نے یہ واقعہ سنایا

گمشدہ کاغذ مل جاتا ہے

فرمانے لگے کہ میں حضرت شیخ ابو عبداللہ محمد جسری کی محفل میں بغداد حاضر ہوا ان کے پاس ایک عورت آئی کہنے لگی جناب والا! آپ ان لوگوں میں شامل تھے جو میرے مہر کے گواہ ہیں مہر کی میری تحریر گم ہو گئی ہے میری آپ سے درخواست ہے کہ آپ مہربانی فرمائیں اور ثالث کی مجلس میں شہادت دیں۔ فرمانے لگے میں ایسا نہیں کر سکتا جب تک تو مجھے مٹھائی نہ لا دے عورت کھڑی تھی اس کا خیال تھا کہ وہ مذاق کر رہے ہیں فرمانے لگے دیر نہ کر جب تک مٹھائی نہ لا دے گی میں تیرے ساتھ نہیں آؤں گا وہ چلی گئی پھر واپس پلٹی تو چادر کے نیچے اپنے گریبان سے ایک کاغذ نکالا جس میں خشک مٹھائی تھی آپ کے ساتھی ششدر رہ گئے کہ آپ بڑے زاہد اور پاکباز تھے مٹھائی کیسے مانگی آپ نے کاغذ لیا اسے کھولا مٹھائی کو ریزہ ریزہ کر کے پھینک دیا جب کاغذ خالی ہوا آپ نے دیکھا کہ یہ مہر کا وہی کاغذ تھا جسے وہ گم کر چکی تھی فرمانے لگے یہ لے لے یہ تیرے مہر کی تحریر ہی ہے حاضرین نے اس واقعہ کو عظیم سمجھا۔

۳۸۔ حضرت محمد بن موفق خبوشانی

آپ شافعی مذہب کے ائمہ میں سے ہیں آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے فاطمی حکومت کے خاتمے پر صلاح الدین ایوبی کے حکم سے مصر میں عباسیوں کا خطبہ پڑھا۔

منقبت سنائی اور شفا پائی

آپ کی ایک کرامت یہ ہے کہ ابن ابی حُصَیبہ نے ایک قصیدہ آپ کی مدح میں کہا اور آپ سے درخواست کی کہ میری مفلوج بیٹی کے لیے آپ دعا کریں آپ نے دعا مانگی وہ تین دنوں کے اندر اٹھ کر یوں چلنے لگی گویا اسے

marfat.com

کچھ بھی نہ تھا بقول علامہ منادی آپ کی وفات ۵۸۷ھ میں ہوئی - اور حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کے قدموں میں دفن ہوئے -

۳۹- حضرت محمد بن قائد رح

آپ حضرت امام سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ساتھی ہیں -

مقامِ مفردین اور عظمت نبوت

اور حضور غوث الاعظم کا ارشاد ہے کہ آپ

اولیائے مفردین میں سے ہیں اولیائے مفردین وہ ہیں جو دائرہ قطبیت سے آگے نکل جاتے ہیں اور ان کی مثال فرشتوں میں سے وہ کروبی فرشتے ہیں جن کی روحیں جلالِ خداوندی کی وجہ سے ہیبت زدہ ہیں ان لوگوں کا مقام صدیقیت اور نبوت شرعیہ کے درمیان ہوتا ہے ابن قائد رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے میں سب کچھ اپنے پیچھے چھوڑ کر اللہ تعالےٰ کی طرف آیا میں نے اپنے سامنے ایک قدم دیکھا مجھے بڑی حیرت ہوئی میں نے کہا یہ کس کا ہے؟ کیونکہ میرا تو اعتقاد تھا کہ مجھ سے پہلے وہاں کوئی نہیں گیا اور میرا خیال اوّل د پہلا گروہ ہیں سے ہوں مجھے کہا گیا یہ تیرے نبیؐ کا قدم ہے میرا خوف سکون میں تبدیل ہو گیا -

آپ سیدی محی الدین ابن عربی کے مشائخ میں سے ہیں مندرجہ بالا منقبت آپ نے فتوحات میں نقل فرمائی ہے اور پھر کہا ہے معلوم ہونا چاہیے کہ یہ دولت محمدیہ سب نبیوں اور رسول کے قدموں کی جامع ہے جو ولی بھی اپنے سامنے کوئی قدم دیکھتا ہے تو یہ اس نبی کا قدم جس کا وہ وارث ہے لیکن ہمارے نبی اقدس حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم کے نقش کو کوئی بھی روند نہیں سکتا جیساکہ آپ کے دل کے انداز پر کوئی بھی نہیں ہو سکتا تو وہ قدم جس کو محمد بن قائد رح نے دیکھا یا کوئی بھی دیکھنے والا جسے دیکھ سکتا ہے وہ اس نبی کا ہوگا جس کا وہ وارث ہے لیکن اس حیثیت سے کہ یہ دیکھنے والا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہے

marfat.com

کوئی غیر نہیں اسی لیے تو آپ سے کہا گیا یہ تیرے نبی کا قدم ہے اور یہ نہیں کہا گیا کہ یہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا قدم ہے امام مناوی نے اسی طرح فرمایا ہے۔

۴۰۔ حضرت ابو عبداللہ محمد خیاط اشبیلی رح

سیدی ابن عربی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت خیاط اور ان کے بھائی ابوالعباس رحمۃ اللہ علیہم کے ساتھ اشبیلیہ اور مصر میں عرصہ دراز تک رہا ابو عبداللہ محمد کی عجیب شان اور بلند ہمت تھی جب آپ مسجد میں تشریف لے جاتے تو ہر دیکھنے والا آپ کی ہیبت میں آجاتا۔

ابن عربی فرماتے ہیں کاش میں ان جیسا ہوتا

میں نے جن لوگوں کو دیکھا ہے صرف ان کے متعلق یہ خواہش پیدا ہوئی کہ کاش میں ان جیسا ہوتا میرا ان کے ساتھ بھائی چارہ تھا دیر تک ان کی معیت رہی اور ان کی آراء سے متمتع ہوتا رہا وہ شب بیدار اور دن کے روزہ دار تھے ہم چار ساتھی تھے میں وہ ان کے بھائی اور چوتھے بزرگ، جو معاملہ بھی حل ہوتا ہم سب اس میں برابر کے شریک ہوتے۔ میری زندگی میں وہ دن حسین ترین تھے ان کی ہمت بہت عظیم تھی ان کا مکان میرے مکان سے بہت دور تھا نماز عشاء کی اذان ہوئی میرا دل دو معاملوں میں سخت مضطر تھا ایک بات یہ کہ آپ کی خدمت میں پہنچوں اور دوسری یہ کہ اپنے مکان پر حاضری دوں میں حیران تھا کہ دونوں خیال بیک وقت کیسے پورے ہوں، میں نے پہلے خیال پر عمل کیا اور ان کی طرف پوری قوت سے بھاگ کر گیا میں وہاں پہنچا تو آپ کو گھر کے درمیان ٹھہرا ہوا پایا ان کا رخ قبلہ کی طرف تھا اور ان کے بھائی احمد نفل پڑھ رہے تھے میں نے سلام عرض کیا تو مسکرا کر فرمایا آج کیوں دیر ہوگئی؛ میرا دل تو آپ کی طرف متوجہ تھا کیا آپ کے پاس کچھ ہے؛ میرے پاس پانچ درہم تھے میں نے

marfat.com

خدمت میں پیش کر دیے، فرمانے لگے ہمارے پاس علی سلاوی نام کا ایک فقیر آیا تھا اور ہمارے پاس کچھ نہ تھا اسے عطا کرنے کے لیے لہٰذا تمہیں توجہ سے یہاں کھینچا پڑا، پھر رقم دے کر میں دوڑتا ہوا اپنے مکان پر واپس آیا۔ امام ابن عربی نے رُوح القدس میں یہ لکھا ہے

۱۴۱۔ حضرت ابو عبداللہ محمد بن اشرف رندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

سیدی ابن عربی رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں آپ کو اشبیلیہ میں ملا اور تین دن آپ کے ساتھ رہا پھر واپس آنے لگا تو آپ نے مجھے جو آپ کی جدائی کے بعد پیش آنے والا تھا بتا دیا جس طرح آپ نے ارشاد فرمایا تھا وہ حرف بہ حرف پورا ہوا آپ کی شہرت کا سبب یہ تھا کہ آپ کسی اونچے پہاڑ کی چوٹی پر بیٹھا کرتے تھے کوئی آدمی کسی کام کے لیے وہاں سے گزرا اس نے ایک نوری چمکتا دمکتا ستون دیکھا جسے تیز روشنی کی وجہ سے دیکھا نہیں جا سکتا تھا وہ آدمی اس نور کے قریب پہنچا تو اسے معلوم ہوا کہ یہ تو حضرت ابو عبداللہ محمد کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے ہیں اس نے یہ بات مشہور کر دی۔ ان کی لاتعداد اور عجیب و غریب باتیں تو میں نے خود ملاحظہ کی ہیں آپ کو کچھ ڈاکو ملے آپ کسی چشمہ پہ تشریف فرما تھے وہ کہنے لگے اپنے کپڑے اتار کر پھینک دو یا موت کے لیے تیار ہو جاؤ آپ رو پڑے اور فرمایا قسم بخدا میں تو نہیں کر سکتا کہ ننگا ہو کر تمہاری آنکھوں کو گناہ میں مبتلا کر دوں تم اگر کوئی حکم دیتے ہو تو خود ایسا کرو پھر آپ کو دینی غیرت نے آلیا آپ نے اپنی شہرہ آفاق مخصوص سی نگاہ ان پر ڈالی تو وہ بھاگ کھڑے ہوئے۔

پھر خواہش پوری ہو گئی

سیدی محی الدینؒ فرماتے ہیں میں ہمیشہ خواہش کیا کرتا تھا کہ ان سے ہمارے دوست حضرت عبداللہ بن بدر حبشی رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات ہو جب میں ابن بدرؒ کے ساتھ اندلس

marfat.com

گیا تو ہم رندہ پہنچے ایک جنازہ میں شمولیت کی اچانک ابوعبداللہ محمد میرے سامنے آ گئے میں نے اپنی ساتھی عبداللہ بن بدر سے کہا یہ ہیں حضرت ابوعبداللہ، ہم ایک دوسرے سے مل کر بہت خوش ہوئے۔ پھر میں ان کے ساتھ منزل پر پہنچا عبداللہ فرمانے لگے میں ان کی کوئی کرامت دیکھنا چاہتا ہوں جب نماز مغرب کا وقت آیا اور ہم نے نماز پڑھی تو صاحب منزل نے چراغ روشن کرنے میں دیر کر دی، ابوعبداللہ نے فرمایا جی ہاں!! اور مکان میں بڑے ستھرے گھاس کی ایک مٹھی لی ہم دیکھ رہے تھے کہ اب آپ کیا کرتے ہیں، اس گھاس کو آپ نے انگشت شہادت ماری اور فرمایا یہ آگ ہے، گھاس کو آگ لگ گئی اور آگ بھڑک اٹھی ہم نے چراغ اس آگ سے جلا لیا آپ کسی بھی ضرورت کے لیے چولہے سے آگ اپنے ہاتھ پر اٹھا لیتے اور جب تک چاہتے پکڑے رکھتے اور آگ کوئی نقصان نہ پہنچاتی آپ بالکل ان پڑھ تھے میں نے آپ سے ایک دن بکثرت رونے کی وجہ پوچھی تو فرمانے لگے میں نے قسم کھا رکھی تھی کہ کسی کو بد دعا نہیں دوں گا پھر ایک آدمی نے مجھے تنگ کیا اور غصہ دلایا تو میں نے اسے بد دعا دے دی وہ ہلاک ہو گیا یہ سارا رونا آج تک اسی ندامت کی وجہ سے ہے یہ واقعہ ابن عربی نے روح القدس میں نقل فرمایا ہے۔

۴۲- ابوعبداللہ محمد الشرقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ اندلسی اشبیلی ہیں اور امام ابن عربی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کے مشائخ میں سے ہیں ابن عربی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے آپ کے متعلق لکھا ہے کہ کسی چیز کے ہونے سے پہلے آپ اس کی اطلاع دیتے تھے پھر وہ اسی طرح وقوع پذیر ہوتی جس طرح آپ اطلاع دیتے

اپنی وفات کی خبر

آپ کی ایک یہ برکت بھی ملاحظہ میں آئی کہ جب آپ کی موت کا وقت آیا تو آپ نے اپنا دولت

marfat.com

کدہ خالی کروایا اور فرمایا میں اب سفر کرنا چاہتا ہوں دو فرسخ مشرق کی جانب ایک گاؤں میں تشریف لے گئے وہاں پہنچتے ہی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔

روح القدس میں امام ابن عربی نے یہ واقعہ بھی نقل فرمایا ہے کہ آپ نے ایک چھوٹے بچے کو دیکھا جس کے سر پر تھیلا تھا تھیلے میں چاول کے دانے تھے بچہ بہت حیران تھا آپ نے اس پر شفقت فرمائی اور لوگوں کے سامنے اسے بلایا اور فرمایا بیٹا کیا بات ہے؟ بچہ کہنے لگا چچا جان میرے والد چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑ کر فوت ہو گئے ہیں ہمارے پاس کچھ بھی نہیں ہے آج صبح کھانے کے لیے کوئی چیز نہ ملی میری والدہ کے پاس یہ تھوڑے سے چاول تھے مجھے کہنے لگیں میرے بیٹے یہ لے کر بیچ آئیں اگر ہو سکے تو آج کا کھانا اس سے خرید لینا یہ سن کر شیخ رو پڑے اپنا ہاتھ تھیلے میں ڈالا اس سے چند دانے لیے اور فرمانے لگے بیٹا! یہ بہت اچھی چیز ہے اپنی ماں سے کہنا میرے چچا شرقی نے اس سے تھوڑے سے چاول لیے ہیں اسے اس کے لیے حلال کر دینا ایک تاجر نے اب وہ تھیلا پکڑ لیا اور کہنے لگا کہ جس سے اس عظیم المرتبت بزرگ نے چند دانے لیے ہیں متبرک ہو گیا ہے وہ بچے کی والدہ کے پاس گئے اور اسے تھیلے کے ستر دینار پیش کر دیئے یہ سب کچھ حضرت شیخ نے یتیموں پر نوازش فرماتے ہوئے کیا۔ رضی اللہ تعالٰی عنہ،

۴۴۔ حضرت ابو عبداللہ محمد المعروف زنہار عجمی فارسی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت حافظ زکی الدین عبدالحفیظ منذری کے مرشد ہیں۔

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے

منذری ہی راوی ہیں کہ جب آپ مصر تشریف لے گئے تو عالم کون و فساد سے کٹ کر عالم تجرید و تفرید میں مستغرق تھے آپ ایک تانبہ فروش کی دکان پر سو گئے اس رات دکان لٹ گئی دکان کے مالک نے چوکیدار کو پکڑ لیا چوکیدار کہنے لگا، دکان پر صرف یہ فقیر (حضرت زنہار) ہی سو رہا تھا دکان کا مالک کہنے لگا اگر تو اس فقیر کو چوری کی تہمت

marfat.com

لگاتا ہے تو پھر میرا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے کیونکہ اس فقیر پر تو صرف خیر و برکت کے آثار دکھائی دے رہے ہیں، حضرت شیخ نے مالکِ دکان پر نگاہ ڈالی اور فرمایا اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے ہیں کہ اگر وہ اس طبق (کھانے کے برتن) کو فرما دیں کہ سونا بن جا تو وہ حکم خدا سے سونا بن جاتا ہے آپ کے ارشاد کی دیر تھی کہ طبق سونا بن گیا حضرت شیخ نے ملاحظہ فرما کر کہا طبق بن جا میں تو صرف مثال پیش کر رہا تھا طبق پھر اپنی پہلی حالت پر آگیا مالکِ دکان کہنے لگا حضور! میرے لیے دعا فرما دیں فرمانے لگے اللہ تیرے فقر کو غنا میں تبدیل فرما دے، سخاوی فرماتے ہیں دعا قبول ہوئی اور وہ غنی ہو گیا۔

۴۴۔ حضرت ابو عبد اللہ محمد بن ارسلان مصریؒ

آپ کی کنیت ابو عبد الرحمان بھی ہے آپ کی مشہور کرامت یہ ہے کہ آپ ایک کپڑا ایک درہم میں سی دیتے تھے اگر کپڑے کا مالک آپ کو کھرا درہم دے دیتا تو کپڑے کا گریبان کھلا ہوا پاتا اگر درہم کھوٹا ہوتا تو کپڑے کا گریبان بند ہوتا مالک پھر واپس آتا اور کہتا اپنا کھرا درہم لے لیں آپ درہم لے کر کپڑا عطا فرماتے تو وہ کھلے گریبان والا ہوتا، بقول علامہ سخاوی آپ ۸۶۳ھ میں مصر میں فوت ہوتے اور اپنے باپ شیخ ارسلان کے مزار میں مدفون ہوئے۔

۴۵۔ حضرت محمد الحصار مغربی فاسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ اولیائے کبار میں شامل ہیں۔

عرش کے پرندے

امام ابن عربیؒ فرماتے ہیں میں نے دیکھا کہ عرش کے نورانی پائے میں نگران کی تعداد مجھے معلوم نہیں اتنی بات کی میں شہادت دیتا ہوں کہ میں نے انہیں دیکھا اور ان کا نور بجلی سے مشابہ پایا، عرش کے کناروں پر بڑے خوب صورت پرندے اڑتے بھی میں نے دیکھے

marfat.com

ایک بہت ہی خوبصورت پرندہ تھا جس نے مجھے سلام کیا مجھے خیال آیا اسے پکڑ لوں اور مشرقی ممالک کے سفر میں اسے اپنے ساتھ لے چلوں جب میرے سامنے یہ مشاہدات گزرے میں اس وقت شہر مراکش میں تھا میں سوچنے لگا یہ پرندہ کون ہو سکتا ہے ؟ مجھے جواب القا ہوا یہ محمد حصار ہیں جو شہر فاس میں فروکش ہیں، آپ اللہ سے مشرقی ممالک کے سفر کا سوال کر چکے ہیں تو اب اس سفر میں انہیں ساتھ لے جانا میں نے کہا بسر و چشم لے چلوں گا میں نے اسی پرندے کی شکل میں انہیں کہا انشاء اللہ آپ میرے ساتھ چلیں گے جب میں فاس شہر میں پہنچا تو ان کے متعلق پوچھا وہ تشریف لائے تو میں نے پوچھا کیا آپ اللہ کریم سے کوئی سوال کر چکے ہیں۔ فرمانے لگے جی ہاں یہ درخواست کر رکھی ہے کہ وہ مجھے بلادِ مشرق کے لیے سواری مہیا فرمائیں مجھے اس کا جواب بھی مل چکا ہے کہ فلاں (ابن عربیؒ) تمہیں ساتھ لے چلیں گے جناب میں تو آپ کا ایک عرصہ سے منتظر تھا میں نے ۵۹۰ھ میں انہیں اپنے ساتھ لیا مصر میں پہنچایا اور بقول مناوی وہاں ہی ان کی وفات ہوئی

۴۶۔ حضرت محمد بن احمد بن ابراہیم ابوعبداللہ قرشی ہاشمیؒ

امام یافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جب ملک مصر میں سخت قحط پڑا

شیخ نے فرمایا میں نے دعا پر

تو میں نے دعا پر اپنی توجہ مرکوز کر دی مجھے حکم دیا گیا دعا نہ کیجئے تم میں سے کسی کی دعا بھی اس قحط کی دوری کے لیے قبول نہ ہوگی۔

حضرت ابراہیم خلیلؑ قبر سے نکل کر ملے

میں نے شام کا سفر اختیار کر لیا میں جب سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی قبر کے قریب پہنچا تو آپ علیہ السلام نے مجھے شرفِ ملاقات بخشا میں نے عرض کیا اے اللہ کے خلیل! آپ مجھے اس ضیافت سے نوازیں کہ مصریوں کے حق میں دعا فرمادیں آپ نے دعا فرمائی تو مصریوں کی مصیبت ٹل گئی۔

marfat.com

جب حضرت شیخ قدس شریف پہنچے تو مشہور فقیہ ابو الطاہر محلی آپ کے ساتھ تھے وہ ایک دن قدس کے ایک مدرسہ کے قریب سے گزرے جہاں بڑے بڑے فقہاء بڑے انداز سے لباس فاخرہ پہنے دروازے پر بیٹھے تھے ان میں سے اکثریت بھی تھی اور گورے چٹے تھے وہ وہاں گزرنے سے شرماتے وہ اپنے آپ کو حقیر سمجھ رہے تھے کیونکہ وہ محتاج بھی تھے اور ان کا رنگ بھی کالا تھا ان کی حالت پراگندی زندہ تصور تھی جب وہ حضرت شیخ کے پاس آئے اور صبح تک وہاں رہے شیخ فرمانے لگے اب اس مدرسہ میں جاؤ جہاں سے کل گزر ہوا تھا ایک دفعہ پھر وہاں سے ہو آؤ، فقیہ کہتے ہیں میں حیران رہ گیا یہ بڑی مشکل بات تھی میرے لیے وہاں جانا بھی امر محال تھا اور حکم ماننے بغیر چارہ بھی نہ تھا۔

ولی علم لدنی دیتے ہیں

میں مدرسہ تک تو پہنچ گیا لیکن خیال یہ تھا کہ دربان مجھے اندر جانے کی اجازت نہیں دے گا لیکن اس نے تو مجھے نہ روکا جب میں مدرسے میں داخل ہوا تو دیکھا کہ مدرس صاحب بیٹھے ہیں اور ایک عظیم حلقہ طلبا کا انہیں گھیرے میں لیے ہوئے ہے میں نے چاہا کہ اس حلقے میں داخل ہو جاؤں مگر مجھے حقیر و فقیر سمجھ کر کسی نے بیٹھنے کی جگہ نہ دی میں ان کے پیچھے ہی بیٹھ گیا اچانک ایک آدمی دروازے سے اندر آیا مدرس صاحب اسے دیکھ کر پیشانی پر بل لائے مگر اس کی پیشوائی کے لیے اٹھ کھڑے ہوتے سب جماعت پر انقباض کی کیفیت طاری تھی میں نے اپنے آگے بیٹھنے والے سے پوچھا بھائی صاحب پوری جماعت کو کیا ہو گیا ہے، وہ کہنے لگا یہ آنے والا آدمی بہت بڑا مناظر اور بحث کرنے والا ہے جس کا جواب نہیں بن پڑتا، وہ جب بھی آتا ہے تو حضرت استاذ اس سے صرف نرمی سے گفتگو کرتے ہیں اور کوئی آدمی ان کے قریب بیٹھنے کی جرأت نہیں کر سکتا استاذ صاحب نے اسے لا کر اپنی جگہ پر بٹھا دیا اس نے بیٹھتے ہی کلام کا آغاز کر دیا ایک سخت مشکل اختلافی مسئلہ پیش کر دیا جب وہ سوال پیش کر چکا تو میں نے سوال کی عبارت بھی یاد کر لی اور اس کا جواب بھی میرے

marfat.com

ذہن میں آگیا میں اب سامنے والے دو آدمیوں میں جبراً گھس بیٹھا میری زبان چلنے لگی میں نے ان کے سوال کو من وعن دہرا دیا ایک لفظ تک بھی نہ بدلا، کیونکہ مناظر لوگوں کا یہی انداز تھا کہ وہ سوال دہرا کر جواب دیا کرتے تھے میں نے سوال دہرا کر جواب دینا شروع کیا پس اللہ کریم نے علم کے دروازے کھول دیے میں نے تو اختلافی کتب نہ کبھی پڑھی تھیں اور نہ ہی کبھی مناظرہ کیا تھا۔ حضرت استاد حیران تھے اور ساری جماعت مبہوت تھی اور وہ میرے اس مناظرہ کو بہت اہم بجھ رہے تھے، اب وہ جھگڑالو مناظر استاذ صاحب سے پوچھنے لگا یہ فقیہ تمہیں کہاں سے میسر ہوا؟ استاذ نے کہا یہ تو ابھی ابھی ہم نے دیکھے ہیں مناظر کہنے لگا ایسے لوگوں کے لیے تو مدرسے بنائے جاتے ہیں، استاد بہت خوش ہوتے ان کے حلقہ میں کوئی ایک تو ایسا تھا جس نے مناظر کو خوب جواب دیا پھر مدرس صاحب نے مجھ سے پوچھا آپ کا نام کیا ہے میں نے نام بتایا فرمانے لگے آپ کو میں نے اجازت دے دی ہے آپ جب چاہیں مدرسہ میں آسکتے ہیں پھر استاد صاحب اٹھے میں بھی اٹھا اور میرے ساتھ ساری جماعت اٹھ کھڑی ہوئی استاد صاحب کہنے لگے جب کسی واپس جانے والے کو ہم واپس آنے کی اجازت دیتے ہیں تو اسے گھر تک چھوڑ کر آیا کرتے ہیں اب جب ہم مدرسہ سے نکلے تو استاد نے جماعت سمیت میرے ساتھ چلنا چاہا میں نے استاد سے درخواست کی کہ مجھے اکیلا جانے دیں وہ بات مان گئے اور واپس ہو لئے میں جب حضرت شیخ ہاشمی کے پاس آیا تو فرمانے لگے نکمے آدمی! تو نے اسے اپنی عادت کیوں نہیں پوری کرنے دی کہ وہ تجھے تیری منزل تک چھوڑ کر جاتا؟ میں نے عرض کیا یا حضرت یہ صرف آپ کی دلجوئی کے لیے کیا ہے میں بھی شیخ کی وفات تک قدس میں ان کے ساتھ ہی رہا۔

دنیا کی اصل کیا ہے

ایک اور کرامت ملاحظہ ہو خود فرماتے ہیں کہ آخری مرتبہ دنیا میرے سامنے ایک حسین وجمیل عورت کی شکل میں متشکل ہوئی ہاتھ میں جھاڑو لیے میری مسجد میں

marfat.com

جھاڑو دے رہی تھی میں نے اس سے کہا تو کس لیے آئی ہے کہنے لگی میں آپ کی خدمت کے لیے حاضر ہوئی ہوں میں نے کہا قسم بخدا ایسا نہیں ہوگا، بولی لازماً ایسا ہی ہونا ہے، میں نے اسے وہ لاٹھی مارنا چاہی جو میرے پاس تھی وہ بوڑھی بن گئی اور مسجد میں جھاڑو پھیرنے لگی، میں پھر بے خبر ہو گیا وہ پھر پہلے کی طرح جوان بن گئی میں اسے نکالنے کے لیے اٹھا تو بہت ضعیف بڑھیا بن گئی مجھے اس پر رحم آگیا پھر میں نے توجہ ہٹالی تو جوان بن گئی میں نے اس پر سختی کی تو وہ شرمندہ ہو گئی مجھے کہنے لگی، آپ لمبا جھگڑا کریں یا مختصر میں تو اسی طرح خدمت کرتی رہوں گی اور میں نے اسی طرح آپ کے دیگر بھائیوں (اولیائے کرام) کی خدمت بھی کی ہے اس دن کے بعد عالم اسباب کی کوئی چیز میرے لیے مشکل نہیں رہی ہے۔

جاہل کی زیادتی

لیجئے اور کرامت دیکھیں فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ بدر کے مقام پر تھا اور مکہ مکرمہ جانا چاہتا تھا بدر میں ایک آدمی حاجیوں کو اس شرط پر کھجوریں بیچتا تھا کہ رقم مکہ مکرمہ میں وصول کرلے گا کچھ کھجوریں بڑے اصرار سے مجھے بھی دیں اور کہنے لگا میں ان کی قیمت مکہ میں ہی لوں گا لیکن اگر مکہ پہنچنے سے پہلے آپ کی موت واقع ہو جائے تو پھر ان کی قیمت آپ کو معاف ہے مجھے مجبور کرتا رہا اور آخر کار میں نے کھجوریں لے لیں پھر اسے سفر درپیش آگیا مجھ سے قیمت کا مطالبہ کرنے لگا میں نے جواب دیا اس وقت میرے پاس رقم نہیں ہے اور آپ نے وعدہ بھی تو کر رکھا ہے کہ مکہ مکرمہ پہنچنے سے پہلے رقم کا مطالبہ نہیں ہوگا وہ کہنے لگا میں نے تو بہر حال قیمت وصول کرنی ہے اس نے مجھے بہت تنگ کیا اور تکلیف دہ گالیاں دینے لگا میں مسجد بدر میں جاکر بڑی عاجزی سے اللہ کریم سے دعائیں مانگنے لگا میں جب مسجد سے باہر نکلا تو ایک بدوی قسم کا آدمی احرام باندھے ملا مجھے گن کر درہم پکڑائے میں قرض خواہ کے پاس گیا اس کا قرض ادا کیا مگر وہ مزید اذیت دینے پر اتر آیا اور کہنے لگا یہ لوگ درہم چھپا دیتے ہیں جھوٹ بولتے ہیں اور قسمیں کھاتے ہیں کہ ان کے پاس کوئی درہم نہیں حالانکہ ان کے پاس درہم ہوتے

marfat.com

ہیں ،اس کی یہ سب باتیں سن کر میں خاموش رہا اور اسے کوئی جواب نہ دیا۔

پانی پھر آجاتا ہے

اور ملاحظہ ہو فرماتے ہیں میں ایک دوست کے ساتھ جدہ کے سمندر میں تھا دوست کو شدید پیاس لگی میں نے کہا کون ہے جو میری چادر لے کر پانی دیدے میرے پاس وہی ایک چادر تھی مگر پانی بیچنے پر کوئی آدمی آمادہ نہ ہوا میں نے دوست سے کہا یہ چادر لے لے اور جہاز کے کپتان کے پاس جا وہ ایک مشکیزہ لے کر وہاں حاضر ہوا مگر اس نے اسے ڈانٹ پلادی اور مشکیزہ اس کے ہاتھ سے لے کر پھینک دیا مشکیزہ جہاز میں ہی گرا سمندر میں نہیں گرا ، وہ میرے پاس آیا تو اس کی ذلت وعاجزی قابلِ دید تھی بیچارا بہت زیادہ حاجت مند تھا میں سمجھ گیا اللہ کریم اب اس کی دستگیری فرمائے گا۔ میں نے مشکیزہ لے کر سمندر کے پانی سے بھرا اس سے خوب سیر ہو کر پیا پھر میں نے اس سے مشکیزہ لیا اور خوب سیر ہو کر پیا ہمارے اور ساتھیوں نے جن کے پاس پانی نہ تھا یہ پانی پیا میں نے دوبارہ پھر مشکیزہ بھرا اور آٹا گوندھا جب ہماری ضرورت پوری ہوئی تو پھر مشکیزہ بھرا اب وہ حسب معمول کڑوا تھا کیونکہ سمندر کا پانی کڑوا ہوتا ہے مجھے پتہ چل گیا کہ جب ضرورت کا تحقق ہوتا ہے تو اعیان بدل جاتے ہیں۔

یہ کرامت بھی دیکھتے جائیں فرماتے ہیں میں منی میں تھا پیاس لگی نہ پانی تھا اور نہ اسے خریدنے کی رقم تھی میں ایک کنوئیں پر پہنچا مگر وہاں تو عجمی حضرات کا انبوہ تھا میں نے ایک سے کہا مجھے اس مشکیزہ میں پانی ڈال دیں اس نے پہلے تو مجھے پیٹا پھر مشکیزہ میرے ہاتھ سے چھین کر دور پھینک دیا میں ٹوٹے دل کے ساتھ مشکیزہ اٹھانے کے لیے آگے بڑھا کیا دیکھتا ہوں کہ مشکیزہ ایک ٹھنڈے میٹھے پانی والے حوض پڑا ہے میں نے پانی پیا اور مشکیزہ اپنے دوستوں کے پاس لایا انہوں نے بھی پانی نوش فرمایا میں نے انہیں سارا واقعہ سنایا وہ اس جگہ مزید پانی پینے کے لیے گئے مگر وہاں نہ پانی تھا اور نہ اس کے آثار تھے مجھے معلوم ہوا یہ سب کرامت تھی یہ سب

marfat.com

واقعات امام یافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نقل فرمائے ہیں۔

یہ شادی اور یہ انداز؟

امام شعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں آپ کی ایک کرامت یہ بھی ہے کہ آپ نے اپنے تمام ساتھیوں پر یہ شرط لازم کر رکھی تھی کہ وہ اپنے اپنے گھروں میں ایک ہی انداز کا کھانا پکائیں تاکہ کوئی ان کھانوں میں تمیز نہ کر سکے اتفاق ایسا ہوا کہ آپ کے ایک ساتھی نے اپنی بیوی سے کہا تم آج کیا پکانا چاہتی ہو تاکہ پکانے کے لیے وہی خریدا جائے وہ کہنے لگی اپنی بیٹی سے مشورہ لیجئے اس نے بیٹی سے پوچھا تم کیا کھانا چاہتی ہو کہنے لگی آپ میری مرضی پوری نہیں کر سکیں گے، باپ کہنے لگا میں تمہاری مرضی پوری کرنے کی سکت رکھتا ہوں خواہ مجھے اس مرضی کو پورا کرنے کے لیے ایک ہزار دینار کیوں نہ خرچ کرنا پڑے، تم مجھے جلدی اپنی خواہش بتاؤ (بات تو چل رہی تھی کھانے کی پسندیدہ چیز کی مگر زیرک لڑکی نے اسے اپنی اور اپنی خواہش و چاہت پر محمول کر دیا) کہنے لگی پھر آپ میری شادی حضرت قرشی سے کر دیں حضرت شیخ نابینا بھی تھے اور انہیں کوڑھ بھی تھا بھلا ایسے مرد سے عورتیں شادی کیسے کر سکتی ہیں، باپ کہتا ہے میں حضرت قرشی رح کی خدمت میں آیا اور انہیں آکر بات بتائی فرمانے لگے قاضی کو بلاؤ، قاضی آگیا نکاح ہوا لڑکی کو بنا سنوار کر حضرت شیخ کے پاس لے آتے جب عورتیں چلی گئیں اور حضرت شیخ غسل خانے میں تشریف لے گئے جب باہر آئے تو نوخیز، خوبصورت نوجوان تھے، خوبصورت لباس زیب تن تھا اور خوشبو کی مہکیں چھوٹ رہی تھیں لڑکی نے یہ دیکھ کر شرمندگی سے چہرہ چھپا لیا آپ نے فرمایا پردہ نہ کر میں کوئی اور نہیں قرشی ہی ہوں کہنے لگی، کیا آپ قرشی ہیں؟ آپ نے قسم کھا کر تصدیق کی، وہ کہنے لگی پھر یہ کیا حال ہے؟ فرمانے لگے میں تمہارے سامنے اس حال میں آیا کروں گا اور لوگوں کے سامنے اس دوسرے حال میں جایا کروں گا مرنے تک اسی کیفیت کو جاری رکھوں گا وہ لڑکی کہنے لگی نہیں حضور والا! مجھے آپ کی وہی حالت پسند ہے جس میں آپ لوگوں کے پاس ہوتے ہیں، جو اندھاپن، کوڑھ اور برص کی حالت ہے۔

marfat.com

کشف کی پہنائیاں

امام یافعی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ فرماتے ہیں شیخ ابوالعباس صرار نے فرمایا کہ شیخ ابو یوسف رح دہمانی حضرت ابو عبداللہ قرشی کے پاس ایک مقررہ وقت پر حاضری دیا کرتے تھے ایک دفعہ مجھے شیخ ابو یوسف نے ان کی خدمت میں بھیجا تاکہ میں پتہ کر آؤں کہ کیا آج وہ یوم وعدہ ہے کہ نہیں، میں جب ان کے اس صحن میں پہنچا جہاں سے ان کے گھر کا دروازہ کھلتا تھا تو میں مصیبت زدہ ہو کر تردد میں کھڑا ہو گیا دفعتہً ایک کھڑکی کھلی ایک خادمہ نے سر باہر نکالا اور کہنے لگی اے احمد ابوالعباس حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ ابو یوسف کو اطلاع کر دو آج یوم میعاد نہیں ہے میں نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ مجھے سوال پیش کیے بغیر شیخ رح نے یوں معاملہ کر کے رخصت کر دیا جب میں واپس حضرت ابو یوسف کے پاس پہنچا تو لیٹے ہوئے تھے اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا آپ گھر کے صحن میں کس لیے رک گئے تھے کہ پھر خادمہ کو کچھ کہنا پڑا، میں نے جواب دیا حضور! مجھ پر ہیبت طاری ہو گئی تھی فرمایا آپ اکیلے ہوں تو ضرور ہیبت زدہ ہوں اور جب میں آپ کے ساتھ ہوں تو پھر اقدام کر دیا کریں ابوالعباس سے پوچھا گیا اس مسئلہ میں کس کا کشف اعلیٰ رہا، فرمانے لگے حضرت قرشی کا، کیونکہ حضرت ابو یوسف نے مجھے بھیجا تھا ان کا دل میرے ساتھ تھا اور ماجرا کو پا رہا تھا مگر حضرت قرشی تو وہ آئینہ تھے جو ان کی طرف متوجہ ہوتا اسے آئینہ کی طرح پا لیتے۔

اب ذرا علامہ مناوی کی زبانی ان کے متعلق کچھ سنتے جائیں، فرماتے ہیں حضرت محمد بن احمد قرشی دراصل اندلس کے رہنے والے تھے پھر مصر میں تشریف لائے پھر وہاں سے بیت المقدس تشریف لے گئے، آپ مغرب (اندلس وغیرہ) اور مصر کے مشائخ کے سرخیل تھے آپ نے خواب میں اللہ کریم کی ہزار دفعہ زیارت کی۔ آپ کی یہ مشہور کرامت ہے کہ جب آپ مرض کوڑھ میں مبتلا ہوئے تو یہ مرض نماز کے وقت بالکل غائب ہو جاتا تھا آپ بالکل ٹھیک ہو جاتے۔ جب نماز ختم ہوتی تو مرض پھر عود کر آتا ایک اور کرامت یہ ہے کہ آپ ایک دفعہ ساحل سمندر پر

marfat.com

آئے تاکہ سمندر کو عبور کریں علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ تعالےٰ بھی ساتھ تھے مگر جہاز نہ مل سکا آپ نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا اور پانی پر چلنے لگے ۔

خطیب عراقی اور امام ہاشمی

ایک اور کرامت یہ ہے کہ آپ نے اپنے دوستوں سے کہا مصر سے نکلنے کی تیاری کر لو کیونکہ مصر میں وبا نازل ہونے والی ہے یہ بات خطیب عراقی کو معلوم ہوئی تو کہنے لگے کیا انہیں وحی ہوئی ہے ، جب یہ بات حضرت قرشی کو معلوم ہوئی تو فرمایا اب وہ منبر پر نہیں چڑھ سکے گا علامہ عراقی انہیں دنوں فوت ہو گئے ۔

ایک کرامت یہ بھی ہے کہ انہیں ایک دفعہ ندا دی گئی کہ مصریوں پر کوئی بلا اترنے والی ہے فرمانے لگے کیا میری موجودگی میں ایسا ہو سکتا ہے ؛ حکم ہوا ان کے درمیان سے نکل جاؤ اب بلا تو لازماً اترے گی آپ شام چلے گئے اور جس مصیبت نے مصریوں پر آنا تھا وہ اتر آئی ۔

فقیر غیور خضرؑ سے مستغنی

آپ کی بیوی فرماتی ہیں میں آپ کے پاس سے آپ کو تنہا چھوڑ کر الگ ہو گئی میں نے سنا کہ کوئی آدمی آپ سے ہمکلام ہے میں رک گئی جب بات ہو چکی تو میں آئی اور پوچھا یہ کون تھا ، فرمانے لگے حضرت خضر علیہ السلام تھے مجھے سرزمین نجد سے ایک پھل درخت زیتون کا لا کر دیا فرمانے لگے یہ کھالیں اس میں آپ کی شفاء ہے میں نے انہیں جواب دیا ، آپ اس پھل کے ساتھ تشریف لے جائیں مجھے اس کی ضرورت نہیں فرماتے ہیں میں ایک ساحل پر چل رہا تھا کہ ایک بوٹی نے مجھے خطاب کرتے ہوئے کہا میں آپ کے مرض کی شفا ہوں مگر میں نے اسے نہیں کھایا ۔

حدیث سے استدلال اور پھر غذا سے استغناء

اب نازقی کو بھی پڑھتے جائیں فرماتے ہیں امام ابو العباس احمد قسطلانی فرماتے ہیں کہ میں نے امام قرشی کو فرماتے سنا کہ میں حضرت قرشی ، شیخ ابراہیم بن طریف رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تھا آپ سے پوچھا

marfat.com

گیا کیا کسی انسان کے لیے یہ بات جائز ہے کہ وہ اپنے لیے کوئی عقدہ لازم قرار دے لے اور اسے اپنا مقصود حاصل کیے بغیر نہ کھولے؟ انہوں نے فرمایا جی ہاں جائز ہے انہوں نے پھر استدلالاً حضرت ابو بابہ انصاری کی حدیث بیان فرمائی جو بنو نضیر کے قصے میں درج ہے۔ جس میں حضور کریم علیہ التسلیم کا ارشاد پاک موجود ہے۔

اِمَّا اَنّہ لَوْ اَتَانِیْ لَاسْتَغْفَرْتُ لَہٗ وَلٰکِنْ اِذَا فَعَلَ ذَالِکَ بِنَفْسِہٖ فَدَعُوْہُ حَتّٰی یَحْکُمَ اللّٰہُ فِیْہِ

اگر وہ میرے پاس آجاتا تو اسے میں ضرور معاف کر دیتا لیکن جب اس نے خود ایسا کیا ہے تو اسے اپنے حال پر رہنے دو حتیٰ کہ اللہ تعالےٰ اس کے متعلق خود فیصلہ صادر فرمائیں۔

میں نے جب یہ کلمات سنے تو میں نے بھی اپنے جی میں یہ عقدہ ڈال لیا کہ میں کوئی چیز اللہ کی قدرت کے بغیر نہیں کھاؤں گا میں تین دن بھوکا رہا میں ان دنوں ایک دکان میں کام کیا کرتا تھا میں کرسی پر بیٹھا تھا کہ ایک آدمی سامنے آیا جس کے ہاتھ میں پیالہ تھا اور پیالہ میں کوئی چیز تھی وہ کہنے لگا عشا تک صبر کیجیے گا پھر آپ اس پیالے والی چیز کو کھائیں گے یہ کہہ کر وہ غائب ہو گیا جب میں مغرب و عشا کے درمیان اپنا وظیفہ پڑھ رہا تھا تو اچانک دیوار پھٹ گئی ایک حور نکلی جس کے ہاتھ میں وہی پیالہ تھا اور اس میں شہد سے ملتی جلتی کوئی چیز تھی وہ میری طرف بڑھی اور مجھے اس سے تین چمچ کھلا دیئے مجھے چکر آئے اور میں بیہوش ہو گیا جب مجھے افاقہ ہوا تو پھر کوئی کھانا میرے لیے پسندیدہ نہ رہ گیا اور نہ کسی آدمی سے محبت رہی نہ ہی مخلوق کی باتیں مجھے پسند رہیں عرصہ دراز تک یہی حالت رہی۔

حضرت شیخ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ ابتدائے امر میں میں آٹا خرید اکرتا طویل عرصہ تک مانگنے والے کو دیتا رہتا گھر پہنچتا تو وہ پورے کا پورا ہوتا آپ نے ایک مرتبہ ایک درہم کا آٹا خریدا کسی سائل نے مانگا تو سارا دے دیا آپ نے دیکھا کہ ہاتھ بند ہے کھولا تو اس میں ایک درہم تھا اس کا پھر آٹا لیا اور گھر تشریف لے آئے۔

marfat.com

تصرفات کی جلوہ سازیاں

آپ سے منقول ہے کہ آپ نے ملک کامل اور نائب سلطنت کے ساتھ ایک برتن میں کھانا تناول فرمایا جس میں دودھ بھی تھا آپ کی تکلیف کوڑھ) کی وجہ سے نائب سلطنت نے کھانے سے ہاتھ کھینچ لیا شیخ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا اگر آپ اس مریض ہاتھ کے ساتھ مل کر کھانا نہیں کھانا چاہتے تو اس ہاتھ سے کھا لیں آپ نے وہی ہاتھ سامنے کیا تو چاندی کی طرح سفید و شفاف تھا اسے کوئی مرض نہ تھا بقول علامہ مناوی آپ کی وفات بیت المقدس میں ۵۹۹ ہجری میں ہوئی اور وہاں ہی مدفون ہوئے پھر آپ کے پہلو میں حضرت ابن ارسلان دفن ہوئے اولیا کا خیال ہے کہ ان دو قبروں کے درمیان دعا مقبول ہے بقول ابن مجیرالدین یہ بات تجربہ میں صحیح ثابت ہوئی ہے۔

مغفرت لازمی ہے

نفح الطیب میں مذکور ہے کہ امام قرشی کے فیوضات میں سے یہ بات بھی ہے کہ میں نے امام قرشی شیخ ابو اسحاق بن طریف سے سُنا فرماتے تھے جب شیخ ابوحسن بن غالب کی وفات کا وقت آیا تو آپ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا اکٹھے ہو کر ستر ہزار دفعہ تہلیل (لا الٰہ الا اللہ) پڑھو، اور اس کا ثواب مجھے بخش دو کیونکہ مجھے پتہ چلا ہے کہ یہ تعداد ہر مومن کے لیے جہنم سے فدیہ بن جاتی ہے فرماتے ہیں پھر ہم نے ایسا ہی عمل کیا اکٹھے ہوئے پڑھا اور ثواب آپ کے حوالے کر دیا (بقول حضرت نواوی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ یہی بات حضرت ابن عربی سے بھی منقول ہے ملاحظہ ہو مہر منیر، مترجم)

آپ کی برکات میں سے یہ برکت بھی ہے فرماتے ہیں کہ میں حضرت شیخ ابو محمد عبداللہ مغاوری رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کے پاس گیا تو انہوں نے فرمایا میں آپ کو کچھ کلمات سکھاتا ہوں ضرورت کے وقت ان سے مدد لینا جب کسی چیز کی ضرورت ہو تو پڑھا کرو۔

یَا وَاحِدُ یَا اَحَدُ یَا وَاجِدُ یَا جَوَادُ — اے وہ ذات جو یکتا ہے تنہا ہے جو وجود بخشنے

marfat.com

اُنْفُحْنَا مِنْكَ بِنَفْحَةِ خَيْرٍ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۔

والا ہے جو سراپا سخاوت و عطا ہے ہمیں بھلائی کے نفحات سے نواز کیونکہ تو ہی ہر چیز پر قادر ہے ۔

فرماتے ہیں جب سے میں نے یہ کلمات سنے ہیں انہی کے صدقے مجھے بھلائی کے حیات خیز جھونکے ملتے ہیں اور انہی سے عطا کے دروازے وا ہوتے ہیں ۔

۴۷ ۔ حضرت ابو عبداللہ محمد بن یوسف یمنی ضجاعی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ

آپ کو ضجاع گاؤں کا باشندہ ہونے کی وجہ سے ضجاعی کہتے ہیں

آپ نابینا تھے ولادت کے وقت سے آنکھوں میں کوئی شگاف نہ تھا بالکل بند تھیں مگر دل کی دنیا کے شاہ تھے ، امام کبیر تھے عالم اور عارف کامل تھے لاتعداد مخلوق آپ سے فیض یاب ہوئی اور فقیہ علی بن قاسم حکمی جیسے جلیل القدر علمائے اعلام نے آپ سے اخذ کیا ۔

قوت یاد داشت آپ کی کرامت ملاحظہ ہو کہ جتنا بھی سنتے ایک ہی دفعہ سننے سے یاد کر لیتے ہدایہ شریف جیسی فقہ حنفی کی ضخیم کتاب صرف ایک دفعہ سننے سے یاد کر لی فقیہ کبیر علامہ احمد بن موسیٰ عجیل سے مروی ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی انہیں خواب میں زیارت ہوئی تو آپ نے فرمایا احمدؐ اگر تمہاری خواہش ہے کہ اللہ تعالےٰ تمہارے لیے علم کے دروازے کھول دے تو نابینا (ضجاعی) کی قبر سے تھوڑی سی مٹی اٹھا لے اور اسے تھوک کے ساتھ نگل جا" ۔ انہوں نے ایسا ہی کیا تو برکات کا ظہور ہو گیا یہ فقیہ کے بچپن کا جناب تھا ۔

باد و باراں بھی حکم ولی کے تابع ہیں اور ملاحظہ ہو ملک مجاہد کے دور میں عرب باہم لڑنے لگ گئے وادی رمع پر تباہی مسلط ہو گئی فقہائے بنی زیاد کے پاس بہت بڑا کتب خانہ تھا جسے نہ تو وہ ساتھ لے جا سکتے تھے اور نہ اسے چھوڑ کر خود جانا چاہتے تھے اس معاملہ میں وہ

marfat.com

بحد پریشان تھے اتفاقاً حضرت طلحہ بن عیسیٰ ہتار ان کے پاس پہنچے یہ ان کی جوانی کا دور تھا رات وہاں ٹھہرے جب ہتار نے ان کی پریشانی دیکھی تو ان کے معاملے کو بہت اہمیت دی حضور علیہ السلام کو خواب میں دیکھا آپ فرما رہے تھے "بنی زیاد کے فقہاء کو کہہ دے کہ وہ نابینا کی قبر کے پاس کتابیں لے چلیں پھر وہ محفوظ ہو جائیں گی" جب خواب سے ہتار بیدار ہوئے تو بنی زیاد کو بات بتادی انہوں نے فوراً کتابیں مذکورہ قبر کے پاس پہنچادیں پورا سال یہ کتابیں دھوپ اور بارش میں کھلے میدان میں پڑی رہیں بقول علامہ شرجی نہ تو وہ خراب ہوئیں اور نہ ہی عرب و عجم میں سے انہیں کوئی فرد اٹھا سکا اس دور میں کتب قلمی ہوتی تھیں لہٰذا بارش کی صورت میں سیاہی گھل جاتی تھی یہ حضرت ضریر کی کرامت ہے کہ پانی سے سیاہی نہ گھلی مترجم) شرجی رح فرماتے ہیں کہ یہ حکایت مجھے کچھ ثقہ علمائ نے شیخ محمد غزالی سے بھی روایت کی ہے انہوں نے اپنے والد طلحہ سے یہ روایت لی تھی میں نے خود بھی بنی زیاد کے نیک خو فقیہ عتیق بن زیاد سے اس واقعہ کے متعلق پوچھا تو کہنے لگے یہ واقعہ ہمارے خاندان میں مشہور و متداول ہے حضرت فقیہ ضریر رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کا انتقال ۶۰۰ ھ میں ہوا آپ کا مزار اپنے گاؤں میں ہی ہے لوگ اس سے تبرک حاصل کرتے ہیں اور زیارت کے لیے آتے ہیں آپ بکر بن وائل بن ربیعہ برادری سے متعلق ہیں۔

۴۴۸ ۔ ابو مدین شعیب، محمد بن احمد بن عمران حیاشی یمانی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ

آپ کا لقب شعیب ہے اس لقب نے اتنی شہرت پائی کہ اصل نام کی جگہ لے لی۔ آپ فقیہ، عالم، معتکف اور تنہائی پسند صاحبِ کرامت ولی تھے۔

شریعت کا بعد موت احترام

آپ کو وفات کے بعد قبرستان کی طرف اٹھا کر لے جا رہے تھے کہ نماز کا وقت ہو گیا اور موذن نے اذان دینا شروع کی اٹھانے والوں کی قوت برداشت سے آپ

marfat.com

کا بوجھ بڑھ گیا انہوں نے آپ کی چارپائی زمین پر رکھ دی جب اذان ختم ہوئی تو انہوں نے چارپائی کو حرکت دی اب وہ پہلے کی طرح ہلکی پھلکی تھی لوگوں نے چارپائی اٹھائی اور قبرستان لے گئے مگر حیران تھے کہ ایسا کیوں ہوا ؟ آپ کے کسی ساتھی نے لوگوں کو بتایا کہ حضرت جب موذن کی آواز سنتے تو فوراً رک جاتے تھے اور موذن کا جواب شروع کر دیتے تھے وہ اذان کے ختم ہونے تک کھڑے رہتے تھے بقول شرجیؒ آپ ۵۰۶ھ تک حیاتِ ظاہری کو رونق بخش رہے تھے۔ اور آپ کی تاریخ وفات کا صحیح علم نہیں ہو سکا۔

۴۹ - محمد بن ابی کبیر حکمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ عواجہ کے رہنے والے یمنی ہیں یمن کے عظیم المرتبت صوفیہ میں سب سے مشہور ہیں آپ شیخ کبیر ہیں۔

اُمّی مگر اُستاد

آپ اُمّی تھے پڑھنا لکھنا نہیں جانتے تھے دمگر علم لدنی کا یہ حال تھا کہ) فقیہ شہیر حضرت محمد بجلیؒ ایک دن درس سے اٹھ گئے تو آپ نے ان کی جگہ بیٹھ کر درس دیا کرامت ملاحظہ ہو کہ آپ درختوں سے بھری ایک جگہ پر تشریف لائے ایک درخت سے فرمانے لگے ٹیڑھا ہو جا یہ سن کر جنگل کے سارے درخت ٹیڑھے ہو گئے اور لوگ ان سے ہل بنانے لگ گئے۔

ولی نے قبر سے نکل کر دوستی کی

بقول امام یافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک آدمی حضرت حکمیؒ کی خدمت میں وفات کے بعد حاضر ہوا اور التجا کی کہ اسے اپنی دوستی کا شرف بخشیں آپ قبر سے نکلے اور اس سے دوستی کا عہد باندھا۔ د دورِ حاضر میں بھی ایک ایسا ہی واقعہ پیش آیا قلندر مدار حضرت خواجہ محمد بدرالدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت قلندر رچیا چڑوی سے فرمایا اب تو بڑی شفقت سے پیش آتے ہو کیا موت کے بعد بھی یہ کیفیت باقی رہے گی پھر وعدہ ہوا کہ ایسا ہی ہوگا حضرت قلندر مدار رچیا چڑ تشریف

marfat.com

تشریف لائے تو حضرت قلندر چاچڑوی قبر سے اٹھ کر ملے حوالہ کے لیے ملاحظہ ہو حیات عزیز۔ یاد رہے کہ خاندان چاچڑ شریف سیدی وسندی شمس معرفت حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی کا غلام بے دام ہے اور حضرت قلندر مدار حضور شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے چھوٹے بھائی تھے اور اعلیحضرت کے پڑپوتے تھے۔ مترجم)

منکرِ سماع کو حق دکھا دیا

آپ کی یہ کرامت بھی مشہور ہے کہ ایک فقیہ منکرِ سماع تھا اور آپ کے سامنے انکار کیا کرتا تھا سماع کی حالت میں آپ نے اس منکر سے فرمایا فقیہ صاحب! ذرا سر اٹھائیں اس نے سر اٹھایا تو فضا میں فرشتوں کو (جذب و مستی میں) چکر کاٹتے پایا

وصالِ یار کے لیے تیاری

امام یافعیؒ فرماتے ہیں کہ ایک صاحب ولایت نے مجھے بتایا ہے کہ میں ان کی قبر پر حاضر ہوا تو آپ قبر سے باہر نکلے کمر کسی ہوئی تھی میں نے کمر باندھنے کی وجہ پوچھی فرمایا ہم ابھی تک طلب میں ہیں جو یہ خیال کرتا ہے کہ وہ وصال پا گیا ہے وہ جھوٹا ہے وصال تو محدود کا ہوتا ہے اور اللہ تعالٰے انتہاء و حدود سے مبرا ہے (پھر اس تک وصال کیسا؟) یہ سب کرامات امام مناوی نے بیان فرمائی ہیں۔

غیب کی خبریں

امام شرجی یہ کرامت بیان کرتے ہیں کہ علاقہ حرض کے رہنے والے دو بھائی عواجہ گاؤں میں آئے گاؤں کے قریب پہنچے تو آپ کے خوارق و کرامات کا چرچا سنا مگر انہیں سچ نہ سمجھا کافی عرصہ عواجہ میں قیام کے بعد انہیں پتہ چلا کہ ان کا باپ بیمار ہو گیا ہے انہوں نے واپسی کا پروگرام بنایا اب حضرت شیخ کی خدمت میں حاضری دی تاکہ ان کی کیفیت و حالت کو بھی معلوم کر سکیں حضرت شیخ کے پاس آ کر والد کی بیماری اور اپنی واپسی کی اطلاع دی، حضرت شیخ نے بات سن کر ارشاد فرمایا جب تم گھر پہنچ گئے تو تمہارے باپ کو آرام آ چکا ہو گا تم شہر میں رات کے آخری حصہ میں پہنچو گے

marfat.com

جب باپ کی خدمت میں حاضری دو گے تو اسے صبح کی نماز کے لیے وضو کرتا پاؤ گے وہ ایک پاؤں دھو چکے ہوں گے اور دوسرا ابھی نہیں دھویا ہوگا وہ دونوں بھائی حضرت شیخ کو الوداع کہہ کر چلے گئے وہ جب باپ کے پاس پہنچے تو وہی وقت تھا جو حضرت شیخ نے بتایا تھا اور وضو کی وہی صفت تھی جو انہوں نے ارشاد فرمائی تھی، ان دونوں بھائیوں نے حضرت شیخ کی ساری ارشاد فرمودہ بات لوگوں کو بتا دی اس علاقہ میں بھی آپ کی شہرت ہوئی آپ کی کرامت و برکات کا ظہور مطلقاً تر ہوا۔

موت کی خبر

یہ کرامت مشہور فقیہ حسین اہدل نے اپنی تحریر کردہ تاریخ میں ذکر کی ہے جب شیخ علی اہدل کی وفات ہوئی تو حضرت شیخ ابوالغیث بن جمیل فاتحہ خوانی کے لیے تشریف لے گئے اور ارادہ کر لیا کہ اب اپنے شیخ علی اہدل کی جگہ پر ہی قیام کریں گے شیخ علی اطلاع دے چکے تھے کہ وہ ایسا کریں گے اور یہ بھی فرمایا تھا کہ اپنے اس ارادہ پر قائم نہیں رہ سکیں گے تیسرے دن حضرت محمد حکمی نے شیخ ابوالغیث سے فرمایا کہ آج رات نہ ہی آپ اس مقام پر ٹھہریں اور نہ ہی اپنے کسی درویش کو ٹھہرنے دیں کیونکہ جو بھی وہاں ٹھہرے گا مر جائے گا شیخ ابوالغیث اور ان کے سب ساتھی تو وہاں سے اٹھ گئے اور ایک ساتھی حضرت حکمی کی بات پر یقین نہ کرتے ہوئے وہاں شب باش ہوا صبح لوگوں نے دیکھا کہ وہ مر چکا ہے حضرت محمد حکمی فرمانے لگے ابوالغیث اسی طرح بے گھر پھرتے رہیں گے تہامہ بھر میں جب تک میں زندہ ہوں انہیں ٹھکانا نہیں ملے گا شیخ ابوالغیث پھر حضرت شیخ محمد حکمی کی زندگی میں کسی جگہ ٹھہر نہ سکے اور تہامہ کے پہاڑوں میں سولہ سال تک ٹھہرے رہے۔

روایت ہے کہ جب بھی وہ پہاڑوں سے اترنا چاہتے حضرت حکمی اپنے احوال کے تیر انہیں مار دیتے، جب حضرت حکمی کا انتقال ہوا تو حضرت ابوالغیث اپنے پاؤں سے کوئی چیز اس طرح کھولتے گویا بیڑیاں کھول رہے ہیں اور کہتے تھے یہ شیخ محمد حکمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تیروں کے نشانات ہیں حضرت حکمی ۶۱۷ ہجری

marfat.com

میں فوت ہوئے۔

۵۰۔ حضرت محمد بن حسین جنیز بجلی رحمۃ اللہ علیہ

یافعی فرماتے ہیں مجھے ایک نیک بھائی نے بتایا کہ حضرت بجلی مذکور کے پاس ایک آدمی آیا اور عرض کرنے لگا۔

ولی چوری کا بیل پکڑواتے ہیں

میرا بیل چوری ہو گیا ہے آپ نے فرمایا تجھے اپنا بیل چاہیے؟ کہنے لگا جی ہاں، فرمایا فلاں جگہ جا وہاں ایک شیخ ہل چلا رہا ہو گا اس سے بیل لے بغیر نہ تھمنا، اس شیخ سے مُراد خود ان کے مرشد حضرت شیخ یمن محمد حکمی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ تھی وہ آیا اور کہنے لگا میرا بیل مجھے دے دیں وہ بالکل پیچھے پڑ گیا اس کا خیال تھا کہ میرا چور یہی شیخ ہے وہ حضرت کو پہچانتا نہ تھا شیخ نے پوچھا تجھے کس نے یہ بات کہی ہے؟ اس نے جواب دیا مجھے یہ بات محمد بن حسین بجلی نے بتائی ہے پھر کہنے لگا مجھے میرا بیل دیں ان لمبی باتوں کو چھوڑیں آپ نے فرمایا یہ تو بتایئے آپ کا بیل کیسا ہے؟ وہ کہنے لگا واہ جی واہ! آپ میرا بیل بھی چرا لیتے ہیں اور پھر اس کی صفات سے بے خبری کا اظہار بھی کرتے ہیں آپ نے فرمایا فلاں جگہ جایئے وہاں تیرا بیل ایک درخت کے ساتھ بندھا ہوا ہو گا اسے کھول کر لے لیں وہ اس جگہ گیا شیخ رہ کے بیان کے مطابق بیل کو وہاں پایا اسے پکڑ لیا اور خوشی خوشی پلٹا اب وہ چور آیا جس نے بیل کو وہاں باندھا تھا تاکہ اسے کھول کر لے جائے مگر اب بیل کہاں چور غم و اندوہ بلکہ گناہ و اثم کے ساتھ واپس ہوا، شیخ کو اجر و ثواب ملا یہ دراصل حضرت محمد حکمی کی کرامت ہے اگر اسے میں ان کے ترجمے میں ذکر کر دیتا تو زیادہ مناسب تھی لیکن یہاں بھی مناسب تھی لہٰذا یہاں ذکر کر دی۔

مناوی ؒ فرماتے ہیں کہ محمد بن حسین بجلی امام، عارف، صوفی اور صاحب کرامات و مکاشفات تھے آپ سے سماع کے متعلق سوال ہوا اور پوچھا گیا کہ جناب اس میں گھنٹیوں کی آواز ہوتی ہے پھر اس کا حکم کیا ہے؟ آپ نے فرمایا خدا کی قسم میں تو جب بھی سُنتا ہوں تو وہ گھنٹیاں اللہ اللہ اللہ کر رہی ہوتی ہیں۔

marfat.com

پرندے نے علوم کے دریا بہا دیئے

علامہ شرجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حسبِ روایت یہ ابتدائی دور میں حضرت فقیہ ابراہیم بن زکریاؒ کے پاس پڑھا کرتے تھے ایک دفعہ آپ بیمار ہو گئے پڑھنے والے ساتھیوں نے ان کا انتظار نہ کیا اور آگے پڑھتے چلے گئے جب انہیں صحت ہوئی تو اپنے بھائی فقیہ علی کے ساتھ اپنے استاد کے پاس جانے لگے یہ علی بڑے لائق طالب علم تھے اور ران کے ساتھی ان سے آموختہ سنا کرتے تھے دورانِ سفر جب دوپہر گرم ہوئی تو دونوں ایک درخت کے سائے میں پناہ گیر ہوئے حضرت فقیہ محمد سو گئے ایک پرندہ آیا اپنا منہ حضرت محمدؒ کے منہ میں ڈال کر کوئی خوشبو دار چیز اس میں ڈالنے لگا یہ منظر ان کے بھائی علی دیکھ رہے تھے جب حضرت فقیہ جاگے تو اپنے بھائی سے کہنے لگے واپس اپنے شہر چلنا چاہیے دونوں واپس شہر آ گئے اس کے بعد اتفاق سے فقیہ محمد پھر بیمار پڑ گئے شیخ فقیہ ابراہیم اپنے طلباء کو لے کر انہیں پوچھنے آئے اور آپ سے چند مسائل پوچھے حضرت محمدؒ نے بڑے تسلی بخش جواب دیئے، فرمانے لگے محمد یہ علمِ لدنی ہے علمِ تعلیمی نہیں اس کے بعد علوم کے دقائق میں اللہ کریم نے انہیں عظیم الشان معرفت عطا فرمادی، آپ کی وفات ۹۲۱ھ میں ہوئی آپ کی قبر اپنے دوست شیخ محمد حکمی کے پہلو میں عواجہ گاؤں میں موجود ہے آپ حضرات کے وسیلے سے حاجات طلب کی جاتی ہیں اور بارش کے لیے دعائیں مانگی جاتی ہیں۔

۵۱۔ حضرت محمد بن علی بن محمد حاتمی رحمۃ اللہ علیہ

آپ شیخ اکبر سلطان العارفین سیدی محی الدین ابن عربیؒ ہیں، علماء کے ائمہ اور ہمارے واجب الاحترام صوفیہ میں سے ایک عارفین، اور مذاہب اربعہ کے علمائے عاملین نے آپ کی بے حد ثنائے جمیل فرمائی ہے، امام شعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب "الیواقیت والجواہر" میں آپ کے متعلق بہت کچھ رقم فرمایا ہے اور بلیغ ترین عبارات میں

marfat.com

مشائخ و علماء نے آپ کے بارے میں ارشادات بھی نقل فرمائے ہیں عارف کبیر سیدی شیخ عبدالغنی نابلسیؒ نے بھی آپ کی شان میں ایک کتاب تحریر فرمائی ہے اور اس کے علاوہ اپنی دوسری کتابوں میں بھی آپ کا ذکرِ خیر کیا ہے، سیدی عارف باللہ سید مصطفےٰ بکری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب لاجواب "اَلسُّیُوف الحدادُ فی اعناق اھل الزندقۃ والالحاد" میں آپ کا ذکر خیر فرمایا ہے نیز انہوں نے آپ کے متعلق یہ بھی فرمایا کہ "آپ ولایت محمدیہ خاصہ کے خاتم اور بدرِ تمام ہیں، حضرت شیخ الشیوخ غوثِ الفخر ابوالدین نے آپ کے لیے شیخِ اکبر کا لفظ استعمال فرمایا اور پھر نقل فرمایا کہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی، حضرت عز بن عبدالسلام، شیخ الاسلام حضرت زکریا، حضرت ابن حجر ہیتمی، امام حافظ سیوطی (انہوں نے تو تنبیہِ الغبی فی تبرئۃِ ابنِ العربی" رسالہ آپ کی ذات پر لکھا) جس میں آپ کی تعریف و توصیف فرمائی ہے، حضرت علی بن میمون (آپ نے بھی حضرت کی شان میں ایک مستقل رسالہ لکھا اور مخالفین کو جواب بھی اس رسالہ میں دیے) علامہ جلال الدین دوانی اور سید عبدالقادر عیدروس (آپ نے "النور السافر" میں آپ کے متعلق لکھا ہے) ابن کمال پاشا، علامہ مجدالدین فیروز آبادی مصنف قاموس نے بھی آپ کی ثنائے جلیل کی ہے۔ حضرت ابوعلاین نے ان حضرات کی عبارات نقل فرمائی ہیں پھر لکھتے ہیں کہ منکرین کا بھرپور رد حضرت شیخ عبدالغنی نابلسی نے اپنی کتاب الرّدِ المتین علی منتقص العارف محی الدین میں کیا ہے مزید فرماتے ہیں کہ سیدی احمد قشاشیؒ نے اپنے رسالہ "وَحْدَتُ الْوُجُوْد" کے آخر میں حضرت ابن عربیؒ کے ذکر میں لکھا ہے کہ اگر انسان غور و خوض سے کام لے اور آپ کی تصانیف اور فتوحات سے آپ کے مناقب سیاق و تقریب کو سامنے رکھکر اکھٹے کرنے لگ جائے تو کئی جلدیں بن جائیں مثلاً ایک ہی بات ملاحظہ فرماتے جائیں جو،

محبت میں پگھل کر پانی بننا

آپ نے فتوحات مکیہ کے باب المحب

marfat.com

میں ارشاد فرمائی ہے آپ کے سامنے ایسے آدمی کا ذکر چل نکلا جو محبت کی وجہ سے پگھل کر شیخ و مرشد کے سامنے پانی بن گیا شیخ یہ سن کر فرمانے لگے اس کی محبت طبعی تھی محبت الٰہی نہ تھی تبھی تو پگھل گیا اگر محبت الٰہی ہوتی تو ثابت رہتا اور نہ پگھلتا۔

حضرت ابن عربی کا مقام محبت

یہ کہ فرمایا خدا کی قسم، پھر خدا کی قسم اللہ نے مجھے اس محبت سے وہ کچھ عطا فرما رکھا ہے کہ اگر اس کا تھوڑا سا حصہ آسمانوں اور زمین پر ڈال دیا جائے تو وہ پگھل جائیں لیکن اللہ کریم نے مجھے اس محبت کو برداشت کرنے کی قوت دی ہے قاری محترم اب ذرا اس حال کو ملاحظہ فرمائیں کیا یہ حتریں عقل میں سما سکتی ہیں، حضرت نے فتوحات میں فرمایا یہ کتاب (فتوحات مکیہ) اپنے طول و کثرتِ ابواب حصول کے باوجود جب کہ یہ بیس جلدوں پر پھیل چکی ہے راہِ طریقت میں ہمارے دل کے ایک کھٹکے کو بھی اپنے دامن میں سمیٹ نہیں سکی۔ جب کہ اللہ کریم نے انسان کامل کو بارہ سو قوتیں عطا فرما رکھی ہیں ان قوتوں کا یہ حال ہے کہ اگر ان میں سے کوئی ایک کونین پر مسلط کر دی جائے تو کونین معدوم ہو کر رہ جائیں" آپ کی کتابوں میں کئی ایسی مثالیں ہیں اس مختصر کو کافی سمجھیں اور اولیائے امت کا ادب کریں۔ کیونکہ اللہ کریم جل مجدہ نے اس کے متعلق ارشاد فرمایا ہے:

مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُہٗ بِالْحَرْبِ

جو میری ذات کی وجہ سے کسی ولی سے عداوت رکھتا ہے میری طرف سے اس کے ساتھ اعلانِ جنگ ہے۔

حضرت قشاشی کی عبارت ختم ہوئی اس کے بعد سیدی مصطفٰے بکریؒ نے اپنے اور دیگر عارفین کے وہ اشعار نقل کئے ہیں جو حضرت ابنِ عربی کی مدح و ثنا میں ہیں۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

آپ کی کرامات لا تعداد و بے شمار ہیں میں تو صرف وہی ذکر کروں گا جو مجھے میسر ہوئی ہے ایک کرامت یہ ہے کہ آپ جامع دمشق میں حضرت امام غزالیؒ کے

marfat.com

مخصوص گوشے میں بکثرت جلوس فرمایا کرتے تھے یہ گوشۂ تنہائی شامی وغربی حصے میں دیوار کے آخری حصے میں واقع ہے یہ نشست محض امام غزالیؒ کے آثار سے حصول تبرک کے لیے ہوتی کیونکہ غزالی توجۃ الاسلام تھے آپ یہاں تشریف فرما تھے کہ جامع کے استاد تشریف نہ لائے اور حضرت ابن عربی کو مسجد میں موجود پاکر فقہاؒ نے عرض کیا حضور ہمیں سبق پڑھادیں اس عرض پر خوب اصرار ہوا آپ نے فرمایا میں مالکی ہوں (اور تم شافعی ہو) لیکن بتاؤ تمہارا کل کا سبق کیا تھا ان لوگوں نے فقہ پر لکھی گئی کتاب الوسیط کا مقام درس بتایا یہ امام غزالیؒ کی تصنیف تھی امام ابن عربیؒ نے انہیں اگلا سبق پڑھایا اور طویل بحث فرمائی فقہا سُن کر کہنے لگے ایسی لطیف بحث تو ہم نے کبھی نہیں سنی ہے۔

امام ابن عربی کی قوتِ یادداشت

مزید ملاحظہ ہو کہ آپ نے مکہ مکرمہ شرفہا اللہ تعالےٰ میں فتوحات مکیہ لکھی پھر عراق تشریف لائے لوگوں نے فتوحات مکیہ کے متعلق پوچھا تو فرمانے لگے ان کا نسخہ تو مکہ مکرمہ میں ہے لوگوں نے کہا حضور اس کے بغیر تو گزارا نہیں، آپ نے ساری فتوحات اپنے حافظے کے زور پر تحریر کرادی پھر جب مکہ سے اصل نسخہ منگایا گیا تو دونوں من وعن ایک جیسے تھے یہ بات علامہ سراج نے اپنی کتاب تفاح الارواح میں ذکر فرمائی ہے پھر لکھا ہے ہم نے آپ کی اولاد اور ساتھیوں کو دمشق میں دیکھا ہے مگر آپ سے ملاقات نہیں کر سکے کاش آپ سے ان کی ملاقات ہو جاتی۔

کتاب سے تیل غائب

علامہ سراج مذکور ہی راوی ہیں کہ دمشق میں ایک باشرع حنفی تھا جو آپ کا مخالف اور آپ کے ارشادات کو باطل کہنے والا تھا آپ پر مجبور نے تمام [illegible] تھا اس نے ایک رفو گری ہنوتی کے لیے ایک کتاب نقل کی [illegible] کی جلد [illegible] سونے اور دوسرے حسین وجمیل رنگوں سے تو تیار کی جب وہ [illegible] کے نسخہ کو اپنے سامنے کھول کر جستہ جستہ دیکھنے لگا تو وہ [illegible] سے

marfat.com

لیے بیٹھا تھا تو دفعتہً ایک بلی نے دیئے کی ڈیوٹ نکال کر ان پر یوں پھینکی کہ سب کا ستیاناس کر دیا وہ شریف آدمی ساری رات نہ سو سکا انگاروں پر لوٹتا رہا صبح سویرے یہ مسودہ لے کر اسے دمشق کے باب الفرادیس کے سامنے نہر بردی میں ڈالنے کے لیے چلا، اس نے دیکھا کہ حضرت شیخ ابن عربی رضی اللہ تعالےٰ عنہ اپنے مدرسے کے دروازے پر کھڑے ہیں فرمانے لگے حضرت شریف آئیے میں نے ایک دفعہ ایک کتاب نقل کی تھی آگے وہ سارا واقعہ سنا دیا جو اس شریف آدمی کو پیش آیا تھا اس شریف نے اپنی سابقہ جہالت اور گمراہی کو نہ چھوڑا اور کہنے لگا مجھے پتہ چل گیا کہ آپ تک بندی کر رہے ہیں آپ نے فرمایا مجھے کتاب دے دیں شاید میں اس کے لیے کوئی دوائی بتا سکوں وہ کہنے لگا یہ مکار آج مجھے اپنے شر سے بچنے نہیں دے گا پھر اس نے رومال کھول دیا، حضرت شیخ نے فرمایا دروازے کے اندر سے ایک اوک بھر کے مجھے کتابت کے بچے کھچے سامان کی لا دے اس نے حکم کی تعمیل کی وہ اشیاء حضرت نے اوراق پر بکھیر دیں وہ نابکار کہنے لگا ایسے لوگ اسی طرح بیڑا غرق کرتے ہیں آپ نے تو اسے تباہ ہی کر دیا سبحان اللہ کیا صنعت کاری فرمائی ہے اور کیسا لطیف کام کیا ہے (پہلے تیل پڑا ہوا تھا پھر اس پر سامان کتابت سیاہی وغیرہ کا مزید اضافہ کر دیا مترجم) آپ نے فرمایا اب نہر میں ڈالنے کے اپنے پروگرام پر عمل کر لیجئے، وہ نہر کی طرف چلا پھر جی میں کہنے لگا شاید یہ بھی جادو کا کرشمہ ہو، کتاب کھولی اسے جھاڑا اب اسے دیکھا تو وہ اس سے زیادہ خوبصورت بن چکی تھی جتنی تحریر کے اختتام کے وقت تھی واپس پلٹا آپ سے آکر کہا حضرت مکار! آپ نے بڑا حسین جادو کیا ہے، آپ نے فرمایا ابھی تک تو اپنی سابقہ کیفیتِ عداوت کو ساتھ لیے پھرتا ہے آپ نے ہاتھ بڑھا کر فرمایا اللہ کے کچھ ایسے بندے بھی ہیں جو کہتے ہیں بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یہ کہہ کر حضرت نے) اس شریف آدمی کا سر اپنے ہاتھ سے اس کے جسم سے اٹھا لیا اور وہ متعبر اپنے جسم کو سر کے بغیر خود دیکھ رہا تھا ایک ساعت گزرنے کے بعد حضرت شیخ نے فرمایا اللہ کے کچھ بندے ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

marfat.com

دیوں ہو جا) آپ نے اس کا سر اس متعبر کے جسم پر رکھ دیا وہ یہ کیفیت دیکھ کر پکار اٹھا:

اشہدان لا الٰہ الا اللہ واشہد ان محمد ارسول اللہ وانک و لی اللہ ۔	میں گواہ ہوں کہ معبود برحق صرف ذات خداوندی ہے اور سید کل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور آپ یقیناً اللہ کے ولی ہیں ۔

حضرت شیخ ابن عربیؒ نے فرمایا شریف! اب بات بنی، میں نے آپ کو صرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حیا کرتے گمراہی سے باہر نکالا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ حضور نبی کریم علیہ التسلیم مجھ پر عتاب فرمائیں کہ تم نے اسے ہدایت تک لانے میں کیوں دیر کی جب کہ آپ کی نسبت حضور علیہ السلام سے ہے اب یہ شریف اور اس واقعہ عظیم کے سبب حاضرین حضرت شیخ اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے بہت بڑے محب بن گئے علامہ سراج فرماتے ہیں کہ ہمارے اور حضرت شیخ کے درمیان اس واقعہ کے دو عادل راوی موجود ہیں ۔

سینکڑوں میل دور سے دشمن کی گرفت

لیجئے اب ایک اور واقعہ علامہ سراج سنرا بیان فرماتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہمیں یہ واقعہ شیخ صالح حیدر بن ابی الحسین بن حیدر جبیری بغدادی نے بتایا انہیں سید زین الدین حسینی بغدادی نے اور انہیں سید زین الدین رشید حلبی نے اور انہیں شیخ عزالدین دامغانی خراسانی نے بتایا جو عالم و عامل بزرگ تھے فرماتے ہیں خراسان میں ایک شخص تھا جو حضرت ابن عربی کے معائب و مثالب بیان کیا کرتا تھا وہ نہ صرف آپ کو بلکہ آپ سے نسبت رکھنے والے ہر آدمی کو ایذا دیتا اور اس معاملے میں سب حدیں توڑ دیتا مومنین نے حضرت شیخ کے سامنے اس کی شکایات رکھیں آخر کار کہنے لگے حضور! اب تو صبر بھی ناممکن ہو گیا ہے اب وہ مرحلہ آگیا کہ اس کی قضا و قدر کے نفاذ کا مسئلہ شیخ کے حوالے ہو گیا آپ نے ایک

marfat.com

نے ایک ورقہ لیا جو شکل انسانی کے مطابق کٹا ہوا تھا اس کاغذ کے پتلے کو خنجر سے آدمی سے کہا کہ ایسا اور ایسا خنجر آپ مجھے لا دیں حالانکہ ایسے خنجر کا اسے علم نہ تھا آپ ذبح کر دیا اور فرمایا اے ساتھیو! میں نے ابھی ابھی اس خراسانی کو ذبح کر دیا ہے جو ہم پر زیادتیاں کیا کرتا تھا اور میں نے اس کے گھر کی چھت کے نیچے ایک دیوار سے بھاری پل اٹھا کر خنجر نیچے رکھ دیا ہے یہ بوجہ بیس سے کم آدمی اپنی جگہ سے نہیں اٹھا سکتے میں نے خنجر پر اس کے خون سے لکھ دیا ہے "اسے شیخ محی الدین ابن عربیؒ نے ذبح کیا ہے" حاضرین میں سے شک کرنے والے لوگ خراسان چلے گئے وہاں جا کر دیکھا کہ لوگ کہہ رہے ہیں فلاں آدمی فلاں دن فلاں وقت ذبح ہو گیا یہ بالکل وہی وقت اور وہی دن تھا جس دن حضرت شیخ نے اسے ذبح کیا تھا ان جانے والے لوگوں نے انہیں سارا واقعہ بیان کر دیا بہت سے لوگ جن پر اس کے قتل کی تہمت لگ رہی تھی بچ گئے اس پل نما چھت کو اٹھایا گیا تو وہاں خنجر حضرت کی بتائی ہوئی عبارت سمیت موجود تھا۔ (تفاح الارواح از علامہ سراجؒ)

منکر زمین میں دھنس گیا

امام شعرانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے برادرم شیخ صالح الحاج احمد حلبیؒ نے بتایا کہ ان کا گھر حضرت شیخ ابن عربیؒ کے مزار اقدس کے بالکل قریب تھا اور مزار شریف سامنے نظر آتا تھا نماز عشاء کے بعد ایک منکر آگ لے کر حضور کے مزار کے تابوت کو جلانے آنکلا قبر سے نو گز دور تھا کہ وہ زمین میں دھنسنے لگا میری نگاہوں کے سامنے وہ زمین میں غرق ہو گیا رات کو جب اہل خانہ کو نہ ملا تو وہ تلاش کرنے لگے میں نے انہیں سارا واقعہ سنا دیا وہ مقام خسف پر آئے اور جگہ کھودی اس کا سر نکل پڑا مگر جوں جوں وہ کھودتے جاتے وہ نیچے دھنستا چلا جاتا آخر تھک ہار کر اس کے اوپر مٹی ڈال دی۔

اسلاف سے ملنے کے تین طریقے

امام مناوی آپ کے شاگرد صدر قونوی رومی کی زبانی یہ کرامت بیان

marfat.com

کرتے ہیں کہ حضرت شیخ کو اللہ کریم نے یہ طاقت عطا کر رکھی تھی کہ وہ گذشتہ زمانوں کے انبیاء اولیاء کی مقدس روحوں کے ساتھ اجتماع تین طریقوں سے فرما سکتے تھے (۱) اگر چاہتے تو ان کی روح پرفتوح کو اس دنیا میں اتار کر صورت مثالیہ میں اس طرح متشکل فرما دیتے جو ان کی حسین عنصری صورت کے بالکل مطابق ہوتی جو دنیا میں تھی۔ (۲) اگر چاہتے تو ان کی ارواحِ عالیہ کو خواب میں بلا لیتے۔ (۳) اور اگر چاہتے تو اپنی صورت کو (عالم روح) میں بدل کر ان سے مل لیتے۔

کعبہ سے باتیں

امام شعرانی اپنی کتاب "الاجوبة المرضية" میں حضرت شیخ اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے حوالے سے ذکر فرماتے ہیں کہ آپ نے فتوحات مکیہ کے باب الحج میں ذکر فرمایا ہے کہ کعبہ ان کا حکم ہے اور یہی حال حجرِ اسود کا ہے اور کعبہ نے ان کا طواف بھی کیا ہے اور ان کی شاگردی بھی اختیار کی ہے اور ان سے اولیائے اُمت کے مقامات تک ترقی پانے کے لیے درخواست بھی کی ہے آپ نے ان مقامات سے کعبہ کو ترقی بھی دلائی ہے کعبہ کو آپ نے اشعار سنائے ہیں اور کعبہ نے آپ کو اشعار سنائے جو آپ نے دہرائے" اور یہ تو کبھی نہیں ہو سکتا کہ اولیاء اللہ خلاف واقعہ بیان کریں، واللہ اعلم۔

جفر کا ایک نکتہ

آپ کے مناقب لاتعداد اور آپ کی کرامات بے شمار ہیں آپ کی وفات دمشق شام میں ہوئی اور جبل قاسیون کے دامن میں صالحیہ کے مقام پر دفن ہوئے آپ کا مزار مشہور ہے لوگ زیارت کے لیے آتے ہیں اور وہاں برکات کا ظہور ہوتا ہے آپ کا وہاں تکیہ بنا ہوا ہے اور سلطان سلیم ترکی نے وہاں ایک جامع مسجد بنوادی ہے سلطان سلیم نے ہی آپ کو ظاہر کیا اس سے پہلے آپ کا مزار پردہ خفا میں تھا، آپ نے اپنی مشہور جفری کتاب "الشجرۃ النعمانیہ" میں تحریر بھی فرما دیا ہے کہ جب سین شین میں داخل ہوگا تو محی الدین کی قبر کا ظہور ہوگا (اذا دخل السین فی الشین ظهر قبر محی الدین، سلطان سلیم (س) ۹۲۲ھ میں شام (دشمق) میں داخل ہوا تو آپ

کہ آپ بیک وقت اولیائے عارفین کے اماموں کے بھی قائد تھے اور متبحر علماء کے اماموں کے بھی لیڈر تھے۔

حضرت ابن عربیؒ کے مشائخ و اساتذہ

مجھے وہ اجازت نامہ بھی مل گیا جو حضور شیخ اکبر رضی اللہ عنہ نے ملک مظفر بن ملک عادل ایوبی کو عطا فرمایا تھا آپ نے اس اجازت نامے میں اپنے مشائخ اور اپنی تالیفات کا ذکر فرمایا ہے میں حصول فائدہ و برکت کے لیے یہ اجازت نامہ حضور کے اپنے حروف میں یہاں نقل کر دینا چاہتا ہوں حضور نے فرمایا "بسم اللہ الرحمن الرحیم" اسی ذات پاک سے ہم مدد چاہتے ہیں، میں کتابوں اور میرا نام محمد بن علی بن عربی طائی اندلسی حاتمی ہوں میرا کہنا یہ ہے کہ میں نے اللہ کریم سے استخارہ کے بعد سلطان ملک مظفر بہاؤالدین غازی بن ملک عادل ابی بکر بن ایوب، ان کی اولاد اور جو بھی زندگی میں مجھے ملے ان سب کو اجازت دے دی ہے ان سب علوم کی جو میں نے اپنے اساتذہ و مشائخ سے قراءۃً، سماعاً، حصولاً، کتاباً اور اجازۃً روایت کیے ہیں میں نے انہیں اپنی سب علوم میں تصانیف و تالیفات کی بھی اجازت دے دی ہے اپنے سب کلام منثور و منظوم کی بھی اس فن کے ماہرین کے طور کے مطابق اجازت دے دی ہے اور یہ تحریر لکھتے ہوئے میں نے اپنی زبان سے بول کر بھی اجازت دی ہے یہ اجازت یکم محرم ۶۳۲ھ کو شہر دمشق میں دے رہا ہوں، شاہ مذکور نے مجھ سے استدعا بھی کی تھی کہ جن اساتذہ کا ذکر ممکن ہو وہ بھی ذکر کر دوں میں نے ان کی التجا کو قبول کر لیا ہے اللہ کریم مفید علم سے نوازیں، ان کی یہ درخواست بھی تھی کہ اپنی مسموعات و تالیفات کا بھی تا حدِ امکان فرمایا جائے ہمیں اور انہیں علم کا اہل بنائیں یقیناً وہی کارساز اور کرم گستر ہیں۔

۱۔ ابوبکر بن اخلف علمیؒ۔ میں نے ان کے پاس ابو عبد اللہ محمد بن شریح رعینی مشہور سات قاریوں کے مذہب کے قاری کی کتاب کافی سات قراتوں سے پڑھی انھوں نے مجھے مولف کے بیٹے کی طرف سے سند بتائی۔

marfat.com

۲- قرأت کے ہمارے استاد ابوالحسن شریح بن محمد بن محمد بن شریح رعینی بھی ہیں جنہوں نے اپنے والد مصنف کی طرف سے ہمیں روایت بتائی۔

۳- ہمارے قرآن کے ایک اور استاد جنہوں نے مجھے مذکورہ بالا کتاب ہی پڑھائی علامہ ابوالقاسم عبدالرحمن بن غالب شراط قرطبی ہیں انہوں نے یہ سند مؤلف کے صاحبزادے حسین سے اور انہوں نے مؤلف کی طرف سے سند بتائی۔

۴- شہر فاس کے جج قاضی ابو محمد عبداللہ باز لی بھی ہمارے استاد ہیں جنہوں نے قرأت سبعہ کے مذہب پر لکھی گئی کتاب تبصرہ ہمیں پڑھائی یہ کتاب ابو محمد مکی کی تصنیف ہے انہوں نے اس کی سند ابی بحر شنیان بن قاضی باز لی سے لی ہے اور مجھے اپنی ساری تصنیفات کی اجازت عامہ دی ہے۔

۵- قاضی ابوبکر محمد بن احمد بن ابی حمزہؒ؛ انہوں نے مجھے ابو عمر عثمان بن ابی سعید دانی کی کتاب تیسیر پڑھائی انہوں نے اپنے باپ کی سند سے دانی کی سب تصنیفات کی مجھے اجازت عامہ دی۔

۶- قاضی ابوعبداللہ محمد بن سعید بن درگونؒ: میں نے ان کے پاس ابو عمر یوسف شاطبی کی کتاب "البقعی" سنی انہوں نے ابوعمران موسیٰ کی سند سے مجھے سب تالیف مثلاً استذکار، تمہید، استیعاب اور انتفاع کی اجازت عامہ دی۔ اور سب تالیفات کی روایت کی اجازت دی۔

۷- ہمارے محدث استاد ابو محمد ابو الحق اشبیلی ہیں انہوں نے اپنی سب حدیث کی تصنیفات کی سند بیان کی اور خاص طور پر یہ نام لیے، تلقین المبتدی احکام (صغریٰ وسطیٰ، کبریٰ)، تجید، العاقہ (نظم و نثر) علامہ علی بن احمد بن حزمؒ کی کتاب کی بھی انہوں نے اپنی سند سے مجھے اجازت دی۔

۸- علامہ عبدالصمدؒ حرستانی بھی میرے استاد ہیں جنہوں نے فرادی کی سند سے صحیح مسلم مجھے پڑھائی اور اس کی اجازت عامہ مجھے دی۔

۹- حضرت یونس عباسی ہاشمی مقیم مکہ سے میں نے حدیث و رقائق کی بہت سی

marfat.com

کتابیں سنیں، صحیح بخاری بھی ان میں شامل ہے۔

۱۰۔ مکی اساتذہ میں حرم شریف کے امام علامہ زاہد اصفہانی ہیں جن سے میں نے ترمذی کرخی کی سند سے سنی انہوں نے مجھے اس کی اجازت عامہ دی۔

۱۱۔ حرم شریف کے حنبلی مصلے کے امام علامہ نصرؒ حصری سے میں نے سنن ابوداؤد سمیت بہت سی کتابیں سنیں ان کی سند علامہ سمنانی کی سند تھی انہوں نے ابوداؤد کی اجازت دی اور سمنانی کی کتابوں کی بھی اجازت دی۔

۱۲۔ علامہ سالم افریقی سے میں نے المعلم بفوائد مسلم مازری سنی انہوں نے اپنی سب کتابوں کی مجھے اجازت دی۔

۱۳۔ علامہ محمد ابن سبیل سے میں نے ان کی کتابیں پڑھیں اور نہایت المجتہد اور کفایت المقتصد اور احکام شرعیہ پر مشتمل ان کی تصنیفات پڑھیں۔

۱۴۔ ابوعبداللہ فاخری نے مجھے اجازت عامہ بخشی۔

۱۵۔ ابوسعید نے مجھے واحدی کی کتابوں کی تحریری اجازت علامہ حواری کی سند سے دی۔

۱۶۔ ابوالوابلؒ۔ ان سے سراج المہتدین پڑھی اور اجازت لی۔

۱۷۔ علامہ ابوالشار نے ابن خمیس کی کتابوں کی اجازت دی۔

۱۸۔ علامہ محمد بکری سے رسالہ قشیری سنا۔ انہوں نے علامہ ابواسعد والی سند بتائی اور اجازت عامہ دی۔

۱۹۔ بغداد کے شیخ الشیوخ نے مجھے اجازت عامہ دی انہوں نے مجھ سے استفادہ کیا اور میں نے ان سے اور اپنے بیٹے عبدالرزاق کی موجودگی میں شہر باب السلام میں مجھے سند بتائی۔

۲۰۔ علامہ ابوالخیر طالقانی نے امام بیہقی کی تالیفات کی مجھے اجازت دی۔

۲۱۔ علامہ ابوطاہر نے اجازت عامہ دی۔

۲۲ علامہ ابوطاہر سلفی نے بھی رعینی کی سند سے اجازت عامہ دی علامہ سلفی

marfat.com

کی کتابوں کی روایت کی بھی اجازت دی ۔

۲۳۔ جابر خضرمی نے زعینی والی سند کی اجازت عامہ دی ۔

۲۴۔ علامہ محمد قذدیجی اور حافظ ابن عساکر نے بھی مجھے اجازت دی ۔

میرے مشہور اساتذہ میں یہ بھی ہیں ابوالقاسم بشکوالؒ قاسم شافعیؒ یوسفؒ اور ان کے بھائی ابوالعباسؒ، محمد غزنویؒ، عمر کرشیؒ، علامہ جوزیؒ، (اپنی سب نظم ونثر کی کتابوں کی اجازت دی)، ابوبکر شیخانی، مبارک طباخؒ، ابن علوان عبدالجلیل زنجانی، ابوالقاسم موسوی، احمد، محمد ابن الاصناع، محمد طوسی مہذب صنزیر، احمد طوسی اوران کے بھائی شمس الدین، قرمانی بغدادی، ثابت حادی موصلی، عبدالعزیز، عثمان امزی اولاد حضرات براع بن اعظم اعذبؒ ابوالمعالی، عبدالحمید قذوینی، ابوغیب قذوینی۔ محمد فاسی، ابوالحسن رازی، احمد جوزی، ابومحمد، محمد حجری، ایوب مقری، ابوبکر سکی ابن مالک (مقامات حریری کی مجھے اجازت دی) قاضی عبدالودود، عبدالمنعم حزرجی، علیؒ، ابوبکر قاضی مرسیہ، ابوجعفر ورعی، ابن ہزل ابوزید سہیلی ابوعبداللہ محدثؒ، ابوالحسن انصاری، عبدالجلیل (المشکل فی الحدیث اور شعب الایمان کے مؤلف) ابوعبداللہ، ابوعمران موصلی، محمد متوی اور علی بن نصر اگر وقت کی تنگی نہ ہوتی تو ہم سب اساتذہ کا ذکر فرماتے جن سے ہم ملے اور جنہوں نے علوم وفنون سنائے ۔

ابن عربیؒ کی تصنیفات

اب میں اپنی ان تالیفات کا ذکر کروں گا جو ممکن ہیں کیونکہ ان کی تعداد بہت زیادہ ہے جو سب سے چھوٹی ہے وہ ایک کاپی کی شکل میں ہے اور جو سب سے بڑی ہے وہ سو جلدوں سے بھی زائد ہے باقی ان کے درمیان ہیں ایک کتاب کا نام المصباح فی الجمع بین الصحاح ہے اس کا موضوع حدیث ہے یہ بخاری، مسلم، ترمذی اور رملی کا خلاصہ ہے دوسری کتاب کا نام الاحتفال ہے جو احوال مصطفوی پر مشتمل ہے ۔

راہِ خدا میں پیش آنے والے حقائق دراصل اعمال کا نتیجہ ہوتے ہیں اس

marfat.com

موضوع پر ہماری کتاب الجمع التفصیل فی اسرار معانی التنزیل ہے جو چونسٹھ جلدوں پر
مشتمل ہے اور سورۂ کہف کی اس آیت شریفہ تک کی تفسیر ہے واذ قال موسیٰ لفتاہ
(قریباً نصف قرآن کی تفسیر چونسٹھ جلدوں پر مشتمل ہے اس سے تفسیر میں آپ کے تبحر
علمی کا اظہار ہوتا ہے مترجم) ، الجذوة المقتبسة والخطرة المختلسة ، مفتاح
السعادة فی معرفة الاحول الی طریق الارادة ، المثلثات الواردة فی القرآن
العظیم ، الاجوبة عن المسائل المنصورة ، متابعة القطب ، مناھج الارت
قاء الی افتضاض ابکار النقا بجنان اللقا (اس میں راہِ خدا کے تین ہزار مقاما
ذکور ہیں تین سو باب ہیں اور ہر باب میں دس مقامات کا ذکر ہے) کنہ ما لا
بد للمرید منہ ، المحکم فی المحکم ، اذان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
الخلوات فی آداب الملأ الاعلی ، کشف الغین ، سر اسماء اللہ الحسنی ،
شفاء الغلیل فی ایضاح السبیل ، عقلة المستوفز ، جلاء القلوب ، التحقیق
فی الکشف عن سر الصدیق ، الاعلام باشارات اھل الالہام (اس کی شرح
الافہام ، السراج الوھاج فی شرح کلام الحلاج ، المنتخب فی مآثر
العرب ، نتائج الافکار و حدائق الازھار ، المیزان فی حقیقة الانسان ،
الحجة البیضاء ، کنز الابرار فیما روی عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
من الادعیة والاذکار ، مکافاة الانوار فیما روی عن النبی صلی اللہ علیہ
وسلم عن اللہ تعالیٰ من الاخبار ، الاربعة المتقابلة ، الاحادیث
الاربعین فی الطوال العین ، التدبیرات الالھیة فی اصلاح المملکة الانسانیة ،
تعشق النفس بالجسم ، ازال العیوب علی سائر القلوب ، اسرار قلوب العارفین ،
مشاھد الاسرار القدسیة و مطالع الانوار الالھیة ، الخلاء (اس کی شرح
المنھج السدید ، انوار المتقین ، الوعظة الحسنة ، البغیة ، الدرة الفا
خرة فی ذکر من انتفعت به فی طریق الآخرة من انسان و حیوان و نبات
و معدن ، المبادی والغایات فیما حروف المعجم من الآیات ، مراتب

marfat.com

النجوم، الإنزالات، الموجود، حلية الأبدال، أنوار الفجر، الفتوحات المكية
(بيس جلدين)، تاج التراجم، الفصوص، الرموز، الشواهد، القطب والإمامين
روح القدس، التنزلات الموصلية، إشارات القرآن في العالم والإنسان، القسم
الإلهي، الأقسام الإلهية، الجمال والجلال، الفتح في إيضاح السهل ستريغ،
مترو طاهل الطريق، أنوار فيما يمنح صاحب الخلوة من الأسرار، عنقاء
مغرب، عقائد أهل علم الكلام، الإيجاد والكون، الرسائل، الإشارات في
الأسرار، الإلهيات والكنايات، الحجة، إنشاء الجداول والدوائر، الأعلاق
في مكارم الأخلاق، روضة العاشقين، الميم والواو والنون، المعارف
الإلهية (یہ دیوان ہے)، المبشرات، الرحلة، العوالي في أسانيد الأحاديث،
الأحدية الهوية الرحمية، الجامع (جلالت عظمیٰ کی جامع کتاب ہے)، المجد الأ
يومية، الجود، القيومية، الإحسان، الفلك والسعادة، الحكمة، العزة،
الأزل، النون، الإبداع، الخلق والأمر، القدم، الصادر، [illegible] والملك،
الوارد والواردات، القدس، الحيات، العلم، المشيئة، الفهوانية، الرقة،
العين، المياه، بطن المدائن، المبادي، الزلفة، الرحم، الدعاء، الإجابة،
الرمز، الرتبة، البقاء، القدر، الحكم والشرائع، الغيب، مفاتيح الغيب،
الخزائن العلمية، المنهاج، الواقع، الريح العقيم، اللغز، التدبير المفصل،
اللذة والألم، الحق، الحمد، المؤمن والمسلم والمحسن، الفقه، الشأن،
الوجود، القول، الوحي، الإنسان، التركيب، المعراج، الروائح والأنفاس،
الليل والرواح، النحل، البرزخ، الحسن، القسطاس، القلم، اللوح،
التحفة والطرفة، المعرفة، الأعراف، زيادة كبد النون، الإسفار في نتائج
الأسفار، الأحجار المتفجرة والمشققة والهابطة، الجبال، الطبق، النمل،
العرش، مراتب الكشف الأبيض، الكرسي، الفلك المشحون، الحجب،
الزمان، المكان، الحركة، المعلم، الآباء العلويات، والأمهات السفليات.

marfat.com

النعم والشجو، سجود القلب، الرسالة والنبوة والمعرفة والولاية، العامات التعة عة، الجنة، النار، الحضرت، المناظرة بين الانسان الكامل، التفضيل بين الملك والبشر، المبشرات الکبرٰی، محاضرت الابرار و مسامرت الاخیار، الاولین، العباد مایعول علیہ (یہ نصائح پر مشتمل ہے) ایجاز البیان فی الترجمۃ عن القرآن، الحرفۃ، شرح الاسماء۔ الذخائر والاعلاق، الوسائل النکاح المطلق، فصوص الحکم، نتائج الاذکار، اختصار السیرت النبویۃ المجرد اللوامع، الطوالع، اللوائح، الاسم والرسم، الفصل والوصل، مراتب العلوم الوھب، انتقاش النور، الحل، الوجلم، الطالب والمجذوب، الادب، الحال، الشریعۃ والحقیقۃ، المحکم والتسطح، الحق، المخلوق، الافراد وذوالاعداد الملامیۃ، الخوف الرجاء، القبض والبسط، الہیبۃ والانس، السافین، التواصی اللیلۃ، الفنا البقا، الغیبۃ والحضور، الصحو والسکر، التجلیات، القرب والبعد، المحو والاثبات، الخواطر، الشاھد والمشاھد، الکشف، الولد، التجرید والتفرید، الغوث والاجتھاد، اللطائف والعوارف، الریاضۃ والتجلی، المحق والسحق، التودد والھجوم، التلوین والتمکین، الہمۃ والہمیۃ، العزۃ والغیرۃ۔ الفتوح والمطالعات، الوقائع، الحروف لمعنی، التدنی والتدلی، الوجفۃ، السنۃ والخلوت، المنون، الختم والطبع۔ یہاں حضرت کا اجازت نامہ ختم ہوا۔

ان کتابوں کی عظمت کی وجہ سے میں نے انہیں بیان کر دیا ہے کیونکہ اتنی زیادہ تصنیفات بذاتِ خود حضرت کی ایک زندہ کرامت ہیں۔ لہٰذا ان کتب کا ذکر کر کے میں نے اپنی کتاب کے موضوع سے انحراف نہیں کیا (کتاب کا موضوع کرامات اولیاء ہے اور کتابوں کی یہ کثرت بذاتِ خود کرامت ہے لہٰذا موضوع سے انحراف نہیں ہوا، مترجم) آپ کی کتب پر مشتمل میں نے ایک مستقل کتاب پڑھی ہے اس اجازت نامہ میں بہت سی کتب کا ذکر نہیں ہوا ہے۔ آپ کی وفات شریف ۶۳۸ھ میں ہوئی۔ میں جب یہ کتاب لکھ رہا تھا تو آپ کی مدح میں ایک قصیدہ لکھا تھا میں

marfat.com

چاہتا ہوں کہ یہاں وہ بھی درج کردوں۔ تو لیجئے یہ قصیدہ ہے۔

امام نبہانیؒ کا قصیدہ

۱۔ اے بادِ نسیم! ذرا قاسیون شہر تک جا اور اس عظیم المرتبت عالم کو سلام پیش کر جو وہاں دامن کوہ میں مدفون ہے۔

۲۔ بادِ صبا! میری طرف سے صالحیا میں اس سمندر کو سلام کہہ دے جس نے کائنات کو قیمتی موتیوں سے بھر دیا ہے۔

۳۔ میری طرف سے وہاں اس سورج کو سلام پیش کر جس کے نور نے مغرب سے لے کر چین تک سب کائنات کو ڈھانپ رکھا ہے۔

۴۔ وہ سرزمین جلق کی مٹی کے نیچے غائب ہو گیا اور اس سرزمین کی روشنی علیین تک جا پہنچی۔

۵۔ وہ میرے آقا عظیم المرتبت محی الدین ہیں وہ کتنے عظیم المرتبت امام اور امین ہیں

۶۔ اللہ کریم کی عطا سے وہ ان سب علوم میں کامیاب ہوئے جنہیں یہ عالم کون و فساد جانتا تھا۔

۷۔ آپ نے کشف سے بے شمار علومِ غیب بیان فرمائے جن کی بنیاد ظن و تخمین پر نہیں بلکہ شہادت پر تھی۔

۸۔ ان علوم میں یقین بھی ظنی ہوتا تھا لیکن آپ نے ظنوں کو یقین میں تبدیل کر دیا۔

۹۔ بہت سے لوگوں نے آپ کو نہ پہچانا اور آپ کی روشن چمک دمک میں بھی وہ اندھے رہے۔

۱۰۔ وہ ناموسہ (چمگادڑ) کی طرح دیکھنے والوں کی آنکھوں سے سورج کی روشنی کو چھپانا چاہتے تھے۔

۱۱۔ ان کی ہر ایک کتاب بھلائی کا خزانہ ہے جو اچھے لوگوں میں ہمیشہ محفوظ رہے گی۔

marfat.com

۱۲۔ آپ کی "فتوحات" فتنوں سے عبارت ہے اور بے شمار ولیوں نے اس کتاب سے فتح بین حاصل کی ہے۔

۱۳۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ فتوحات کے دروازے بند ہیں اور اس کی کنجیاں عارف لوگ ہیں۔

۱۴۔ اگر تو عارف ہے تو جلدی اس کتاب کو لے تو جو بھی دین و دنیا چاہے گا اس میں پالے گا۔

۱۵۔ اگر رہنما کے بغیر اس کتاب کی طرف بڑھا تو خسارے کے سودے بکھیڑ میں پھنس جائے گا۔

۱۶۔ اس کی ہر ہر سطر میں ہزارہا فنون ہیں جتنا تو چاہے بڑھتا جائے کہ فنون گنے نہیں جا سکتے۔

۱۷۔ یہ سوچ و بچار کی تصنیف نہیں ہے بلکہ یہ پرہیزگاروں کے دلوں کی واردتیں ہیں۔

۱۸۔ اے منکرو! اس میں اللہ تعالےٰ کی نصوص بھری ہوئی ہیں اس کی مخالفت میں اللہ سے ڈرو۔

۱۹۔ جاہل قدیم دور میں بھی ایسی باتوں سے انکار کرتے تھے جو ان کے علم میں نہیں آتی تھیں۔

۲۰۔ میں تو اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرتا ہوں کہ اس ذات نے مجھے عارفوں کے اس آقا کی محبت اور اعتقاد عطا فرمایا ہے۔

۲۱۔ اللہ کریم، نبی رحیم، اہل اللہ اور ان کے پیروکار سب آپ سے راضی ہیں۔

۲۲۔ اب بعد والے لوگوں کا آپ پر اعتراض کرنا ایسا فعل ہے جس پر ایماندار راضی نہیں ہو سکتے۔

۲۳۔ اے زیارت کرنے والو! پورے احترام اور عبرت سے آپ کی قبر کا قصد کرو۔

۲۴۔ اللہ کے سامنے انہیں مددگار بناؤ اور دعائیں مانگو۔ فاسقوں اور سرکشوں کے

marfat.com

کو اسات کی طرف دھیان نہ دو ۔

۲۵۔ آپ اللہ کے عارفوں کے بہترین گروہ میں سے ہیں جو مخلوقات کے لیے مرشد ہوتے ہیں ۔

۲۶۔ آپ خاتم الاولیاء ہیں اور اپنی ہدایت میں حضور خاتم المرسلین علیہ السلام کے تابع ہیں ۔

۲۷۔ حضور مخلوق کے آقا اور ساری دنیا میں اللہ کے برگزیدہ اور عالمین کے لیے رحمت ہیں ۔

۲۸۔ آپ سب نبیوں، رسولوں اور فرشتوں سے افضل ہیں اور ان سب کے مددگار ہیں ۔

۲۹۔ حضور علیہ السلام کی رضا اللہ تعالیٰ کی رضا ہے اور آپ کی ناراضگی اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کے ساتھ وابستہ ہے ۔

۳۰۔ اے اللہ آپ پر صلوٰۃ وسلام بھیج ہمیں معاف فرما اور ہمارے گناہوں کو بخش دے ۔ (آمین)

۵۲۔ حضرت محمد ازہری عجمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

شیخ صفی الدین کہتے ہیں کہ شیخ کبیر ابوالحسن بن دقاق نے فرمایا کہ ہم ایک دن دمشق میں اپنے مرشد ابوعبداللہ محمد مذکور کی محفل میں بیٹھے تھے حضرت شیخ کی محفل میں حجازی بھی تھے اور عراقی بھی ۔

تازہ کھجوریں آتی ہیں

ان لوگوں نے تازہ کھجور کا ذکر چھیڑ دیا حجازی کہنے لگے ہماری تازہ کھجوریں بہت عمدہ ہوتی ہیں۔ عراقیوں نے کہا ہماری کھجوریں بہت بہتر ہوتی ہیں۔ حضرت شیخ کا یوسف نامی ایک خادم تھا آپ نے اسے دیکھا خادم دروازے سے نکل گیا ایک لمحہ غائب رہا پھر واپس آگیا اس کے ہاتھ پر طباق تھا جس میں تازہ چنی ہوئی کھجوریں تھیں خادم نے وہ طباق حضرت شیخ کے سامنے رکھ دیا حضرت فرمانے لگے حجازیو!

marfat.com

ہمارے علاقے کی تازہ کھجور یہ ہے تم اپنے علاقے کی تازہ کھجوریں لے آؤ۔ بقول امام یافعی آپ کی بڑی بڑی کرامات ہیں۔

۵۳۔ حضرت نورالدین ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ ایجیؒ

سعادت الدارین میں علامہ سخاوی فرماتے ہیں۔

حضور علیہ السلام نے جواب دیا کہ حضرت سید نورالدین مذکور کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ جب آپ نبی کریم علیہ السلام کی زیارت کے لیے تشریف لے گئے تو قبر کے اندر سے آپ کے سلام کا نبی علیہ السلام نے یوں جواب دیا "میرے بیٹے تجھ پر بھی سلام ہو"! آپ کے صاحبزادے سید عفیف الدین شریف حسینی ایجی بھی بڑی معروف شخصیت ہیں۔

۵۴۔ حضرت محمد بن ہارون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ عارف اولیاء کے اکابر میں سے ہیں آپ مصر کے شہر سنہور کے رہنے والے تھے۔

ولی کا احترام آپ کی یہ کرامت مشہور ہے کہ جب بھی آپ کے پاس سے حضرت سیدی ابراہیم دسوقیؒ کے والد ماجد گزرتے تو آپ کھڑے ہو جاتے اور فرماتے اُن کے صلب میں ایک عظیم الشان ولی ہے جس کا شہرہ مشرق و مغرب میں پھیل جائے گا" آپ شہر سنہور کی تباہی کا سبب بھی بنے آپ کو کشف سے معلوم ہوا کہ ایک کرمکا ہوگا اور شہر اور اس کے باشیوں کو جلا کر رکھ دے گا آپ نے تیس گائیں ذبح کرنے کا حکم دیا انہیں پکوایا اور اپنی خانقاہ میں لے گئے اور اپنے نقیبوں سے فرمایا کسی کو کھانے یا گوشت اٹھا لے جانے سے منع نہ کرنا، لوگ اکٹھے ہوئے اور خوب کھایا، ایک فقیر بھی وہاں آپہنچا جو پراگندہ مو، غبار آلودہ اور ننگا تھا، کہنے لگا مجھے بھی کھلاؤ لوگوں نے اسے بھی کھلایا لیکن وہ تو سیر ہونے کا ... تنگ آ کر اسے دیکھتے ہوئے کرنکال دیا پھر کیا تھا پورا

marfat.com

شہر کڑکے کی زد میں آگیا، حضرت شیخ محمد اپنے اہل وعیال اور ساتھیوں کو لے کر نکل گئے سب لوگوں پر موت طاری ہوگئی گھر اور بازار خالی ہو گئے کوئی زندہ نہ رہا، حضرت شیخ فرمانے لگے اپنے ایک نقیب سے "بیٹا! تم لوگوں نے کیا کر دیا وہ فقیر کھانا کھا کر اس مصیبت کو روکنا چاہتا تھا اور تم نے اسے کھانا نہ دیا اور ہلاکت کو دعوت دے دی" یہ شہر آج تک تباہ پڑا ہے اس کے مقابل ایک بڑا شہر تعمیر ہو گیا ہے جس کی چھتیں چٹائیوں اور دریوں کی جگہ ریشم سے سجی ہوئی ہیں۔

غرور سے ولایت چھن گئی

علامہ شعرانی فرماتے ہیں کہ سیدنا علی خواص رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے یہ واقعہ بیان فرمایا کہ حضرت محمد بن ہارون کے حال کو ایک بندروں کے سدھانے والے کے لڑکے نے سلب کر لیا ہوا یوں کہ آپ جب جمعہ کی نماز کے بعد مسجد سے نکلتے تو سب شہر والے گھر تک آپ کے ساتھ تبرکاً چلتے، آپ بندر والے لڑکے کے قریب سے گزرے وہ دیوار کے سائے میں بیٹھا اپنے پرانے کپڑوں سے جوئیں نکال رہا تھا پاؤں پھیلائے بیٹھا تھا، حضرت شیخ کے دل میں خیال آیا کہ یہ بے ادب ہے مجھ جیسا انسان اس کے پاس سے گزرتا ہے اور وہ یوں پاؤں پھیلائے بیٹھا ہوا ہے۔ بس یہ خیال آتے ہی ولایت و مقام چھن گیا لوگ چھٹ گئے آپ پلٹے مگر اب وہ لڑکا غائب ہو چکا تھا آپ اس کی تلاش میں شہر شہر گھومے اور اسے مصر کے ریتلے صحرا میں جا پکڑا قلندروں کی برادری کے بڑے (بندر پالنے والوں کو قلندر بھی کہتے ہیں) نے حضرت کو کھڑے دیکھا کام سے فارغ ہو چکے تو کہنے لگا عالی جناب حضرت شیخ! کیا آپ جیسے انسان کے دل میں بھی یہ بات کھٹکی ہے کہ اس کا بھی کوئی مقام یا قدر ہے! اس لڑکے نے آپ کا حال سلب کر لیا اس کو حق ہے کہ آپ کے سامنے پاؤں پھیلا کر بیٹھا رہے کیونکہ وہ آپ کی نسبت اللہ کریم سے قریب تر ہے آپ نے فرمایا میں توبہ کرتا ہوں اس نے آپ کو شہر سنہور کی اس دیوار کے پاس بھیجا جہاں بچہ اپنے کپڑوں سے جوئیں دور کر رہا تھا اور آپ سے کہا وہاں شق (سنور اج ودر) میں حلیہ ہے اسے کہنا

marfat.com

کہ بخیل نے توبہ کر لی ہے لہٰذا میرا حال مجھے واپس کر دے (آپ نے وہاں جا کر ایسا ہی کہا) وہ سوراخ سے نکلی اور آپ کے چہرے پر پھونک ماری آپ کا حال واپس مل گیا

۵۵. حضرت محمد مستقار رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ

آپ ان عظیم المرتبت اولیاء میں سے ہیں جن کی دنیائے کرامت میں بڑی شہرت ہے ۔

شراب شہد اور گھی بن گیا

ملک ذاہر کے پاس اولیاء اللہ کے دشمن گروہ کے کچھ افراد آپ کے خلاف شکایات کرنے لگے شاہ زاہر نے بطور تمسخر و تعزیر آپ کے پاس اپنے خادم کے ہاتھ دو برتن شراب سے بھر کر ہدیہ بھیجے ، حضرت شیخ نے برتن دیکھ کر اہلاً و سہلاً فرما کر فقیروں کو برتنوں کا منہ کھولنے کا حکم دیا ، شاہ کا ایلچی کہنے لگا حضور یہ آستانہ خراب ہو جائے گا (شراب سے گندا ہو جائے گا) آپ نے فرمایا کھول دو کوئی حرج نہیں فقراء نے برتنوں کا منہ کھول دیا مگر کوئی چیز باہر نہ نکلی فرمایا ذرا جھکاؤ اور دباؤ جب برتن جھکایا تو ایک سے شہد اور دوسرے سے بہترین قسم کا گھی نکلا ، شاہ کا ایلچی یہ دیکھ کر مدہوش ہو گیا ، حضرت شیخ نے اپنے ساتھیوں کے ہاتھ اس میں سے تھوڑا سا شاہ زاہر کو تبرکاً بھیجا اس نے توبہ کی اس کے دل کی دنیا بدل گئی ۔ اب آگے روایت میں اختلاف ہے ایک روایت کے مطابق اس نے معذرت کا پیغام بھیجا اور فقیروں کے لیے بہت سی چیزیں ہدیہ بھیجیں ، اور دوسری روایت کے مطابق وہ خود حاضر ہوا اور حضرت شیخؒ کے قدم چوم لیے بہر حال سب روایات اس نکتہ پر تو متفق ہیں کہ وہ تادم مرگ حضرت شیخؒ کا غلام بے دام رہا ۔

کامل مرشد کی نگاہ

اس بادشاہ کو یہ عجیب واقعہ پیش آیا کہ اسے درد کی شکایت ہوتی تھی طبیبوں نے اسے شراب پینے

marfat.com

کو کہہ رکھا تھا اسے حسب عادت درد ہوا اب اس نے اپنے ساتھیوں سے مشورہ ضروری سمجھا کیونکہ صحبت شیخ کی وجہ سے وہ شراب سے تائب ہو چکا تھا دوست کہنے لگے حضور! اسے چکا کر پی لیں، اس نے رات کو اسی طرح کیا شراب پینے کے لیے پیالہ اٹھایا تو حضرت شیخ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور ڈانٹ کر فرمایا اب دوبارہ شراب نہ پی میں تجھ سے غافل نہیں ہوں، آپ کے اس ارشاد کے بعد درد بالکل ختم ہو گیا اور پھر کبھی نہیں ہوا، کبھی تو کہتا یہ حضرت شیخ نہ تھے صرف خیال ہی خیال تھا کبھی سوچتا ہو سکتا ہے حضرت شیخ میرے قلعے میں رات گزار رہے ہوں اور یہاں میری کیفیت دیکھ کر آگئے ہوں، اس نے آدمی بھیجا کہ قلعے کی دیوار پر کھڑے ہو کر اعلان کرے کہ حضرت شیخ محمد کہاں ہیں اعلان ہوا تو اطلاع ملی کہ آپ یہاں قلعے میں نہیں ہیں اپنی خانقاہ میں ہیں اب اس کا یقین پختہ ہو گیا کہ وہ اپنے گھر رہ کر بھی اپنے مرید پر نگاہ رکھے ہوئے ہیں۔ مترجم)

شاہ نے ابتداءً اس لیے بے ادبی کی تھی کہ اس کا ایک خاص آدمی ایاس نامی حضرت کے پاس رہتا اور شاہ کی خدمت میں کوتاہی کرتا اسی بنا پر ایک دن شاہ زاہر اسے ناراض ہوا اور اس کے ساتھیوں نے بطور غضب و سزا اسے شراب پلانا چاہی اس نے حیا اور شرمندگی سے شراب پکڑی مگر حضرت شیخ نے اسے اس واقعہ کی اطلاع دی وہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور نئے سرے سے توبہ کی حضرت کی وفات بقول علامہ سریع مصنف تماج الارواح تقریباً ۶۴۰ھ میں ہوئی آپ ربض البسیرہ میں مدفون ہوئے جہاں آپ کی قبر مرجع خلائق بنی ہوئی ہے۔

۵۶۔ حضرت ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل حضرمی رحمۃ اللہ علیہ

آپ فقیہ، عالم، عامل، فاضل، کامل، مصلح، صاحب کرامات، منبع افادات اور صاحب تصنیفات تھے، آپ کی ایک مشہور کتاب المرتضیٰ بھی ہے جو علامہ بیہقی کی شعب الایمان کا خلاصہ مگر اس میں آپ نے بہت سے حسین اضافے بھی فرمائے

marfat.com

ہیں۔ اس کتاب کی تصنیف میں یہ کرامت ہے کہ آپ کو بطور کشف اس کا نام المرتضیٰ بتایا گیا اور آپ کو بھی حکم دیا گیا کہ آپ کے دو لڑکے ہوں ایک محدَّث (دال پر زبر صیغہ مفعول) اور دوسرا محدِّث (دال کے نیچے زیر صیغہ فاعل) ہوگا فی الواقع ایسا ہی ہوا پہلا فقیہ اسماعیل بن محمد صاحب فقہ وولایت تھا اور دوسرا فقیہ ابراہیم بن محمدؒ جو عظیم ماہر حدیث اور محدث کامل تھے رحمہم اللہ تعالےٰ۔

حضور علیہ السلام نے کتاب پڑھنے کا حکم دیا

حضرت محمد مذکور کی ایک اور کرامت یوں ہے کہ کسی فقیہ کو خواب میں حضور علیہ السلام نے اپنے جمال جہاں آراء سے نوازا اور فرمایا کتاب المرتضیٰ فقیہ محمد بن اسماعیل حضرمی یا فقیہ الوالحدید کے پاس پڑھو، خواب دیکھنے والا فقیہ حضرت محمد کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا خواب سنایا حضرت نے فرمایا "الحمدللہ" کہ حضور کریم علیہ السلام نے اس کتاب کا ذکر فرمایا جس کی تصنیف یمن میں ہوئی اس ارشاد نبوی سے کتاب، اس کے مصنف اور اس علاقہ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے جہاں یہ لکھی گئی پھر جس کے پاس پڑھنے کی اجازت فرمائی اس کی عظمت بھی سامنے آتی ہے یہ کتاب مذکورہ حضرت فقیہ محمد بن سعد قریظی کی تصنیف ہے جناب جنید نے اسی خواب دیکھنے والے فقیہ سے روایت لی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں حضرت محمد کے گھر مذکورہ کتاب پڑھنے کے دوران ایک رات سو رہا تھا کہ میں نے مکان کے سامنے دو آدمی دیکھے ایک دروازے کے دائیں اور دوسرا بائیں طرف تھا۔ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ کوئی کہہ رہا ہے دائیں طرف حضرت خضر علیہ السلام اور بائیں طرف حضرت الیاس علیہ السلام ہیں، میں نے حضرت خضر علیہ السلام کی بغل میں صحیفے کا ایک دستہ سا دیکھا اور حضرت الیاس علیہ السلام کو یہ فرماتے سنا آپ بخاری کی صحیح قرات کس کے پاس کرائیں گے؟ حضر بربان حضرمی کے پاس۔ فقیہ علی بن مسعود کے پاس یا فقیہ محمد بن اسماعیل حضرمی کے پاس؛ حضرت خضر علیہ السلام نے جواب دیا کیا آپ نے حضرت ابن عباس

marfat.com

رضی اللہ تعالٰی عنہ کا ارشاد نہیں سُنا کہ مُجھے بہت سے لوگوں نے حدیث سنائی ہے ان میں حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ بھی شامل ہیں مگر مجھے سب سے پسند حضرت عمرؓ ہی ہیں" اب مجھے (ارشاد حضرت خضر علیہ السلام) سب سے پسند فقیہ محمد بن اسماعیل حضرمی ہیں انہی کے پاس بخاری پڑھی جائے گی ۔

کشف کی عظمتیں

بسا اوقات آپ کے سامنے کشف کے دروازے وا ہو جاتے تو آپ بلند آواز سے پکارتے دروازہ کھول دیا گیا دروازہ کھول دیا گیا لوگ آپ کی خدمت میں یہ سُن کر حاضر ہوتے آپ کی آنکھیں آسمان کی طرف مرکوز ہوتیں اور ارد گرد نور کی چمک ہوتی لوگ اس حال میں دعائیں مانگتے اور ان کی دعائیں جلد ہی قبول ہوتیں ۔ آپ ضحی گاؤں میں قیام فرماتھے آپ کی وفات ۶۵۱ ہجری میں ہوئی شیخ ابوالغیث بن جبل رحمۃ اللہ علیہ وہاں موجود تھے اور انہوں نے ہی آپ کو قبر میں اتارا تھا بڑی دیر تک آپ کی قبر میں بیٹھے رہے پھر نکلے اور فرمایا الحمد اللہ جو انہوں نے دعا کی وہ قبول ہو گئی ۔

ولی کی ضمانت

امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص ائمہ اشراف میں سے یمن کے پہاڑوں پر مسلط ہو گیا اور تہامہ پر حملہ کرنے کا پروگرام بنایا حضرت ابوالغیث بن جبلؒ نے حضرت فقیہ محمد بن اسماعیل حضرمی کو لکھا "میں نے فتنوں کی وجہ سے دیار یمن سے نقل مکانی کا ارادہ کر لیا ہے کیا آپ میرا ساتھ دیں گے"؟ حضرت فقیہ نے جواب لکھا "میرے اہل و عیال اور رشتہ دار بہت سے ہیں سب کو لے کر نقل مکانی نہیں کرسکتا اور انہیں یہاں اکیلا چھوڑ کر جانا بھی پسند نہیں کرتا ۔ میں اپنے علاقہ کی حفاظت کا ذمہ لیتا ہوں آپ اپنے علاقہ کی حفاظت کا ذمہ لیں" خط پڑھ کر حضرت شیخ ابوالغیث بولے جناب فقیہ نے سچ لکھا ہے اب اتفاق ملاحظہ ہو کہ شریف اس واقعہ کے بعد مر گیا ۔

marfat.com

۵۰۔ حضرت محمد بن علی بن محمد صاحب مرباط رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ کے بے شمار القاب میں سے چند مشہور یہ ہیں۔ استادِ اعظم۔ فقیہ مقدم، ابو علی، جمال المسلمین والاسلام، علمائے والا مقام کو اکٹھا کرنے کا ذریعہ، شریعت کے شیوخ کے مرشد اور طریقت وحقیقت کے ائمہ کے امام۔ آپ کو علم اور تصوف میں تبحر حاصل تھا۔ قطبیت کے عظیم مقام میں آپ پوری ایک سو بیس راتیں قیام فرما رہے (شیخ عبدالرحمان سقاف کا یہی ارشاد ہے)

میں نے اسے جنت میں نہ پایا

کرامت ملاحظہ ہو آپ کا ایک خادم جس نے افریقہ کا طویل سفر اختیار کیا اس کے گھر والوں کو اطلاع ملی کہ وہ فوت ہو گیا ہے وہ سفر کی تھکن سے چور حضرت استاد کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے ایک لمحہ سر جھکایا (مراقبہ فرمایا) فرمانے لگے وہ افریقہ میں نہیں مرا ہے آپ کو بتایا گیا حضور! اس کی موت کی اطلاع آچکی ہے فرمایا میں نے جنت کا نظارا کیا ہے وہ وہاں موجود نہیں اب رہی بات جہنم کی تو میرا فقیر جہنم میں نہیں جا سکتا۔ پھر اس کی زندگی کی اطلاع بھی مل گئی اور کچھ عرصہ کے بعد وہ خود بھی آگیا۔

آپ کے بچپن کا زمانہ تھا ایک جماعت طلب خدا میں نکلی اور یہ بات آپس میں طے کر لی کہ جو نماز با جماعت سے رہ جائے گا وہ کچھ جرمانہ دے گا۔ حضرت استاد نے قیلولہ فرمایا جب جماعت کے لیے اقامت ہو رہی تھی تو آپ بیدار ہوئے آپ نے لوٹے کو اشارہ فرمایا تو وہ کو مجیں سے بھرا ہوا نکلا آپ نے وضو فرمایا اور جماعت کو پالیا۔

آپ اپنے رفقاء سے فرمانے لگے شاید تم میں سے کسی نے خواب دیکھا ہے ایک آدمی بولا ہاں میں نے دیکھا ہے کہ قیامت قائم ہو گئی ہے اور اولیاء حاضر ہو رہے ہیں اور ایک آدمی کہہ رہا ہے محمد بن علی تو کھجوروں کے شغل میں لگے ہوئے ہیں

marfat.com

(یہ سن کر، حضرت استاد نے فرمایا کھجور جلتی ہے دیس پھر گیا تھا) سب کھجوریں جل گئیں وہ شخص کہنے لگا قسم بخدا! میں نے کوئی خواب نہیں دیکھا تھا میں نے تو یہ واقعہ صرف اس لیے گھڑا تھا کہ آپ ان کھجوروں سے کچھ مجھے عطا فرمائیں گے آپ نے یہ سن کر فرمایا کہ ہمیں ایسی چیز کی ضرورت نہیں جو ہمارے اور ہمارے پروردگار کے درمیاں حائل ہو جائے (چونکہ اس شخص نے کہا تھا وہ کھجوروں میں مشغول ہیں لہٰذا آپ نے یہ جملہ ارشاد فرمایا کہ ہمارا شغل صرف خدا سے ہے کھجوروں سے نہیں مترجم)

غیب کی خبریں

مزید ملاحظہ ہو آپ نے بہت سے عجیب واقعات بتائے اور وہ اسی طرح ظہور پذیر ہوئے جس طرح آپ نے بتائے تھے آپ نے بغداد کے غرق ہونے کی اطلاع دے دی تھی پھر ہوا یوں کہ دریائے دجلہ بپھر گیا اور شہر کی فصیل سے پانی اندر آگیا وزیر کا گھر تباہ ہو گیا۔ خلیفہ کا سٹور بھی پانی کی نذر ہوا، تین سو تیس گھر دریا برد ہو گئے گرنے والے مکانوں نے لاتعداد مخلوق کو پیس کر رکھ دیا اور بے قابو پانی نے بے شمار لوگوں کو نگل لیا، یہ جمادی الآخریٰ ۶۵۴ھ کا واقعہ ہے۔ آپ نے یہ بھی بتایا کہ مسجد نبوی صاحب مسجد علیہ السلام پر افضل ترین درود وسلام ہوں جل جائے گی ۶۵۴ھ رمضان کی پہلی تاریخوں میں ایسا ہی ہوا، آپ نے تاتاریوں کے حملے کی اطلاع بھی دے دی تھی وہ حملہ تھا جس کی مثال اس گھومنے والے آسمان نے کبھی نہیں دیکھی تھی اس میں سب قباحتیں اور خباثتیں جمع ہو گئی تھیں خلیفہ ۶۵۶ھ میں قتل ہو گئے اور ہر طرف تاتاری چھا گئے۔ یہ تینوں واقعات حضرت شیخ کی وفات کے بعد وقوع پذیر ہوئے آپ نے حضرموت میں شدید سیلاب کی خبر بھی دی تھی یہ بھی سیلاب آیا وادیاں امڈ پڑیں اور بہت سے شہر تباہی سے ہمکنار ہوئے تقریباً چار سو آدمی بھی موت کی نیند سو گئے حضرت شیخ ۶۵۳ ہجری میں شہر تریم میں واصل بحق ہوئے آپ کی قبر مشہور ہے لوگ زیارت کے لیے آتے

marfat.com

ہیں بقول صاحبِ مشرع روی آپ کی عمر ۹۰ برس تھی ۔

۵۸۔ حضرت محمد بن عمر ابو بکر بن قوام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ اکابر عارفوں میں سے ہیں اور اولیائے مقربین ... سے مقام فرد پانے والوں میں سے ایک ہیں ۔ حضرت شمس الدین خابوریؒ سے مروی ہے جو آپ کے ساتھیوں میں شامل نہیں کہ ہم حضرت شیخ کی زیارت کے لیے نکلے میرے جی میں یہ خیال آیا کہ آپ سے روح کے متعلق سوال کروں جب میں آپ کے سامنے پہنچا تو ہیبت کی وجہ سے بات بھول گیا ۔ اور روح کے متعلق کچھ نہ پوچھا ، جب آپ کو الوداع کہہ کر سفر کے لیے نکلا تو آپ نے میرے پیچھے ایک فقیر بھیجا فقیر نے کہا حضرت شیخ سے مل کر جائیں میں پلٹا جب خدمت میں پہنچا تو فرمایا اے احمد ! شمس الدین کا نام ، میں نے کہا حضور ! حاضر خدمت ہوں فرمایا کیا قرآن پڑھا کرتے ہو ، میں نے عرض کیا جی ہاں حضور ! فرمانے لگے بیٹا یہ پڑھو :

وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا

اور آپ سے روح کے متعلق دریافت کرتے ہیں کہ دیجیے روح میرے پروردگار کی شان ہے اور تم کو بہت تھوڑا علم ہے ۔ (ترجمہ اعلیٰحضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی)

بیٹا یہ ایسی شے ہے جس کے متعلق حضور علیہ السلام نے گفتگو نہیں فرمائی پھر اس کے متعلق ہمیں بولنے کا کیا حق ہے ۔

جنتیوں اور دوزخیوں کا علم

حضرت شیخ ابراہیم بطائحی سے مروی ہے کہ حضرت شیخ محمدؒ حلب میں تشریف فرما تھے اور ہم بھی آپ کے ساتھ تھے آپ فرمانے لگے میں اہل یمین کو اہل شمال سے جانتا ہوں اگر چاہوں کہ ان کے نام لوں تو نام لے سکتا ہوں لیکن ہمیں اس کا حکم نہیں دیا گیا اور اس حق کو ہم خلق میں کھولنا نہیں چاہتے ۔ [۱]

---

۱ ؎ سبحان اللہ یہ اللہ والے ہیں جو اصحاب یمین

marfat.com

مردِ متصرف کون؟

حضرت شیخ صالح و عابد محمد بن ناصر شیدی کہتے ہیں میں حضرت مرشد محمد کے پاس تھا آپ نے اسی مسجد میں نماز عصر پڑھی جہاں عموماً نماز پڑھا کرتے تھے بہت بڑے ہجوم نے بھی آپ کے ساتھ نماز ادا کی حاضرین میں سے ایک شخص عرض کرنے لگا حضور! مرد کامل کی نشانی کیا ہے جسے تمکین حاصل ہو، مسجد کا ستون سامنے تھا، فرمانے لگے مرد متمکن و متصرف کی علامت یہ ہے کہ وہ اس ستون کی طرف اشارہ کرے تو ستون نور سے جگمگانے لگے لوگوں نے ستون کو دیکھا تو وہ آپ کے ارشاد کے مطابق جگمگا رہا تھا۔

حضرت شیخ ابراہیم بن شیخ ابو طالب بطائحی فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ سے میری موجودگی میں مرد متمکن کی علامت پوچھی گئی آپ کے سامنے ایک طباق پڑا تھا جس میں پھل اور پھول تھے فرمانے لگے متصرف اگر اس طباق کی طرف اشارہ کر دے تو اس میں موجود سب چیزیں رقص کرنے لگ جائیں ہماری نظروں

اور اصحاب شمال یعنے جنتیوں اور دوزخیوں کو جانتے ہیں ان کے ناموں تک سے واقف ہیں مگر اس راز کو افشا نہیں کرنا چاہتے آج علم انبیاء علیہم السلام کے منکر تو نبیوں کے علم کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں انہیں دیوار کے پیچھے کا علم نہیں اگر علم تھا تو بتایا کیوں نہ ان بیچاروں کو کیا پتہ کہ سب علم بتائے نہیں جاتے ہر آدمی کی یہ بساط نہیں ہوتی کہ اس کا سینہ علوم الٰہی کا دفینہ بن سکے یہ تو بنجر زمینیں ہیں جن میں کچھ نہیں اُگتا، اپنی قسمت کو رونا چاہیئے مگر رُخ کر لیتے ہیں انبیاء علیہم السلام کی طرف اور اپنے آپ پر ان مقدس ہستیوں کو قیاس کرنے لگ گئے کاش یہ اور کچھ نہیں سمجھ سکتے تھے تو قیاس مع الفارق کو ہی سمجھ لیتے اور ان "تحقیقات" سے باز رہتے جو دراصل گستاخیوں لہذا میں شامل ہیں مترجم)

marfat.com

کے سامنے طباق کی سب چیزیں رقص کرنے لگ گئیں۔

مقتول نے آکر شکایت کی

شیخ شمس الدین خابوری خطیب جامع مسجد حلب کہتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں حضرت شیخ کے ساتھ تھے آپ کو ایک مکان میں تشریف لانے کی دعوت دی گئی جب ہم مکان کے قریب گئے تو اس کا رنگ بدل گیا اور شیخ نے لاتعداد دفعہ آیت شریفہ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون پڑھی، میں نے عرض کیا حضور والا! کیا حادثہ پیش آگیا ہے؟ فرمانے لگے جب ہم اس گاؤں پہنچے تو مردوں کی روحیں مجھے سلام کہنے آئیں ان میں سے خوبصورت چہرے والا ایک نوجوان بھی تھا جو آکر کہنے لگا "مجھے ظلماً قتل کیا گیا ہے اس گاؤں کے دو مردوں نے مجھے قتل کیا ہے وہ دونوں بھائی ہیں میں ان کی بکریاں چرایا کرتا تھا یہ ملک عزیز کے دور کی بات ہے انہوں نے اپنی لڑکی سے مجھے متہم کیا میں ان کے الزام سے بالکل بری تھا، شمس الدینؒ مذکور کہتے ہیں کہ قتل کے دونوں مجرم حضرت شیخ کی بات سُن رہے تھے میری ان سے جان پہچان بھی تھی، جب میں ان دونوں کے ساتھ الگ ہوا تو مجھے کہنے لگے جناب والا! قسم بخدا حضرت شیخ کا ارشاد بالکل ٹھیک ہے ہم نے اس جوان کو مارا تھا، میں نے ان دونوں سے پوچھا آخر کس وجہ سے آپ نے یہ فعل قبیح کیا! کہنے لگے قتل کا سبب وہی تھا جو جناب شیخ نے بیان فرمادیا ہے مگر بعد میں پتہ چلا کہ جرم کسی اور کا تھا اور یہ نوجوان جیسا کہ حضرت شیخؒ فرماتے ہیں بالکل بے قصور تھا۔

خواب میں امامت

آپ کے مناقب میں شیخ ابو محمد شیخ عمر بن شیخ ابوبکر نے ایک عمدہ کتاب لکھی ہے اس میں انہوں نے شیخ ابوبکر (حضرت محمد کی کنیت) نے یہ روایت نقل کی ہے کہ آپ نے فرمایا میں حضور علیہ السلام کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا، ہوا یوں کہ ایک رات جناب خضر علیہ السلام میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا ابوبکر اٹھ۔ میں ان کے ساتھ ہو لیا وہ مجھے لے کر چلتے رہے حتی کہ سید کل ختم الرسل علیہ السلام کی سرکار میں پہنچا دیا جہاں صدیق۔ فاروق۔ غنی۔ حیدر اور اولیاء رضوان علیہم اجمعین بیٹھے تھے میں نے

marfat.com

سلام عرض کیا سب نے میرے سلام کا جواب دیا حضور رحمۃ للعالمین نے فرمایا اے ابابکر! د محمد بن قوام) میں نے جواباً لبیک یا رسول اللہ کہا، فرمایا اللہ تعالٰی نے تمہیں ولی بنا لیا ہے اور اپنے لیے جو چاہو اختیار کر لو اور متعین کر لو اللہ تعالٰی نے مجھے توفیق عطا فرمائی اور میں نے عرض کیا حضور! میں اپنے لیے وہی پسند کروں گا جو آپ نے اپنی ذات کے لیے پسند فرمایا میں نے سنا کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا، پھر دنیا میں سے تمہیں صرف قوت ہی ملے گا اور وہ بھی کسی آخرت کے دوست دار کے ذریعے ہی عطا ہوگی، حضور کریم علیہ السلام نے فرمایا ابوبکر! آگے بڑھیں اور ہمیں نماز پڑھائیں، مجھ پر حضور علیہ السلام صحابہ گرامی اور اولیاء کرام کی ہیبت طاری ہو گئی میں آگے بڑھنے سے ہچکچانے لگا اور جی میں کہنے لگا بھلا ان لوگوں کے سامنے کیسے نماز پڑھانے لگوں جن میں خود محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف رکھتے ہیں، حضور کریم علیہ التسلیم نے فرمایا آگے بڑھیے تمہارے آگے بڑھنے میں وہی ولایت کا راز ہے تم امام بنو گے اور تمہاری پیروی دوسرے لوگ کریں گے، حضور علیہ السلام کے ارشاد گرامی پر میں آگے بڑھا اور دو رکعتیں نماز پڑھائیں پہلی میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ کوثر اور دوسری میں فاتحہ اور سورت اخلاص تلاوت کی

اور بادل چھٹ گیا

حضرت شیخ معضاد بن حامد بن خولہ کہتے ہیں کہ جو نہر حضرت شیخ نے بالس دشیخ کا شہر) تک کھدوائی تھی ہم بھی اس میں آپ کے ساتھ تھے ایک دن نہر کھودنے کے لیے بہت سے لوگ ہمارے ساتھ شامل ہو گئے، کام جاری تھا کہ دفعۃً بادل آگیا جس سے بڑے بڑے اولے برستے دکھائی دے رہے تھے آپ کے ایک ساتھی شیخ محمد عقیبی آپ سے عرض کرنے لگے جناب والا! بادل آ گیا ہے اب لوگ کام نہیں کر سکیں گے، حضرت شیخ نے فرمایا کام جاری رکھیے اور خاطر جمع رکھیں، جب کڑکتا بادل قریب آگیا تو حضرت شیخ نے اس کی طرف منہ کر کے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا اللہ تجھے برکت دے دائیں بائیں ہو جا، بادل یہ سن کر چھٹ گیا اور ہم دھوپ میں کام کرتے رہے لیکن جب شہر واپس ہوئے تو زیادہ بارش کی وجہ سے پانی چڑھتے آئے۔

marfat.com

شیخ کے وسیلے سے

حضرت شیخ صالح و عابد اسماعیل بن ابوالحسن المعروف ابن الکردی راوی ہیں کہ میں نے ایک سال اپنے والدین کے ساتھ حج کیا ہم سر زمین حجاز میں تھے سواریاں ایک رات چل رہی تھیں میرے والدین اونٹ کی کوہان پر سوار تھے اور میں نیچے چل رہا تھا مجھے دردِ قولنج نے آلیا میں ایک طرف ہٹ گیا اور سوچا چند لمحے آرام کر کے سواریوں کو پالوں گا میں سو گیا جب آنکھ کھلی تو سورج نکل چکا تھا میں نہیں سمجھ رہا تھا کہ اب کس طرف جانا ہے ، مجھے اپنی جان کی فکر بھی تھی اور والدین کا خیال بھی کھائے جا رہا تھا کیونکہ ان کے ساتھ کوئی خدمت گار نہ تھا اور میرے بغیر ان کی خبر گیری کرنے والا بھی کوئی نہ تھا ۔ میں اپنی ذات اور والدین کے لیے رو رہا تھا میں رو رہا تھا کہ کسی کو یہ کہتے سنا گیا تو حضرت شیخ ابوبکر محمد بن قوام کا ساتھی نہیں ہے ؛ میں نے کہا قسم بخدا ان کا خادم ہوں ۔ وہ کہنے لگا اللہ سے دعا مانگ تیری دعا ضرور قبول ہو گی میں نے اس کے کہنے کے مطابق دعا مانگی ۔ قسم بخدا ابھی دعا کے الفاظ پورے نہیں ہوئے تھے کہ حضرت شیخ میرے پاس تشریف فرما تھے اور فرما رہے تھے کوئی حرج والی بات نہیں ، پھر میرے بازو کو اپنے ہاتھ سے پکڑا اور تھوڑی دور میرے ساتھ چلے او فرمایا یہ رہا آپ کے والدین کا اونٹ ، میں نے اپنے والدین کو روتے سنا وہ میرے لیے رو رہے تھے ۔ میں نے والدین سے کہا ، فکر نہ فرمائیے میں آگیا ہوں اور ان کے سامنے سارا واقعہ بیان کر دیا

ہندوستان سے فرات صرف ایک قدم

حضرت شیخ اسماعیل مذکور یہ واقعہ بھی بیان فرماتے ہیں کہ ہم حضرت شیخ رافع رضی اللہ تعالے عنہ کی خانقاہ میں حضرت شیخ ابوبکر رضی اللہ تعالے عنہ کے ساتھ بیٹھے دریائے فرات کا نظارا کر رہے تھے کہ فرات کے ساحل پر ایک آدمی دکھائی دیا ۔ حضرت شیخ نے فرمایا کیا ساحل فرات پر تم آنے والے اس شخص کو دیکھ رہے ہو ؛ ہم نے جواباً عرض کیا جی ہاں فرمایا وہ میرا دوست ہے اور اللہ

marfat.com

کا ولی ہے اور ہندوستان سے میری زیارت کے لیے آرہا ہے نمازِ عصر پڑھ کر گھر سے میرے لیے نکلا تھا زمین اس کے سامنے لپیٹ دی گئی ہے وہ صرف ایک قدم بھر کر یہاں ساحل فرات پر پہنچ گیا ہے مگر آگے ادب کی وجہ سے یہ حال ہے جو تم دیکھ رہے ہو، اسے پتہ ہے کہ میں اس جگہ ٹھہرا ہوں اب دیکھنا وہ شہر کی طرف نہیں جائے گا بلکہ سیدھا یہاں آئے گا جب وہ شہر کے قریب پہنچا تو اپنا رُخ بدل لیا اور اس جگہ کی طرف مڑا جہاں شیخ اپنے غلاموں کے ہمراہ بیٹھے ہوئے تھے آیا۔ سلام کیا اور کہا حضور والا! میں آپ سے یہ درخواست کرنے آیا ہوں کہ آپ میرے ساتھ وعدہ کریں کہ مجھے اپنے ساتھیوں میں شامل فرمائیں گے حضرت شیخ نے اسے جواب دیا معبود برحق کی قسم آپ میرے ساتھی ہیں وہ کہنے لگا الحمد للہ۔ میں صرف اس بات کے لیے حاضرِ خدمت ہوا تھا اب حضرت شیخ سے واپسی کی اجازت چاہی۔ شیخ نے فرمایا تمہارے صاحب خانہ کہاں ہیں؟ جواب دیا حضور! وہ ہندوستان میں ہیں، شیخ نے پوچھا ان کے پاس سے کب آئے تھے؟ عرض کیا حضور! نماز عصر پڑھ کر آپ کی زیارت کے لیے نکلا تھا حضرت شیخ نے فرمایا آج رات آپ ہمارے مہمان ہیں وہ رات کو حضرت کے پاس رہا اور ہم بھی وہیں شب باش ہوئے۔ صبح ہوئی تو عرض کرنے لگا حضور اجازت چاہتا ہوں حضرت شیخ الوداع کہنے چلے اور ہم بھی ساتھ ہو لیے جب صحرا میں پہنچے اور وہ حضرت شیخ کو الوداع کہنے لگا تو شیخ نے اس کے کندھوں کے درمیان دونوں ہاتھ رکھ کر دھکا دیا وہ غائب ہو گیا پھر ہم اسے نہ دیکھ سکے۔ شیخ نے فرمایا معبودِ برحق کی عزت کی قسم ادھر میں نے اسے دھکا دیا ادھر اس نے ہندوستان میں اپنے گھر کے دروازے میں قدم رکھ دیا۔

چور پکڑا دیا

یہ واقعہ بھی شیخ صالح و عابد اسماعیل کردی بیان فرماتے ہیں کہ میں نے امیرِ کبیر اختری سے سنا جو قید ہو گئے تھے اور یہ واقعہ میرے والد کو سنا رہے تھے کہ جب ملکِ کامل نے مشرقی علاقہ کا رُخ کیا تو ہم

marfat.com

بالس کے مقام پر اترے ہم امراء کی ایک جماعت تھے میں نے فخر الدین عثمان کے ساتھ حضرت ابو بکر محمدؒ کی زیارت کا ارادہ کیا ہم آپ کی خدمت میں تھے کہ ایک فوجی آیا اور کہنے لگا میرا خچر تھا اور اس پر پندرہ ہزار درہم تھے وہ کہیں گم ہو گیا اور لوگوں نے مجھے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے، حضرت شیخؒ نے فرمایا عزت معبود کی قسم، بیٹھیے اسے پکڑنے والے کے لیے زمین تنگ ہو گئی ہے اور اس کے سامنے سوائے اس ہمارے مکان کے راستے کے سب راستے بند ہو گئے ہیں وہ ابھی آتا ہے جو ہی وہ آئے گا اور بیٹھ جائے گا میں تجھے اُٹھنے کا اشارہ کروں گا اٹھ کر اپنا خچر اور مال لے لینا جب ہم نے شیخ کی بات سنی تو کہنے لگے اب ہم بھی اس آدمی کے آنے سے پہلے واپس نہیں ہوں گے ہم بیٹھے ہی تھے کہ وہ آدمی آگیا تو شیخ نے فوجی کو اشارہ کیا وہ اٹھا تو ہم بھی اس کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے ہم نے خچر اور مال کو دروازے پر موجود پایا فوجی نے سب کچھ سنبھال لیا۔

مولوی بے بس ہو گئے

حضرت شیخ امام، عالم شمس الدین خابوریؒ فرماتے ہیں کہ میں حلب کے مدرسہ سلطانیہ کے فقہا کے پاس حضرت شیخ کا اکثر ذکر خیر کیا کرتا تھا وہ کہنے لگے ہم حضرت کو آپ کے ساتھ ملنے جائیں گے اور ان سے فقہ اور تفسیر وغیرہ کے مسائل پوچھیں گے، ہم سب آپ کی زیارت کے لیے بالس چلنے کا پروگرام بنا کر چلنے ہی لگے تھے کہ ایک فقیر آیا اور کہا حضرت شیخ آپ کو طلب فرما رہے ہیں میں نے اسے کہا اب کہاں تشریف فرما ہیں اس نے جواب دیا حضرت شیخ ابو الفتح کنانی کی خانقاہ میں ہیں جو آپ کے مرید ہیں۔ میں فقہا کی ایک جماعت کے ساتھ زیارت کے لیے نکلا جب ہم آپ کی خدمت میں پہنچے تو شیخ محمد عقیبی نے مجھے کہا، ان فقہا کا کیا معاملہ ہے؛ میں نے جواب دیا حضرت شیخ کی زیارت اور سلام کے لیے حاضر ہوئے ہیں وہ کہنے لگے

marfat.com

عجیب واقعہ پیش آیا ہے میں نے کہا کیا ہوا ہے؟ وہ کہنے لگے حضرت شیخ نے ان فقہاء کو لگام ڈال دی ہے اور آپ کا پیر (بھید) درندے سے متشکل ہو کر ان میں سے ہر ایک کے چہرے کو گھور رہا ہے دیکھئے حضرت شیخ نے ان کی زبان بندی کر دی ہے اب وہ بول نہیں سکتے اور سامنے شیر کی شکل ہے لہٰذا خوف زدہ ہیں دراصل وہ حضرت کا امتحان علمی لینے آئے تھے یہاں خود امتحان میں پڑ گئے شیخ محمد عقیبی نے کشف سے یہ حالت ملاحظہ فرمائی مترجم) جب محفل لگے بہت دیر گزر گئی اور ان حضرات میں سے کسی نے بولنے کی جسارت نہ کی تو حضرت شیخ یوں گویا ہوئے حضرات آپ کیوں نہیں بولتے؟ اور آپ کیوں نہیں سوال کرتے؟ پھر بھی کسی کو بولنے کی ہمت نہ ہوئی، حضرت شیخ نے اپنی دائیں طرف والے فقیہ سے فرمایا آپ کا سوال یہ ہے اور اس کا جواب یہ ہے پھر اگلے کو اور پھر اس سے اگلے کو یوں ہی فرمایا سب کے دلوں میں پڑے سوال خود پیش فرماتے اور خود ہی ان کا جواب دیتے سب کے سوالات کے اسی طرح جوابات دے دیئے اب سب فقہاء حضرات وہاں سے اٹھے اور توبہ و استغفار کی[1]

---

[1] واللہ والے دلوں کے جاسوس ہوتے ہیں فقہاء کے دلوں کے بھید پالیے انہیں گستاخی کی بنا پر زبان بندی کی لگام بھی دے دی اور سوالات خود بیان فرما کر جوابات بھی خود عنایت فرما دیئے اور علم کے غرور کو ولایت کے نور سے سرنگوں کر دیا یہ تو تھے ہم اہل سنت کے شیخ، کچھ لوگوں کے بھی شیخ ہوتے ہیں لوگوں کے ایک شیخ نے حضور علیہ السلام کے خلاف قائم شدہ ندوہ میں کہا تھا میری بات مانو کیونکہ میں شیخ نجدی ہوں یہ شیخ نجدی کون تھا تاریخ کے ابجد سے واقف ہر طالب علم جانتا ہے کہ یہ شیطان تھا، دورِ حاضر کے شیخ بھی اسی قماش کے تھے ان کا خیال تھا کہ نبی کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں ہوتا ہمارے شیخ تو عظمت مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے ترانے گاتے ہیں اور یہ شیخ انہیں اپنا مثل بتاتے ہیں مگر ہیں تو شیخ، اپنے اصل اور بڑے شیخ کے پیرو، اسی لیے یہ زمین پاکستان جو اولیائے امت کا فیضان ہے

marfat.com

حضرت امام شمس الدین ہی فرماتے ہیں کہ مجھے اپنے شہر کے ایک تاجر نے بتایا کہ میں اپنے ساتھیوں سمیت جوانی کے عالم میں حلب گیا میرے ایک رشتہ دار نے مجھے اپنے گھر مدعو کیا اور شراب لے آیا اور کہنے لگا نوش فرمایئے، جب میں نے پینے کے لیے پیالہ پکڑا تو حضرت شیخ کو اپنے سامنے کھڑا پایا آپ نے اپنا ہاتھ مبارک میرے سینے میں مارا اور فرمایا۔ اٹھ اور نکل جا۔ میں اونچے مکان میں تھا منہ اور سر کے بل نیچے گرا، منہ اور سر سے خون بہنے لگا۔ میں اپنے چچا کے پاس خون بہاتے واپس ڈیرے پر آیا، چچا نے پوچھا تیرے ساتھ یہ زیادتی کس نے کی؟ میں نے سارا ماجرا کہہ سنایا وہ کہنے لگے الحمد للہ کہ اللہ نے اپنے اولیاء کی توجہ تمہاری طرف پھیر دی ہے اور انہیں تمہارا محافظ بنا دیا ہے۔

چور اور بکریاں فلاں جگہ ہیں

حضرت شیخ علیک وصالح اسماعیل کردی کہتے ہیں میرے پاس بکریاں تھیں جن کا ایک چرواہا بھی تھا وہ ایک دن صبح انہیں چرانے نکلا مگر عادت کے مطابق شام کو واپس نہ پلٹا تو میں اس کی تلاش میں نکلا نہ تو وہ ملا اور نہ ہی اس کی کوئی خبر ملی۔ میں حضرت شیخ کی طرف گیا آپ کو اپنے گھر کے دروازے پر کھڑا پایا مجھے دیکھتے ہی فرمانے لگے بکریاں گم ہو گئیں ہیں؟ میں نے اثبات میں جواب دیا فرمایا بارہ آدمیوں نے انہیں ہانک لیا ہے اور فلاں وادی میں چرواہے کو باندھ گئے ہیں میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی ہے کہ ان پر نیند مسلط کر دے میری دعا قبول ہو گئی ہے آپ فلاں جگہ جائیں وہ سوئے ہوئے ہیں بکریاں سب بیٹھی ہیں صرف ایک کھڑی ہے اور بچے کو دودھ پلا رہی ہے آپ نے جس جگہ کی نشاندہی فرمائی تھی میں وہاں گیا تو معاملہ آپ کے ارشاد کے مطابق تھا ایک بکری کھڑی بچے کو دودھ پلا رہی تھیں میں سب بکریاں اپنے گاؤں ہانک لایا۔

انہیں اپنی چھاتی پر مرنے بھی نہیں دیتی باہر جا کر مرتے ہیں اور اپنا چہرہ چھپائے چلے جاتے ہیں۔ مترجم

marfat.com

شیخ ابراہیم بطائحی کہتے ہیں کہ میں حضرت کی خدمت میں بیٹھا تھا کہ ایک شخص نے آکر عرض کیا حضور! گذشتہ رات میرا اونٹ سامان سمیت بھاگ گیا ہے حضرت شیخ نے اسے کوئی جواب نہ دیا میں نے عرض کیا حضور والا یہ شخص اونٹ کے گم ہونے پر بہت پریشان ہے آپ کچھ جواب عطا فرمائیں، فرمانے لگے ابراہیم! جب اس نے کہا کہ میرا اونٹ تو میں نے اس کے ہاتھ میں مہار دیکھی مگر غیب سے ایک تلوار ظاہر ہوئی اور اس کے ہاتھ میں آئی ہوئی مہار کو کاٹ دیا اب اس اونٹ میں اس کا رزق نہیں اور مجھے اب اسے جواب دیتے شرم محسوس ہوتی ہے۔

مافی الارض کا علم

ایک اور کرامت ملاحظہ ہو ایک جنازہ آیا اور شہر کے اکابر بھی جنازے کے ساتھ تھے جب سب لوگ میت کو دفن کرنے کے لیے بیٹھ گئے تو قاضی، خطیب اور والی شہر ایک گوشے میں بیٹھ گئے حضرت شیخ اور آپ کے فقیر دوسرے گوشے میں بیٹھے ان کی گفتگو سن رہے تھے قاضی اور والی شہر کرامات اولیاء پر گفتگو کرتے کہنے لگے کہ کرامات کی کوئی حقیقت نہیں ہے خطیب نیک آدمی تھا جب سب میت کے وارثوں کی طرف تعزیت کے لیے اکٹھے ہوئے تو کچھ لوگ حضرت شیخ کو سلام کہنے کے لیے بڑھے حضرت نے فرمایا خطیب صاحب میں آپ کو سلام نہیں کہتا وہ کہنے لگا حضور! کیوں؟ فرمایا اس لیے کہ اولیاء کی جب غیبت کی جا رہی تھی تو آپ نے تردید فرما کر اولیاء کی طرف سے دفاع نہیں کیا آپ پھر قاضی اور والی کی طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے تم دونوں کرامات اولیاء کے منکر ہو بتاؤ تمہارے پاؤں کے نیچے زمین میں کیا ہے؟ دونوں بولے ہمیں کچھ پتہ نہیں فرمایا تمہارے پاؤں کے نیچے پانچ سیڑھیوں والا غار ہے جس میں ایک شخص اپنی بیوی سمیت مدفون ہے اب وہ قبر میں کھڑے ہو کر مجھ سے بات کرتے ہوئے کہہ رہا ہے کہ قریباً ہزار سال پہلے میں ان دو شہروں کا بادشاہ تھا وہ غار میں تخت پر رہے اور اس کی بیوی بھی تخت پر رہے، ہم یہاں سے جگہ

marfat.com

کھود ے بغیر نہیں ہٹیں گے ، ان دونوں نے کسی منگائی اور لوگوں کی موجودگی میں جگہ کھودی گئی ، شیخ کے ارشاد کے مطابق سب کچھ موجود تھا غار اب تک مکمل ہوئی ہے اور حلب کی ایک سمت دیکھی جا سکتی ہے ۔

مرشد کامل کے تصرفات

شیخ صالح ، ناسک اور زاہد علی بن سعید المعروف زیزیز فرماتے ہیں کہ میں نے جوانی کے دوران حضرت شیخ کے ساتھ رہنے کا عہد لیا مجھے بیت المقدس کی زیارت کا خیال سوجھا تو میں نے ان سے حاضری کی اجازت چاہی فرمانے لگے بیٹا ! جوان ہو اور مجھے خوف ہے کہ کوئی خرابی نہ ہو میں نے بڑی زاری والحاح سے کام لیا تو مجھے یہ کہتے اجازت مرحمت فرمائی کہ میرا سِرّ (بھید) یوں تیری حفاظت کرے گا جس طرح لوہے کا پنجرہ حفاظت کرتا ہے نیز فرمایا جب دمشق کے دروازے پر محل کے سامنے آؤ تو شہر میں داخل ہو کر شیخ علی بن جمل کا پوچھنا اور ان کی زیارت کرنا وہ ولی اللہ ہیں جب میں وہاں پہنچا تو ان کے متعلق پوچھا لوگوں نے مجھے ان کا پتہ بتایا میں نے ان کے گھر پہنچ کر دروازہ کھٹکھٹایا تو ان کے گھر کا ایک آدمی نکلا اور مجھے کہا علی ! تشریف لائیں حضرت نے آپ کے متعلق وصیت فرمائی ہے اور ارشاد فرمایا ہے کہ ایک علی نامی فقیر تمہارے پاس آئے گا وہ حضرت شیخ ابوبکر بن قوام کا غلام ہے اسے اندر آنے کی میرے آنے تک اجازت دے دینا میں ان کے کہنے پر اندر جا کر بیٹھ گیا یہاں تک کہ شیخ علی بن جمل تشریف لے آئے ، میں نے اٹھ کر انہیں سلام عرض کیا ، انہوں نے مجھے خوش آمدید کہہ کر فرمایا علی ! گذشتہ رات حضرت شیخ محمد ابوبکر آئے تھے اور تمہاری خبرگیری کے لیے کہا تھا اب تمہیں کوئی تکلیف نہ ہوگی ، کیونکہ آپ یوں سِرّ شیخ میں محفوظ ہیں جیسے کوئی پنجرے میں محفوظ ہوتا ہے ، میں ان کے پاس ٹھہرا رہا پھر بیت المقدس چلا ، جب وہاں پہنچا تو شدید گرمی میں شہر سے باہر ایک شخص کو دیکھا میں نے اسے سلام کیا تو اس نے مجھے جواب

marfat.com

دے کر فرمایا بیٹا! بہت دیر کر دی ہے میں صبح سے یہاں تمہارا انتظار کر رہا ہوں، مجھے اس سے خوف آنے لگا، میں ڈرا کہ یہ کوئی مشکوک آدمی نہ ہو، مجھے فرمایا علی! ڈریں نہیں، حضرت شیخ نے آکر تمہارے متعلق وصیت فرمائی تھی، میں ان کے ساتھ ان کے گھر چلا گیا انہوں نے کھانا منگوایا اور اسے تناول کرنے کا حکم دیا میں نے کھانا کھایا جب نماز کا وقت آیا تو کہا اب اٹھئے نماز حرم اقدس پر پڑھیں گے۔ ہم مل کر نکلے حرم اقدس میں پہنچے وہاں پانچ نمازیں پڑھیں اور گھر واپس آ گئے رات ہوئی تو وہ پوری رات نماز پڑھتے رہے جب انہیں محسوس ہوتا کہ میں جاگ رہا ہوں تو وہ بیٹھ جاتے اور جب میرے سو جانے کا یقین ہو جاتا تو کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگ جاتے (یہ سب اس لیے کہ ریاکاری نہ ہو مترجم) میں کئی دن ان کے پاس ٹھہرا رہا پھر میں سیدنا خلیل علیہ السلام کی زیارت کے لیے نکلا انہوں نے میرے ساتھ چل کر الوداع کیا میں حضور ابراہیم خلیل علیہ السلام کے مزار کے قریب پہنچا تو چار ڈاکو میری طرف بڑھے میرے قریب آئے تو مبہوت ہو کر میرے پیچھے دیکھنے لگے میں نے پیچھے دیکھا تو سفید کپڑوں میں ملبوس منہ لپیٹے ایک شخص کو کھڑا ہوا پایا اس نے مجھے کہا اپنا راستہ چلتے جائیں میں چلتا گیا وہ اس وقت تک میرے ساتھ رہا جب تک کہ حضرت خلیل علیہ السلام کی قبر اور شہر سامنے نہیں آ گیا اب وہ کھڑے ہو کر دعا کرنے لگ گیا اور میں شہر میں داخل ہو کر زیارت کرنے لگا جب میں واپس بالس شہر پہنچا تو سب سے پہلے حضرت شیخ کی سلامی کے لیے حاضر ہوا جب میں نے خدمت میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا تو آپ نے میرے سفر کے سب واقعات بیان فرما دیے فرمانے لگے اگر وہ منہ لپیٹ کر آنے والا نہ ہوتا تو ڈاکو تیرے کپڑے تک اتار لیتے یہ سن کر مجھے یقین ہو گیا کہ وہ خود حضرت شیخ رضی اللہ تعالٰی عنہ تھے۔

حضرت شیخ ابراہیم بطائحی کہتے ہیں کہ میں حضرت شیخ ابوبکر بن قوام رضی اللہ عنہ کی زیارت کے ارادے سے نکلا راستے پر بہت سے لوگ ملے انہوں نے شراب اس

marfat.com

کی مجالس اور آلات کا تذکرہ چھیڑ دیا جب میں حضرت شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا تو فرمایا یہ کیا حالت ہے، میں نے عرض کیا کون سی حالت حضور! فرمانے لگے تمہارے سامنے شراب اور اس کے آلات ہیں، میں نے جواب دیا جناب میں ایسے لوگوں میں تھا جو شراب کی باتیں کر رہے تھے یہ شاید ان باتوں کا اثر ہے، فرمانے لگے تم سچ کہہ رہے ہو اچھے لوگوں کی صحبت میں رہا اور بدوں سے بچو۔

حضور غوثِ اعظم کے لیے گردن جھکا دی

آپ کی ایک کرامت یوں ہے کہ آپ اپنے ساتھیوں کے درمیان ایک دن دمشق میں بیٹھے تھے دفعۃً آپ نے اللہ کریم کے لیے خاکساری اختیار کرتے ہوئے گردن جھکا لی۔ لوگوں نے گردن جھکانے کا سبب پوچھا تو فرمایا ابھی ابھی سیدالاولیاء حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی محفل وعظ میں بغداد شریف میں فرمایا ہے کہ میرا یہ قدم اللہ تعالیٰ کے ہر ولی کی گردن پر ہے، یہ سن کر مشرق سے مغرب تک ہر ولی نے اپنی گردن جھکا لی ہے ساتھیوں نے تاریخ نوٹ کر لی پھر کچھ دنوں بعد سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے متواتر خبریں پہنچیں کہ آپ نے اس تاریخ کو یہ کلمات ارشاد فرمائے تھے یہ واقعہ تحفۃ الاانام میں مذکور ہے۔ [1]

---

[1] اسی ارشاد کو سن کر شیخ الہند سیدی معین الدین اجمیری چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا تھا: بل علیٰ راسی وعینی یاسیدی حضور غوث! باقی لوگوں کی گردنوں پر آپ قدم رکھیں تو میرے سر اور آنکھوں پر رکھنا۔ دربارِ غوث سے جواب ملا: قد جعلناک سلطان الہند ہم نے آپ کو ہندوستان کا بادشاہ بنا دیا ہے۔ پھر چشمِ فلک نے دیکھا اور غیروں نے بھی مانا کہ ہندوستان میں صرف دو حاکم ہیں ایک وائسرے ہند اور دوسرے سرکار اجمیر، پھر تمکن و تصرف کا یہ عالم کہ تنکو عبدالرحمان سابق وزیر اعظم ملائشیا کو دوران تسبیح آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ ملک آزاد ہوگا اور تم اس کے

marfat.com

علامہ مناوی فرماتے ہیں ابوبکر بن قوام امام نجم الدین صالحی بالسی ہیں آپ کا اسم گرامی محمد بن عمرؒ ہے آپ شام میں مرشدوں کے مرشد ہیں آپ کی لاتعداد کرامات ہیں وہ اپنے متعلق خود فرماتے ہیں کہ احوال آغازِ کار میں رات کو ان کے سامنے آتے تھے وہ اپنے مرشد کو عرض کرتے تو مرشد ڈانٹ دیتے کہ بتایا نہ کرو اور کہتے ان احوال کی طرف توجہ ہی نہ دو، پھر ایک دن ایسا ہوا کہ آپ اپنی والدہ ماجدہ کی زیارت کو چلے آسمان کی طرف سے آواز سنائی دی آپ نے سر اٹھا کر دیکھا تو ایک نور نظر آیا اس کی کڑیاں باہم زنجیر کی طرح ملی ہوئی تھیں آپ نے پیٹھ میں ٹھنڈک محسوس کی تو ادھر ہی متوجہ ہوئے واپس آکر حضرت شیخ کو واقعہ بتایا تو انہوں نے کہا اب بیشک اپنے احوال بتاتے رہا کرو آپ تو اب عظمت کی چوٹی بن گئے ہیں اور آپ کا شہرہ پھیل گیا اور معاملہ بلندی تک جا پہنچا۔

ولی عرش کو دیکھتا ہے

آپ فرماتے ہیں عزتِ معبود کی قسم مجھے وہ حال عطا ہوا ہے کہ اگر بغداد کو کہوں کہ مراکش کی جگہ چلا جا یا مراکش کو کہوں بغداد بن جا تو ایسا ہی ہو، آپ نے ایک جماعت کی موجودگی میں ارشاد فرمایا میں اسی طرح عرش کا پایہ دیکھ رہا ہوں جس طرح تمہارے چہرے ملاحظہ کر رہا ہوں آپ کا وصال شریف علم گاؤں میں ۶۵۸ ہجری میں ہوا اور ایک تابوت میں وہاں دفن ہوئے پھر ۶۷۰ ہجری میں دمشق منتقل کر دیے گئے اور قاسیون کے دامن میں دفن ہوئے آپ کی قبر شریف بہت مشہور ہے زیارت کے لیے آتے اور وہاں دعا قبول ہوتی ہے۔ علامہ کتبیؒ نے ابن خلکان کے ضمن میں ان پر نوٹ لکھا ہے بے پناہ تعریف کی ہے ترجمہ کے آخر میں لکھا ہے کہ آپ علم نامی گاؤں میں فوت ہوئے تھے اور وہاں ہی دفن ہوئے وصیت فرمائی کہ مجھے تابوت میں دفن کرنا بیٹے کو حکم دیا بیٹا! مجھے لازماً

وزیر اعظم ہو گئے۔ پھر ملائیشیا آزاد ہوا اور عبدالرحمان وزیر اعظم بن کر ولی ہند کے دربارِ گوہر بار میں سلامی کے لیے حاضر ہوئے۔ مترجم)

marfat.com

ارض مقدسہ میں منتقل کر دینا، آپ کو دمشق منتقل کر کے وادی دمبر کے نچلے گوشے میں دفن کر دیا گیا۔

۹۵۔ حضرت ابو عبداللہ محمد بن ابی بکر بن حسین بن عبداللہ زو قری ثم رکبی۔ المعروف ابن الخطاب رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ

زواتو مشہور و معروف قبیلہ کی ذیلی شاخ ہے یہ اشعری ہیں، آپ فقیہ، عالم، عارف اور بہت سے علوم کے محقق تھے آپ نے حضرت فقیہ علی بن قاسم حکمی وغیرہ سے درس فقہ لیا اور اپنے ہمعصروں سے گوئے سبقت لے گئے یہ جوانی کے ابتدائی دن تھے لہٰذا اپنے آپ پر اترانے اور ناز کرنے لگے اپنے آپ کو دوسرے لوگوں سے بلند مرتبہ سمجھتے قیمتی لباس زیب تن فرماتے۔

آزمائش الٰہی پھر ایک دن ایسا آیا کہ اپنے بھائی سے کہنے لگے بھائی جان! میں نے آج رات اللہ کریم کی زیارت کی ہے اور اللہ کریم نے مجھے فرمایا ہے کہ محمد! میں تجھ سے محبت کرتا ہوں، میں نے گزارش کی میرے پروردگار! آپ جس سے محبت فرماتے ہیں وہ تو آزمائشوں میں پڑ جاتا ہے مجھے جواب ملا اب تو بھی آزمائش کے لیے تیار ہو جا، اب بھائی صاحب! آپ میرے معاملے میں ذرا احتیاط رہیں، اسی دن نماز عصر آپ نے مسجد اشاعرہ میں ادا کی جو شہر زبید میں واقع ہے نماز سے فارغ ہو کر جلدی جلدی گھر کی طرف چلے حالانکہ اس سے پہلے آپ عصر کے بعد مسجد میں بیٹھتے اور پڑھایا کرتے تھے، راستہ چلتے بیہوش ہو کر گر پڑے مشہور فقیہ حضرت اسماعیل حضرمی کا وہاں سے گزر ہوا آپ بیہوشی میں ہی تھے کہ انہوں نے ماتھے کے درمیان بوسہ دے کر کہا اے محبوب! خوش آمدید، پھر آپ کے بھائی آئے اور گھر اٹھا کر لے گئے، اس واقعہ کے وقت آپ کی عمر پچیس سال کی تھی یہ محبت کا نشہ آپ پر

marfat.com

طاری رہتا کسی کسی وقت ہوش میں ہوتے آپ کے اپنے مال سے آپ کے لیے لونڈی خریدی گئی جو آپ کی حفاظت اور دیکھ بھال کرتی آپ کو بیڑیاں پہنادی گئیں اور لونڈی آپ کے احوال کی نگرانی کرتی جب افاقہ ہوتا تو آپ اس سے پوچھتے میری کتنی نمازیں قضا ہوئی ہیں وہ بتاتی تو آپ قضا کر لیتے بسا اوقات ایسا بھی ہوتا کہ آپ کو افاقہ ہوتا تو طلبا آپ کے پاس پڑھنے آجاتے آپ اخبار و اشعار کی نقل میں بھی لوگوں سے بہت آگے تھے اس سلسلہ میں آپ کی کئی حکایات مشہور ہیں، آپ کی وفات ۶۶۵ھ میں ہوئی اور بقول شرجی آپ باب السلام کے مقبرہ میں دفن ہوئے آپ کی قبر زیارت گاہِ انام ہے۔

۶۰۔ حضرت محمد بن عبدالرحمان بن استاذ اعظم المشہور اُغیبَر رحمۃ اللہ علیہ

آپ کو اُغیبَر اس لیے کہتے ہیں کہ یافی بن عمرو والیِ تریم نے اپنے چچا زاد بھائی شیخ امام عبداللہ بن علوی کا کچھ سامان لے لیا آپ مدینہ عجز کی طرف تشریف لے گئے تھے جب سید محمد مذکور نے سنا تو والی کے پاس آئے آپ نے دیکھا کہ وہ سوار ہونا چاہتا ہے آپ نے سفارش کی کہ وہ چیزیں واپس کر دے وہ نہ مانا آپ نے اسے ڈرایا کہ اس طرح نہ کیا جائے آپ بہت تیز باتیں کرتے تھے والی کہنے لگا یہ اغیبر (تھتلی زبان والا) کیا کہتا ہے یہ کہہ کر اس نے رکاب میں پاؤں رکھا مگر پاؤں رکاب کے ساتھ جم کر رہ گیا کوئی پاؤں بھی وہ ہلا نہیں سکتا تھا حضرت کے سامنے اب معذرت کی اور بقول صاحب المشرع الروی سامان واپس کر دیا۔

۶۱۔ حضرت ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن علی ہرمل یمنی رحمۃ اللہ تعالے اعنہ

آپ فقیہ، عالم، صالح ورع اور زاہد تھے علماء کی ایک جماعت کے

marfat.com

ساتھ فقہ حاصل کیا اور آپ سے دوسرے لوگوں نے فقہ پڑھا، آپ فقیہ اسماعیل بن موسیٰ بن عجیل اور فقیہ اسماعیل حضرمی کے ساتھی تھے علم کی بہگگی میں آپ کی بڑی شہرت تھی۔

جنّوں کے استاد آپ جنّوں کو پڑھایا کرتے تھے آخری عمر میں نابینا ہوگئے تھے پھر اللہ کریم نے آپ کی کرامت سے نظر عطا کر دی وادی سلام کے عطفہ نامی گاؤں میں آپ کا انتقال ۶۶۸ھ میں ہوا آپ کی قبر زیارت گاہِ انام ہے۔ (قالہ الشرجی)

۶۲۔ حضرت محمد بن عبداللہ بن استاذ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ نقیطی کے نام سے زیادہ مشہور ہیں آپ اکابر علماء اور ساداتِ اولیاء میں شمار ہوتے ہیں۔

اور دیوار گر گئی کرامت ملاحظہ ہو آپ کی ہمشیرہ فاطمہ کی گائے والی نے چھین لی آپ کو جب خبر ملی تو آپ اس مکان کے قریب آئے جس میں گائے تھی کچھ "کلمات" ارشاد فرمائے دیوار گر پڑی اور گائے مالکہ کے پاس واپس آ گئی۔

ظالموں کو مار دیا قبیلہ صبرات کے کچھ لوگوں نے حضرت علوی کی وفات کے بعد ان کے بچّوں کو ستایا حضرت نقیطی کو ایک دوست نے خواب میں دیکھا کہ کہتے ہیں میں نقیطی ہوں آپ کا زندگی میں یہ نام مشہور ہو چکا تھا آپ نے چار جگہوں پر تکبیر کہی۔ صبح ہوئی تو لوگوں نے صبرات کے چار بڑے مرے ہوئے پائے وہ وہاں ہی مرے تھے جہاں حضرت نے تکبیریں کہی تھیں۔ (المشرع الروی)

۶۳۔ حضرت محمد بن اسحاق رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ صوفی، عارف کبیر اور امام شہیر صدر الدین قونوی ہیں، حضرت سیدی محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ

marfat.com

کے عظیم ترین شاگرد ہیں بقول علامہ مناوی آپ نے اپنے متعلق خود فرمایا کہ میرے مرشد ابن عربی نے اپنی زندگی میں بہت کوشش فرمائی کہ مجھے اس عظیم مرتبہ سے شرف بخشیں جس میں حق تعالےٰ برقی تجلیات سے طالب کے سامنے تجلی ریز ہوتا ہے مگر ایسا نہ ہو سکا۔

ابن عربی وفات کے بعد تجلی برقی سے منور فرماتے ہیں

آپ کی وفات شریف کے بعد میں نے آپ کی قبر اقدس کی زیارت کی واپسی پر جب ترسوس کے پاس بہار کے دن میں کھلی فضا میں چل رہا تھا اور پھولوں کی بادِ نسیم رقص کرا رہی تھی تو میں نے پھولوں کو دیکھا اللہ کریم کی قدرت، کبریائی اور جلال پر غور کرنے لگا۔ اللہ برتر اعلیٰ کی محبت یوں چھائی کہ مجھے محسوس ہونے لگا کہ میں دنیائے کون سے غیب ہو جاؤں گا اس کیفیت میں مرشد ابن عربی کی رُوح بڑی پیاری صورت میں متشکل ہو کر سامنے آئی معلوم ہوتا تھا وہ نور محض ہیں فرمانے لگے اے بندۂ مختار! میری طرف دیکھ (دیکھنے کی دیر تھی) کہ اللہ برترو اعلیٰ اپنے شرف ذاتی کے ساتھ تجلیٔ برقی میں جلوہ ریز ہوئے ہیں ذاتِ مرشد کے سہارے آنکھ جھپکنے کی دیر تک اپنی ذات سے الگ ہو کر اس تجلی میں محو گیا پھر فوراً افاقہ ہوا شیخ اکبر سیدی ابن عربی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ میرے سامنے تھے جدائی کے بعد وصال کا سلام کہا اور یوں گلے لگایا جس طرح کوئی عاشق و مشتاق گلے لگاتا ہے اور فرمایا سب تعریفیں اس ذاتِ اقدس کی ہیں جس نے پردے ہٹا دیئے اور بچھڑے احباب ملا دیئے اور قصد و اجتہاد میں ناکامی نہیں ہوئی والسلام

(سبحان اللہ! کیا شان دستگیری ہے کہ ظاہری زندگی میں جس مقامِ رفیع تک اپنے غلام کو نہیں پہنچا سکے وصال کے بعد صحرا میں پہنچ کر لباسِ حسن و نور پہن کر تجلیٔ برقی کے دروازے کھول کر مرید کو سینے سے لگا لیا پردے ہٹ گئے جدائی کے بادل چھٹ گئے اور وصال کے دریا بہنے

marfat.com

بقول علامہ مناوی آپ شافعی المسلک تھے وصال شریف ۲۷۰ھ میں ہوا۔

۶۴۔ حضرت ابوعبداللہ محمد بن محمد یحییٰ المعروف ابوشعبہ حضرمی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ

آپ فقیہ، عالم، صالح، اور نیکی میں مشہور تھے۔

بڑے عظیم لوگوں سے فقہ حاصل کیا اور لاتعداد لوگوں نے آپ سے فقہ پڑھا شہر ان میں توبہ نامی مسجد میں عرصہ دراز تک رضائے الٰہی کے لیے ٹھہرے رہے اس طویل عرصہ کی اقامت کی وجہ سے اس مسجد کا نام ہی مسجد ابوشعبہ رح پڑ گیا لوگ آپ کے بے پناہ معتقد تھے آپ کی زیارت کے قصد سے آتے تھے آپ کو باعث برکت خیال کرتے اور آپ کی لاتعداد کرامات ملاحظہ فرماتے تھے۔

جن مسائل پوچھتے رہے

علامہ جندی آپ کے ایک معتبر شاگرد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ میں حسب عادت آپ کے پاس پڑھنے آیا مسجد کے دروازے پر پہنچا تو آپ کے ساتھ کچھ لوگوں کو بات کرتے ہوئے پایا مجھے خیال گزرا یہ بھی کوئی زیارت کیلیے آنے والے ہیں کچھ دیر کے لئے رک گیا بات ختم ہوئی تو میں کھانسا تاکہ فقیہ بلالیں حضرت نے پوچھا کون ہے؟ میں نے عرض کیا آپ کا فلاں غلام ہوں۔ فرمایا آجائیے۔ میں اندر پہنچا تو حضرت کے پاس کوئی نہ تھا میں نے عرض کیا حضور! میں سن رہا تھا آپ کے ساتھ باتیں ہو رہی تھیں۔ فرمایا کیا تو نے سنی تھیں؟ میں نے کہا جی حضور۔ فرمانے لگے تمہارے جن بھائی تھے وہ مختلف مسائل پوچھ رہے تھے۔

مسیحائی کے کرشمے

ایک اور واقعہ ملاحظہ ہو کہ شمس بیقانی حکومت کا ایک

لگے روی بول اُٹھے ؎

اولیا راہست قدرت از الٰہ
تیر جستہ باز گرداند زراہ

marfat.com

بہت بڑا آدمی تھا اسے شدید بیماری نے آیا وہ مایوس ہو گیا ایک صبح سفر کا پروگرام بنا کر اہل و عیال اور احباب سے کہنے لگا میں حضرت فقیہ ابو شعبہ کی زیارت کرنے کے لیے جا رہا ہوں پھر فوراً اپنے ساتھیوں پر ٹیک لگائے آپ کی طرف چل دیا جب حاضرِ خدمت ہوا تو آپ نے حال پوچھا کہنے لگا آپ کی برکت سے آرام ہے موت کو جھانکنے لگا تھا زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھا تھا گذشتہ شب اپنے دیر سے مرے ہوئے چچازاد بھائی کو خواب میں دیکھا کہ وہ میرے پاس آیا ہاتھ پکڑا اور آپ کی اس مسجد کے دروازے پر مجھے لے آیا میں نے اسے کہا کہ آپ مجھے اجازت دیں کہ میں حضرت فقیہ کو سلام کہہ آؤں پھر جدھر مرضی ہو مجھے لے جانا پھر میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا سلام پیش کر کے اپنے چچازاد بھائی کی بات سنائی اور بتایا کہ وہ میرا انتظار کر رہا ہے آپ نے حضور! اس کھڑکی سے پرے، جھانکا (مسجد کی کھڑکی کی طرف اشارہ کیا یہ کھڑکی تھی) آپ نے اسے کہا اے فلاں تو چلا جا تیرا چچازاد بھائی اس وقت تیرے ساتھ نہیں جائے گا یہ دیکھ کر میں جاگ گیا اور مجھے اسی وقت آرام آگیا مجھے پتہ چلا کہ حضور یہ سب آپ کی برکت تھی۔ بقول علامہ شرجی حضرت فقیہ کی وفات ۶۷۶ ہجری میں ہوئی۔

۶۵۔ حضرت محمد بن ربی المجد الحرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ ایک دن قلعہ بیرہ کی عظیم المرتبت مسجد میں تشریف فرما تھے تو کسی نے ایسی کرامت طلب کی کہ جس سے اطمینان قلبی ہو آپ نے ایک خالی برتن لیا اور فرات کے پانی سے اسے بھر دیا حالانکہ پانی آپ سے اتنا نیچے تھا جتنا دو بلند و بالا قلعوں کی دیواروں کی اونچائی ہوتی ہے کسی ساتھی نے کسی ضروری سبب کی بنا پر آپ سے کرامت طلب کی آپ نے مذکورہ مسجد کی کھڑکی سے پاؤں فرات کی طرف لٹکایا اور پاؤں تر ہو گیا۔

پانی پر چل کر خشک رہے انہیں حضرت محمد حرانی کے ساتھ قلعہ بیرہ کا

marfat.com

سیکرٹری چل پڑا یہ نومسلم تھا وہ آپ کے ساتھ فرات کے کنارے چلتے ہوئے کہنے لگا حضور میں تو اسلام لے آیا ہوں لیکن نہ میرے پاس کوئی دلیل ہے اور نہ ہی کوئی سبب آپ ایک متصرف دستگیر بزرگ ہیں آپ مجھے ایسی کرامت دکھائیں جس سے اطمینان قلبی ہو۔ آپ نے فرمایا کیا یہ ضروری ہے، سیکرٹری کہنے لگا حضور ضروری ہے، آپ فرات میں داخل ہو گئے نصف تک پہنچ کر واپس ہوتے۔ یہ نصف تقریباً تین سو کرم ہوگا واپس آکر جوتا اتارا اسے جھاڑا تو اس سے غبار اڑنے لگا بالکل تری نام کی کوئی چیز نہ تھی سیکرٹری آپ کے پاؤں میں گر گیا اور پاؤں چومنے لگا کہنے لگا اب دل اطمینان حل گیا اور میں رب العالمین پر ایمان لے آیا۔ یہ شیخ محمد حرانی بہت بڑے مردان حق سے ہیں اولیائے کرام کے اعیان میں شامل ہیں طریق ولایت کے رئیس ہیں آپ علاقہ صلب سے بیرہ آئے اور تقریباً تین ماہ وہاں ٹھہرے لاتعداد کرامات آپ سے صدور پذیر ہوئیں اور بہت سے لوگ ہدایت یافتہ ہوئے آپ وہاں [illegible] میں فوت ہوئے بقول علامہ سراج آپ حضرت عمر شیرازی کے پہلو میں ہموار سطح ارضی پر مدفون ہوئے۔

۶۶۔ ابو عبد اللہ محمد بن علی ریاحی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ امام، عارف، فقیہ، صالح، زاہد اور متقی تھے شہر تعز اور دوسرے مقامات پر قاضی رہے آپ کی سیرت قابل تعریف تھی مسلمانوں کی بھلائی کے کاموں میں بہت زیادہ کوشش فرماتے۔ لوگ آپ کے بہت معتقد تھے۔ آپ کی ظاہر کرامتیں تھیں۔

شفاعت کا عہد کیجئے

ایک کرامت علامہ جندی نے اپنی تاریخ میں فقیہ عثمان شرمی سے نقل کی ہے علامہ شرمی فقیہ محمد بن عباس شعبی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہو گئی ہے لوگ ایک چٹیل میدان میں ننگے پاؤں اور ننگے جسم اکٹھے ہیں جیسا کہ

marfat.com

قیامت کے متعلق حدیث شریف میں ہے) میں خود بھی ننگا تھا میں نے ایک بلند و بالا جگہ دیکھی حضرت قاضی محمد بن علی ریاحی وہاں کھڑے تھے انہوں نے پگڑی سمیت سارے کپڑے پہن رکھے تھے اور لوگوں کی نگاہیں ان پر مرکوز تھیں، میں چوکڑیاں بھرتا ان کے پاس جا پہنچا میں قریب آیا تو انہیں یہ کہتے سنا تم سب میری شفاعت میں ہو لہٰذا اطمینان رکھو" میں نے کہا جناب والا! کیا میں بھی ان میں شامل ہوں! فرمانے لگے آپ بھی ان میں شامل ہیں پھر میری آنکھ کھل گئی، جب میں نماز صبح کے لیے نکلا تو حضرت قاضی کو راستے میں پایا آپ نے پہلے مجھے سلام کیا میں نے سلام کا جواب دیا، میں نے کہا جناب وہ وعدہ سچا ہے فرمانے لگے مجھے یاد نہیں کہ میں نے آپ سے کوئی وعدہ کیا ہو ہاں آپ یاد دلائیں وعدہ بھی تو قرض ہے میں نے آپ کو خواب بتایا آپ رو پڑے اور فرمایا میں تو اہل شفاعت سے نہیں ہوں۔ مجھے تو یہ آس ہے کہ ہم سب ختمی مرتبت سیدنا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت میں ہوں گے، میں نے کہا حضور! ٹالیے نہیں، آپ کو وعدہ پورا کرنا ہوگا اور ان کا ہاتھ پکڑ لیا، فرمانے لگے اگر میں شفاعت کا اہل ہوا تو آپ کی شفاعت کروں گا انشاء اللہ تعالےٰ۔ امام شرجی فرماتے ہیں ان کے حالات سب کے سب قابلِ تعریف ہیں محکمہ قضا میں ان جیسا آدمی کم ہی سنا ہے یہ اللہ کریم کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے عطا فرما دیتا ہے آپ کی وفات شریف ۵۹۸ھ ہجری میں ہوئی آپ نے کوئی مال نہ چھوڑا لہٰذا آپ کا کفن بھی قرضہ لے کر خرید ا گیا۔

۶۷۔ ابو عبد اللہ محمد بن عباس شعبی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ

آپ کو شعبی ان شعوب کی وجہ سے کہا جاتا ہے جو دلوہ علاقہ کے ایک کنارے پر مشہور شامخ پہاڑ میں رہا کرتے تھے آپ فقیہ، عالم، عامل، متقی اور زاہد تھے آپ نے اکابر فقہا

marfat.com

کے پاس فقہ پڑھا اور بڑے بڑے نامور وں نے آپ سے یہ علم حاصل کیا ایک عرصہ تک آپ شہر تبوز کے بیچ رہے پھر تورع وزہد کی بنا پر اس عہدے کو چھوڑ دیا آپ کی بہت سی کرامات تھیں۔

فرشتوں کی آوازیں مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں مسجد جندمیں آیا کرتا تھا اور وہاں اس کی فضیلت کی بنا پر نماز با جماعت پڑھا کرتا تھا میں امام کی تکبیر و تحرم پر فضاؤں اور ہواؤں میں بے شمار لوگوں کی آوازیں سنتا تھا جو امام کے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے واضح بات ہے کہ یہ سیامین فرشتے ہوں گے یا جن ہوں گے، مترجم) بقول شرجی آپ کی وفات ۶۶۸ھ میں ہوئی۔

۶۸۔ ابو عبداللہ محمد بن حسین بن ابی سعود ہمدانی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ آپ فقیہ، عالم، فاضل، صالح، عامل اور قرأت و علام سماحیہ کے ماہر تھے آپ پر عبادت کا غلبہ تھا اس زہد وورع کے ساتھ قرآن کریم کی تلاوت سب لوگوں سے بڑھ کر فرمایا کرتے تھے آپ فراوی گاؤں میں رہا کرتے تھے۔

شفا عطا کردی آپ کی وفات کے بعد غسل دینے والوں میں مشہور فقیہ حضرت ابو بکر تباعی بھی تھے ان کی آنکھیں آئی رہتی تھیں آپ کی ناف میں جو پانی جمع ہوا وہ لے کر انہوں نے آنکھوں پر مل لیا تو وہ مرض کبھی آنکھوں کو نہیں ہوا بقول شرجیؒ آپ کی وفات ۶۹۰ ہجری میں ہوئی۔

۶۹۔ محمد الحلیق ترکی میں طزلق محمد رحمۃ اللہ علیہ آپ کو بابا طزلق بھی کہا جاتا ہے علاقہ ماردین میں چشمہ خابور کے کنارے فردکش تھے شاگردوں اور عاشقوں کی ایک جماعت آپ کے ساتھ تھی، عام لوگ اور ماردین کے حاکم آپ کے غلاموں کی مخالفت کیا

marfat.com

کرتے تھے ایک دفعہ ما دوین کا سربراہ حضرت شیخ سے ملا تو آپ نے اسے ڈانٹ پلائی تو وہ کہنے لگا میں معذور ہوں آپ کے ظاہر میں بے راہ روی ہے آپ اور آپ کے ساتھی کچھ ایسی باتیں کرتے ہیں جو باعث انکار و مخالفت ہیں آپ کوئی کرامت دکھا دیں جو آیتِ ظاہرہ کا کام کرے پھر ہم آپ لوگوں کو اپنے حال پر چھوڑ دیں گے۔

خود اختیاری موت اور واپسی

آپ نے فرمایا بسم اللہ میں ابھی مرتا ہوں آپ جس طرح چاہیں مجھے دفن کر دیں میں ایک سو پچاس دن یعنے پانچ ماہ کے بعد پھر ظاہر ہو جاؤں گا حاکم نے کہا ٹھیک ہے آپ اسی وقت فوت ہو گئے اس نے حق ادا کیا پھر کنواں کھودا جو باقی کنوؤں سے کئی گنا گہرا تھا اس کے نیچے آپ کو دفن کر کے اپنے ناقص علم کے مطابق آپ پر مضبوط اور ٹھوس پتھر کی قبر بنائی پھر کنواں بھر دیا اس کے اوپر لکڑی کی ایک چھت تعمیر کرائی پھر بہت سے آدمی نگران مقرر کر دیے جو باری باری جاگ کر پہرا دیتے تھے حضرت شیخ وقتِ مقررہ پر نہ نکلے حاکم نے آپ کی جماعت کو طلب کیا اور طرح طرح کی تکلیفیں اور اذیتیں دیں جتنی گالیاں اور لعنتیں ممکن تھیں وہ زبان سے ادا کیں نظر بہ ظاہر وہ معذور تھا کیونکہ حال ہی کچھ ایسا بن گیا تھا مزید بیس دن گزرے تو حضرت شیخ قبر سے نکل آئے اب حاکم شہر ذلت، ندامت اور معذرت کا مجسمہ بنا آپ کے سامنے آیا اور عرض کرنے لگا حضور! آپ تاریخ مقررہ پر تو تشریف نہیں لائے، آپ نے فرمایا کند ذہن! پہلے ایک سو پچاس دنوں میں تو قید خداوندی میں تھا اور باقی بیس دن تیری قید میں تھا اس کا سبب یہ تھا کہ تو نے سرکشی اور امتحان میرے سامنے رکھا ارے مسکین! یہ سب کا احترام تھا۔ وہ کہنے لگا حضور! آپ سچے ہیں، اس نے پھر معافی چاہی اور درگزر کا سوال کیا اور آپ کی جماعت کا بہت ادب و احترام کیا جن کی کل تک بے ادبی کی تھی بقول علامہ سراج پھر وہ آپ کا بہت بڑا محب بن گیا۔

حضور علیہ السلام کے ساتھ کھانا تناول فرمایا

علامہ سراج کہتے ہیں کہ

marfat.com

نے اسے پتھر پکڑا یا اس نے کھایا تو پتھر بہترین قسم کا حلوہ تھا جو کبھی اتنی لطافت سے پکا یا گیا ہو، اور ہم تو جانتے ہیں کہ وہ حلوہ سے بھی بڑھ کر ہوگا کیونکہ اس طرح قلب ماہیت ایسے لوگ کرتے رہے ہیں جو آپ کے غلاموں سے بھی کم مرتبہ تھے آپ بہت بڑی گدڑی پہنا کرتے تھے جو بڑے کمبلوں اور مخلوط قسم کے غالیچوں سے بنی ہوئی تھی اور اس کا وزن حلبی وزن کے مطابق ایک قنطار دسو رطل، قریباً پچاس سیر تک ہوتا اور یہ تو آپ کے لیے ہلکا لباس تھا، جب آپ کی وفات ہوئی تو یہ گدڑی بیچ کر آپ کا مزار بنایا گیا، حضرت شیخ محمد حلیقؒ طریق فقرا میں عظیم المرتبت متصرف و تمکن بزرگ تھے آپ کی وفات شریف ۶۹۰ھ میں بقول علامہ سراج ہوئی۔

۷۔ ابو عبد اللہ محمد بن اسعد بن علی بن فضل صعبی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ

آپ کا عرف جیم ہے آپ فقیہ، عالم، متقی، صالح، بابرکت مدرس اور صاحب افادات و کرامات بزرگ تھے آپ کے پاس ایک جماعت نقاش کی تفسیر پڑھا کرتی تھی ایک دن ایک لغوی سوال سامنے آگیا ساری جماعت پر حیرانی تھی نہ تو وہ حضرت فقیہ سے جواب طلبی کی جرأت کر سکتے تھے اور نہ ہی سوال پیش کرنا چاہتے تھے کیونکہ انہیں پتہ تھا کہ آپ نحو نہیں جانتے۔ وہ کسی اور ساتھی کے سامنے بھی سوال بیان نہیں کر سکتے تھے کوئی صورت نہ پا کر انہوں نے آپ کے سامنے اس خیال سے سوال پیش کیا کہ آپ کسی اور کو جواب دینے کا اشارہ فرما دیں گے لیکن آپ نے سوال سن کر قلم پکڑا اور اس کا مدلل جواب تحریر فرما دیا اتنا عمدہ جواب تھا جو کسی عظیم ماہر نحو سے ہی متوقع ہو سکتا تھا آپ نے یہ جواب جماعت کو عطا فرما دیا انہوں نے غور سے پڑھا اور جواب سے بہت خوش ہوئے اور بڑے حیران ہوئے اور اسے آپ کی کرامت سمجھا۔

علامہ جندی نے فقیہ، صالح بن عمر سے روایت لی ہے وہ کہتے ہیں میں مذکورہ

marfat.com

کتاب (تفسیر النقاش) حضرت کے سامنے پڑھ رہا تھا اور باقی لوگ سن رہے تھے حضرت دورانِ قرات اونگھنے لگ جاتے اور گمانِ غالب یہ ہوتا کہ آپ کچھ بھی نہیں سن رہے ہیں میں نے ایک دن چاہا کر پڑھنا چھوڑ دوں اور قرائت نہ کروں پھر عجیب واقعہ پیش آیا مجھے فقیہ محترم کی جگہ رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام دکھائی دیئے آپ نے حکم دیا کہ ’’صالح پڑھ‘‘ میں پڑھنے لگ گیا اس کے بعد حضرت فقیہ محترم نے آنکھیں کھولیں اور مجھ پر خصوصی نگاہ ڈال کر مسکرائے (وہ مطلع ہو چکے تھے) آپ کے لاتعداد فوائد لوگوں کو ملے آپ کی عظمت کی لاتعداد علامات ہیں بقول شرجی آپ سھفنہ گاؤں میں ۶۹۴ھ میں وصال پا گئے۔

۱۷۔ حضرت محمد بن ابی جرہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ رفیع القدر اور عظیم الشان صوفی ہیں عالم بیداری میں جمالِ مصطفوی کی دولت سمیٹا کرتے تھے کچھ لوگوں کو یہ بات نہ بھائی انہوں نے ایک مجلس لگائی اور آپ کو اذیت دینے لگے آپ دس سال کے لیے اپنے گھر میں گوشہ نشین ہو گئے صرف جمعہ کے لیے تشریف لاتے تھے بقول علامہ منادی آپ کی وفات انداز اً سات سو ہجری میں ہوئی۔

۷۲۔ حضرت محمد بن شیخ ابوبکر عرودک علیہ الرحمۃ

آپ مردانِ راہِ حق میں یکتا اور سالکانِ طریق کے رئیس ہیں حضرت سراج فرماتے ہیں مبنج کے بہت سے لوگوں نے اور اس کے علاوہ دوسرے لوگوں نے ہمیں یہ بات بتائی ہے کہ ۶۹۰ھ میں حمص سے ایک منزل دور سرزمین سلیمہ کے ایک پہاڑ میں تاتاریوں سے ڈر کر اہل و عیال سمیت پہنچے بدھ کے دن نمازِ عصر کے بعد حضرت شیخ محمد مذکور تیار ہوئے بڑے محتاط انداز سے خیمے کا ستون لیا نظر بظاہر پاگلوں کی طرح حرکات کرنے لگے گویا وہ فضا

marfat.com

میں کسی سے لڑ رہے ہیں آپ کے ارد گرد کے لوگ سمجھ رہے تھے کہ آپ کوئی مہم سر کر رہے ہیں دوسرے دن جمعرات تک یہی عمل جاری رہا پھر وہ یوں زمین پر گرے گویا مر گئے ہیں ان کے جسم کے سب حصے اور وہ لاٹھی جس سے مار رہے تھے سب خون سے لتھڑے ہوئے تھے لوگ ارد گرد رو رہے تھے آپ کو افاقہ ہوا تو انہوں نے آپ کے ہاتھ پاؤں چوم لیے اور پوچھا کہ کیا ماجرا تھا آپ نے بتایا کہ تاتاریوں کے جتھوں سے جنگ تھی میں نے ان کے سردار کو مار ڈالا ہے اور آج وہ شکست کھا جائیں گے سچ مچ سولہ رجب ۶۸۰ھ جمعرات کو تاتاری ارض حمص میں شکست کھا گئے، آپ نے ایک تاتاری کے ہاتھوں ہی جامِ شہادت نوش کیا آپ ۷۰۰ ہجری میں اس کی خود اطلاع دے چکے تھے منبج کے قریب مقام قاطر میں مدفون ہوئے قاطر منبج سے تین ساعات کی مسافت پر ایک کھلی جگہ ہے آپ کے والد حضرت ابوبکر عمر رک رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی کرامات کا تذکرہ حرف ہمزہ کے ذیل میں آرہا ہے۔

۷۰۲ حضرت محمد بن علی بن وہب ابو الفتح تقی الدین بن دقیق العید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ مصری قومی مالکی، شافعی ہیں آپ حافظ، زاہد، مجتہد، شیخ الاسلام اور علماء و صوفیہ کے امام ہیں جب تاتاری آئے تو آپ علماء کی ایک جماعت کے ساتھ مصری علاقہ میں سلطان کے خصوصی مہمان خانے میں تشریف لے گئے وہاں بخاری شریف کا ختم شروع ہوا صرف آخری مجلس رہ گئی کہ اسے جمعہ کو پڑھا جائے گا جمعہ کے دن حضرت نے کچھ لوگوں سے بتایا تم نے بخاری کا مسئلہ کہاں تک پہنچایا، جواب ملا آج ختم کر لیں گے فرمانے لگے فیصلہ تو کل شام سے ہو چکا ہے اور مسلمان اس فیصلہ پر ایک رات گزار چکے ہیں اشکست ہو چکی ہے، پھر ایسا ہی ہوا ایک حاکم جب مصر سے

marfat.com

نکلا تو آپ نے فرمایا اب واپس نہیں آئے گا پھر وہ واپس نہ آیا ایک شخص نے آپ کی بے ادبی کی آپ نے بتایا کہ وہ تین دن کے بعد مر جائے گا وہ مر گیا آپ کے بھائی کو کسی نے تکلیف پہنچائی آپ متوجہ ہوئے تو آواز آئی میں ہلاک ہو گیا پھر وہ سچ مچ ہلاک ہو گیا، ایک مصری آپ کے پاس آیا اور وہ درہم مانگے جن کی ابن ارمیونی نے وصیت کی تھی آپ نے فرمایا میں ادا کر چکا اس نے کہا اگر آپ سچ مچ قومی ہوتے تو مجھے درہم دیتے آپ نے بددعا دی اسے خچر نے گرا دیا اور وہ مر گیا، قطب بن شامیہ آپ سے دورانِ گفتگو بڑی سختی سے پیش آیا آپ نے کوئی جواب نہ دیا اس پر مصائب کا انبوہ آ گیا رسوا ہوا اور موت سے پہلے ذلیل ہوا علامہ سبکی فرماتے ہیں کہ اس میں ذرا بھی اختلاف نہیں کہ آپ اٹھویں صدی کے مجدد دین ہیں آپ نے چالیس سال اس طرح گزارے کہ ساری رات نماز، علم اور عبادت میں مشغول رہتے تھے کہا کرتے تھے کہ میں نے جو کلمہ بھی کہا ہے یا جو کام بھی کیا ہے اللہ کریم کے سامنے اس کا جواب بھی سوچ رکھا ہے آپ بادشاہ سے لے کر عام لوگوں تک ان الفاظ سے مخاطب فرماتے "اے انسان سچ کی تلاش کر"

ولی کامل ننگے سر والے حضرت علی بجار فرماتے ہیں کہ عارف کامل حضرت ابوالعباس مرسیؒ قاہرہ میں کچھ لوگوں کے قریب سے گزرے جو قحط سالی میں ایک نانبائی کی دکان پر روٹی لینے امڈ پڑے تھے اپ کو ان پر ترس آیا پھر جی میں آیا اگر میرے پاس درہم ہوتے تو میں انھیں خرید کر دیتا اس خیال کے آتے ہی جیب بھاری محسوس ہوئی جیب میں ہاتھ ڈالا تو درہم موجود تھے آپ نے سب نانبائی کو دے کر روٹی لی اور تقسیم فرما دی آپ پلٹے تو نانبائی نے دیکھا کہ درہم کھوٹے ہیں وہ چلایا اور آپ کو روک لیا آپ تاڑ گئے کہ جو ترس اور رقت دل میں پیدا ہوئی تھی وہ ایک رکاوٹ تھی جو خدا کی طرف سے توجہ ہٹا گئی آپ نے مغفرت چاہی

marfat.com

اور توبہ کی، نانبائی نے دیکھا کہ درہم کھرے ہیں آپ حضرت ابن دقیق عیدؒ کے پاس آئے اور انہیں واقعہ بتایا وہ فرمانے لگے حضرت گرامی! آپ عارف لوگ جب کسی کے حالات کی خبر پاتے ہیں تو زندیق بن جاتے ہیں اور ہم علمائے شرع اگر لوگوں کے حالات معلوم نہ کریں تو زندیق بن جاتے ہیں (مطلب یہ ہوا کہ آپ لوگ بحرِ توحید کے شناور ہیں وہاں سے توجہ ہٹائیں اور لوگوں کی طرف متوجہ ہوں تو یہ بات زندقہ بنتی ہے اور ہم علمائے ظاہر اگر لوگوں کی طرف متوجہ نہ ہوں اور ان کے معاملات کی دیکھ بھال نہ کریں اور انہیں راہِ راست نہ دکھائیں تو یہ الحاد ہے، مترجم)

امام شعرانیؒ نے الْاَجْوِبَةُ الْمَرْضِيَّة میں لکھا ہے کہ میں نے سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے سنا کہ فقیہ کی نسبت صوفی پر زیادہ ملامت ہوتی ہے جب وہ ظاہری شریعت کی رعائت نہ کرے اور فقیہ اس پر اس لاپرواہی کا اعتراض کرے اس لیے کہ شریعت کی حکومت اور اس کا محل استعمال یہی دنیا ہے اگر کوئی شخص ظاہری احکام کو چھوڑ کر باطن و حقیقت کی طرف اس دنیا میں ہی جاتا ہے تو اسے اپنے محل میں استعمال نہیں کرتا کیونکہ باطن و حقیقت کا محل دارِ آخرت ہے، اسی قاعدہ کی بنا پر شیخ عزالدین بن عبدالسلام نے حضرت شیخ تقی الدین بن دقیقؒ کو عہدۂ قضا سے معطل کر دیا حالانکہ انہوں نے خود حضرت ابن عید کو مصر کے ظاہری علاقہ کا جج مقرر کیا تھا تعطلی کے حکم میں کہا "تم نے آپ کو صرف ظاہری شریعت کے احکام کے نفاذ کے لیے قاضی بنایا تھا" واقعہ یہ تھا کہ کسی نے ناجائز طریق سے بیل لے لیا مالک ثبوت مہیا نہ کر سکا آپ نے بیل واپس کرنے کا حکم دیا آپ نے فرمایا مالک کو بیل میرے حکم سے واپس کر دے وہ بولا میرے پاس اس کا کوئی بیل نہیں ہے فرمانے لگے تو بیل کا انکار کرتا ہے حالانکہ اس کے سینگ تیری آنکھوں سے نکل رہے ہیں سچ مچ اس کی آنکھوں سے سینگ نکل آئے اور وہ اسی

marfat.com

وقت مرگیا" (اب عزالدین نے مندرجہ بالا فقرہ لکھ کر آپ کو عہدۂ قضا سے برطرف کر دیا کیونکہ صرف ظاہری احکام پر عمل آپ کا کام تھا باطنی احکام پر نہیں مترجم) مناوی فرماتے ہیں آپ کی وفات ۲۰۷ ھ میں ہوئی دامنِ مقطم میں دفن ہوئے آپ کے جنازے کے لیے مصر کے بازار بند ہو گئے۔

۴۷۔ حضرت ابو عبداللہ محمد بن عمر وتباعی رحمۃ اللہ علیہ

آپ فقیہ، عالم، عارف اور محقق تھے، اپنے والد ماجد اور دوسرے لوگوں سے علم فقہ پڑھا آپ کئی کئی مہینے نہ کھاتے نہ پیتے اور نہ کوئی معاملہ کرتے جب کبھی حس واپس آتی تو حکمت بھری باتیں کرتے ایسا ہی ایک ارشاد ملاحظہ ہو فرماتے ہیں "مراقبہ کرنے والے کے دل کے لیے غفلت کے ڈنک سانپوں اور بچھوؤں کے ڈنگوں سے سخت ہوتے ہیں" کبھی مکاشفات کا بھی فرما دیتے اپنے کسی ساتھی سے ایک دفعہ فرمایا ہمارا ایک بہت بڑا ساتھی وفات پا گیا ہے" یہ حضرت عیسیٰ بن مطیر تھے جن کی وفات کا کسی کو علم نہ تھا اس طرح کے اور بھی لاتعداد مکاشفات تھے آپ کے پاس کوئی آدمی آتا جس کو آپ نہ پہچانتے پھر اس سے باتیں ہوتیں جب کچھ وقت کے بعد وہ چلا جاتا تو آپ کو افاقہ ہو جاتا اور حس واپس آجاتی۔ بقول علامہ سترجی جس سال آپ کی وفات ہوئی اس سال آپ نے لگاتار سات ماہ کسی کھانے کا ذائقہ تک نہیں چکھا۔

بقول علامہ مناوی ایک دن آپ کے پاس ایک فقیر آیا آپ نے کہا فقیر صاحب! میں آپ کے سینے میں قلق و اضطراب پاتا ہوں لہذا چاہتا ہوں کہ آپ کو کچھ اشعار سناؤں پھر یہ شعر پڑھا ست اپنے غم واندوہ سے منہ موڑ لے اور سب معاملات کو تقدیر کے حوالے کر دے یہ مشہور نظم پوری سنا دی، آپ کے جی میں خیال آیا کہ مسجد سے نکل جاؤں اور علائق و روابط سے منہ موڑ لوں پھر آپ نے توجہ فرمائی تو

marfat.com

فقیر جا چکا تھا آپ پر خود فراموشی اور ذہولی کیفیت طاری ہوگئی عجیب حالات سے پالا پڑنے لگا کبھی تو آپ آسمان پر نگاہیں گاڑے رہتے اور کبھی سر جھکا لیتے اور کسی کو جواب تک نہ دیتے بقول علامہ مناوی آپ کی وفات ۷۴۰ھ میں ہوئی۔

۷۵۔ حضرت محمد بن عبد اللہ بن زاکی یمنی رحمۃ اللہ علیہ

آپ عالم عامل، عارف اور صوفی تھے مشہور ہے کہ آپ جنات کو پڑھایا کرتے تھے آپ کی بہت سی کرامات ہیں، ایک صنعاء کے رہنے والے زیدی شیعہ نے آپ سے قرائے سبعہ کی قرأتیں پڑھیں تکمیل کے بعد اپنے وطن چلا گیا اس کے علم و معرفت سے علاقہ کے لوگ حیران ہوئے اور کہنے لگے کاش تیرا استاد بھی زیدی ہوتا وہ کہنے لگا میں نے مکھن لے لیا ہے اور تلچھٹ کو چھوڑ دیا ہے یہ بات حضرت یمنی کو معلوم ہوئی اپنے درس کے سب طلباء اکٹھے کیے اور سورت یٰس پڑھنے کا حکم دیا یہ سورہ پڑھو تاکہ اللہ تعالیٰ ہمارا مکھن ہمیں واپس فرما دے سب نے سورہ پڑھی آپ نے دعا مانگی اور سب حاضرین نے آمین کہی اس شخص نے جو کچھ آپ سے پڑھا تھا سب سلب ہوگیا بقول امام مناویؒ آپ کی وفات ۷۸۰ھ میں ہوئی۔

۷۶۔ ابو عبد اللہ محمد بن عمر بن احمد بن حشیبر رحمۃ اللہ علیہ

آپ فقیہ، عالم عامل اور عارفِ کامل تھے آپ کی مشہور کرامات اور قابلِ ذکر اشارات تھے ابتدائے کار میں آپ وادیٔ سردد کے زیریں مقام محرمل میں خلوت نشیں ہوئے یہ جگہ فضل و برکت میں بڑی مشہور تھی عابد حضرات یہاں آکر معتکف ہوا کرتے تھے اور ان کے دل کی یہاں کشائش ہوتی تھی یہ حضرات بتایا کرتے تھے کہ وہاں رجال الغیب اور ملائکہ کو دیکھتے ہیں اور مختلف سمتوں میں مختلف حضرات ڈیوٹی پہ ہوتے ہیں یہ اہل اللہ کے معاون ہوتے

marfat.com

ہیں عام عامل حضرات عملیات کرتے وقت کوشش کرتے ہیں کہ دورانِ عمل ان مردانِ غیب کی طرف رُخ نہ ہو اگر ان کی طرف منہ ہو تو ان کی نورانیت اور قوت کی وجہ سے عمل بے اثر ہو جاتا ہے یہ عظیم المرتبت اولیائے ربانی ہوتے ہیں کاملین کو نظر آتے ہیں اور عوام انہیں نہیں دیکھ سکتے انہیں رجال الغیب کہتے ہیں) مترجم

حضرت محمد مذکور اس وادی میں بتیس دن ٹھہرے رہے پھر آپ کے پاس ایک آدمی آیا اس نے سلام کیا اور دو رکعت نماز نفل کی ادائیگی کے بعد روبقبلہ بیٹھ گیا، نماز ظہر کا وقت آیا تو تجدید وضو کے بغیر نمازِ ظہر پڑھی پھر اسی طرح عصر ادا کی پھر مغرب وعشاء اسی طرح ادا کر کے اگلی صبح بھی پہلے وضو سے ادا کی، دوسرے دن کے بعد تیسرے دن بھی اسی طرح نئے وضو کے بغیر نمازیں ادا کرتا رہا۔ فرماتے ہیں یہ دیکھ کر میرے جی میں خیال آیا کہ یہ شخص اس حال میں ہے اور تُو اس مقام پر مدت سے ٹھہرا ہوا ہے اور کسی قسم کی کشائش نہیں ہوئی، میں نے پھر اس جگہ سے چلے جانے کا دل میں پختہ ارادہ کر لیا وہ آدمی (دل کے بھید کو پا کر) میری طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا "تم میں ایک آدمی ایک مدت تک دروازہ کھٹکھٹاتا ہے اور جب دروازہ کھلنے کا وقت قریب آتا ہے تو وہ خود نکل جانے کا ارادہ کر لیتا ہے" کہتے ہیں میں نے ٹھہرنے کا پختہ ارادہ کر لیا ابھی چالیس دن پورے نہیں ہوئے تھے کہ ہر آنکھ میں بینائی آچکی تھی، آپ سے مروی ہے کہ آپ کے والد ماجد آپ کو شیخ ابو الغیث بن جمیل کے پاس طلب دعا و برکت کے لیے لے گئے آپ اس وقت بچے تھے، آپ نے اسی بچپن کے عالم میں دیکھا کہ شیخ ابو الغیث کی دو ایسی آنکھیں بھی ہیں جن سے وہ پیچھے کی جانب بھی دیکھتے ہیں آپ نے یہ بات اپنے والد گرامی کو بتائی اور انہوں نے حضرت شیخ کو عرض کی، حضرت شیخ نے فرمایا قسم بخدا! بیٹا! تیرے بغیر یہ آنکھیں اور کسی نے نہیں دیکھیں پھر آپ کا نام حضرت شیخ نے بلند آواز سے لیا اور آپ کی عظمت بیان کی ایسا ہی ہوا جیسا کہ

marfat.com

حضرت شیخ نے فرمایا تھا ۔

ایک اور کرامت ملاحظہ ہو وادی زبید کے ایک شخص نے آپ کی لا انتہا شہرت کی بنا پر آپ کے درِ دولت پر حاضری دی اور آپ کے پاس حاضر ہو کر اپنے پاؤں کی بیماری کی شکایت کی جس کے علاج سے طبیب عاجز آ گئے تھے آگ کے بغیر صرف انگلی سے حضرت شیخ محمد نے اسے خطوط کھینچ کر ڈم دیا اور فرمایا اب آپ کو اس کی تکلیف نہ ہو گی درد اسی وقت کافور ہو گیا سات دنوں کے بعد جہاں انگلی سے لکیریں کھینچی تھیں وہاں ڈم کے نشانات ظاہر ہوئے مگر اس کے بعد پھر کبھی تکلیف نہ ہوئی ۔

حکایت ہے کہ آپ نے ایک گروہ کے ہمراہ وادیٔ زبید کی کھجوروں کی طرف اپنے چھوٹے سے بچے کو روانہ کیا راستے میں انہیں پیاس نے آلیا بچہ قریب موت ہو گیا لوگ استغاثہ کے طور پر چلائے حضرت فقیہ! اگر امداد ہے تو اب ہی اس کا وقت ہے ابھی بات پوری ہی ہوئی تھی کہ ایک ناچتے کودتے اونٹ پر پانی کا مشکیزہ لیے ایک صاحب نمودار ہوئے قریب آ کر اونٹ بٹھایا فقیہ صاحب کے صاحبزادے نے سیر ہو کر پانی پیا اور باقی جماعت نے بھی پانی نوش کیا واپسی پر حضرت فقیہ محمد کو ان لوگوں نے واقعہ سنایا آپ نے فرمایا قسم بخدا یہ پانی تو کریس کنوئیں کا تھا یہ کنواں حضرت کے گاؤں میں تھا ، آپ کا اشارہ یہ تھا کہ پانی آپ نے ہی فریاد سن کر بھیجا تھا کیونکہ ان کا حال آپ کو مکشوف ہو چکا تھا ۔ آپ کی کرامات مشہور اور آثار مذکور ہیں آپ کی وفات اپنے ہی گاؤں میں ۶۱۸ھ میں ہوئی اسے آپ کی نسبت سے بیت الفقیہ کہتے ہیں یمن کے مشہور شہر بیت حسین کے قریب واقع ہے آپ کے علاوہ وہاں آپ کی اولاد خاندان کی قبریں بھی ہیں جن کی لوگ زیارت کرتے ہیں اور تبرک حاصل کرنے کے لیے وہاں حاضری دیتے ہیں امام شرجی زبیدیؒ فرماتے ہیں کہ بنو جبیر نیک اور متقی لوگوں پر

marfat.com

مشتمل قبیلہ ہے ہر دور میں ان میں کوئی نہ کوئی صاحب ولایت رہا ہے۔

۷۷۔ حضرت محمد بن محمد بن معبد رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ

آپ دوعنی یمنی ہیں،

عظیم المرتبت شیخ اور مشہور الذکر صوفی ہیں۔ آپ کے لاتعداد احوال وکرامات ہیں، امام یافعیؒ نے یہ کرامت نقل کی ہے کہ آپ صحرا میں نزول فرماتے تو چشمے بہ پڑتے اور لوگ پھر ان صحراؤں میں منتقل ہو کر کھیتی باڑی کرتے اور درخت لگاتے جب وہ علاقہ سرسبز و شاداب اور پھولوں سے سراپا بہار بن جاتا اور دنیا دار حضرت شیخ کو گھیر لیتے تو آپ کسی اور بے آب و گیاہ صحرا میں نکل جاتے اور اسے لالہ زار میں تبدیل کر دیتے یہ سلسلہ لگاتار جاری رہتا کہ دنیا آپ کے پیچھے بھاگتی رہتی اور آپ اس سے دامن بچاتے رہتے۔ آپ کی وفات ۷۰۰ھ میں ہوئی یہ تو امام مناوی کی رائے ہے مگر میں نے علامہ زبیدی کی طبقات الخواص میں آپ کے حالات پڑھے تو وہاں آپ کی وفات کی تاریخ مذکور نہ تھی زبیدی نے لکھا کہ آپ کا ایک لڑکا محمد نامی جس کا لقب عزامی تھا باپ کی زندگی میں ہی فوت ہو گیا اس کی وفات پر اس کا لڑکا محمود نامی جانشین ہوا حضرت کے ایک اور لڑکے کا نام عبداللہ تھا یہ بڑا فاضل اور فقیہ شخص تھا موضع رباط کے مقام پر بڑے پیارے انداز سے کافی وقت قیام کیے رہا اور ۷۰۰ھ میں فوت ہوا، اب آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ علامہ زبیدی ۷۰۰ھ میں آپ کے فرزند عبداللہ کی وفات بتاتے ہیں اور حضرت کی اپنی وفات نہیں بتاتے جو مناوی نے بتائی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب،

۷۸۔ حضرت ابو عبداللہ محمد بن حسن بن مرزوق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ ارباب احوال و مکاشفات کے قائدین میں شامل ہیں اپنے دور میں بے

marfat.com

مثل تھے آپ کی ایک کرامت شرف یحییٰ مرزوقی نے بیان کی ہے کہتے ہیں میں نے آسمان سے ستونوں کی شکل میں نور اترتے دیکھا پھر میں جاگ گیا تو بیداری میں بھی اسی طرح نور اترتا رہا کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت شیخ محمد مذکورؒ کے آستانے میں محفل سماع ہے اور نور کے وہ ستون اسی طرف ہیں میں اٹھ کر محفلِ سماع میں آ گیا اور دیکھا کہ وہ نور شیخ مذکور سے ملا ہوا ہے جدھر شیخ تشریف لے چلتے ہیں نور ساتھ ساتھ ہے یہ واقعہ امام منادی نے بھی نقل فرمایا ہے علامہ شرجی کہتے ہیں کہ شیخ محمد بن مرزوق صاحبِ اخلاق و تربیت تھے آپ کی تربیت گاہ سے بڑے بڑے مشائخ نکلے مثلاً شیخ محمد بن سالم رباط والے، ان کے صاحبزادے شیخ سالم، خود حضرت شیخ محمد کے صاحب زادے بکر وغیرہم، آپ کی لاتعداد کرامات تھیں آپ سماع میں تھے کہ کسی آدمی کا کپڑا اور رقم چوری ہو گئی وہ بیچارا بہت پریشان ہوا اور تنگ دستی نے اسے آلیا آپ کی خدمت میں آکر شکایت کی حضرت نے سماع موقوف کرایا اور لوگوں کو سورۂ یٰس پڑھنے کا حکم دیا ایک لمحہ کے لیے سر جھکایا اور فقیروں کے نقیب و ترجمان سے فرمایا تم مسجدِ خوفلہ (زبید کی ایک مسجد) میں جاؤ چور وہاں ہے اسے کہو شیخ محمد تجھے سلام کہتے ہیں اور جو چرایا ہے اس کی واپسی کا حکم دیتے ہیں ایک درہم کا تو نے حلوہ کھا لیا ہے وہ تجھے معاف ہے، نقیب نکلا مسجد میں جا پہنچا وہاں کوئی آدمی نہ پایا دراصل چور نے مسجد کی چٹائی اپنے اوپر لپیٹ لی تھی اور چھپ گیا تھا نقیب سوچ و بچار میں تھا جی میں کہتا تھا حضرت شیخ جھوٹ نہیں بول سکتے اور یہاں نظروں کے سامنے بھی کوئی آدمی نہیں ہے اچانک شیخ صاحب کی طرف سے ایک قاصد آکر کہنے لگا چور مسجد کی چٹائی میں چھپ گیا ہے نقیب نے چٹائی کی تلاشی لی تو چور برآمد ہو گیا نقیب نے اسے حضرت کا پیغام پہنچا دیا اس نے درہم دے دیے اور بتایا کہ ایک درہم کا حلوہ کھا چکا ہوں نقیب واپس حضرت کی خدمت میں آیا تو آپ کو جماعت سمیت سورۂ

marfat.com

یٰس پڑھتے ہوئے پایا۔ اس نے دراہم کے متعلق بتایا آپ نے دراہم مالک کو دے دیے
اور فرمایا ایک درہم اسے معاف کر دے جس کا وہ حلوہ کھا چکا ہے اس نے وہ درہم
معاف کر دیا پھر کیا تھا لوگ حضرت شیخ کی طرف ہاتھ پاؤں چومنے اور خیر و برکت حاصل
کرنے کے لیے امڈ پڑے خوف تھا کہ باری نہ پاکر باہم لڑنے نہ لگ جائیں کیونکہ یہ کرامت
بھرپور مجمع میں صادر ہوئی تھی حضرت شیخ نے سماع موقوف کرایا اور اس بھیڑ سے نکل گئے
امام مناوی فرماتے ہیں کہ آپ کی کرامات لاتعداد ہیں آپ کی وفات ۷۲۱ھ میں ہوئی
اور مرزوقی قبرستان میں دفن ہوئے اس قبرستان کی نسبت ان کے دادا مرزوقی کی طرف
ہے آپ کی قبر مرجع انام بنی ہوتی ہے۔

۷۔۹ حضرت ابو عبد اللہ محمد بن یعقوب بن کمیت المعروف بابی حربہ رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ

ابو حربہ (ہتھیار بند) آپ کو اس لیے کہا جاتا ہے کیونکہ آپ
نے کسی ظالم کی طرف اپنی انگلی سے اشارہ کیا گویا نیزہ مار رہے ہیں تو وہ اسی اشارے سے
ہی مر گیا اس کے بعد آپ جب کبھی کسی کی طرف اشارہ کرتے تو انگلی ٹیڑھی کر لیتے تاکہ کوئی مر
نہ جائے بچپن میں ہی آپ نے فقہ میں کمال حاصل کر لیا تھا آپ نے حضور علیہ السلام کو خواب
میں دیکھا کہ آپ فرماتے ہیں محمد! اٹھ لوگوں کی حاجتوں میں لگ جا تجھے سکون و ٹھنڈک،
کفائت اور وفا حاصل رہے گی، آپ نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
میں علم میں مشغول رہنا چاہتا ہوں حضور علیہ السلام نے دوبارہ سہ بارہ اپنا ارشاد دہرایا
اور آپ نے وہی عرض دہرائی، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تم ہماری بات کے
خلاف کیوں کہہ رہے ہو! (بس اب آپ خاموش ہو گئے) آپ کہتے ہیں اس کے بعد
میں جس کام کے لیے بھی اٹھا میں نے اسے آسمان میں لکھا ہوا پایا پورا ہو گا جو تو چاہے گا
اور کوئی بھید تجھ سے پوشیدہ نہیں رہے گا، میں جہاں بھی چل کر جاتا ہوں تو نور کا ایک جھنڈا

marfat.com

زمین سے آسمان تک قدرت میرے ساتھ اٹھا کر چلتی ہے ۔آپ کی لاتعداد کرامات ہیں انگلی والی کرامت کا تو ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں ایک کرامت یہ بھی ہے کہ ایک جماعت کے ساتھ آپ سمندر میں جہاز پر سوار تھے باد مخالف ایک دن چل پڑی رسیاں ٹوٹ گئیں ۔ لاکھ بہ گئی اور مستول گر گئے ،لوگوں نے ہلاکت کو اپنے سامنے پایا تو حضرت کے دامن کو پکڑا اور اس مصیبت کے ازالہ کی درخواست کی آپ نے جہاں سوراخ تھا وہاں ہاتھ رکھ کر کہا یا رسول اللہ ! اسے پُر فرما دیں ٹوٹے ہوتے حصے ٹھیک ہو گئے مستول کھڑے ہو گئے اور صحیح وسلامت سب چل پڑے

سردیوں کے دنوں میں آپ کے کسی خادم کی چوری ہو گئی وہ آپ کے درِ دولت پہ حاضر ہوا آپ عادت کے مطابق سویرے سویرے جامع میں تشریف لے گئے تھے وہاں حاضر ہوا مگر اس کے بولنے سے پہلے آپ نے ارشاد فرمایا گھر چلا جا چور سامان واپس کر گیا ہے وہ واپس گھر آیا تو آپ کا ارشاد پورا پایا آپ سے مروی ہے فرماتے تھے جب بھی میں نے حضور علیہ السلام سے مدد چاہی آپ نے مدد فرمائی اور میں نے آپ کو ظاہری نظروں سے دیکھا ۔

آپ ایک مرتبہ ایک بڑے قافلے کے ساتھ حج کے لیے نکلے جب مقام محرم پر صحرا میں پہنچے تو وہاں کا کنواں بھر چکا تھا پانی کہیں موجود نہیں تھا پیاس کی شدت سے لوگوں کا بُرا حال ہو رہا تھا پیاس جان لیوا ثابت ہو رہی تھی سب لوگ پانی کے لیے آپ کا دامن تھامنے لگے آپ نے اپنے صاحبزادے کو وادی کے کنارے یہ کہہ کر بھیجا کہ وہاں یا وادیاہ (اے وادی مدد کر) کہنا لڑکے نے اسی طرح کیا ،جب لڑکا پلٹا تو

(حضرت فاضل بریلوی کا جہاز جب ڈوبنے لگا تو آپ نے بھی حضور علیہ السلام سے فریاد کی ، ؎

آنے دو یا ڈبو دو اب تو تمھاری جانب
کشتی تمہیں پہ چھوڑی لنگر اٹھا دیے ہیں

marfat.com

پانی اس کے پیچھے پیچھے آرہا تھا سب نے سیر ہو کر پیا چونکہ قافلہ میں بہت زیادہ حاجی تھے اس لیے یہ کرامت ہر طرف بہت مشہور ہو گئی۔

آپ کی رضائے الٰہی کی خاطر حضرت شیخ مصلح ابراہیم بجائی سے صحبت، مودت اور اخوت تھی، شیخ ابراہیم شدید بیمار ہو کر زندگی سے مایوس ہو گئے حضرت شیخ محمد اور آپ کے ساتھی ان کی وفات سے قبل تشریف لائے کچھ لوگوں نے حضرت سے عرض کیا حضور! کاش آپ انہیں موت سے مہلت لے دیتے۔ حضرت پر سکر و مستی کا ورود ہوا حس معطل ہو گئی جب افاقہ ہوا تو فرمایا دس سال مہلت لے دی ہے ان دس سالوں میں حضرت شیخ ابراہیم کے جو بچے ہوتے انہیں اولاد العشر یعنی دس سالوں کی اولاد کہا جاتا ہے۔ حسین اہدل نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے، آپ کی حضرت شیخ یوسف مواخلی سے دوستی تھی آپ ان کی ملاقات کو گئے تو دونوں کو حضرت جبریل سے شرفِ ملاقات حاصل ہوا ان کے ساتھ فرشتوں کی ایک جماعت تھی۔ یہ واقعہ بھی حسین اہدل نے تاریخ میں ذکر کیا ہے۔ بنو ابی النخل کے ایک فقیہ کے لڑکے کے پاؤں میں کانٹا دھنس گیا کوشش کے باوجود نہ نکل سکا لڑکا شدتِ درد سے پریشان تھا اور چلنے سے عاری، اس کا والد اسے حضرت کی قبر پر لے آیا کیونکہ آپ کی زندگی میں وہ آپ کے پاس آیا کرتا تھا قبر پر آ کر کہنے لگا حضرت فقیہ محمد یہ لڑکا آپ کی قبر پر ڈال دیا ہے اس کے درد کا مرہم اب آپ کی ذات ہے لڑکے کو چھوڑ کر وہ قریب ہی ایک مسجد میں چلا گیا تاکہ دیکھے اب کیا ہوتا ہے، ایک ساعت کے بعد دیکھا کہ لڑکا آرہا ہے وہ بالکل ٹھیک چل رہا ہے گویا اسے کوئی تکلیف نہیں تھی اور کانٹا ہاتھ میں پکڑے ہوئے ہے۔ لڑکے سے پوچھا یہ کیسے ہوا؟ وہ بولا مجھے تو محسوس تک نہیں ہوا بغیر کسی سبب کے کانٹا میرے پاؤں سے نکل گیا۔ آپ کی وفات وادی مور کے کنارے مریخہ نامی گاؤں میں ۶۲۴ھ ہجری میں ہوئی آپ کا مزار وہاں بہت مشہور ہے زیارت گاہ انام ہے بقول شرجی دور

marfat.com

دور سے لوگ وہا حاضری دیتے ہیں اور تبرک پاتے ہیں ۔

علامہ ابن بطوطہؒ سفر نامے میں لکھتے ہیںؒ میں

۸۰. حضرت ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ بن ابی المجد مرشدی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ

جب سکندریہ میں تھا تو شیخ ، صالح ، عابد ، تارک الدنیا ، متوجہ الی اللہ ابو عبداللہ مرشدی کے متعلق سنا ، آپ عظیم المرتبت صاحب کشف اولیائیں سے ہیں اور فیہ بنی مرشد ہیں گوشہ تنہائی میں دوستوں اور غلاموں سے الگ تھلگ تشریف فرما ہیں امرا اور وزرا ۔ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور طرح طرح کے لوگوں کے وفود قدمبوسی کے لیے جاتے ہیں آپ سب لوگوں کو وہی کھانا پھل یا مٹھائی کھلاتے ہیں جس کی وہ نیت کرتے ہیں اور اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ ان پھلوں کا وہ موسم نہیں تھا حج حضرات آپ سے مختلف علاقے مانگنے آتے ہیں آپ کسی کو عہدہ دیتے ہیں اور کسی کو معزول فرماتے ہیں یہ سب باتیں آپ سے متواتر و مشہور ہو چکی تھیں ملک ناصر کئی مرتبہ یہاں آپ کی خدمت میں حاضر ہو چکا تھا ۔ میں بھی اسکندریہ شہر سے آپ کی زیارت کی نیت سے نکلا آگے چل کر ابن بطوطہ فرماتے ہیں میں نمازِ عصر سے پہلے آپ کے گوشہ تنہائی میں جا پہنچا اور سلام عرض کیا میں جب اندر داخل ہوا تو آپ نے مجھے گلے لگا لیا اور نماز کی امامت کے لیے آگے بڑھا دیا ،

جب رات کو میں نے سونا چاہا تو فرمایا جھونپڑی کی چھت پر چڑھ جائیں موسم گرما تھا میں وہاں سو گیا اسی سطح پر سوتے میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک بڑے پرندے کے بازو پر سوار ہوں اور وہ قبلہ کی طرف اڑتے کبھی دائیں طرف ہو جاتا ہے اور کبھی مشرق کی طرف مڑتا پھر جنوب کی سمت اڑنے لگتا ہے پھر دور مشرق کی طرف اڑ کر ایک سرسبز و شاداب اور درختوں والی زمین پر اتر جاتا ہے اور مجھے

marfat.com

وہاں چھوڑ دیا میں اس خواب سے حیران ہوا اور جی میں کہنے لگا اگر حضرت شیخ نے مجھے یہ خواب بتا دیا تو پھر ان کے متعلق جو روایات بیان کی جاتی ہیں وہ سب صحیح ہیں صبح ہوئی میں نماز کے لیے مسجد میں آیا تو آپ نے پھر مجھے امام بنایا پھر مجھے بلا کر میرا خواب مجھے سنا دیا میں نے بھی سارا واقعہ عرض کر دیا۔ فرمانے لگے آپ جلد حج کریں گے اور پھر حضور علیہ السلام کی زیارت کریں گے پھر یمن اور عراق کی سیر کریں گے پھر ترکی اور ہندوستان جائیں گے اور وہاں کافی عرصہ قیام کریں گے وہاں میرے بھائی دلشاد ہندی سے بھی ملیں گے وہ آپ کو ایک شدید تکلیف سے نجات دلائیں گے پھر آپ نے مجھے زادِ راہ کے طور پر کچھ روٹیاں اور درہم عطا فرمائے میں نے آپ کو الوداع کہی اور واپس ہوا، یہ ان کی برکت ہے کہ پھر مجھے اپنے سفروں میں بھلائی ہی نصیب ہوئی، اور آپ کی برکات نے میرا ساتھ دیا آپ کی ملاقات کے بعد صرف ولی خدا سیدی محمد عاشقِ خدا ہندوستانی ہی مجھے ایسے ملے جنہیں آپ سے مشابہت ہے"۔

امام مناویؒ فرماتے ہیں آپ ملک مصر کے رہبر و قائد ہیں بہت زیادہ خرچ فرماتے مگر کسی سے کچھ نہ لیتے تھے صرف تین راتوں میں ہزار دینار سے زائد خرچ کر دیا آپ کا جو منکر بھی آپ کے پاس پہنچتا اس کا انکار ختم ہو جاتا۔ ابن سید الناس وغیرہ کے شکوک دور ہو گئے تھے۔ جب آپ کے گوشۂ عزلت میں کوئی آتا اور نماز کا وقت ہوتا تو جو آدمی اذان کا اہتمام کرتا اسے اذان دینے کا اور جو نماز کا اہتمام کرتا اسے نماز پڑھانے کا حکم دیتے اور جو خطابت کا شہسوار ہوتا اسے خطابت کا حکم دیتے حالانکہ ان لوگوں کے کوائف کا آپ کو پہلے علم نہ ہوتا۔ آپ بڑے خوش شکل، نورانی چہرے والے، جمیل ہیئت والے، حسنِ اخلاق کے مجسمہ اور کثرت سے تلاوت فرمانے والے تھے اور دلوں کے بھید بتانے میں غلطی نہیں کرتے تھے شطحیات سے

marfat.com

واسطہ نہ تھا، اعتقاد بڑا حسین تھا۔ حکومت والے بھی آپ کی عظمت وشان کے معترف تھے گذشتہ ادوار میں بھی ایسی باتیں نہیں سُنی گئی تھیں جیسی آپ سے ظہور پذیر ہوئیں آپ ہر آدمی کے سامنے وہی کھانا پیش کرتے جس کی اسے خواہش ہوئی حالانکہ وہ کھانے قاہرہ اور دمشق کے علاوہ کہیں موجود نہ ہوتے تھے۔ امام منادیؒ ہی فرماتے ہیں کہ آپ بالکل ٹھیک تھے آپ نے اپنے اردگرد کے گاؤں والوں کو بلایا جب وہ سب آگئے تو آپ الگ ہو گئے اور اپنے دربار کے گوشۂ تنہائی میں داخل ہوئے بڑی دیر تک تشریف نہ لائے لوگوں نے آپ کو دیکھا تو آپ وفات فرما چکے ہیں آپ لوگوں کو کثرت سے کھانا کھلاتے مگر کسی کو یہ معلوم نہ تھا کہ یہ کھانا کہاں سے آتا ہے کسی سے آپ کچھ قبول نہیں فرماتے تھے، آپ حافظِ قرآن تھے اور قرآن حضرت صائغ کے پاس پڑھا تھا۔

میں نے پھر نفح الطیب میں یہ عبارت پڑھی "علامہ محمد بن مرزوق تلمسانی خطیبؒ نے اپنی تعالیق میں یہ لکھا ہے کہ میرے والد گرامی کے شیوخ میں سیدی محمد مرشدیؒ بھی شامل ہیں والد صاحب انہیں اپنے مشرقی ممالک کے سفر کے دوران ملے تھے جب آپ مجھے ان کی خدمت میں لے گئے تو میری عمر انیس ۱۹ سال تھی ہم جب حضرت مرشد کی خدمت میں حاضر ہوئے تو یہ اتفاقاً جمعہ کا دن تھا۔ آپ کی عادت شریفہ یہ تھی کہ عین موقع پر کسی کو مسجد میں امامت کا حکم تفویض فرمایا کرتے تھے اس دن بھی اتنے عظیم المرتبت فقہا کا وہاں جمگھٹا تھا کہ آپ کی خانقاہ کے بغیر ایسا مجمع کہیں نہیں ہوتا جب نماز کا وقت قریب ہوا تو فقہا و خطبا گردنیں بڑھا بڑھا کر دیکھنے لگے کہ کس کو نماز پڑھانے اور خطبہ دینے کا حکم ہوتا ہے۔ حضرت شیخ مسجد میں تشریف لائے دائیں بائیں دیکھا میں والد گرامی کے پیچھے تھا آپ کی نگاہ مجھ پر پڑی مجھے فرمانے لگے اے محمد! آئیے میں ان کے ساتھ اُٹھ کھڑا ہوا

marfat.com

اور ان کی خلوت گاہ میں ساتھ چلا گیا، نماز کے فرائض، شروط اور سنتیں زیرِ بحث آئیں، میں نے پھر وضو بڑی خلوصِ نیت کے ساتھ کیا، آپ کو وضو بہت پسند آیا میرے ساتھ آپ مسجد میں داخل ہوئے آپ مجھے منبر تک لے گئے اور فرمایا محمد! منبر پر چڑھ جا، میں عرض کرنے لگا حضور والا! میں نہیں سمجھتا کہ لوگوں سے کیسے خطاب کروں، آپ نے فرمایا منبر پر چڑھ جا، اور مجھے آپ نے وہ تلوار بھی تھما دی جو ان کے ہاں خطیب کو سہارا لگانے کے لیے دی جاتی ہے جب مؤذن اذان دینے لگا تو میں سوچ رہا تھا کہ کیا کہوں، اِدھر مؤذن نے اذان ختم کی اُدھر آپ نے بلند آواز سے مجھے بلا کر فرمایا محمد! اٹھیں اور بسم اللہ کہیں میں نے بسم اللہ کہہ کر حکم کی تعمیل کی میں اب بولنے لگا زبان چل پڑی مجھے نہیں پتہ کہ یہ مضامین کہاں سے آرہے تھے ہاں یہ بات واضح ہے کہ لوگ مجھے غور سے دیکھ رہے تھے اور میری تقریر سے ان پر خشوع طاری تھا میں نے خطبہ مکمل کیا جب منبر سے نیچے اترا تو ارشاد ہوا محمد! آپ نے خوب خطبہ دیا اب ہماری طرف سے آپ کی مہمانی یہ ہے کہ خطابت کا معاملہ آپ کے سپرد ہے اور جب تک آپ متولی ہیں اور زندہ ہیں کوئی اور خطبہ آپ کے بغیر نہیں دے گا۔ پھر ہم حج کے لیے عازمِ سفر ہوئے حج کے بعد تو والدِ گرامی نے وہاں ہی قیام کرنا چاہا اور مجھے واپسی کا حکم دیا تاکہ اپنے چچا اور رشتہ داروں کو جا کر تسلی دوں جو تلمسان میں رہتے تھے اور مجھے یہ بھی حکم دیا کہ وہاں سیدی مرشدی کی خدمت میں ٹھہرا رہوں، میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا تو والدِ گرامی کے متعلق آپ نے پوچھا کہ وہ آپ کی نوازشات و کرم گستریوں میں وقت گزار رہے ہیں اور آپ کی خدمت میں سلام عرض کرتے ہیں پھر مجھے فرمایا محمد! آگے بڑھیں اور اس کھجور سے سہارا لے لیں کیونکہ حضرت شعیب ابو مدین نے یہاں تین سال تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کی ہے پھر آپ ایک عرصہ تک خلوت نشین رہے جب جلوت

marfat.com

میں تشریف لائے تو مجھے اپنے سامنے بیٹھنے کا حکم صادر فرمایا اور ارشاد فرمانے لگے اے محمد! آپ کے والد ہمارے احباب اور بھائیوں میں شامل ہیں مگر آپ اے محمد! مگر آپ اے محمد! گویا یہ الفاظ اشارہ تھے کہ میں اہل دنیا سے مکمل مل گیا ہوں اور باپ والے انداز کو قائم نہیں رکھ سکا پھر فرمایا محمد! آپ کو باپ کی طرف سے فکر و تشویش ہے، آپ کا خیال ہے کہ وہ بیمار ہیں اور آپ کو اپنے شہر کا فکر بھی دامن گیر ہے تو سنیئے آپ کے والد ماجد خیر و عافیت سے ہیں اس وقت حضور ختمی مرتبت صلے اللہ علیہ وسلم کے منبر شریف کے دائیں طرف بیٹھے ہیں ان کی دائیں طرف خلیل مالکیؒ اور بائیں طرف مکہ کے قاضی احمد ہیں، اب رہی آپ کے شہر کی بات، آپ نے اللہ کا نام لے کر زمین پر ایک دائرہ کھینچا پھر اٹھ کھڑے ہوئے ایک ہاتھ سے دوسرا ہاتھ پکڑ کر انہیں پشت کے پیچھے لے گئے اپنے بنائے ہوئے دائرے کے اردگرد گھومتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے تلمسان تلمسان، یہ کہتے ہوئے اس دائرہ کے گرد کئی چکر لگائے پھر مجھے فرمایا محمد! اللہ نے اس شہر میں حاجت پوری فرما دی ہے میں نے عرض کیا کس طرح حضور والا! فرمانے لگے وہاں کے بچوں اور خواتین کو اللہ کریم نے اپنی رحمت سے ڈھانپ لیا ہے۔ سلطان ابوالحسن جس نے محاصرہ کر رکھا ہے وہاں قابض ہو جائے گا اور وہ وہاں کے لوگوں کے لیے بہتر ثابت ہوگا پھر آپ بیٹھ گئے اور میں بھی آپ کے سامنے بیٹھ گیا، مجھے فرمانے لگے خطیب صاحب! میں نے عرض کیا حضور! آپ کا خادم اور غلام ہوں، فرمایا خطیب بن جا تو ہی تو خطیب ہے، مجھے کئی امور کی خبر بھی دی۔ فرمایا تو نے لازماً جامع غربی میں خطابت کے فرائض سرانجام دینے ہیں یہی مسجد اسکندریہ کی سب سے بڑی مسجد تھی، پھر آپ نے چند موٹی موٹی روٹیاں جن کا حجم مختصر سا تھا مجھے عطا فرمائیں اور کوچ کا حکم دیا، اب رہی بات تلمسان کی تو اس شہر میں سلطان ابوالحسن مرینی حضرت کے ارشاد کے مطابق داخل ہو گیا اور خواتین و

marfat.com

بیچے محفوظ رہے مرشدی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ اسی طرح ولایت میں تصرف رکھتے تھے جس طرح سیدی ابوالعباس سبتی کا تصرف ہے واللہ ہمیں ان دونوں سے نفع عطا فرماتے)، بقول علامہ مناوی آپ رمضان شریف ۹۴۵ھ میں وفات فرما گئے قوص کے قریب منیۂ مرشد کے اپنے خلوت کدہ میں ملک مصر میں دفن ہوئے۔

۸۱۔ حضرت محمد بن عبداللہ بن علوی بن استاذ اعظم رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ

آپ عارف ائمہ اور عامل علماٗ کے اکابر میں سے ایک ہیں

آپ کی کرامت ملاحظہ ہو کہ آپ اپنے احباب کے پاس بیٹھے تھے جلدی سے اُٹھے واپس آئے تو کپڑوں سے پانی ٹپک رہا تھا کسی نے محفل سے اُٹھنے کا سبب پوچھا تو فرمانے لگے میرے ایک مرید کا جہاز پھٹ گیا اور ڈوبنے لگا تو اس نے مجھ سے مدد چاہی میں نے جہاز کی دراڑوں کو اپنے کپڑوں سے پُر کر دیا ہے اور جہاز ٹھیک ہو کر چلنے لگ گیا ہے۔ ایک صاحب ایک بدوی کے ہاں مہمان ٹھہرے بدویوں نے انہیں روٹی دی مگر چپڑی ہوئی نہ تھی کہنے لگے ہمارے پاس صرف وہ گھی ہے جو سیّد محمد بن عبداللہ کی نذر ہے وہ صاحب بولے اچھا تم وہ گھی نہیں دیتے تو میں اپنے ہاتھوں سے لے لیتا ہوں ہاتھ گھی لینے کے لیے آگے بڑھایا تو سانپ دوڑتا ہوا ان کی طرف بڑھا انہوں نے واقعہ سے فوراً توبہ کی تو سانپ بھی واپس پلٹ گیا، جب یہ صاحب تریم گئے جہاں حضرت شیخ کا قیام تھا تو آپ کو سلام کرنے حاضر ہوئے حضرت شیخ نے ان کے بولنے سے پہلے سارا واقعہ سُنا دیا۔

آپ کے کسی چچا زاد بھائی نے اپنے جی میں پانچ دینار آپ کے لیے نذر مانے جب وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے دینار طلب فرمائے وہ کہنے لگا بھلا کس لیے اور کب میں نے آپ کے لیے نذر مانے تھے؟ آپ نے فرمایا فلاں

marfat.com

دن فلاں جہاز میں نذر مانے تھے اس نے اعتراف کر لیا۔کسی نے آپ کے لیے مینڈھا نذر مانا، پھر ایک مینڈھا لے آیا آپ نے قبول نہ فرمایا، فرمانے لگے میرا مینڈھا تو ایسا اور ایسا ہے یہ نہیں، آپ علاقہ حضر موت کے شہر تریم میں ۲۹۴ھ میں بقول شلی فوت ہوئے اور زنبل نامی قبرستان میں دفن ہوئے۔

۸۲- حضرت محمد بن موسیٰ نہاری رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ

آپ کے ایک دادا کا نام نہار تھا اس لیے نہاری کہلائے آپ علم وعمل میں اپنے دور میں یکتا تھے آپ کی کرامات اور مکاشفات بہت ہیں جو بھی آپ سے ملنے آتا آپ اس کا نام، باپ دادے کا نام اور شہر کا نام لے کر اس سے بات کرتے یہ باتیں حد تواتر تک پہنچی ہوئی ہیں۔

ایک دفعہ ایک گروہ آپ کی زیارت کے لیے آیا قریب آئے تو ایک نے اپنا کپڑا ایک درخت کے نیچے رکھ دیا پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا میں ننگا ہوں مجھے کپڑا پہنائیں آپ نے فرمایا جھوٹ کیوں بول رہے ہو تمہارا کپڑا تو درخت کے نیچے پڑا ہے۔

سیدی خواجہ سید رسول رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ جو امام طریقت حضرت خواجہ ثانی سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے ایسی کرامات میں بے پایاں شہرت رکھتے تھے میرے عم محترم سید فضل شاہ صاحب بھیرہ سے تشریف لا رہے تھے راستے سے خربوزے خریدے حضرت کی خدمت میں حاضری دے کر گھر آنے کا پروگرام بن گیا تو حضرت کے درِ اقدس سے دور ایک جگہ کپڑے میں بندھے ہوئے خربوزے رکھ دیے جونہی آپ کی خدمت میں حاضری دی فرمایا فضل شاہ جی خربوزے بھی ساتھ لے آتے ہوتے یہ سن کر آپ اُٹھے اور خربوزے لے آئے، شدید بارش تھی خادموں کا جمگھٹا تھا اشراق کا وقت تھا فرمانے لگے

marfat.com

کسی عرب بزرگ نے آپ کے ایک فقیر کو تکلیف پہنچائی حضرت نے اسے لکھا اور دھمکاتے ہوئے فرمایا تجھے پتہ نہیں کہ تو سورۃ نحل کا آغاز اور سورہ ص کا آخر ہے، آپ کا اشارہ ان دو آیات کی طرف تھا۔

أَتَىٰ أَمْرُ اللَّهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوهُ

وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَأَهُ بَعْدَ حِينٍ

وہ شخص چند ہی دنوں کے اندر اندر مرگیا بقول علامہ منادی آپ کی وفات شریف ۷۹۸ھ میں ہوئی۔

۸۳- ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ مؤذن رحمۃ اللہ علیہ

آپ وادی مور کے ایک گاؤں غصین کے رہنے والے تھے، آپ فقیہ عالم عامل وزاہد تھے علوم تفسیر میں آپ کو ید طولیٰ حاصل تھا آپ بغیر کسی مدد کے قرآن حکیم کی مکمل تفسیر لکھوا سکتے تھے آپ نے شہرہ آفاق فقیہ حضرت محمد بن عمر خشیبر سے علم فقہ حاصل فرمایا تھا، آپ صلاح وکرامات میں بہت مشہور تھے ابتدائے عمر میں سماع کے منکر تھے ایک رات انہوں نے دیکھا کہ حضور شفیع محشر صلی اللہ علیہ وسلم ایک عظیم جماعت کے ساتھ ان کے گاؤں میں تشریف لائے اور آپ کے ساتھ ایک مغنی بھی ہیں جو یہ بول الاپ رہا ہے۔ ؎ قد متم نمال البان - والضال والاسل

بیچاری دودھ لے کر پانی کے کنارے بیٹھ گئی ہے پانی اترے تو وہ آئے کافی دیر کے بعد دوسال سے ایک عورت دودھ کا مٹکا اٹھائے آئی اور کہنے لگی آج یہ دودھ لنگر شریف میں پہنچانا چاہتی تھی مگر برساتی نالہ نے کئی گھنٹے روک لیا، یہ نالہ حضرت کے گاؤں سے تین چار میل دور تھا۔ جن لوگوں نے دورِ حاضرہ کے باخداؤں کی ایسی کرامات دیکھی ہیں وہ اسلاف کی کرامات پڑھ کر سبحان اللہ کہتے ہیں اور ایمان کو تازہ کرتے ہیں، (مترجم)

marfat.com

حللتم ربی نعمان - واجتمع الشمل -

آپ بیدار ہو گئے تو حیرانی کی انتہا نہ رہی کہ گاؤں میں ایک شخص صوفیہ کی جماعت کے ساتھ موجود ہے اور وہ یہی بول الاپ رہا ہے حالانکہ اس گاؤں میں اس سے پہلے کبھی کوئی سماع کے لیے نہیں آیا کرتا تھا لیکن یہ مغنی تو بالکل وہی ہے جو حضور علیہ السلام کے دربارِ ابہار میں خواب میں نغمے گا رہا تھا - آپ اس جماعت سراپا برکت کی طرف گھٹنوں کے بل چل کر گئے پھر وفات تک سماع کا مشغلہ جاری رہا کہا جاتا ہے کہ بیس سال آپ نے سماع کی چٹائیاں لپیٹنے نہیں دیں اور اسی آدمی کو اپنا حادی (حدی خواں وقوال) بنائے رکھا جب آپ کا انتقال ہوا تو یہ حدی خواں (موسیٰ بن قویر) شیخ اسماعیل بن ابراہیم جبرتی کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور وہیں زبید میں حدی خوانی کرتے وفات پائی، حضرت شیخ محمد مذکور لوگوں میں بڑے جلیل الشان تھے لوگ آپ کے بہت معتقد تھے ملک مجاہد خود چل کر ان کی زیارت کے لیے آیا تھا آپ کا ہاتھ مبارک تھاما اور آپ کی بیحد تعظیم و تکریم اس کا شیوہ تھا۔ ؎

آپ نے طویل عمر پائی قریباً ایک سو دس سال دنیا میں جلوہ افروز رہے اپنے گاؤں میں ہی وفات ہوئی آپ کے مزار کی زیارت تبرک کے طور پر کی جاتی ہے بقول امام شرجی آپ کی تاریخ وفات کی تعین نہیں دیکھی آپ کا زمانہ ملک مجاہد کے زمانے سے ہی معروف ہے - مجاہد کی وفات ۷۶۴ھ میں ہوئی ہے -

۸۴ - حضرت محمد بن محمد وفا سکندری رحمۃ اللہ علیہ

آپ پہلے

؎ اقبال ایسی باتوں کے پیشِ نظر فرماتے ہیں ۔ ؎

کہاں سے تو نے اے اقبالؔ سیکھی ہے یہ درویشی
کہ چرچا بادشاہوں میں ہے تیری بے نیازی کا

marfat.com

مغربی بہر مصری ہیں آپ شاذلی سلسلہ کے عظیم و شہیر صوفی ہیں، حضرت سیدی علی وفا رحمۃ اللہ تعالیٰ کے والد گرامی ہیں آپ نے وفات کے قریب اپنا جبہ اتار کر موشحات کے مصنف حضرت ابزاری پر ڈال کر فرمایا یہ آپ کے پاس امانت ہے میرے صاحبزادے علیؒ کو دے دینا، جب یہ جبہ و گدڑی ان کے پاس تھی تو انہوں نے الموشحات الظلفیہ کی تصنیف لطیف فرمائی اسی دوران سیدی علیؒ جوان ہو گئے گدڑی انہیں دے دی اور اپنا کام چھوڑ دیا، امام شعرانیؒ فرماتے ہیں کہ آپ کو وفا اس لیے کہتے ہیں کہ دریائے نیل کا بہاؤ رک گیا اور وفا کے دور تک یہی حال رہا مصر والے ملک چھوڑ جانا چاہتے تھے آپ دریا پر تشریف لائے اور فرمایا اللہ کے حکم سے بڑھ جا۔ اس دن سترہ گز دریا میں پانی چڑھ آیا اور دریا نے آپ کی بات پوری کر دی لہٰذا لوگ آپ کو وفا کہنے لگ گئے۔ مناوی فرماتے ہیں آپ نے سات سال کی عمر میں کتابیں لکھنا شروع کر دیں حالانکہ آپ ان پڑھ تھے آپ کی وفات ۷۰۶ھ میں ہوئی۔

۸۵۔ حضرت ابو عبد اللہ محمد بن موسیٰ بن امام احمد بن موسیٰ بن عجیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ فقیہ صالح عالم اور صاحبِ کرامات و مکاشفات تھے کرامت ملاحظہ ہو کہ ایک عظیم المرتبت انسان آپ کا دوست تھا اس کی بیوی مر گئی جس کے ساتھ اسے والہانہ پیار تھا اسے بحد صدمہ ہوا وہ حضرت محمد مذکور کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا حال زار سنایا کہنے لگا میرا مطلب یہ ہے کہ میں اسے دیکھوں اور وہ جس حال میں ہے اسے دیکھوں، حضرت نے معذرت چاہی اور اس کی بات نہ مانی وہ کہنے لگا میں حاجت پوری ہوئے بغیر واپس نہیں جاؤں گا، چونکہ حضرت کے ہاں اس کی

marfat.com

قدر ومنزلت تھی لہٰذا آپ نے اسے تین دنوں کی مہلت دی پھر اسے ایک دن بلا کر فرمایا اس مکان میں اپنی بیوی کے پاس چلا جا وہ کمرے میں گیا تو بیوی کو خوب صورت حال میں پایا اس نے شاندار لباس پہن رکھا تھا حال پوچھنے پر بتانے لگی کہ بالکل خیر وعافیت ہے وہ اس بات سے خوش ہو گیا، حضرت کی خدمت میں خوشی خوشی مطمئن دل کے ساتھ آیا۔ اب اس کے غم واندوہ میں ٹھہراؤ پیدا ہو چکا تھا آپ کی اور بھی بہت سی کرامات ہیں بقول علامہ شرجی آپ کی وفات سنہ ۷۷۶ھ میں ہوئی۔

۸۶۔ حضرت محمد ششینی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ

آپ شطی حضرات میں شامل ہیں بہت سی کرامات ہیں مثلاً جو بھی آپ سے بے ادبی سے پیش آتا ہلاک ہو جاتا آپ نے کاشف کے سامنے کسی کی سفارش کی مگر اس نے نہ مانی اور کہنے لگا اگر آپ بزرگ ہیں تو مجھے نفخ دگیسٹک میں مبتلا کردے آپ نے بسم اللہ کہہ کر اسے دم کر دیا اس کا پیٹ پھول گیا وہ چیخنے لگا معذرت چاہی اور توبہ کی حضرت نے پیٹ پر ہاتھ پھیرا تو نفخ جاتا رہا اور موت تک آپ کا عقیدت کیش رہا بقول امام مناویؒ آپ کی وفات آٹھویں صدی میں ہوئی۔

۸۷۔ حضرت محمد بن علوی بن احمد بن استاذ اعظم رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ

آپ علمائے عاملین کے امام اور اولیائے عارفین کے مرشد ہیں آپ کی لاتعداد کرامات ہیں۔ شیخ فضل بن عبداللہ بچوں کو لے کر گرے پڑے بیر اکھٹے کرنے نکلے، حضرت شیخ محمد مذکورؒ نے انہیں دیکھ لیا بلا کر خوب کان کو رگڑا انہیں شدید درد ہوا پھر فرمایا یہ کام آپ کی شان کے شایان نہیں اس کام میں

marfat.com

لگ جائیے جس کی طلب میں لوگ آپ کے پاس آتے ہیں شیخ فضلؒ کہتے ہیں آپ کے اس ارشاد نے میرے دل پر بہت اثر ڈالا میں نے تحصیل علم کے لیے اپنے آپ کو وقف کردیا اور اللہ نے دل کے دروازے کھول دیے، شیخ فضلؒ نے آپ کے سامنے وسوسے کی شکایت کی فرمانے لگے اب وسوسہ نہیں آئے گا تو ایسا ہی ہوا پھر وہ کبھی وسوسوں میں مبتلا نہیں ہوئے۔ سردیوں کے دنوں میں آپ کے کسی خادم کی چوری ہوگئی وہ آپ کے درِ دولت پر حاضر ہوا آپ حسبِ معمول سویرے سویرے جامع مسجد میں تشریف لے گئے تھے وہ وہاں پہنچا مگر اس کے بولنے سے پہلے آپ نے ارشاد فرمایا گھر چلا جا چور سامان واپس کر گیا ہے وہ واپس آیا تو دیکھا آپ کا ارشاد پورا ہو چکا تھا۔ آپ کا کوئی خادم صحرا میں راستہ بھول گیا اسے ہلاکت کا یقین ہو چکا تھا، پھر آپ سے مدد مانگی اور چل پڑا اسے یوں محسوس ہوا کہ کوئی کہتا ہے یہ ہے راستہ دیہ سن کر اس نے دیکھا) تو وہ جادہ پہنچ چکا تھا آپ شہر تریم علاقہ حضرموت میں ۷۶۷ھ میں فوت ہو کر زنبل کے قبرستان میں دفن ہوئے بقول علامہ شلیؒ آپ کی قبر زیارت گاہِ انام ہے۔

۸۸۔ حضرت محمد بن ابراہیم بن رحمان رحمۃ اللہ علیہ

آپ عمل کرنے والے، نیکی پسند اور بڑے فاضل عالم تھے حنفی المشرب تھے بہت سی کرامات ہیں آپ کے سسر حکومت کے ملازم تھے سلطان نے انہیں قید کر دیا حضرت شیخ کی توجہ لوگوں کے احوال اور اندرونی معاملات کی طرف بالکل نہیں ہوتی تھی دلہٰذا آپ نے سسر صاحب کی طرف بھی کوئی توجہ نہ فرمائی، عید آگئی اور وہ جیل میں تھے ان کی بیوی اور بچے رو رو کر بدحال ہو رہے تھے آپ کی حکمران طبقے میں سے کسی کے ساتھ شناسائی نہ تھی۔ آپ سلطان کے دروازے کی طرف

marfat.com

گئے ادھر آپ نکلے اور ادھر سلطان عید کے لیئے نکلا، حضرت نے اس کے سامنے آکر سر ننگا کر دیا سلطان کا گھوڑا وہیں کھڑا ہو گیا وہ ایک قدم بھی آگے نہ بڑھا۔ دوسری سواری لائی گئی خدا جانے کتنی سواریاں آئیں مگر وہاں سے آگے نہ بڑھیں سلطان نے لوگوں سے کہا کچھ دیکھو تو سہی، لوگوں نے دیکھا تو حضرت ننگے سر کھڑے تھے لوگوں نے پوچھا کیا بات ہے؟ فرمانے لگے میرے سُسر قید ہیں شاہ نے ان کی آزادی کا حکم دیا تو گھوڑا فوراً چل پڑا بقول مناویؒ آپ کی وفات ۷۶۹ھ ہجری میں ہوئی۔

۸۹۔ حضرت محمد بن عید صوفی شیخ بہاؤ الدین کازرونی رحمۃ اللہ علیہ

آپ اپنے علاقہ سے بطور امام تصوف مصر میں تشریف لائے لوگ آپ کے پاس چکری لگاتے رہتے تھے پھر گھر بار چھوڑ کر آپ کے پاس ڈیرے ڈال دیے امام مناوی علامہ ابن حجرؒ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ نجم بالسیؒ نے آپ کا ایک عجیب واقعہ سنایا کہنے لگے ہم آپ کے جنازے میں حاضر تھے جب آپ کو قبر میں رکھا گیا اور قبر میں رکھنے والا آدمی قبر سے نکلا تو لحد حسین ہو چکا تھا لوگوں کی نگاہیں اس پر مرکوز ہو گئیں اور لوگ شیخ کی عظمت سے حیران رہ گئے بقول مناوی وصال شریف ۷۷۳ھ ہجری میں ہوا۔

۹۰۔ حضرت ابو عبداللہ محمد بن عمر بن محمد زوکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ عامل، کامل اور فاضل امام تھے، کئی فنون کے ماہر مگر علم و ادب خصوصاً لغت کی سرداری تو آپ پر ختم تھی، اخلاق عمدہ، سینہ بے کینہ اور خیر و صلاح کی شہرت کے حامل تھے، حضور علیہ السلام نے خواب میں جمال جہاں آرا دکھا کر فرمایا جو

marfat.com

تیرے پاس پڑھے گا جنت میں جائے گا اس خواب کی وجہ سے لاتعداد علماً نے آپ سے پڑھا شیخ شریف عبدالرحمان فاریشی جیسے بزرگ بھی ان تلامذہ میں شامل ہوتے حضرت محمد زد کی آخری عمر میں مکہ مکرمہ میں مقیم ہو گئے تھے مکہ والے آپ کے بہت معتقد تھے حضرت فقیہ سلیمان علویؒ کہتے ہیں کہ ہمارے دوست عبداللہ بن محمد کی کو اسہال اور خون بہنے کی شدید تکلیف ہوتی خون حد سے زیادہ بہہ رہا تھا رات اور دن میں ساٹھ ساٹھ دفعہ بھی انہیں پاخانہ کے لیے جانا پڑتا ان کے والد یہ دیکھ کر انہیں حضرت کی خدمت میں لے آئے تاکہ ان سے خیر و عافیت کی دعا کرائیں کیونکہ آپ خیر و صلاح میں سارے مکے میں مشہور تھے جب وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے دعا فرما کر حکم دیا کہ پیٹ سے پردہ ہٹاؤ انہوں نے پیٹ سے کپڑا ہٹایا تو حضرت نے اپنے پیٹ سے کپڑا ہٹا کر ان کے پیٹ سے پیٹ ملا کر رگڑا فوری اثر ہوا خون بہنا رُک گیا اور وہ جلدی صحت یاب ہو گئے حضرت شریف عبدالرحمانؒ فاریشی کی فرماتے ہیں جب مجھے حضرت کے اس خواب کا علم ہوا جس میں نبی علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ جو تیرے پاس پڑھے گا جنت میں جائے گا تو میں نے بھی پڑھنے کے لیے آپ کے پاس جانے کا پختہ ارادہ کر لیا (آپ میرے اس ارادے کو غائبانہ بھانپ کر) میرے گاؤں تشریف لے آئے اور میں نے آپ سے پڑھا یہ بھی تو آپ کی کرامت تھی آپ مکہ مشرفہ میں ۷۰۲ ہجری میں فوت ہوتے اور اُمّ المؤمنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالے عنہا کے پڑوس میں دفن ہوئے

۹۱۔ ابُو عبداللہ محمد بن عیسیٰ زیلعی رحمۃ اللہ علیہ

آپ صاحبِ کرامات خارقہ اور منبعِ مکاشفاتِ صادقہ تھے اور اس سونے پر سہاگہ یہ کہ آپ عبادت

marfat.com

وزہد اور تقویٰ و ورع میں بھی کامل تھے آپ مجسمۂ نور اور سراپا ہیبت تھے آپ کے دادا حضرت احمد بن عمر زیلعیؒ نے کہا تھا کہ میرے بیٹے عیسٰی کا لڑکا ہوگا جس کا نام محمد ہوگا وہ اتنا صاحبِ کمال ہوگا کہ اس کی ابتدا میری انتہا ہے آپ کی ایک کرامت ملاحظہ ہو کہ آپ کا ایک جوان لڑکا تھا دیہاتی عربوں کی عادت کے مطابق ایک دعوت میں تلوار ہاتھ میں لیے وہ لوگوں کے ساتھ کھیل کود میں مشغول تھا تلوار ایک شخص کی آنکھ میں لگی اور اس کی آنکھ باہر نکل آئی حضرت کو علم ہوا تو اسے بُلایا آنکھ کو واپس اس کی جگہ پر رکھا اس پر تھوکا آنکھ بالکل ٹھیک ہو گئی۔ آپ کے گاؤں والی مسجد کی آپ تعمیر کرا رہے تھے ایک آدمی اوپر سے نیچے گرا اس کی گردن ٹوٹ گئی اسے آپ کی خدمت میں اٹھا لائے آپ نے ہاتھ پھیر کر اس پر تھوکا گردن سیدھی ہو گئی معلوم ہوتا تھا اسے کچھ ہوا ہی نہیں وہ اسی وقت پھر اٹھ کر کام کرانے لگ گیا اس مسجد کی تعمیر کے دوران یہ بھی مشہور ہے کہ آپ کو مصارف غیب سے مل رہے ہیں کیونکہ دنیائے ظاہر میں نہ آپ کے پاس مال تھا نہ تجارت تھی اور نہ ہی زراعت تھی اور نہ ہی کوئی اور کاروبار تھا بلکہ آپ علائق سے پاک تنہا فقیر تھے آپ نے اس حالت میں اتنی وسیع وعریض عمارت بنائی اور مالِ کثیر صرف فرمایا، اگر لوگ آپ کو چمٹ جاتے کہ فوراً بارش ہونی چاہیئے تو اللہ کریم اسی وقت بارش عطا فرما دیتے۔

ملک مجاہد کی لونڈی کو اس کی والدہ نے آپ کی خدمت میں بھیجا وہ آئی اور اپنے آقا مجاہد کی رہائی کے لیے بڑی زاری کی جسے مکہ مکرمہ سے مصر لے جایا گیا تھا وہ بالکل چمٹ گئی آپ نے فرمایا اب آزاد ہو گیا ہے لونڈی نے وقت کی تعیین کر لی جب آزاد ہو کر مجاہد واپس آیا تو اس نے بتایا کہ فی الواقع اس کی آزادی کا وقت وہی تھا جو حضرت نے ارشاد فرمایا تھا لونڈی نے آپ کی خدمت میں پانچ سو دینار

marfat.com

نذرانہ پیش کیا آپ نے اسے ناپسند فرمایا اور ناراض ہوئے اور رقم واپس کر دی۔
بقول علامہ شعرانی آپ کی وفات ۷۸۶ھ میں ہوئی۔

آپ طریقہ عالیہ نقشبندیہ کے مرشد

۹۲- امام طریقہ نقشبندیہ سیدی محمد بہاالدین شاہ نقشبند بخاری رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ

اعظم ہیں اور ائمہ صوفیہ کے اکابر کے قائد ہیں، آپ نے سلوک و طریقت کا درس حضرت شیخ محمد بابا سماسی سے اور پھر حضرت سید امیر کلال سے پڑھا آپ کی ولادت باسعادت بخارا سے ایک فرسخ دور قصر العارفاں نامی گاؤں میں ۷۱۸ ہجری میں ہوئی آپ خود فرماتے ہیں کہ جب شیخ محمد بابا سماسی کی وفات ہوئی تو میرے دادا مجھے سمرقند لے گئے، انہیں جب بھی کسی مردِ خدا کی کسی جگہ اطلاع ملتی مجھے اس کے پاس لے جاتے اور اس سے میرے حق میں دعا کے طالب ہوتے۔ مجھے ان سب اہل اللہ کی برکات ملیں جن کے پاس وہ مجھے لے گئے۔ مجھے پھر وہ سمرقند سے بخارا لے آئے اور وہاں میری شادی کی۔ میں قصرِ العارفاں میں ہی سکونت پذیر تھا یہ اللہ تعالےٰ کی خصوصی عنایت تھی کہ میں انہی دنوں قلنسوۃ العزیزاں تک پہنچ گیا۔ (حضرت شیخ علی رامیتنی کا لقب اصحابِ سلسلہ کے ہاں عزیزاں ہے یہ آپ کی ٹوپی تھی جسے قلنسوۃ العزیزاں کہتے ہیں مترجم) اب میرے احوال میں حسن پیدا ہوا میری آرزوں نے قوت پائی اور مجھے سید امیر کلال قدس سرہ کی صحبت سے حصۂ وافر ملا انہوں نے مجھے بتایا کہ حضرت شیخ محمد بابا سماسی قدس سرہ میرے متعلق انہیں وصیت فرماتے ہوئے کہہ چکے ہیں کہ میرے بیٹے محمد بہاالدین کی تربیت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرنا اور نہ ہی شفقت میں کوتاہی کرنا اگر آپ نے کمی و کوتاہی کی تو میں ہرگز معاف نہیں کروں گا'' حضرت سید امیر کلال فرمانے لگے اگر میں اس وصیت میں کوتاہی کروں تو

marfat.com

مرد نہیں ہوں" پھر آپ نے وعدہ پورا فرما دیا۔

حضرت زید ارشاد فرماتے ہیں میری خدا آگاہی اور رجوع الی اللہ کا آغاز اس طرح ہوا کہ میں اپنے ایک دوست کے ساتھ خلوت میں بیٹھا تھا میں اس سے باتیں کر رہا تھا کہ ایک قائل کی آواز سنی جو مجھے کہہ رہا تھا کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ آپ سب سے کٹ کر ہماری سرکار کی طرف ہمہ تن توجہ بن جائیں، اس کلام کو سن کر مجھ پر عجیب حال طاری ہوا میں اس گھر سے بھاگ نکلا مجھے کہیں قرار نہیں مل رہا تھا قریب ہی پانی تھا میں نے وہاں غسل کیا اور کپڑے دھوئے، اسی رجوع الی اللہ کی حالت میں میں نے دو رکعت نماز نفل ادا کی عرصہ دراز سے ایسی دو رکعتیں پڑھنے کی خواہش تھی جو پوری نہیں ہو رہی تھی آج وہ خواہش پوری ہو گئی۔

آپ مزید وضاحت فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں جذب و مستی کے آغاز میں مجھ سے پوچھا گیا کہ اس طریق (فقر و ولایت) میں کیسے داخل ہو گے، میں نے کہا اس شرط پر داخل ہوں گا کہ "وہی ہو جو میں کہوں اور اسی طرح ہو جس طرح میں چاہوں" مجھے جواب ملا جو کچھ ہم کہتے ہیں اس پر عمل پیرا ہونا ضروری ہوتا ہے، میں نے جواباً عرض کیا مجھ میں اس پر عمل پیرا ہونے کی سکت نہیں اگر جو میں کہوں وہ ہو تو میں اس طریق میں قدم رکھتا ہوں ورنہ آگے نہیں بڑھتا۔ دو دفعہ ان باتوں کا تکرار ہوا پھر مجھے انہوں نے پندرہ دنوں تک اپنے حال پر چھوڑا میں بہت زیادہ مایوس ہوا اس کے بعد مجھے کہا گیا جو چاہو گے وہی ہو گا میں نے عرض کیا مجھے وہ طریق (ہدایت) عطا ہو کہ جو بھی اس میں شامل ہو مقام وصول (الی اللہ) کو پالے۔

خود فرماتے ہیں ابتدائے سلوک اور حال کے غلبہ کے دوران مجھے قرار نہیں ملتا تھا رات کو بخارا کے ارد گرد گھومتا، قبروں کی زیارت کرتا، ایک رات میں نے شیخ محمد بن واسع کے مزار اقدس کی زیارت کی، وہاں ایک دیا تھا جس میں کافی مقدار

marfat.com

میں تیل تھا اور ایک لمبا فتیلہ (ڈیوٹ)، اس میں پڑا تھا اس فتیلہ کو کچھ ہلانے کی ضرورت پڑتی تھی تاکہ تیل اچھی طرح جل سکے اور روشنی تازہ ہوتی رہے، کچھ دیر بعد مجھے ارشاد ہوا کہ میں حضرت شیخ احمد جغرپولی کی قبر اقدس کی زیارت کروں وہاں حاضری دی تو وہاں بھی ایسا ہی جلتا ہوا چراغ پایا اچانک دو آدمی نمودار ہوئے میری کمر میں تلوار باندھی اور مجھے گدھے پر سوار کیا اور گدھے کو حضرت شیخ مزداخن قدس سرہ کے مزار کی طرف ہانک دیا جب ہم وہاں پہنچے تو وہاں بھی پہلے دو چراغوں کی طرح ایک دیا جلتا ہوا پایا میں گدھے سے اتر کر رو بقبلہ بیٹھ گیا اس توجہ کے دوران مجھ پر خود فراموشی (غیبت) طاری ہوگئی اسی محویت کے دوران میں نے دیکھا کہ مغربی دیوار پھٹ گئی ہے اور ایک اونچا سا چبوترہ سامنے آگیا ہے جس پر ایک عظیم المرتبت انسان تشریف فرما ہے اور سامنے پردہ لٹکایا ہوا ہے اس چبوترے کے اردگرد ایک جماعت بیٹھی ہے جن میں حضرت محمد بابا سماسی رح بھی تشریف رکھتے ہیں۔ میں نے جی میں سوچا یہ عظیم ہستی کون ہیں؟ اور ان کے اردگرد یہ کن حضرات کا مجمع ہے؟ حاضرین میں سے ایک صاحب بولے یہ عظیم المرتبت شخص حضرت شیخ عبدالخالق غجدوانی رح ہیں اور یہ جماعت آپ کے خلفاء کی ہے ہر ایک کی طرف اشارہ کرکے کہنے لگے (۱) یہ شیخ احمد صدیق ہیں (۲) اور یہ شیخ اولیائے الکبیر ہیں (۳) یہ شیخ عارف ریوگری ہیں (۴) یہ شیخ محمود الخیری فغنوی ہیں (۵) یہ شیخ علی رامیتنی رح ہیں (۶) جب شیخ محمد بابا سماسی رح کی باری آئی تو کہنے لگے انہیں آپ نے ظاہری زندگی میں دیکھا تھا یہ آپ کے مرشد ہیں انہوں نے آپ کو قلنسوۃ (ٹوپی) دی تھی کیا آپ انہیں پہچانتے ہیں؟ میں نے کہا جی ہاں۔ ٹوپی کے واقعہ پر تو ایک زمانہ گزر چکا تھا اور میں اسے بھول چکا تھا۔ پھر وہ صاحب گویا ہوئے وہ ٹوپی تو آپ کے گھر میں ہے اس کی برکت سے آپ پر نازل ہونے والی ایک مصیبت اللہ کریم نے دور فرما دی تھی۔ اب سب نے مجھے کہا

marfat.com

ہمہ تن گوش بن جاییے کہ اعلیٰحضرت آپ کے سامنے ایسے کلمات ارشاد فرمانا چاہتے ہیں جن کے بغیر طریقِ حق پر چلنا مشکل ہے، میں نے سب حضرات کو پوچھا کہ میں حضرت کو سلام پیش کرنا چاہتا ہوں ان حضرات نے پردہ دور کردیا میں نے سلام عرض کیا آپ نے احوال سلوک کے تین مدارج ابتداء، وسط اور انتہا کے متعلق ارشادات فرمانے کے بعد فرمایا وہ چراغ جو تم نے اس خاص کیفیت میں دیکھے ہیں وہ تمہارے لیے بشارت تھے اور اس بات کی طرف اشارہ تھے کہ تم میں مکمل قابلیت واستعداد اس طریق پر چلنے کی ہے ہاں صرف استعداد کے فتیلے کو حرکت دینے کی ضرورت ہے تاکہ انوار قوت پائیں اور اسرار ظاہر ہو جائیں تم نے اگر اپنی قابلیت کو اس کا حق ادا کر دیا تو اپنا مقصود پا لو گے۔ ہاں سب احوال میں شریعت مطہرہ کے راستے پر استقامت وثبات کو شعار بنائے رکھنا، نیکی کا حکم دینا اور بدی سے روکنا، ہمیشہ عزیمت و فرض کو اختیار کرنا رخصت اور بدعت سے بچنا، حضور سیدِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو اپنا قبلہ سمجھنا، آپ کے آثار و اخبار اور صحابۂ عظام کے احوال کا متلاشی رہنا۔ پھر آپ نے اس بات پر آمادہ کرنے اور عمل پیرا ہونے پر زور دیا ابھی آپ کا کلام ختم ہوا ہی تھا کہ آپ کے خلیفہ نے مجھے کہا اس سارے واقعہ (مکاشفہ) کے سچا ہونے کی نشانی یہ ہے کہ آپ کل حضرت مولانا شمس الدین انبیکوی کے پاس جائیں گے اور انہیں بتائیں گے کہ فلاں ترکی ماشکی کے خلاف جو دعویٰ ہے اس میں وہ سچا ہے حق ترکی کے ساتھ ہے اور آپ ماشکی کی مدد کر رہے ہیں، اگر ماشکی اس دعوے کے سچا ہونے کا انکار کرے تو اسے کہنا میرے پاس دو گواہ موجود ہیں (۱) اے ماشکی تو عطشان ہے وہ عطشان لفظ کا معنی جانتا ہے (۲)، تو ایک بیگانی عورت کے پاس بدی کے لیے گیا تھا وہ حاملہ ہوگئی تھی تو نے اسقاطِ حمل کرادیا اور فلاں جگہ ایک انگور کے نیچے اسے دفن کر دیا، پھر خلیفہ صاحب

marfat.com

کہنے لگے جب آپ یہ پیغام حضرت مولانا شمس الدین کو پہنچا چکیں تو دوسرے دن تین دانے منقے کے لے کر حضرت سید کلال کی خدمت کے لیے نسف شہر کی طرف چل دیں، راستے میں ایک بوڑھا فلاں جگہ آپ کو ملے گا وہ آپ کو گرما گرم روٹی دے گا وہ لے لینا مگر بوڑھے سے بات نہ کرنا اور اپنی راہ لینا آگے ایک قافلہ ہو گا جب آپ اس قافلہ سے آگے نکلیں گے تو آپ کو ایک گھوڑسوار ملے گا اسے نصیحت کرنا اس کی توبہ آپ کے ہاتھ پر مقدر ہے، قلنسوۃ العزیزاں لے کر حضرت سید کلال کی خدمت میں حاضر ہو جانا، یہاں پہنچ کر ان حضرات نے مجھے جھنجھوڑا میں دنیائے شعور میں واپس آیا، جب صبح ہوئی تو میں زیورتوں میں اپنے ڈیرا پر پہنچا اور گھر والوں سے قلنسوۃ (ٹوپی) کے متعلق پوچھا وہ ٹوپی لے آئے اور کہنے لگے یہ اپنی جگہ پر عرصہ دراز سے پڑی تھی۔ جب میں نے ٹوپی دیکھی تو عظیم حال کا ورود ہوا اور میں خوب رویا میں نے ٹوپی لی اور اسی وقت بخارا کے مشہور گاؤں ابنیکیہ کی طرف روانہ ہو گیا میں حضرت مولانا شمس الدین کی مسجد میں آیا ان کے ساتھ صبح کی نماز پڑھی پھر انہیں وہ پیغام دیا جو مجھے دے کر ان کی خدمت میں بھیجا گیا تھا آپ حیران ہوئے وہ ماتکی وہاں حاضر تھا اس نے ترکی کے دعوے کے صحیح ہونے کا انکار کیا میں نے سابقہ گواہ پیش کر دیے اس نے بدکار عورت والے واقعہ کی تکذیب کی مسجد میں موجود نمازیوں کی ایک جماعت مقررہ جگہ پر گئی انہوں نے وہ جگہ کھودی تو جنین (مردہ بچہ) وہاں مدفون تھا۔ اب ماتکی معذرت کرنے لگا۔ اور مولانا شمس الدین اور مسجد کے نمازی رونے لگ گئے اور ان پر عجیب وغریب حالت طاری ہو گئی میں نے دوسرے دن اس راستے نسف جانا چاہا جو ان حضرات نے میرے لیے متعین فرمایا تھا میں نے تین دانے منقے کے بھی ساتھ لے لیے جب حضرت مولانا کو میرے اس ارادے کا علم ہوا تو انہوں نے مجھے بلوایا بڑی نرمی سے پیش آئے اور

marfat.com

فرمانے لگے میں دیکھتا ہوں کہ طلب کی تحتیوں نے آپ کو گھیر رکھا ہے اور وصول (الی اللہ) کے لیے حصول کی جلن نے آپ کو متاثر کر رکھا ہے آپ کی شفا ہمارے پاس ہے آپ یہاں ہی ٹھہریں تاکہ ہم آپ کی صحیح طرح تربیت کریں اور آپ کی علوِ ہمت کے مطابق آپ کے مقصد کی انتہاؤں تک دستگیری کریں، میں نے ان کی خدمت میں یہ بات عرض کی میں کسی اور کی اولاد ہوں اگر آپ تربیت کا پستان میرے منہ میں ڈالیں گے تو بھی میں اسے قبول نہیں کرسکوں گا آپ خاموش ہو گئے اور مجھے سفر کی اجازت مرحمت فرمادی اب میں نے زین کسا اور دو آدمیوں سے کہا دونوں سمتوں سے اسے خوب کس دیں تاکہ اچھی طرح پختہ ہوجائے میں پھر چل دیا جب اس جگہ پہنچا جس کا ذکر مشائخ نے فرمایا تھا تو مجھے ایک بوڑھا ملا اس نے مجھے ایک گرما گرم روٹی دی میں نے روٹی لے لی اور اس سے کوئی بات نہ کی آگے بڑھا تو قافلہ کو موجود پایا۔ قافلہ والوں نے مجھ سے پوچھا آپ کہاں سے آئے ہیں؟ میں نے جواب دیا نبیکیہ سے آرہا ہوں۔ کہنے لگے کس وقت چلے تھے؟ میں نے جواباً کہا سورج طلوع ہو رہا تھا جب میں چلا، اب چاشت کا وقت تھا وہ حیران ہو کر کہنے لگے اس گاؤں اور اس جگہ تک چار فرسخ (بارہ کوس) کا فاصلہ ہے ہم رات کو ابتدائی حصے میں نکلے تھے، پھر میں آگے بڑھا ابھی چلتے ہوئے تھوڑا ہی وقت گزرا تھا کہ گھوڑسوار سامنے آگیا جب میں اس کے قریب پہنچا تو اسے سلام کہا وہ کہنے لگا آپ کون ہیں میں آپ سے ڈر محسوس کر رہا ہوں میں نے کہا میں وہی ہوں جس کے ہاتھ پر تو نے توبہ کرنی ہے وہ اسی وقت گھوڑے سے اترا اور بڑی تواضع اور خاکساری سے پیش آیا اور توبہ کی اس کے پاس کافی مقدار میں شراب تھی ساری کی ساری بہادی میں اسے بھی پیچھے چھوڑ کر حدودِ نسف میں داخل ہوگیا میں نے حضرت سید کلال رحمۃ اللہ علیہ کے مقام کا قصد کیا، جب حضور کے دیدار کا شرف پایا تو

marfat.com

ٹوپی آپ کے سامنے رکھ دی بہت دیر تک آپ خاموش رہے پھر فرمایا یہ قلنسوۃ العزیزاں ہے، میں نے عرض کیا جی حضور، فرمانے لگے کہ حکم صادر ہوا ہے کہ اسے دس پردوں میں محفوظ رکھیں میں نے ٹوپی لے لی اور تعمیل ارشاد کر دی اس کے بعد آپ نے مجھے مخفی انداز سے نفی و اثبات (لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ) کے ذکر کی تلقین فرمائی اور اس میں مشغول رہنے کا مجھے حکم دیا میں لگاتار اسی طرح کرتا رہا چونکہ مجھے فی الواقعہ عزیمت کا حکم ملا تھا لہٰذا میں نے ذکر جہر نہ کیا میں پھر علماء کی خدمت میں حاضر ہوا تاکہ علومِ شرعیہ کے انوار ان سے حاصل کر سکوں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار شریفہ اور احادیث عالیہ کے حصول میں لگ گیا نیز سرور کون و مکان علیہ السلام کے اخلاق اور صحابۂ کرامؓ کے احوال کی کرید کرنے لگا اور حسبِ ارشاد مرشدان پر عمل پیرا ہو گیا ان کی بڑی تاثیر اور عظیم نفع دیکھا جو کچھ حضرت شیخ عبدالخالق غجدوانیؒ نے فرمایا تھا سب مجھ پر گزرا اور ہر بات کا نتیجہ اپنے وقت پر ظہور پذیر ہوا۔

حضرت شاہ نقشبند رضی اللہ تعالٰی عنہ آگے چل کر فرماتے ہیں میں پھر سات سال تک مولانا عارف دیگرانی کے ساتھ رہا ان کے بعد حضرت مولانا قثم شیخ کی معیت رہی میں نے ایک رات خواب میں حضرت حکیم قدس سرہ کو دیکھا (آپ ترکی کے مشائخ کے اکابر میں شامل تھے) اور حضرت درویش کو آپ میرے بارے میں ارشاد فرما رہے تھے جب میں بیدار ہوا تو حضرت درویش کی صورت میری قوت خیالیہ میں ایک حد تک موجود تھی میری دادی بڑی پارسا تھیں میں نے انہیں یہ خواب سنایا وہ فرمانے لگیں بیٹا! تمہیں ترک مشائخ سے بھی حصہ ملے گا۔ میں پھر حضرت درویش کی ملاقات کا منتظر رہا پھر خدا کا کرنا یوں ہوا کہ وہ مجھے بخارا میں مل گئے میں نے انہیں پہچان لیا ان کا نام خلیل تھا مگر اس پہلی ملاقات میں ان کی صحبت سے لطف اندوز نہ ہو سکا وہ گھر چلے گئے اور میں دل کی دنیا میں کھو گیا، مغرب کا وقت ہوا

marfat.com

تو ایک شخص میرے پاس آیا اور کہا کہ حضرت درویش خلیل آپ سے ملنا چاہتے ہیں میں نے اسی وقت زیارت کے لیے ہدیہ لیا اور جلدی جلدی آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے چل پڑا جب میں آپ کی خدمت میں پہنچا تو میں نے چاہا کہ انہیں خواب سنا دوں، انہوں نے ترکی زبان میں فرمایا ، جو کچھ آپ نے خواب میں دیکھا تھا مجھے سب معلوم ہے بیان کی ضرورت نہیں میرا دل ان کے لیے سراپا توجہ بن گیا اور ان کے کلام سے مجھے بے پناہ تاثیر ملی اور ان کی صحبت پاک سے مجھے عالی مرتبت احوال عطا ہوتے ،

حضرت شاہ نقشبند رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں ، کہ میں ایک رات زیورتون کے ارد گرد گھومتے پھرتے ایک ٹیلے پر جا پہنچا مجھ پر عجیب کیفیت طاری ہوگئی ، مجھے اس عالمِ کیف و سرور میں فرمایا گیا ہماری سرکار سے جو جی چاہے مانگیے میں نے عجز و تواضع سے عرض کیا میرے مولا ! " مجھے اپنی رحمت و عنایت کے سمندر سے صرف ایک قطرہ عطا فرما دیئے مجھے جواب ملا کیا ہماری عظیم سرکار سے کرم کا ایک قطرہ مانگ رہے ہو ؟ مجھے ایک عظیم المرتبت حال نے اپنی گرفت میں لے لیا علوِ ہمت اور دولت سرور نے مجھے جھنجھوڑا ، میں نے پوری قوت سے اپنے منہ پر طمانچہ مار دیا جس کا کئی دنوں تک مجھے درد رہا ، میں نے عرض کیا اے مولا کریم ! اپنی رحمت و عنایت کے سمندر مجھے دے دے اور انہیں برداشت کرنے کی قوت بھی ساتھ عطا فرما ، مجھے اسی وقت عطا و عنایت کا اثر معلوم ہونے لگا پھر میں ان بلندیوں تک جا پہنچا جہاں تک پہنچنا میرے مقدر میں تھا ۔

آپ کی ایک عظیم کرامت ملاحظہ ہو فرماتے ہیں کہ میں محمد زاہد کے ساتھ ایک دن صحرا کی طرف نکل گیا محمد زاہد بڑا پکا اور سچا مرید تھا ہمارے پاس کام کاج کے لیے کُنٹیاں تھیں ایک دن ایسی حالت طاری ہوتی کہ ہم نے کُنٹیاں پھینک

marfat.com

دیں اور معرفت کے موضوع پر گفتگو کرنے لگ گئے گفتگو چلتے چلتے اس نکتہ پر آ پہنچی کہ عبودیت کیا ہوتی ہے؟ میں نے اپنے مرید صادق سے کہا عبودیت کی انتہا یہ ہے کہ جب عبودیت کا تاج پہننے والا کہہ دے مرجا تو وہ فوراً مرجائے پھر ہوا یوں کہ میں نے محمد زاہد کو چونکہ یہ فقرہ کہا تھا کہ "مرجا" لہٰذا وہ اسی وقت مرگیا چاشت سے لے کر دوپہر تک پڑا رہا موسم سخت گرم تھا مجھے بہت قلق ہوا حیرانی کی انتہا نہ رہی وہاں اس کے قریب ہی ایک سایہ میں آکر میں عالم حیرانی میں ڈوبا بیٹھ گیا، دوبارہ اس کے پاس آیا تو دیکھا کہ سخت گرمی کی وجہ سے اس کا جسم تغیر پذیر ہوچکا ہے مجھے بہت دکھ ہوا اس وقت میرے دل میں القا ہوا کہ اسے کہہ دیں اے محمد! اب زندہ ہوجا، میں نے یہ کلمہ تین دفعہ کہا، اس کے جسم میں زندگی آہستہ آہستہ رینگنے لگی میں یہ منظر دیکھ رہا تھا پھر وہ بالکل پہلے حال پر آ گیا، میں جب صبح اسے واپس آیا تو حضرت سید کلال کے سامنے سارا واقعہ عرض کر دیا جب میں نے کہا کہ وہ مرگیا اور میں حیرت زدہ ہوگیا تو مجھے فرمانے لگے میرے بیٹے! تم نے یہ کیوں نہ کہا کہ زندہ ہوجا؟ میں نے عرض کیا حضور! جب مجھے یہ کہنے کا الہام ہوا تو میں نے کہہ دیا اور وہ پھر زندہ ہوگیا۔

آپ نے ایک دفعہ اپنے نواسے شیخ حسن عطار کو بچپن میں تانگے پر سوار دیکھا بچے تانگے کو گھیرے ہوئے تھے یہ دیکھ کر فرمانے لگے وہ وقت دور نہیں کہ یہ سوار ہوگا اور سلوک و امراء اس کے آگے پیدل چلیں گے، پھر آپ کی بات پوری ہوکر رہی شیخ حسن عطار بالغ ہونے کے بعد خراسان تشریف لائے۔ وہاں کے بادشاہ مرزا شاہ رخ مرحوم کو باغ زاغاں میں ملے اس نے اپنا خچر آپ کو پیش کیا آپ نے جب سوار ہونا چاہا تو شاہ نے خود لگام پکڑ لی اور آگے آگے چلا جب تک خچر آپ سے مانوس نہ ہوگیا وہ چلتا رہا شیخ حسن وہاں سے سیدھے بخارا تشریف

marfat.com

لے گئے شہر میں اپنے نانا جان کی عظمت و تقدس کی خاطر سر جھکائے رہے آپ نے پھر بادشاہ کو اپنے نانا کی بشارت سُنا کر ان کی کرامت کو ثابت کیا یہ سُن کر بادشاہ اور اس کے ساتھیوں کو حضرت سے مزید عقیدت پیدا ہوئی۔

محمد بن عطار راوی ہیں کہ شیخ محمد راہین نے مجھے ایک دن کہا تیرا دل کیسا ہے؟ میں نے کہا مجھے تو دل کی کیفیت کا علم نہیں فرمانے لگے میں تو دل کو تیری رات کے چاند جیسا دیکھ رہا ہوں میں نے یہ واقعہ سیدنا شاہ نقشبند کو عرض کیا آپ اس وقت کھڑے ہوئے تھے فرمانے لگے یہ انھوں نے اپنے دل کی نسبت سے کہا ہے یہ کہہ کر آپ نے اپنا پاؤں میرے پاؤں پر رکھا میں عالم بیخودی میں کھو گیا اور سب موجودات کو میں نے اپنے دل میں لپٹا ہوا دیکھا جب میں آپے میں آیا تو فرمانے لگے جب دل کی کیفیت ایسی ہو تو کوئی اس کا ادراک کیسے کر سکتا ہے؟ اسی لیے تو حدیث قدسی میں ارشاد ہے:

مَا وَسِعَنِیْ اَرْضِیْ وَلَا سَمَائِیْ وَوَسِعَنِیْ قَلْبُ عَبْدِیَ الْمُؤْمِنِ (میں اپنی زمین اور اپنے آسمان میں نہیں سما سکتا (میں تو صرف) اپنے مومن بندے کے دل کی وسعتوں میں ہی قرارگاہ پاتا ہوں) یہ گہرے بھیدوں میں سے ہے جسے کوئی کوئی ہی سمجھ سکتا ہے

شیخ علاؤالدین عطار نقل کرتے ہیں کہ جب ماوراءالنہر کا بادشاہ سلطان عبداللہ قزغن بخارا آیا تو بخارا کے نواح میں لوگوں کو ساتھ لے کر شکار کا پروگرام بنایا حضرت شاہ نقشبند بخارا کے کسی گاؤں میں رونق افروز تھے جب اس گاؤں کے لوگ بھی شکار کے لیے نکلے تو حضرت بھی ان کے ساتھ تشریف لے گئے، لوگ شکار کے شغل میں مصروف ہو گئے اور حضرتِ گرامی لوگوں کے قریب ہی ایک پہاڑی پر چڑھ گئے اپنے کپڑوں کو پیوند لگانے لگے۔ اس وقت آپ کے دل میں یہ خیال گزرا

علامہ اقبال نے خوب ترجمانی کی ہے ؎

جنہیں میں ڈھونڈتا تھا زمینوں میں آسمانوں میں
وہ نکلے میرے ظلمت خانۂ دل کے مکینوں میں

marfat.com

کہ اولیائے کرام کی عزت ذاتِ ربانی کی وجہ سے ہے اسی لیے تو بادشاہ ان کے آستانوں پر سر جھکا دیا کرتے ہیں ابھی یہ خیال پورا ابھی نہیں ہوا تھا کہ شاہی لباس سے مزین ایک سوار آپ کی طرف بڑھنے لگا آپ کے قریب آ کر وہ گھوڑے سے اتر کر پیدل چلنے لگا بحد تعظیم اور لاانتہا عاجزی سے آپ کے سامنے آ کر سلام مودبانہ پیش کیا اور ایک ساعت تک شدید دھوپ میں باادب کھڑا رہا حضرت نے اب سر مبارک اٹھایا اور فرمانے لگے، کس شغل میں مصروف تھے ؛ کہنے لگا حضور! شکار کے شغل میں تھا پھر مجھے یوں محسوس ہوا کہ میں بے اختیار اس سمت کھینچ لیا گیا ہوں جب یہاں پہنچا تو آپ پر نگاہ پڑی اور دل بے قابو ہو کر آپ کی طرف جھکا، پھر آپ کے سامنے مسکینی و تواضع کی انتہا کر دی اور آپ سے طالبِ امداد ہوا ،

حضرت قدس سرہٗ نے فرمایا میرا خیال چھوڑ دو میں تو ایک فقیر آدمی ہوں اس گاؤں میں تھا عبداللہ فرغزنوگوں کو شکار کے لیے لے چلا تو میں بھی ان کے ساتھ آ گیا چونکہ میں شکار کے لیے موزوں نہ تھا اس لیے ادھر آ گیا ہوں ، اس نے التجا کی لیکن حضور! مجھے تو آپ نے شکار کر لیا ہے حضرت اُٹھے کپڑے پہنے اور صحرا کی طرف چل دیئے وہ بھی نقشِ قدم پر چل پڑا حضرت بھی چلتے رہے اور وہ بھی بڑی عاجزی سے پیچھے پیچھے چلتا رہا حضرت شیخ نے اسے ہیبت و جلال کی نظر سے دیکھا وہ جہاں تھا وہیں رک گیا اور اس کے بعد بالکل آپ کے پیچھے نہ چل سکا ۔

آپ کے ایک خادم سے روایت ہے کہتا ہے میں مروشہر میں آپ کی خدمت میں تھا مجھے بخارا میں مقیم اپنے گھر والوں کی ملاقات کا شوق ہوا کیونکہ مجھے اپنے بھائی شمس الدین کی موت کی خبر مل چکی تھی میں حضور سے اجازت لینے کی جرأت نہ کر سکا میں نے وہاں موجود امیر حسین سے التماس کی کہ مجھے حضور والا سے واپسی کی اجازت لے دیں آپ نماز جمعہ کے لیے نکلے جب مسجد سے پلٹے تو امیر نے میرے

marfat.com

بھائی کی موت کا ذکر کیا آپ نے فرمایا یہ کیسی خبر ہے وہ تو زندہ ہے اور یہ دیکھو اس کی خوشبو مہک رہی ہے میں تو اس کی خوشبو کو بالکل قریب پاتا ہوں ابھی آپ کا ارشاد گرامی پورا بھی نہیں ہوا تھا کہ میرا بھائی بخارا سے آگیا اس نے آکر حضرت کی خدمت میں سلام پیش کیا آپ نے فرمایا امیر حسین! دیکھو یہ شمس الدین ہیں۔ حاضرین پر بہت بڑا حال طاری ہو گیا۔

شیخ علاؤ الدین عطار کہتے ہیں کہ آپ بخارا میں جلوہ ریز تھے آپ کے خدام میں سے کسی کا عزیز مولیٰ عارف نامی خوارزم میں تھا آپ اپنی محفل نور میں ایک دن نگاہ کی جولانیوں پر گفتگو فرما رہے تھے (تو نگاہ کی نسبت سے) درمیانِ گفتگو فرمایا اب مولا عارف خوارزم سے سرائے کی طرف نکلا ہے اور سرائے کے راستے میں اب فلاں جگہ پر پہنچا ہے ایک لحظہ بعد فرمایا مولا عارف کے جی میں خیال آیا ہے کہ وہ سرائے نہ جائے لہٰذا اب وہ واپس خوارزم جا رہا ہے۔ آپ کے خدام نے اس واقعہ کی تاریخ نوٹ کر لی۔ کچھ مدت بعد مولا عارف خوارزم سے بخارا آیا تو لوگوں نے اسے حضرت کا ارشاد گرامی سنایا وہ کہنے لگا بعینہٖ ایسا ہی ہوا تھا یہ سن کر آپ کے غلام بہت حیران ہوئے۔

حضرت شیخ عبد اللہ خوجندی کہتے ہیں حضور سے میری صحبت کا سبب یہ تھا کہ کئی سال پہلے خوجند میں مجھے ایک جلا دینے والی محبت کی جلن نے اپنی گرفت میں لے لیا میرا اقرار جاتا رہا اور طریق سلوک میں داخل ہونے کی پیاس نے شدت اختیار کر لی میں جدھر منہ آیا خوجند سے نکل کھڑا ہوا اور ترمذ پہنچ گیا عارف کبیر حضرت محمد بن علی حکیم ترمذی قدس سرہ کے مزار پر اسی اضطراب و قلق میں حاضر ہوا پھر نہر جیحون کے کنارے واقع مسجد میں آکر سو گیا میں نے دو پرہیبت بزرگوں کو خواب میں دیکھا ان میں سے ایک نے فرمایا کیا تو ہمیں پہچانتا ہے؟ میں محمد بن علی ترمذی اور یہ

marfat.com

خضر علیہ السلام ہیں، اپنی جان کو تکلیف میں نہ ڈال اور مضطرب نہ ہو ابھی آپ کی مراد کا وقت نہیں آیا بارہ سالوں کے بعد تجھے بخارا میں اپنے دور کے قطب شیخ بہاؤالدین نقشبند کے ہاتھوں یہ مراد ملے گی، جب میں جاگا تو میرا اضطراب ختم ہو چکا تھا میں واپس خوجند آ گیا پھر میں ایک دن بازار میں چل رہا تھا تو مجھے دو ترک ملے وہ مسجد میں چلے گئے میں بھی ان کے پیچھے وہاں پہنچا وہ بیٹھ کر باتیں کرنے لگے میں نے ان کی بات کان لگا کر سُنی وہ احوالِ طریقت پر گفتگو کر رہے تھے میرا دل ان کی طرف مائل ہوا میں جلدی جلدی ان کے لیے کھانا لایا ایک نے دوسرے سے کہا اس کے دل میں محبت کی آگ بھڑک رہی ہے مناسب یہ ہے کہ یہ ہمارے بیٹے شیخ اسحاق کی خدمت میں رہے یہ سن کر میں نے ان سے شیخ اسحاق کے متعلق پوچھا انہوں نے جواب دیا وہ خوجند کے نواح میں رہتے ہیں میں اسی وقت ان کی خدمت میں حاضر ہوا انہوں نے مجھ سے بہت اچھا سلوک کیا، ان کا ایک نہایت اخلاص کا پتلا صاحبزادہ بھی تھا ان کے صاحب زادے نے ایک دن میرے بارے میں عرض کیا کہ یہ ارادت کیش کبیدہ خاطر ہے از راہِ کرم آپ اسے منتخب فرما کر اپنی صحبت میں رکھ لیں حضرت اسحاق یہ سُن کر رو پڑے اور کہنے لگے بیٹا جی! یہ تو حضرت شیخ بہاء الدین کی اولاد میں شامل ہے میں اس پر اپنا حکم نافذ نہیں کر سکتا میں اب خوجند واپس آ گیا اور اس اشارے کے ظہور کے وقت کا انتظار کرنے لگا کچھ مدت گزری تو دل بے ساختہ بخارا کی طرف کھچنے لگا اور مجھے اسے روکنے کا یارا نہ رہا میں بخارا کی طرف چل دیا جب وہاں پہنچا تو حضرت شیخ نقشبند کے درِ دولت پر حاضری دی جونہی زیارت کے لیے پہنچا فرمانے لگے عبداللہ خوجندی! اب تو تمھیں انس نے پا لیا بارہ سالوں میں صرف تین دن باقی ہیں یہ اشارہ پا کر میں عجیب حال میں کھو گیا ان کی محبت کی سعادت بھری صبح میرے دل کے افق سے طلوع ہو پڑی مگر حاضرین نے

marfat.com

حضور کریم کا یہ اشارہ نہیں سمجھا تھا وہ مجھ سے پوچھنے لگے جب میں نے انہیں خبر کا ذائقہ چکھایا تو شادابی و سرور میں کھو گئے، حضرت نے مجھ پر بڑی عنایت فرمائی اور مجھے اپنی غلامی کے شرف سے معزز فرمایا۔

شیخ علاء الدین کہتے ہیں ایک دن بادل چھائے ہوئے تھے میں آپ کی خدمت میں حاضر تھا مجھے فرمانے لگے کیا ظہر کا وقت ہو گیا ہے؛ میں نے عرض کیا جی نہیں، فرمانے لگے آسمان کی طرف دیکھئے میں نے آسمان پر نگاہ ڈالی تو کوئی بھی بادل کا پردہ نگاہ کے سامنے حائل نہ ہوا اور میں نے دیکھا کہ فرشتے نماز ظہر میں مشغول ہیں، ارشاد فرمایا تمہارا خیال کیا ہے کیا نماز کا وقت ہو گیا ہے؛ میں اپنی بات سے نادم ہوا اور استغفار پڑھی کافی دنوں تک میں اپنی اس بات کا بوجھ محسوس کرتا رہا۔

آپ کے ایک خادم سے مروی ہے کہ مجھے آپ نے ایک دن کسی کام کے لیے بھیجا واپسی پر میں نے مریدوں کو اس باغ میں کھڑے پایا جس میں اب آپ کا مزار شریف ہے مریدوں کے پاس گینتیاں اور زنبیلیں تھیں مجھے بہت ڈر لگا اور مجھے سردی کا بخار ہو گیا۔ کچھ دیر بعد حضرت گھر سے تشریف لائے اور فرمایا تم کچھ بدلے بدلے سے ہو؛ میں نے عرض کیا جب یہاں پہنچا ہوں تو مجھ پر خوف طاری ہو گیا ہے لیکن اس خوف کا سبب مجھے معلوم نہیں ہے؛ فرمانے لگے امیر حسن سے پوچھو، میں نے پوچھا تو انہوں نے جواب دیا اس کا سبب یہ ہے کہ باقی سب مرید صبح سے مٹی اٹھانے کے لیے آئے ہوتے ہیں مگر تم ان میں موجود نہ تھے، پھر حضرت کھانا پکوانے کے لیے گھر تشریف لے گئے تاکہ مریدوں کو کھلا سکیں، کچھ ہی دیر کے بعد ایک نوجوان آپ کے دولت خانہ کی طرف ہماری طرف آیا وہ ہوا میں اڑتا ہوا آ رہا تھا اور پرندوں کی طرح ایک جگہ سے دوسری جگہ پھڑکتا جا رہا تھا ہمارے قریب آیا تو اسی طرح اڑتا ہوا ہمارے سروں کے اوپر سے گزر گیا ہم سب اسے دیکھتے رہے

marfat.com

ہم نے ارادہ کر لیا کہ اسے اپنے کام پر ترجیح دیتے ہوئے اڑتا دیکھتے رہیں گے
ہم اسی حال میں محو تھے کہ حضرت شیخ اپنے گھر سے نکلے اور ہمیں اشارہ فرمایا اسی
طرح میرے آنے تک ٹھہرے رہنا۔ آپ کے ارشاد سے ہم پر بہت زیادہ عجب
طاری ہو گیا جب آپ تشریف لائے اور ہمارا حال دیکھا تو میری طرف متوجہ ہو کر
فرمایا یہ حال جو تم پر پہلے طاری ہوا تھا اب ان پر پلٹ گیا ہے (یعنے جب آیا تو
تو خوفزدہ تھا اب یہ سب لوگ خوفزدہ ہیں) اس کے بعد فرمانے لگے یہ نوجوان جو
فضا میں اڑ رہا تھا اسے میں نے نسف سے بخارا جاتے ہوئے اڑتے دیکھا تعجب
میں اس کے قریب پہنچا تو میں نے اس سے پوچھا تو نے رجال الغیب (پیچھے شرح
گزر چکی ہے) کی صحبت کیسے چھوڑی اور کیوں غم و حسرت میں پڑ گیا، اس نے جواب
دیا میں فلاں شہر کا باشندہ ہوں رجال الغیب نے مجھے اپنی صحبت میں لے لیا تھا ہم
ایک دن ایک پہاڑ پر بیٹھے تھے کہ میرے دل میں بیوی اور بچے کا خیال آیا رجالِ
غیب نے مکاشفہ میری حالت کا پتہ لگا لیا۔ انہوں نے مجھے وہیں چھوڑ کر چلے
جانے کا ارادہ کیا میں نے فوراً ان میں سے کسی ایک کا دامن پکڑ لیا اور درخواست
کی کہ مجھے کسی آباد جگہ تک تو لے چلیں، تو مجھے وہ اس جگہ پر لے آئے حضرت
شیخ فرمانے لگے میں چھ دن ہوئے اسے نسف سے بخارا لایا اور اپنے گھر میں
رکھا جب میں زنان خانہ میں تمہارے لیے کھانا تیار کرانے جانے لگا تو اس
نے جانے کی مجھ سے اجازت چاہی میں نے اسے اجازت دے دی پھر میں
نے تمہارے لیے کھانا لانے کا ارادہ کیا تو دیکھا تم تو تفرقہ و تشتت کا شکار ہو گئے
ہو میں جلدی جلدی نکلا اور وہ اشارہ کیا جو تم نے دیکھا تھا۔ مزید فرمانے لگے
اس پر تجلیٔ جلال کا ظہور ہوا ہے۔ مُرید کو لازماً راسخ القدم ہونا چاہیے اس میں
جو کمال بھی پیدا ہو جائے وہ اسے راستے سے ہٹا نہ سکے اور کسی صورت میں

marfat.com

بھی اس کا اعتقاد اپنے مرشد کے متعلق ہرگز تبدیل نہیں ہونا چاہیئے اگر انہیں خضر علیہ السلام بھی ملیں تو ان کی طرف متوجہ نہ ہو ۔ ص۹۱

فرمانے لگے اس پر ہیبت وسطوت غالب ہوچکی ہے

اڑنے کا مرتبہ تو آسان ہے کیا مکھیاں فضاؤں میں اڑتی نہیں پھر رہی ہیں آپ نے پھر امیر حسین کو حکم دیا اور سب مریدوں سے بھی فرمایا زنبیل کو مٹی سے بھر دیں اور پھر اسے چھوڑ دیں لوگوں نے اسی طرح کیا، حضرت امام نقشبند نے زنبیل کو اشارہ فرمایا تو وہ خود چل پڑی مٹی کو خود پھینکا اور پھر ہمارے پاس واپس آگئی کئی دفعہ اسی طرح کیا آپ نے ارشاد فرمایا یہ اور اس جیسے دوسرے کاموں کا کوئی اعتبار نہیں ہے خواص اہل اللہ انھیں کوئی وقعت نہیں دیتے ۔

شیخ علاء الدین عطار یہ واقعہ بیان کرتے ہیں کہ شیخ تاج الدین جو حضرت سیدنا بہاء الدین کے ایک دوست تھے کو اگر حضرت قصر عارفاں سے بخارا کسی کام کے لیے بھیجتے تو وہ تھوڑے سے وقت میں ہی آجایا کرتے تھے اس کی وجہ یہ تھی کہ جونہی وہ

ص۱ دحضور شمس معرفت خواجہ

شمس العارفین سیالوی حضور شہباز لامکانی خواجہ محمد سلیمان تونسوی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی سرکار میں بیٹھے تھے مجمع لگا ہوا تھا ایک صاحب دفعتہً آئے سلام کیا اور واپس چلے گئے سلیمانِ دوراں نے فرمایا یہ خضر علیہ السلام تھے جنہوں نے زیارت کرنی ہے کرلیں حاضرین زیارت کے لیے محفلِ سلیمانی سے اٹھ گئے مگر حضرت سیالوی تشریف نہ لے گئے آپ نے استفسار فرمایا کہ آپ کیوں نہیں گئے تو حضرت نے عرض کیا میں ان کی محفل میں بیٹھا ہوں جن کی سلامی کے لیے خضر علیہ السلام بھی آتے ہیں میں کسی خضر کی تلاش کیوں کروں سرکار سلیمان ملت کی زبان اقدس سے نکلا "سچے سائیں میرے سیال نوں رنگ لائیں" امام وقت کے اس کلمۂ مبارک کی شرح ذات شمسِ معرفت کس طرح بنی یہ دربار سدا بہار سیال شریف ہی جانے سے

marfat.com

مریدوں کی آنکھوں سے اوجھل ہوتے ہوا میں اُڑنے لگ جاتے خود فرماتے ہیں کہ مجھے کسی کام کے سلسلہ میں حضرت نے ایک دن بخارا بھیجا میں اسی انداز سے اڑنے لگا میں نے راستے میں حضرت شیخ کو دیکھا اور انہوں نے بھی میری یہ حالت دیکھی اب یہ حالت انہوں نے سلب فرمالی پھر اس کے بعد میں کبھی بھی اڑ نہیں سکا ہوں۔

حضرت سرکار بہائیہ کے ایک جلیل القدر دوست شیخ خسرو کہتے ہیں کہ میں نے ایک دن حضور کی ملاقات کا ارادہ کیا میں نے دیکھا کہ آپ حوض کے کنارے باغ میں ایک ایسے شخص سے باتیں کر رہے ہیں جسے میں نہیں پہچانتا میرے سلام پر وہ شخص باغ کے ایک کونے کی طرف مڑگیا حضرت نے دو دفعہ مجھے یہ فرمایا یہ حضرت خضر علیہ السلام ہیں میں خاموش رہا اور بالکل نہیں بولا اور بعون اللہ میرے ظاہر باطن میں بالکل حضرت حضر علیہ السلام کی طرف توجہ نے راہ نہ پائی، دو تین دن بعد پھر میں نے انہیں خانقاہ کے باغ میں حضرت قدس سرہٗ سے ہم کلام پایا۔ دو ماہ کے بعد میں انہیں بخارا کے بازار میں ملا مجھے دیکھ کر وہ مسکرائے تو میں نے انہیں سلام کہا انہوں نے مجھے گلے لگا لیا اور خوب گھل مل گئے اور میرا حال پوچھا، جب میں قصرِ عارفاں واپس آکر آستانہ بوس ہوا تو حضرت نے فرمایا تم آج بخارا کے بازار میں حضرت خضر علیہ السلام سے ملے ہو۔

حضرت شیخ کے ایک عالم مرید ایک جماعت کے ساتھ عراق کے سفر کے لیے چلے کہتے ہیں جب ہم سمنان پہنچے تو ایک مبارک آدمی سید محمود کے متعلق سنا جو حضرت کے اخلاص مند تھے ہم سب ان کی زیارت کے لیے چلے وہاں پہنچ کر ان سے پوچھا کہ آپ کس طرح حضرت کے دامنِ ناز سے وابستہ ہوتے تھے؟ فرمانے لگے میں نے خواب میں سید کل صلے اللہ علیہ وسلم ایک خوبصورت مکان میں دیکھے حضور کریم کے پہلو میں ایک پُروقار و ہیبت شخص موجود تھا میں نے ادب د

marfat.com

احترام سے حضور علیہ السلام سے عرض کیا کہ مجھے حضور سے مصاحبت کا شرف حاصل نہیں ہو سکا نہ آپ کے دورِ نور و سرور کی برکات سے متمتع ہو سکا اور نہ ہی حضور کی معیت سے لطف اندوز ہو سکا اس سعادت نے میری دستگیری نہ فرمائی اب میں کیا کروں ؟ ارشاد ہوا اگر تو میری برکات اور میری زیارت کی فضیلتیں پانے کا متمنی ہے تو بہاء الدین کی پیروی کو اپنے لیے ضروری سمجھ لے یہ فرما کر آپ نے پہلو والے شخص کی طرف اشارہ فرمایا (کہ یہی بہاء الدین ہیں) میں نے اس سے پہلے حضرت کی زیارت نہیں کی تھی، جب میں بیدار ہوا تو آپ کا اسم گرامی اور حلیہ شریف کتاب کی جلد پر لکھ دیا عرصہ دراز کے بعد میں ایک بزاز کی دکان پر بیٹھا تھا تو ایک نور و وقار والے شخص کو آتے دیکھا وہ آکر دکان پر بیٹھ گئے ان کا چہرہ دیکھ کر مجھے وہ خواب والا چہرہ یاد آگیا مجھ پر عجیب حال کا ورود ہوا جب کچھ آپے میں آیا تو ان سے درخواست کی کہ میرے گھر میں قدم رنجہ فرمائیں انہوں نے دعوت قبول فرمائی اور میرے آگے آگے چل پڑے اور میں ان کے پیچھے پیچھے چلنے لگا آپ نے میرے گھر تشریف لانے تک پیچھے پلٹ کر نہیں دیکھا یہ پہلی کرامت تھی جو میں نے مشاہدہ کی کیونکہ آپ نے کبھی میرا گھر نہیں دیکھا تھا گھر میں آکر میرے خاص کمرے کی طرف چلے جس میں میری لائبریری تھی آپ نے ہاتھ مبارک بڑھایا اور ایک کتاب لے کر مجھے تھما دی اور فرمانے لگے تم نے اس کی جلد پر کیا لکھا تھا ؟ یہ وہی کتاب تھی جس کی جلد پر میں نے اپنا خواب اور اس کی تاریخ کا اندراج کیا تھا اس واقعہ کو سات سال گزر گئے تھے آپ کی اس اطلاع پر تو مجھے اور زیادہ حال آیا جو پہلے حال سے بڑھ کر تھا جب یہ حال ختم ہوا تو آپ بڑے نرم اور لطف سے پیش آئے اور آپ نے مجھے اپنے احباب کے زمرہ میں قبول کر لینے کا شرف بخشا اور اپنے درِ اقدس کی خدمت کی سعادت سے نوازا ۔

marfat.com

آپ کے ایک مرید باصفا نے بخارا کی آپ کو دعوت دی جب مغرب کی اذان ہوئی آپ نے مولیٰ نجم الدین دادرک سے فرمایا کیا تم میرا ہر حکم مانو گے؛ انہوں نے عرض کیا تعمیل ارشاد کروں گا۔ فرمانے لگے۔ اگر میں تمہیں چوری کا حکم دوں تو چوری کروگے؛ وہ بولے نہیں حضور! آپ نے فرمایا کیوں؛ انہوں نے عرض کیا حقوق اللہ میں کوتاہی ہو تو توبہ سے اس کا تدارک ہو جاتا ہے لیکن چوری کا تعلق تو حقوق العباد سے ہے (اس کی تلافی نہیں ہو سکتی)، فرمایا اگر ہمارا حکم نہیں مان سکتے تو ہمارا ساتھ چھوڑ دو، مولیٰ نجم الدین بجد گھبرائے وسعتوں کے باوجود ان کے لیے زمین تنگ ہو گئی توبہ اور ندامت کا دامن پکڑا اور پختہ ارادہ کیا کہ آپ کے کسی حکم کی بھی نافرمانی نہیں ہو گی، حاضرین کو ان کے حالِ زار پر ترس آیا انہوں نے آپ کے سامنے ان کی سفارش کی اور معافی کی التجا کی آپ نے انہیں معاف فرما دیا پھر حضور انہی مولیٰ نجم الدین اور کچھ اور غلاموں کے ساتھ چل پڑے بابِ سمرقند والے محلے میں پہنچے حضرت نے ایک گھر کی طرف اشارہ کیا اور حکم دیا اس کی دیوار جلا دو اندر گھس جاؤ فلاں جگہ ایک تھیلا پڑا ہے جو سامان سے بھرا ہوا ہے وہ لے آؤ۔ انھوں نے تعمیل ارشاد کی پھر ایک گوشے میں جا کر بیٹھ گئے کچھ دیر بعد کتے بھونکنے لگے آپ نے مولیٰ نجم الدین اور کچھ اور غلاموں کو اس گھر کی طرف بھیجا انہوں نے جا کر دیکھا کہ دوسری دیوار کو چوروں نے جلا دیا ہے اندر گئے میں مگر کوئی چیز نہیں ملی یہ چور ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ ہم سے پہلے اور چور آئے ہیں اور سب کچھ لوٹ لے گئے ہیں حضرت کے ساتھی یہ بات سن کر حیران ہوئے گھر کا مالک ایک ملکینی باغ میں ٹھہرا ہوا تھا حضور نے سویرے سارا سامان اپنے ایک مرید کے ہاتھ اسے بھیج دیا اور مرید کو حکم دیا اسے بتا دینا کہ فقراء تیرے گھر کے پاس سے گزرے تھے انہیں چوری کے واقعہ کا علم ہو چکا تھا لہٰذا چوروں

marfat.com

کے آنے سے پہلے انہوں نے کپڑے اور سامان وہاں سے نکال لیا ہے یہ حکم دے کر حضرت نے مولیٰ نجم الدین کی طرف معنی خیز نگاہوں سے دیکھ کر فرمایا اگر ابتدا میں ہی ہمارے حکم کی تعمیل کرتے تو بہت زیادہ حکمتیں پاتے ۔

آپ کے ایک خادم بیان کرتے ہیں کہ حضرت شیخ قدس سرہٗ میری ملاقات کو تشریف لائے میں بہت شرمندہ ہوا کیونکہ میرے پاس آٹا تک نہ تھا میں آٹے کا ایک تھیلا لے آیا مجھے فرمایا اس آٹے سے گوندھتے رہو اور کسی کو اس کی کمی و بیشی کی اطلاع نہ دو، آپ دس ماہ تک میرے پاس قیام پذیر رہے مرید اور دوست آپ کی زیارت کے لیے میرے گھر مسلسل آتے رہے اور ہم اسی آٹے سے آٹا لے کر انہیں روٹی کھلاتے رہے وہ بدستور پورے کا پورا رہا پھر میں نے یہ راز حضرت کے حکم کے برخلاف اہل خانہ کو بتا دیا برکت جاتی رہی اور تھوڑے ہی وقت میں آٹا ختم ہو گیا اس وجہ سے آپ کی کامل ولایت اور عظیم کرامت پر میرا پختہ یقین ہو گیا ۔

شیخ محمد زاہد کہتے ہیں کہ دورانِ سلوک فصلِ ربیع میں میں حضور کی خدمت عالیہ میں بیٹھا تھا میرے جی نے تربوز کھانا چاہا میں نے حضرت سے تربوز مانگا ہمارے قریب ہی پانی بہتا تھا فرمانے لگے اس پانی پر جاؤ میں وہاں گیا تو پانی میں ایک تربوز پایا جو بالکل اسی وقت تازہ تازہ توڑا گیا تھا حضور کی ذات اقدس پر مجھے پورا اعتقاد ہو گیا اللہ تعالےٰ آپ کی برکات سے ہمیں منتفع فرمائے ۔

آپ کے ایک غلام سے مروی ہے کہ جب مجھے آپ کی صحبت کا شرف ملا تو آپ کے ایک عظیم المرتبت ساتھی شیخ شادیؒ مجھے وعظ و نصیحت کیا کرتے اور ادب سکھایا کرتے انہوں نے ایک یہ بات بھی بتائی تھی کہ جدھر حضرت شیخ تشریف فرما ہوں ادھر ہمارا کوئی ساتھی پاؤں نہ پھیلائے میں ایک دن غزنوت سے قصر العارفاں حاضر ہوا موسم بڑا گرم تھا راستے میں ایک درخت کے سائے

marfat.com

میں پناہ لی اور چت لیٹ گیا ایک جانور نے آکر میرے پاؤں کو دو دفعہ کاٹا میں اٹھ بیٹھا مگر شدید درد ہوا میں پھر لیٹ گیا تیسری دفعہ اس نے پھر ڈنک مارا میں اٹھ کر دیر تک اس کا سبب سوچتا رہا پھر مجھے شیخ شادی کی نصیحت یاد آئی اور میں نے دیکھا کہ میرے پاؤں واقعی قصر العارفاں کی طرف پھیلے ہوئے تھے اور حضرت اس وقت وہاں ہی تشریف فرما تھے میں سمجھ گیا کہ یہ میری کوتاہی کی سزا ہے ،

شیخ علاء الدین کہتے ہیں کہ حضرت سیدنا بہاء الدین رضی اللہ تعالے عنہ نے امیر حسین کو حکم دیا کہ بہت سی بکریاں اکٹھی کریں سردی کا موسم تھا جب انہوں نے آپ کے ارشاد کی تعمیل کی تو دوسرے دن اللہ کریم نے بجد برف برسادی ایک دن میں چالیس دفعہ برف برسی۔ حضرت نے اسی وقت خوارزم کا سفر اختیار کیا شیخ شادی آپ کی خدمت میں تھے جب نہر حرام پر پہنچے تو آپ نے شیخ شادی کو حکم دیا کہ وہ پانی پر چلیں شیخ شادی ڈر گئے آپ نے کئی دفعہ حکم دیا مگر وہ تعمیل نہ کر سکے آپ نے ان پر ایک عظیم نگاہ ڈالی جس سے وہ کچھ دیر کے لیے بیخود ہو گئے افاقہ ہوا تو اپنا قدم پانی پر رکھ دیا اور چلنے لگ گئے حضرت ان کے پیچھے پیچھے چل دیئے جب نہر عبور کر گئے تو حضرت نے فرمایا دیکھئے آپ کے موزے کا کوئی حصہ تر ہوا ہے ، شیخ شادی نے دیکھا تو قدرت خداوندی سے ذرا بھر بھی نمی نہ تھی ۔

آپ کے ایک مرید کہتے ہیں کہ میری آپ سے محبت و صحبت کا سبب یہ تھا کہ میں ایک دن بخارا کے ایک بازار میں اپنی دکان پر تھا آپ وہاں تشریف لائے اور دکان پر بیٹھ گئے حضرت ابو یزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالے علیہ کے کچھ مناقب بیان فرماتے ہوئے کہا کہ ابو یزید بسطامی اپنی ایک منقبت خود یوں بیان کرتے ہیں" کہ اگر میرے کپڑے کا کنارا کسی کو لگ جائے تو وہ میرا محب اور دلدادہ بن جاتا ہے اور میرے پیچھے پیچھے چلنے لگ جاتا ہے" میں "حضرت نقشبند" کہتا ہوں اگر میں اپنی

marfat.com

آستینیں ہلا دوں توسب بخارا کے رہنے والوں کو بڑے چھوٹے کے امتیاز بغیر
پنا والہ وشیدا بنادوں وہ گھربار اور دکانیں چھوڑ کر میرے پیچھے چلنے لگ جائیں"
آپ نے اپنا مبارک ہاتھ آستین پر رکھا اور اس حالت میں میری نگاہ آپ کے
آستین پر پڑگئی پھر کیا تھا حال و وجد نے مجھے آلیا خود فراموشی طاری ہوگئی اور عرصہ
دراز تک یہی حال رہا جب آرام آیا تو آپ کی محبت پوری قوت سے مجھ پر چھاگئی
میں نے گھربار اور دکان کو چھوڑ کر آپ کی خدمت اپنالی۔

آپ کے ایک غلام سے مروی ہے وہ کہتے ہیں میں نے ایک دن حضرت
سے درخواست کی کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں مجھے لڑکا عطا ہو، آپ نے دعا فرمائی
آپ کی دعا کی برکت سے لڑکا ہوا مگر وہ مرگیا میں نے آپ سے ذکر کیا فرمانے لگے
تم نے ہم سے درخواست کی تھی کہ لڑکا ہو اللہ کریم نے لڑکا عطا کیا اور پھر وہ لے بھی
گیا لیکن ہمیں اللہ تعالیٰ پر بھروسہ ہے کہ وہ فقیروں کی دعا سے تمہیں دو اور لڑکے دے
گا اور وہ لمبی عمر پائیں گے کچھ عرصہ بعد میرے دو لڑکے ہوئے ایک بیمار ہوگیا تو میں
نے حضرت کو اطلاع دی آپ نے فرمایا آپ کو کیا ہے؛ وہ میرا لڑکا ہے وہ اکثر
بیمار ہو کر شفا پاتا رہے گا پھر جس طرح حضور نے فرمایا تھا ویسے ہی ہوتا رہا۔

سیدنا امیر کلال قدس اللہ سرہٗ کے ایک جلیل القدر خلیفہ شیخ عارف دیگرانی
فرماتے ہیں کہ ہم ایک دن قصر عارفاں میں حضرت شیخ بہاء الدین نقشبند کی زیارت
کے لیے حاضر ہوئے جب ہم بخارا واپس لوٹے تو وہاں کے فقراء کا ایک گروہ ہمارے
ساتھ تھا ان میں سے ایک نے حضرت بہاء الدین کے حق میں زبان درازی کی ہم
نے اسے روکا اور کہا کہ تو آپ سے واقف نہیں ہے لہٰذا تجھے اولیاء اللہ کے
ساتھ بدظنی اور بے ادبی اختیار نہیں کرنی چاہیے مگر وہ باز نہ آیا دفعۃً ایک بھڑ
آئی اور اس کے منہ میں داخل ہو کر کاٹنے لگ گئی اسے شدید درد ہوا صبر و سکون

marfat.com

جاتا رہا ہم نے اسے کہا یہ حضرت شیخ کی بے ادبی کا صلہ ہے وہ بہت رویا پھر توبہ کی رجوع کیا اور فوراً ٹھیک ہو گیا۔

صحرا قپچاق کی فوج نے بخارا شہر کا محاصرہ کر لیا لوگوں پر مصیبت ٹوٹ پڑی بہت سے لوگ ہلاک ہو گئے امیر بخارا نے اپنے خاص لوگوں سے ایک گروہ آپ کی خدمت میں بھیجا کہ اب ہم کلی طور پر دشمن کے مقابلے سے عاجز آ گئے ہیں ہماری تدبیریں خاک میں مل گئی ہیں اور سب اسباب کے رشتے ٹوٹ گئے ہیں آپ کی ذات کے بغیر اب ایسی کوئی جائے پناہ نہیں جو ان ظالموں سے ہمیں بچا سکے آپ اللہ کریم کے سامنے تضرع وزاری کریں تاکہ وہ ذات پاک ان کے ہاتھوں سے مسلمانوں کو بچائے یہی تو مدد اور ہاتھ پکڑنے کا وقت ہے حضرت نے وفد کو فرمایا ہم ذاتِ یکتا کے سامنے عاجزی وزاری کریں گے پھر دیکھتے ہیں کہ رب العزۃ جل مجدہ کیا فیصلہ صادر فرماتے ہیں صبح ہوئی تو آپ نے وفد سے فرمایا کہ مجھے چھ دنوں کے بعد اس بلا سے نجات کی بشارت دی گئی ہے تم جاؤ اور اپنے امیر کو اطلاع کر دو بخارا والے یہ خبر سن کر بہت خوش ہوئے پھر آپ کے ارشاد کے مطابق ہی ہوا چھ دنوں کے بعد دشمن کی فوج نے شہر کا محاصرہ توڑ دیا اور سب کے سب وہاں سے چلے گئے۔

شیخ شادیؒ کہتے ہیں کہ جب مجھے حضرت شاہ نقشبند کی محبت کی سعادت ملی تو خرچ اور ایثار میرے لیے آسان ہو گئے ایک دن میرے پاس سو دینار تھے گھر والوں کا خیال تھا کہ انہیں جمع رکھا جائے میں بھی ضعفِ یقین کی وجہ سے ان کا ہمنوا بن گیا میں پھر بخارا گیا اور وہاں سے میں نے کیمختی (ایک مخصوص موزہ کا نام) موزہ اور کچھ اور سامان خریدا پھر حضرت کی زیارت کے لیے چل پڑا جب میں قصر عارفاں حضرت کی خدمت میں پہنچا تو فرمایا تم بخارا کیوں گئے تھے

marfat.com

میں نے عرض کیا حضور ایک کام درپیش تھا فرمانے لگے وہ کمختی موزہ مجھے دو اور جو باقی چیزیں خریدی ہیں وہ بھی پیش کرو میں نے فوراً سب کچھ پیش کر دیا حکم ہوا سو دینار سے جو کچھ بچا ہے سوہ بھی لاؤ میں نے وہ بھی پیش کر دیا آپ نے مجھ پر نگاہ ڈالی اور فرمایا اگر میں چاہوں تو اللہ تعالیٰ کی قوت سے پہاڑ تمہارے لیے سونا بنا دوں لیکن ہمارے لیے اس عالمِ فنا میں ان چیزوں کی طرف متوجہ ہونا مناسب نہیں ہے کیونکہ ہماری جماعت کی نظریں اس دنیا سے باہر لگی ہوئی ہیں تم ذخیرہ اندوزی کیوں کرتے ہو جب کہ تمہیں پتہ ہے کہ جو تمہارے لیے ہے اس سے کچھ بھی کم نہ ہوگا میں نصیحت کرتا ہوں کہ آئندہ کبھی ایسا نہ کرنا ۔

آپ کے ایک عظیم ساتھی مولا محمد مسکینؒ کہتے ہیں کہ بخارا میں ایک نیک آدمی کا انتقال ہوگیا حضور ان کے رشتہ داروں کے ہاں تعزیت کے لیے تشریف لے گئے انہوں نے اور ان کے ساتھیوں نے بہت جزع فزع کی بہت سے مکروہ افعال ان سے سرزد ہوئے حاضرین نے انہیں خلافِ شرع کاموں سے روکا اور انہیں عار دلائی حضرت شیخ نے فرمایا جب مجھے موت آئے گی تو میں جانتا ہوں کہ فقیر کس طرح مرتے ہیں آپ کا یہ ارشاد میرے ذہن میں تھا پھر حضرت کو زندگی کی آخر بیماری لگی آپ خانقاہ میں خلوت نشین ہو گئے آپ کے مرید اور غلام آپ کے پ س آتے تھے اور زیارت کرتے تے آپ نے سب کے مناسب حال وصیت فرمائی ، آخر میں آپ نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے دعا مانگی پھر ہاتھ اپنے چہرے پر پھیر کر اپنے رب سے مل گئے ۔ (وفات فرما گئے)

حضرت علی داماد جو حضرت کے خادم خاص تھے کہتے ہیں کہ حضرت شیخ نے مجھے قبرِ انور کھودنے کا حکم دیا جب میں نے قبر مکمل کر لی تو میرے دل میں خیال

marfat.com

آیا آپ کی قوم میں اب آپ کا جانشین کون ہوگا، آپ نے سر مبارک اٹھایا اور فرمایا ہم نے حجاز مقدس کے راستے میں جو کچھ کہا تھا معاملے کی بنیاد وہی ہے جو ہماری پیروی کو پسند کرتا ہے وہ اب محمد پارسا کی پیروی کرے دوسرے دن آپ کا وصال ہوا

شیخ علاء الدین عطار کہتے ہیں آپ کے آخری لمحات میں ہم آپ کے پاس سورت یٰس شریف کا ورد کر رہے تھے سورت نصف تک پہنچی تو انوار کی بوچھاڑ ہونے لگی، ہم نے یہ دیکھ کر کلمہ طیبہ شروع کر لیا اور اسی اثنا میں آپ کا وصال ہو گیا۔ یہ سوموار کی رات تھی اور ربیع الاوّل کی تیرویں تاریخ ۷۹۱ھ تھا آپ کی عمر شریف چوہتر سال تھی آپ اپنے باغ میں وہیں دفن ہوئے جہاں آپ نے حکم دیا تھا آپ کے پیروکاروں نے آپ کے مزار پر بہت بڑا قبہ تعمیر کر دیا باغ کو ہموار کر کے وسیع و عریض مسجد بنا دی بادشاہوں نے بہت سی جائدادیں مزار شریف کے لیے وقف کیں، اور آپ کی ذات اقدس پر بھرپور توجہ میں بڑا مبالغہ کیا یہ سب عبارات علامہ خانی نے اپنی کتاب الحدائق الوردیۃ میں لکھی ہیں۔

۹۴۔ حضرت ابو عبد اللہ محمد بن عباد رندی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کو فاسی بھی کہتے ہیں ابن عطاء اللہ کی مشہور کتاب الحکم کے شارح ہیں، اکابر اولیاء، ائمہ علماء اور اصفیاء صوفیہ کے منتخب لوگوں میں سے ایک ہیں شیخ ابو مسعود ہراس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ واقعہ بتایا کہ میں شہر فاس میں جامع مسجد قرویین کے صحن میں بیٹھا پڑھ رہا تھا اور مؤذن رات کو اذان دے رہے تھے دفعۃً حضرت ابو عبد اللہ عباد اپنے گھر کے دروازے سے نکلے اور اُڑتے ہوئے صحن میں تشریف لائے اس طرح آ رہے تھے گویا وہ مربع انداز سے بیٹھے ہیں وہ گرجا کے ساتھ واقع مفروش حصہ میں تشریف لائے میں ادھر چل کر گیا تو آپ کو محراب کے

marfat.com

پیچھے نماز پڑھتے ہوئے پایا بقول مصنف نفح الطیب فاس شہر میں آپ ۹۲۰ھ ہجری میں واصل بحق ہوئے۔

۹۴۔ حضرت ابو عبد اللہ محمد بن عمر الدبر رحمۃ اللہ علیہ

دبر عربوں کا وہ قبیلہ ہے جو وادی سہام کے ایک گوشے میں آباد ہے آپ فقیہ، عالم، صالح، عابد اور زاہد شخص تھے، حضرت فقیہ احمد بن عمر اہدل سے علم فقہ حاصل کیا وہ آپ کو قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتے اور آپ بجد معتقد تھے حالانکہ وہ آپ کے شیخ تھے۔ بقول علامہ شرجیؒ آپ کا قیام مراوغہ گاؤں میں تھا شرجی ہی کہتے ہیں کہ بنی اہدل کی ایک جماعت سے میں نے سُنا کہ وہ آپ کی عظمت بیان کر رہے تھے اور بجد تعظیم کر رہے تھے۔ کمالِ علمی کے ساتھ ساتھ آپ صاحبِ کرامات بھی تھے آپ کو حالتِ کشفی میں معلوم ہوا کہ حضرت شیخ ابو بکر بن علی اہدل اپنی قبر سے ایک ظالم کو تیر مار رہے ہیں حضرت فقیہ محمد نے فرمایا کہ اس تیر کے چلنے کی آواز میں نے اپنے کانوں سے سنی آپ کی وفات ۹۴۴ھ ہجری میں ہوئی۔

۹۵۔ حضرت ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابی بکر بن یوسف المکدش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ عظیم المرتبت صالحین میں شامل ہیں آپ کے ظاہری احوال بھی تھے اور پرشکوہ کرامات بھی، آپ کی زیارت کے لیے ایک صاحب آرہے تھے راستے میں ڈاکو مل گئے۔ آپ کا کپڑا اور درہم لے لیے جب وہ حضرت محمد کی خدمت میں حاضر ہوا تو سارا ماجرا کہہ سنایا اور کہنے لگا میں اس وقت تک آپ کا کھانا نہیں کھاؤں گا جب تک آپ میرا حق واپس نہیں دلا دیتے حضرت اسے اپنے دادا جان یوسفؒ کی قبر پر لے گئے آپ کی یہ عادت

marfat.com

تھی کہ جب کوئی کسی کام پر مجبور کرتا تو آپ اپنے دادے کی قبر پر اسے لے جاتے تاکہ کرامت کا ظہور دوسرے کے ہاتھ پر ہو اور ان کا حال مستور رہے وہ۔ اوی کہتے ہیں جب ایک ساعت ہم قبر کے پاس بیٹھ چکے تو مجھے فرمانے لگے تم قبر کے پیچھے کیا دیکھتے ہو؟ میں اٹھا تاکہ قبر کے پیچھے دیکھوں کیا دیکھتا ہوں کہ میرا کپڑا اور رہموں سمیت پڑا ہے اور درہم پورے کے پورے ہیں۔

شیخ صالح احمد صوفی نے یہ واقعہ نقل کیا ہے صوفی صاحب آپ کے خاص آدمی تھے فرماتے ہیں میں آپ کے ساتھ ایک دن صحرا میں تھا میں نے عرض کیا حضور! کیا صاحبِ خطوہ (وہ اولیا جن کے قدموں کے سامنے زمین لپٹ جاتی ہے اور وہ ایک ایک قدم سے سینکڑوں میلوں کا سفر طے کر دیتے ہیں۔ مترجم) ہونے کے علاوہ کوئی اور بھی اولیا کی حالت ہوتی ہے جو اس سے بھی زیادہ خاص ہو، فرمانے لگے جی ہاں ایک اور حالت ہوتی ہے جسے تحیز (ایک خاص مکان میں محدود ہونا مگر دفعۃً کسی دوسرے مقام پر صرف حرکت سے پہنچ جانا اس صورت میں قدموں کے استعمال کی نوبت ہی نہیں آتی لہٰذا خطوہ سے یہ صورت اخص ہوئی۔ مترجم) کہتے ہیں میں نے عرض کیا تحیز کیسے ہوتا ہے؟ فرمانے لگے اس طرح آپ نے مجلس میں حرکت فرمائی بس حرکت کی دیر تھی کہ ہم ایسی سرزمین میں جا پہنچے جسے ہم پہچانتے نہ تھے فرمانے لگے احمد سابقہ جگہ اور اس جگہ میں دو ماہ کے سفر کا فاصلہ ہے دوبارہ آپ نے حرکت فرمائی تو ہم پہلی جگہ پر واپس آگئے۔ بقول علامہ شرجیؒ آپ ۸۷۶ھ میں فوت ہوئے۔ اور آپ کو حضرت احمدؒ ردینی نے غسل شریف دیا۔ امام مناویؒ آپ کی تاریخ وفات ۸۹۷ھ بتاتے ہیں واضح بات ہے کہ ایک تاریخ غلط ہے۔

۹۶۔ حضرت ابو عبد اللہ محمد بن اسحاق حضرمی رحمۃ اللہ علیہ

marfat.com

حضارم ان لوگوں کو کہتے ہیں جو شہروں کے قریب باہر کی آبادی میں رہتے ہیں۔
آپ ایسے ہی علاقے میں پلے اور جوان ہوئے لہٰذا آپ کو حضرمی کہا جانے لگا امام شرجیؒ ایک ثقہ اور نیک آدمی کی روایت بیان کرتے ہیں وہ آدمی کہتا ہے کہ میں حضرت محمد بن اسحاقؒ کی مسجد میں گیا تو آپ کے مریدوں کو بہت ہی اونچا ذکر کرتے پایا میں نے اس بات کو اچھا نہ سمجھتے ہوئے اپنے جی میں کہا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشادِ گرامی ہے "اَیُّهَا النَّاسُ اِرْبَعُوْا عَلٰی اَنْفُسِکُمْ فَاِنَّکُمْ لَا تَدْعُوْنَ اَصَمَّ وَلَا غَائِبًا الحدیث" (لوگو! توقف کرو اور آہستہ پڑھو تم بہرے یا غائب کو تو نہیں پکار رہے ہو) جب رات آئی تو میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی آدمی مجھے کہہ رہا ہے آپ کو پتہ ہے کہ شیخ محمد بن اسحاقؒ عرصہ دراز تک شیخ الحدیث رہے (تو پھر ان کے علم میں یہ حدیث بھی ہوگی اب اگر وہ شدید ذکر جہر کا حکم فرماتے ہیں تو اس کی کوئی وجہ ہوگی۔ مترجم) جب میں بیدار ہوا تو سمجھ گیا کہ یہ دراصل میرے انکار کی تردید ہے اور ان کا ذکر جہر شیخ کی کسی نظر کی وجہ سے تھا اور وہ حدیث شریف کے مطلب کو اچھی طرح سمجھتے ہیںلہ۔

حضرت کی بے شمار کرامات اور اصلاح بھری خوابیں تھیں آپ کے کسی مرید نے انہیں ایک کتاب کی شکل میں اکٹھا کر دیا ہے آپ کی وفات ۸۰۳ھ میں ہوئی، آپ شہر مہجم میں اپنے گھر میں دفن ہوئے۔ بارشوں کی کثرت کی وجہ سے آپ کی وفات

لہ دورِ حاضر کے کچھ حضرات کو بھی ذکرِ جہری سے شدید تکلیف ہوتی ہے اگر مسجد میں نماز کے بعد بلند آواز سے کلمہ شریف کا ذکر کریں تو بھی یہ حضرات لڑائی جھگڑے پر اتر آتے ہیں اسے بدعت بتاتے ہیں اور ذکر کرنے والوں کے خلاف زبان طعن دراز کرتے ہیں مسجدوں کے اندر مغلظات کی بوچھاڑ کرتے ہیں یعنی ان کے نزدیک یہ تو بدعت نہیں کہ مسجد میں فساد برپا کریں یہ بھی بدعت نہیں کہ مسجد کے اندر گالیاں دیں یہ بھی بدعت نہیں کہ ذکر حق سے روکیں مگر بدعت ہے تو صرف اور صرف ذکر کرنا حالانکہ قرانِ پاک نے مسجدوں میں ذکر خدا کرنے سے روکنے والوں کو سب سے (حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

marfat.com

ے چھ ماہ بعد آپ کی قبر کھولی گئی تو آپ کے جسم میں کوئی تبدیلی نہ تھی اور خوشبو تک ویسے ہی تھی لوگوں نے اسے آپ کی کرامت سمجھا پھر آپ کا پختہ روضہ بنوادیا۔

۹۷۔ حضرت محمد بن ابراہیم کردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ کو مقدسی، قاہری اور مکی بھی کہتے ہیں آپ شافعی المسلک تھے بہت بڑے عارف ہیں پوری پوری رات اپنا پہلو زمین پر نہیں لگایا بلکہ عبادت اور تہجد میں مصروف رہے آپ بلا تکلف پورا پورا ہفتہ افطاری کے بغیر مسلسل روزے رکھتے اور فرماتے میں نے اپنے والدین کے ساتھ شام کا کھانا کھایا تھا پھر اس کے بعد مجھے بھوک نہیں رہی ہے اب سات سات دن تک ایک کھانا چلا جاتا ہے ایک وضو سے چار دن تک باوضو رہتے، مصر سے دمیاط تک کا سفر صرف ایک وضو سے فرمایا دمیاط میں ایک شخص نے آپ کی مہمانی کی آپ نے وہاں تھوڑا سا کھانا کھایا اور وہاں سے چل کر پھر رملہ تک کچھ تناول نہیں فرمایا پھر رملہ سے چل کر قدس شریف میں ہی کچھ تناول فرمایا آپ کی کرامات، تقویٰ اور احوال کی عجیب کیفیت ہے بقول علامہ منادی آپ کا وصال شریف ۸۱۱ھ میں ہوا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

بڑا ظالم قرار دے کر فرمایا ہے: ومن اظلم ممن منع مساجد اللّٰہ ان یذکر فیہا۔
(اس سے بڑھ کر کون ظالم ہے جو اللہ تعالیٰ کی مسجدوں میں ذکرِ حق سے روکتا ہے)
حدیث نبوی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب حضور علیہ السلام فرض نماز سے فارغ ہوتے تو گھر بیٹھے لوگوں کو بھی پتہ چل جاتا تھا کیونکہ صحابہ کرامؓ نماز سے فارغ ہو کر بلند آواز سے ذکر فرمایا کرتے تھے (بخاری) اب خود غور فرمایئے کہ قرآن وحدیث ایک بات کو سندِ جواز عطا کرتے ہیں اور دورِ حاضر کا نازک مزاج موحد اسے بدعت کہتا ہے۔ (مترجم)

marfat.com

۹۸- حضرت ابو عبداللہ محمد بن علی الاشخر رحمۃ اللہ علیہ

آپ فقیہ، عالم اور عامل تھے۔ آغازِ کار میں آپ کا مشغلہ عبادت تھا یا نیک لوگوں کی محفل تھی، آپ بچپن میں کئی دن اللہ کریم کا اسم گرامی نور سے لکھا پاتے جس کی روشنی آسمان اور زمین کو بھر دیتی اور اس روشنی کی وجہ سے آپ کو قضائے حاجت کے وقت بڑی پریشانی لاحق ہوتی آپ عرصہ دراز تک عشا کے وضو سے صبح کی نماز پڑھتے رہے جب آپ کی عمر چالیس برس ہوئی تو سید کل ختم رسل علیہ السلام کی زیارت پاک عالم خواب میں کی۔ آپ نے عرض کیا مجھے ہمیشہ علم سے لگاؤ رہے اللہ تعالیٰ مجھے متقین میں شامل فرمائے اور میری دعا قبول ہو حضور علیہ السلام نے آپ کے حق میں ان تینوں باتوں کی دعا فرمائی پھر آپ علم میں مصروف رہ کر عظیم فقیہ بنے آپ کے متعلق یہ بھی مذکور ہے کہ آپ خضر علیہ السلام کے ساتھ رہا کرتے تھے بقول علامہ شرجی آپ کا وصال شریف ۸۱۸ ہجری میں ہوا۔

۹۹- حضرت محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ

آپ سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کے ایک عظیم شیخ ہیں آپ نے حضرت شیخ محمد بہاء الدین شاہِ نقشبندؒ کے ظہور کی خبر ان کی ولادت سے پہلے دی تھی آپ جب بھی حضرت شاہ نقشبند کے گاؤں قصر العارفاں سے گزرتے تو اپنے ساتھیوں سے فرماتے "میں اس سرزمین میں ایک عارف کی خوشبو پاتا ہوں" پھر ایک دفعہ گزر ہوا تو فرمایا کہ اب تو وہ خوشبو بہت بڑھ گئی ہے یہ آپ کی ولادت شریف کے تین دن بعد کا واقعہ ہے پھر آپ کی خدمت میں حضرت شاہ نقشبندؒ کو ان کے دادا لے آئے آپ نے دیکھتے ہی فرمایا یہ میرا بیٹا ہے پھر اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا یہ ہیں وہ عارف جن کے متعلق عرصہ دراز سے تمہیں اشارہ کیا کرتا تھا

marfat.com

کہ اس گاؤں میں ان کی خوشبو سونگھتا ہوں یہ انشاء اللہ جلدی ہی مخلوقات کے رہبر بن جائیں گے آپ نے حضرت سید امیر کلال کی طرف رُخ انور پھیر کر ارشاد فرمایا "یہ میرا بیٹا ہے اس کی تربیت میں کوتاہی نہ کرنا اگر تم نے کوتاہی کی تو میں کبھی بھی تم سے راضی نہیں ہوں گا حضرت سید صاحب دونوں پاؤں پر ادباً کھڑے ہو گئے اور عرض کرنے لگے حضور! میں نے بسر وچشم ان کی خدمت قبول کر لی ہے میں انشاء اللہ ہرگز اس میں کوتاہی نہیں کروں گا۔

حضرت سماسی ایک دفعہ سید امیر کلالؒ کی معرکہ گاہ سے گزرے حضرت کلال کشتی میں مصروف تھے حضرت وہاں کھڑے ہو گئے آپ کے کسی خادم کے جی میں خیال آیا کہ حضرت شیخ ایسے بدعتیوں کے پاس کس طرح کھڑے ہو جاتے ہیں؟ حضرت اسی وقت اپنے غلاموں کی طرف متوجہ ہوئے یہ دل کا خیال آپ کے کشف کی زد میں آچکا تھا فرمانے لگے ان کشتی کرنے والوں میں ایک مرد حق بھی ہے جس کی برکت وصحبت سے بہت سے لوگ نفع اندوز ہوں گے اور بلند درجے پائیں گے میں دیہاں کھڑا ہوں کیونکہ اسے شکار کرنا چاہتا ہوں اسی دوران حضرت سید امیر کلالؒ کی نگاہ حضرت پر پڑی تو ان کا دل فوراً حضرت بابا سماسی کی طرف مائل ہو گیا جب حضرت شیخ پلٹے تو سید کلال آپ کے پیچھے پیچھے آپ کے گھر آگئے آپ انہیں گھر کے اندر لے گئے ذکر کی تلقین فرمائی اور طریقہ علیہ کے اصول ارشاد فرما کر کہا اب تم میرے بیٹے ہو، حضرت کلال حضور بابا سماسی کی خدمت میں بیس سال تک ذکر، فکر اور عبادت میں مصروف رہے اور بقول خانی وہ کچھ بن گئے جو بننا مقدر تھا اور خلیفہ اعظم ہوئے۔

۱۰۰۔ حضرت شیخ محمد پارسا رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ

آپ بخاری ہیں اور حضرت

marfat.com

شاہِ نقشبند کے خلیفہ ہیں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے عظیم امام اور حضرات گرامی صوفیہ میں سے محققین کے اکابرین شامل ہیں۔ آپ کی کرامت ملاحظہ ہو کہ حضرت امام قرأت محمد بن محمد شمس الدین جزری مرزا الغ بیگ کے زمانے میں ماوراء النہر کے محدثین کی اسناد درست کرنے کی غرض سے سمرقند تشریف لائے، ایک سراپا فساد حاسد نے انہیں بتایا کہ شیخ محمد پارساؒ ایسی بہت سی احادیث روایت کرتے ہیں جن کی اسناد کا کسی کو علم نہیں ہے اگر آپ تحقیق فرما کر بلا سند احادیث سُن لیں اور رد فرما دیں تو آپ کو بہت ثواب ملے گا، امام جزری نے سلطان کو کہا کہ حضرت محمد پارسا کو بھی بلایا جائے جب آپ تشریف لائے تو ایک بہت بڑی محفل جس میں اس دور کے شیخ الاسلام مشہور نحوی علامہ عصام الدین اور دیگر علماء تھے منعقد ہوئی، امام جزریؒ نے آپ سے حدیث پوچھی حضرت نے سند سمیت روایت فرما دی امام جزری سُن کر فرمانے لگے اس حدیث کے صحیح ہونے میں تو کوئی کلام نہیں لیکن اس کی سند میرے نزدیک ثابت نہیں ہے یہ عبارت سن کر آپ کے حاسد بہت خوش ہوتے آپ نے اسی حدیث کی دوسری سند بیان کر دی امام جزری نے پھر پہلے والی بات دہرادی آپ سمجھ گئے کہ جو بھی سند آپ بیان فرمائیں گے جزریؒ اسے رد کر دیں گے۔ ایک لمحہ خاموش رہ کر شیخ الاسلام عصام کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کیا فلاں سند تمہارے نزدیک صحیح ہے، اور کیا اس کی اسناد قابلِ اعتماد ہیں؟ حضرت عصام نے جواب دیا جی ہاں ،

ؔ حدیث پاک کے دو حصے ہوتے ہیں ایک وہ حصہ جس میں حدیث کے اصل الفاظ ہوتے ہیں اس حصے کا نام متن حدیث ہے دوسرا وہ حصہ جس میں محدث اپنے استاد حدیث سے لے کر نبی علیہ السلام تک سب اساتذہ کے نام لیتا ہے یہ حصہ سندِ حدیث کہلاتا ہے اور حدیث کی صحت و شہرت وغیرہ کا مدار اسی سند پر ہوتا ہے (مترجم)

marfat.com

محدثین کے نزدیک یہ معتبر کتاب ہے اس کی اسناد میں بھی کسی نے کلام نہیں کیا وہ بھی صحیح ہیں اگر آپ کی بیان کردہ سند اس کتاب میں موجود ہو تو ہمیں پھر اس سند پر کوئی اعتراض نہیں ہے اب آپ نے فرمایا یہ مسند آپ کی لائبریری میں فلاں جگہ فلاں کتاب کے نیچے پڑی ہے اس کا حجم اتنا ہے اور اس کی جلد ایسی ہے اور یہ حدیث جو ابھی میں نے بیان کی ہے اس کے فلاں صفحہ پر موجود ہے لہٰذا ملاحظہ کر لو، حضرت عصام کو تردد تھا کہ یہ کتاب لائبریری میں ہے بھی یا نہیں، جب کتاب لائی گئی تو حدیث مسند کے ساتھ وہاں موجود تھی حاضرین عموماً اور حضرت عصام خصوصاً ہکا بکا رہ گئے کیونکہ حضرت کبھی نہ عصامؒ کے گھر گئے تھے اور نہ ہی ان کی کتابیں دیکھی تھیں سب لوگ شرمندہ ہوئے سلطان کو یہ بات معلوم ہوئی تو انہیں طلب کرنے پر نادم ہوا یہ واقعہ آپ کے مرتبے کی شہرت کا سبب بن گیا اور اکثر علما بھی اس کی وجہ سے آپ کے معترف ہوتے اور زبان درازی سے رک گئے آپ کا وصال مدینہ منورہ میں ۸۲۲ھ میں ہوا اور حضرت عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی قبر مبارک کے پاس بقول خافی جنت البقیع میں دفن ہوئے۔

۱۰۱- حضرت محمد بن عبداللہ دہنی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ

دہ ہمنہ وہل کے نیچے زیر یمن کے ایک قبیلہ کا نام ہے اور اسی کی نسبت سے آپ کو دہنی کہتے ہیں آپ عظیم الشان صوفی تھے، خود فرماتے ہیں ہمیں شدید بدحالی نے اپنی گرفت میں لے لیا ہم ہلاکت کے دہانے پر جا پہنچے ہم ایک تاجر سے کچھ مانگنے گئے مگر اس نے انکار کر دیا مجھے ایک حدیث پاک یاد آئی جو میں نے حضور پُر نور علیہ السلام کی ذات اقدس سے سُنی تھی کہ: مَا بَيْنَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ وَطُلُوْعِ الشَّمْسِ سَاعَةٌ تُشْبِهُ سَاعَاتِ الْجَنَّةِ لَا يَرُدُّ فِيْهَا الدُّعَاءُ طلوع فجر اور طلوع شمس کے درمیان جنت کی ساعات

marfat.com

سے مشابہ ایک ساعت آتی ہے جس میں مانگی ہوئی دعا قبول ہوتی ہے) اب میں نے اولاد سے کہا آئیے اس ساعت میں دعا کریں ہم نے سات دن دعا مانگی۔ ساتویں دن میں دیوار کے پہلو میں غسل کے لیے گیا تو دیوار کی دراڑ سے بہت سے مثقال سونے کے دکھائی دیئے میں نے چہرہ ڈھانپ کر کہا میرے پروردگار! مجھے اس کی ضرورت نہیں مجھے تو صرف فاقہ دور کرنے کے لیے کچھ چاہیئے اب میں نے چہرہ کھولا تو مثقال اوجھل تھے۔ اب وہی تاجر ہزار دینار لے کر آیا اور کہا میں نے شفیع المذنبین علیہ السلام کی خواب میں زیارت کی ہے اور حضور کریم علیہ التسلیم نے مجھے حکم دیا ہے کہ ہزار روپیہ اسے قرض دے دو حضرت فقیہ احمد بن موسیٰ عجیل بقول امام مناوی فرماتے ہیں کہ میں نے مذکورہ حدیث کی تلاش کی تو اسے اربعین اجریہ میں موجود پایا۔

۱۰۲۔ حضرت محمد بن علی یوسف اشکل یمنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ کبار اولیاء میں سے ایک تھے اور اصفیاء میں سے ایک پسندیدہ شخص تھے مروی ہے کہ ان کے والد حضرت علیؒ نے ابلیس ملعون کو خواب میں دیکھا تو وہ کہنے لگا حضرت جی! آپ کے صاحبزادے محمد کے مقابلے کی مجھ میں طاقت نہیں ہے اور میں اس مجلس میں حاضر نہیں ہوا کرتا جس میں وہ تشریف فرما ہوں، موسم خریف میں بارش لیٹ ہو گئی لوگ حضرت محمدؒ کے دامن گیر ہو گئے آپ نے فرمایا نہ خریف میں بارش ہو گی اور نہ ہی موسم سرما میں ہو گی بارش تو موسمِ بہار میں ہی آئے گی اور لوگوں کے ساتھ کچھ مکروفریب بھی ہو گا بات آپ کے ارشاد کے مطابق پوری ہوئی، محمد بن اسماعیل کدش اپنے باپ کی یہ بات نقل کرتے ہیں کہ میں نے اولیاء میں حضرت فقیہ محمد بن علی اشکل جیسا دوسرا کوئی نہیں دیکھا ، دوسری روایت محمد نے اپنے بھائی ابوبکر کدش سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں میں نے فقیہ محمد بن علی سے کہا میں چاہتا ہوں کہ آپ

marfat.com

ہے کوئی کرامت دکھائیں آپ نے فرمایا دیکھئے میں نے آپ کی طرف دیکھا تو آپ نے انگشتِ تسبیح اور درمیانی انگلی کو آگے پھیلایا ہوا تھا ایک سے آگ نکل رہی تھی اور دوسری سے پانی ابل رہا تھا فرمانے لگے ابوبکر تم نے کرامت دیکھ لی؟ میں نے کہا جی ہاں بقول شرجی پھر آپ نے انگلیاں بند کرلیں۔

۲۰۱۔ حضرت محمد بن عمر المشہور صاحب المصنف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ اکابر اولیاء اور علماء کے ائمہ میں شامل ہیں آپ ہمارے سادات آل باعلوی میں شامل ہیں، اس علاقہ کے سلطان نے ایک تاجر پر سختی کی تو آپ نے تاجر کی سفارش فرمائی مگر سلطان نے نہ مانی آپ نے فرمایا وہ کل قتل ہو جائے گا پھر ایسا ہی ہوا اور سلطان کے سر کو گلیوں اور بازاروں میں گھمایا گیا آپ کا خادم اندھیری رات میں آپ کے لیے چراغ اٹھائے آرہا تھا کہ دیا بجھ گیا اور گھٹا ٹوپ اندھیرے میں خادم کو راستہ نہ ملا آپ نے دیئے کو پھونک ماری تو وہ پہلے سے بھی زیادہ روشن ہو گیا آپ ۸۲۲ھ میں فوت ہوئے جب موت کا وقت آیا تو آپ کے پاس سے کسی قاری کی یہ آواز سنائی دی:

يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَجَنَّاتٍ — ان کا پروردگار انہیں اپنی رحمت رضامندی اور جنتوں کی اپنی طرف سے خوشخبری دیتا ہے۔

جب آپ کی رُوح نکلی تو محل نور سے بھر گیا اور چراغ کی روشنی اس کے مقابلے میں مدہم پڑ گئی آپ کی نمازِ جنازہ آپ کے ایک دوست محمد بن حسن نے پڑھائی جب انہوں نے آپ کو قبر میں اتارا تو آپ کی یہ آواز سُنی يَا سَاعَةَ الْعَوْنِ يَا أَبَا الْحَسَنِ، یہ وہ کلمہ ہے جو خوشی و سرور کے وقت وہ لوگ کہا کرتے ہیں، محمد بن ابی بکر نے آپ سے یہ کلمات سُنے

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ — آپ کا پروردگار جو رب عزت و جلال

marfat.com

وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

ہے ان کے اوصاف سے پاک ہے رسولوں پر سلام ہے اور سب تعریفیں جہانوں کے پروردگار اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔

بقول علامہ شبلی علاقہ حضر موت کے شہر میں زنبل نامی قبرستان میں آپ دفن ہوئے آپ کی قبر زیارت گاہ اہلِ دل ہے۔

۱۰۴۔ حضرت محمد بن علی بن محمد مولیٰ الدویلہ رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ

آپ صوفیہ و علمأ کے اکابر میں شامل ہیں عارفوں اور اولیاء کے قائدین میں سے ایک ہیں ایک حاکم نے آپ کے کئی ساتھیوں کو تکلیف دی اب اسے طرح طرح کے امراض و تحرانیوں کے تیروں نے آلیا اس کی میٹھی نیند حرام ہوگئی وہ آپ کی سرکار میں آیا اور آپکے سامنے اپنے قبیح فعل سے توبہ کی آپ نے اس پر ہاتھ پھیرا تو سب مرض جاتے رہے بقول علامہ شبلی آپ کی وفات ۸۲۷ھ میں ہوئی۔

۱۰۵۔ حضرت محمد بن عبداللہ بن محمد مولیٰ الدویلہ رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ

آپ اکابر علمأ اور پسندیدہ اولیأ میں سے ایک ہیں آپ کی بہت سی کرامات ہیں آپ حج سے واپس تشریف لائے تو شہر بندرگاہ کے لوگوں نے عظیم گروہ منظم کیا اور لوگوں کا بہت اژدحام ہوا جمعہ کا دن تھا آپ سے کہا گیا اگر آپ جمعہ کے لیے نکلیں گے تو عوام کا انبوہ آپ کے پیچھے ہوگا اور ہاتھ پاؤں چومنے لگ جائے گا اور جمعہ کے لیے بر وقت نہیں پہنچ سکیں گے ا کہنے لگے میں نکل جاؤں گا اور وہ مجھے نہیں دیکھ سکیں گے آپ جمع سے نکل گئے آپ کے حاضر مریدوں کے علاوہ کوئی بھی آپ کو نہ دیکھ سکا۔ آپ کی ایک صاحبزادی بہت زیادہ بھری جگہ پر اونٹ سے گر

marfat.com

پڑی آپ مقامِ شحر میں تشریف رکھتے تھے ایک خادم نے آپ کو دیکھا گویا آپ کسی چیز کو تھام رہے ہیں اس نے پوچھا تو فرمانے لگے میری بیٹی علویہ گر رہی تھی میں نے اسے اپنے ہاتھ سے تھاما ہے۔ بالکل اسی وقت وہ صاحبزادی گری تھی اور اسے کچھ بھی نہیں ہوا تھا وہ لڑکی خود کہتی ہے کہ جب میں گری تو مجھ پر خود فراموشی سی طاری ہو رہی تھی اور میرے والد ماجد نے مجھے تھام کر زمین پر رکھ دیا تھا۔

آپ ظفار میں قدم رنجہ فرماتے تھے موسمِ خریف آنے کی وجہ سے حضرموت کے لوگ وہاں سے کوچ کر گئے تھے ایک آدمی پیچھے رہ گیا تھا اس نے بڑی کوشش کی کہ کوئی آدمی مل جائے جو اسے قافلہ تک پہنچا دے مگر ایسا نہ ہو سکا جب تھک ہار چکا تو وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی بدحالی کی شکایت کرنے لگا کہنے لگا اگر میں رہ گیا تو مصلحتوں کے دروازے بند ہو جائیں گے آپ نے اسے خوشخبری دی کہ تجھے قافلہ مل جائے گا پھر دو آدمی آپ کی خدمت میں جھگڑتے حاضر ہوئے آپ نے ان میں صلح کرا دی آپ نے ان میں سے ایک کو حکم دیا کہ اس شخص کو سوار کرو اور قافلے تک پہنچا دو ظفار اور حضرموت کے درمیان خوفناک صحرا واقع ہے قافلہ کے بغیر وہاں کوئی نہیں جاتا مگر اس شخص نے اس پس ماندہ کو قافلہ تک پہنچا دیا۔

آپ گھر والوں کے ساتھ سفر میں تھے پانی ختم ہو گیا پانی کا مقام بہت دور تھا گھر والے شدید پیاس میں مبتلا تھے شتربان کہنے لگا اس جگہ مجھے پانی کا کوئی علم نہیں حضرت مذکور نے مشکیزہ لیا تھوڑی دیر آنکھوں سے اوجھل رہے پانی سے بھرے مشکیزے کے ساتھ واپس آ گئے۔

آپ کو موت کے بعد کسی نے خواب میں دیکھ کر پوچھا اللہ کریم نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ فرمانے لگے مجھے لا انتہا دیا ہے جتنا میرے وہم و گمان میں بھی

marfat.com

نہ تھا، آپ سے پوچھا گیا کس بات سے یہ سب کچھ عطا ہوا ؟ جواباً کہا اللہ تعالیٰ کے ذکر کی کثرت کی وجہ سے سب کچھ عطا ہوا۔ (قالہ الشلی)

۱۰۶۔ حضرت محمد بن عبد الرحمان سقاف باعلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ علمائے نامدار میں سے ایک ہیں آپ کے لاتعداد مکاشفات تھے وہ علاقہ حضرت کے تریم شہر میں بیٹھے کعبہ کا نظارا فرمایا کرتے تھے، ایک جنبی آدمی مسجد میں داخل ہوا تو آپ نے اسے نکال دیا وہ دوبارہ آیا آپ نے اسے پھر نکال دیا اس آدمی نے وجہ پوچھی تو فرمایا تو جنبی تھا۔ ایک خاتون نے آپ کی دعوت کی آپ نے تھوڑا سا کھا کر قے کر دی اور فرمایا یہ چوری کا مال ہے عورت سے پوچھا گیا تو کہنے لگی میں نے خاوند کے مال سے چوری کی تھی۔

علامہ شلی حکایت بیان فرماتے ہیں کہ تریم کے گورنر نے ان سے ہونے والے واقعات کے متعلق پوچھا فرمانے لگے اپنے قلعے کو غلے سے بھر لے ورنہ چمڑا کھانا پڑے گا اس نے آپ کے ارشاد کو درخورِ اعتنا نہ سمجھا چند دن ہی گزرے تھے کہ دشمن نے آکر محاصرہ کر لیا اور ان لوگوں کو چمڑا کھانا پڑا۔

۱۰۷۔ حضرت محمد بن احمد بن عبد الرحمان باعلوی (عمارت والے) المشہور نقعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ کو نقعی اس لیے کہتے ہیں کہ آپ حضرموت کے شہر نقعہ میں رہتے تھے آپ عظیم المرتبت، صالح اور نیا راولیائے اُمت میں شامل ہیں آپ کی یہ کرامت ہے کہ آپ نے لیموں کا درخت لگایا اس کا پھل ہزار لیموں لگتے اور ان کی قیمت آپ ان پر خرچ فرماتے جن کی کفالت ان کے ذمہ تھی، آپ کے درخت کے پھل کی

marfat.com

لوگ بہت زیادہ قیمت ادا کرتے تھے ایک جماعت وہاں آئی اور رات کو درخت کا پھل توڑ لیا جب واپسی کا پروگرام بنایا تو اللہ کریم نے انہیں اندھا کر دیا انہیں راستہ ہی سجھائی نہیں دیتا تھا اسی دوران حضرت محمد مذکور تشریف لے آتے اور بقول علامہ شلی معذرت کرنے لگے توبہ واستغفار پڑھی آپ نے ان سے عہد لیا کہ آئندہ ایسا نہیں کریں گے انہوں نے عہد کیا اور چلے گئے۔

۱۰۸- حضرت محمد بن حسن بن عبداللہ بن ہارون باعلوی جمل اللیل رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ

آپ اللہ کے نیک بندوں اور اولیائے عارفین میں سے ایک ہیں عموماً آپ کو جنت کہا جاتا تھا کیونکہ آپ اکثر جنت کا تذکرہ فرمایا کرتے تھے اور ہر وقت اللہ سے جنت مانگتے رہتے تھے بقول علامہ شلی آپ سید عالی مقام محمد شاطری کی اولاد کو زیلع شہر میں پڑھایا کرتے تھے وہ ایک دن آپ کے پاس آئے تو آپ کو روتا پایا، پوچھا کیوں رو رہے ہو؟ بولے میرے دادا عبداللہ بن ہارون فوت ہوگئے ہیں وہ سچ مچ اسی دن فوت ہوئے تھے اور یہ تو واضح بات ہے کہ عبداللہ مذکور حضرموت کے شہر تریم میں تھے (جو زیلع سے بہت دور تھا)

۱۰۹- حضرت محمد بن سعید بن علی بن محمد لعبن رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ

آپ اصلاً بصری ہیں پھر عدنی ہیں نسلاً قرشی اور مشرباً شافعی ہیں بڑے بڑے مشاہیر سے علم حاصل کیا ان کے اساتذہ میں حضرت مجدالدین لغوی قاموس کے مصنف بھی شامل ہیں تصوف میں آپ کے شیخ حضرت جبرتی ہیں آپ سے علم پڑھنے والوں میں حضرت جمال یافعی، محب طبری اور عفیف ناشری جیسے نابغہ

marfat.com

روزگار شامل ہیں جب شاہ یمن نے آپ کے لیے کچھ جائداد و دنیا دینے کا حکم صادر فرمایا تو آپ نے یہ اشعار پڑھے ۔

(۱) میرا جاہ و مرتبہ صرف اور صرف نبی اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے جاہ سے ہی ہے اسی کے ذریعے میری حفاظت ہے اور اسی سے میں مقصد پاتا ہوں ۔

۲۔ بے شمار دفعہ اسی جاہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے میری تکلیفیں دور کیں حالانکہ وہ تکالیف اتنی شدید تھیں کہ ظالم طالمنگر مجھے معدوم سمجھ چکے تھے ۔

۳۔ جن عظمتوں اور سروریوں کا میں خواہاں تھا وہ سب مجھے اسی جاہ مصطفےٰ علیہ السلام کے صدقے میں بے شمار دفعہ حاصل ہوئیں ۔

۴۔ میری آنکھ! آنسوؤں کو تھام لے اب انہیں نہ بہا۔ اب اس وقت شکایت کا دفتر بند کر اور حمد و ثنا میں مصروف ہو جا ۔

۵۔ اے میری جان! تو غم و اندوہ کا شکار نہ بن کیونکہ جرأت مند صابر کی وصف ہی عمدہ چیز ہے ۔

۶۔ میرے مغموم دل! جزع فزع نہ کر بہترین فر دبن جا جسے سید کل احمد صلی اللہ علیہ وسلم سے انعام کی بارش کی امیدیں ہیں ۔

۷۔ اگر تو نے جاہ محمد صلوات اللہ علیہ کا سہارا لیا تو شامیں فوائد کے جلو میں آئیں گی صبحیں بشارتوں کو سمیٹتی پہنچیں گی ۔

جونہی نظم پوری ہوئی سو گئے حضور کریم علیہ التسلیم کے جمالِ جہاں آرا کی زیارت ہوئی سیدنا صدیق ، فاروق رضی اللہ تعالے عنہا بھی ساتھ تھے آپ فرما رہے تھے ہم آپ کے پاس کچھ تبدیلی کے لیے آئے ہیں مجھ پر ہر رات کو ہزار دفعہ درود شریف پڑھا کرو حضور علیہ السلام نے اپنے دائیں ہاتھ مبارک سے حضرت شیخ کا سر ٹھوڑی سے اوپر اٹھایا ابھی ایک دن بھی نہیں گزرا تھا کہ خبر آئی منصور حالت نزع میں مبتلا ہے

marfat.com

آپ کو بھی جیل کے قیدیوں کے ساتھ آزاد کرنے کا حکم دیا گیا منصور تین دنوں کے بعد مرگیا بقول مناوی آپ کی وفات رمضان ۸۲۹ھ میں ہوئی۔

۱۱۰۔ حضرت محمد بن عمر معلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ ہمارے عالی مقام باعلوی خاندان کے عظیم المرتبت امام ہیں۔ آپ نے وفات کی رات سب احباب کو اکٹھا کیا اور کتاب وسنت کے مطابق وصیتیں فرمائیں انہیں اپنے دائیں بائیں بٹھا کر اپنی وفات کے وقت کی اطلاع دی اور خلوص نیت کے ساتھ قرآن پاک پڑھنے کا حکم دیا خود بار بار سورۂ اخلاص پڑھتے رہے اور اسی دوران آپ کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی بقول علامہ شلی آپ کی وفات ۸۲۹ھ میں ہوئی۔

۱۱۱۔ حضرت شیخ محمد سانپ کھانے والے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ بڑے نیک بزرگ اور سانپ، گوبریلے اور اس قسم کی دوسری حشرات الارض کھاتے تھے ان چیزوں کی قلب ماہیت ہو جاتی تھی گوبریلے آپ کے ہاتھ میں منقّی اور سانپ ککڑیاں بن جاتے تھے اسی طرح دوسری چیزیں بھی بدل جاتی تھیں آپ ان اکابرامت میں شامل ہیں جن کے لیے اعیان اشیاء میں تبدیلی ہو جاتی ہیں آپ کی کرامات و مکاشفات کافی ہیں آپ کو یوم عرفہ لوگوں کے ساتھ جبل عرفات دیکھا جاتا اور دوسری صبح کو قدس میں موجود ہوتے د ج عرفات میں اور عید بیت المقدس میں، الانس الجلیل میں لکھا ہے کہ ۸۳۲ھ میں فوت ہوئے اور باب الرحمۃ میں دفن ہوئے۔

۱۱۲۔ حضرت شمس الدین محمد بن علی الحسینی البخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ کتاب وسنت کے عالم اور اللہ کے عارف تھے، بڑے زاہد، متورع اور

marfat.com

عظیم جذب کے مالک تھے، تصوف میں آپ کے حصے میں مہارت تام آئی اور قدمِ راسخ پایا بخارا میں ولادت ہوئی آپ کی کئی کرامات ہیں جب تیمور بروسا شہر میں داخل ہوا تو اس کے ساتھی تاتاریوں نے شہر میں تباہی مچا دی لوگ حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر طالبِ امداد ہوئے اور ان ظالموں کو دور کرنے کے لیے بڑی عاجزی کی۔ آپ نے فرمایا تیمور کی چھاؤنی میں داخل ہو جاؤ اور ایک پریشان حال جانوروں کے نعل بنانے والے آدمی کو تلاش کرو، آپ نے اس کی شکل وصورت تفصیل سے بتادی جب وہ مل جائے تو اسے میرا سلام کہنا اور پیغام دینا کہ وہ چاہتا ہے کہ اب یہاں سے کوچ ہو جائے لوگوں نے اس شخص کو تلاش کر لیا اور پیغام اسے پہنچا دیا وہ کہنے لگا بسر وچشم فرمان پر عمل ہوگا ہم انشاءاللہ کل واپس چلے جائیں گے دوسری صبح سچ مچ امیر تیمور لشکر کو لے کر اتنی جلدی سے نکلا کہ مقدم و موخر کی تمیز نہ رہی آپ ۸۳۳ھ میں بروسا میں فوت ہوئے اور بقول مصنف الشقائق النعمانیۃ وہاں ہی دفن ہوئے آپ کی قبر بہت مشہور ہے لوگ زیارت کے لیے آتے ہیں۔

۱۱۳۔ حضرت محمد بن حسن معلم باعلوی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ | آپ اکابر اولیأ میں شامل ہیں

صاحبِ کرامت ہیں آپ ملک حضرموت کے شہر تریم میں ۸۰۵ ہجری میں پیدا ہوئے آپ کی دعا قبول ہو جاتی تھی اپنے کچھ مریدوں کے لیے دین اور دنیا کے معاملات میں جو دعائیں آپ نے فرمائیں وہ قبول ہوئیں، حضرت سید عبداللہ بن علوی بن محمد مولی الدویلہ بہت عبادت وریاضت کرتے تھے تاکہ دل کھل جائے آپ نے انہیں کہا آپ کا دل تو آخری عمر میں کُھلے گا پھر ایسا ہی ہوا جیسا آپ نے فرمایا تھا۔ حکایت ہے کہ ایک چور نے آپ کی کھجور سے کچھ پھل چرا لیا اس کے جسم میں ایسا شدید زخم آیا جس کے درد نے اسے نیند سے محروم کر دیا صبح ہوئی

marfat.com

تو معذرت کرتا ہوا حضرت کے پاس آیا آپ نے اسے فرمایا فلاں بزرگ کی قبر پر جاؤ وہاں سے زخم پر مٹی ڈال دے اس نے ایسا ہی کیا تو ٹھیک ہو گیا۔ مشہور ہے کہ شیطان نے آپ کو تکلیف دینا چاہی آپ نے اسے پکڑ لیا اور کئی معاملات میں اس سے خدمت لی حتیٰ کہ وہ آپ کے لیے کھجوروں کے درخت لگاتا رہا اور ان تک پانی کھینچ کر لاتا رہا وہ اہل برزخ سے بھی باخبر تھے ان کی ایک جماعت کے ساتھ مل بیٹھا کرتے تھے آپ اپنے شہر تریم میں ۸۴۵ ہجری میں فوت ہوئے بقول شبلیؒ زنبل میں دفن ہوئے قبر زیارت گاہِ خلائق ہے۔

۱۱۴۔ حضرت محمد شمس الدین حنفی رحمۃ اللہ علیہ

مصری شاذلی ہیں مصر کے جلیل القدر مشائخ میں شامل ہیں وہاں کے عارفوں کے قائد ہیں وہ طریقۂ عالیہ شاذلیہ کے ارکین و عمائدین میں سے ایک ہیں آپ اس طریقہ عالیہ کے اکابر ائمہ اور مرکزی حضرات کے صدر ہیں اس طریقہ کے اعیان علماء میں آپ کا بھی شمار ہے آپ کی ذات اقدس ان عظیم شخصیات میں شامل ہے جنہیں وجود پر تغلب حاصل ہوتا ہے جو کائنات میں متصرف ہوتے ہیں جن کی زبان غیب کی کنجی ہوتی ہے اور خرقِ عادات جن کی عادت ثانیہ ہوتی ہے جن کے سامنے اعیان اپنی ماہیت کو تبدیل کر لیتے ہیں اور جن کے ہاتھ عجائبات کے منبع ہوتے ہیں۔ آپ کی ذات اقدس پر کئی حضرات نے مستقل کتابیں لکھی ہیں ان حضرات میں علامہ نورالدین علی بن عمر تبنونیؒ بھی شامل ہیں مگر سچی بات یہ ہے کہ علامہ تبنونی بذریعہ علم حضرت کے مقام کا احاطہ نہیں کر سکے، امام شعرانی فرماتے ہیں کہ ہم صرف ایک صالح حصہ ہی امام تبنونی کی کتاب سے ذکر کریں گے، میں کہتا ہوں حضرت محمد شمس الدین حنفی کے مناقب میں لکھی ہوئی علامہ تبنونی کی کتاب چھپ چکی ہے اور میرے پاس موجود ہے انہوں نے اس کتاب میں آپ کی بہت سی کرامات کا ذکر کیا ہے میں یہاں چند کرامات

marfat.com

ذکر کروں گا ان منتخب کرامات میں سے جو علامہ شعرانی نے علامہ تبنوفی کے حوالے سے نقل فرمائی ہیں تبنوفی بیان کرتے ہیں کہ حضرت محمد حنفی مصر سے روضہ تک اپنے ساتھیوں سمیت پانی پر چلتے جاتے تھے، آپ لوگوں کے دلوں کے بھیدوں پر مطلع ہوتے تھے اور ہر آدمی کے ساتھ اس کے حال کے مطابق کلام فرمایا کرتے تھے، ایک آدمی نے آپ سے عرض کیا ہمیں معلوم ہوا ہے کہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے احباب و معتقدین کے لیے ایک مقررہ خاموش دن اختیار فرما رکھا تھا (وہ بولتے نہ تھے اور خاموشی میں ہی فیض تقسیم فرماتے رہتے تھے یعنے وہی بات ہے کہ نہ خاموشی گفتگو ہے بے زبانی ہے زبان میری ۔ مترجم) ہم چاہتے کہ آپ بھی اسی طرح عمل کریں جواباً فرمایا ہم انشاءاللہ کل ایسا ہی کریں گے آپ کرسی پر بیٹھ گئے اور سری طور پر آواز و حروف کے بغیر ہمکلام ہوتے رہے حاضرین میں سے ہر ایک کو اپنا حصہ ملا ہر ایک کہتا تھا کہ آپ نے میرے دل میں یہ اور یہ ڈالا حضرت اس کی تصدیق فرماتے اس طرح سب کو حسبِ حال وعظ و نصیحت پہنچادی اور یہی کرامت ہے۔ جب منکرین میں سے کوئی آپ کے مقام پر حاضر ہوتا تو بڑا مضطرب ہوتا اپنے آپ کو جھاڑتا اور زمین پر لوٹ پوٹ ہوتا خدا کی قسم یہ میرے لیے رکاوٹ نہیں ہیں اور پھر اس کے بعد آپ کی صحبت میں رہنے لگتا ۔

آپ بڑے قیمتی فاخرہ کپڑے پہنتے تھے احوالِ اولیاء سے ناواقف ایک شخص نے اعتراض کرتے ہوئے کہا یہ بات کیسے ہوسکتی ہے کہ اولیاء ایسے فاخرہ لباس پہننے لگ جائیں جو صرف دنیا دار بادشاہوں کے لیے زیبا ہیں، پھر کہنے لگا اگر حضرت ولی ہیں تو مجھے یہ سلادی (کپڑا) عطا فرمادیں گے تاکہ میں اسے بیچ کر گھر والوں پر خرچ کرسکوں جب حضرت میعاد (مقررہ وقت جو آپ مریدوں کو دیتے تھے) سے فارغ ہوئے تو اتار کر فرمایا یہ فلاں کو دے دو تاکہ وہ اسے بیچ کر گھر والوں پر خرچ کرے اس آدمی

marfat.com

نے لے کر بیچ دی اور کہنے لگا شیئاً لِلّٰہ المدد، جب دوسرے دن مقررہ وقت پر آیا تو دیکھا کہ شیخ نے اسے پھر اوڑھ رکھا ہے کسی مرید صادق نے اسے خرید لیا تھا پھر کہنے لگا یہ صرف شیخ محمد حنفی کے لیے موزوں ہے اور حضور کو ہدیہ پیش کر دیا۔

حضرت شیخ ابوالعباس مرسی فرماتے ہیں کہ جب شیخ محمد حنفی تعلیمی ادارے سے فارغ ہوئے تو اسی کے متصل بازار میں کتابیں فروخت کرنا شروع کر دیں ایک شخص کا وہاں سے گزر ہوا تو اس نے کہا حضور محمد! آپ دنیا کے لیے پیدا نہیں ہوئے ہاپ اسی وقت سے نکل آئے سب غلہ اور کتابیں دکان میں ہی چھوڑیں اور پھر کبھی ان کے متعلق پوچھا تک نہیں، اب خلوت آپ کو محبوب تھی زمین دوز خلوت خانہ تھا چودہ سال کی عمر میں خلوت گاہ میں تشریف لے گئے اور سات سال اسی خلوت کدہ میں گزار دیئے علامہ مرسی مذکور مزید فرماتے ہیں میں جب کبھی آپ کے خلوت خانے میں آتا تو دروازے پر آکر رک جاتا اگر آپ داخل ہونے کا حکم دیتے تو داخل ہو جاتا اگر آپ خاموش رہتے تو واپس چلا جاتا ایک دن اجازت لیے بغیر میں اندر چلا گیا وہاں ایک بہت بڑا شیر بیٹھا تھا جسے دیکھ کر مجھ پر غشی طاری ہو گئی جب ہوش آئی تو میں وہاں سے بلا اذن داخلے پر استغفار پڑھتا نکل آیا بقول مرسی آپ خلوت سے اس وقت جلوت میں تشریف لائے جب ہاتف کی یہ آواز تین دفعہ سنی اے محمد! اب خلوت سے نکلیے اور لوگوں کو نفع پہنچایئے تیسری دفعہ یہ بھی اضافہ تھا اگر تو نہ نکلا تو وہ شیخ فرمانے لگے تو وہ سے مراد پھر قطع تعلق ہی ہو سکتی ہے (یعنی اگر خلوت نہ چھوڑی تو پھر ہماری طرف سے قطع تعلق ہو گی) فرماتے ہیں میں پھر خلوت خانہ سے نکل کر خانقاہ میں آیا میں نے لوگوں کو حوض پر وضو کرتے دیکھا کسی کے سر پہ نیلا اور کسی پر نیلا عمامہ تھا کچھ لوگوں کے چہرے بندروں جیسے تھے اور کچھ کے چہرے خنزیر جیسے اور کچھ کے چاند جیسے نورانی چہرے تھے یہ دیکھ کر مجھے پتہ چل گیا کہ اللہ کریم نے ان لوگوں

marfat.com

کے انجام کی مجھے خبر دی ہے میں پیچھے مڑا اللہ کریم کی طرف متوجہ ہوا اب لوگوں کے یہ مکشوف احوال مستور ہو گئے اور میں عام آدمیوں جیسا ہو گیا ۔

حضرت کے خلوت کدے میں ایک توت لگا ہوا تھا فرماتے ہیں خیال آیا کہ اس سے ذرا دل لگی کروں میں نے کہا توت جی! کوئی بات تو سنا دیں توت نے بلند آواز سے جواب دیا جی سنیئے جب ان لوگوں نے مجھے یہاں لگایا تو پانی دیا پانی سے میری جڑیں پھیلیں پھر ٹہنیاں بڑھیں ٹہنیوں پر پتے آئے پھر پتوں کے بعد پھل آیا اور میں نے پھر یہ پھل ان لوگوں کو کھلایا فرماتے ہیں توت کا یہ کلام میرے لیے راہِ سلوک بن گیا اور مجھے بھی وہ سب مراتب مل گئے جو توت نے کیے تھے (میں بھی پھلا پھولا اور نفع بخش ہوا)

ایک اور واقعہ بھی ملاحظہ فرماتے جائیں حضرت سیدی علی بن وفا رضی اللہ تعالیٰ ایک دن ایک ولیمہ میں تشریف لے گئے لوگ کہنے لگے ولیمہ مکمل ہو تو اسی وقت کہا جا سکے گا جب سیدی محمد حنفی بھی اس میں موجود ہوں، ولیمہ کی دعوت دینے والا آپ کی خدمت میں دعوت دینے پہنچ گیا آپ تشریف لے چلے اور پوچھنے لگے وہاں مشائخ میں سے کون موجود ہیں۔ جواب ملا حضور! دعوت میں حضرت علی بن وفا اور ان کے غلام موجود ہیں آپ نے فرمایا پھر آپ پہلے جا کر ان سے میرے اندر آنے کی اجازت مانگیں کیونکہ فقیروں کے آداب میں یہ بات شامل ہے کہ اگر کسی جگہ کوئی عظیم ولی موجود ہو تو ان کی اجازت کے بغیر اندر نہیں جایا کرتے، حضرت علی بن وفا نے اجازت مرحمت فرمائی کھڑے ہو گئے اور اپنے پہلو میں لا کر بٹھایا اور دونوں باہم محوِ تکلم ہوئے، حضرت ابن وفا نے فرمایا آپ کا اس شخص کے متعلق کیا خیال ہے جس کے ہاتھ میں وجود کی چکی ہے اور جس طرح چاہتا ہے اسے گھماتا چلا جاتا ہے؛ حضرت محمد حنفی رح نے جواباً ارشاد فرمایا آپ کا اس شخص کے متعلق

marfat.com

کیا خیال ہے جو اس چلتی چکی پر ہاتھ رکھ کر اسے چلنے سے روک دیتا ہے۔ حضرت علی بن وفا نے جواب دیا بخدا پھر ہم اس چلتی چکی کو آپ کے لیے ہی چھوڑ دیتے ہیں اور چلے جاتے ہیں، اب حضرت محمد حنفی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے حضرت علی بن وفا کے ساتھیوں کو فرمایا اپنے مرشد کو الوداع کہہ لو اب وہ بہت جلدی اللہ تعالےٰ سے ملنے والے ہیں پھر ایسا ہی ہوا، سیدی محمدؒ نے رات ہاتف کو یہ کہتے سنا اے محمد! جو کچھ علی بن وفا کے پاس تھا ہم نے اس کا تمہیں والی بنایا اور جو تمہارے پاس پہلے تھا وہ تو ہے ہی سہی" فرماتے ہیں میں سمجھ گیا ان کی وفات ہو چکی ہے کیونکہ ان کا متولی میں وفات کے بعد ہی ہو سکتا تھا" اب میں نے اپنے ایک فقیر کو محلہ عبدالباسط میں سیدی علی بن وفا کے گھر دریافتِ احوال کے لیے بھیجا وہاں اعلانچی ان کی وفات کا اعلان کر رہا تھا۔

حضرت شیخ شمس الدین بن کتیلہ" کہتے ہیں کہ حضرت محمد حنفی کی شہرت کا آغاز اس واقعہ سے ہوا کہ سلطان فرج بن برقوق لوگوں کو خواہ مخواہ سختیوں کا نشانہ بنایا کرتا تھا اور آپ اس سلسلہ میں اس کی مخالفت کیا کرتے تھے اس نے آپ کی طرف بلا دینے کا پیغام بھیجا آپ آئے تو زبان درازی کرنے لگا پوچھا ملک میرا ہے یا تمہارا؛ حضرت نے ارشاد فرمایا ملک نہ میرا ہے اور نہ تیرا ہے یہ تو واحد لاشریک اور قہار خدائے برتر و اعلیٰ کا ہے، حضرت وہاں سے کبیدہ خاطر ہو کر اٹھے آپ کا نکلنا تھا کہ سلطان کو جگر اور انتڑیوں میں ورم ہوا اتنی شدت تھی معلوم ہوتا تھا وہ مر جائے گا طبیب منگائے گئے مگر علاج سے آرام نہ آیا انہوں نے لاعلاج قرار دے دیا ایک عقلمند ساتھی نے کہا یہ سب کچھ حضرت محمد حنفی کے دل کو کبیدہ کرنے کی وجہ سے ہوا ہے سلطان کہنے لگا انہیں بلا بھیجو تاکہ میں ان کے دل کا غبار دور کر دوں، امراء جب آئے تو آپ کو مطربہ کے نواح میں شہر سے دور پایا شاہ کی طلبی کی اطلاع دی آپ نے سلطان کو ملنے سے انکار کر دیا امراء شاہ اور آپ کے درمیان چکر لگاتے رہے آخر کار آپ کا دل نرم ہوا

marfat.com

ایک عمدہ زیتون میں پکی ہوئی بڑی سی روٹی سلطان کے لیے بھیجی اور امراکو فرمایا اسے کہو یہ کھالے ٹھیک ہو جائے گا اسے کہنا آئندہ بے ادبی نہ کرے ورنہ ہم اس کے کان کھینچ لیں گے اس کے بعد آپ کی لوگوں میں شہرت ہوگئی اب اگر لوگ ایک دوسرے کو کوئی کام نہ کرنے پر ملامت کرنا چاہتے تو کہتے حضرت حنفی کو غصہ دلا رہے ہو یہ کلمہ آج تک لوگوں میں اسی مفہوم سے چل رہا ہے (مطلب یہ ہوا کہ جس طرح حضرت کو غصہ دلا کر سلطان نے اپنے لیے مصیبت پیدا کرلی اسی طرح یہ شخص بھی کر رہا ہے ۔

امیر یسق نے آپ کی خدمت میں چاندی سے بھر کر برتن بھیجا آپ کرسی پر تشریف فرما تھے آپ اس سے مٹھیاں بھر بھر کر لوگوں کی طرف پھینکنے لگ گئے سب چاندی پھینک دی امیر کا قاصد یہ سب دیکھتا رہا آپ اسے بتانا چاہتے تھے کہ فقیروں کو دولت کی پرواہ نہیں ہے اگر فقیر دنیا کے عاشق بن جائیں تو لوگوں میں جو انہیں عظمت حاصل ہے وہ ختم ہو جائے، امیر کو اس بات کا علم ہوا تو آکر حضرت کے ہاتھ چوم لیے آپ نے فرمایا اس کنوئیں پر جاؤ اور یہ وضو کا برتن بھر لاؤ قیامت تک تمہارے نامۂ اعمال میں اس کا ثواب لکھا جاتا رہے گا امیر نے کپڑے اتارے ڈول کو بھرا مگر وہ بہت بھاری نکلا، بڑی تکلیف سے اسے کنوئیں سے باہر نکالا مگر وہ پانی نہ تھا سونا تھا حضرت سے آکر عرض کیا آپ نے فرمایا اسے کنوئیں میں ڈال کر دوبارہ بھر لو، دوسری اور تیسری دفعہ بھی ایسا ہی ہوا کہ بالٹی سونے سے بھری آرہی ہے، حضرت نے حکم دیا کنوئیں کو جاکر کہو ہمیں سونے کی نہیں پانی کی ضرورت ہے، اب امیر کو اپنی بھیجی ہوئی چاندی تھی معلوم ہونے لگی فقرا نے کہا وضو کے پانی کے جذب ہونے کے لیے کوئی نالی یا سوراخ نہیں ہے حضرت نے نیزہ گاڑ کر فرمایا یہ سوراخ ہے یہ آج بھی موجود ہے اس میں وضو کا پانی اترتا ہے لیکن کسی کو معلوم نہیں کہ وہ کہاں جاتا ہے ۔

ایک مالکی قاضی حضرت کا امتحان لینے ایک دفعہ آنکلے لوگوں نے حضرت

marfat.com

کو مطلع کر دیا کہ یہ امتحان کی نیت سے آئے ہیں حضرت فرمانے لگے اگر وہ سوال کر سکا تو پھر میں فقیروں کا مصلےٰ ہی چھوڑ دوں گا جب حضرت قاضی سوال کے لیے آئے، تو ما تقول فی دا آپ کی کیا رائے ہے، کہہ کر خاموش ہو گئے حضرت شیخ نے فرمایا جی ہاں دیسے آگے چلیں اور سوال پیش کریں، وہ پھر بولے ما تقول فی حضرت نے پھر فرمایا جی ہاں وہ پھر بولے ما تقول فی آپ نے پھر فرمایا جی ہاں کئی دفعہ یہی لفظ وہ دہراتے رہے پھر کہنے لگے میں ایک سوال پوچھنا چاہتا تھا مگر بھول گیا ہوں پھر انہوں نے سر سے کپڑا اتارا توبہ کی اور عہد کیا کہ نہ فقرا کا انکار کروں گا اور نہ ہی ان پر اعتراض کروں گا۔

آپ جب قاہرہ سے بہت دور ریف کے کناروں پر آباد اپنے کسی مرید کو بلاتے تو وہ وہاں سن لیا کرتا تھا اور آپ کو جواب دیتا تھا اگر آپ اسے آنے کا حکم دیتے تو وہ فوراً چل پڑتا اگر کام کا حکم دیتے تو وہ کام کرنے لگ جاتا آپ نے ایک دن ابو طاقیہ کو علاقہ فقلو بر مغربی سے بلایا تو اس نے آواز سن کر قاہرہ حاضری دی۔
فضاؤں میں اڑنے والے حضرات آپ کی خدمت میں ادب سیکھنے حاضر ہوتے اور پھر واپس ہواؤں میں اڑنے لگ جاتے لوگ یہ منظر ان کے غائب ہونے تک دیکھتے رہتے، سمندروں میں رہنے والے اولیائے بھی آپ ملاقات فرمانے جاتے اور کپڑوں سمیت سمندر میں اتر جاتے کافی دیر پانی میں رہ کر نکلتے تو آپ کے کپڑے تر نہ ہوتے۔

آپ کی خانقاہ کے امام صاحب نماز کے لیے نکلے تو راستے میں ایک خوبصورت عورت ملی انہوں نے اسے دیکھا جب خانقاہ میں پہنچے تو حضرت نے کسی اور کو نماز پڑھانے کا حکم دے دیا اگلے پانچ وقت اسی طرح ہوتا رہا امام صاحب کے دل میں بات آئی کہ یہ سزا اس وجہ سے ہے کہ میں نے نامحرم عورت کو دیکھ لیا

marfat.com

تھا یہ سوچ کر امام صاحب نے توبہ واستغفار سے کام لیا حضرت شیخ فرمانے لگے "ہر بار تو گھڑا اسلامت نہیں رہتا"

مصر میں حضرت محمد حنفی کی اجازت کے بغیر ایک مردِ خدا داخل ہوئے آپ نے ان کی کیفیت چھین لی انہوں نے توبہ کی اور آپ کی سرکار میں حاضری دی آپ نے ان کا حال واپس کر دیا سلب کی کیفیت یہ تھی کہ ان کے پاس کھجور کے پتوں سے بنی ہوئی ایک ٹوکری تھی وہ اس میں ہاتھ ڈال کر ضرورت کی ہر شے نکال لیا کرتے تھے سلب کے بعد یہ کیفیت جاتی رہی اور ٹوکری سے کچھ نہ نکلا۔

آپ کئی دفعہ زنگار رنگی کا انداز اپناتے اب خلوت کدہ نمائش گاہ بن جاتا جس میں سارے لوازمات ہوتے پھر آپ ان وستوں کو سمیٹنے لگ جاتے اور پھر وہی خلوت خانہ رہ جاتا جب لوگوں کو اس کیفیت کا علم ہو گیا اور وہ ایک طاق سے دیکھنے لگ گئے تو آپ نے وہ طاق بند کرا دیا تاکہ وہ خلوتیوں کی جلوت طرازیاں نہ دیکھ سکے۔

آپ جب کسی شخص سے ناراض ہوتے اور وہ آپ کے عتاب کا شکار ہو جاتا تو وہ ریزہ ریزہ ہو کر بکھر جاتا پھر وہ بچ نہ سکتا خواہ وہ کتنے بڑے ولی کا مرید کیوں نہ ہوتا، وہ ولی بھی اس کی مصیبت کو دور نہ کر سکتا، ابن تمار اور ان جیسے کئی دوسرے لوگوں سے ایسا ہی ہوا حضرت کی شفارش قبول نہ کرکے وہ اس لیے بھرا کہ وہ ایک بسطامی نامی ولی کا مرید تھا حضرت نے فرمایا ہم نے ابن تمار کے ٹکڑے اڑا دیئے ہیں ایک بسطامی نہیں ہزار بسطامی بھی اب اسے نہیں بچا سکتے پس یہ کہنے کی دیر تھی کہ سلطان نے اہلکار بھیج کر اس کا گھر گرا دیا آج تک وہ گھر تباہ و برباد پڑا ہے

ایک امیر نے حضرت محمد حنفی کی مخالفت کا پختہ ارادہ کر لیا اور زہر میں بجھے ایک برتن میں کھانا لگا کر آپ کو پیش کیا آپ کے برتن سے کوئی دوسرا کھانا کھانے کی

marfat.com

جسارت نہیں کرسکتا تھا حضرت نے تھوڑا سا کھانا کھاکر زہر کو محسوس فرماکر کھانا چھوڑ دیا اُٹھے سوار ہوئے اور اپنے آستانے کی طرف چل دیئے کھانے کے سب برتن باہم مل گئے امیر کے دو لڑکے آئے حضرت والے برتن سے کھانا کھاکر مرگئے اور حضرت شیخ پر زہر نے اثر نہ کیا۔

آپ ایک دن وضو فرمارہے تھے کہ ایک شخص آیا آپ نے اپنی ایک کھڑاؤں (لکڑی کا بنا ہوا جوتا جو لوگ بارشوں اور کیچڑ میں پہنا کرتے تھے) خلوت کدے سے پھینکی اگرچہ خلوت کدے میں سوراخ نہ تھا جہاں سے وہ نکلتی مگر پھر بھی وہ فضا میں چلی گئی آپ نے خادم سے فرمایا۔ یہ دوسری تو لے جب تک پہلی واپس نہ آجائے ایک عرصہ کے بعد ایک شامی شخص وہ کھڑاؤں دوسرے ہدیوں اور تحائف کے ساتھ واپس لایا عرض کرنے لگا اللہ کریم حضور کو میری طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے چور میرے سینے پر مجھے قتل کرنے کے لیے چڑھ بیٹھا تھا میں نے جی میں کہا میرے آقا محمد! اے حنفی! بس اتنا ہی کہا تھا کہ ایک کھڑاؤں اس کے سینے میں آکر گری اور وہ بے ہوش ہوکر گر گیا اور اللہ کریم نے آپ کی برکت سے مجھے نجات دے دی۔

آپ نے مناطح نامی (دوسرے مینڈھے کی طرح ٹکر مارتا تھا لہٰذا اسے مناطح کہا جانے لگا جس کا معنی سینگ مارنے والا ہوتا ہے) ایک امیر کے سامنے سفارش فرمائی جو بھی اس سے ٹکراتا تھا وہ اس کا سر پھوڑ دیتا تھا سلطان ملک اشرف برسبائی کے سامنے ممالیک پہ سر ٹکرانے کا کھیل کھیلا کرتے تھے جب آپ نے سفارش فرمائی تو اس نے قاصد سے کہا کہ اپنے شیخ کو کہنا اپنی خانقاہ میں بیٹھیں اور مجھ سے تعرض نہ کریں ورنہ میں آکر سر پھوڑ دوں گا۔ قاصد نے شیخ کو سب کچھ بتا دیا آپ نے کوئی جواب نہ دیا جب رات آئی تو اس امیر نے سر سے پردہ ہٹایا اور دیواروں سے ٹکریں مارتا ہوا مرگیا سلطان اشرف کو پتہ چلا تو کہنے لگا اسے حضرت حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے

marfat.com

مار ڈالا ہے ۔

آپ کی برکت نامی ایک لونڈی تھی آپ نے اسے آزادی کا پروانہ دے دیا اور فرمایا کسی کو نہ بتانا جب گھر والوں کو اس نے بتا دیا تو آپ نے اسے فرمایا "جا اور فلاں مکان میں جا کر بیٹھ جا" وہ نہ سمجھ سکی کہ حضرت کا مطلب کیا ہے وہ وہاں بیٹھ گئی پھر جب اٹھنا چاہا تو اٹھ نہ سکی، حضرت سے سوال کیا کہ آپ اسے اُٹھنے کی اجازت مرحمت فرمائیں اب وہ اٹھ کر کھڑی ہو ئی لیکن چل نہ سکی کہنے لگی میرے آقا سے مجھے چلنے کی اجازت بھی لے دو آپ نے فرمایا اس نے صرف کھڑا ہونے کا سوال کیا تھا اب تو تیر کمان سے نکل گیا جو واپس نہیں آسکتا وہ اس کے بعد موت تک اپاہج ہی رہی ۔

آپ جنوں کو حنفی مسلک کے مطابق تعلیم دیا کرتے تھے ایک دن کسی مصروفیت کی وجہ سے خود تشریف نہ لے جا سکے تو اپنے سر سیدی عمرؒ کو بھیجا انہوں نے اس دن حضرت کے دولت کدہ پر جنوں کو پڑھایا یہ سیدی عمر کہا کرتے تھے کہ ایک جن عورت نے مجھ سے شادی کرنے کی خواہش کی میں نے حضرت محمد حنفیؒ سے مشورہ کیا فرمانے لگے یہ ہم احناف کے نزدیک جائز نہیں ہے اور جن خاتون کی یہ خواہش میں نے ان کے بادشاہ کے سامنے رکھ دی جب میں اس کے ساتھ زمین کے نچلے طبقات میں گیا شاہ کہنے لگا حضرت سیدی محمد نے جو کچھ فرمایا ہے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے، پھر شاہ نے وزیر سے کہا تم شیخ محمد حنفی کے سُسر سے اسی ہاتھ کے ساتھ مصافحہ کرو جس ہاتھ کے ساتھ سید کل ختم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم سے مصافحہ کیا تھا تاکہ یہ واپس جا کر اپنے ہاتھ سے حضرت محمد حنفیؒ سے مصافحہ کر سکیں اب اس مصافحہ اور حضور علیہ السلام کے ساتھ مصافحہ میں آٹھ صدیاں حائل تھیں پھر اس جن عورت سے شاہ نے کہا انہیں اسی جگہ چھوڑ آؤ جہاں سے لے کر آئی ہو۔

marfat.com

سر ابن البارزی کے سیکرٹری نے آپ کو ایک دن سوار دیکھا امرا کی ایک جماعت آپ کے ساتھ تھی اسے یہ بات اچھی نہ لگی کہنے لگا یہ اولیا کا طریقہ نہیں ہے ایک خاص شخص جو یہ کیفیت دیکھ رہا تھا اسے کہا اعتراض نہ کیجئے اولیاء کے عجیب احوال ہوتے ہیں وہ کہنے لگا میں تو ضرور پیغام بھیج کر انہیں یہی بات کہلواؤں گا جب قاصد نے آکر حضرت محمد حنفی کو اس کا پیغام دیا تو آپ نے فرمایا تم اپنے اس استاد کو جا کر کہہ دو کہ اب تم ہمیشہ کے لیے معزول ہو ادھر سلطان موئید نے کہلا بھیجا کہ سیکرٹری اب گھر میں ہی رہو اسی معزولی کی حالت میں ملک موئید نے اسے قتل کر دیا، اللہ ہمیں اولیائے کرام کے انکار سے محفوظ فرمائے ۔

حضرت محمد حنفی کی خدمت میں ایک امیر کی بیوی حاضر ہوئی، اس نے آپ کے اردگرد خاص لوگوں کی بیگمات کا جمگھٹا پایا دل میں حضرت کا انکار آگیا، حضرت نے اپنی نگاہِ ناز اس پر ڈالی اور فرمایا ذرا دیکھ تو سہی اب اس نے دیکھا کہ ان بیگمات کے چہرے بہت بڑے ہیں اور دہکتے ہیں ان کے مونہوں اور نتھنوں سے پیپ بہہ رہی ہے ایسا معلوم ہوتا ہے وہ قبروں سے نکل کر آئیں ہیں آپ نے اس عورت سے فرمایا خدا کی قسم ہم جب بھی اجنبیوں پر نگاہ ڈالتے ہیں تو انہیں اسی حال میں دیکھتے ہیں (اب غور کرلے کیا اس حالت والے بھی قابل توجہ اور جاذب نظر ہوتے ہیں مترجم) پھر اس منکر عورت سے فرمایا تیرے جسم پر تین نشانیاں ہیں ایک بغل کے نیچے ہے دوسری ران پر ہے اور تیسری سینے پر، وہ کہنے لگی حضور! آپ نے سچ فرمایا قسم بخدا میری ان علامات کا اس وقت تک میرے خاوند کو بھی پتہ نہیں ہے اس نے استغفار پڑھی اور تائب ہوئی ۔

ابن کتیلہ نے ایک دفعہ محلہ کے ایک بڑے آدمی کی طرف سفارش بھیجی وہ کہنے لگا ابن کتیلہ جیسے فقیر و غریب آدمی کو گورنروں اور والیوں کے منہ نہیں چڑھنا

marfat.com

چاہیے اگر وہ خاموش نہ ہوا اور سفارشوں سے باز نہ آیا تو میں اس کی انتڑیاں پیٹ کے اندر ٹکڑے ٹکڑے کر دوں گا ابن کتیلہ بہت کبیدہ ہوئے اور حضرت محمد حنفی کو حالات عرض کیے آپ نے فرمایا اس چودھری کی انتڑیاں کٹیں گی حضرت نے فقیروں کی ایک جماعت بھیجی اور حکم دیا جب محلے میں پہنچو اور اس ظالم کے دروازے سے گزرو تو ذکر جہری کرنا۔ انہوں نے ایسا ہی کیا اب چودھری صاحب کو بار بار رستے آرہی تھی انتڑیاں کٹ رہی تھیں اور موت تک یونہی رہا۔

آپ تربوزے کا ایک ٹکڑا لیتے اسے پھاڑتے جاتے اور پورا طبق بھر دیتے مگر لطف کی بات یہ تھی کہ ہر برتن میں ڈالے گئے ٹکڑوں کا ذائقہ دوسروں سے الگ ہوتا پھر وہ سبز تربوز میں جیسے رنگ کو کاٹ لیتے اور لوگ یہ کیفیت دیکھ کر مبہوت ہو جاتے

آپ کی ایک بھیڑ باڑے سے چرالی گئی وہ چھ ماہ غائب رہی حضرت نے ایک دن اپنے غلام سے فرمایا باغ کی طرف جا کر فلاں دروازہ کھٹکھٹاؤ، جب گھر والا باہر آئے تو اسے کہو ہمیں وہ بھیڑ دے جو چھ ماہ سے تیرے پاس ہے (غلام گیا تو وہ بات کہی) وہ بھیڑ لے آیا اور غلام کے حوالے کر دی حضرت نے فرمایا ھذہ بضاعتنا ردت الینا۔ (یہ ہماری پونجی ہے جو ہمیں واپس کر دی گئی ہے۔

ایک قاضی آپ کی خدمت میں آ کر عرض کرنے لگا حضور! میرے شہر والوں نے۔۔ے متعلق ایک جھگڑے میں اپنے لیڈر ہے کہ۔ دیا ہے کہ میں فلاح، چالباز مکار ہوں ۔پ نے فرمایا تیرا مطلب پورا ہو گیا ہے اس دن وہ امیر ایک ضدی گھوڑے پر سوار ہوا گھوڑا امیر کو لے کر ایک تنگ اور چھوٹے دروازے میں جا گھسا امیر کی ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ گئی وہ مر کر زمین پر گر گیا اور ان علاقوں کا نیا امیر حضرت سیدی محمد حنفی کا ایک غلام بنا اور دوسرے دن حضرت کی زیارت کو آیا آپ نے قاضی کے متعلق اس سے بات کی اس نے قاضی صاحب اور اس کی اولاد کے لیے آزادی کا

marfat.com

پروانہ لکھ دیا۔

حضرت کو اگر خرچ کے لیے کوئی چیز نہ ملتی تو ساتمیوں سے قرض لے لیتے پھر جب اللہ کی طرف سے کشائش آتی تو آپ قرض اتار دیتے آپ پر ساٹھ ہزار قرض ہو گیا یہ بات آپ کو گراں گزری آپ کے پاس ایک آدمی بہت بڑی تھیلی لے کر حاضر ہوا اور کہنے لگا جس کسی کا حضرت شیخ نے قرض دینا ہے وہ آجائے اس نے جتنا قرض بھی حضرت پر تھا سب ادا کر دیا، حاضرین میں سے کوئی بھی اس شخص کو پہچانتا نہ تھا، لوگوں نے اس کے متعلق حضرت سے پوچھا آپ نے جواب دیا یہ قدرت کا صراف ہے اللہ تعالے نے اسے ہمارا قرض ادا کرنے کے لیے بھیجا ہے۔

آپ کی محفل میں کچھ لوگوں نے حضرت ابن فارض رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کلام گا کر سنایا حضرت سیدی شیخ شمس الدین بن کتیلہ محلی کلام کی طرف مائل ہوئے گویا سر ور آرہا تھا حضرت نے ان پر نگاہ ڈالی تو وہ بیخود ہو گئے انہوں نے نیند کی حالت میں حضرت عمر بن فارض رضی اللہ تعالے عنہ کو حضرت کی درگاہ کے دروازے پر کھڑا دیکھا ان کے ہاتھ میں سرکنڈے کا ایک پودا تھا گویا وہ اس سے دربار عالی کے دروازے کی دہلیز کے نیچے سے بہنے والے پانی کو پی رہے تھے جب وہ آپے میں آئے تو حضرت نے فرمایا جو کچھ آپ دیکھ رہے تھے بالکل ٹھیک تھا شمس الدین آپ نے اپنی آنکھ سے دیکھا ہے، آپ اکثر فرمایا کرتے اگر ابن فارض ہمارے دور میں ہوتے تو ہمارے دروازے پر ٹھہرے بغیر ان کی نہ بنتی۔

آپ کی بیوی شدید بیمار ہو گئیں وہ ہلاکت کے دہانے تک پہنچ چکی تھی اس شدتِ مرض میں وہ کہتی تھیں "یا سیدی احمد یا بدوی" آپ کا خیال میرے ساتھ ہے انہیں پھر حضرت سیدی احمد رضی اللہ تعالے عنہ خواب میں ملے وہ ناک کو ڈھانپے ہوئے تھے اور کھلی آستینوں والا جبہ انہوں نے پہنا ہوا تھا ان کا سینہ

marfat.com

بے کینہ خوب چوڑا تھا چہرہ اور آنکھیں سرخ انگارے تھیں وہ بیگم صاحبہ کو فرمانے لگے آپ نے کتنی دفعہ مجھے بلایا اور کتنی دفعہ مجھ سے مدد مانگی آپ کو معلوم نہیں کہ آپ ایک عظیم المرتبت تصرف کرنے والے بزرگ کی حمایت میں ہیں اگر کوئی کسی عظیم آدمی کے مقام پر ٹھہر کر ہمیں بلائیں تو ہم اسے جواب نہیں دیا کرتے د آپ جن کے پاس ہیں ان کا ادب ہمیں ملحوظ ہوتا ہے لہٰذا) کہو یا سیدی محمد یا حنفی د اپنے خاوند سے طلب مدد کرو) آپ کو اللہ تعالیٰ آرام سے نوازیں گے انہوں نے یہی کہا جب صبح ہوئی تو یوں صحت تھی گویا کبھی مرض نہ تھا ۔

ایک عورت نے اس تھوڑے سے کھانے کو جو آپ فقیروں کو رملی پیٹیوں میں رکھ کر دیتے تھے قابلِ اعتراض سمجھا اور کہنے لگی کھانے کی قلت اور پھر آپ کی سرکار میں ، پھر وہ اٹھ گئی بڑی کثرت سے کھانا تیار کیا بھیڑوں اور مچھلیوں کا گوشت بھی پکایا اور خانقاہ میں اٹھا لائی حضرت محمد حنفی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے حضرت یوسف قطوری رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کو کھانے کا حکم دیا وہ اکیلے سارا کھانا کھا کر بھوک کی شکایت کرنے لگے وہ انہیں اپنے ساتھ گھر لے گئی اور پہلے سے بھی زیادہ کھانا پیش کیا وہ برابر بھوک کی شکایت کرتے جا رہے تھے اب حضرت شیخ نے فرمایا برکت فقراء کے کھانوں میں ہوتی ہے برتنوں میں نہیں د کہ تو نے مٹی اور ریت کے بنے برتنوں کو قابلِ اعتراض سمجھا) اس نے استغفار پڑھی اور توبہ کی ۔

اگر دسترخوان سے کسی غائب دوست کا کھانے کے دوران ذکر آجاتا تو حضرت شیخ غائب کی طرف سے ایک دو لقمے تناول فرما لیتے اور وہ لقمے ان کے پیٹ میں پہنچ جاتے خواہ وہ کہیں بھی ہوتا ایسے لوگ جب واپس آتے تو اعتراف کرتے کہ ہمیں حضرت کی طرف سے کھانا مل جاتا تھا کوئی منکر اگر کوئی مسئلہ پوچھتا تو آپ اسے جواب دیتے پھر دوسرے سوال کا جواب دیتے آخر منکر سوال کرنے سے

marfat.com

تھک جاتا اور چپ ہو جاتا تو آپ پوچھتے کیا اور سوال نہیں کرو گے اگر آپ پوچھتے اور میرے پاس جواب نہ ہوتا تو میں لوحِ محفوظ سے دیکھ کر جواب دے دیتا۔

ایک شخص نے آکر کہا حضور! میں بال بچے دار مفلوک الحال آدمی ہوں آپ مجھے علم کیمیا (سونا بنانے کا فن) سکھا دیں حضور نے فرمایا ایک سال ہمارے پاس اس شرط پر رہو کہ جب تمہارا وضو جاتا رہے تو نیا وضو کر کے دو نفل پڑھ لیا کرو اس نے اس شرط پر رہنا منظور کر لیا جب مقررہ عرصے سے صرف ایک دن باقی تھا حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا حضور! وقت پورا ہو رہا ہے آپ نے فرمایا کل تمہاری حاجت پوری ہو جائے گی دوسرے دن آیا تو آپ نے فرمایا اٹھ اور کنوئیں سے وضو کے لیے پانی بھر لا، اس نے کنوئیں سے ڈول بھرا تو وہ سونے سے پُر تھا وہ کہنے لگا حضور والا! اب تو میرے جسم میں ایک بال بھی ایسا نہیں جسے سونے کی خواہش ہو حضرت نے فرمایا پانی وہاں ہی بہا دے اور اپنے شہر چلا جا اب تو از سر تا پا کیمیا بن گیا ہے وہ شہر آ گیا لوگوں کو اللہ کی طرف بلایا اور لوگوں کو بےحد نفع پہنچا۔

حضرت شیخ شمس الدین بن کتیلہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہتے ہیں کہ جب سیدی محمد نماز پڑھا کرتے تو ہمیشہ آپ کی دائیں طرف چار روحانی اور چار جسمانی افراد نماز پڑھتے جنہیں یا تو خود حضرت دیکھ سکتے تھے یا آپ کے خاص احباب دیکھ سکتے تھے بحر نیل کے باشی دریا سے نکل کر جب آپ اپنے گھر روضہ میں تشریف فرما ہوتے تو آپ کی زیارت کو آتے لوگ انہیں دیکھا کرتے تھے آپ کی صاحبزادی ام المحاسن رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ یہ دریائی مخلوق ریشمی چادروں اور صاف و پاکیزہ کپڑوں میں آئی اور نمازِ مغرب آپ کے ساتھ پڑھی پھر دریا میں اپنے کپڑوں سمیت اتر گئی میں نے عرض کیا حضور! کیا ان کے کپڑے پانی میں نہیں بھیگتے، آپ نے مسکرا کر فرمایا ان کی رہائش ہی پانی میں ہے (پانی میں رہنے والے اولیا ہیں)۔

marfat.com

آدھی رات کو ایک شخص آپ کے پاس آیا اور محل کی چھت پر رک گیا آپ نے پوچھا کون ہے؟ اس نے جواب دیا چور۔ آپ نے فرمایا کیا چوری کرتا ہے اور کس شغل میں لگا ہوا ہے؟ وہ کہنے لگا حضور! اب تو اللہ تعالیٰ کے سامنے توبہ کر چکا ہوں کیونکہ اب کام میں رنگ تک بدل چکا ہے حضرت نے فرمایا اب چھت سے نیچے اتر آ، اب تجھے کچھ نہیں ہوگا۔ اس نے توبہ کی اور توبہ کو خوب نبھایا اور وفات تک حضرت کے آستانے سے وابستہ رہا۔

آپ نے اپنے غلاموں میں سے ایک شخص کو حکم دیا کہ قاہرہ کی سڑکوں اور بازاروں میں بلند آواز سے اعلان کر دے کہ اے گروہِ مسلماں! سیدی محمد حنفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمہیں حکم دیتے ہیں کہ پانچ نمازوں خصوصاً نمازِ وسطیٰ کی خوب حفاظت کرو، سارے ملک میں یہ بات پھیل گئی کہ حضرت نے اس بات کا حکم دیا ہے حاضرین میں سے ایک نے اعتراض کرتے ہوئے کہا کہ یہ حکم حضرت حنفی کا نہیں اللہ تعالیٰ کا ہے جب اعلانچی فقیر واپس آیا تو اس واقعہ کی خبر حضرت کو دی آپ خاموش ہو گئے تیسرے دن پھر وہ اعلان کرتا اس شخص کی دکان سے گزرا تو ایک اور شخص بول پڑا شیئاً للہ یا سیدی محمد حنفی! وہ بات کرنے والا آدمی تو رات کو مر گیا ہے اعلانچی واپس حضرت کے پاس پہنچا آپ نے فرمایا جو کچھ میں نے کہا تھا اب وہ کسی اور سے نہ کہنا۔

آپ کے پاس ایک دفعہ ایک فقیر آیا آپ نے بڑے قیمتی کپڑے پہن رکھے تھے جو شاہوں کے شایان تھے وہ کہنے لگا جناب آپ نے یہ طریقت کا علم کس سے سیکھا ہے؟ کیونکہ اولیائے کرام تو تقشف کو اپناتے اور موٹے اور کھردرے کپڑے پہنتے ہیں آپ نے پوچھا تیرا مطلب کیا ہے؟ اس نے کہا حضور! یہ پہنے ہوئے قیمتی کپڑے اتار دیں اور یہ جبہ پہن کر پیدل قرافہ تک جائیں، حضرت نے اس کی

marfat.com

بات مان لی دونوں چل پڑے ایک امیر نے حضرت کو دیکھا تو پہچان لیا ، وہ اپنے گھوڑے سے اترا اور اپنے اوپر جو قیمتی چادر اوڑھ رکھی تھی وہ حضرت پر ڈال دی اور آپ کو یہ کپڑا قبول کرنے کی قسم دلائی وہ خود اپنے غلاموں کے ساتھ خانقاہ تک پیادہ حضرت کے ساتھ آیا ، اب شیخؒ نے اس سوال کرنے والے فقیر سے فرمایا بیٹا! تم نے دیکھا ہم کیا تھے اگر تم فقیروں کی اولاد سے نہ ہوتے تو تمھیں کوئی بھلائی نہ ملتی اس فقیر نے توبہ کی استغفار پڑھی اور اپنا سر ننگا کر لیا اور وفاتِ شیخؒ تک ان کی خدمت میں لگا رہا ۔

اگر کوئی شخص مال سے کچھ چیز آپ سے چھپالیتا تو وہ سارا مال ختم ہو جاتا صرف اتنا باقی رہتا جتنا وہ آپ کے لیے تسلیم کر لیتا جب علاقہ صعید کے فقرا حضرت فرغل بن احمدؒ کے ساتھ صعید کے امیر ابن عمر کی سفارش کے لیے آئے تو سیدی محمد حنفیؒ نے فرمایا ان کی حاجت پوری نہ ہو گی کیونکہ وہ ادب کے ساتھ نہیں آئے اور اس شہر کے مالک ولی سے اجازت نہیں لی ہے پھر اسی طرح ہوا جس طرح آپ نے فرمایا تھا ۔ جب فرغل کو لے کر وہ سب لوگ سلطان احمد جقمق کے پاس پہنچے تو فرغل نے کہا آپ اس شہر پر سختی کر رہے ہیں سلطان چونکہ مجذوب تھا اس لیے اس نے کوئی جواب ہی نہ دیا ، آپ جب کسی سرکش گھوڑے پر ہاتھ رکھ دیتے تھے تو وہ شر کشی چھوڑ دیتا ۔

حضرت خضر کئی دفعہ آپ کی محفل میں آکر دائیں پہلو بیٹھ جاتے اگر حضرت اٹھتے تو وہ بھی اٹھتے اور اگر آپ خلوت میں جاتے تو وہ خلوت کدے کے دروازے تک آپ کے ساتھ چلتے ۔

آپ کی وفات ۸۴۷ ہجری میں ہوئی آپ کی قبر سراپا برکت اور زیارت گاہ ہے ۔ امام شعرانی فرماتے ہیں کہ حضرت محمدؒ نے اپنے مرض موت میں فرمایا ، جس کی کوئی حاجت ہو وہ میرے پاس آئے اور حاجت طلب کرے میں پوری کروں گا

marfat.com

کیونکہ میرے اور تمہارے درمیان ایک گز مٹی حائل ہے اگر کسی مرد کو گز بھر مٹی ساتھیوں سے چھپا لے تو وہ مرد نہیں ہے۔

۱۱۵ حضرت محمد بن حسن اخمیمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ عظیم المرتبت عارفوں میں سے ہیں آپ کی کرامات میں سے ایک یہ ہے کہ آپ نے حضور شفیع المذنبین مصطفٰے علیہ التحیۃ والثناء کا جمالِ جہاں آرا خواب میں دیکھا۔ حضور کریم علیہ التسلیم نے آپ کو ایک روٹی عطا فرمائی۔ آپ نے حضور علیہ السلام کے سامنے کچھ تناول کی اور کچھ اپنے پہلو میں رکھ لی جب آپ کی آنکھ کھلی تو وہ روٹی جو خواب میں پہلو میں رکھی تھی سچ مچ پہلو میں موجود تھی۔

امام مناوی آپ کا یہ ارشاد نقل فرماتے ہیں: کہ اللہ کریم نے مجھے چیزوں کے اذکار کے حقائق سے باخبر کر دیا ہے لہٰذا میں درختوں اور پتھروں کے اذکار سنتا ہوں جو ایک دوسرے سے الگ الگ ہوتے ہیں۔

۱۱۶ حضرت محمد بن عیسٰی زیلعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ صاحبِ کشف و کرامات عظیم المرتبت اولیائے اُمت میں سے تھے

آنکھ جوڑ دی ایک کرامت یہ ہے کہ آپ کا صاحبزادہ صحرا نشینوں کی طرح ایک دعوت میں تلوار سے کھیل رہا تھا کہ تلوار ایک آدمی کی آنکھ میں لگی اور آنکھ کو پھوڑ دیا، حضرت شیخ نے آنکھ کو اپنی جگہ پر رکھ کر اس پر تھوک ڈال دیا اور وہ بالکل پہلے کی طرح ہو گئی۔ ایک اور کرامت ملاحظہ ہو:

حضرت اپنی مسجد تعمیر کرا رہے تھے کہ ایک معمار گردن کے بل گرا گردن ٹوٹ گئی لوگ اسے آپ کی خدمت میں لے آئے آپ نے گردن پر تھوکا وہ کھڑا ہو گیا اور پھر زندہ رہا۔ مناوی یہ کرامت نقل فرماتے ہیں کہ جب بارش کے لیے لوگ آپ کو جمٹ

marfat.com

جاتے تو آپ کی دعا سے فوراً انہیں بارش مل جاتی۔

۱۱۷۔ حضرت محمد بن عمر بن احمد شیخ شمس الدین ابو عبد اللہ واسطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ واسطی الاصل تھے عموماً آپ کو غمری محلی شافعی کہا جاتا ہے،

آپ امام کبیر اور صوفی شہیر ہیں۔ آپ ان عظیم المرتبت اولیائے امت میں شامل ہیں جن کی مفید تالیفات اور تاباں کرامات موجود ہیں۔ ایک کرامت یہ ہے۔ آپ سو گئے اور دیئے نہ جلا سکے آپ نے وہاں سے ہی چراغوں کی طرف اشارہ فرمایا اور وہ جل پڑے۔

سات آنکھیں

ایک دفعہ احمد نخال آپ کے پاس آیا دیکھا تو آپ کی آنکھیں سات تھیں وہ یہ دیکھ کر بیہوش ہو گیا۔ جب اسے آرام آیا تو حضرت نے فرمایا جب انسان کامل بن جاتا ہے تو اس کی سات آنکھیں بن جاتی ہیں کیونکہ دنیا کی سات ولائتیں دیر اعظم ہیں۔ آپ کی وفات شعبان ۸۴۹ھ میں ہوئی اور بقول امام مناوی آپ کو محلہ کی جامع مسجد میں دفن کیا گیا۔

قوت ولی کی جلوہ سامانیاں

امام شعرانیؒ فرماتے ہیں کہ جب سلطان جقمق نے ایک فوجی جماعت امیر مصر ابن عمر کے پیچھے بھیجی وہ اسے پکڑ کر لوہے میں مقید لے آئے چیتل میں یہ حضرت کے ایک غلام کا گدھا پھسل گیا یہ مولیاں بیچا کرتا تھا اس فقیر نے پکارا۔ میرے آقا محمد اے عمری! ابن عمر نے کو ر نے یہ جملہ سُنا تو کہا اوچھا یہ محمد جنہیں آپ بلا رہے ہیں کون ہیں اس نے جواب دیا یہ میرے مرشد ہیں۔ ابن عمر کہنے لگا اب پھر میں انہیں استغاثہ کے لیے پکارتا ہوں اور کہتا ہوں اے میرے آقا محمد غمری! گو میں لکھیں حضرت محمد نے محلہ میں یہ پکار سُنی، امام شعرانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ واقعہ بیان کرنے والے شیخ شہاب الدین بن نخال نے مجھے بتایا کہ حضرت محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تین گدھے منگوائے اور فرمایا ان پر سوار ہو جاؤ۔ ہم حضرت شیخ کے ساتھ سوار ہو کر قاہرہ پہنچے حضرت شیخ سیدھے [illegible] ایک لحظہ مجھے دفعتہً دیکھا تو ابن عمر [illegible]

لوگ بیڑیوں میں جکڑے [illegible]

marfat.com

کو فرمایا اس آدمی (ابن عمر) کے پیچھے پیچھے چل، جب تو دیکھے کہ سلطان اس کے ساتھ سختی کر رہا ہے اور اسے ہلاک کرنے کا حکم دے رہا ہے تو اپنی انگشتِ شہادت اپنے انگوٹھے پر رکھ کر دبانا۔ اس محفل میں سب لوگوں کی جانوں پر بن آئے گی اور سلطان سمیت سب کے گلے بند ہونے لگ جائیں گے۔ جب ابن نخال پیچھے گئے تو دیکھا کہ سلطان نے ابن عمر پر سختی کرنا شروع کر دی ہے انہوں نے حضرت کے فرمان کے مطابق عمل کیا۔ سلطان چلّایا اسے چھوڑ دو، اسے خلعت پہناؤ۔ ان کے ساتھیوں پر زعفران ڈالا یہ خوشی اور رضامندی کی علامت تھی۔ ابن نخال واپس آئے اور حضرت کو اطلاع دی آپ نے فرمایا اب سوار ہو جاؤ واپس چلیں کام ہو گیا۔ ابن عمر کو اس واقعہ کی کوئی اطلاع نہ تھی اور نہ حضرت کی آمد کا اسے پتہ تھا آپ محلہ میں واپس تشریف لائے اور فرمایا معاملہ اللہ تعالےٰ کے ساتھ ہے۔ آپ میں سے کسی کو اجازت نہیں کہ میری موت سے پہلے یہ واقعہ بیان کرے امام شعرانی فرماتے ہیں ابن نخال نے مجھے بتایا کہ آپ سے پہلے میں نے کسی کو یہ واقعہ نہیں بتایا یہ حضرت محمد حضرت احمد زاہد کے ساتھیوں سے تھے فرماتے ہیں: کہ سیدی احمد زاہدؒ کسی فقیر کو مصلّے پر کرامت ظاہر کیے بغیر نہ بیٹھنے دیتے تھے۔ میری کرامت یہ تھی کہ میں چراغ جلائے بغیر سو گیا میں نے چراغوں کی طرف اشارہ کیا تو سب روشن ہو گئے۔ (یہ واقعہ بھی امام شعرانی نے نقل فرمایا ہے)

چور توبہ کرتے ہیں آپ کی یہ کرامت بھی امام شعرانی نقل فرماتے ہیں کہ سب چوروں نے یہ متفقہ فیصلہ کیا کہ آپ اکثر ہمارے آڑے آتے ہیں لہٰذا آپ کو قتل کر دیا جائے وہ ایک رات آ گئے اور آستانے کا دروازہ توڑ دیا۔ آپ نے ساتھیوں کو حکم دیا کہ میرے بغیر ان چوروں کے مقابلہ میں اور کوئی نہ جائے جب چوروں پر ان کی نگاہ پڑی تو انہوں نے ہتھیار پھینک دیے اور سب نے توبہ کی۔ علامہ نجم غزی کہتے ہیں کہ شعرانی نے فرمایا شیخ زکریا نے مجھے بتایا کہ وہ ایک

marfat.com

دفعہ اچانک حضرت محمد غمری کی خلوت کدہ میں چلے گئے ان کی سات آنکھیں دیکھیں تو مبہوت ہو گئے۔ حضرت نے یہ کیفیت دیکھی تو فرمایا اے زکریا! جب مردِ حق تکمیل پاتا ہے تو دنیا کی سات اقلیموں کی طرح اس کی سات آنکھیں ہوتی ہیں، زکریا ہی فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ پھر ان کی خلوت میں پہنچا تو وہ خلوت کدہ کی چھت کے قریب فضا میں چوکڑی مارے بیٹھے تھے، آپ کا وصال ساڑھے آٹھ سو ہجری سے کچھ اوپر ہوا۔

۱۱۸۔ حضرت محمد بن صدقہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ صاحبِ کشف ولی، صاف و شفاف، باصلاحیت، شیخ مجذوب ہیں آپ کمال الدین کے لقب سے ملقب اور شافعی المسلک ہیں۔ علامہ ابن حجرؒ کے عہدۂ قاضی القضاۃ کے دوران جمعہ کے دن یہ ان کے گھر آئے، یہ ابن حجرؒ کے معزول ہونے سے کچھ پہلے کا واقعہ ہے۔ درگاہ میں لوگوں میں گھل مل کر بیٹھ گئے، دروازے بند کر دیئے وہاں سے نوکروں چاکروں کو نکال باہر کیا چیف جسٹس صاحب آئے اور پردے والے دروازے کے ساتھ آپ کے پاس آکر بیٹھ گئے۔ حضرت نے ان سے کوئی چیز مانگی چیف جسٹس صاحب نے اپنی جیب سے ایک دینار نکال کر دیا آپ نے لے لیا، پھر اور مانگا انھوں نے اور دیا، تیسرا مانگنے پر بھی ملا۔ اس طرح چھ یا سات دینار آپ نے لیے، قاضی صاحب کی جیب میں یہی کچھ تھے۔ پھر سب دینار ہاتھ میں گھماتے اور قاضی صاحب کی طرف پھیلا دیئے پھر پختہ ارادہ سے واپس مانگنے چلا رہے تھے اور قاضی صاحب کو دوبارہ دیتے ہوئے کہا انہیں لے کر ہمارے پاس سے اُٹھ جائیں۔ چلاتے جا رہے تھے اور بار بار یہی کہہ رہے تھے اس عمل سے قاضی صاحب کا رنگ اڑ گیا اور ان کی چیخوں سے قاضی صاحب پر کپکپی طاری تھی اور یہ فرماتے جا رہے تھے ہمارے پاس سے اٹھ جاؤ قاضی صاحب اُٹھے اور گھر چلے گئے اور اس کے بعد فوراً معزول کر دیئے گئے اور ان کی زندگی اس واقعہ کے بعد صرف اتنے دن ہی باقی رہی جتنی دفعہ حضرت نے

marfat.com

انہیں دینار پکڑائے تھے چھ یا سات دن، اس سے کمی و بیشی نہ ہوتی۔ ایک اور کرامت ملاحظہ ہو۔

کہ ایک شخص نے آپ سے ایک حاجت پوری کرنے کا سوال کیا، آپ نے فرمایا پچاس دینار میں پوری ہو گی اس نے آپ کو یہ دینار بھیج دیئے جب قاصد لے کر آیا تو آپ کاملیہ کے دروازے پر بیٹھے تھے جونہی رقم ملی تو آپ نے فوراً دروازے پر سے گزرنے والی ایک عورت کے حوالے کرنے کا حکم دیا جسے کوئی نہیں پہچانتا تھا۔ قاصد نے رقم اسس کے حوالے کر دی، بعد میں پتہ چلا کہ اس عورت کا لڑکا اتنی ہی رقم کے عوض ایک ظالم کے پاس پھنسا ہوا تھا اور خوف تھا کہ وہ اسے مار ڈالے گا۔ بقول علامہ مناوی آپ ۸۵۴ ہجری میں مصر میں فوت ہوتے اور حضرت شیخ ابوالعباس خراز کی قبر کے قریب قرافۃ الکبریٰ میں دفن ہوتے۔

۱۱۹۔ حضرت محمد بن احمد فرغل صعیدی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ:

آپ اکابر اولیاء میں شمار ہوتے ہیں اور برگزیدہ وچیدہ افراد میں گنے جاتے ہیں۔

بے ملک کے پھل آپ کی کرامت ملاحظہ ہو۔ ایک خاتون کو جوز ہندی (ناریل) کی تلاش تھی اور مصر میں جوز ہندی کا وجود نہ تھا آپ نے اپنے مخیمر نامی نقیب سے فرمایا، اے مخیمر اٹھ، اس خلوت کدے میں داخل ہوا ور خلوت کدے میں موجود ناریل کے درخت سے پانچ ناریل توڑ کر اسے دے دے وہ خلوت کدے میں گیا درخت سے پانچ ناریل توڑ کر اسے دے دیئے۔ مگر دوبارہ خلوت کدے میں گیا تو درخت موجود نہ تھا۔

ابن حجر سے ملاقات شیخ الاسلام ابن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مصر میں اولادِ عمر کی سفارش کے لیے تشریف لاتے تو

marfat.com

ایک دن ان کے پاس سے گزرے دل میں کہنے لگے اللہ کسی جاہل کو ولی نہیں بناتا اگر اسے ولی بنایا ہوتا تو ضرور اسے علم سکھایا ہوتا، گویا یہ انکاری کیفیت تھی آپ نے کہا قاضی صاحب! ذرا ٹھہر جائیے سانپ نے انہیں پکڑ لیا انہیں مارنے لگ گئے منہ پر خوب طمانچے مارے اور کہا اللہ نے مجھے ولی بنایا ہے اور علم عطا فرمایا ہے۔

ایک راہب آپ کے پاس آیا اور بے موسم پیلے رنگ کا خربوزہ مانگا آپ نے پیش فرما کر کہا مجھے اپنے رب تعالیٰ کی قسم یہ خربوزہ صرف کوہ قاف کے پیچھے ہوتا تھا

مگرمچھ بھی حکم مانتے ہیں مذکورہ بالا نقیب مخبر کی لڑکی کو مگرمچھ اچک لے گیا مخبر روتا ہوا حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے فرمایا جہاں سے لڑکی کو مگرمچھ نے اچانک پکڑا ہے وہاں جا کر بلند آواز سے پکار کر اسے مگرمچھ آ اور حضرت فرغل سے بات کر چونہی مخبر نے آواز دی مگرمچھ سمندر سے یوں نکلا گویا وہ سوار ہے حالانکہ وہ پیدل چل رہا تھا لوگ اس کے دائیں بائیں چل رہے تھے وہ حضرت کے دروازے پر آکر ٹھہر گیا۔ حضرت نے لوہار کو حکم دیا کہ اس کے سب دانت نکال دیئے جائیں اور مگرمچھ کو حکم دیا کہ وہ اپنے پیٹ سے لڑکی نکال باہر ڈالے اس نے لڑکی کو اگل دیا وہ دہشت کی ماری زندہ تھی۔ آپ نے مگرمچھ سے عہد لیا کہ آپ کے شہر کے کسی آدمی کو زندگی بھر وہ پھر اچانک نہیں اٹھا سکے گا۔ مگرمچھ واپس پلٹا تو اس کے آنسو بہہ رہے تھے۔ پھر وہ سمندر میں اتر گیا۔

منکر کا انجام آپ فرمایا کرتے تھے میں کل عرش کے نیچے خدا تعالیٰ کے سامنے بیٹھا ہوں حق نے مجھے یوں فرمایا [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

marfat.com

دیا کرتے تھے ۔

میں نے حضرت محمد بن عنان رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے یہ ارشاد سُنا کہ میں نے حضرت فرغل کی جوانی میں زیارت کی میں بلاد مشرق سے نکلا تو آپ نے اپنے ساتھیوں کو میرے نکلنے کی اطلاع کر دی۔ فرمایا کہ محمد بن حسن لنگڑا ہماری ملاقات کے لیے آ رہا ہے۔

علم کی فراوانی ایک نصرانی خاتون ملک فرنگ میں رہتی تھی اور آپ کی معتقد تھی اس نے نذر مانی کہ اگر اللہ نے اس کے لڑکے کو شفا دی تو وہ حضرت فرغل کے لیے دری بنائے گی۔ اُدھر اس نے یہ نذر مانی اور اِدھر آپ فرمانے لگے اب ان لوگوں نے دری کے لیے پشمیں کاٹنا شروع کیں اب انہوں نے سوت کو نلوں پر چڑھایا اب وہ بننے لگ گئے ہیں۔ اب انہوں نے دری بھیج دی ہے اب مقام مرکب پر وہ اتر گئے ہیں اور فلاں جگہ پر وہ ہیں اب فلاں مقام پر وہ پہنچ گئے ہیں۔ ایک دن فرمایا ابھی ایک سامنے آتا ہے اس نے دری پکڑ رکھی ہے اور دروازے پر پہنچ گیا ہے۔ لوگوں نے دیکھا تو واقعی ایسے ہی ہوا

آگ حکم مانتی ہے لوگوں نے آپ کو بچپن میں بنی صمیت کے گندم کے ڈھیروں کا نگران بنا دیا آپ نے ایک سبز خوشہ لیا اور گندم کے ڈھیروں کے اوپر کھڑے ہو کر اسے آگ لگا دی لوگ چلانے لگے کہ اس پاگل نے تو سب ڈھیر جلا دیے اوپر چڑھ کر انہیں مارنے لگ گئے آپ نے فرمایا میں نے آگ کو حکم دیا ہے کہ وہ صرف میرے سبز خوشے کو ہی جلائے۔ لوگوں نے دیکھا کہ آگ نے صرف سبز خوشے کو ہی جلایا تھا۔

مہر کی ادائیگی آپ نے ایک آدمی سے کہا مجھے اپنی بیٹی کا نکاح کریں اس نے جواب دیا آپ کے لیے اس کا مہر بہت مہنگا ہے۔ فرمایا کتنا مہر چاہیے؟ اس نے کہا چار سو دینار۔ آپ نے فرمایا اس نالے کے پاس جا اور اسے کہہ دے کہ فرغل تجھے حکم دیتے ہیں مجھے ایک قادوس (وہ بڑا برتن جس میں مشین کے اوپر آٹا پیسنے

marfat.com

کے لیے دانے ڈالتے ہیں، سونے کا اور ایک چاندی کا بھر دے۔ نالے نے دو تھا دوس بھر دیئے وہ آدمی اور اس کی اولاد زندگی بھر حضرت شیخ کی برکت سے پردۂ وقار میں رہے۔

زرا زیری کا بیٹا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کے پاؤں چوم لیے آپ نے اسے فرمایا: میں نے تجھے پھسلنے والی زمین سے ہٹ کر خالص زمین کا والی بنا دیا ہے۔ بعد بادشاہ نے اسے چار علاقوں کا والی بنایا جو خوب زرخیز تھے اور وہاں خوب مٹی تھی۔

سفارش نہ ماننے والے امیر کی ہلاکت

آپ نے مصر کے ایک امیر کے پاس ایک کسان کی سفارش کے لیے قاصد بھیجا۔ امیر نے کہا۔ اپنے شیخ کو کہنا کہ آپ ہمارے محتاج ہیں، قاصد نے واپس آکر حضرت شیخ کو بات بتائی۔ آپ نے اپنی انگلی سے اس طرح زمین کو کریدا جیسا عموماً زمین کو کھودا جاتا ہے۔ اطلاع آئی کہ سلطان نے ناراض ہو کر اس کا گھر گرانے کا حکم دیا ہے وہ گھر آج تک جامع طولون کے علاقہ میں برباد پڑا ہے۔ اس کے بعد سلطان نے امیر کی گردن اڑا دی۔ لوگوں نے آپ سے پوچھا اس کی ہلاکت و فلاکت کا سبب کیا ہے، آپ نے فرمایا: مجھے سبب کا علم نہیں بس اللہ کریم نے مجھے اس بات پر حرکت دی اور میں نے کر دی۔

(یعنی میں تو صرف تقدیرِ ربانی کا جاری کرنے والا ہوں) مترجم۔

نورِ قرآنی

ایک فقیر آپ کے پاس بیٹھا تلاوت قرآنِ پاک کر رہا تھا اسے متشابہ ہوا بھول گیا۔ آپ نے فرمایا: متشابہ ہو گیا ہے، اس نے کہا آپ کو کیسے معلوم ہوا جب کہ آپ حافظِ قرآن نہیں ہیں، فرمایا میں آسمان تک ایک مسلسل نور دیکھ رہا تھا وہ نور ٹوٹ گیا اور پچھلے حصے سے مربوط نہ رہا تو مجھے پتہ چل گیا کہ آپ بھول گئے ہیں۔

آپ فرمایا کرتے تھے میں ان اولیائے اُمت سے ہوں جنہیں قبر میں بھی تصرف حاصل ہے جسے کوئی ضرورت پیش آجاتے وہ میری قبر پر میرے منہ کے سامنے آکر اپنی حاجت کا ذکر کرے۔ میں اسے پورا کروں گا۔ بقول علامہ شعرانی رحمہ آپ کا انتقال سنہ

marfat.com

اٹھ سو پچاس ہجری سے کچھ اوپر ہوا۔ مناویؒ نے آپ کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے۔ فرغل بن احمد کا نام محمد سمیعی صعیدی ہے۔ آپ مشہور مجذوب ہیں، آپ بہت بڑے صُوفی اور صاحب تصرف ولی ہیں، امام مناویؒ نے پھر مذکورہ بالا کرامات میں سے کچھ کا ذکر فرمایا ہے پھر فرماتے ہیں کہ آپ کی مشہور کرامات محتاج ذکر نہیں ہیں۔ آپ کا وصال مقام صعید پر ۸۶۰ھ میں ہوا، ابو تیج کی خانقاہ میں مدفون ہوتے۔ آپ کی قبر وہاں علاقہ کے لوگوں کا مرجع وملجأ بنی ہوئی ہے۔ آپ کی زیارت کی برکات کا منکر کوئی محروم انسان ہی ہو سکتا ہے۔

۱۲۰۔ حضرت محمد بن حمزہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ آق شمس الدین کے لقب سے مشہور ہیں سلطان محمد فاتح کی حکومت کے دوران مشاہیر اولیا اللہ سے ہیں۔ دمشق شام میں ولادت ہوئی۔ پھر بچپن میں والد کے ساتھ رومی علاقہ میں آئے۔ علم پڑھنا شروع کیا اور وہاں ہی علوم کی تکمیل فرمائی۔ آپ کے مناقب میں ایک یہ بھی ہے کہ آپ روحوں کی طرح جسموں کے بھی طبیب تھے۔ ظاہری طب میں بھی آپ کی کئی تصانیف ہیں۔

نباتات باتیں کرتے ہیں

مروی ہے کہ جڑی بوٹیاں آپ کو پکارتی تھیں اور کہتی تھیں کہ ہم فلاں مرض کی شفاء ہیں۔

آپ کی دعا سے قسطنطنیہ کی فتح

جب سلطان محمد خان (ترکی عثمانی) نے قسطنطنیہ کو فتح کرنا چاہا تو حضرت شیخ کو جہاد کی دعوت دی، حضرت شیخ آق بیق کو بھی بلایا ان دونوں حضرات کو بلانے کے لیے مرحوم احمد پاشا بن ولی الدین کو بھیجا کہ یہ دونوں حضرات قسطنطنیہ کی طرف متوجہ ہوں۔ جناب آق بیق رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ تو مجذوب تھے ان سے کوئی بات معلوم نہ ہو سکی لیکن حضرت محمد آق محمد شمس الدین نے فرمایا کہ مسلمان فلاں جگہ سے فلاں دن

marfat.com

بڑی چاشت کے وقت قلعہ میں داخل ہوجائیں گے آپ (احمد پاشا) اس وقت سُلطان محمد خاں کے پاس ہی ہوں گے" احمد پاشا کے ایک لڑکے نے بیان کیا ہے کہ وہ وقت قریباً آگیا لیکن قلعہ فتح نہ ہوا۔ سلطان کی طرف سے ہم ڈرنے لگے میں حضرت محمدؒ کے خیمے کی طرف گیا آپ خیمے میں تھے اور ایک خادم دروازے پر کھڑا تھا مجھے اس نے اندر جانے سے روک دیا کیونکہ حضرت شیخ نے وصیت فرمائی تھی کہ کوئی آدمی اندر نہ آئے میں نے خیمے کے کنارے اٹھا کر اندر جھانکا کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت مٹی پر سجدہ ریز ہیں سر کھلا ہے تضرع وزاری کر رہے ہیں اور آہ وبکا جاری ہے۔ ابھی میں نے سر نہیں ہٹایا تھا کہ آپ دونوں پاؤں پر کھڑے ہو گئے نعرہ تکبیر بلند کیا اور فرمایا: اللہ کریم نے ہمیں قلعے کی فتح سے نوازا" یہ فقرہ سن کر جب میں نے قلعہ پر نگاہ ڈالی تو وہاں نقشہ ہی بدلا ہوا پایا فوج ساری کی ساری قلعے میں داخل ہو چکی تھی۔ آپ کی دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے فتح عطا فرمائی۔"

قسطنطنیہ کی فتح کی خوشخبری اور اس فوج کی عظمت کا ذکر خود زبانِ وحی ترجمان علیہ الصلوٰۃ والسلام سے صدور پا چکا تھا مسلمانوں نے اس سعادت کو پانے کے لیے کئی دفعہ قسطنطنیہ پر فوج کشی کی مگر یہ سعادت سُلطان محمد خان ترکی کے حصے میں قسامِ ازل نے لکھ دی تھی محمد ہی بادشاہ تھا اور محمد ہی تختِ ولایت پر بیٹھ کر خدا سے دعا کر رہا تھا اور قلعہ کی دیوار منہدم ہو کر مجاہدین کے قدم چوم رہی تھی، قیصر یہاں ہی قتل ہوا۔ لاشوں کے انبوہ سے اس کی لاش پہچان کر نکالی گئی جو اپنی بےبسی میں سیّدِ کل ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حدیث پاک کی تائید کر رہی تھی کہ اذا ھلک قیصر فلا قیصر بعدہٗ۔ (جب قیصر ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد کوئی اور قیصر نہ ہوگا۔ بخاری، مسلم وغیرہا) لوگوں نے علم نبوت کو اپنے علم پر قیاس کر کے اعتراض کیا کہ دور نبوی کے قیصر کے بعد کئی قیاصرہ آئے مگر انہیں یہ خیال نہ آیا کہ قیصر کسی خاص آدمی کا نام نہیں تھا وہ خاندان کے ہر بادشاہ کو قیصر کہتے ہیں جس طرح چین کے ہر بادشاہ کو خاقان اور

marfat.com

سلطان نے حضرت حضرت ابوایوب انصاریؓ کی قبر کی نشان دہی سے التجا کی میزبانِ

رسولؐ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے مزار کی نشان دہی فرمائیں۔ تاریخی کتابوں میں یہ مذکور تھا کہ آپ کا مزار انور قسطنطنیہ کی فصیل کے قریب ایک جگہ پر تھا حضرت تشریف لائے اور فرمایا مجھے اس جگہ نور دکھائی دیتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا مزار شریف یہاں ہے وہاں کافی وقت حضرت متوجہ الی اللہ رہے پھر فرمایا حضرت انصاری رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی رُوح پاک سے میری رُوح ملاقات کر چکی ہے انہوں نے انہوں نے اس فتح پر مجھے مبارکباد پیش فرمائی ہے اور ارشاد فرمایا ہے اللہ کریم تمہاری مساعی کو شرفِ قبولیت سے نوازے کہ تم نے مجھے کفر کے اندھیروں سے خلاصی دلائی ہے۔ آپ نے سلطان محمد مرحوم کو یہ بات بتائی۔ سلطان نے اس جگہ اگر حضرت شیخ سے کہا میں آپ کی تصدیق کرتا ہوں لیکن آپ سے یہ التماس بھی کرتا ہوں کہ مجھے کوئی نشانی دکھادیں جسے میں اپنی آنکھوں سے دیکھ کر اطمینان قلبی پاسکوں۔ شیخ ایک ساعت کے لیے متوجہ ہو کر فرمانے لگے۔ قبر کے سرہانے کی سمت اس جگہ کو کھودو دو ہاتھ کی کھدائی کے بعد سنگِ مرمر کا پتھر نکلے گا جس پر عبرانی تحریر ہو گی جس کا مطلب یہ ہوگا آپ نے وہ مطلب اپنے کلام میں متعین فرمادیا، جب سُلطان کی فوج نے دو ہاتھ گڑھا کھودا تو وہاں سے سنگِ مرمر نکلا جس پر کچھ تحریر تھا۔

حیدرآباد دکن کے ہر نواب کو نظام کہتے تھے۔ حضور کریم محبوب رَبِّ رحیم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے قیصر کو خاتمے کا اعلان فرمایا اور قیصر کو حضرت محمدؐ کی بد دعا اور حضرت سُلطان محمد کی تلوار کھا گئی اب رُومیوں نے پھر قیصر کو جنم نہ دیا۔ قاری حضرات سے التماس ہے کہ وہ کسی تاریخ کی سند تاریخ سے حضرت سلطان محمدؒ کا یہ تاریخی معرکہ ضرور پڑھیں، پتہ چلے گا کہ عشق غیور کس انداز سے میدان میں اترا ہے۔ مترجم")

marfat.com

عبرانی جاننے والے آدمی نے اسے پڑھ کر مطلب بیان کیا تو بعینہ وہی الفاظ تھے جو حضرت شیخ نے بیان فرمائے تھے، سلطان دریائے حیرت میں ڈوب گیا اس پر حال طاری ہوا اگر فوجی اسے تھام نہ لیتے تو وہ گر پڑتا۔ پھر سلطان نے وہاں قبہ تعمیر کرنے کا حکم دیا، جامع مسجد اور حجرے تعمیر کرائے اور حضرت شیخ سے التجا کی کہ وہ مریدوں سمیت یہاں قیام فرمائیں مگر آپ نے یہ پیشکش قبول نہ فرمائی اور اپنے وطن واپس جانے کی سلطان سے اجازت چاہی آپ کے دل کو خوش کرنے کے لیے اجازت دے دی۔ آپ اپنے قصبہ میں قدم رنجہ فرما ہوتے وہاں کافی عرصہ قیام پذیر رہے اور بقول مصنف الشائق النعمانیہ وہاں ہی آپ کا وصال ہوا اور اسی شہر میں مدفون ہوئے ۔

۱۲۱۔ حضرت محمد عطار مغربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ عالم باعمل اور صوفی کامل تھے ۔

حسن عمل کی ضوریزیاں خاص کے بدوی آپ کی ضیافت میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کیا کرتے تھے آپ اپنے میزبانوں کی تعداد کے مطابق ہاتھ میں دھاگے رکھتے تھے۔ اسی بات سے آپ کی شہرت ہوئی ان کی خبر اور خیر کے تذکرے پھیلے۔ طریق فقیری کی طرف آنے کا سبب یہ ہوا کہ انہوں نے ایک دن اپنے میزبانوں کی تعداد والے دھاگے آگ میں ڈال دیے کچھ دھاگے تو جل گئے اور کچھ محفوظ رہے آگ ان دھاگوں کی طرف لپکتی مگر جلا نہ سکتی آپ سمجھ گئے کہ جن کے دھاگے جل گئے ان کے عمل ناقص تھے اب دل کی دنیا بدلی آپ عبادت کی طرف متوجہ ہوئے آپ نے حضرت جیلانی اور حضرت ابو یعزی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا شیخ بنا لیا اور ان کی زیارت کا ارادہ پختہ کیا اور یہ نیت بھی باندھی کہ وہ جتنی عبادت نفلی کریں گے اس کا ثواب ان دونوں حضرات کے لیے

marfat.com

ہوگا۔ جب آپ نے حضرت ابویعزیٰ کی قبر کی زیارت کی اور کئی دنوں تک جو بھی مقصد تھا اس کے مطابق عمل کیا اور واپسی کا ارادہ کیا تو قبر کھل گئی ایک آدمی قبر میں آیا اور صاحبِ مزار سے کہا زیارت کرنے والے کی حاجت پوری فرمائیے۔ انہوں نے جواباً فرمایا یہ حاجت میرے اکیلے کی نہیں ہے (یعنی اس میں حضرت جیلانی رضی اللہ عنہ بھی شریک ہیں) آپ نے پھر علم عطا فرمایا جس سے حضرت محمد عطار کو کرامات عطا ہوئیں۔ ایک کرامت ملاحظہ ہو۔ آپ کی خدمت میں ایک آدمی نے اپنے پڑوسی کی شکائت کی کہ اس نے زمین کا ایک ٹکڑا اس کے گھر سے لے لیا ہے کچھ وقت بعد اس ظالم کا گھر گر گیا اور وہ اسے پھر تعمیر نہ کر سکا۔ ایک آدمی نے آپ کے سامنے سیادت کا دعویٰ کیا آپ نے اسے اپنے پاس سے اٹھا دیا اور فرمایا: تجھے اسلام کا دعویٰ کافی نہیں تھا۔ کچھ سالوں بعد لوگوں کو پتہ چلا کہ وہ نصرانی ہے جسے بادشاہ نے جاسوسی کے لیے بھیجا ہے۔ (تبھی حضرت نے فرمایا، سیادت تو بعد کی بات ہے کیا صرف اسلام کا دعویٰ تیرے لیے کافی نہیں تھا، یعنی جب مسلمان نہیں تو صرف اسلام کا دعویٰ کر، سیادت کو رہنے دے۔ مترجم) بقول علامہ مناوی آپ کا وصال ۸۶۰ھ میں ہوا۔

۱۲۲ **حضرت محمد بن علی باعلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ:** آپ حضرت ر عبدید کے ساتھی، علم، عمل اور ولایت میں آئمہ عالی مقام میں سے ایک عظیم فرد ہیں آپ کی کئی کرامات ہیں۔ ایک کرامت یہ ہے کہ آپ بسا اوقات وادی کے بالائی حصے میں عبادت کرتے وہاں اکثر ان کے احباب آجاتے تو دیکھتے کہ بارش اور بادل کے بغیر پانی کا سیلاب آیا ہوا ہے آپ آنے والوں سے فرماتے پانی پی لیں اور غسل کر لیں مگر کسی کو نہ بتائیں۔ کسی صاحب نے اسی سیلاب میں کسی وقت غسل کیا تو پانی میں

marfat.com

انہیں زعفران کی خوشبو محسوس ہوئی کپڑوں پر زعفرانی رنگ آگیا اور یہ رنگ عرصہ دراز تک کپڑوں پر باقی رہا۔ آپ کے مریدوں کی ایک جماعت نے سختی و تکلیف میں آپ کا وسیلہ پکڑا تو مصیبت دور ہو گئی۔

آپ کا خادم محمد بالحتار کہتا ہے مقام مقصد العبید پر مجھے شدت سرما نے آ کیا میں نے موت کو سامنے پایا نہ تو میرے پاس لباس تھا اور نہ اوڑھنے کو کوئی کپڑا، میں نے اپنے مرشد حضرت محمد بن علی سے مدد چاہی مجھے نیند آگئی میں نے آپ کو خواب میں دیکھا کہ آپ مجھے گرمی پہنچا رہے ہیں اور سردی دور فرما رہے ہیں پھر کیا تھا سچ مچ سردی کی تکلیف ختم ہو گئی۔ آپ نے ۹۲۶ھ میں وصال فرمایا اور بقول علامہ شبلیؒ اپنے جدِ امجد محمد بن عبدالرحمان بن باعلوی کی قبر کے پاس زنبل کے قبرستان میں مدفون ہوئے۔

۱۲۳ حضرت محمد بن سلیمان الجزولی سملالی شاذلی رضی اللہ عنہ:

آپ حسنی سید ہیں، دلائل الخیرات کے مصنف ہیں۔ تقریباً چودہ سال تک عبادت کے لیے خلوت میں رہے۔ پھر مخلوق خدا کو نفع پہنچانے کے لیے خلوت سے جلوت میں تشریف لائے اور مریدوں کی تربیت شروع فرمائی۔ آپ کے دست حق پرست پر لاتعداد مخلوق کو توبہ نصیب ہوئی۔ آفاق میں آپ کے ذکر کی مہک پھیلی عظیم خوارق، جسیم کرامات اور فخیم مناقب کا آپ کی ذات میں ظہور ہوا۔ بارہ ہزار سے زیادہ عقیدت مند آپ کے پاس اکٹھے ہو گئے۔ کرامت ملاحظہ ہو۔

ولی کا جسم مٹی نہیں کھاتی وفات شریف کے ستتر سال بعد آپ کو قبر سے جو علاقہ سوس میں تھی مراکش منتقل کیا گیا وہ اتنے طویل عرصہ کے بعد بالکل اسی طرح تھے جس طرح قبر میں دفن کرنے کے دن تھے، نہ تو زمین نے آپ کا کچھ بگاڑا اور نہ ہی طولِ زمانہ نے آپ کے احوال میں

marfat.com

نغیر پیدا کیا۔ وصال شریف کے وقت ڈاڑھی اور سر کے بال تازہ مونڈے ہوئے اب بھی وہ کیفیت بالکل ظاہر تھی۔ حاضرین میں سے ایک صاحب نے آپ کے چہرے پر انگلی رکھ کر دبائی نیچے سے خون ہٹنے لگا جس طرح زندہ وجود میں ہوتا ہے۔ انگلی اٹھائی تو پھر خون اکٹھا ہو گیا۔ آپ کا مزار اقدس مراکش ہے مجمع جلال ہے۔ لوگوں کے ٹھٹھ کے ٹھٹھ لگے رہتے ہیں اور وہاں دلائل الخیرات پڑھتے رہتے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام پر بکثرت درود بھیجنے کی وجہ سے آپ کے مزار سے کستوری کی مہک اٹھتی رہتی ہے[1]۔ آپ کا وصال ۸۷۰ھ میں ہوا ملخصاً شرح الفاسی علی الدلائل۔

عظمت درود شریف

سیدی احمد صاوی نے صلوات القطب الدردیر کی شرح میں ذکر فرمایا ہے کہ دلائل الخیرات کی تالیف کا سبب یہ تھا حضرت سیدی محمد بن سلیمان جزولی نماز کے لیے وضو کرنا چاہتے تھے لیکن کنوئیں سے پانی نکالنے کے لیے کوئی ڈول وغیرہ نہ پایا آپ اسی سوچ میں تھے کہ ایک بلند مکان سے آپ کو ایک بچی نے دیکھا۔ وہ کہنے لگی آپ کون ہیں؟ آپ نے اسے بتایا وہ بولی: آپ وہ انسان ہیں جس کی نیکی کی بیحد تعریف کی جاتی ہے اور آپ حیران ہیں کہ کنوئیں سے پانی کیسے نکالیں؟ لڑکی نے کنوئیں میں تھوک دیا اور پانی ابل کر سطح ارضی پر آ گیا۔ حضرت

---

[1] معلوم ہوا قبریں ان کی جنت کی خوشبو سے مہکتی ہیں جو عاشق مصطفےٰ علیہ السلام ہوتے ہیں جو یاد محبوب پاک صاحب لولاک علیہ السلام میں محو ہوتے ہیں خوشبو ذکر مصطفےٰ علیہ السلام پر عاشق ہے جو زندگی بھر ذکر سے روکے صلوٰۃ وسلام کو شرک کہے۔ درود پاک سے جلے اور مر جائے تو کہا جائے حضرت شیخ کی قبر سے کستوری کی خوشبو آ رہی ہے۔ شیخ کی قبر تو سنت کے مطابق کچی ہے حالانکہ شیخ کی قبر میں لنٹر ڈالا گیا ہو کہ . . . بھلا ایسی قبروں سے کستوری کی مہکیں کہاں سے اٹھیں گی۔ اعلیحضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایسے شخصوں کے لیے ہی فرمایا تھا۔

marfat.com

جب وضو کر چکے تو لڑکی سے قسم دے کر پوچھا کہ یہ عظمت اسے کیسے ملی؟ لڑکی نے جواب دیا اس ذات پاک پر درود پڑھنے سے یہ برکتیں اور عظمتیں ملی ہیں کہ جب وہ صحرا میں تشریف لے جاتے تو ان کے دامن میں وحشی جانور بھی پناہ لیتے اور ان کے اذیالِ رحمت سے چمٹ جاتے۔ آپ نے قسم کھائی کہ وہ اب حضور پرنور شافع یوم النشور علیہ السلام کی ذات اقدس پر صلوات بھیجنے کے موضوع پر ایک کتاب لکھیں گے (اور دلائل الخیرات تالیف فرمائی)

۱۲۴۔ حضرت محمد بن احمد بن عبدالدائم الاشمونی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ

آپ صوفی کبیر اور ولی شہیر ہیں مالکی ہیں اور شیخ مدینؒ کے بھانجے ہیں۔ ماموں سے ہی اخذ فرمایا۔ علی مرصفی، ابن ابی الحمائل اور بہت سے اور اکابر آپ کے شاگرد ہیں۔

علم کیمیا نگاہِ ولی میں ایک آدمی آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا کیا میں آپ کو علم کیمیا (سونا بنانے کا علم) سکھا دوں؟ آپ نے فرمایا اس خلوت کدہ میں داخل ہو جا کام شروع کر جب تیار ہونے پر آئے تو مجھے مطلع کرنا اگر مجھے پسند آیا تو میں بھی سیکھ لوں گا۔ وہ خلوت خانے میں چلا گیا آپ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا وہ ابھی تمہارے سامنے خلوت کدہ سے اس حال میں نکلے گا کہ اس کی ڈاڑھی اور چہرہ جھلس گئے ہوں گے۔ اس نے آگ جلائی اور بالکل شیخ کے ارشاد کے مطابق ڈاڑھی اور چہرے کو جلا کر رکھ دیا اور باہر نکل آیا۔ حضرت نے فرمایا ہمیں اس چیز کی ضرورت نہیں جو چہروں اور ڈاڑھیوں کو جلا دیتی ہے آپ نے اسے خانقاہ سے نکال دیا۔

بقول مناویؒ آپ کا وصال ۸۸۱ھ میں ہوا۔

۱۲۵۔ حضرت ابو عبداللہ محمد بن عباس شعبی یمنی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ

وہ بڑی کثرت سے حضور شفیع المذنبین

marfat.com

علیہ السلام کی زیارت سے نوازے جاتے تھے فرمایا کرتے تھے میں نے ایک سال حج کیا حجراسود کے پاس اللہ سے دعا کی کہ مجھے قضا اور فتوٰی سے محفوظ رکھنا جب میں مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے درمیان تھا تو میں نے خواب میں لوگوں کا بہت بڑا حلقہ دیکھا میں حلقے کے قریب آیا تاکہ ان لوگوں کے اکٹھے ہونے کا سبب دریافت کرسکوں۔ میں نے حلقے کے درمیان چودھویں کے چاند جیسا حسین دلبر دیکھا۔ حاضرین میں سے ایک سے پوچھا یہ کون صاحب ہیں؟ اس نے جواب دیا یہ سرکار مدینہ سرور سینہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ایک آدمی حضور علیہ السلام سے اس ورق کے متعلق عرض کر رہا تھا جو سرکار ابد القرار علیہ السلام نے اسے عطا فرمایا تھا حضور علیہ السلام کے دست اقدس میں صاف و شفاف ایک جز تھی کبھی آپ اس جز کو ملاحظہ فرماتے اور کبھی مسلہ کو دیکھتے۔ میں یہ معاملہ دیکھ کر تعجب کر رہا تھا پھر میری آنکھ کھل گئی اور حضور کریم علیہ التسلیم کی پیروی کے پیش نظر میں نے فتوٰی کو ناپسند کرنا چھوڑ دیا۔ (چونکہ حضور علیہ السلام سے بھی وہ شخص فتوٰی پوچھ رہا تھا) مگر قضا (جج) کو میں ناپسند ہی کرتا رہا اور اللہ نے مجھے بھی عہدۂ قضا سے محفوظ رکھا۔ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں اپنے جی میں سوچ رہا تھا کہ اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں اسے یوں اللہ کی اطاعت اور مباح معاملات میں خرچ کرتا، ایک قاری صاحب نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِي الْاَرْضِ وَلٰكِنْ يُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا يَشَآءُ۔

"اور اگر اللہ اپنے سب بندوں کا رزق وسیع کر دیتا تو ضرور زمین میں فساد پھیلاتے لیکن وہ اندازہ سے اتارتا ہے جتنا چاہے"۔

میں اپنی جگہ سے نکلا تاکہ دیکھوں کون سا پڑھنے والا ہے؟ مجھے کوئی آدمی نہ ملا۔ میں سمجھ گیا کہ یہ اللہ کریم کی طرف سے نصیحت ہے۔ شرجی نے یہ واقعہ بیان فرمایا ہے۔

۱۲۶ حضرت ابوعبداللہ محمد بن ابی بکر مقری یمنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

marfat.com

آپ بہت بڑے ولی، صاحبِ احوال و کرامات تھے۔ تصوّف میں ان کا ہاتھ حضرت عیسیٰ بن حجاج کے ہاتھ میں ہے۔ واقعہ اس طرح ہے کہ آپ ابتدائے عمر میں ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کچھ عرصہ ان کی صحبت میں رہے ان سے دعا منگائی کہ اللہ کریم ان کے سامنے علم کے دروازے کھول دے۔ پھر پہاڑوں پر چڑھ گئے اور وہاں ایک عرصہ پڑھتے رہے جب پہاڑوں سے واپس آئے تو حضرت شیخ عیسیٰ مذکور وفات پا چکے تھے۔ آپ نے حضرت شیخ احمد بن مرہ کی صحبت اختیار فرمائی جب آپ کے کمال کا مشاہدہ حضرت احمد نے کیا اور دیکھے کہ وہ مشیخت کے قابل ہیں تو آپ کو شیخ کے مرتبے پر فائز کرنا چاہا خواب میں حضرت شیخ عیسیٰ مذکور کو دیکھا وہ فرما رہے تھے اے شیخ احمد! یہ محمد مقری میرا بیٹا ہے اور اس کا ہاتھ میرے ذمہ میں ہے اسے حکم دیجئے کہ وہ میرے بیٹے محمدؒ کی خدمت میں حاضری دے وہ اسے شیخ مقرر کر دے گا کیونکہ میرے بیٹے کا ہاتھ تو میرا ہی ہاتھ ہے۔ شیخ احمدؒ نے حضرت محمد مقری کو خواب کی اطلاع دے دی۔ وہ حضرت محمد بن عیسیٰ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے آپ کو شیخ مقرر فرمایا۔ حالانکہ حضرت مُقری عمر میں ان سے بڑے تھے۔ دو بھائیوں کی طرح وہ رہے۔

آگ گلزار بن جاتی ہے

جب حضرت شیخ محمد کا انتقال ہوا تو حضرت شیخ محمد مقریؒ نے ان کے صاحبزادے ابوبکرؒ کو سجادہ نشین بنانا چاہا اس وقت ان کے پاس ایک عراقی آدمی بھی تھا جو برعم خویش حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ کی اولاد تھا وہ کہنے لگا میں ہی ابوبکرؒ کو شیخ مقرر کروں گا میں انہیں شیخ مقرر کرنے کا سب سے زیادہ حق دار ہوں کیونکہ ان کے دادا حضرت عیسیٰؒ کا ہاتھ میرے دادا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ تک پہنچا ہے۔ اس نے پھر حکم دیا کہ بہت زیادہ آگ جلائی جائے اگر تم آگ میں میرے ساتھ چلے جاؤ اور اس میں میری طرح عمل کرو تو پھر جو دعویٰ چاہو کرو اگر ایسا نہ کر سکو تو پھر میں ہی انہیں شیخ مقرر کروں گا۔ پھر وہ آگ میں داخل

marfat.com

ہو گیا اور اس میں گھومنے پھرنے لگا آگ ہاتھ سے پکڑ کر اسے سر پر ڈالتا نہ آگ اسے ضرر پہنچاتی اور نہ ہی اس کے کپڑوں کو جلاتی۔ حضرت شیخ محمد مقری ؒ نے یہ منظر دیکھا تو اپنی گدڑی اتاری اپنے ایک فقیر کو دی اور فرمایا تو بھی اس کے ساتھ آگ میں چلا جا اور جس طرح وہ کر رہا ہے تو بھی کرتا جا وہ فقیر آگ میں داخل ہو گیا اور اس عراقی کی طرح کرنے لگا بلکہ اس سے بھی بڑھ گیا جب عراقی نے فقیر کا یہ عمل دیکھا تو وہ حضرت محمد مقری کے مقابلے سے دستبردار ہو گیا اور انہوں نے شیخ ابوبکر کو مسند نشین بنایا یہ شیخ ابوبکرؒ بہت بڑے نیک لوگوں میں سے تھے۔ حضرت مقری مذکور کی نیک اور پسندیدہ اولاد ہے ایک مقام پر یہ قیام پذیر ہیں جسے قبہ کہتے ہیں لحب کی پہاڑیوں میں یہ قبہ واقع ہے۔ بقول شرجیؒ وہاں بہت شہرت رکھتے ہیں۔

۱۲۷۔ حضرت ابو عبداللہ محمد بن مضا القرشی الیمنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

یہ وہ مشہور ابو عبداللہ قرشی نہیں ہیں جو قدس شریف میں مدفون ہیں وہ ان سے بہت پہلے ہیں ان کا نسب نامہ قبیلہ قریش میں بنو عبدالدار سے ملتا ہے۔ آپ عظیم المرتبت، مشہور الذکر شیخ تھے نیکی بلکہ ولایت تامہ میں معروف تھے۔ حضرت عواجہ کے ساتھیوں میں سے حضرت شیخ اور حضرت فقیہ کے ساتھ ان کی بڑی پکی دوستی اور یارانہ تھا وہ دونوں ان کے گھر آ کر زیارت کیا کرتے تھے انہوں نے خرقہ شیخ ابوالبحر تلمسانی سے حاصل کیا اور تلمسانی کو خرقہ شیخ کبیر حضرت ابو مدین مغربی نے پہنایا۔ آپ سے لاتعداد عظیم المرتبت نیک لوگ فیضیاب ہوتے۔ ان میں شیخ علی شنینی جیسے بزرگ شامل ہیں۔ اہلِ کرامات کو اللہ نے آپ کے وجود سے نفع عطا فرمایا۔ آپ کی مشہور کرامت یہ ہے کہ آپ اصحابِ خطوہ میں شامل تھے[1]۔

[1] اصحابِ خطوہ وہ لوگ ہوتے ہیں جن کا ایک قدم کسی ملک میں اور دوسرا قدم کسی دوسرے ملک میں ہوتا ہے۔

marfat.com

آپ نے ایک دفعہ اپنے سو فقیروں کے ساتھ وادی مور کے آخری کنارے کے شہر کی مسجد قازہ کا پروگرام بنایا وہاں روزے، قیام لیل اور اوراد کی پابندی کے ساتھ چالیس دن اعتکاف فرمایا پھر دو فقیروں کو ساتھ لے کر ساحل کی طرف چلے ان ساتھیوں میں سے ایک حضرت شیخ شنینی تھے آپ نے سمندر میں سامان لے جانے والی جماعت دیکھی دونوں ساتھی فقیروں سے فرمایا جاؤ اور جو لوگ وہاں ہیں انہیں کہو جو کچھ تمہارے پاس ہے لے آؤ دونوں نے جا کر انہیں پیغام دیا وہ بولے مسجد میں رہنے والوں کے لیے ہمارے پاس نذر کا سامان ہے ان دونوں کو پانچ سو عشاری دینار دے دیے وہ حضرت شیخ کے پاس پہنچے آپ مقام زبید پر آئے اور وہ رقم اپنے ساتھی اور دیگر فقیروں پر تقسیم فرما دی۔ پھر قرشیہ تشریف لے گئے اور وہاں حضرت شیخ شنینی کو شیخ مقرر کیا اور انہیں وہاں ہی رہنے کا حکم دیا۔ وہ وفات تک وہیں رہے ان کی اولاد آج تک وہاں ہی مقیم ہے۔

اس واقعہ میں کئی کرامات ہیں ایک یہ کہ سمندر میں آنے والی سامان والی جماعت کا انہیں کشف سے علم ہوا، یہ بھی پتہ چلا کہ ان کے پاس مالِ نذر ہے، پھر حضرت شنینی کو قرشیہ میں قیام کا حکم دیا وہاں ان کے مرتبے اور شان کو ملاحظہ فرمایا اور ان کی اولاد وغیرہ کا بھی علم ہوا۔ آپ کا ہر کا شیخ عمر معترض اہلِ ولایت و کرامات سے تھا۔ آپ کی نیک اولاد تھی۔ جن میں سے پوری جماعت صاحب ولایت تھی۔ حضرت شیخ محمد بن مھنا کی وفات وادی مور کے ایک گاؤں میں ہوئی جو ناشریہ کے قریب ہے آپ کی قبر مشہور اور زیارت گاہ ہے لوگ تبرک حاصل کرتے ہیں۔ بقول علامہ شرجی ؒ ثقہ لوگ بیان کرتے ہیں کہ جب انہوں نے آپ کی قبر کی زیارت کی تو تین مشعلوں کی طرح نور دیکھا۔

۱۲۸۔ حضرت ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ بن یحییٰ ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ

marfat.com

آپ سحول کے علاقہ میں واقع گاؤں قروضہ کے رہنے والے تھے۔ آپ یک وقت فقیہ، عالم، عارف اور فاضل تھے آپ پر عبادت اور مجاہدہ کی کیفیت طاری تھی آپ کی بہت سی کرامات مشہور ہیں ایک یہ ہے۔ کہ آپ نے اپنے مذکورہ بالا گاؤں میں سرائے تعمیر کرائی جب مستریوں نے چھت کی لکڑیاں گاڑیں تو ایک شہتیر چھوٹا نکل آیا انہوں نے اسے چھوڑ دیا۔ حضرت فقیہ نے پوچھا اسے کیوں چھوڑ دیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا یہ چھوٹا ہے پورا نہیں ہوا فرمایا: اب لگاؤ ان شاء اللہ پورا ہوگا۔ جب انہوں نے لگایا تو پورا نکلا۔

آپ اپنی اس سرائے میں بہت زیادہ اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔ اپنے ساتھ دوستوں کو بھی شامل فرما لیتے خوب ذکر و تلاوت کا دور چلتا۔ کسی نے خواب میں حضور امیر المومنین حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا اور آپ سے پوچھا اے امیر المومنین! حضور سید کل صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کیسے تھے آپ نے جواب دیا جس طرح یہ قروضہ کا شیخ اور اسکے ساتھی۔ جندی کہتے ہیں کہ میں نے ایک بھلے اور عادل آدمی سے اسی طرح بات سنی ہے۔ آپ کی ایسی ہی بہت سی کرامات ہیں۔ علامہ جندی نے آپ کی تاریخ وفات نہیں بتائی ہاں آپ کی قبر اس سرائے میں ہے۔ لوگ زیارت اور حاجات کی قبولیت کے لیے وہاں حاضری دیتے ہیں۔ امام شرجی کہتے ہیں جو مقروض وہاں کی زیارت کرے اور آپ کے وسیلہ سے اللہ کریم سے قرض دور کرنے کی دعا کرے اللہ قضائے قرض کی صورت آسان فرما دیتے ہیں۔

۱۲۹۔ حضرت ابو عبد اللہ محمد بن عثمان نزیلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ؛

آپ عالم اور فقیہ تھے، علم و صلاحیت میں آپ کی بڑی شہرت تھی۔ نظار نامی پہاڑ میں آپ کا مسکن تھا۔

سرکار علیہ السلام نے مدد فرمائی: ایک دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ ایک

marfat.com

سید امیر عظیم لشکر لے کر حضرت فقیہ کے علاقہ میں آیا اس کا پروگرام لوٹ مار کا تھا وہ زیدی مسلک رکھتا تھا اور لوگوں کو جبراً اپنے مسلک کا ربند کرتا تھا۔ وہ مختلف علاقوں میں گھوما اور لوٹ مار کی، جب فقیہ مرحوم کے شہر کے قریب آیا تو آپ نے اسے لوگوں سے حسنِ سلوک سے پیش آنے کے لیے خط لکھا اور اس سے لوگوں کی ذمہ داری چاہی۔ اس نے آپ کے گرامی نامے کی طرف ذرا بھی توجہ نہ دی بلکہ قاصد سے کہا میں اس کی سفارش نہیں مانتا اور نہ ہی کسی جگہ کا اس کے لیے احترام کرتا ہوں یہ بات حضرت فقیہ کو بڑی ناگوار اور شاق گزری۔ آپ نے حضور علیہ السلام کی شانِ پاک میں ایک قصیدہ لکھا اور حضور علیہ السلام سے امداد مانگی، جب وہ سید حضرت فقیہ کے گاؤں کے قریب پہنچا تو گاؤں والے اس کے لشکر کے مقابل ہوتے اسے شکست فاش دی حالانکہ اس کے ساتھ ایک لشکر جرار تھا اور گاؤں والے تھوڑے سے تھے۔ حضرت کے شانِ نبوت میں کئی قصیدے ہیں۔ اللہ کے کسی نیک بندے نے خواب میں حضور علیہ السلام کا جمالِ جہاں آرا دیکھا۔ آپ حضرت مذکور کا منہ چوم رہے تھے علامہ شرجی فرماتے ہیں انکی کرامت کے پیشِ نظر تو میں نے بعنوان ان کا ذکر کیا ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے میں نے اللہ کریم سے سوال کیا کہ مجھ سے طعام، عورت اور نیند کی خواہش زائل فرما دے آپ کے ساتھی گھات میں لگ کر دیکھتے رہے فی الواقع یہ چیزیں آپ سے زائل ہو گئی تھیں۔

۱۳۰۔ ابو عبد اللہ محمد بن سعید بن معنی قریضی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ:

آپ فقیہ، عالم، نیکوکار، سراپا خیر اور برکت تھے مگر آپ پر علم حدیث کا غلبہ تھا لہٰذا محدث کی حیثیت سے ہی موصوف ہوئے۔ آپ کی کئی تصانیف تھیں سب سے مشہور کتاب "المستصفیٰ" تھی، کتبِ سنن وحدیث کی مشہور کتابیں۔ سنن ابن ماجہ،

marfat.com

سنن نسائی وغیرہ) سے اسے مرتب کیا اور بہت اجتہاد سے کام لیا۔ یہ ان مبارک کتابوں میں شامل ہے جو یمنی علما میں متداول ہیں، مروی ہے کہ حضرت محمد بن سعید نے خواب میں حضور امام الانبیا علیہ السلام کی زیارت کی اور آپ نے حضرت کیلئے استقامت کی دعا فرمائی۔ سید ابوالحدید فرمایا کرتے تھے کہ مکہ شرفہ میں اپنی رباط میں مقیم شیخ ربیع سے صحیح سند کے ساتھ مذکور ہے کہ انہوں نے رحمتِ عالم علیہ السّلام کی خواب میں زیارت کی آپ نے فرمایا جو شخص محمد بن سعید کی پوری کُتب المستصفیٰ پڑھے وہ جنّت میں داخل ہوگا۔ (رواہ الشرجی)

۱۳۱ ابوعبداللہ محمد بن عمر بن محمد بن عبدالرحمان باعباد خضری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ بہت بڑے شیخ، عارف کامل، بہت عبادت گذار اور سخت مجاہدہ کرنے والے تھے۔ آپ کی کرامت ظاہرہ تھی آپ کی خبریں ہر طرف پھیلی ہوئی تھیں مروی ہے کہ آپؒ ہر روز پنتیس ہزار تسبیحیں کہا کرتے تھے ایک دفعہ آپ نے حالتِ سجدہ میں عرض کیا:

رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْوَارِثِیْنَ (پ۱۷ س الانبیاء) ترجمہ: اے میرے رب مجھے اکیلا نہ چھوڑ اور تو سب سے بہتر وارث ہے۔

آپ نے ہاتف کو کہتے سنا میں تجھے اکیلا نہیں چھوڑوں گا جب کہ میں سب وارثوں سے بہتر ہوں۔ (شرجی)

۱۳۲۔ ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ منسکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ:

آپ بہت بڑے نیک لوگوں میں شامل تھے اور زاہدوں کے سرخیل تھے۔ قرآنِ حکیم کی بہت زیادہ تلاوت فرمایا کرتے تھے مفتی حسین اہدل نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا

ؒ راقم مترجم کے داداجان شیخ طریقت سید شاہ صدرالدین رحمۃ اللہ علیہ اپنے سارے کام زمینداری سمیت خود کیا کرتے تھے اور اس کے باوجود رات کو پچیس ہزار دفعہ روزانہ کلمہ طیبہ کا ورد فرماتے۔ سب مرد بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر

marfat.com

کہ آپ رات دن میں دس ختم قرآن فرمایا کرتے تھے۔ آپ ولی کامل ہونے کے ساتھ فقیہ اور جید عالم تھے۔ آپ کی ظاہر کرامات تھیں۔ ایک دفعہ آپ کے پاس سے حضرت شیخ عمر بن عثمان حکمی حج بیت اللہ کیلئے گزرے حضرت شیخ نے انہیں فرمایا میں چاہتا ہوں کہ میری اور آپ کی شادی معاسجہ قبیلہ میں ہو شائد وہ ہماری وجہ سے ہدایت پالیں۔ شیخ عمر نے جواب دیا جب میں حج سے واپس آؤں گا تو شادی کا سوچیں گے، جب وہ حج سے پلٹے اور حضرت محمدؒ کے گاؤں کے پاس آئے تو اپنے دوستوں سے کہنے لگے کہ حضرت شیخ محمد ہم سے ایک ایسے کام کا مطالبہ کر رہے تھے جسے پورا کرنے کی صورت میں ہم ذکر حق سے رک سکتے ہیں۔ اب انہوں نے پختہ ارادہ کر لیا کہ حضرت محمدؒ کے پاس سے ہو کر نہیں گزریں گے وہ اپنے احباب سمیت رات کو چلے تاکہ حضرت محمد کو ان کا علم ہی نہ ہو راستے میں رات سے لے کر صبح تک ایک ہی جگہ بھٹکتے پھرے وہاں سے آگے نہ نکل سکے۔ شیخ عمر تاڑ گئے کہ یہ حضرت محمد کا حال ہے۔ اپنے دوستوں سے کہنے لگے آؤ مل کر توبہ کریں پھر سب حضرت محمدؒ کی خدمت میں آئے اور دونوں بزرگوں نے معاسجہ میں شادی کی اور انہیں ساتھ لے کر برزہ کے مقام پر چلے گئے اس کے بعد سے بنی الحکمی معاسجی وہاں رہ رہے ہیں اور یہ ہدایت انہیں ملنے کا سبب حضرت محمد مذکور کا کشف ہی تھا۔ امام شرجی فرماتے ہیں کہ اس واقعہ میں حضرت محمد کی دو کرامات ہیں پہلی یہ کہ آپ نے اپنے تصرف کے تحت حضرت شیخ عمر کو چلنے سے روک دیا۔ دوسری یہ کہ معاسجہ کی ہدایت کا آپ کو کشف ہوا، معاسجہ وہ عرب ہیں جن پہ جہالت طاری تھی اور بدویانہ زندگی کے عادی تھے۔ اللہ کریم نے انہیں ان دو بزرگوں کی وجہ سے ہدایت دی۔ اللہ ان کے ذریعے ہمیں بھی نوازے۔

۱۳۳۔ حضرت ابو عبداللہ محمد بن مبارک برکانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ بہت بڑے نیک مشائخ میں سے تھے جن کے بڑے عہدے اور مناصب

(بقیہ حاشیہ) اپنی مسجد کے محراب میں مشغول ہوتے تو آپ کی یہ مراقبانہ حالت میں ہر چند کہ [illegible] فرمایا کرتے تھے جب وہ [illegible] مبارک [illegible]

marfat.com

ہوتے ہیں، آپ حضرت فقیہ کبیر احمد بن موسیٰ بن عجیل کی طرح یمن سے مکہ مکرمہ تک قافلے کی قیادت فرمایا کرتے تھے۔ کوئی ڈاکو وغیرہ اس قافلہ سے تعرض نہ کرسکتا تھا خواہ عرب ہوتا یا کوئی اور، اگر کوئی ان کے قافلہ سے تعرض کرتا تو جلدی عتاب کے شکنجے میں کسا جاتا اس سلسلہ میں ان کی لاتعداد کرامات ہیں۔

ڈاکو سامان واپس لاتے ہیں

آپ کی کرامات سے یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ ایک دفعہ آپ اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت اور مختلف لوگوں کے ایک بڑے گروہ کے ساتھ حدود یمن میں شہر بہ شہر سفر کرتے رہے۔ اتفاق ایسا ہوا کہ ڈاکو آگئے اور حضرت شیخ کے ساتھیوں سمیت سب سے سامان چھین لیا۔ وہ لوگ حضرت کے پاس آئے اور انہیں آکر یہ واقعہ سنایا۔ آپ نے فرمایا: شائد انہوں نے تمہیں پہچانا نہیں ہے؛ انہوں نے جواب دیا انہوں نے ہمیں پہچانا تھا بلکہ بطور تمسخر یہ بھی کہا تھا فقیرو! ہم تمہاری ذات سے ہی تو برکت تلاش کر رہے ہیں (یعنی تمہارا مال برکت کے لیے لے رہے ہیں یہ گویا مزاحیہ جملہ تھا) حضرت نے فرمایا: انہیں مبارک ہو۔ بہت سے لوگ خیال کرتے ہیں کہ انہوں نے ہمیں پکڑ لیا ہے حالانکہ حقیقت میں ہم نے انہیں پکڑا ہے۔ پھر کچھ دیر کے لیے آپ نے سر جھکا لیا (مراقبہ میں چلے گئے) دفعۃً سامان لوٹنے والے ڈاکو آگئے اور سب لوٹا ہوا مال واپس کر دیا اور حضرت کے سامنے معذرت کی، آپ کی وفات خنضر نامی گاؤں میں ہوئی آپ کی قبر اقدس وہاں مرجع انام ہے جس سے حوائج پورے ہوتے ہیں۔ بقول شرجی اس علاقہ کے لوگ آپ کے بہت معتقد ہیں۔

۱۲۴۔ حضرت شیخ محمد بن علی طواشی یمنی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ

آپ اکابر اولیاء اللہ میں شامل ہیں۔ آپ کی ایک کرامت یہ ہے کہ آپ نے فرمایا:

marfat.com

اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک علامت کا عادی بنا دیا ہے جس سے میں اپنا حال پہچان لیتا ہوں اور یہ اس طرح کہ جب مجھے کوئی ایسی حاجت و ضرورت پیش آتی ہے جس سے خیر و بھلائی ہو تو میں اپنے اوپر یا اپنے ارد گرد ایک چھوٹا سا سبز پرندہ پاتا ہوں اور وہ حاجت کے پورا ہونے تک اسی طرح میرے ساتھ رہتا ہے اگر حاجت ایسی ہو جس میں خیر و بھلائی نہیں ہے تو وہ پرندہ نہیں آتا اور میں بھی پھر وہ کام نہیں کرتا۔ خبر دینے والے نے کہا ہے کہ پھر حضرت نے وہ پرندہ مجھے بھی دکھایا وہ نیک خواہش پوری کرنے کی کوشش میں لگا ہوا تھا۔ (بہ روایت علامہ شرجیؒ)

۱۳۵۔ ابو عبداللہ محمد بن عمر نہاری یمنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ حسینی سیّد ہیں آپ علم و عمل میں اپنے زمانے میں یکتا تھے۔

علم و لی کی رسائیاں آپ کے پاس لاتعداد خارقِ عادت کرامات تھیں اور شان و شکوہ والے مکاشفات تھے جو بھی آپ کے پاس آتا آپ اس کا اس کے باپ کا اور اس کے قبیلہ وغیرہ کا نام لے کر اس سے بات کرتے یہ بات آپ سے حد تواتر تک مشہور ہے۔ حضرت مقری بشر بن عمران مجمیؒ نے خواب میں جمالِ جہاں آرائے سرکار مدینہ دیکھا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں بشارت دی کہ آپ سات جھنڈوں کے ساتھ جنّت میں داخل ہوں گے۔ یہ مقری و قاری، اپنی نیکی اور اجتہاد کے ساتھ ساتھ قرآن پاک کی سات قرأتوں میں صاحبِ تحقیق تھے یہ حضرت شیخ محمد نہاریؒ سے اتفاقاً ملنے تشریف لے گئے جونہی انہوں نے آپ کو دیکھا تو فرمایا: اس شخص کو خوش آمدید جو سات جھنڈوں کے ساتھ جنت میں جائے گا۔ حضرت مقریؒ نے ساری کائنات میں سے کسی کو یہ خواب نہیں بتایا تھا۔

حضرت شیخ محمد نہاریؒ کی یہ کرامت بھی مذکور ہے کہ ایک گروہ نے آپ کی

marfat.com

زیارت کا ارادہ کیا جب آپ کی جگہ کے قریب آتے ایک شخص نے اپنا کپڑا چٹان کے نیچے رکھ دیا اور اپنے دوستوں سے کہا جب میں حضرت شیخ کی خدمت میں پہنچوں گا تو انہیں عرض کروں گا میں ننگا ہوں اور چاہتا ہوں کہ آپ مجھے کپڑا پہنائیں۔ جب حضرت کی خدمت میں پہنچے تو اس نے یہ بات کہی، حضرت نے فرمایا: کیوں جھوٹ بولتا ہے؟ تیرا کپڑا سابلہ کے مقام پر چٹان کے نیچے پڑا ہے جس کی یہ اور یہ علامات ہیں پھر ایک فقیر سے فرمایا سابلہ کی طرف اتر کر جا اور راستے میں تھوڑا سا دائیں طرف ہٹ جا وہاں ایک چٹان ہے اس کے نیچے سے اس کا کپڑا نکال لا۔ فقیر گیا اور جس طرح حضرت شیخ نے ذکر کیا تھا اس طرح کپڑا نکال کر لے آیا۔ ان کے اس قبیل کے مکاشفات بہت زیادہ ہیں جن کا ذکر کرنا کتاب کی طوالت کا سبب بن جائے گا اگرچہ آپ کی لاتعداد کرامات ہیں مگر مشہور کرامات میں سے ایک یہ بھی ہے۔

ولایت بادشاہت کو للکارتی ہے

بیان ہے کہ شیخ سہیل یزنی نے ملک وادی سہام کے خراج کا ذمہ لیا مگر مال چالیس ہزار کم ملا شیخ سہیل سلطان سے خوفزدہ ہو کر شیخ محمدؒ کی طرف بھاگا اور آپ سے پناہ مانگی۔ شیخ کی آپ سے پرانی صحبت تھی، سلطان نے حضرت کی خدمت میں خط لکھا جس کی عبارت یہ تھی، اے سہام! ہمارے غلاموں کو چھوڑ دے ان کے لیے جب بھی شفقت اپنائی گئی انھوں نے ہمارے خلاف بغاوت کی (یا ان کے لیے شفقت صرف ہمارے دروازوں پر ہے) حضرت شیخ نے سلطان کو جواب میں ارشاد فرمایا: اگر تو ہمارے لیے ہمارا پیالہ خالی چھوڑے گا تو ہم تیرے لیے تیرا طاسہ (شاندار گلاس) خالی چھوڑیں گے جو لوگوں کے جو سے منہ موڑتا ہے لوگ اس کے لیے گندم کو چھوڑ دیتے ہیں ذلیل وہ ہے جو اپنے دوست پر غلبہ چاہتا ہے۔ گھوڑا اور میدان سامنے ہیں، جو تصدیق نہیں کرتا وہ تجربہ کر لے سلطان

marfat.com

نے اپنے دوستوں سے کہا اب کیا رائے ہے، وہ کہنے لگے حضور! آپ ہی بہتر جانتے ہیں۔ (شرجی نے یہ واقعہ بیان کیا ہے)۔

۱۳۶۔ حضرت ابو عبداللہ محمد ظفر شمزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ:

آپ بہت بڑے شیخ اور تربیت فرمانے والے عارف تھے صاحبِ کرامات خوارق ہیں، ابتدائی دنوں میں بہت زیادہ ریاضت فرمایا کرتے تھے اور خلوتوں میں اکیلے رہا کرتے تھے۔

عارف کا عجیب و غریب واقعہ

آپ کی بیوی بہت نیک تھیں جن کے بغیر آپ نے کوئی اور شادی نہ کی، دونوں صحبت میں بہت پکے تھے۔ دونوں نے مل کر حج کیا مکہ مکرمہ میں سات سال تک مجاورت اختیار کی، باہم عہد کیا کہ جو بھی پہلے مر جائے دوسرا شادی نہیں کرے گا، حضرت شیخ پہلے وصال فرما گئے۔ بڑے بڑے لوگوں نے اس خاتون کو آپ کی وفات کے بعد شادی کا پیغام بھیجا مگر اس نے حضرت سے عہد کو نبھانے کے لیے شادی کو ناپسند کیا، اتفاق ایسا ہوا کہ حضرت شیخ کے شاگرد مبارز بن غانم نے خاتون کے قوم کے توسط سے شادی کا خیال ظاہر کیا۔ محترمہ کی برادری نے اس بنا پر کہ حضرت محمدؒ کے بعد مبارز صاحب ہی نیکی میں مشہور تھے یہ رشتہ منظور کر لیا۔ اس دوران یہ صاحبہ حضرت شیخ محمدؒ کی تربت پر معتکف تھیں۔ لہٰذا ان کی برادری شیخ مبارز کے ساتھ وہاں ہی حاضر ہوئی اور انہیں کہنے لگی محترمہ! آپ کو اختیار ہے یا تو شادی کر کے یہاں ہی ٹھہری رہیں یا شادی نہ کر کے ہمارے ساتھ اپنے علاقہ میں چلی جائیں۔ یہ لوگ بہت طاقتور قبیلے کے افراد تھے انہیں آل سعید کہا جاتا تھا محض اس خواہش کی تکمیل میں کہ شادی کر لی تو حضرت کی تربت پر قیام ممکن ہو جائے گا انہوں نے شادی کی دعوت قبول کر لی۔

marfat.com

برادری نے مبارز صاحب سے نکاح کر دیا۔ جب خاوند کے آنے کا دن تھا دیوم ذحل تھا،
وہ تیاری میں مصروف ہوگئیں اسی تیاری کے دوران انہیں ہلکی سی نیند آگئی۔ وہ خوفزدہ ہو
کر روتی ہوئی جاگیں ان کے پاس حضرت محمد کا ایک کپڑا بھی تھا جسے وہ پہنا کرتے تھے
لیکن جب وفات ہوئی تو ان کی وصیت کے پیش نظر یہ کپڑا ان کے ساتھ دفن کر دیا
گیا تھا، یہ صاحبہ رو رہی تھیں اور کپڑے کو چوم رہی تھیں اور کہہ رہی تھیں میں پہلے اللہ
کریم سے معذرت چاہتی ہوں پھر ابن ظفر د حضرت محمدؒ، آپ سے معافی مانگتی ہوں
مجھ پر تو جبر کیا گیا ہے۔ جب ان کے رونے کی انتہا نہ رہی تو برادری نے رونے کا سبب
پوچھا، کہنے لگیں کیا تمہیں پتہ نہیں کہ یہ کپڑا حضرت فقیہ محمد بن ظفر کا ہے اور یہ ان کے
ساتھ دفن کر دیا گیا تھا۔ کہنے لگے جی ٹھیک ہے، محترمہ فرمانے لگیں تو سنیئے میرے اور
حضرت فقیہ کے درمیان عہد تھا کہ ہم میں سے جو پہلے مر جاتے گا دوسرا اس کے
بعد شادی نہیں کرے گا جب آپ لوگوں نے مجھے شادی پر مجبور کر دیا تو میں شرم کی
وجہ سے آپ لوگوں کو یہ بات نہ بتا سکی، ابھی جب میں سو گئی تو حضرت فقیہ کو خواب میں
دیکھا مجھے فرما رہے تھے او فلانہ! کیا عہد اس طرح نبھایا جاتا ہے؟ میں نے ان
سے یہ کہہ کر معافی مانگی کہ برادری نے مجھے مجبور کر دیا، یہ سن کر انہوں نے فرمایا: کوئی
حرج نہیں انہیں کہہ دے کہ یہ کپڑا بطور نشانی حضرت نے تمہاری طرف روانہ کیا ہے
کہ تم مجھے اس شادی پر مجبور نہ کرو۔ ان کی برادری کے لوگ شیخ مبارز کے پاس
وہ کپڑا لے گئے اور انہیں ساری بات بتائی جب شیخ مبارز نے کپڑا دیکھا تو انہیں
معاملہ بڑا دشوار نظر آیا، فوراً طلاق دے دی اور جلدی جلدی اپنی خانقاہ کی طرف
چلے گئے۔ لیکن پھر زیادہ دیر تک زندہ نہ رہ سکے۔

امام شرجی کہتے ہیں اس ایک واقعہ میں حضرت محمد فقیہ کی کئی کرامات ہیں، سب سے
بڑی بات تو یہ ہے کہ انہوں نے وہ کپڑا نکال کر روانہ کیا جو قبر میں ان کے ساتھ دفن

marfat.com

کردیا گیا تھا۔ پھر یہ بھی تو کرامت ہے کہ اس کپڑے کو اپنے ساتھ دفن کرنے کی وصیت کی تھی تاکہ مستقبل میں وہ اسے بطورِ علامت اپنی بیوی کو دے سکیں۔ حضرت کا مزار مردع گاؤں میں ہے یہ شہر جند کے مشرق میں ایک دن کی مسافت پر واقع ہے۔

علامہ جندی نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ میں زیارت کے لیے آپ کے مزار پر حاضر ہوا میں وہاں ان کی قبر اور ان کی مذکورہ بالا بیوی کی قبر کے پہلو میں کئی دن تک ٹھہرا رہا اس کی برکت سے آج بھی یہ گاؤں محترم ہے جو بھی اس گاؤں سے خرابی کا قصد کرتا ہے خود رسوا ہوتا ہے۔ اس علاقہ کے کسی اور مزار پر اتنی نذریں وغیرہ اکٹھی نہیں ہوتیں جتنی آپ کے مزار پر ہوتی ہیں۔ اس مزار سے کستوری کی خوشبو آتی ہے۔

۱۳۷۔ حضرت محمد ابو المواہب شاذلی رحمۃ اللہ تعالے علیہ:

آپ عظیم المرتبت عارفوں اور باعمل عالموں سے ایک ہیں۔

دیدار مصطفےٰ علیہ السلام کی ضیا پاشیاں

آپ کی عظیم کرامت یہ ہے کہ خواب میں وہ بڑی کثرت سے سرکار امام الانبیاء صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کیا کرتے تھے ایسا محسوس ہوتا تھا گویا آپ ہمیشہ حضور رحمۃ للعالمین علیہ السلام کے ساتھ ہیں اور بیداری میں بھی آپ کی زیارت سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔ یہ سب خواب کے واقعات آپ نے ایک کتاب میں جمع فرما دیئے ہیں اور میں نے یہ کتاب اوّل سے آخر تک مطالعہ کی ہے میں نے اس عارف کے لیے سب سے بڑی کرامت یہ پائی ہے۔ بسا اوقات ایسا بھی ہوا ہے کہ حضور کریم علیہ التسلیم کو خواب میں آپ نے دیکھا ہے کسی معاملہ میں حضور علیہ السلام سے بات کا آغاز کیا ہے پھر دوسری دفعہ خواب میں جمال جہاں آرا سے سرور حاصل کیا ہے اور پہلے خواب میں جس بات کا آغاز ہوا تھا دوسرے خواب میں اس کی تکمیل ہو گئی ہے۔

marfat.com

کچھ حضرات نے یہ روایت بھی کی ہے کہ بیداری میں بھی اکثر شرف دیدار پایا ہے اور حزب الفردانیہ (ایک وظیفہ) بیداری میں ہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے حاصل کیا ہے۔

امام شعرانی طبقات میں فرماتے ہیں کہ آپ بکثرت حضور کریم صاحب کوثر و تسنیم علیہ التسلیم کی زیارت فرمایا کرتے تھے۔ کہا کرتے تھے کہ میں نے سرکار عالی مدار علیہ السلام کی خدمت عالیہ میں عرض کیا کہ لوگ میرے اس دیدار کی صحت کے قائل نہیں ہیں، حضور علیہ السلام نے جواباً ارشاد فرمایا: اللہ کریم کی عزت و عظمت کی قسم جو انکار کرے گا یا جھٹلائے گا وہ یہودی، نصرانی یا مجوسی ہو کر مرے گا۔[1]

یہ واقعہ بالا حضرت شیخ ابوالمواہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحریر سے مروی ہے علامہ شعرانی نے آپ کی بہت سی خوابیں اور کئی فوائد ذکر فرمائے ہیں جن کا مطالعہ طبقات سے کیا جا سکتا ہے میں نے ان میں سے کافی واقعات اپنی کتاب افضل الصلوات میں لکھے ہیں۔

۱۳۸۔ حضرت محمد شویمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ سیدی محمد اشمونی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھیوں سے ہیں اور آپ کی قبر کے سامنے ہی مدفون ہیں۔ آپ کی کرامت یہ ہے کہ آپ سیدی مدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فاصلے پر بیٹھا کرتے تھے جس کے دل پر کوئی قبیح چیز وارد ہوتی آپ لاٹھی گھسیٹتے اس پر جا دھمکتے اور اس بات کی ذرا بھی پرواہ نہ کرتے کہ وہ غنی ہے یا فقیر، بڑا ہے یا چھوٹا، صاحب امارت ہے یا کوئی اور، کسی کی رعائت نہیں فرماتے تھے جو کوئی بھی آپ کے حال سے واقف تھا وہ حضرت سیدی مدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

---

[1] کیونکہ حضور علیہ السلام جب خواب میں جمالِ بے مثال کی زیارت کرائیں تو یہ حضور علیہ السلام خود ہی ہوتے ہیں اور جو اس کا انکار کرتا ہے وہ ارشادِ رسول علیہ السلام کا انکاری ہے اور ارشادِ رسول علیہ السلام کا منکر مسلمان نہیں ہو سکتا۔ مترجم۔

marfat.com

سامنے بیٹھنے کی جرات نہیں کرتا تھا۔

یہ کرامت بھی ملاحظہ ہو کہ آپ کے گھر والوں کو اشمون میں ایک دن: ملقاس (ایک سبزی) کی ضرورت پیش آئی انہوں نے آپ کو بوری اور گدھا دیا اور کہا کہ باغ سے قلقاس خرید کر لاؤ۔ آپ تربت کے ایک گوشے کی طرف گئے جلدی جلدی ساتھیوں سے قلقاس کی بوری بھری پیسے بھی واپس لے آتے اس دن سے خاندان کی عورتیں آپ کی معتقد ہو گئیں۔

تصرفات بعد الموت امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمیں پتہ چلا ہے کہ سیدی محمد شویمی فوت گئے اور ان کی بیوی کنواری تھیں اپنی بیوی کو فرما گئے تھے کہ میرے بعد کسی سے شادی نہ کرنا ورنہ میں اسے قتل کر دوں گا، اس خاتون نے اس سلسلہ میں علمائے سے فتویٰ پوچھا علمائے نے جواب دیا یہ تو حضور کریم علیہ التسلیم کی خصوصیت ہے کہ آپ کی ازواج مطہرات آپ سے بعد دوسرا نکاح نہیں کر سکتیں، تو بے شک اللہ پر توکل کر کے شادی کر لے ایک شخص سے ان کے وارثوں نے شادی کر دی، آپ اسی رات اس شخص کے پاس آگئے اسے نیزہ مارا اور وہ اسی رات مر گیا۔ بقول امام شعرانیؒ وہ بوڑھی ہو کر مری اور ساری زندگی کنواری رہی۔

۱۳۹۔ حضرت محمد المسمی قمر الدولہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ حضرت سیدی احمد بدوی کے ساتھیوں میں شامل ہیں اگرچہ ان کے ساتھ طویل عرصہ صحبت نہیں رہی۔

ادھر ڈوبے اُدھر نکلے شدید گرمی میں سفر سے آ رہے تھے طندتا میں آرام کے لیے تشریف لاتے وہاں سنا کہ سیدی احمدؒ بہت ضعیف ہو گئے ہیں تو آپ ان کی زیارت کے لیے تشریف لے گئے حضرت عبد العال

marfat.com

وغیرہ حضرت احمد کے پاس موجود نہ تھے حضرت احمد نے تربوز کا پانی پیا اور پھر اسی میں قے کر دی۔ حضرت محمد مذکور نے وہ لے کر پی لیا۔ یہ دیکھ کر حضرت سیدی احمدؒ نے فرمایا آپ میرے ساتھیوں کے لیے قمرالدولۃ ہیں (میرے ساتھیوں کی دولت کا چاند ہیں) یہ کلمہ سیدی عبدالعال اور ساری جماعت نے سنا۔ وہ آپ کے مقابلہ اور قتل کے لیے نکل پڑے آپ نے اپنا گھوڑا اس کنوئیں میں ڈال دیا جو درگاہِ نفاضہ کے ٹیلے کے قریب ہے اور اس کنوئیں سے جا نکلے جو نفیا کے نواح میں واقع ہے۔ بڑی دیر تک وہ لوگ اسی کنوئیں پر آپ کا انتظار کرتے رہے جس میں آپ نے گھوڑا ڈالا تھا پھر خبر آئی کہ وہ تو نفیا کے نواح والے کنوئیں سے جا نکلے ہیں۔ یہ لوگ واپس چلے گئے اور وفات تک نفیا میں ہی مقیم رہے آپ سلطان محمد بن قلدوون کے لشکر میں شامل تھے۔ بقول امام شعرانی آپ کے کپڑے، آپ کی کمان اور آپ کی ڈھال اور آپ کی تلوار نفیا میں آپ کی قبر پر آویزاں ہیں۔

۱۴۰ حضرت محمد بن ابی جمرہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی شان بلند، دلیل عظیم اور معرفت وسیع تھی، آپ جب کاد کی کھیتی دیکھتے تو فرماتے اس سے اتنے قنطار (ایک وزن) شہد اترے گا اور اتنے قنطار مینی آئے گی اور ایسا ہی ہوتا جیسا آپ کہتے۔ بقول امام شعرانیؒ بالکل کمی بیشی نہ ہوتی۔

۱۴۱ حضرت محمد صوفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ شہر فیوم میں تشریف فرما تھے، بہت بڑے عارف اور مانے ہوئے محقق صوفی تھے فرمایا کرتے تھے کہ وہ عالم بیداری میں جب بھی چاہتے ہیں سرکار رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو جاتے ہیں وہ پہچے ہیں کیونکہ حضور سیدِ کل علیہ السلام کا وجود مسعود ہر اس

marfat.com

مقام پر موجود ہوتا ہے جہاں آپ کی شریعت مطہرہ موجود ہوتی ہے۔ لوگوں کے اپنے غلیظ حجاب حضور علیہ السلام کی زیارت سے مانع ہیں۔[1]

۱۴۲۔ حضرت محمد دیمونی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ

آپ ان اولیائے امت میں سے ایک ہیں جنہیں اللہ کریم نے تصرف کی دولت سے نوازا ہوتا ہے۔ حضرت شیخ موسیٰ کناوی فرماتے ہیں کہ میں نے عجلون کے باشندوں کو یہ کہتے سنا کہ احمد عادہ عجلونی نے حج کیا۔ رات کا وقت تھا کہ عرفات میں اس کا اونٹ گم ہو گیا۔ اس نے اپنے مرشد شیخ محمد دیمونی کی

---

[1] (امام شعرانی کیا فرماتے ہیں مفتیان سوچیں اس مسئلہ کے کہ حضرت امام شعرانی اس عبارت کی تحریر کے بعد موحد رہے یا مشرک ہو گئے؟ اگر مشرک ہو گئے تو کیا انہیں تجدید نکاح کی دوبارہ کلمہ پڑھنے کے بعد ضرورت پیش آئے گی یا نہیں؟ شرک ساز فیکٹریوں نے کسی کو شرک کی گولی مارے بغیر نہیں چھوڑا، خواہ وہ امام شعرانی ہوں یا علامہ سیوطی، امام رازی ہوں یا امام غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ اب تو ان کی دریدہ دہنیاں وہاں تک جا پہنچی ہیں کہ ان کے ذکر سے بھی ایمان غارت ہونے کا خطرہ لاحق ہوتا ہے انہوں نے کبھی یہ نہیں سوچا کہ ان کی اپنی علمی اور عملی بساط کیا ہے۔
بس شیطان کے ایک قدیم نعرے کو نت نئے اندازوں سے پیش کر کے اس کی ذریت ہونے کا اعلان کرتے رہتے ہیں یہ تو حالات کی ستم ظریفی ہے کہ مساجد کے اندر ممبروں پر بھی جب بس چلتا ہے تو گاندھی کو بھی ممبروں پر لے آتے تھے جب عقیدت نے جوش مارا تو اندرا گاندھی کے بیٹے کو اپنی عظیم یونیورسٹی کی صد سالہ تقریبات میں لے گئے تھے اور آج ارشاد ہوتا ہے حکومت ہند نے سازش کر کے یہ عظیم یونیورسٹی بند کرا دی ہے اور اس کے اثاثوں پر قبضہ جما لیا ہے۔ کیوں جی! یہ اس کے باپو کے ساتھ محبت کی پہلی قسط تو نہیں ہے، ابھی کیا دیکھتا ہے ذرا آگے چلیے۔ مترجم)

marfat.com

آواز سُنی کہ اے محمد ! اونٹ تیرے بالمقابل سامنے ہے وہ چند قدم سامنے چلا تو اونٹ مل گیا اور وہ اسے لے آئے ریمونی نے جب یہ فرمایا تو وہ اپنے شہر ریمونی میں تھے (عرفات وہاں سے بہت ہی دور ہے) نویں صدی ہجری کے خاتمے سے پہلے حضرت ریمونی کا وصال ہو گیا۔ غزالی کے قول کے مطابق ۔

۱۴۳۔ حضرت محمد بدرالدین قنوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ فاضل، صالح، متقی، زاہد شیخ تھے مصر کی شاہی مسجد میں تعینات تھے آپ چھپے ہوئے اولیاء میں سے ہیں، عبادت میں بڑے راسخ قدم تھے مگر عبادت کو چھپاتے تھے شاہی مسجد کی چھت پر آپ کا خلوت کدہ تھا جہاں رات کو کوئی نہ جا سکتا تھا۔ وہاں پرانا عمامہ اور چیتھڑے دار کپڑے تھے رات کو خلوت میں یہی کپڑے پہنتے اور صبح تک تضرع و زاری اور آہ و بکا میں مشغول رہتے: پھر خوبصورت کپڑے پہن کر صبح کی نماز کے لیے تشریف لے آتے۔ آپ فقہاء میں فقیہ، فقیروں میں فقیر، عارفوں میں عارف اور عام لوگوں میں عامی تھے حکومت کے اکابر ان کے معتقد تھے بڑی عزت کرتے تھے اور تحفے بھیجا کرتے تھے آپ وہ سب محتاجوں کو دے دیتے اور خود ان سے کچھ تناول نہ فرماتے۔ امراء کا خیال تھا کہ آپ کیمیاگری کے ماہر ہیں آپ جانتے تھے کہ یہ ساری عزت و تکریم اسی وجہ سے کر رہے ہیں۔ استاد ار تغری بردی نے کیمیا کا فن سیکھنے کے لیے طویل عرصہ تک آپ کی خدمت کی آپ نے اسے مکاشفہ میں فرمایا آپ دو صورتوں سے باہر نہیں جا سکتے ۔ یا تو اللہ تعالیٰ تجھے یہ علم دے دیں گے اور تو پوری طرح اس کا ماہر بن جائے گا اور یہ دیکھ کر بادشاہ تجھے قتل کر دے گا یا یہ عمل صحیح انداز سے حاصل نہ کر سکے گا ۔ پھر تو کھوٹ ملانے والا بن جائے گا اور تجھے بادشاہ قتل کر دے گا۔ (دونوں صورتوں میں انجام قتل ہے) استاد نے اس خیال سے توبہ کی اور اللہ تعالیٰ سے معافی چاہی۔ آپ اولیاء اللہ کو مرنے کے بعد غسل دیا کرتے تھے جب بھی

marfat.com

کوئی ولی مرتا تو وصیت کر جاتا کہ اسے حضرت شیخ محمد بدرالدین غسل دیں۔ بقول غزی آخری عمر میں نابینا ہو گئے تھے اور اسی حال میں ۹۲۰ھ میں وفات فرمائی۔

۱۴۴۔ حضرت محمد شمس الدین سروجی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ ؛

آپ حضرت شیخ سعدالدین کاشغری نقشبندی کے ساتھی ہیں آپ پندرہ شعبان ۸۲۰ھ کی رات کو ہرات سے نو فرسخ دور روج گاؤں میں پیدا ہوئے۔

حضور علیہ السلام باکمال بچے کی بشارت دیتے ہیں

آپ کی والدہ ماجدہ کا ایک بہت ہی اچھا لڑکا تھا جو پانچ سال کی عمر میں وفات پا گیا وہ بہت مغموم ہوئیں۔ حضور نبی مکرم رؤف محترم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا خواب میں دیدار نصیب ہوا تو آپؐ نے فرمایا: غم نہ کیجئے تمہیں اللہ تعالےٰ جلد ہی لمبی عمر اور عظمت و دولت والا فرزند عطا فرمائے گا۔ اس کے بعد یہی حضرت پیدا ہوئے۔ ماں آپ کو کہا کرتی تھیں، بیٹا! تم ہی تو ہو جس کی بشارت حضور رحمۃ للعالمین علیہ السلام نے مجھے دی تھی۔ آپ بچپن سے خلوت پسند تھے۔ ایک دفعہ آپ نے والدہ سے سُنا کہ جو اتنی مقدار وظیفہ پڑھتا ہے وہ حضور علیہ السلام کا جمال خواب میں دیکھتا ہے۔ آپ نے وظیفہ پڑھا سو گئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ آپ خود گھر کے دروازے پر ہیں اور والدہ ماجدہ دروازے کی کرسی پر ہیں اور کہتی ہیں تم کدھر تھے؟ میں تمہارا انتظار کر رہی تھی کیونکہ حضور علیہ السلام میرے گھر تشریف لائے ہیں۔ چلو حضور علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوں مجھے ہاتھ پکڑ کر حضور علیہ السلام کی خدمت میں لے گئیں آپ دوسری کرسی پر تشریف فرما تھے آپ کے ارد گرد کھڑے اور بیٹھے لوگوں کا ہجوم تھا اور آپ فرامین شہروں کی طرف بھیج رہے تھے آپ کی خدمت میں ایک کاتب بھی بیٹھا تھا میرا خیال ہے وہ مولانا شرف الدین زیارت گاہی تھے اور بڑے پرہیزگار عالم تھے۔

marfat.com

نقل کی ہے کہ وہ شیخ نورالدین کی معیت میں حضرت محمد جلبولی کی خدمت میں حاضر ہوتے شیخ نورالدین نے آپ سے اپنا عالم ہونا مخفی رکھا حضرت نے انہیں جن الفاظ سے خطاب کیا ان کا مطلب یہ تھا "یہ مناسب نہیں کہ اللہ کریم کسی کو کوئی فضیلت عطا فرماتے اور وہ اسے لوگوں سے چھپاتا پھرے" پھر آپ نے اپنے ہاتھ میں پکڑی ہوتی دری بچھاتی اور انہیں اس پر بٹھایا، شیخ نورالدین نے آپ سے ابن ابوشرف کے کمال کے متعلق پوچھا جو ان کی طرح ابن ارسلان سے فیض یافتہ تھے، حضرت محمد ابوالعون فرمانے لگے ہم نے عرش کے پاتے پر لکھا دیکھا ہے کہ محمد بن ابی شرف اولیاء اللہ سے محبت کرنے والا ہے۔

غوث اعظمؓ کا فرمان ہم ردی مریدوں کیلئے ہیں

ابن حنبلی کہتے ہیں کہ مجھے شیخ عضیف الدین عزی حلبی نے بتایا کہ وہ جب حضرت ابوالعون کے گھر گئے تو ایک گروہ تو باصلاحیت صوفیہ فقراء کا دیکھا اور کچھ لوگ مفسد دیکھے جو اپنی ضروریات کے تحت آپ کی پناہ میں آئے بیٹھے تھے اس گروہ کو حضرت کے گھر پاکر عضیف الدین کی طبیعت بگڑ گئی کہ ایسے گندے لوگوں کا یہاں کیا کام، حضرت باہر تشریف لائے تو فرمانے لگے حضرت شیخ عبدالقادر غوث اعظم جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جب کہ آپ کے مریدوں کے متعلق کہا گیا کہ ان میں سے کچھ تو عمدہ ہیں اور کچھ ردی ہیں "عمدہ ہمارے ہیں اور ہم ردیوں کے ہیں" یہ بات بھی آپ کو کشف کے ذریعے معلوم ہوئی تھی۔

ولی دل کا جاسوس

ابن حنبلی ہی کہتے ہیں کہ دمشق کے ایک ولی نے چاہا کہ حضرت محمد ابوالعون کے حالات معلوم کریں اور ان سے پوچھیں کہ ان کی ولایت کا آغاز کیسے ہوا، ایک مرید کو ان کی خدمت میں بھیجا اور اسے یہ بھی نہ بتایا کہ اسے کیوں بھیجا جا رہا ہے صرف یہ کہا آپ سیدی ابوالعون کے پاس زیارت کے لیے جائیں اور انہیں کہیں کہ آپ کا بھائی (ولی دمشق) آپ کو سلام کہتا ہے

marfat.com

اس سے زیادہ کچھ نہیں کہنا ہے صرف اس دعوت کا خیال رکھنا جو پہلی دفعہ وہ آپ کو کھلائیں اور مجھے واپس آکر بتائیں کہ کیا کھلایا ہے، وہ مرید حضرت محمد ابوالعون کی خدمت میں حاضر ہوا پہلی دعوت میں انہوں نے اس مرید کو ابلا ہوا قلقاس (ایک سبزی جس کی جڑیں استعمال کی جاتی ہیں) کھلایا جب زیارت ہوگئی اور اس نے واپس اپنے مرشد کے پاس پلٹنا چاہا حضرت ابوالعون نے اسے کہا جب آپ سے آپ کے مرشد پوچھیں کہ ہمارے پاس پہلی دعوت میں کیا کھایا تو انہیں کہہ دینا کہ قلقاس کھایا تھا۔ یہ سیدی ابوالعون کا نرالہ کشف تھا اور لطیف پیرائے میں اشارہ تھا۔

تصرفاتِ شیخ کی ایک جھلک

دنیائے وجود میں تصرفات شیخ کی نوعیت جاننے کے لیے حضرت شیخ موسیٰ کنادی کا ارشاد فرمودہ واقعہ ہم بیان کرتے ہیں۔ حلب کی ایک خاتون عورتوں کی ایک جماعت کے ساتھ حمام سے نکلی نائب حلب کی جماعت کے ایک سپاہی نے اسے اٹھالیا اور بدی کے لیے اسے لے جانا چاہا۔ لوگ اس بچاری کو چھڑا نہ سکے۔ قاسم بن زنزل نام کا ایک شخص آگے بڑھا جو بڑا بہادر اور تند خو تھا اس نے سپاہی کو مارا تاکہ عورت کو چھڑا سکے مگر اس کی مار سے سپاہی مرگیا قاسم کا جدھر منہ آیا حکومت کے خوف سے بھاگ کھڑا ہوا۔ اگلی صبح کو وہ شہر پلٹا اور حمام میں جا پہنچا۔ جب نائب حلب کو اس کی واپسی کی بھنک پڑی تو اسے پکڑنے کے لیے ایک دستہ بھیج دیا۔ دستہ حمام میں جا دھمکا۔ قاسم نے حمام کے مینجر سے کہا میرا خنجر اور میری شلوار مجھے دے دیں وہ ان پر چڑھ دوڑا وہ اِدھر اُدھر بکھر گئے قاسم بھاگ کھڑا ہوا اور ایک باغ کی دیوار پھلانگ کر اندر داخل ہوگیا اور حضرت محمد غزی سے فریاد چاہی یہ حضرت کو پہلے مل چکا تھا اور ان کا معتقد تھا حضرت کی برکت سے ان سے بچ نکلا وہ ساحل کے راستے پر چلتا گیا اور جلبو لیا جا پہنچا۔ حضرت محمد ابوالعون کی خدمت میں پہنچ کر

marfat.com

صالح اور صاحب احوال و مکاشفات ہیں، آپ قدیدار پل کے قریب اپنے گھر کی کھڑکی میں بیٹھ جایا کرتے اور انسان کے جی میں جو کھٹکا آتا وہ بتاتے جاتے تین دن بولتے اور تین دن خاموش رہتے۔ بقول علامہ غزی ۹۱۴ھ کو وصال ہوا اور گھر کی جس کھڑکی میں بیٹھا کرتے تھے وہیں دفن ہوئے۔

۱۵۰۔ حضرت محمد بن عبد الرحمان اسقع باعلوی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ

آپ علم و ولایت میں اپنے زمانے کے امام تھے۔ آپ کے شاگرد محمد بن علی خرد نے کتاب "الغرر" میں یہ واقعہ بیان کیا ہے کہ حضرت شیخ محمد کے کسی خادم کی چوری ہو گئی اور گھر میں جتنا ان کا اپنا اور دوسرے لوگوں کا سامان پڑا تھا سب چور لے گئے۔ خادم کو اس بات کا بیحد دکھ ہوا، اپنے آقا سے شکایت کی، آپ نے کہا؛ وادی خیلہ میں جاؤ تمہیں سب سامان وہاں بُریمات (یہ لفظ تصغیر ہے بضم اول پڑھیں یہ اس گھاٹی کی مشہور چٹانیں ہیں) کے نیچے پڑا مل جائے گا خادم وہاں گیا تو سارا سامان موجود پایا۔

آپ کی وفات کے بعد بھی کرامات کا سلسلہ جاری رہا آپ کے کئی مریدوں نے سختی و شدت میں آپ سے مدد چاہی تو وہ سختی اللہ کے حکم سے ٹل گئی۔ ایک اور کرامت ملاحظہ ہو آپ کے صاحبزادے حضرت عبد اللہ نے قدم التجرید جگہ کی زیارت کی جگہ کی ہموار زمین جنت الترّوی[1] مقام پر وہ سو گئے اور لوگ بھی ان کے ساتھ تھے کہتے ہیں میں نے والد صاحب کو خواب میں السلام علیکم کہتے سُنا میں جاگا تو کوئی بھی موجود نہ تھا میں نے باپ سے مدد چاہی کچھ آگے چلا تو گمشدہ قافلہ کو موجود پایا۔ آپ کی وفات ۹۱۰ھ کو ہوئی زنبل کے قبرستان میں مدفون ہوئے۔ آپ کی قبر کا سب کو علم ہے اور ان کی زیارت کے لیے لوگ آتے ہیں کسی نے وفات کے بعد آپ کو خواب میں دیکھا اور حال پوچھا تو آپ نے فرمایا: فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْکٍ مُّقْتَدِرٍ (پ ۲۷ القمر)

---

[1] ترّوی جگہ کی ہموار زمین

marfat.com

(بیچ کی مجلس میں عظیم قدرت والے بادشاہ کے حضور)

۱۵۱۔ حضرت محمد صدرالدین بکری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ: آپ امام صالح عالم کامل اور تقوی پسند زاہد تھے آپ نے سیدی ابراہیم متبولی سے اکتساب فیض کیا۔ آپ بہت زیادہ خاموش رہتے صرف کسی کا جواب دیتے ہوتے بولتے تھے اور عاجزی وخشوع کی وجہ سے رات یا دن میں کسی وقت بھی نگاہیں آسمان کی طرف نہیں اٹھاتے تھے۔ ان کی والدہ فرماتی ہیں جب وہ میرے پیٹ میں تھے تو میں نے حضور علیہ السلام کی خواب میں زیارت کی آپ نے مجھے ایک کتاب عطا فرمائی میں نے خواب کی تعبیر اس بچے کو سمجھا۔

آپ کی یہ کرامت مشہور ہے کہ جب آپ حج کے لئے گئے اور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی تو لوگوں نے سنا کہ حضور علیہ السلام نے ان کے سلام کا جواب دیا ہے۔[1]

---

[1] یہ ہے ہمارے اسلاف کا کمال کہ حضور علیہ السلام اپنی قبر اقدس سے انہیں جواب عطا فرماتے ہیں پھر یہ ایک واقعہ نہیں سینکڑوں اولیائے اُمت کو حضور علیہ السلام نے خطاب سے نوازا ہے ہاتھ چومنے کے لیے قبر اقدس سے باہر نکالا ہے اپنے غلاموں کے جنازوں میں شرکت فرمائی اور خدا جانے کتنے تصرفات فرمائے ہیں مگر یہ سب کچھ "چشم بینا" کے لیے ہیں چمگادڑوں کو نہ حضور السلام کا دیدار ہوتا ہے نہ شرفِ کلام سے وہ مشرف ہوتے ہیں نہ عطائے مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء سے بہرور ہوتے ہیں لہٰذا نعرہ مارتے ہیں کہ جب ہمیں کچھ نہیں ملا تو کسی کو بھی کچھ نہیں ملا پھر لغویات پر اتر آتے ہیں کبھی تو قبر اقدس مرکزِ دل ونگاہ کو گڑھا کہتے ہیں اور کبھی تصرفات حضور علیہ السلام کا انکار کرتے ہیں کچھ دریدہ دہن اور آگے بڑھ کر کہتے ہیں حضور علیہ السلام قبر انور میں تشریف فرما ہی نہیں کچھ اور مزید ترقی پا کر ایک کریلا دوسرا نیم چڑھا کا منظر پیش کرتے ہیں مگر ان کی ہفوات نقل کرنے کی ہم میں ہمت نہیں ہے ہم تو یہی کہتے ہیں۔

تجھے جو نہیں سے نہ مل سکا مجھے مصطفےٰ سے وہ مل گیا۔ تجھے کیا ملال ہے بے ادب یہ نظر نظر کی تلاش ہے

marfat.com

علامہ غزی فرماتے ہیں آپ کا وصال ۹۱۸ھ میں مدینہ طیبہ میں ہوا، امام شعرانی نے بھی سلام کے جواب اور وفات مدینہ والی کرامات کا ذکر کیا ہے۔

۱۵۲۔ **حضرت محمد ابو فاطمہ عجلونی دمشقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ** آپ صالح اور مجذوب بزرگ تھے۔

غزی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت شیخ موسیٰ کناوی کی تحریر پڑھی کہ سید نجدہ حسینی الحصنی اپنے صاحبزادے کے ساتھ حرجلہ گاؤں میں تھے وہاں سے دمشق لوٹے غوطہ دمشق کے میدانی حصے میں چل رہے تھے کہ آپ نے شیخ محمد مذکور کو دیکھا جنہیں آپ پہلے پہچانتے تھے فرماتے ہیں میں نے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور پیچھے سے انہیں جا لا میں نے سلام کہہ کر انہیں پوچھا آپ کہاں سے آئے ہیں؟ کہنے لگے بغداد سے آرہا ہوں، میں نے پوچھا کیا آپ کو شیخ خلیل کے متعلق کچھ علم ہے؟ ان کی مراد حضرت عجلونی مجذوب سے تھی۔ کہنے لگے جی ہاں انہیں بغداد کا وتد (میخ) بنا دیا گیا ہے اور یہی صحیح تر بات ہے، سید نجدہ فرماتے ہیں پھر میں نے پلٹ کر اپنے بیٹے کو دیکھا جو میرے پیچھے آرہا تھا تو حضرت شیخ محمد غائب ہو گئے مجھے معلوم نہیں وہ کیسے چلے گئے (یعنی انہوں نے اپنے متعلق حضرت نجدہ کو خود جواب دیا اور تاثر یہ دیا کہ وہ انہیں جانتے نہیں ہیں۔ مترجم)، بقول امام غزی آپ کی وفات ۹۲۰ھ کے بعد ہوئی۔

۱۵۳۔ **حضرت محمد شمس الدین دیروطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ** آپ عالم امام، واعظ فقیہ اور ولی اللہ ہیں۔ آپ پر کئی کیفیات طاری رہتیں نگاہوں سے مخفی ہو جاتے۔ بسا اوقات ایسا ہوتا کہ ایک گروہ سے باتیں کرتے کرتے غائب ہو گئے۔ بسا اوقات

marfat.com

لوگ ان کے بغیر ہوتے پھر دفعۃً انہیں اپنے درمیان پاتے۔

آپ نے ایک ایسی کشتی کی طرف ایک دفعہ اشارہ فرمایا جس میں چور بیٹھے تھے تو وہ ایک جگہ گڑ گئی۔ پھر اشارہ کیا تو چلنے لگی چوروں نے یہ منظر دیکھ کر آپ کے ہاتھ پر توبہ کی۔ آپ نے اپنی بیوی کو اطلاع دی کہ اس کا بیٹا حمزہ ایک جنگ میں شہادت سے نوازا جائے گا اس کا سر وجود سے الگ ہو جائے گا۔ پھر ایسا ہی ہوا۔

حضرت شیخ بیمار ہوئے تو اپنی والدہ ماجدہ کو بتایا کہ وہ اس مرض میں ہی مر جائیں گے ماں کہنے لگی آپ کو اس بات کا علم کیسے ہوا۔ جواب دیا حضرت خضر علیہ السلام نے بتایا ہے۔ آپ ۹۲۱ھ میں واصل بحق ہوئے اور اپنی خانقاہ دمیاط میں دفن ہوئے۔

امام شعرانیؒ فرماتے ہیں ان کے صاحبزادے سری نے مجھے بتایا کہ مجھے اپنی والدہ نے بتایا ہے کہ انہوں نے حضرت شیخ کو وفات کے بعد خواب میں دیکھ کر پوچھا منکر ونکیر سے کیسی گذری؟ کہنے لگے انہوں نے کلام ملیح (نمکین) میں ہم سے باتیں کیں اور ہم نے انہیں فصیح زبان میں جواب دیا۔ (قالہ الغزی)

۱۵۴۔ حضرت محمد بن عنان رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ

آپ امام شعرانیؒ کے مرشد، عظیم مقامات والے اکابر اولیا اللہ سے ایک ہیں اور آپ کو بے حد دولت عرفان حاصل تھی۔

آپ کی عظیم کرامات تھیں۔ ایک یہ کہ صرف چھ۶ پیالے آٹے سے آپ نے پانچ سو۵۰۰ آدمیوں کو سیر ہو کر کھانا کھلایا واقعہ یوں تھا کہ آپ کے ملک کے فقراء اس تعداد میں اکٹھے ہو گئے اور آپ کے شہر میں اچانک آدھمکے آپ نے اپنی پہلی عادت کے مطابق حسب ضرورت آٹا گوندھا ہوا تھا، آپ نے والدہ ماجدہ سے کہا آپ یہ رومال لے لیں اور اس پیالے کو ڈھانپ دیں اس سے وہ روٹی توڑتی رہیں سارا مکان اور مکان کا محفوظ حصہ بھر دیا آدھی حویلی پُر ہو گئی اب فرمایا پیالہ سے پردہ ہٹا دیجیے یہ

marfat.com

کافی ہو رہے گا۔ جب اسے انہوں نے کھولا تو اس میں اتنا نہیں تھا۔ فرمانے لگے عزتِ ربانی کی قسم اگر میں چاہتا تو مددِ خداوندی سے اس آٹے سے سارے شہر کو روٹیوں سے بھر دیتا۔

ولی نے خدا جانے کہاں پھینک دیا

جامع اسکندریہ میں ایک طویل عرصہ سے ایک شخص رہا کرتا تھا جو بھی اس سے ذرا بے توجہی برتتا اور ناز کرتا یہ اسے کہتا اے جوں! فلاں آدمی کے پاس چلی جا۔ اس آدمی کے کپڑے جوؤں سے بھر جاتے اور وہ ہلاکت کے کنارے تک جا پہنچتا۔ حضرت محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک یہ بات پہنچی آپ اس وقت کوم الذداخ والی زیارت میں تھے آپ نے فرمایا مجھے اس سے ملاؤ لوگوں نے ملا دیا آپ نے اسے فرمایا اللہ کی طریق سے تو نے صرف جوئیں ہی پہچانی ہیں پھر آپ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر فضا میں پھینک دیا اس دن سے وہ لوگوں کی نگاہوں سے غائب ہو گیا کسی کو معلوم نہیں کہ حضرت نے اسے کہاں پھینک دیا۔

دریا راستہ چھوڑ دیتے ہیں

مجھے شیخ المیدی نے جو حضرت کی خدمت میں فقیہ الفقراء کی حیثیت سے مقیم تھے بتایا کہ سیدی محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے برہمتوش سے سیدی ابوالعباس غمری کی طرف عشاء کے بعد نقیب (قاصد) بھیجا اور اسے ارشاد فرمایا صبح کی اذان ہو تو آپ لازماً میرے پاس وہاں سے واپس پہنچ جائیں الوشبل نقیب گیا اور صحیح وقت پر واپس آ گیا حضرت نے اس سے پوچھا دریا کی کس گزرگاہ سے گزرے تھے" انہوں نے جواب دیا حضور! میرے دل نے دریا کو محسوس نہیں کیا اور نہ مجھے معلوم ہے کہ راستے پر دریا تھا حضرت نے اپنے غلاموں کو آہستہ سے فرمایا، اس کی ہمت اور عزم کے سامنے دریا لپٹ گیا لہٰذا اسے راستے پر کہیں نظر نہیں آیا۔

marfat.com

زمین پانی پیش کرتی ہے

سیدی شیخ عالم محقق امین الدین امام غمریؒ نے مجھے بتایا ہے کہ میں سیدی ابو العباس غمریؒ اور سیدی محمد بن عنان کے ساتھ سفر میں تھا، گرمی سخت ہوگئی، دونوں بزرگوں نے گدھوں کی سواری چھوڑی، دونوں گدھوں کو کھڑا کر کے اوپر چادر پھیلا دی اور گرمی سے بچ کر ہم لوگ نیچے بیٹھ گئے۔ سیدی ابو العباس غمری کو شدت سے پیاس لگی لیکن پانی تو موجود نہ تھا۔ سیدی محمد بن عنان نے پیالہ پکڑا اور زمین سے یوں بھرا جیسے پانی سے بھرا جاتا ہے اور سیدی ابو العباس غمری کو پیش کیا انہوں نے نوش نہ فرمایا اور کہا حضرت شیخ محمد صاحب! ظہور سے ظہور کا خاتمہ ہوتا ہے انہوں نے جواباً فرمایا، مجھے عزت ربانی کی قسم! اگر ولایت کے ظاہر ہو جانے کا خطرہ نہ ہوتا تو میں اس چشمے کو بہتا چھوڑ دیتا کہ لوگ اور جانور اس سے قیامت تک پانی پیتے رہتے، یہ واقعہ بلاد شرقیہ میں ضغیط کے نواح میں پیش آیا واقعہ کے راوی حضرت امین الدین رضی اللہ تعالٰی کے اپنے الفاظ میں ہم نے اسے نقل کیا ہے اور حضرت امین الدینؒ سچے انسان تھے۔

شیخ بدر الدین مستولیؒ نے بتایا کہ میں نے سیدی عبد القادر دسطوطیؒ کو فرماتے سنا کہ شیخ محمد بن عنانؒ آسمان کی کھڑکی کھڑکی جانتے ہیں۔

پھر بھوک جاتی رہی

سیدی شیخ شمس الدین طینتیؒ حضرت محمد کے سسر نے مجھے بتایا کہ ایک بسیار خور حضرت شیخ کے ساتھ ایک مسافر قافلہ کے ساتھ دمیاط کے علاقہ میں اترا، لوگوں نے حضرت محمدؒ کو عرض کیا کہ وہ رات قافلے میں اکیلا بہت بڑی مچھلی اور کھجوروں کا پورا ٹوکرا کھا گیا ہے۔ حضرت محمدؒ نے اسے طلب فرمایا اور ارشاد ہوا بیٹھ جا آپ نے روٹی کے دو ٹکڑے کیے اسے کہا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر کھالے۔ وہ آدھی روٹی سے سیر ہو گیا اس کے بعد اسی مقدار کہ وہ روٹی کھاتا وفات تک آدھی روٹی سے آگے نہیں بڑھا اس کے گھر والے حضرت کی

marfat.com

خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے اللہ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے آپ نے تو ہمارا بوجھ ہلکا کر دیا۔

ولی کی سفارش سے عذاب ٹل جاتا ہے

امام غمری سیدی شیخ امین الدین رحمۃ اللہ علیہ سے اس بات کے راوی ہیں کہ برہمتوش کے قبرستان کی ایک قبر میں ایک آدمی ہر رات سورج ڈوبنے سے صبح تک چیختا رہتا تھا، لوگوں نے حضرت محمد کو اس کا واقعہ بیان کیا آپ قبرستان تشریف لے گئے اور سورت تبارک تلاوت فرما کر اللہ کریم سے اس کی مغفرت کی دعا کی اس رات کے بعد کسی نے اس کی چیخیں نہیں سنی لوگ کہنے لگ گئے کہ حضرت کی شفاعت اس کے حق میں قبول ہو گئی ہے۔

میں نے سیدی علی خواص کو فرماتے سنا کہ میں نے حضرت محمد کو ابراہیم متبولیؒ کے ارشادات سے پہچانا میں آپ کے پاس برکت الحاج میں آپ کے باغ میں انجیر جیسا پھل بیچا کرتا تھا میں نے سنا کہ حضرت متبولی فرما رہے تھے عزت خداوندی کی قسم میرے بعد میرا بوجھ ستر آدمیوں پر تقسیم ہو گا تو وہ اسے اٹھانے سے عاجز آجائیں گے۔ حضرت یوسف کردی نے آپ (حضرت متبولیؒ) سے پوچھا، حضور! آپ کے بعد حجرۂ نبوی کی خدمت پر کون مامور ہو گا فرمایا محمد بن عنان نامی ایک شخص ہوں گے جو بلادِ شرقیہ میں ظہور پائیں گے۔

کلام ولی کی تاثیر

مجھے شیخ شمس الدین لازقانی مالکی نے بتایا ہے کہ میں سیدی محمد کے پاس ایک دن حاضر ہوا مجھے وضو اور نماز میں سخت وسوسوں نے شدید اذیت میں مبتلا کر رکھا تھا۔ میں نے حضور کی خدمت میں شکایت کی آپ نے فرمایا مالکیوں سے ہمارا عہد ہے کہ وہ طہارت وغیرہ میں وسوسے میں مبتلا نہ ہوں، آپ کے صرف یہ ارشاد فرمانے سے آپ کی برکت نے میری دستگیری کی اور

marfat.com

کوئی وسوسہ بھی باقی نہ رہا۔

مرض مریض سے لے لیتے ہیں

حضرت محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کسی مریض کے پاس تشریف لے جاتے جو شدت کمزوری نے ہلاکت کے کنارے پہنچ چکا ہوتا تھا تو آپ اس کا مرض خود اٹھا لیتے۔ مریض اُٹھ کھڑا ہوتا اور حضرت جب تک اللہ چاہتا بیمار رہتے۔ اس طرح سیدی ابوالعباس غمری اور سیدی علی بلبلی مغربیؒ کے مرض کو آپ نے لے لیا تھا۔ امام شعرانیؒ فرماتے ہیں سیدی علی کے واقعہ کے وقت میں خود موجود تھا حضرت علیؒ اٹھ کر اسی وقت جامع ازہر کے وضو خانے میں چلے گئے وضو کر کے سو گئے۔ حضرت علی بلبلی کے ترجمہ میں امام شعرانی نے یوں واقعہ بیان کیا ہے کہ حضرت محمد بن عنان ایک دفعہ آپ (حضرت علی بلبلی) کے پاس تشریف لائے آپ کو قریب موت مریض پایا حضرت محمد ان کی جگہ لیٹ گئے اور سیدی علی خوش خوش اٹھ کھڑے ہوئے گویا انہیں کبھی تکلیف نہ تھی۔ حضرت محمدؒ چالیس دنوں تک مریض رہے۔

دنیا خود کھانا لاتی ہے

امام شعرانیؒ کہتے ہیں حضرت محمدؒ نے مجھے بتایا کہ میں ابتدائے کار میں تین سال حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مسجد کی سطح پر رہا نماز جمعہ یا شیخ عارف سیدی یحییٰ مناوی کے درس کے وقت ہی اترتا تھا نیز فرمایا میں جب تک مسجد عمروؓ کی چھت پر رہا اللہ تعالیٰ نے دنیا میرے لیے مسخر کر دی ہر رات دنیا میرے پاس ایک برتن لاتی جس میں دو روٹیاں اور کچھ اور غذا ہوتی نہ کبھی میں اس سے ہم کلام ہوا نہ کبھی وہ مجھ سے بولی میں یہ ضرور پہچانتا تھا کہ یہ دنیا ہے۔

ادب اولیا نگاہ امام شعرانیؒ میں

امام شعرانی فرماتے ہیں میں نے ایک رات سونے کے لیے پاؤں پھیلانے چاہے جدھر

marfat.com

بھی میں پاؤں پھیلانا چاہتا اس سمت کسی نہ کسی ولی کو پاتا میں نے پھر پاؤں سیدی محمد بن عنان کے علاقہ کی طرف جو باب البحر میں واقع ہے پھیلانے چاہے میں نے دیکھا اس طرح پاؤں آپ کی قبر مبارک کی طرف ہو سکتے ہیں، میں بیٹھا بیٹھا ہی سو گیا۔ آپ خواب میں تشریف لائے میرا پاؤں پکڑ کر اپنے علاقہ کی طرف پھیلا دیا فرمایا میری طرف بساط احمدی کی طرف پاؤں پھیلا لیجئے۔ میں جب اٹھا تو آپ کے ہاتھ مبارک کی لمس میرے پاؤں میں محسوس ہو رہی تھی۔

یہ دستگیریاں

امام شعرانی ذکر فرماتے ہیں غوری نے شریف (سید) سے سلطان حجازی کے ترکات مانگے شریف سمجھتا تھا کہ وہ دھوکا دے گا۔ شریف نماز عصر کے بعد حضرت محمد کی خدمت میں حاضر ہوا ہم سب آپ کے پاس بیٹھے تھے حضرت شریف کے لیے اٹھے اور اسے گلے لگا لیا۔ شریف نے کہا میں اسی وقت بھاگ جانا چاہتا ہوں مگر آپ کی توجہ اشرف میرے ساتھ ہونی چاہیئے تاکہ مجھے غوری پکڑ نہ سکے اور میں اس علاقہ سے بخیریت نکل جاؤں اونٹنیاں برکت الحاج کے ماحول میں میری منتظر ہیں۔ سیدی محمد خلوت میں تشریف لے گئے۔ شریف انتظار کرنے لگا۔ آپ باہر تشریف نہ لائے وقت بہت تنگ تھا۔ شریف نے مجھے اور شیخ حسن مدیدی حضرت کے خادم سے کہا میرے لیے ذرا حضرت کو جلدی باہر لاؤ ہم نے خلوت کا دروزہ کھولا تو آپ کو وہاں موجود نہ پایا، ہم نے دروازہ بند کر دیا ایک ساعت کے بعد آپ باہر تشریف لائے آپ کی آنکھیں خون کی طرح سرخ تھیں۔ شریف کو فرمانے لگے سوار ہو جائیں کوئی آپ کو نہیں پکڑ سکے گا۔ غوری کو شریف کے غائب ہونے کا علم ہی دو دن نہ ہو سکا وہ حجاز کے علاقہ کی طرف بچ کر نکل گیا اس نے شریف کی تلاش میں لوگ بھیجے مگر کوئی بھی اس تک نہ پہنچ سکا یہ واقعات امام شعرانی نے بیان کیے ہیں۔

امام مناوی آپ کی کرامات بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں ایک مشرقی

marfat.com

مرد نے حضرت کی بیوی سے آپ کی وفات کے بعد شادی کرنا چاہی عصر کی نماز کے بعد جامع مسجد مقسم میں حضرت کی قبر اقدس کے سامنے کھڑا ہو گیا، آپ نے (مکاشفہ میں) اسے فرمایا کیا دنیا تیرے لیے تنگ ہو گئی ہے میرے بستر کے بغیر اور کوئی جگہ نہیں ملی۔ اس کے پہلو میں حربہ دے مارا وہ خوفزدہ ہو کر عالم کشف سے نکلا حربہ اس کے پہلو میں تھا اور بھونے جگر کی طرح اس کے پہلو میں ٹھنڈا ہو چکا تھا وہ اپنے علاقے کی طرف روانہ ہوا مگر راستے میں ہی مر گیا فقراء کے لگائے زخموں کی یہی کیفیت ہوتی ہے کہ نہ وہ ٹھیک ہوتے ہیں اور نہ دوائی ان پر اثر کرتی ہے کہ دراصل ان زخموں میں ولی کی رُوح کام کر رہی ہوتی ہے خبر رکھنے والے کی طرح اور کوئی اصل واقعہ بیان نہیں کر سکے گا۔

کسی حاکم نے دس گھڑے شہد ایک ہی وقت میں آپ کی خدمت میں بھیجا سب گھڑے زمین پر گر کر ٹوٹ گئے نیا شہد خریدنے کا وقت نہ تھا آپ دریائے نیل کی طرف نکلے فرمایا گھڑے لے کر میرے پیچھے آؤ۔ آپ نے سب برتن پانی سے بھر دیے لوگوں نے دیکھا کہ پانی شہد بن گیا ہے لوگوں نے اسی سے کھانے پکائے۔ آپ نے فرمایا الحمد للہ اللہ کریم نے ہمیں حاکموں کے شہد سے بچا لیا۔ حضرت شیخ محمد بن عنان ۹۲۲ھ میں ایک سو بیس سال کی عمر پا کر واصل بحق ہوئے۔ باب البحر میں جامع مقسم میں مدفون ہوئے۔ ائمہ کرام نے آپ کا جنازہ پڑھا جنازے میں سلطان طومان بای بھی شریک تھا وہ حضرت کے پائے اقدس سے کفن ہٹا کر اپنے رخسار رگڑتا رہا یہ دن مصر میں بے پناہ حاضرین کا دن تھا۔

۱۵۵۔ حضرت محمد بہاؤالدین مجذوب رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ

آپ صاحبِ مکاشفات، ولی صالح تھے۔

کشف کی وسعتیں ان کا کشف کبھی غلط نہیں ہوتا تھا جس چیز کی خبر دیتے ایسا ہی ہوتا اس کے خلاف کسی نے کوئی واقعہ نہیں بتایا۔ اگر کسی امیر کو کہہ

marfat.com

دیتے کہ ہم نے تجھے معزول کر دیا ہے تو وہ اسی دن یا اسی ہفتے معزول ہو جاتا۔ اگر کسی کو فرما دیتے کہ ہم نے تجھے والی بنا دیا ہے تو بھی ایسا ہی ہوتا۔

علامہ شعرانی فرماتے ہیں کہ میں ایک دعوت ولیمہ میں آپ کے ساتھ تھا آپ نے پانی کا گھڑا اٹھایا اور چھت کی طرف پھینک دیا ایک فقیہ بھی موجود تھا وہ کہنے لگا گھڑا ٹوٹ گیا آپ نے فرمایا آپ فقیہ صاحب جھوٹ بول رہے ہیں، گھڑا صحیح وسلامت واپس زمین پر آگیا۔ دس سالوں سے چند سال اوپر وہ فقیہ آپ سے ملا دیکھتے ہی آپ نے فرمایا جھوٹے گواہ کو خوش آمدید کہتا ہوں جس نے علم کے بغیر گھڑا ٹوٹنے کی شہادت دی تھی۔ بقول علامہ غزی آپ کی وفات ۹۲۲ھ کو ہوئی۔

۱۵۶۔ حضرت محمد رویجل رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ: آپ شیخ صالح تھے

ننگے رہنے والے مجذوب تھے مصر میں قیام تھا۔ آپ نانبائی کے تنور میں انگاروں پر سو جاتے اور انگارے آپ کو نہیں جلاتے تھے۔

علامہ شعرانیؒ نے اپنے مرشد شیخ الاسلام شہاب الدین رملیؒ سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں مجھے مصر میں خیر و فتویٰ جو بھی ملا وہ سیدی محمد رویجل کی دعا سے ملا آپ قیلولہ کے وقت میرے گھر میں تشریف لے آئے میرے سرہانے کھڑے ہو کر فرمایا تجھ پر (بند دروازے) کھل جائیں گے یہ کہہ کر میرے گھر سے نکل گئے۔

موت کا علم سلطان سلیم بن عثمان کی فوج جب مصر میں داخل ہوئی تو آپ کہنے لگ گئے کہ رویجل کا قصور کیا ہے کہ فوجوں نے اس کا سر قلم کر لیا ہے (اپنی موت کی پیشگوئی فرما رہے تھے۔) پھر حضرت سید محمد عنان کی کھڑکی کے پاس سے گزرے تو وہاں ٹھہر گئے۔ اور کہنے لگے رویجل کا کیا قصور ہے کہ فوجوں نے اس کا سر قلم کر لیا ہے پھر باب البحر کی جامع مسجد میں سے نکلے تو بولاق کے راستے

marfat.com

۹۲۲ھ میں فوجیوں نے آپ کا سر قلم کر دیا۔ بقول غزی آپ کو جزیرہ کے قبرستان میں دفن کر دیا گیا۔

۱۵۷۔ حضرت محمد بدخشی یا بلخشی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ

آپ شیخ صالح، امام عارف ربانی اور حنفی صوفی ہیں دمشق میں قیام تھا۔

علم و انداز اولیاء

خواجہ محمد قاسمؒ سے مروی ہے آپ خواجہ عبید اللہ سمرقندیؒ جیسے عارف و عالم کی اولاد میں سے تھے فرماتے ہیں میں حضرت خواجہ عبید اللہ کے مرید مولیٰ اسماعیل شروانی کی خدمت میں حاضر ہوا انہوں نے مجھے کتابوں کے مطالعہ کا شوق دلایا میں نے ان کے سامنے عدیم الفرصتی کا عذر پیش کر کے معذرت چاہی۔ میں پھر حضرت محمد بدخشی کی خدمت میں پہنچا تو فرمانے لگے آپ مولیٰ اسماعیل کے پاس گئے تھے میں نے عرض کیا جی ہاں گیا تھا فرمانے لگے انہوں نے آپ کو مطالعہ کتب کی رغبت دلائی میں نے کہا جی ہاں۔ کہنے لگے ان کی بات کی طرف توجہ نہ دینا میں نے اپنے چچا جان سے سورت عادیات تک قرآن پڑھا تھا، اب مجھے اس علم کی ذرا بھی ضرورت نہیں جس کا ذکر مولیٰ اسمٰعیل کر رہے تھے، میں مولیٰ اسمٰعیل کا حال بھی نہیں جان سکا۔ کبھی تو میں انہیں اعلیٰ علیین میں پاتا ہوں اور کبھی وہ اسفل السافلین میں ہوتے ہیں۔ خواجہ محمد قاسم فرماتے ہیں پھر میں دوبارہ مولیٰ اسماعیلؒ کی خدمت میں حاضر ہوا تو فرمانے لگے آپ حضرت محمد بدخشی کے پاس گئے تھے؟ میں نے کہا جی ہاں گیا تھا کہنے لگے انہوں نے کتابوں کے مطالعہ سے روکا تھا میں نے کہا جی ہاں۔ کہنے لگے آپ کو کتابوں کے مطالعہ سے بہت فائدہ ہوگا۔ آپ کے دادا حضرت عبید اللہؒ اپنی آخری عمر میں بیضاوی کا مطالعہ فرمایا کرتے تھے پھر مولیٰ اسماعیلؒ فرمانے لگے میری شیخ محمد بدخشی کے ساتھ عجیب کیفیت ہے جب میں ان کے ساتھ مصاحبت

marfat.com

چاہتا ہوں تو میں انہیں اپنی ذات اعلیٰ علیین میں دکھاتا ہوں اور جب ان کی صحبت ترک کرنا چاہتا ہوں تو اپنی ذات کا مشاہدہ انہیں اسفل السافلین میں کراتا ہوں۔
علامہ غزی فرماتے ہیں اللہ مولیٰ اسمٰعیل شروانی اور مولیٰ محمد بدخشی پر رحم فرمائے دونوں نے ہی خواجہ محمد قاسم کو اس بات کی نصیحت کی جو ان کی بھلائی کے بارے میں انہیں معلوم ہوئی، مولیٰ اسماعیل نے انہیں مطالعہ اور عادات اولیا اللہ کی طرف رہنمائی فرمائی۔ مولیٰ بدخشیؒ نے انہیں ذاتِ خداوندی میں محویت کا درس دیا اور ہر سبب چھوڑ کر انہیں ذاتِ خداوندی کی طرف متوجہ کیا۔ اس واقعہ میں دونوں کے کشف کی عظمتیں بھی موجود ہیں، حضرت محمد بدخشی ۹۲۳ھ میں دمشق میں فوت ہوئے اور حضرت شیخ محی الدین ابن عربیؒ کے قدموں میں کھلے میدان میں مدفون ہوئے مولیٰ اسماعیل شروانی حنفی المذہب تھے اور عقلی و نقلی علوم کے امام تھے عظیم اولیائے اُمت میں شامل ہیں حضرت عارف باللہ خواجہ عبیداللہ سمرقندی کی خدمت میں رہے اور انہی کے پاس تربیت پائی اور ان کے کامل ترین مریدوں میں شامل ہوتے جب حضرت خواجہ عبیداللہ سمرقندی کا وصال ہوا تو آپ مکہ مکرمہ چلے گئے اور اسی سر زمینِ پاک کو اپنا وطن بنا لیا۔ ان کی وفات قریباً چوراسی سال کی عمر میں ۹۲۲ھ میں ہوئی۔

۱۵۸۔ حضرت محمد فرفور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

باہوش مجذوب تھے آپ کی ڈاڑھی منڈی ہوئی تھی آپ کی لاتعداد کرامات ہیں۔

ولی اور شفائے امراض

آپ لیموں بیچا کرتے تھے ایک لیموں ایک فلس (ایک چھوٹا سکہ) میں فروخت کرتے۔ اگر کوئی بیمار آپ کا لیموں کھا لیتا تو شفایاب ہو جاتا۔ آپ کے ایک بھاتی جامع ازہر

marfat.com

کے دروازے پر مولیاں بیچا کرتے تھے ان کی مولی کا کوئی پتہ جو مریض کھا لیتا اسے بھی شفا نصیب ہو جاتی ۔

خواص کی جماعت میں سے ایک آدمی نے پانی پیا اس کے گلے میں جونک چمٹ گئی وہ بڑی ہو گئی اور حلق بند ہونے لگا خواص نے اسے فرمایا اس بزرگ کی مولی کا ایک پتا لے کر کھا لے جو اذہر شریف کے دروازے پر مولیاں بیچتا ہے۔ اس نے پتا لے کر کھایا تو جونک فوراً گر گئی بقول مناوی حضرت محمد فرفور ۹۲۴ھ میں وصال فرما گئے ۔

۱۵۹ ۔ حضرت محمد خراسانی نجم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ :-

آپ باعمل عالم تھے۔ تکلف نام کی کوئی چیز آپ میں موجود نہ تھی۔ وعظ و نصیحت میں بڑی لطافت تھی آپ کا خطاب سنگ دلی کو نرم دلی میں تبدیل کر دیتا۔ آپ کے خرقہ کی سند (سند ولایت) حلب میں مقیم حضرت نجم الدین بکری سے ملتی ہے ۔

دلوں کے بھید نہ چھپ سکے

ابن حنبلی نے ذکر کیا ہے کہ شیخ جلال الدین نصیبیؒ اور شیخ جبریل کردیؒ نے آپ کی مخالفت کی جب آپ حلب آئے کیونکہ ایک تو لگاتار آپ سماع فرماتے اور پھر جوانی کا دور بھی تھا پہلے جلال الدین سے کہا تھا انکے پاس بیٹھنے میں کوئی حرج نہیں اگر ایسا نہیں تو انکار کی ضرورت نہیں ہے جب وہ آپ کے پاس آتے تو جی میں کہنے لگے اگر شیخ ولی ہے تو وہ ہمیں آج روٹی، دودھ اور شہد کھلائے گا اور مجھ سے دو مسئلے پوچھے گا ۔

جس طرح انہوں نے خیال کیا تھا ایسا ہی ہوا کھانا بھی وہی ملا اور دو مسئلے بھی حضرت نے پوچھے) دوسرے (شیخ جبریل کردیؒ) نے آکر ایک دن آپ کا دروازہ کھٹکھٹایا جب وہ اندر آئے تو حضرت نے انہیں گلے لگایا۔ حضرت کو کہنے لگے میں آپ کی غیبت کرتا رہا ہوں آپ اس غیبت کو معاف کر کے مجھے اس مخمصے سے نکالیں۔ میں نے

marfat.com

خواب میں اپنے آپ کو غار میں موجود پایا آپ وہاں آگئے اور مجھے فرمایا اپنا منہ کھول دیجئے آپ نے میرے منہ میں کوئی چیز ڈال دی جسے میں نہ نگل سکا اور نہ ہی اگل سکا مجھے یاد آیا کہ میں آپ کی غیبت کرتا رہا ہوں میں نے خواب میں توبہ کی۔ توبہ کے بعد مجھے محسوس ہوا کہ جو آپ نے میرے منہ میں ڈالا تھا وہ چینی تھی میں نے اب اسے نگل لیا۔ آپ نے مجھے پکڑا اور صحرا سے نکال دیا۔ جب انہوں نے واقعہ سنا دیا تو حضرت نے ان کی غیبت فرما دی۔

یہ واقعہ بھی ابن حنبلیؒ نے حضرت شیخ الشیوخ موفق بن ابی ذرؒ سے نقل کیا ہے کہ ایک دن حضرت موفق نیند اور بیداری کی درمیانی حالت میں تھے کہ ایک پرندہ دیکھا جو آپ کے گھر کے مکان پر ٹھہرا اور ساعت کے لیے بڑے اضطراب میں رہا فرماتے ہیں میں خوفزدہ ہو کر جاگ گیا اور سر پر کپڑا کر لیا۔ اتنے میں ہاتف کی آواز آئی یہ تو شیخ خراسانی (محمدؒ) کی روح تھی۔ ابھی چند دن ہی گزرے تھے کہ حضرت شیخ خراسانی ۹۲۵ھ میں ذوالحجہ کے مہینے میں وصال فرما گئے۔ آپ کے دفن کے دن فرشتے بھی موجود تھے۔ شہر حلب کے باب الفرج کے باہر امیر یونس عادلی نے آپ کے مزار پر عمارت تعمیر کرا دی۔

۱۶۰۔ **حضرت محمد شربینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ:** آپ شیخ صالح اور باکشف ولی تھے مصر کے مشرقی صوبوں میں فقراء کے گروہ کے آپ مرشد تھے ائمہ اصفیاء اور اکابر اولیائے اُمت سے ایک ہیں آپ احوال و مکاشفات والے حضرات میں سے ایک تھے۔ دنیا کے ہر حصے کے متعلق یوں گفتگو فرماتے گویا آپ وہاں پہلے ہیں

عزرائیل بھی بات مانتے ہیں: امام شعرانیؒ فرماتے ہیں جب آپ کا لڑکا احمد شدتِ مرض سے کمزور ہو گیا اور موت کے

marfat.com

دروازے پر پہنچا اور حضرت عزرائیل اس کی روح قبض کرنے آگئے تو حضرت نے انہیں فرمایا آپ واپس جاکر اللہ کریم سے پوچھ لیں اس کی موت کا معاملہ منسوخ ہو گیا ہے حضرت عزرائیل واپس تشریف لے گئے تو راحمد اس بیماری کے بعد تیس سال تک زندہ رہا۔

ولی حاجت روائی کرتا ہے آپ فضا سے ہر ضرورت کی چیز پکڑ کر گھر والوں کو عطا فرما دیا کرتے تھے خواہ وہ چیز گھر کی ضرورت کی ہوتی یا کسی اور ضرورت کی۔ امام شعرانی فرماتے ہیں کہ سلطان مراکش کی لڑکی سے آپ کی اولاد مغرب میں رہتی ہے آپ کی کچھ اولاد عجم میں تھی کچھ علاقہ نہد میں اور کچھ ملک تکرور میں تھی۔ ایک ہی وقت میں ان سب علاقوں میں اپنی اولاد کے پاس جاتے ان کی ضرورتیں پوری فرماتے اور سب علاقوں کے لوگ خیال کرتے کہ آپ ان کے پاس مقیم ہیں۔ ان صورتوں میں تبدیلی اور ان شکلوں میں تصرف کی وجہ سے بعض دفعہ فقہاء حضرات اعتراض کرتے کہ آپ نے جمعہ نہیں پڑھا ہے لیکن فقہاء ہی دیکھتے کہ وہ جمعہ کہ مشرف میں پڑھ رہے ہیں

لاٹھی انسان بنتی ہے آپ کے صاحبزادے حضرت احمد فرماتے ہیں کہ حضرت اپنی لاٹھی کو حکم دیا کرتے تھے کہ ایک بہادر انسان کی شکل دھار لے۔ وہ اسی وقت انسانی شکل میں آجاتی آپ اسے حاجتیں پورا کرنے کے لیے بھیج دیتے اس کے بعد وہ پھر لاٹھی بن جاتی۔

مدد کے لیے ولی آجاتا ہے حضرت سیدی محمد بن ابی الحمائل کہتے ہیں میرا ایک فقیر شربینی کے پاس بھاگ گیا پھر واپس آیا تو میں نے پوچھا تو کہاں تھا؟ کہنے لگا حضرت شربینی کے پاس گیا تھا، میں نے اسے کہا میں تجھے پیٹوں گا دیکھتا ہوں بھلا تیری چیخ و پکار پر شربینی آتے ہیں، میں نے اسے

marfat.com

مارنا چاہا تو دفعۃً شیخ بینی اس کے سرہانے کھڑے ہو کر فرمانے لگے میں سفارش کرتا ہوں
میں نے فقیر کو چھوڑ دیا تو حضرت غائب ہو گئے۔

دریا کوزے میں بند کر دیا

جب آپ دریا عبور کرنا چاہتے تو دریا عبور کرانے والا ملاح کہتا کرایہ دیجئے، حضرت فرماتے اے فقیر! ہمیں اللہ تعالیٰ کے لیے دریا عبور کرا دے وہ آپ کو عبور کرا دیتے ایک دن ملاح نے انکار کر دیا اور کہا اپنے گدھے کے ساتھ آپ نے ہمیں خراب کر دیا ہے۔ حضرت نے فرمایا، ہا۔ اللہ۔ کوزہ نیچے جھکایا اور دریا کا سارا پانی اس میں ڈال لیا۔ ساری کشتی، زمین پر کھڑی ہو گئی۔ ملاح نے استغفار پڑھی اور توبہ کی آپ نے کوزے کا پانی دریا میں ڈال دیا اور دریا میں پہلے کی طرح پانی آ گیا۔

آپ کو اگر مہمان کے لیے یا گھر کے لیے شہد، دودھ یا تلوں کے تیل وغیرہ کی ضرورت ہوتی تو آپ نقیب کو فرماتے یہ کوزہ لے اور اسے دریا کے پانی سے بھر دے وہ بھر دیتا تو پانی حضرت کی خواہش کے مطابق شہد، دودھ یا کسی اور چیز میں تبدیل ہو جاتا۔

پھر خطیب مان گیا

مکہ مکرمہ کے ایک خطیب حضرت کے مخالف تھے وہ ایک دن منبر پر خطبہ دے رہے تھے کہ وضو ٹوٹ گیا یا انہیں یاد آ گیا کہ انہیں بدخوابی ہوئی تھی اور پھر انہوں نے غسل نہیں کیا تھا حضرت شیخ بھی مجمع میں موجود تھے شیخ نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا خطیب نے حضرت کی آستین کو گلیوں کی طرح کھلا پایا اس میں داخل ہو گیا اسے وہاں طہارت گاہ اور پانی مل گیا۔ طہارت کر کے حضرت کی آستین سے باہر نکلا اب حضرت خطیب انکار بھول چکے تھے اور معتقد ہو گئے۔

آپ نے ابن عثمان کی مصر میں آمد کی خبر دو سال پہلے دے دی فرماتے تھے ڈاڑھی منڈے آ گئے لوگ ہنستے تھے کہ ایسا ممکن نہیں اس لیے کہ مصر کے حاکم جراکستہ کا اقتدار

marfat.com

بہت مضبوط تھا۔

آپ اکثر اپنی جماعت کو فرماتے اللہ کے بندوں میں سے ایک آٹھ صفر ۹۲۷ھ کو مر جائے گا جو بھی اس کے غسل کے پانی کو لے کر شیشی میں محفوظ کر لے گا اور ابرص، کوڑھی نابینا یا مریض کو لگائے وہ مرض اور نابینا پن سے نجات پا جائے گا لوگ یہ نہ جان سکے کہ حضرت اپنی موت کی اطلاع دے رہے ہیں لوگوں کو وفات کے دن پتہ چلا کہ حضور اپنی ذات کو مراد لے رہے تھے آپ کے غسل کے پانی کا کوئی قطرہ زمین پر نہ گرا حالانکہ چالیس گھڑے پانی آپ کے غسل کے لیے استعمال کیا گیا۔ لوگ کہتے تھے کہ رجال الغیب بھی آپ کے غسل کے پانی سے چلو بھر رہے تھے۔ آپ کی اطلاع کے مطابق آپ کی وفات آٹھ صفر ۹۲۷ھ کو ہوئی اور بقول علامہ غزی اپنی خانقاہ واقعہ شربین میں مدفون ہوئے۔

۱۶۱۔ حضرت محمد بن عبد الرحیم منیر بعلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ،

امام شعرانیؒ اُن کی ایک کرامت یہ بتاتے ہیں کہ جب ان کی وفات کا وقت قریب تھا اور بیماری غالب تھی تو میں نے برادر گرامی ابو العباس حریثی اور برادرِ محترم ابو العباس غمری کو سب واقعہ بتایا وہ کہنے لگے ہم عیادت کرنے کے لیے ان کے پاس سفر کر کے جائیں گے ہم سب نے طے کیا کہ جو کوئی وقت طلوع فجر کے پہلے پہل آ گیا وہ باب النصر میں دوسروں کا انتظار کرے گا میں جب وہاں گیا تو مجھے دربان نے کہا کہ ایک گروہ یہاں ٹھہرا ایک ساعت انتظار کیا پھر خانقاہ کے راستے پر چل دیا۔ مجھے گمان گزرا کہ وہ شیخ ابو العباس غمری ہوں گے جو چلے گئے ہیں میں ان کے پیچھے ہو لیا میرے ساتھ ایک اور فقیر چل پڑا جو شکل و صورت سے یمنی دکھائی دیتا تھا اس نے کہا کہاں کا ارادہ ہے؛ میں نے جواب دیا حضرت منیرؒ کی خدمت میں جا رہا ہوں اس نے جواب دیا میں

marfat.com

بھی وہاں ہی جا رہا ہوں میں ایک لنگڑے گدھے پر سوار تھا، سردیوں کے دن تھے اور یہ دن سب دنوں سے چھوٹا دن تھا دسمبر کی اکیس تاریخ ہو گی) سورج زیادہ بلند نہیں ہوا تھا کہ ہم حضرت محمد منیر کی خدمت میں پہنچ گئے میں ان کے پاس حاضر ہوا تو انہیں موت کے سامنے پایا تین دنوں سے وہ بولے نہیں تھے مجھے دیکھ کر فرمایا آپ کون ہیں؟ میں نے کہا حضرت! میں عبدالوہاب ہوں۔ فرمایا میرے بھائی! آپ نے مصر سے آنے کی تکلیف کی؟ میں نے جواباً عرض کیا حضور! مجھے کوئی تکلیف نہیں ہوئی مجھے تو خیر و برکت ہی ملی۔ بجھے بہت سی دعائیں دیں ایک یہ بھی تھی "میں اللہ سے سوال کرتا ہوں کہ وہ ذات پاک دنیا اور آخرت میں آپ کو ستر جمیل سے ڈھانپ لے" میں نے ظہر کے بعد اجازت چاہی الوداع کہی اور عصر کے بعد تک خانقاہ میں ٹھہرا، پھر سیدی ابوالعباس وہاں آئے انہوں نے سمجھا کہ میں ابھی تک شیخ منیرؒ کی خدمت میں حاضر نہیں ہوا۔ فرمانے لگے چلو سوار ہو جاؤ میں نے جواب دیا کہ میں حضرت کی خدمت میں جا کر سلام عرض کر آیا ہوں آپ کو نشانی بھی بتا دیتا ہوں کہ ان کے سر کے نیچے سرخ رنگ سے رنگا ہوا سرہانہ پڑا ہوا ہے۔ یہ حضرت شیخ محمد منیرؒ کی کرامت ہے کیونکہ مصر سے کافی فاصلہ ہے اور مسافر عادت کے مطابق وہاں دن کے آخری حصے میں ہی پہنچ سکتا ہے) اور ہم سورج چڑھے ہی پہنچ گئے۔)

امام مناویؒ فرماتے ہیں حضرت منیرؒ ان لوگوں میں شامل تھے جن کی دعا گنہگار حاجیوں کے حق میں عرفات میں قبول ہوتی ہے، آپ ضرر پہنچانے والوں کو جلدی ہلاک کر دیتے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ آپ کو امام نوویؒ کی کتاب الروضۃ یاد تھی، آپ روزانہ اپنی خانقاہ سے قاہرہ تشریف لاتے اور ابن امام الکاملیۃ کے درس میں شمولیت فرما کر اسی دن اپنی خانقاہ میں واپس تشریف لے جاتے حالانکہ آپ کی خانقاہ اور قاہرہ میں بہت زیادہ فاصلہ تھا۔

marfat.com

علامہ غزی فرماتے ہیں کہ حضرت منیر مسلکاً شافعی تھے آپ نے ۶۰ حج کیے تھے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں قیام کے دوران صرف تین کھجوریں تناول فرماتے تھے ایسا نہ ہو کہ زیادہ کھانے سے ان مقدس مقامات پر رفع حاجت کی زیادہ ضرورت پیش آئے۔

غزی ہی فرماتے ہیں کہ ہمارے مرشد شیخ شہاب عبشاری نے اپنے والد گرامی حضرت شیخ یونس کے حوالے سے کئی دفعہ بیان فرمایا کہ حضرت منیرؒ کی صاحبزادی نے یہ واقعہ بیان کیا اور یہ صاحبزادی راست گفتار تھیں سچ ان کی عادت تھی۔ کہتی ہیں ان کے والد مکرم نے شیخ عارف سیدی محمد بن عراق کی طرف حجاز مقدس میں لپٹا ہوا مردانہ کپڑا بھیجا جب کپڑا انہیں ملا تو انہوں نے فرمایا لا الہ الا اللہ حضرت شیخ شمس الدین محمد نے ہمارے پاس کفن بھیج دیا ہے۔ پھر انہوں نے ان کے پاس بڑی بڑی یسر درخت کی گٹھلیاں بھیجیں جب گٹھلیاں حضرت شیخ محمد ابن عراق کے پاس پہنچیں وہ حیران ہوئے اور کہنے لگے جتنی کھجوریں ہیں اتنے سال ہماری زندگی کے باقی ہیں حضرت محمد منیر ۹۳۱ھ میں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ہم آغوش ہوئے اور بلبیس کی طرف اپنی خانقاہ میں مدفون ہوئے۔

۱۶۲۔ **حضرت محمد مروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ:** آپ ابن ابی الحمائل کی کنیت سے مشہور ہیں آپ عارفوں کے استاد اور مقرب اولیاء اللہ کے امام ہیں حضرت شناوی وغیرہ جیسے علماء نے آپ سے اکتساب فیض کیا ہے۔

فضائیں بھی تصرف میں ہیں امام شعرانی ان کی زبانی یہ واقعہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دن جامع فارسکور کے مینارے میں تھا کہ اڑنے والے اولیاء اللہ کی ایک جماعت میرے پاس سے گزری انہوں

marfat.com

نے مجھے مکہ مکرمہ چلنے کی دعوت دی میں بھی ان کے ساتھ اڑنے لگ گیا، مجھے اپنے اس حال پر ناز سا محسوس ہوا تو میں دمیاط کے دریا میں فضا سے گر پڑا اگر میں کنارے کے قریب نہ گرتا تو ڈوب جاتا میرے ساتھی مجھے وہاں چھوڑ کر خود مکہ مکرمہ چلے گئے۔

مجلسِ ذکر میں جب حال کی شدت آپ پر طاری ہوتی تو آپ اُٹھ کر کھڑے ہو جاتے اپنے دونوں پاؤں پکڑ کر انہیں دیوار سے مارنے لگ جاتے۔

ساری زبانیں اپنی ہیں

امام شعرانی فرماتے ہیں مجھے شیخ یوسف حریثیؒ نے بتایا کہ میں نے جامع فارسکور میں حضرت شیخ محمد سرویؒ کو حال کی کیفیت میں دیکھا۔ آپ عربی کے علاوہ دیگر زبانوں عجمی، ہندی اور نوبہ وغیرہ میں کلام فرمارہے تھے آپ بسا اوقات پوری پوری رات حرف قاق قاق فرماتے گزار دیتے۔ زور سے بولتے اور ایسے لوگوں سے خطاب فرماتے جو نظر نہ آتے، غلبہ حال میں آپ جو کچھ فرمادیتے پورا ہوتا۔

آپ مصر تشریف لائے تو زاویہ حمرا میں قیام فرمایا پھر حضرت ابراہیم مواہبی کی خانقاہ میں تشریف لے گئے وہاں ہی وصال ہوا۔

ایک امیر آپ کو اپنے گھر لے گیا اور اپنی نشست پر آپ کو بٹھایا آپ نے چھت کی طرف دیکھ کر فرمایا یہ چھت تو ہمارے آستانہ کے لیے مناسب ہے اس وقت تک آپ نے ابھی آستانہ کی تعمیر نہیں کرائی تھی، جب آستانہ کی تعمیر کرائی تو چھت خریدنے کے لیے کسی آدمی کو بھیجا اس نے دیکھا کہ بالکل وہی چھت بازار میں بکی جا رہی ہے اس نے وہ خرید لی آپ کے آستانہ کی اب وہی چھت ہے۔

آپ فرمایا کرتے تھے جب فقیر پر حال غالب ہوتا ہے اور وہ دنیا سے بے خبر ہو جاتا ہے تو شیر کی طرح ہو جاتا ہے جب وہ بے خودی میں ہوتا ہے تو اس کیفیت میں جسے وہ سامنے پاتا ہے توڑ کر رکھ دیتا ہے خواہ وہ بیٹا ہو یا کوئی دوست۔

marfat.com

آپ اپنے مریدوں کے لیے شاذلی وظائف کا پڑھنا ناپسند فرماتے تھے اور فرمایا کرتے کہ یہ ٓلٓہ اِلاّ اللہ جیسی دلوں کو روشن کرنے والی کوئی چیز نہیں ہے کہتے تھے ہم نے کوئی مرید نہیں دیکھا جو وظائف شاذلیہ پڑھ کر عظیم المرتبت مردانِ حق کے مقامات تک پہنچا ہو۔

جانور حکم مانتے ہیں ایک شہر کے لوگوں نے خربوز کے کھیتوں میں بکثرت چوہے ہونے کی شکائت کی آپ نے ایک آدمی سے کہا کھیت میں جاکر اعلان کرو کہ محمد بن ابی الحمائل نے تمہیں حکم دیا ہے کہ واپس چلے جاؤ، پھر کوئی چوہا اس اعلان کے بعد وہاں نہ رہا۔ آپ کے اپنے علاقے کے لوگوں نے جب یہ بات سُنی تو آپ سے ایسی ہی درخواست کی آپ نے فرمایا اصل بات تو اجازت ہے اور آپ نے پھر عمل نہ دہرایا۔ آپ ہوا میں اڑتے اور ساتھ پانی کے مشکے بھی اٹھا لیتے اور سامنے پانی پر چلتے جاتے حتیٰ کہ دور نظروں سے اُوجھل ہو جاتے۔ پھر واپس تشریف لاتے تو آپ کے ہاتھ خون سے بھرے ہوتے فرماتے ہم ایک ایسے شخص کی طرف متوجہ تھے جو سمندر میں قیدی بنا لیا گیا تھا، کافروں کا ایک گروہ قتل کر کے ہم نے اسے نجات دلائی ہے۔ آپ ۹۳۲ھ میں مصر میں فوت ہوئے اور اپنے آستانہ میں دو دیواروں کے درمیان دفن ہوئے۔

۱۶۳۔ حضرت محمد شناوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ عظیم المرتبت عارفوں میں سے ایک ہیں اور کامل و مکمل مرشدوں کے آئمہ میں سے ہیں، امام شعرانیؒ نے آپ کی یہ کرامت بیان کی ہے کہ آپ نے وہ جو خراب کر دیئے جو ابن یوسف کے علاقہ میں تھے کیونکہ ان سے بیشمار لوگ مر رہے تھے، ابن یوسف سرکش اور ظالم انسان تھا اس علاقہ میں لگاتار حاکم رہا تھا یہی جو وہ سب فوج اور حکومت سے متعلق آدمیوں

marfat.com

کو استعمال کرتا کوئی آدمی اس کے سامنے نہیں آسکتا تھا وہ جبراً سب علاقوں سے لوگوں کو پکڑ لیتا اور پھر وہ پیاس سے مر جاتے، فقیروں اور مسکینوں پر رحم کرتے ہوئے سیدی محمد شناوی اس کے مقابل آگئے آپ اپنے شاگردوں اور ساتھیوں کو اکٹھا فرما لیتے آپ بیٹھ جاتے اور جو میں تبدیلی پیدا کر دیتے۔ فرماتے ہیں میں فقیروں کو آزاد کر رہا ہوں تاکہ وہ مر نہ جائیں۔ ابن یوسف دل ہی دل میں ان کے خلاف دشمنی رکھے ہوئے تھا اور اس کا خیال تھا کہ وہ علاقہ میں اس کی عادت تبدیل کر رہے ہیں وہ آپ کے پاس زہر ملا کھانا لے آیا حضرت شیخ اور آپ کی جماعت کے پاس رکھ دیا جب آپ کھانے کے لیے اپنے ساتھیوں سمیت بیٹھے تاکہ کھانا کھالیں تو حضرت کی برکت سے وہ کھانا کیڑے بن گیا۔

میں نے جب سیدی محمد بن ابی الحمائل (شناوی کے مرشد) رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خانقاہ میں آپ کو الوداع کہی تو فرمانے لگے یہ آخری ملاقات نہیں ہے ایک دفعہ پھر ملاقات ہو گئی جب آپ موت والی بیماری میں مبتلا ہوئے تو مجھے ایک آنے والے نے آپ کی بیماری کی اطلاع دی اور مجھے کہا کہ محلہ روح میں تشریف لے جائیں۔ (حضرت وہاں ہیں) میں اپنے آپ کو وہاں جانے سے روک نہ سکا اس لیے جانا چاہتا تھا تاکہ آپ کی اس بات کی تصدیق کر سکوں کہ ایک دفعہ پھر ملاقات ہو گی میں جب آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ موت کی گرفت میں تھے آپ نے آنکھیں کھول دیں اور فرمایا میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ لمحہ بھر آپ کو اپنی نظر اقدس اور رعایت شریفہ سے دور نہ رکھے، اور اپنے سامنے آپ کو اپنے پردے میں رکھے" پھر آپ اسی رات وفات فرما گئے، شعرانی ؒ نے طبقات میں یہ واقعہ بیان کیا ہے شعرانی ؒ نے اپنی کتاب المنن میں ذکر فرمایا ہے کہ ریف سے قریباً حضرت کے پچاس مہمان آئے جب جامع ازہر کے مجاوروں نے یہ بات سنی تو وہ بھی آگئے۔

marfat.com

اور حضرت محمد سروی کا آستانہ بھر گیا حضرت سروی حضرت شناوی کے مرشد تھے گلیوں میں لوگوں کے لیے چٹائیاں بچھا دی گئیں اور سب گلیاں بھر گئیں، پھر اپنے شیخ کے نقیب سے پوچھا کیا تمہارے پاس کوئی پکا ہوا کھانا ہے؟ اس نے جواب دیا جی ہاں پکا ہوا کھانا یا میں خود ہوں یا میری بیوی ہے آپ نے فرمایا میرے واپس آنے تک کوئی کھانا نہ ڈالنا، پھر حضرت نے چھوٹی سی ہنڈیا اپنی چادر سے ڈھانپ دی اور کھانا ڈالنا شروع کیا۔ پھر وہی کھانا آستانہ والوں اور گلیوں میں سب بیٹھنے والوں کو کافی ہو رہا، امام شعرانیؒ فرماتے ہیں یہ واقعہ میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

امام غزیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت محمد شناوی کا حضرت سیدی احمد بدویؒ پر پختہ اعتقاد تھا اور ان سے مکمل نسبت تھی اکثر آپ ان سے بات کرتے اور وہ قبر کے اندر سے جواب دیتے۔

شعرانی کہتے ہیں میں نے ایک دفعہ آپ کو سیدی احمد سے باتیں کرتے خود سُنا اور حضرت احمد قبر سے انہیں جواب دے رہے تھے۔ طبقاتِ وسطی میں شعرانی نے ذکر کیا ہے کہ میں نے آپ کو مصر میں کسی کام کے سلسلہ میں حضرت احمد بدوی سے مشورہ کرتے دیکھا، حضرت شیخ احمد قبر کے اندر سے جواب دے رہے تھے، مصر کی طرف سفر کیجیے اور اللہ پر بھروسہ رکھیے۔ آپ کی وفات سنہ ۹۳۲ھ میں ہوئی اپنی خانقاہ واقعہ محلہ روح میں دفن ہوئے آپ کی قبر ظاہر ہے جہاں لوگ زیارت کے لیے جاتے ہیں۔

۱۶۴۔ حضرت محمد بن عراق دمشقی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ:

آپ شیخ، امام، عارفِ ذات حق ہیں، آپ کی ولایت اور جلالتِ شان کے تسلیم کرنے پر سب لوگوں کو اتفاق ہے، آپ مدینہ منورہ میں مقیم ہو گئے تھے۔ سیدی علی بن میمونؒ کے عظیم المرتبت ساتھیوں میں سے ہیں۔ حضرت علی بن میمونؒ کے پاس

marfat.com

آنے سے پہلے فوجی گروہ سے متعلق تھے امرائے جراکسہ کی اولاد سے ہیں۔ آپ کے پاس بہت مال تھا اور بڑے صاحبِ شان و شکوہ تھے۔ یہ سب چھوڑ چھاڑ کر حضرت شیخ علی بن میمونؒ کا ہاتھ پکڑا اور بہت ریاضت کی اور عظیم المرتبت عارفوں کے اکابر میں شامل ہو گئے۔ بیروت میں قیام رہا، بیروت میں آپ کی زمینیں تھیں اور مال و متاع تھا۔

ابن حنبلیؒ نے جناب عیسٰی صفویؒ کے ترجمہ میں ذکر کیا ہے کہ انہیں حضرت محمد بن عراق سے والہانہ عقیدت تھی جب حضرت محمد کا مکہ مکرمہ میں وصال ہو گیا تو لوگ انہیں غسل دینے کے لیے یوں اکٹھے ہوئے کہ ہلاک ہونے لگ گئے عیسٰی صفوی کہتے ہیں میرے جی میں خیال آیا کہ مجھے بھی اس کام میں ہاتھ بٹانا چاہیئے۔ پھر اچانک ایک آدمی نے میرا نام لے کر پکارا کہ آؤ حضرت کے غسل کے مقام پر پہنچو، میں آگے بڑھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ وہ آدمی میری طرف برتن پانی والا بڑھا رہا ہے اور مجھے کہہ رہا ہے کہ میں ان کے وجود پر پانی بہا دوں۔ میں نے ایسا ہی کیا۔ جب لوگوں نے ان کی چارپائی اٹھائی تو بیحد رش تھا میں نے بھی چارپائی اٹھانی چاہی لیکن وہاں تک نہ پہنچ سکا۔ میں باب السلام کے پاس کندھا اس کے پہلو سے لگا کر کھڑا ہو گیا جنازہ میرے سامنے آگیا ایک یمنی آدمی نے کندھا دے رکھا تھا میں اسے بھی نہیں پہچانتا تھا اور نہ ہی اس کو جانتا تھا جو اس سے آگے تھا۔ مجھے اس شخص نے کہا آپ جنازہ کو کندھا دیں اور میں نے کندھا دے دیا۔ آپ کی وفات ۹۳۲ھ میں مکہ مکرمہ میں ہوئی۔ جنت المعلٰی کے دروازے میں دفن ہوئے آپ کی عمر شریف چون سال تھی۔

لبنان کے پہاڑ میں مجدل معوش نامی گاؤں آپ کی ملکیت میں تھا۔ وہاں ہی آپ کے مرشد حضرت علی بن میمونؒ فوت ہو کر مدفون ہوئے تھے ان کی قبر آج تک وہاں مشہور ہے اگرچہ وہاں اب دروزا اور نصرانی رہتے ہیں اور پوری آبادی میں کوئی مسلمان نہیں ہے۔ حضرت علی بن میمون کی خدمت میں آپ سب سے پہلے حضرت

marfat.com

یحیٰی علیہ السلام کی مسجد کے سامنے آستانہ عمرام میں حاضر ہوئے تھے یہ آستانہ آج یعنے ۱۳۴۴ھ تک آباد ہے[1]۔

۱۶۵۔ حضرت محمد بن محمد رضی الدین ابو الفضل غزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ غزی الاصل ہیں، ولادت دمشق میں ہوئی۔ عالم اور عامل تھے، قرشی شافعی ہیں۔ الکواکب السائرہ نامی کتاب کے مصنف حضرت نجم الدین غزیؒ کے دادا ہیں علماء اور صوفیہ کے اکابر آئمہ میں آپ کا شمار ہوتا ہے اس سے بڑھ کر اور کیا عظمت ہو کہ قطب الزماں امام ابو الحسن بکری مصری آپ کے شاگرد اور مرید ہیں۔ آپ کے پوتے نجم الدین نے اپنے باپ بدر الدین غزی سے نقل کیا ہے کہ امام بدر الدین فرماتے ہیں کہ میں نے والد ماجد محمد رضی الدین کی وفات سے کچھ دن پہلے سرکار مدینہ سرور سینہ علیہ السلام کو خواب میں دیکھا حضور کریم علیہ التسلیم کے ساتھ صحابہ کرام کی ایک جماعت تھی آپ فرمارہے تھے ہم تیرے باپ کی تجہیز و تکفین کے لیے آئے ہیں۔ باپ نے بھی اس مکاشفے کا ذکر فرمادیا آپ کی وفات ۹۳۵ھ میں ہوئی اور شیخ ارسلان کے مقبرہ میں دفن ہوئے۔ علامہ نجم الدین کہتے ہیں آپ کی لاتعداد کرامات اور مکاشفات ہیں ان میں سے کچھ ہم نے بلغتہ الواجد میں ذکر کی ہیں۔

۱۶۶۔ حضرت محمد مجذوب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ جامع حمرادی کی حویلی میں مدفون ہیں یہ حضرت امام شافعیؒ کے روضہ کے قریب جگہ ہے، ایک فقیر آپ کے پاس آیا اور باتوں میں آپ پر غالب آنا چاہا آپ نے فرمایا جا جا اٹھ جا تجھے تو تنور پر پڑوسی کی عورت نے چپ کرادی تھی آج مجھ پر غالب آنے آگیا ہے۔ وہ فقیر کہنے لگا یہ واقعہ ستاون سال پہلے دمیاط میں مجھ کو پیش آیا تھا۔

---

[1] یہ آخری فقرہ بطور شہادت امام نبہانی نے درج فرمایا ہے

marfat.com

کہا کرتے تھے اگر مصر کے حکام سے متعلق کوئی کام کرنا ہو تو اصحابِ دولت سے مشورہ لے لیجئے۔ کیونکہ آپ کے دل میں ان کا ادب ہے ان کے مشورہ سے جو چاہیں کر گزریں کیونکہ یہ لوگ والیوں اور حکام سے بے ادبی سے پیش نہیں آتے۔ بقول حضرت خواصؒ حضرت شربینیؒ کے بعد آپ کو بحرِ ہند عبور کرنے کی کرامت ملی تھی۔ آپ سن نو سو چالیس سے کچھ اوپر گزرنے کے بعد وصال فرما گئے (بحوالہ امام مناویؒ)

۱۶۷۔ حضرت محمد بن حنبل شمس الدین صمادی دمشقی قادری رحمۃ اللہ علیہ

آپ ولی اللہ اور عارفِ ربانی تھے۔ آپ شام میں صمادی گروہ کے مُرشد ہیں آپ عظیم المرتبت مردِ خدا تھے، دورانِ ذکر آپ سے خارقِ عادت باتوں کا صدور ہوتا۔

علامہ غزی کہتے ہیں کہ آپ کا اور آپ کے آباؤ اجداد کا معاملہ اس لیے بہت مشہور رہا کہ شدتِ ذکر اور ذکر کرنے والوں کی بے خودی کے وقت یہ لوگ طبل بجایا کرتے تھے، اس بات کو ایک گروہ نے ناپسند کیا اور شیخ الاسلام شمس الدین بن حامد صفدی اور شیخ الاسلام تقی الدین بن قاضی عجلون سے اس کے بارے میں فتویٰ مانگا دونوں حضرات نے حاجیوں کے طبل اور جنگ کے طبل پر قیاس کر کے اسے مباح قرار دے دیا۔ پھر یہی فتویٰ شیخ الاسلام والد مکرم (علامہ غزی کے والد) سے پوچھا گیا انہوں نے بھی اس کے مباح ہونے کا فتویٰ دیا آپ نے سوال کے جواب میں تفصیل سے پختہ دلائل کا ذکر فرمایا۔

طبل خود بجنے لگا

غزی کہتے ہیں کہ صاحبِ ترجمہ (حضرت محمد صمادیؒ) کے آبا میں سے کسی ایک کا قصہ مشہور ہے کہ صمادی حضرات کا ایک گروہ اپنے شیخ کے حلقے میں طبل بجا رہے تھے جمعہ کا دن تھا اور ابھی نمازِ جمعہ ختم

marfat.com

ہوئی تھی ایک دن جمعہ کو ایسا اتفاق ہوا کہ ایک حاکم نے انہیں شدت سے روکا اور طبل مسجد سے باہر نکلوا دیئے طبل اٹھا ہوا آگیا اور اس کے سامنے خوب بجنے لگا مگر نہ تو اسے اٹھانے والا نظر آرہا تھا اور نہ ہی کوئی طبل بجانے والا تھا۔ اب یہ طبل ہمیشہ مسجد میں رہا باب البرید میں پڑا رہتا تھا پھر باب جیرون کے کسی ستون کے ساتھ مسجد کے اندر ٹکرا کر ٹوٹ گیا آپ ۹۴۸ھ میں دمشق میں فوت ہوئے اور اپنی خانقاہ کے ہال میں مدفون ہوئے۔

۱۶۸۔ حضرت محمد بن بہاء الدین بن لطف اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ شیخ، امام، علامہ، محقق، صوفی، حنفی بہاء الدین زادہ کے نام سے مشہور ہیں، روم کے موالی سے ہیں، قسطنطنیہ میں مقیم ہو گئے تھے، نیکی کا حکم دیتے تھے اور بدی سے روکتے تھے راہِ خدا میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کو پرکاہ جتنی وقعت بھی نہ دیتے تھے۔

حضور علیہ السلام نے تاج بھیجا

آپ کا ایک مکاشفہ الشقائق کے مصنف نے اپنی ذات کے متعلق بیان کیا ہے وہ جب مدرس تھے تو خواب میں انہوں رات کے تیسرے آخری حصے میں حضور کریم علیہ التسلیم کے متعلق دیکھا کہ آپ نے مدینہ منورہ سے انہیں ہدیۃً تاج بھیجا ہے جب صبح ہوئی تو صاحب ترجمہ (حضرت بہاء الدین زادہ) کی طرف سے ان کے پاس ایک آدمی آیا جو پہلے کبھی نہیں آیا تھا۔ وہ آکر کہنے لگا حضرت کا ارشاد ہے کہ جو آپ نے دیکھا ہے اس کی تعبیر یہ ہے کہ آپ جلدی قاضی بننے والے ہیں۔ کافی عرصہ کے بعد الشقائق کے مصنف آپ کو ملے خواب بیان کیا اور وہ تعبیر بھی جو آپ کو بتائی گئی تھی۔ آپ نے فرمایا ہاں یہی بات ہے۔ صاحب الشقائق کہنے لگے حضرت! میں قضا طلب

marfat.com

نہیں کرنا چاہتا۔ آپ نے فرمایا طلب نہ کیجئے لیکن اگر طلب کے بغیر قضا دے دی جائے تو انکار نہ کیجئے۔ صاحب الشقائق فرماتے ہیں کہ حضرت کی یہ بات ایک سبب تھی جس کی وجہ سے میں نے عہدۂ قضا قبول کر لیا۔ حضرت شیخ شہر قیصریہ میں ۹۵۱ھ میں فوت ہوئے اور حسبِ ارشاد غزیؒ آپ وہاں ہی اپنے دادا پیر حضرت ابراہیم قیصری کے قریب دفن ہوئے۔

۱۶۹۔ تاج العارفین حضرت ابوالحسن محمد بن محمد جلال الدین بکری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ امام کبیر اور قطبِ شہیر ہیں۔ علم ظاہر اور علم باطن کے جامع ہیں، آپ نے شیخ الاسلام زکریاؒ اور سیدی عبد القادر شطوطی وغیرہ سے اکتساب فیض فرمایا۔

شانِ ولایت امام شعرانیؒ فرماتے ہیں کہ آپ کی لاتعداد کرامات، بیشمار خارقِ عادات اور صاحبِ کشف ہیں جو فرمایا یا جس کا وعدہ کر دیا وہ لامحالہ ہو کر رہا۔ لوگوں نے آپ کی قطبیت عظمیٰ کا اعتراف کیا ہے اور شیخ کنکاریؒ کے بیان سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت شیخ ابوالحسن محمد بکریؒ کو دیکھا کہ وہ کئی تالیوں میں ڈھل رہے تھے وہ کعبہ کی جگہ کعبہ بن کر کھڑے ہو گئے اور غلاف کعبہ یوں پہن لیا جس طرح انسان قمیص پہنتا ہے، مصر میں آپ کی وفات ۹۵۲ھ میں ہوئی اور علامہ نجم الدین غزی کے قول کے مطابق سیدنا امام شافعیؒ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے قریب مدفون ہوئے۔

عظیم ماں اور عظیم بیٹا سرکارِ نبویؐ میں حضرت شیخ ابراہیم عبیدی نے اپنی کتاب "عمدۃ التحقیق فی بشائر الصدیق" میں لکھا ہے کہ حضرت کی والدہ ماجدہ سیدہ خدیجہؒ زاہدہ و عابدہ، شب زندہ دار اور

marfat.com

ہمیشہ روزے رکھنے والی تھیں۔ اٹھارہ سال تک آپ نے جامع ایعق کی سطح پر اللہ کریم کی خلوت میں عبادت کی اور جامع کی حرمت کا لحاظ کرتے ہوئے کبھی وہاں تھوکا تک نہیں، ان کا اپنے صاحبزادے سید ابوالحسن کے ساتھ تھوڑا سا اختلاف تھا وہ حج و زیارت اور اپنے ہی دیگر کاموں میں لباس فاخرہ پہن کر آنے کو ایک قسم کی نمائش سمجھ کر ناپسند فرماتی تھیں اور حضرت ابوالحسن ایسے مواقع پر ایسا لباس استعمال فرماتے تھے وہ اس سلسلہ میں آپ سے سخت کلامی فرمائیں اسی طرح ایک عرصہ گزر گیا مگر کیا مجال کہ آپ نے والدہ ماجدہ کے احترام میں کمی کی ہو۔ ایک دن والدہ کی خدمت میں عرض کرنے لگے اے شیخ عالی مقام کی صاحب زادی! کیا یہ بات کافی نہیں ہے کہ میرے اور آپ کے درمیان حضور سید کل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود عادل ثالث بن جائیں اور فیصلہ فرمادیں وہ سخت غصے میں آگئیں اور کہنے لگیں تو یہ بات کہنے والا کون ہوتا ہے؟ بھلا یہ بات کیسے ممکن ہے کہ حضور کریم علیہ التسلیم خود فیصلہ فرمائیں۔ آپ نے عرض کیا: اماں جان! انشاء اللہ آپ خود ملاحظہ فرمائیں گی اور پھر آپ کا یہ انکار بھی ختم ہو جائے گا اور مجھے ملامت کرنا بھی آپ چھوڑ دیں گی حضرت فرماتے ہیں وہ اس رات سوئیں تو خواب میں دیکھا کہ وہ مسجد نبوی میں داخل ہیں اور روضۂ اقدس میں بہت سی بڑی بڑی قندیلیں ہیں اور ایک سب سے بڑی قندیل ہے، جس کا حسن، روشنی اور شکل و صورت سب سے اعلیٰ ہے، اماں جان پوچھنے لگیں یہ کس کی قندیل ہے؟ انہیں بتایا گیا یہ آپ کے صاحبزادے ابوالحسنؒ کی قندیل ہے۔ انھوں نے حجرۂ طیبہ وطاہرہ کی طرف توجہ دی تو حضور سید کائنات علیہ السلام کی زیارت ہوئی اور میں حضور کریم علیہ التسلیم کی سرکار میں وہی لباسِ فاخرہ پہنے کھڑا تھا۔ فرماتی ہیں میں نے جی میں سوچا کہ ایسا لباس اس مقدس مقام پر بھی وہ پہنے ہوئے ہے۔ فرماتی ہیں میں چونکہ شدت سے اس لباس کا انکار کرتی تھی یہاں یہ لباس دیکھ کر مجھے شرمندگی محسوس ہوئی اور میں نے سرکار ابد القرارؐ کی خدمت میں عرض کیا:

marfat.com

یَا رَسُوْلَ اللہِ، صَلَوٰاتُ اللہِ عَلَیْکَ میں توبہ کرتی ہوں، حضرت فرماتے ہیں کہ اس وقت کے بعد، والدہ ماجدہ نے کبھی انکار فرمایا اور نہ ہی کسی طرح مجھے ملامت کی، منقول از کتاب الکوکب الدری۔

اوپر والا واقعہ ذکر کرنے کے بعد مصنف نے "عمدۃ التحقیق" میں لکھا ہے کہ عالمِ اُمّت شیخ مکرم حضرت فیشی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے بتایا کہ حضرت ابوالحسن صدیقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک کرامت یہ بھی ہے کہ جب آپ عرفات کی پہاڑی (جبل رحمت) پر ٹھہرے تو ایک سائل نے آکر عرض کیا؛ مجھ پر قرضے ہیں اور بہت سا بال بچہ ہے آپ کے غنا کا محتاج ہوں کچھ عطا فرمائیں آپ نے قلم دوات اور کاغذ منگا کر لکھا، ہم نے تقدیر کے صراف کو حکم دے دیا ہے کہ اس آدمی کو روزانہ سونے کا ایک دینار بھیج دیا کرے، ابوالحسن بکری بقلم خود، عمدۃ التحقیق کی عبارت یہاں پر ختم ہوئی آپ کا ذکر خیر آپ کے صاحبزادے سیّد محمد بکری کبیر کے ترجمے میں بھی موجود ہے۔ وہاں سے ملاحظہ فرمالیں۔

قطبانیت کبریٰ اور قدم قطب

عمدۃ التحقیق کے مصنف یہ بھی ارشاد فرماتے ہیں کہ شیخ محمد مغربی شاذلی متوفی ۹۳۷ھ نے بیان کیا کہ وہ ایک سال حج بیت اللہ شریف کے لیے گئے، حج شریف کے لیے شیخ محمد بکری (یہی سیّدی ابوالحسن کیونکہ اس زمانے میں وہی تھے) بھی تشریف لے گئے تھے۔ شیخ محمد مغربی فرماتے ہیں (حج کے بعد) میں مدینہ طیبہ .... اس کے والی پر صلوات وسلام ہو .... چلا گیا۔ ایک دن سیّدِ کل علیہ السلام کے مزار انور کی زیارت کے لیے حاضر ہوا تو میں نے حرم نبوی میں شیخ محمد بکری کو درس دیتے ہوئے پایا۔ دورانِ درس انھوں نے کہا مجھے حکم دیا ہے کہ اب اعلان کر دوں۔

قدمی ھذا علی رقبۃ کل ولی اللہ تعالیٰ مشرقاً کان او مغرباً۔

(میرا یہ قدم اللہ تعالیٰ کے ہر ولی کی گردن پر ہے خواہ وہ مشرق میں رہتا ہو یا مغرب میں)

marfat.com

حضرت محمد مغربی فرماتے ہیں یہ سن کر میں سمجھ گیا کہ انہیں قطبانیت کبریٰ سے نوازا گیا ہے اور یہ اس قطبانیت کے حال کی زبان ہے میں بہت جلدی آگے بڑھا اور ان کے قدموں کو بوسہ دیا اور آپ سے بیعت کی۔ میں نے دیکھا کہ زندہ اولیاء اپنے جسموں سمیت اور وصال پا جانے والے اولیاء اپنی روحوں سے مکھیوں کی طرح ان پر گر رہے ہیں تو فوراً ابن العارض رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شعر پڑھا چہ کی چھ سمتیں قربانی حج اور عمرہ کی تکمیل کے بعد میری طرف متوجہ ہو گئیں۔[1]

حضرت عبدالوہاب شعرانی فرماتے ہیں کہ مطاف شریف میں مجھے حضرت ابو الحسن بکری نے بتایا کہ "میں اجتہادِ مطلق کے درجے پر پہنچ گیا ہوں" مطلب ولایت کی طرف سے تھا کیونکہ جہت ولایت کے بغیر دوسری جہتوں میں اجتہاد مطلق[2] زمانے گزر گئے ختم ہو گیا ہے۔

---

[1] یاد رہے کہ ہر دور میں ایک شخصیت قطبیت کبریٰ کے مقام پر فائز ہوتی ہے اور اس دور کے اولیاء کی قائد ہوتی ہے، سب اولیاء اس کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہیں ایسی ہستی کہہ سکتی ہے کہ مشرق و مغرب کے سب اولیاء کی گردنوں پر میرا پاؤں ہے قطبیتِ کبریٰ کی ایک اور خاص قسم ہے جو سرکار غوثیت مدار سیدی عبدالقادر جیلانی الحسنی والحسینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حاصل ہے لہٰذا یہ قطبیتِ خاصہ کسی ایک دور کے ساتھ خاص نہیں ہوتی بلکہ ان کے الفاظ میں یہ اضافہ ہو جاتا ہے کہ میرا یہ قدم قیامت آنے والے ہر ولی کی گردن پر ہے۔ قدمی هٰذا علی رقبة کل ولی الی یوم القیامة۔ یہ وہ عظمت ہے جو ہر دور کے قطبیت کبریٰ کے مقام کے مرد حق کو عطا نہیں ہوتی۔ مترجم

[2] مثلاً فقہ وغیرہ جہاں اجتہادِ مطلق آئمہ اربعہ ہے اور خصوصاً حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ختم ہو گیا ہے۔ مترجم۔

marfat.com

تنبیہ حضرت کے صاحبزادے حضرت محمد بکری کے تعارف میں ان کی اپنی عبارت میں بہ روایت مصنف "عمدۃ التحقیق" یہ وضاحت و تصریح آ رہی ہے کہ حضرت ابوالحسن کا اسم گرامی محمد تھا اور اس روایت کے بعد خود عمدۃ التحقیق کے مصنف نے بھی آپ کا ذکرِ خیر کئی دفعہ محمد نام سے ہی کیا ہے اور اسی طرح السیرۃ الحلبیۃ کے خطبے میں بھی لکھا ہے میں نے اس خطبے کی عبارت حضرت کے پوتے حضرت ابوالمواہب محمد بکری کے تعارف و ترجمہ میں اس کتاب میں نقل کر دی ہے ابھی اوپر حضرت شیخ محمد مغربی کی عبارت بھی گزر چکی ہے جس میں انہوں نے آپ کا اسم گرامی محمد ہی نقل فرمایا ہے، (اب دوسری قسم کی شہادات ملاحظہ فرمائیں) میں نے کچھ کتابوں میں ان حضرت ابوالحسن کا اسم گرامی علی بھی لکھا دیکھا ہے۔ علامہ نجم الدین نے اپنی کتاب الکواکب السائرۃ میں صراحۃً نام علی ہی بتایا ہے۔ علامہ محبی نے اپنی تاریخ خلاصۃ الاثر میں آپ کے دو پوتوں کے ترجمہ میں علی نام کا ہی تذکرہ کیا ہے ان پوتوں کے نام ابوالمواہب اور زین العابدین ہیں۔ تعارف میں شجرہ یوں بیان کیا ہے: ابوالمواہب بن محمد بن علی البکری، اسی طرح زین العابدین کا شجرہ بیان کرتے ہوئے دادا کا نام علی لکھا ہے۔ (پتہ چلا کہ ابوالحسن کا اصل نام علی ہے محمد نہیں۔) پھر ان کی کنیت ابوالحسن بھی یہی اشارہ کرتی ہے کہ ان کا نام علی ہے (کیونکہ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کی کنیت ابوالحسن ہی تھی) اتنی مخالف شہادتوں کے باوجود پھر میں نے ان کا ذکر محمد نام والے اولیاء میں کیوں کیا ہے؟ اس لیے کہ ان کے صاحبزادے محمد بکری کبیر نے ان کا نام محمد بتایا ہے اور صاحبِ خانہ اور گھر کے مالک کو گھر کا زیادہ پتہ ہوتا ہے تطبیق کی بالکل ظاہر صورت ہے کہ ان کا اسم گرامی محمد علی ہے، اب ہر گروہ نے ایک لفظ لے کر اسی کو آپ کا نام بتا دیا لہٰذا پہلے گروہ نے لفظ محمد لے لیا اور دوسرے نے لفظ علی لے لیا اور اس طرح یہ

marfat.com

لفظی بحث چھڑ گئی ہے۔ دو لفظوں کو ملا کر نام رکھنا اگرچہ جدید دور میں شروع ہوا ہے اور متقدمین میں ایسے نام کا رواج نہ تھا وہ محمد علی، محمد صالح اور محمد سعید وغیرہ نام ملا کر نہ رکھا کرتے تھے۔ مگر حضرت ابوالحسن کے دور میں تو لوگوں نے ایسے نام رکھنا شروع کر دیئے تھے۔ ان کے زمانے کے ایک مشہور عالم محمد علی بن محمد علان صدیقی مکی تھے جن کی وفات "خلاصۃ الاثر" کے مصنف کے قول کے مطابق ۱۰۵۷ھ ہجری میں ہوئی۔

۱۷۰۔ حضرت محمد بن سوار دمشقی عاتکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ شافعی المسلک تھے، دمشق میں قبیلہ محیلہ کے شیخ تھے۔ آپ دن کے روزہ دار اور رات کے عبادت گزار تھے۔ روئی کات کر اپنے ہاتھ کی کمائی سے غذا حاصل کرتے۔

غزی کہتے ہیں کچھ لوگوں نے مجھے بتایا کہ آپ تانی کا دھاگہ دس گز دن کے آغاز میں ملا دیتے اور پھر اسے بننا شروع کرتے تو صبح کی روشنی کے وقت تک اسے اسی دن بُن دیتے یعنی ان کے لیے زمانہ کو پھیلا دیا جاتا۔ آپ کے صاحبزادے شیخ عبدالقادرؒ نے مجھے بتایا کہ وہ ایک دن ایک خوبصورت شکل کے پاس سے گزرے اسے دیکھا تو اس کی چاہت دل میں پیدا ہوئی اس کی طرف آپ کی نظر مائل ہو گئی۔ جب آپ اپنے والد مکرم کے پاس پہنچے تو وہ کشف سے سب کچھ جان گئے اور بہت ڈانٹا اور نصیحت فرمائی وہ چاہت اسی وقت آپ کے دل سے

لہ اب ایک سوال کا حضرت مصنف علامہ جواب دینا چاہتے ہیں سوال یہ ہے کہ دو لفظوں کو ملا کر نام رکھنا آج کے دور کی پیداوار ہے اس دور میں صرف ایک لفظ سے نام بنا کرتا تھا۔ مترجم

marfat.com

نکل گئی اور اپنے والد کی برکت سے وہ ایسی نظر سے محفوظ ہو گئے مجھے اس صاحبزادے نے بتایا کہ ان کے والد کی وفات ستر سال کی عمر میں ۹۶۲ھ میں ہوئی۔

۱۷۱ حضرت محمد بن علی بن باعلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ استاد اعظم کے صاحبزادے ہیں مولی الدویلہ کے لقب سے مشہور ہیں ہمارے سادات آل باعلوی کے مایۂ ناز آئمہ اور اولیأ میں سے ہیں، جب آپ پر حال طاری ہوتا تو ایک عجیب اضطراب وحرکت آپ کے جسم پر طاری ہو جاتی جسم بالکل نرم ہو جاتا اگر کوئی آدمی آپ کے جسم پر انگلی رکھ دیتا تو وہ جگہ نیچے دھنس جاتی آپ پر ایک دفعہ سات دن تک مسلسل حال طاری رہا سات دنوں کے بعد سیاہ رنگ کی خون کی آپ کو قے آئی تو آپ کے صاحب زادے عارف ربانی شیخ عبدالرحمان سقاف کہتے ہیں اگر آپ کو قے نہ آتی تو یہ حال آپ کو مار کر چھوڑتا۔

حوضِ کوثر سے وضو ایک دن اپنے چچا شیخ عبداللہ باعلوی کی موجودگی میں وجد طاری ہوا اور آپ پر غشی طاری ہو گئی۔ پھر نماز کے لیے اقامت کہی گئی تو آپ نے لوگوں کے ساتھ مل کر باجماعت نماز پڑھی نماز سے فارغ ہوئے تو عارفِ حق علی بن سالم نے آپ کے چچا حضرت عبداللہ سے کہا، آپ کے بھتیجے نے بے وضو نماز پڑھی ہے کیونکہ اس کی عقل زائل ہو چکی تھی، آپ کے چچا نے آپ کو فقیہ علی بن سالم کی یہ بات بتائی آپ نے جواب دیا عزتِ حق کی قسم میں نے حوضِ کوثر سے وضو کیا اور وہاں سے پانی پیا یہ کہہ کر آپ نے داڑھی مبارک کو جھاڑا تو اس سے پانی کے قطرے ٹپکنے لگے پھر کہنے لگے حضرت فقیہ! ہم پر تو ایسی چیزیں نازل ہو رہی ہیں۔ کہ اگر وہ پہاڑوں پر اترتیں تو وہ ریزہ ریزہ ہو جاتے۔

آپ کی یہ کرامت بھی مذکور ہے کہ آپ کے ایک ساتھی کو گوشت کی شدید خواہش

marfat.com

پیدا ہوئی وہاں قریب کہیں گوشت کے حصول کی کوئی صورت نہ تھی۔ حضرت محمد نے خوب موٹے اونٹ کے بچے کو دیکھا اور ساتھیوں کو فرمایا یہ اونٹ کا بچہ ہمارے لیے ذبح کر دو جب ساتھی ذبح کر کے اس کی کھال اتار رہے تھے تو اس کا مالک آگیا اور حضرت کو عرض کرنے لگا کئی دن ہوئے ہیں نے یہ جانور آپ کو ہبہ کر دیا تھا۔ آپ نے فرمایا: الحمد للہ! ہم نے صرف اپنا حق ہی لیا ہے (یعنی حضرت کو یہ ہبہ مکاشفاتی طور پر معلوم ہو گیا تھا اور یہ اب آپ کا مال تھا) فرمایا کرتے تھے کہ میں جس چیز کو خریدنا چاہتا ہوں وہ بول پڑتی ہے مجھے خرید لیجئے کیونکہ میں آپ کے لیے حلال ہوں۔

یہ کرامت بھی ہے کہ کسی آدمی نے آپ کو آپ کی محرم عورتوں سے بات کرتے دیکھا اپنے جی میں اس نے اس بات کو ناپسند کیا کیونکہ اسے معلوم نہ تھا کہ وہ آپ کی محرم ہیں۔ جب حاجت پوری کر کے اٹھا تو اس نے اپنا آلہ تناسل ختم ہوا ہوا دیکھا حضرت کی خدمت میں آیا معذرت کی اور توبہ کی، آپ نے فرمایا: ہم جب خواتین سے باتیں کر رہے ہوتے ہیں تو ہم تیری طرح (بلا آلہ تناسل) ہوتے ہیں۔

سلطانِ یمن نے ایک لشکر حضرموت کے بادشاہ احمد بن یمانی کی طرف بھیجا تاکہ اس سے شہر کی بندرگاہ اپنے قبضہ میں لے لیں۔ حضرت محمدؒ اور احمد بن یمانی بندرگاہ میں تھے فوج بندرگاہ کے قریب آکر اتری، احمد ان کے مقابلے سے عاجز تھا لہٰذا اس نے فوج سے مہلت مانگی کہ نماز جمعہ پڑھنے کے بعد وہ شہر سے باہر نکل جائے گا اور شہر ان کے لیے چھوڑ دے گا، فوج والوں نے انکار کر دیا اور کہا اسی وقت تیرا یہاں سے نکلنا ضروری ہے حضرت محمدؒ نے فرمایا ان کے مقابل آجا یقیناً اللہ تیری مدد کرے گا، احمد جنگ کے لیے نکل آیا جب دونوں فوجیں ٹکرائیں تو حضرت سید نے کنکریوں کی مٹھی بھری اس پر تھوکا اور فوج کے موتھوں پر دے مارا۔ سب پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے۔

marfat.com

آپ نے اپنے گھر کی دہلیز کو پکڑ کر گھر والوں سے کہا گھر میں جو کچھ ہے نکال لو، پھر آپ گھر سے جونہی الگ ہوئے سب گھر گر گیا۔

کچھ لوگوں کے مقاصد کے لیے آپ نے دعا فرمائی تو سب مقاصد پورے ہوئے نافرمانوں کی ایک جماعت کے لیے دعا کی تو انہیں توبہ نصیب ہوئی۔ آپ کی کرامتیں بہت ہیں۔ شہر تریم میں ۹۶۵ھ میں وصال ہوا، زنبل کے قبرستان میں مدفون ہوئے۔ بقول علامہ شلی آپ کی قبر قبولیت دعا کے لیے مشہور ہے۔

۱۷۲۔ حضرت محمد بن محمد بن عبدالرحیم زغبی دمشقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ شیخ صالح اور مجذوب تھے۔ راہ خدا میں ایک جماعت آپ کی مصاحب رہی ان میں حضرت شیخ عمر عقیبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی تھے۔

اپنی قبر کا علم

شیخ علی بن عبدالرحیم صالحی سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں شیخ محمد کی وفات سے ایک سال پہلے صالحیہ میں ان کے ساتھ تھا جب ہم ان گلیوں میں پہنچے جن سے گزر کر حضرت شیخ ابوبکر بن قوام کے مزار کی طرف صالحیہ کے مغربی حصے میں جاتے ہیں تو حضرت محمد نے فرمایا: لا الٰہ الا اللہ۔ ہم نے یہاں کافی لمبا عرصہ محبوس رہنا ہے اور مذکورہ سمت کے اس قبرستان کی طرف اشارہ فرمایا جو ہموار زمین اور دامن کوہ میں ہے، میں آپ کے اس ارشاد کے بارے ہمیشہ سوچتا رہا درحتیٰ کہ آپ کا وصال ہوگیا اور آپ وہیں دفن ہوئے تو مجھے بات کی سمجھ آئی کہ آپ کا اشارہ وہاں قبر میں رہنے کا تھا) بقول علامہ غزیؒ آپ کا وصال ۹۷۸ھ میں ہوا۔ زغبی غین معجمہ سے ہے زغبہ دمشق کے علاقہ کے گاؤں میں سے ایک گاؤں ہے۔ یہ وہ زعبی نہیں جو عین سے لکھے جاتے ہیں وہ زعبی تو حضور سیدنا عبدالقادر جیلانی غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسل پاک سے ہیں

marfat.com

اور یہ اس خاندان سے نہیں ہیں، مجھے یہ بات شیخ عبدالفتاح افندی زغبی طرابلسی نے اس وقت بتائی جب انہیں پتہ چلا کہ زغبی نام کے بھی ایک عظیم المرتبت ولی ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

۱۷۳۔ حضرت محمد خواجگی امکنگی سمرقندی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ

آپ صوفیہ کے اکابر سے ایک اور طریقۂ نقشبندیہ کے اماموں سے ایک ہیں۔ امکنگ بخارا کا ایک گاؤں ہے آپ نے طریقت کا سبق شیخ درویش محمد سمرقندیؒ سے لیا آپ اصحاب کشف میں شامل ہیں۔

حضرت مجددالف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بشارت

آپ سے خلیفہ شیخ محمد باقی (حضرت خواجہ باقی باللہ دہلوی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ) نے روایت بیان کی ہے کہ آپ نے فرمایا ہندوستان میں ایک شخص کا ظہور ہوگا جو اپنے دور کا امام ہوگا اور اس کی فتوح آپ کے ہاتھ میں ہوں گی۔ آپ جلدی جائیں کیونکہ اہل اللہ اس عظیم شیخ کی آمد کے منتظر ہیں جب آپ بخارا سے ہندوستان آئے اور آپ کو شیخ احمد فاروقی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملے اور آپ سے طریقت حاصل کی تو آپ نے انہیں فرمایا آپ ہی وہ ہیں جن کی بشارت خواجہ امکنگیؒ نے دی تھی۔ (بہ روایت خانی)

۱۷۴۔ حضرت محمد مجذوب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ قلیوب کے رہنے والے ہیں آپ کے احوال واضح اور کرامات ظاہر ہیں، آپ نے کئی بادشاؤں کی معزولی اور دوسروں کی تقرری کی خبر دی اور اسی طرح ہوا، ذرا بھی خطا نہ ہوئی بقول علامہ مناوی دسویں

marfat.com

صدی کی ابتدا میں آپ کا وصال ہوا۔

۱۷۵۔ حضرت محمد بن قاضی مجذوب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ عموماً کوم الحاجب (دربان والا ٹیلہ) ملک الظاہر کی جامع مسجد اور انہی علاقوں میں رہا کرتے تھے۔ آپ کا کشف فوری اور عجیب ہوتا تھا۔

دل کے کھٹکے کا جاننا انسان آپ کے پاس کھڑا ہو جاتا نہ بولتا تو آپ اس کے دل کا بھید بتا دیتے اور جس مقصد کے لیے آیا ہوتا تھا اس کا اظہار فرما دیتے، اسے یہ حکم بھی دے دیتے کہ یہ کام کرے یا نہ کرے۔ آپ کے ساتھیوں کے دلوں میں اپنے گھروں کے اندر کوئی خیال آتا یا جی میں کسی کام کرنے کا پختہ ارادہ آتا تو آپ پیغام بھیج کر فرما دیتے کہ یہ کام کر دو یا نہ کرو (مناوی)

۱۷۶۔ حضرت محمد مجذوب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ مصر میں باب الفتوح کے باہر جامع شہادی میں مدفون ہیں، آپ کی کرامات بیشمار ہیں اور آپ کی ولایت کا شہرا ہر طرف پھیلا ہوا ہے، ایک کرامت یہ ہے کہ آپ کو غصہ بہت آتا تھا اگر کوئی ایسا آدمی مل جاتا جس نے اس دن کوئی گناہ کیا ہوتا تو اسے مارتے رہتے حتیٰ کہ وہ گناہ اس کے دل سے مٹ جاتا جو آپ کو مارنے سے روکتا اس کے ہاتھ شل ہو جاتے۔ بقول علامہ مناویؒ آپ دسویں صدی ہجری میں فوت ہوئے۔

۱۷۷۔ حضرت محمد عبدالرحیم ولی الدین ابو خلیل دمشقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ شافعی المذہب ہیں، صاحبِ حسب و نسب ہیں، سید ہیں، شیخ صالح، اور ولی زاہد ہیں۔

marfat.com

اپنی وفات کا علم طرزیؒ کہتے ہیں کہ مجھے شیخ تاج الدین قرنوئیؒ نے شیخ عبدالقادر بن سواڑگی زبانی یہ بات بتائی کہ میں عبدالقادرؒ گھر میں اکیلا تھا میں نے سنا کہ چھت پر سے کوئی آدمی مجھے بلا رہا ہے میں نے باہر نکل کر دیکھا تو سید ابو خلیلؒ تھے اور ان دنوں میں بیمار تھے مجھے کہنے لگے اے شیخ عبدالقادر! میں فلاں دن مر جاؤں گا آپ میرے مرنے کے بعد اس طرح اور اس طرح کریں گے۔ پھر جس وقت کا ذکر کیا تھا اسی وقت سنہ ۹۸۲ھ میں وصال فرما گئے۔

۱۷۸۔ حضرت محمد بن علی بن ہارون رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ

آپ ہمارے سادات آل باعلوی کے ایک عظیم المرتبت ولی اللہ ہیں۔

تالے خود بخود کھل گئے آپ کی ایک کرامت یہ بھی ہے کہ جب سید عبداللہ بن حبیبؒ مکہ میں فوت ہوگئے تو ان کا مال مقفل الماریوں میں تھا اور جسے وصیت تھی اسے چابیاں نہیں مل رہی تھیں۔ تو سید مذکور نے وہ تالے چابیوں کے بغیر کھول دیئے۔ عبدالرحمان جون کہتے ہیں ہم مدینہ طیبہ میں تھے۔ والیٔ مدینہ پر صلوٰۃ و سلام ہو۔ سرائے یا خلوت کدہ کی چابی گم ہوگئی۔ حضرت محمد بن ہارون نے اللہ کا نام لے کر چابی کے بغیر تالہ کھول دیا۔ اگر کوئی علت یا بیماری والا آدمی آپ کے پاس آ جاتا اور آپ پڑھ کر اسے دم کر دیتے تو اسے شفا مل جاتی۔ کسی کو کسی انسان یا جن کی طرف سے تکلیف ہوتی اور وہ آپ کی سرکار میں آجاتا تو آپ پڑھ کر اسے دم کر دیتے تو وہ تکلیف اسے پھر نہ ہوتی۔ کسی کی اگر کوئی چیز گم ہوجاتی تو آپ جہاں ہوتی وہ جگہ بتا دیتے آپ کی خدمت میں ایک بدوی آکر کہنے لگا میرا اونٹ گم ہوگیا ہے اور مل نہیں رہا آپ نے فرمایا وہ فلاں وادی میں ہے بدوی وہاں گیا تو اونٹ مل گیا۔ ایک تاجر کا تھوں کا پورا بھار گم ہوگیا وہ آپ سے دعا کا طالب ہوا آپ نے جہاں تل تھے وہ جگہ بتا دی تاجر وہاں گیا تو تل مل گئے۔

آپ کے سامنے کسی کے دل میں جو خیال آتا آپ کشف سے واضح فرما دیتے۔

marfat.com

حرمین شریفین اور یمنی علاقے میں آپ کی بڑی شہرت تھی۔ ان علاقوں کے بادشاہ عموماً اور شاہ ڈمینہ خصوصاً آپ کے معتقد تھے، آپ جب شاہ ڈمینہ کے پاس تشریف لائے تو اس کا علاقہ چور گڑھ بنا ہوا تھا آپ ہر چور کا پتہ اسے بتا دیتے سارے علاقے سے چور بھاگ گئے اور آپ وہاں ہی مقیم ہو گئے، آپ کی وہاں کئی اولادیں ہوئیں۔ بقول علامہ شلی آپ کا ۹۸۳ھ میں وصال ہوا۔

۱۷۹۔ حضرت محمد بن محمد شمس الدین ابوالنعمان بن کریم الدین ایجی عجمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ شیخ، امام، علامہ اور عارف ربانی ہیں، صالحیہ دمشق میں قیام فرماتے تھے۔ کئی سال حضرت سیدی محمد بن عراق کی مصاحبت میں رہے۔

عجیب واقعہ اور تصرفِ شیخ

غزی کہتے ہیں مجھے شیخ محمد تیلی حنبلی فقیہ علاقہ تیل نے جبل لبنان کے علاقہ عین العابد میں یہ واقعہ سنایا کہ صفد قبیلہ کے ایک سردار نے مجھے بتایا کہ میں نے جوانی میں بسلسلۂ تجارت دمشق کا سفر کیا، ایک دفعہ سونے کے پچاس دینار لیے اور پچھلے پہر اپنے ڈیرے کی طرف چل دیا مجھے ایک آدمی ملا معلوم ہوتا تھا مال لیتے اس نے مجھے دیکھ لیا تھا اس نے مجھے یوں سلام کیا گویا وہ میرے باپ اور میرے قبیلہ کو جانتا ہے۔ اس نے دعویٰ کیا کہ میرے باپ کے ساتھ اس کی قدیم دوستی اور محبت ہے۔ مجھے قسم دے کر کہنے لگا کہ میں اس کے ساتھ جاؤں اور یہ رات اس کی مہمانی میں گزاروں، اب اس کے ساتھ چلے بغیر کوئی چارہ نہ تھا۔ مجھے وہ لے کر عمارت کے گوشے سے نکلا دآباد علاقے سے نکلا، بہت جلد مجھے محسوس ہوا کہ ہم فرادیس کے قبرستان میں ہیں میں نے دائیں بائیں دیکھا مگر وہاں تو کوئی نہ تھا۔ سورج کی طرف دیکھا تو وہ ڈوب چکا تھا اب میں نے مجبوراً اس کے سامنے یہ بات کہی کہ مجھے آپ پر شک ہے میں نے اس سے

marfat.com

پوچھا آپ کا گھر کدھر ہے ' کہنے لگا یہاں سے بالکل قریب ہے ہم چلتے رہے قبرستان سے نکل گئے یہاں قریب ہی طوامین ہے میں نے دیکھا کہ ہم باغوں کے درمیان ہیں۔ رات ہو چکی ہے اور فرار کی ساری راہیں مسدود ہو چکی ہیں، کیونکہ مجھے پتہ ہی نہ تھا کہ میں کدھر جاؤں۔ ہم ابھی تھوڑی دیر ہی چلے تھے کہ چوروں کا ایک گروہ ہمیں ملا۔ انہوں نے مجھے خوش آمدید اور مرحبا کہا۔ وہ شخص ان سے ایسی زبان میں باتیں کرتا جو میری سمجھ سے بالا تھی۔ مجھے بہت زیادہ شک گزر رہا تھا مجھے یقین ہو گیا کہ مجھے قتل کر دیا جائے گا۔ میں اب ان سے نرمی کرنے لگ گیا اور وہ بھی مجھے کہنے لگے خوفزدہ نہ ہوں آج رات کھانے پینے پر آپ ہمارے ساتھ ہوں گے۔ وہ مجھے کسی ایسی جگہ لے جانا چاہتے تھے جہاں وہ اپنا پروگرام پورا کر سکیں۔

وہ چل رہے تھے اور میں بھی ان کے ساتھ بدحالی کی تصویر بنا چلتا جاتا کہ اچانک ایک گروہ سامنے آیا وہ ایک دوسرے سے متعارف تھے لہٰذا ایک دوسرے سے سلام ودعا ہوئی۔ اس گروہ میں ایک باوقار شیخ بھی موجود تھے وہ میرے ناہنجار ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوئے۔ ان کے نام لے کر کہا: او بدی کے کارندو! یہ تمہارے ساتھ کون ہے؟ کہنے لگے، یہ ہمارا مہمان ہے۔ شیخ نے کہا ہم اس کی مہمانی کے تم سے زیادہ مستحق ہیں۔ پھر شیخ نے انہیں برا بھلا کہا اور مجھے ان سے چھڑا لیا۔ پھر حضرت شیخ اپنی جماعت کے ساتھ چل پڑے میں بھی ان کے ساتھ تھا شیخ میرے دل کو بہلاتے جا رہے تھے اور کہتے جا رہے تھے کہ آخر آپ کس طرح ان ناہنجار بدمعاشوں کے ہتھے چڑھ گئے یہ تو آپ کو قتل کر کے مال لے لینا چاہتے تھے، میں نے حضرت کو سارا واقعہ سنا دیا کچھ دیر ہم چلتے رہے پھر ایک درختوں لدے پہاڑ پر چڑھنے لگے۔ سامنے پانی کا ایک چشمہ آیا جماعت وہاں رک گئی ہماری ملاقات کے لیے وہاں کھڑے ہو گئے حضرت شیخ سے مصافحہ کر کے

marfat.com

ہاتھ چوم لیے اور سب ساتھیوں کو سلام کیا۔ پھر حضرت شیخ ان سب کے درمیان بیٹھ گئے وہ سب اللہ تعالیٰ کے ذکر میں لگ گئے باہم باتیں بھی کیں صبح ہو گئی سب نے وضو کیا اور شیخ نے سب کو صبح کی نماز پڑھائی۔ پھر ایک دوسرے کو وداع کیا۔ شیخ اپنی جماعت کے ساتھ واپسی کے لیے تھوڑی دیر چلے ابھی اندھیرا تھا ایک دوسرے کے چہرے بھی پہچانے نہ جاتے تھے کہ ہم صالحیہ دمشق میں پہنچ گئے مجھے شیخ نے وداع کرتے ہوئے فرمایا بیٹا! آئندہ ایسا نہ کرنا اور اپنی جان کو یوں ہلاکت میں نہ ڈالنا۔ شیخ پلٹ پڑے لوگ بکھر گئے۔ جب شیخ الگ ہوئے تو ساتھیوں میں سے ایک میرے ساتھ چل پڑا میں نے اس سے حضرت شیخ اور اس جگہ کے متعلق پوچھا جہاں ہم تھے اس نے کہا یہ حضرت شیخ محمد ایجی ہیں یہ جگہ جہاں ہم ہیں صالحیۃ ہے اور حضرت ایجی کا آستانہ عالیہ یہاں ہے اور جس جگہ ہم تھے وہ جگہ مصلے العیان تھی وہ جبل لبنان میں عین العابد کے قریب ہے اور دمشق سے دو دنوں کی مسافت ہے جن لوگوں نے آپ کو پکڑ رکھا تھا وہ چور تھے حضرت شیخ ان کے ہر ہر فرد کو جانتے ہیں حضرت شیخ کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان کے شر سے بچایا ہے۔ بقول علامہ تیلی حنبلیؒ یہ قصہ بذاتِ خود لطافتوں کا مجموعہ ہے اور حضرت شیخ محمد ایجیؒ کی تعریف میں کافی ہے۔ آپ کی وفات ۹۸۵ھ میں ہوئی اور اپنے گھر قاسیون کے وسیع دامن میں دفن ہوئے۔

۱۸۰۔ حضرت محمد صمادی ابو مسلم دمشقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ:

آپ شیخ، امام، علامہ اور عارفِ ربانی ہیں۔ اکابر اولیاء کے ساتھی اور اصفیاء کے سردار ہیں۔

محفل وجد میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی تشریف آوری:

marfat.com

غزیؒ کہتے ہیں روایت ہے کہ حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کے شہر میں تین مشائخ .... عارف ربانی شیخ محمد ابو مسلم صمادی . عارف ربانی استاذ سیدی محمد بکری اور علامہ شمس الدین محمد بن ابی اللطف .... اکٹھے ہوئے حضرت صمادی نے عمل فرمایا اور شیخ محمد بن ابی اللطف اٹھ کھڑے ہوئے انہیں وجد وحال نے آلیا ۔ حضرت صمادیؒ نے انہیں گود میں لے لیا تو ان کا وجد ختم ہو گیا ۔ جب وقت ختم ہوا تو مشائخ نے مصافحہ فرمایا ابن ابی اللطفؒ نے حضرت محمد بکریؒ سے کہا حضرت جی ! شیخ محمد صمادی بہت بڑے انسان ہیں مگر بخیل ہیں ۔ حضرت محمد بکریؒ نے جواب دیا ؛ سبحان اللہ ! بخیل کیسے ہو سکتے ہیں مجھے تو ان کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ ان کا وسیع دسترخوان ہے اور آنے والے بڑی تعداد میں ان کے پاس آتے ہیں وہ کسی کو مہمان داری کے بغیر واپس نہیں جانے دیتے ؟ ابن ابی اللطفؒ نے کہا میرا یہ مطلب نہیں میرا مطلب ہے وہ حال میں بخل سے کام لیتے ہیں انہوں نے پوچھا وہ کیسے ؟ انہوں نے کہا حضور ! جب ذکر نے سب کو اپنی گرفت میں لے لیا تو میں نے دیکھا کہ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی رُوح پُرفتوح قبر سے نکل کر حلقہ میں آگئی ہے لیکن جب مجھے حضرت شیخ محمد صمادیؒ نے گود میں لے لیا تو پھر مجھے سیدنا ابراہیم علیہ السلام دکھائی نہیں دیئے ۔ حضرت شیخ محمد بکریؒ نے یہ سُن کر فرمایا انہوں نے بالکل ٹھیک کیا ہے وہ اس بات سے خوفزدہ تھے کہ آپ پر جذب ومستی طاری نہ ہو جائے لہٰذا وہ آپ کو شعور کی طرف واپس لے آئے (یہ احترام سیدنا ابراہیم علیہ السلام ہے)

امتحان میں کامیابی

ابن حنبلیؒ راوی ہے کہ جب حضرت محمد صمادی آخری دفعہ حلب آئے تو انہیں اشارۃً بتایا کہ انہیں روم میں سرزنش کی گئی تھی جب انہیں خون کے جلاب آنے لگے اور وہ ہلاکت کے

marfat.com

کنارے جا پہنچے اور منکروں نے انکار شروع کیا اور انہوں نے بھید ظاہر کر دیا انہوں نے خواب میں دیکھا کہ ان کے اجداد سے ایک آدمی آیا ان کے چہرے پر یہ کہتے ہوئے ہاتھ رکھ دیا: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الْکَافِیْ، بِسْمِ اللّٰہِ الشَّافِیْ، بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اِسْمِہٖ شَیْءٌ۔ (اللہ کے نام سے جو رحمٰن ہے جو کافی ہے، اللہ کے نام سے جو شافی ہے، اللہ کے نام سے جس نام کے ہوتے کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی) جب صبح ہوئی تو حکمِ خداوندی سے انہیں شفا ہو چکی تھی۔

علامہ غزی فرماتے ہیں کہ مجھے بہت سے لوگوں نے واقعہ سُنایا اور میری یادداشت کہتی ہے کہ میں نے یہ واقعہ خود حضرت صمادیؒ سے سنا تھا کہ جب وہ روم میں اپنے والد ماجد کے ساتھ تھے تو ایک وزیر نے ان کی آزمائش کی ان کی مہمانی اور کھانا ایسا رکھا جو مردار کا تھا یا اس میں زہر ملا رکھا تھا جب دسترخوان بچھایا گیا اور آپ کے والد نے کھانے کا قصد کیا۔ تو مجلس میں ہی حضرت ابو مسلم صمادی پر ایک عجیب و غریب حالت طاری ہو گئی۔ باپ سے کہنے لگے تناول نہ فرمائیں یہ کھانا بے کار ہے۔ پھر اٹھ کر کھانا پلٹ دیا اور تلف فرما دیا اب یہ دیکھ کر وزیر نے اقرار کر لیا کہ میں امتحان لے رہا تھا۔ اب وہ آپ کے والد کے سامنے معذرت کرنے لگا اور آپ کے دل کو پرچانے لگا پھر وہ دسترخوان بچھوایا جو دراصل ان حضرات کے لیے تیار کروایا تھا کھانا تناول فرمایا اور طبیعت خوش ہو گئی۔ شائد یہی وہ بھید تھا جسے ابو مسلم نے ظاہر کر دیا اور انہیں خونی پچھتوں سے سرزنش کی گئی جیسا کہ ابن حنبلیؒ نے ذکر کیا ہے قصہ مختصر آپ زمانے کے گوہر یکتا تھے۔

پھر بکریاں اکٹھی ہو گئیں

غزی ہی اس بات کے بھی راوی ہیں کہ مجھے شیخ صالح علی لولوی نے بتایا یہ علی حضرت

marfat.com

صمادیؒ کے پڑوسی تھے۔ مجھے ایک مصیبت نے آلیا میں نے اللہ کریم کے سامنے حضور رؤف الرحیم علیہ التسلیم کا وسیلہ پیش کیا، حضور علیہ السلام نے خواب میں دیدار بخشا اور فرمایا اپنے پڑوسی شیخ ابو مسلم صمادی کے پاس جاؤ اور یہ تکلیف انؒ سے اٹھواؤ صبح ہوئی تو میں حضرت شیخ ابو مسلم صمادی کی خدمت میں حاضر ہوا میں جونہی پہنچا تو کہنے لگے اے شیخ علی! میں غیب نہیں جانتا، میں غیب نہیں جانتا۔ اپنے کام کے متعلق آپ نے مجھے کیوں نہ بتا دیا (یعنی حضور علیہ السلام کو تکلیف دی پہلے مجھے کہہ دیتے تو کام ہو جاتا) اللہ کریم نے پھر میرا وہ معاملہ حضرت صمادیؒ کے ہاتھ پورا کر دیا۔

مجھے معلوم ہوا ہے کہ محمد بن عرب نامی ایک آدمی بھیڑیں بکریاں لانے کے لیے مشرق کی طرف گیا واپسی پر ایک خوفناک جگہ اسے رات آگئی سخت جھکڑ اور شدید بارش والی رات تھی۔ رات کے دوران عجیب سی حرکت ہوئی بکریاں دوڑ کر بھاگیں بکھر گئیں میں اور میرے ساتھی چرواہے انہیں اکٹھا نہ کر سکے۔ میں نے یہ دیکھ کر کہا حضرت ابو مسلم اب آپ کی مدد کا وقت ہے میں نے محسوس کیا کہ مقلاع (گوپیا، گھبانی) سے ایک پتھر مارا گیا ہے اور سب طرف سے بھیڑیں اور بکریاں یکجا ہو گئیں ہیں۔ اس محمد بن عرب کی بیوی صاحبہ ولی خدا تھیں بڑی نیک تھیں اور شیخ صمادی پر اعتقاد رکھتی تھیں، حضرت کو اپنا والد سمجھتی تھیں اور ان کی خدمت میں آتی جاتی تھیں اور ان کی وفات کے بعد خاندان کے پاس بھی ان کا آنا جانا تھا کہتی ہیں میں ایک دن حضرت صمادی کی خدمت میں حاضر ہوئی جب کہ میرا خاوند مذکورہ بالا سفر کے لیے گھر میں موجود نہ تھا مجھے فرمانے لگے اے اُمِّ فلاں! (کنیت بیان کی)، میں تمہیں ایک چیز بتاتا ہوں مگر میری زندگی میں کسی کو نہ بتانا۔ آج رات تمہارے خاوند کی بکریاں بھاگ گئی تھیں اس نے مجھے پکار کر مدد چاہی میں نے ایک کنکری لی اور اس کی طرف پھینک دی اس

marfat.com

کی بکریاں اکٹھی ہوگئیں۔ وہ تمہارے پاس جلد ہی صحیح وسلامت پہنچ جائے گا، اس کی کوئی چیز بھی ضائع نہیں ہوئی۔ جب خاوند گھر پہنچا تو اس نے ایک رات بکریوں کے بھاگ جانے کا ذکر کیا۔ بیوی نے اسے بتایا کہ میں فلاں رات میں حضرت ابومسلم کے ہاں گئی تو انہوں نے مجھے بتایا کہ انہوں نے تیری مدد کے لیے پکار سُنی تھی انہوں نے پھر ایک کنکری لے کر بکریوں کی طرف پھینکی تو وہ اکٹھی ہوگئیں۔

علامہ غزی فرماتے ہیں میں

حضور علیہ السلام محفلِ ذکر میں رونق افروز ہوتے ہیں

ایک دفعہ بیمار ہوگیا ایک رات بخار بہت تیز ہوگیا۔ خواب میں آقائے کل نے جمالِ جہاں آرا کی زیارت سے نوازا۔ آپ میرِ محفل تھے اور جماعت میں صمادی حضرات اور اس کے علاوہ بہت سے لوگ تھے سب ذکرِ خدا کر رہے تھے، میں نے دیکھا کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی بائیں طرف حضرت ابومسلم صمادی ہیں اور دائیں طرف ان کے صاحبزادے مسلم ہیں اور باقی صمادی آپ کے ساتھ ساتھ ہیں جب ذکر سے فارغ ہو کر بیٹھے تو صاحب ترجمہ (حضرت محمد صمادی) نے صمادی جماعت کے متعلق حضور علیہ السلام سے پوچھا حضور علیہ السلام نے جواباً ارشاد فرمایا: اے شیخ محمد! ان میں تیرے لڑکے مسلم کے بغیر اور کوئی بھی نہیں ہے۔ غزی کہتے ہیں مجھے جاگ آگئی پسینہ بکثرت آچکا تھا اور مجھے آرام آگیا تھا میرے خواب کا علم حضرت صمادی کو ہوگیا مجھے بلا بھیجا اور فرمایا جناب گرامی نجم الدین صاحب (غزی کا نام) مجھے آپ کے خواب کا علم ہوا ہے۔ قسم بخدا یہ سچ ہے۔ اب میں چاہتا ہوں کہ آپ اپنی زبان سے مجھے خواب سنائیں میں نے جب خواب سنایا تو کہا، خدا کی قسم تیرا خواب سچا ہے۔ ہماری جماعت میں مسلم کے بغیر اور کوئی نہیں، اس خواب کے کچھ عرصہ بعد آپ کا انتقال ہوگیا اور ان کا صاحبزادہ مسلم ان کا جانشین ہوا۔

marfat.com

قطب دوراں کی زیارت

عزی ہی فرماتے ہیں کہ میں نے زندگی میں چار آدمیوں سے بڑھ کر نورانی نہیں دیکھا جب ان پر نگاہیں پڑتی تھیں تو بصیرت شہادت دیتی تھی کہ ان پر نگاہِ خداوندی کی ضیاپاشیاں ہیں ان میں سب سے جلیل المرتبت تو میرے والدِ محترم تھے، دوسرے شیخ محمد صمادی تھے، تیسرے حضرت محمد تیمی عاکی تھے اور چوتھے وہ صاحب تھے جنہیں میں نے کعبہ مکرمہ کے بالمقابل سامنے مکہ مکرمہ میں ایک حجرہ میں داخل ہوتے دیکھا تھا نکھری نکھری جوانی تھی صُوفیانہ لباس تھا تر کی شکل وصورت کے نوجوانوں نے انہیں گھیر رکھا تھا اور خدمت بجالا رہے تھے، جونہی میری نگاہ ان پر پڑی میں نے لپک کر مصافحہ کر کے ان کا ہاتھ چوم لیا۔ مجھے فرمانے لگے کیا کوئی حاجت ہے؛ میں نے کہا صرف دُعا چاہتا ہوں انہوں نے بڑی فصاحت و بلاغت اور پورے انہماک سے کعبہ کی طرف منہ کر کے ماثورہ دعائیں مانگیں اور لمبی دعا کی جب بھی وہ کوئی دعا ختم کرنے لگتے تو میں جی میں خواہش کرتا کہ اللہ کرے وہ ایک اور دعا فرمادیں اور وہ دعا میں اپنے دل میں متعین کر لیتا، ابھی میرے دل میں خیال ہی ہوتا کہ وہ وہی دعا مانگنے لگ جاتے اسی طرح معاملہ چلتا رہا پھر دعا ختم کر کے آپ نے اپنے ہاتھ منہ پر پھیرے میں نے عرض کیا حضور! مجھے اپنی دعاؤں میں یاد رکھنا۔ فرمانے لگے آپ بھی اسی طرح اپنی دعاؤں میں مجھے شامل رکھیں۔ پھر میں وہاں سے اٹھا اور جی میں عہد کر لیا کہ جب تک حاجی یہاں مقیم ہیں میں ان کے بغیر اور کسی کے پاس نہیں بیٹھا کروں گا۔ میری ان سے یہ ملاقات ۱۰۱۴ھ میں عرفات شریف کی طرف سفر کرنے سے پہلے تھی جب عرفات سے فارغ ہو کر واپس آئے تو میں نے آپ کو اسی حجرے سے تلاش کیا مگر وہ مجھے نہ مل سکے۔ اس حجرے میں رہنے والے سے میں نے پوچھا اس نے جواب دیا جس انداز کے آدمی کا آپ ذکر کر رہے ہیں

marfat.com

میں نے تو کبھی ایسا آدمی یہاں نہیں دیکھا اور اس حجرے میں کبھی ایسا آدمی نہیں آیا۔ میں سمجھ گیا کہ وہ مردانِ حق میں سے تھے بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ وہ اس وقت کے قطب اور اس دور کے غوث تھے۔ حضرت غزیؒ کی عبارت یہاں ختم ہوئی۔ حضرت شیخ صمادی کی وفات ۹۹۴ھ میں دمشق میں ہوئی جامع مسجد اموی میں نماز جنازہ پڑھی گئی اور آپ اپنے خاندان کی خانقاہ میں دفن ہوئے۔

۱۸۱۔ حضرت محمد بن ابی الحسن البکری مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ ولیِ کبیر اور مشہور عارفوں میں سے ایک ہیں، مناوی نے انہیں یہ فرماتے سنا اللہ کا ایک بندہ تمہارے درمیان ہے تمہاری اس مجلس میں تمہارے ساتھ ہے روزانہ صبح اس کے پاس ایک فرشتہ آتا ہے جو اسے عمدہ اخلاق کے کرنے اور برے اخلاق سے روکتا ہے۔ اس سے مطلب ان کی اپنی ذات تھی

دست غیب کی جولانیاں

علامہ غزی نے آپ کا تعارف ان الفاظ میں کرایا ہے "ابو المکارم شمس الدین محمد بکری کبیر، شیخ، امام، شیخ الاسلام، استاذ الاساتذہ ہیں، اولیائے عارفین کے امام ہیں۔ شمس الدین بن ابوالحسن بکری رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ" آپ کی ایک کرامت یہ ہے کہ آپ کی جماعت کے ایک بزرگ شیخ فاضل عبدالرحیم شعرادیؒ نے بیان کی ہے کہتے ہیں کہ میں استاذ سیدی محمد بکری صدیقی کے ساتھ ایک سفر میں مکہ مکرمہ میں تھا، میں اکثر اوقات آپ کے ساتھ رہنے کا عادی تھا اور مجھے آپ سے شدید لگاؤ تھا۔ آپ ایک دن باب ابراہیم کے پاس اپنے ڈیرے کے نزدیک حرم شریف میں تشریف فرما تھے اور میں آپ کے پاس تھا، تنے میں آپ کے ڈیرے سے ایک خادم آیا اور خرچ کے لیے کسی چیز کا مطالبہ کیا۔ آپ

marfat.com

کے پاس اس وقت خرچ کے لیے کچھ نہ تھا۔ خادم کو فرمایا۔ ان شاء اللہ ہم ابھی بھیج دیں گے خادم چلا گیا پھر واپس آیا اور شدت سے مطالبہ کرنے لگا۔ شیخ نے وہی پہلے والا جواب دیا۔ خادم کے ساتھ کئی دفعہ اسی طرح سوال وجواب ہوئے۔ شیخ طواف کے لیے اُٹھے میں بھی ساتھ تھا آپ یہ شعر پڑھ رہے تھے۔

۱۔ سبزہ خشک ہو گیا ہے، اے اللہ! اسے اپنے بادلوں سے ایک قطرہ پانی پلا دے۔

۲۔ ہماری مدد فرما کیونکہ ہمیں بھی تیری ہی عطاؤں کا بھروسہ ہے۔

آپ طواف میں یہ اشعار پڑھتے رہے۔ اچانک ایک ہندوستانی آدمی آیا حضرت کی طرف بڑھا آپ کا ہاتھ چوما اور اپنے گریبان سے دیناروں کی تھیلی نکالی اور کہنے لگا یہ آپ کے لیے ہدیہ ہے جو شاہِ ہند نے میرے ہاتھ بھیجا ہے۔ حضرت نے شکرانے کا سجدہ ادا کیا اور خوشی خوشی اپنی منزل کی طرف پلٹے۔

غزی کہتے ہیں ایک آدمی نے حضرت سیدی محمد بکریؒ کا ذکر کیا اور کہنے لگا یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ حضرت کھانے پینے اور لباس کے معاملے میں دنیا کو یوں پھیلاتے ہیں اور اتنا زیادہ خرچ کرتے ہیں کہ اسراف معلوم ہونے لگتا ہے حضرت اس شخص کے پاس سے گزرے اس نے جب آپ کے ہاتھ چومے تو آپ نے اسے فرمایا بیٹا! دنیا ہمارے ہاتھوں میں ہے ہمارے دلوں میں نہیں یعنی ہاتھوں میں ہے اسے خرچ کرتے ہیں دل میں نہیں کہ اس سے محبت کرنے لگ جائیں۔ آپ کا وصال ۹۹۴ھ کو ہوا ان کی تاریخ وفات اس فقرہ سے نکلتی ہے۔ مات قطب العارفین (۹۹۴ھ۔ عارفوں کے قطب کا وصال ہو گیا)

امام شعرانیؒ اور حضرت محمد بکریؒ

حضرت شیخ ابراہیم عبیدی نے اپنی کتاب عمدۃ التحقیق فی بشائر

marfat.com

آل صدیق" میں شیخ ابوالسرور بکری کی کتاب "الکوکب الدرّی فی مناقب الاستاذ بکری" کے حوالے سے نقل کیا ہے آپ کی کرامت جو آپ نے خود بتائی یہ ہے کہ آپ نے ایک سال حج کیا اور حضور علیہ السلام کے مزار اصلی انوار کی زیارت کی جب آپ روضۂ انور اور منبر اقدس کے درمیان بیٹھے تھے تو حضور رحمۃ اللعالمین نے بالمشافہ آپ سے کلام فرمایا اور یہ دعا دی کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اور تمہاری اولاد کو برکات سے نوازے" پھر مصنف کوکب دری نے مزید کہا ہے اس میں ذرا بھر شک نہیں کہ اس خاندان عالی شان کے گھر کا ستون ان کے قصیدے کا مزکری شعر، اور بلا استثناء استغراقی حیثیت سے ان کے دائرہ کا قطب حضرت استاذ محمد ابوالمکارم بکری کی ذات والاصفات ہے کیونکہ حضرت سیدی عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اکابر اولیاء میں سے ہر ایک کا ترجمہ و تعارف بیان کیا ہے مگر حضرت سیدی محمد بکری کا تعارف کرانے کی بجائے یوں گوہر ریز ہوئے ہیں اور اپنے عجز کا اعتراف فرمایا ہے، "ان کے معاملے کا صحیح ظہور عالم آخرت میں ہی ہوگا، عمدۃ التحقیق کے مصنف فرماتے ہیں ان کی ان ولایت مآبیوں کی وجہ سے تبرکاً میں آپ کے تعارف و ترجمہ میں کچھ مختصر سا ذکر کروں گا رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اس کے بعد صاحب "عمدۃ التحقیق" نے وہ ترجمہ و تعارف نقل کر دیا ہے جو حضرت نے خود ارشاد فرمایا تھا اس کی عبارت یوں ہے فقیر کی ولادت تیرہ ذوالحجۃ الحرام بدھ کی رات ۹۳۰ھ میں سال کے اختتام پر ہوئی میری پرورش استاذ اعظم، مجتہد مطلق، عالم ربانی، ابوالحسن تاج العارفین بکر صدیقی والد معظم کی گود میں ہوئی۔ اللہ آپ کو جنت فردوس میں دار النعیم میں اتارے اور اپنی تقدس مآبیوں کے حظیرۂ قدس میں جگہ عطا فرمائے، میری

marfat.com

عمر کے سات سال پورے ہو رہے تھے کہ میں نے دل کی گہرائیوں سے قرآن عظیم یاد کرلیا میری زندگی کا آٹھواں سال تھا کہ میں نے کعبہ شریف کے پاس مالکی حضرات کے مقام عالی پر رمضان کے مہینے میں نماز تراویح میں قرآنِ پاک بطور امام سُنایا۔ میں نے وہاں ہی الفیہ بن مالک یاد کرکے مکہ مکرمہ کے بڑے بڑے علماء کے سامنے پیش کیا، شافعی علماء میں سے علامہ اسمٰعیل قیروانی مالکی علماء میں سے عالم کامل محمد حطاب الکبیر، حنفی علمائیں سے حلب کے علاقہ کے مفتی علامہ برکت المسلمین ابن بولاد کو جو اس سال مکہ مکرمہ میں مجاور تھے۔ الفیہ پڑھ کر سُنایا، ان سب حضرات نے مجھے تحریراً بھرپور اجازت اپنی طرف سے روایت کی عطا فرمائی۔ ابھی میری عمر کے دس سال پورے نہیں ہوئے تھے کہ میں نے فقیہ امام عالی مقام سیدنا محمد بن ادریس شافعیؓ پر امام، حجت، مجتہد، ولی اللہ، شیخ ابو اسحاق شیرازی کی کتاب التنبیہ پوری کی پوری یاد کرلی اور مصر میں جو عظیم المرتبت علمائے تھے ان کے سامنے اسے بھی پیش کیا۔ ائمہ شافعیہ میں سے شیخ الاسلام ابو العباس احمد رملی مالکیوں میں سے محقق عصر ناصر الدین لقانی حنفیوں میں سے قاضی القضاۃ شیخ الاسلام ابو الحسن طرابلسی کے سامنے میں نے کتاب التنبیہ پیش کی۔ اللہ ان سب پر اپنی رحمت عامہ نازل فرمائے۔ پھر اس کے بعد اپنے والد ماجد کے اسباق میں سب علوم پر بحث و استفادہ کرتا رہا، والد ماجد رضی اللہ تعالٰی عنہ کی وفات شریفہ تک مختلف محفلوں میں مختلف انداز سے قرأت و سماع کا سلسلہ جاری رہا۔ میرا اپنا حال بھی فہم و قبول علوم میں مختلف رہا۔ حضرت والد ماجد کے درس قرآن میں کئی دفعہ پوری تفسیر پڑھی کبھی میں قرأت کرتا اور کبھی کوئی دوسرا قرأت کرتا۔ صحیح امام بخاری زیادہ تر درایۃً اور باقی روایۃً پڑھی، صحیح مسلم صحاح ستہ کی باقی کتب حدیث و فقہ کی اور کتب بھی ان ہی سے پڑھیں قصہ مختصر یہ کہ طلباء کی مخصوص وضع اور بحث میں والد ماجد رضی اللہ تعالٰے عنہ کے علاوہ

marfat.com

میرا اور کوئی شیخ واستاذ نہیں ہے۔ میں سولہ سال کی عمر میں تصنیف وتالیف میں مشغول تھا اور سب سے پہلے اپنے امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فقہ کا اختصار لکھا بعد میں کچھ فقہی اور کچھ تصوف کے موضوعات پر مکمل رسالے لکھے۔

حضرت والد ماجد نے مجھے لوگوں کے سامنے قوم کے انداز کے مطابق تقریر کی بھی اجازت دی انداز یہ تھا کہ حق تعالیٰ سے اکتساب فیض کر کے بغیر روایت کے مخلوق خدا کے سامنے وہ فیض پیش کر دیا جائے اگرچہ روایت میں فیض الٰہی کے چشمے ہوتے ہیں)، یہ اجازت شوال کے آخری حصے میں ۹۴۶ھ میں عطا فرمائی جب کہ ایک محفل میں آپ لوگوں سے کلام فرما رہے تھے پھر میں ۹۵۱ھ میں جامع ابیض میں جو میرے باپ دادا کے نام سے مشہور رہے قرآن، حدیث اور فقہ پڑھانے میں مشغول ہو گیا اسی سال میرے والد ماجد نے مکہ میں بھری محفل میں فرمایا جب کہ میں مصر میں تھا کہ لڑکے محمد کو اس سال اتنا کچھ حاصل ہو گیا ہے کہ اگر میری جماعت اور جماعت کے ماننے ہوئے فاضل ساٹھ سال بھی محنت کریں تو اتنا کچھ حاصل نہیں کر سکتے، آخری حج میں آپ نے مجھے فرمایا: اگر میں اس دفعہ واپس آیا تو آپ ایک تربیت کرنے والے شیخ و مرشد بن جائیں گے" جب آپ حج سے واپس پلٹے تو میں نے آپ کا استقبال کیا اور عرض کیا، حضور ابا جان! کیا آپ نے میرے ساتھ کئے ہوئے وعدے کو پورا فرمایا؟ فرمانے لگے وعدہ سے بڑھ گیا ہوں؟ میں نے تمہیں حضور علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیا اور عرض کیا حضور! میرے لڑکے محمد کے لیے کیا کچھ ہے؟ آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا: اگر تم قریش کو بتا دو جو کچھ اللہ کے ہاں اس کے انعامات ہیں تو وہ اترانے لگیں"۔

تیرہ ربیع الاوّل سوموار کے دن نماز ظہر کے بعد ۹۵۲ھ میں والد گرامی چون سال اور اٹھاون دن کی زندگی پا کر وصال فرما گئے آپ کے دارِ آخرت کی

marfat.com

طرف انتقال فرمانے سے پہلے ہی میں آپ کی اجازت سے آپ کی مسند پر جامع ازہر شریف میں علوم شرعیہ یعنی تفسیر، حدیث اور فقہ حقائق و معارف کی زبان سے پڑھانے لگ گیا تھا اللہ کریم نے مجھ پر ستاروں کی تعداد سے بڑھ کر انعامات فرمائے۔ بلکہ جب تک منطقۂ آسمانی محراب سے لے کر قرارگاہ ستارگاں تک گھومتا رہے گا ان احسانات و انعامات کا شمار نہ ہو سکے گا میں نے طریقت کے موضوع پر ایک دیوان نظم کیا جس کا نام ترجمان الاسرار ہے آپ نے دیوان اور اس کے اشعار کی وصف کے بعد فرمایا پھر اللہ کریم۔ صاحب فضل و احسان نے مجھے اس انعام سے نوازا کہ میں نے بسم اللہ کے نقطہ پر دو ہزار دو سو مجلسوں میں کلام کیا۔ آیت الکرسی شریف کے ابتدائی لفظ اللہ کے الف پر اس سے بھی زیادہ محافل میں گفتگو رہی الہام ربانی سے دل کا سمجھنا میری عمر کا وظیفہ رہا ہے مجھے امید ہے کہ اللہ کریم مجھ فقیر کی اولاد میں سے کسی کو میرے بعد بھی اس منصب پر قائم رکھے گا۔ پھر اللہ کریم کا مجھ پر یہ بھی احسان ہے کہ میرا نسب نامہ حضور خلیفہ اعظم صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے جا ملتا ہے۔ فقیر کا نام محمد ابوبکر ابوالمکارم ہے والد مکرم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے میری کنیت ابوبکر رکھی تھی۔ اب دوسری کنیت (ابوالمکارم) کی تو اس کی اصلیت یہ ہے کہ میری والدہ ماجدہ کی دادی خدیجہ بنت حافظ جمال الدین بکریؒ جو ایک پارسا خاتون تھیں حرمین شریفین کی طرف ہجرت کر گئیں تھیں اور وہاں بیس سال قیام فرما کر مدینہ طیبہ، مدینہ کے آقا پر صلوٰۃ وسلام ہو..... میں وفات پا گئیں۔ جس رات میں مصر میں پیدا ہوا اسی رات ان صاحبہ نے مکہ مکرمہ میں خواب دیکھا کہ مجھے ان کے پاس اٹھا کر لے گئے ہیں انہوں نے مجھے اٹھا لیا ہے اور سات دن مجھے لے کر یہ دعا مانگتے ہوئے طواف فرماتی رہی ہیں۔ آقا! "میں آپ سے طلب کرتی ہوں کہ یہ عالم اور صالح ہو" فرماتی ہیں پھر کعبہ کی طرف سے کسی نے

marfat.com

آواز دی اس کی کنیت ابوالمکارم رکھو۔ میرا لقب زین العابدین ہے (آپ کا غالب لقب شمس الدین ہے زین العابدین کا لقب زیادہ تر آپ کے بیٹے اور پوتے کے نام کے ساتھ آتا ہے البتہ نام سب کا محمد ہے) میرے والد ماجد حضرت محمد ابوالحسن تاج الدین ہیں پھر آپ نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰے عنہ تک اپنا نسب نامہ بیان کیا ہے اور ماؤں کی طرف سے حضور علیہ السلام کی ذات پاک تک اپنا نسب ارشاد فرمایا ہے آگے چل کر کہتے ہیں الحمد للہ کہ میری والدہ کی دادی صاحبہ قبیلہ بنی مخزوم سے ہیں گویا میں قریش کے تین گھروں سے نسبت ولادت رکھتا ہوں۔ بنو تیم، بنو مخزوم اور بنو ہاشم، یہ سب اللہ کا فضل وکرم ہے۔ اس ذات پاک کی قسم جو دانے اور گٹھلی کو پھاڑ کر (اکھوا اگاتا) ہے اور جس کا اپنی حکومت پر کامل تصرف ہے۔ میرا اعتماد صرف اس کی ذات پاک پر ہے اسکی ذات اقدس پر بھروسہ ہے۔ وہ تو دھوکہ خوردہ ہے جو اپنے دل کے کان پر جھنجھنائے لگا کہ میرا حسب میرے لیے کافی ہے پھر اسے خیال گزرا کہ یہ فخر و مباہات کے لیے کافی ہے اور (علو مینار کا محل ہے، ہرگز نہیں یہ سب حسب اللہ کریم کا عطیہ اور ذات صمدانیہ کا احسان ہے۔ اللہ کریم مقاصد کو جانتے ہیں۔ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔ سب ہمتیں اور سب قوتیں صرف عظمت و علیٰ والے اللہ کریم کی طرف سے ہیں۔ یہ تھا حضرت کا تعارف ان کی اپنی زبانی۔

اس کے نقل کرنے کے بعد "تحمۃ التحقیق" کے مصنف نے لکھا ہے کہ جب حضرت گرامی عمر کے اٹھارویں سال میں تھے تو اللہ کریم نے آپ کے والد ماجد حضرت محمد ابوالحسن کی زبان پر جامع ابیض میں علمائے زمانہ کے ایک جم غفیر کی موجودگی میں تصوف کے درس کے دوران یہ کلمہ جاری فرمادیا میں نے اپنے اس لڑکے محمد کو ۔۔۔۔ حضرت محمد بھی محفل میں موجود تھے ۔۔۔۔۔ کو اجازت دے دی ہے کہ تیاری اور استعداد و قابلیت کے حصول کے بغیر لوگوں کے انداز سے

marfat.com

کلام کرے۔ جو خیانت کرے وہ تباہ ہو جائے"۔ پھر آپ نے ایک طالب علم سے کہا تجھے پتہ ہے وہ کون ہے جس کے لیے میں نے کہا ہے کہ خیانت کار تباہ ہو؟ اس نے کہا حضور! مجھے تو علم نہیں ہے۔ فرمایا وہ درس دینے والے استاذ کے متعلق ہے جب شیخ درسِ تصوّف کی طرف جانا چاہتا ہے اور اس کی عقل میں کوئی کلمہ کھٹکتا ہے وہ اسے اچھا سمجھتا ہے اور اس کا جی اسے بہلاتا ہے کہ یہ فقرہ بھی درس میں پیش کر دے اگر وہ پیش کر دے گا تو یہ خیانت ہے یہ وہ مقام ہے جسے صرف اہل سمجھتے ہیں۔[ل]

عمدۃ التحقیق میں مصنف لکھتے ہیں کہ سیّدی عبدالوہاب شعرانی رضی اللہ عنہ نے طبقات میں آپ کے ترجمہ و تعارف میں یوں تحریر فرمایا ہے۔ وہ شیخ کامل ہیں، علومِ لدنیہ میں بہت پختہ ہیں اور عطیاتِ محمدیہ میں بہت راسخ ہیں، کامل ابن کامل سیّدی محمد بکری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی شہرت نے انہیں تعریف سے مستغنی کر رکھا ہے۔ کوئی شخص اس ذاتِ والا کے متعلق کیا وصف بیان کرے جس پر اللہ کریم نے علوم، معارف اور اسرار کے یوں دریا بہائے ہوں کہ ہمارے علم کے مطابق دورِ حاضرہ میں کسی اور پر ایسے دریا نہیں بہائے گئے۔ سب لوگ اس بات پر متفق ہیں کہ دورِ حاضر میں مصر سے زیادہ کسی ملک میں علماء نہیں ہیں اور پورے ملک میں ان جیسا ایک بھی نہیں ہے۔ ان کی فضیلت کا منکر وہی ہو سکتا ہے جسے حسد و بغض نے اندھا کر رکھا ہو۔ میں نے ان کے ساتھ دو حج کیے ہیں۔ آپ سے بڑھ کر کوئی صاحبِ اخلاق نہیں دیکھا نہ آپ سے بڑھ کر کسی کو کریم النفس پایا اور

[ل] نا اہلوں کو اس کا پتہ نہیں کیونکہ تصوّف دماغی اختراعات کا نام نہیں بلکہ وارداتِ قلب کا نام ہے۔ مترجم

marfat.com

نہ ہی کوئی دوسرا معاشرت میں آپ سے حسین نظر آیا، اور نہ ہی کوئی دوسرا ان جیسا شیریں گفتار ملا۔ انہوں نے دونوں علوم ——— علم ظاہر اور علم باطن ..... کا درس دیا اور فتوے دیئے۔ سب شہروں کے باشیوں نے ان کی جلالتِ شان کا اعتراف کیا۔ آپ کی پرورش و تربیت آپ کے والد گرامی کی طرح، تقویٰ ورع، زہد اور عزت نفس کے ساتھ ہوئی۔ دنیا ان کے سامنے سرنگوں ہوکر آئی مجھے ان کے اتنے مناقب و فضائل کا علم ہے کہ لوگ شاید انہیں سن نہ سکیں لیکن ان سب عظمتوں کا ظہور دنیائے آخرت میں ہوگا۔

حضرت صدیق رض نے شاباش دی

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے ان کے نسبی تعلق صحیح ہونے کی میرے پاس (امام شعرانیؒ) یہ دلیل بھی ہے کہ میں نے مکہ مکرمہ میں یہ خواب دیکھا۔ واقعہ یوں ہے کہ ایک حاسد نے حضرت محمدؒ کی غیبت کی، میں نے اسے ڈانٹا مگر پھر بھی وہ باز نہ آیا میں نے سیدی، امام ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو خواب میں دیکھا وہ فرما رہے تھے اللہ تعالیٰ تمہیں میرے بیٹے محمد کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔ یہ جملہ سن کر میں سمجھ گیا کہ ان کا نسب نامہ بالکل صحیح ہے۔ اسی طرح یہ واقعہ بھی ہوا کہ کسی آدمی نے میرا ذکر امام شعرانی، حضرت شیخ ابوالحسنؒ کی موجودگی میں برے الفاظ سے کیا مگر آپ خاموش رہے جب مجھے اس بات کا علم ہوا تو میں اپنے جی میں حضرت ابوالحسن (والد ماجد حضرت محمدؒ) سے ناراض ہوا، میں نے امام امت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں دیکھا فرما رہے تھے میرے بیٹے ابوالحسنؒ کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیے، اللہ آپ سے اور آپ کے والد سے راضی ہے۔ آمین۔ یہ آخری عبارت ہے جو طبقات میں مذکور ہے۔[1]

---

[1] حاصل کلام یہ کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دونوں باپ بیٹے حضرت محمد اور حضرت ابوالحسنؒ) کو اپنا بیٹا قرار دیا جو صحت نسب کی دلیل ہے۔ مترجم

marfat.com

حضرت شعرانی کا عقیدہ حضرت شعرانی نے اپنی کتاب المنن میں ارشاد فرمایا ہے کہ بے قسم ہے جو آدمی اپنی طویل عمر میں سیدی محمد بکری جیسے شخص کی زیارت کرتا ہے اور وہ علوم و اسرار ان کی زبان سے سنتا ہے جنہیں سن کر عقلیں حیرت میں ڈوب جاتی ہیں حالانکہ آپ کی عمر شریف بہت تھوڑی ہے اور پھر آپ کا معتقد نہیں ہوتا وہ سب اہل زمانہ کی مدد سے محروم کر دیا جاتا ہے کیونکہ یہ حضرت محمد بکری اپنے زمانے میں مرتبہ وعظمت کی شانِ ناطقہ میں اسی طرح ہیں جس طرح حضور غوث اعظمؓ اپنے زمانہ میں تھے۔

امام شعرانی اپنی ایک اور کتاب "اَلْاَخْلَاقُ الْمَتْبُوْلِیَّۃ" میں لکھا ہے کہ ہمارے زمانے میں بھی وسعتِ رزق میں ایک جماعت اس انداز کی ہے ان میں سید محمد بکری بھی شامل ہیں کیونکہ ان کا کھانا، لباس، سواری اور نکاح سب شاہانہ انداز کے ہیں حالانکہ آپ نے ان چیزوں کے حصول کے لیے دنیا داروں کی طرح ذلت اختیار نہیں فرمائی۔ آپ اپنے زمانے میں فردِ وحید ہیں اگر دورِ حاضر کا کوئی فقیر چاہتا ہے کہ اس بارے میں آپ کی پیروی کرے تو وہ ہلاک و تباہ ہو جائے گا اور اس محنت سے اسے کافی مشقت اور تھکن نصیب ہوگی۔[1]

عمدۃ التحقیق کے مصنف نے امام شعرانی کی یہ عبارت نقل کر کے فرمایا ہے کہ بعض حضرات کا ارشاد ہے کہ حضرت محمد بکری کا ان اوصاف زکیہ اور مناقبِ حمیدہ و مرضیہ کے ساتھ امام شعرانی نے اس وقت ذکر کیا جب آپ مقام قطبیت و غوثیت تک نہیں پہنچے تھے، سچی بات تو یہ ہے کہ آپ اس دنیا

---

[1] سچ ہے کہ عنقاء ابلند است آشیانہ، یہ عطیۂ خدا ہے جسے جتنا چاہے عطا فرما دے اس کا فضل دستگیری نہ فرمائے تو ذاتی کوششیں سب ہیچ ہیں۔ مترجم۔

marfat.com

سے نظر الٰہیہ کا وہ مقام و محل ہیں جس کا ذکر اپنے شعر میں یوں کیا ہے۔ تو بیشک وجود کے شرق و غرب میں گھوم جا نہ مجھے کوئی مجھ جیسا ملے گا اور نہ ہی میرا کوئی ہم شکل تو پا سکے گا۔[۱]

آگے چل کر عمدۃ التحقیق کے مصنف فرماتے ہیں کہ:

چھ مرتبہ ناطقہ والے عظمت مآب

پھر اہل اللہ کا ارشاد ہے کہ سب سے پہلے اولیائے امت میں سے یہ مقام رفیع سیدی غوث اعظم عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا ہوا ان کے بعد اس مرتبہ پر حضرت سیدی ابو یعزی مغربی رحمۃ اللہ علیہ فائز ہوئے ان کے بعد یہ درجۂ عالیہ حضرت سیدی ابو الحسن شاذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نصیب ہوا، پھر یہ عظمت کا تاج حضرت سیدی علی وفا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر پر سجا۔ ان کی پیش گوئی تھی جس کا ذکر امام شعرانی نے اپنی کتاب "الاخلاق المقبولیۃ" میں سیدی محمد مغربی انصاری کی سند سے کیا ہے یہ سند حضرت علی وفا تک جاتی ہے لوگوں کے بھرپور مجمع میں حضرت علی وفا نے فرمایا: سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی اولاد میں محمد بکری نامی ایک شخص ظہور پائے گا۔ احوالِ فقر میں وہ ہمارے مقامات پائے گا، جمع و تفصیل کی ذوقی زبان کا وارث ہوگا۔ ہمارا مرتبۂ ناطقہ اس کے حصے میں آئے گا الخ" حضرت علی وفا کے بعد یہ مقام عالی حضرت سیدی شمس الدین حنفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نصیبا بنا۔

---

[۱] کیا فرماتے ہیں مجتہدین مثلیہ بیچ اس مسئلے کے کہ حضرت امام شعرانی جیسا عالم یکتا و عارف بے مثل بھی حضرت محمد بکری کو بے مثل کہتا ہے اور حضرت خود بھی اپنے شعر میں اپنی مثل کی اپنے دور میں نفی فرماتے ہیں اور یہ مثلی نبی اکرم نورِ مجسّم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پھر بھی اپنی مثال کہتا ہے۔ اللہ ہی جانے کون سچا ہے۔ یقیناً سچوں کا ساتھی سچا اور جھوٹوں کا ساتھی جھوٹا ہے۔ مترجم

marfat.com

اور اس کے بعد اس تختِ عظمت پر سیدی محمد بکری تشریف فرما ہوئے۔ یہاں پر عمدۃ التحقیق کی عبارت ختم ہوئی۔

عجیب وغریب سفارش

اسی عمدۃ التحقیق میں تحریر ہے کہ امام شعرانی نے اپنی کتاب "عقود العھود" میں فرمایا ہے بحیرہ کے امیر عمر بن عیسیٰ پر حسین پاشا ناراض ہوا اور ایک فوجی جتھہ اسے گرفتار کرنے کے لیے بھیجا ارادہ یہ تھا کہ جونہی وہ آئے اسے قتل کر دیا جائے۔ فوجیوں نے اسے پکڑ لیا اور قلبوب کے قریب پہنچے تو امیر نے انہیں کہا۔ آپ کا بڑا احسان ہوگا اگر آپ مجھے حضرت شیخ محمد بکری رح کے دروازے سے گزار کر لے جائیں گے۔ میں وہاں سے گزرتے ہوئے ان سے حسین پاشا کے سامنے سفارش کرنے کی عرض کروں گا۔ فوجیوں نے یہ بات مان لی اور اسے حضرت کے دروازے پر لے گئے ظہر کا وقت تھا امیر عمر نے حضرت کے متعلق پوچھا تو اسے بتایا گیا کہ آپ گھر کے صحن میں ہیں اور اس وقت آپ سے ملاقات ممکن نہیں ہے آپ کو ملے بغیر امیر عمر چلا گیا۔ اس نے پھر فوجیوں سے کہا از راہِ کرم مجھے شیخ عبدالوہاب شعرانی کے دروازے کی سمت سے لے چلیں، فوجیوں نے یہ بات بھی مان لی۔ امام شعرانی فرماتے ہیں امیر عمر میرے پاس آیا اور حسین پاشا سے اپنے متعلق بات کرنے کو کہا میں نے اسے جواباً بتایا کہ اس آدمی (حسین پاشا) سے میری تو کوئی ملاقات نہیں ہے۔ ہاں میں حضرت محمد بکری رح کے پاس جاتا ہوں اور آپ کے متعلق ان سے سفارش کراتا ہوں اور انہیں یہ کہوں گا کہ وہ آپ کے بارے میں اسے جلدی ملیں، میں نے تو امیر عمر کے لیے دعا کر دی فوجی اسے لے کر چلے گئے۔ میں مدرسہ کی منزل سے اتر کر شیخ محمد بکری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پہنچا اور ان سے اس بارے میں بات کی انہوں نے فرمایا: مولانا! میں اس کے ماموں کے سامنے اس کی وصیت کروں گا۔ اس

marfat.com

سے زیادہ کچھ نہ فرمایا ان پر شدید حال کا غلبہ ہوا میں ان کے پاس سے غضب وغصّہ سے اٹھا کہ میں تو انہیں پاشا سے ملنے کے لیے کہتا ہوں اور وہ مجھے یہ جواب دیتے ہیں جس کا معنیٰ مجھے معلوم نہیں ہے اِدھر تو یہ کیفیت تھی۔ اور اُدھر امیر عمر جو سفید رنگ کی لونڈی تھی۔ کی ماں نے جب اس خراب حال میں اپنے بیٹے کی آمد کا سنا تو وہ پاشا کے حرم میں جا پہنچی پاشا اس وقت حرم میں تھا۔ اسے اطلاع ملی کہ امیر عمر پہنچ گیا ہے اس نے اپنے درباری کپڑے پہننے شروع کر دیئے تاکہ محل کی کچہری میں جا سکے۔ امیر عمر کی والدہ آگئی اور اپنے بیٹے کے متعلق حسین پاشا سے باتیں کرنے لگی۔ پاشا نے کہا تو کس قوم سے تعلق رکھتی ہے؟ کہنے لگی میری فلاں قوم ہے، فلاں گاؤں ہے اور فلاں گھر ہے۔ پاشا نے پوچھا کیا تیرا کوئی بھائی بھی ہے کہنے لگی جی ہاں میرا بھائی ہے اس کا نام یہ ہے اور اس کی علامت کندھے پر تل ہے۔ یہ سُن کر پاشا نے کہا پھر میں ہی تیرا بھائی ہوں ان کا باہم تعارف ہو گیا ایک دوسرے کو پہچان لیا اور گلے مل گئے حضرت محمد بکری کی کرامت کا ظہور ہوا ان کے قول کا معنٰی معلوم ہو گیا کہ میں اس کے ماموں کے سامنے اس کی وصیّت کروں گا" اتنے فقرے سے زائد آپ نے کچھ نہیں فرمایا تھا۔ پاشا امیر عمر کے پاس آیا اسے قصہ بتایا اسے خلعت پہنا کر اپنے منصب وعہدہ پر واپس بھیج دیا۔ حضرت امام شعرانی فرماتے ہیں وہ میرے پاس خلعت پہن کر آیا مجھے واقعہ بتا کر میرا شکریہ ادا کیا۔ میں نے اسے کہا یہ تو سب محمد بکری رضی اللہ عنہ کی برکت ہے جس طرح ان کے ساتھ میری گفتگو ہوئی تھی وہ میں نے بتائی اور اسے کہا ان کی خدمت میں جا کر شکریہ ادا کیجیے۔ وہ حضرت کی خدمت میں گیا اور آپ کی دل جوئی کی۔

آپ کی ایک کرامت یہ ہے کہ آپ سیر کے لیے ایک دن

پتّہ دینار بن گیا۔ نکلے ساتھیوں میں سے ایک کو فرمایا جائیں اور ہمارے

marfat.com

لیے کھانا خرید لائیں ۔اس نے کہا حضور! جس شخص کے پاس رقم ہے وہ ابھی نہیں آیا
حضرت نے فرمایا ہمارا خرچ کسی کے ذمہ نہیں سوائے ذات واحد واحد جل مجدہٗ
کے ،آپ نے ہاتھ بڑھا کر درخت کا ایک پتہ توڑا اور اس آدمی کو پکڑا دیا۔ اس نے
دیکھا تو وہ دینار تھا فرمایا جائیں اور ہمارا کھانا خرید لائیں۔ حاضرین یہ سب دیکھ
رہے تھے (بحوالہ الکوکب الدری)

کوہ قاف میں پھینک دیا ، پھر دستر خوان

کوکب دری میں یہ کراماتی واقعہ بھی مندرج ہے
جسے شیخ محمد بن ابوالقاسمؒ مالکی نے بیان کیا ہے کہ میں نے استاذ محمد بکریؒ سے
درخواست کی کہ مجھے اسم اعظم سکھا دیں آپ نے سکھانے کا وعدہ فرمایا لیکن بہت
دیر گزر گئی وعدہ ایفا نہ ہوا میں نے اپنے جی میں کہا ،استاذ گرامی کے ایفائے
عہد میں عرصہ گزر گیا ہے آخر یہ انتظار کب تک ؟ مجھے تب محسوس ہوا جب
حضرت استاد رضی اللہ تعالےٰ عنہ میرے پیچھے پہنچ گئے۔ مجھے دھکا دیا میں نے
دھکا کھانے کے بعد خود کو جبل قاف کے پیچھے پایا وہاں تین آدمی ملے جو اللہ کی عبادت
میں مصروف تھے میں نے انہیں سلام کہا تو انہوں نے سلام کا جواب دیا۔ میں نے
ان سے پوچھا آپ حضرات یہاں کیا کر رہے ہیں ؟ کہنے لگے ہم اللہ کریم کے بندے
ہیں اس کی توحید کے معترف ہیں اس کے عبادت گذار ہیں۔ اس کی عبادت میں
کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے۔ ہم یوم آغاز سے اب تک اسی انداز سے اس پہاڑ
میں مقیم ہیں ہم میں سے ہر آدمی کے لیے ایک دن متعین ہے وہ دعا کرتا ہے تو
آسمان سے دستر خوان اترتا ہے جو حلال و پاکیزہ رزق اللہ تعالےٰ عطا فرماتا ہے۔
وہ ہم کھا لیتے ہیں میں نے یہ سن کر انہیں کہا کیا کوئی صورت بن سکتی ہے کہ میں بھی
آپ حضرات کے ساتھ تین دن گزار لوں ؟ انہوں نے بات مان لی اور پھر حسبِ عادت

marfat.com

اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے اور دستر خوان اتر آتا جب چوتھا دن آیا تو مجھے کہنے لگے اگر ہمارے یہاں ٹھہرنا ہے تو آج آپ کی نوبت ہے دعا کرکے دستر خوان منگاؤ اگر نہیں ٹھہرنا تو اور بات ہے (پھر ہم دستر خوان کا آپ سے مطالبہ نہیں کرتے) محمد بن ابوالقاسم کہتے ہیں میں نے سچی نیت سے ہاتھ پھیلا دیئے اور یوں دعا کی، اے اللہ میں بھی آپ سے وہی دعا کرتا ہوں جو دعا آپ کے یہ بندے کرتے رہے ہیں کہ ہمیں مقررہ دستر خوان عطا فرما دے۔ کہتے ہیں ابھی یہ کلام پایۂ تکمیل کو بھی نہیں پہنچا تھا کہ دستر خوان اتر آیا وہ بہت حیران ہوئے کھانا سب نے کھایا فارغ ہو کر پوچھنے لگے، ہم اللہ کا واسطہ دے کر تجھ سے پوچھتے ہیں آپ نے اللہ سے کون سی دعا کی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کرامت سے نوازا؟ میں نے کہا پہلے تم اپنی دعا بتاؤ پھر میں اپنی دعا تمہیں بتا دوں گا کہنے لگے ہماری دعا تو یہ ہے: "اے پروردگار! تو ہمارا اور سب چیز کا پالنے والا ہے ہم تجھ سے سیدی محمد بکری کی برکات کا واسطہ دے کر سوال کرتے ہیں کہ ہمیں آسمان سے دستر خوان بھیج دے" صرف ان الفاظ کی برکت سے دستر خوان آسمان سے اتر آتا ہے اور ہمارا آج تک یہی طریقہ ہے۔ اب میں نے انہیں بتایا کہ میری دعا یہ تھی۔ "اے اللہ! میں بھی آپ سے وہی دعا کرتا ہوں جو دعا آپ کے یہ بندے کرتے رہے ہیں"۔ اللہ نے میری دعا قبول فرمالی ہے۔ ابھی میری بات پوری بھی نہیں ہوئی تھی کہ میری پشت کے پیچھے سے میری طرف ہاتھ بڑھا وہ ہاتھ سیّدی محمد بکری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تھا ہاتھ نے مجھے اپنی طرف کھینچا۔ میں نے اپنے آپ کو سیّدی محمد بکری کی محفل میں پایا میں نے اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے گناہ (کب تک حضرت اپنا وعدہ پورا نہیں فرمائیں گے اور کب تک اسمِ اعظم نہیں سکھائیں گے) سے توبہ کی۔

marfat.com

وہ ساری باتیں بتا کر غائب ہو گیا

عمدۃ التحقیق میں حضرت شیخ محمد زین البکری بن زین العابدین بن محمد بکری کے حوالے سے مذکور ہے اللہ ان کی زندگی سے وجود کو نفع عطا فرمائے، یہ ۱۰۵۱ھ کا واقعہ ہے وہ سفر میں تھے ایک رات ہاتف کو یہ کہتے سُنا کہ اے محمد زین العابدین) قرافہ میں اپنے دادا (حضرت محمد بکری) سے ملاقات کیجئے۔ ہاتف نے بار بار اصرار کیا میں گھر کے آنگن میں نکلا دیکھا کہ صبح کی سفیدی طلوع ہونے والی ہے میں نے اتنی دیر صبر کرنا چاہا کہ صبح کی نماز پڑھ لوں پھر سفر کروں گا میں ادھر اُدھر گھوم رہا تھا پھر صبح کا ستون طلوع ہُوا میں نے بگر دم (منہ اندھیرے) نماز صبح ادا کی، پھر سوار ہو کر قرافہ کی طرف چل پڑا اور حضرات خاندان بکریہ کے دربار میں داخل ہو گیا۔ اپنے دادے حضرت محمد بکری کی قبر اقدس پر جا بیٹھا، پگڑی اتار دی اور ان کی قبر کے آلے میں سر داخل کر کے کچھ مخفی معاملات پیش کرنا شروع کر دیئے جو آپ کے بغیر کسی اور کے سامنے بیان نہیں کر سکتا تھا پھر میں وہاں سے اُٹھ کر امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا، اب سوار ہو کر واپس چل پڑا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص ہے جس نے سرخ پگڑی اور سرخ جبہ پہن رکھا ہے بہت لمبے قد کاٹھ کا ہے۔ مجھے پیچھے سے پکارتا ہے اے محمد! اے بکری! اے محمد! اے بکری! اس کی آواز بہت بلند تھی۔ میں نے جونہی پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہ فوراً بولا۔ آپ کے دادا سلام فرماتے ہیں انہوں نے آپ کی شکایات سنی ہیں۔

سرکار علیہ السلام سب مشکلات کا ذمہ لیتے ہیں

آپ کی شکایات کے دوران حضور سید المرسلین نبی مکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بھی ان کے پاس تشریف فرما تھے۔ آپ کے دادا نے عرض کیا حضور! علیک الصلوٰۃ والسلام یہ میرے بیٹے زین العابدین

marfat.com

کا بیٹا ہے مجھے بہت پیارا ہے آپ اس کی حاجت پوری فرمائیں۔ آپ کی حاجات حضور کریم علیہ التسلیم نے اپنے ذمہ لے لیں، آپ نے دادا جان سے یہ اور یہ حاجتیں طلب کی تھیں، ایک ایک حاجت اس نے گن کر بیان کر دی مجھے اس کے کشف کی صحت کا یقین ہو گیا۔ میں جلدی سواری سے اترا اور اسے اپنے ساتھیوں سے حیا کے لیے الگ لے گیا۔ اس نے پھر میری سب حاجتیں بیان کر دیں حالانکہ میں نے صرف اپنے دادا جان سے عرض کی تھیں جو قبر کے تابوت کے اندر تشریف فرما تھے میں نے اپنے ساتھ اسے گھر جانے پر مجبور کیا اور کہا اب میرے گھوڑے پر سوار ہوں اور گھر تک میں پاپیادہ آپ کے ساتھ چلوں گا۔ اس نے اس بات کو ناپسند کیا وہ خوفزدہ ہو گیا اور کہنے لگا میں آپ کی رکابوں کے ساتھ ساتھ پیدل چلوں گا میں سوار ہو گیا مگر گھوڑے نے چلنے سے انکار کر دیا میں نے پلٹ کر دیکھا تو وہ آدمی غائب ہو چکا تھا۔ میں نے اپنے ساتھی اس کے پیچھے دوڑائے کچھ قاضی بکار کی طرف گئے کچھ سیدی عمر بن فارض کی طرف بڑھے سارے قرافہ کو انھوں نے چھان مارا مگر کسی کو اس کا پتہ نہ چل سکا یہ واقعہ حضرت نے خود مجھے (مصنف عمدۃ التحقیق) اپنے الفاظ میں سنایا، اللّٰہم پر بار بار آپ کی برکات نازل فرمائے۔ یہ تھی مصنف عمدۃ التحقیق کی عبارت۔

آگے چل کر مصنف نے یہ واقعہ ذکر کیا ہے

علوم کے دروازے کھل گئے کہ میں نے امت کے عالم شیخ محترم مفتی ے جامع ازہر میں سنا ہے فرماتے تھے جب شیخ ابوالحسن بکری رضی اللہ تعالیٰ عنہ (حضرت محمد بکری کے والدِ مکرم) وصال فرما گئے تو ان کے صاحبزادے شیخ جلال الدین فوج کے جج کے پاس گئے یہ جج ان کا دوست تھا۔ اس نے ان کے والدِ گرامی کے سارے وظائف ان کے نام لکھ دیئے اور سیدی حضرت محمد

marfat.com

کے لیے کوئی وظیفہ (جائیداد وغیرہ) نہ چھوڑا۔ حضرت محمد گھر آئے تو والدہ ماجدہ کو روتے پایا پوچھنے لگے آپ کیوں رو رہی ہیں؟ انہوں نے جواب دیا تمہارے بھائی نے تمہارے باپ کی جائیداد و وظائف سے تمہارے لیے کچھ نہیں چھوڑا ہے۔ آپ کچھ پریشان ہو گئے کم عمری تھی ابھی تو آپ کے رخسار سبزہ (ڈاڑھی) سے خالی تھے آپ کی عمر اس وقت بائیس سال تھی کیونکہ آپ کی ولادت ۹۳۰ھ ہے اور آپ کے والد گرامی کی وفات ۹۵۲ھ ہے) آپ جج کے پاس پہنچے اور اس سے بات کی وہ کہنے لگا عزیز من! جب مردوں کے مقام پر پہنچیں گے اور علوم پڑھیں گے تو ان وظائف کے مستحق ہوں گے مطلب یہ تھا کہ یہ لنگر کا مال تھا اور جو مستحق ہو گا وہی لے سکے گا آپ نے اسے جواب دیا، حضرت جی! آپ سب علماء کو میرے بھائی سمیت بلالیں۔ پھر بھائی صاحب کلام کریں میں سنوں گا یا میں کلام کروں گا اور وہ سنیں گے۔ جو بڑا عالم ہو گا وہ ان وظائف کا مستحق ہو گا۔ یہ بات قاضی (جج) کو پسند آئی اس نے علماء اور امراء کو اکٹھا کیا اور کہا حضرت شیخ جلال الدین صاحب! آپ کا بھائی آپ سے مناظرہ کرنا چاہتا ہے۔ شیخ جلال الدینؒ نے سخت و ترش کلمات کہے قاضی سیدی محمدؒ کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا (وہ تو کچھ نہیں کہتے) آپ ہی بولیں، آپ نے فرمایا: جناب والا! قرآن پاک لے کر کھولیں جو آیت سامنے آئے گی میں اسی کی تفسیر کروں گا قاضی نے قرآن پاک کھولا تو تیسرے پارے کی سورت بقرہ کی یہ آیت) آمن الرسول سامنے آگئی یہ بات مخفی نہیں کہ اس آیت شریفہ میں رسالت وایمان پر گفتگو بہت مشکل ہے۔ حضرت محمد بکری اپنے سجادہ (مصلے) پر بیٹھ گئے قبلہ کی طرف منہ کر لیا اللہ پاک کا نام نامی لے کر حمد و ثنا کی، حضور رؤف الرحیم پر صلوٰۃ بھیجی، آنکھیں بند کر لیں اور سب مفسرین کے ارشادات بڑی فصیح عبارت میں بیان فرمائے سب حاضرین حیران ہو گئے آپ دن کی ابتدا سے تفسیر بیان

marfat.com

کر رہے تھے اس وقت تفسیر ختم کی جب ظہر کی نماز کے لیے مؤذن نے اللہ اکبر کی ندا دی آپ نے آنکھیں کھولیں تو وہ سرخ خون کی طرح لال تھیں یہ شعر پڑھا۔ علم صرف وہی نہیں جو پڑھ کر حاصل کیا جاتا ہے ۔ افضل علم تو ہمارا علم ہے جو عطائے ربانی ہے اور ٹھاٹھیں مار رہا ہے ۔ قاضی اٹھا آپ کے ہاتھ کو بوسہ دیا ، سب علماء و امراء نے جو حاضر تھے آپ کا ہاتھ چوما ۔ آپ اپنے خچر پر سوار ہو گئے ، قاضی اور سب حاضرین آپ کے سامنے پاپیادہ چلتے رہے اور آپ کو اپنے گھر والدۂ ماجدہ کے پاس چھوڑ گئے قاضی نے آپ کی سب ضرورتیں پوری کر دیں ۔ یہ پہلی کرامت تھی جو حضرت محمد سے ظہور پذیر ہوئی اور آپ پورے مصر میں شہرت کے آسمان پر چمکنے لگے ۔

حاجت برآری کا مجرّب نسخہ

مصنف عمدۃ التحقیق مزید لکھتے ہیں کہ مجھے علامہ شیخ عبدالقادر محلی نے بالمشافہ یہ بات ارشاد فرمائی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ سے کوئی حاجت ہو اور آپ زمین کے کسی حصے میں ہوں تو حضرت سیدی محمد بکری رضی اللہ عنہ کی قبر انوار کی طرف منہ کر کے کہیں "اے شیخ محمد ! اے ابن ابی الحسن ، اے سفید چہرے والے ، اے بکری رضی اللہ عنہ! میں فلاں حاجت میں اللہ تعالیٰ کے سامنے آپ کا وسیلہ پیش کرتا ہوں" حاجت یقیناً پوری ہو گی یہ بہت مجرّب ہے ۔

کیا خیال ہے نام نہاد علمائے حق کا ، اگر کوئی مرید حضور غوث صمدانی محبوب سبحانی ، شہباز لامکانی ، سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق ایسے کلمات کہہ دے تو شرک تو نہیں ہو گا ؟ آخر امت کے بزرگوں ، اولیاء ، اقطاب ، افراد اور اوتاد رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے عقیدہ کے خلاف آپ کیوں عقیدہ رکھے بیٹھے ہیں کیا انہیں قرآن و سُنّت کا علم نہ تھا جو آنکھیں بند کر کے ساری تفاسیر بیان کر دیں وہ تو صحیح العقیدہ نہ ہوں

marfat.com

وجد کی رعنائیاں

استاذ گرامی تاج العلماء شیخ محمد زین العابدین بکری اللہ ان کے فیوض کی بارشیں ہم پر نازل فرمائے اور مسلمانوں کی بہتری کی خاطر ان کی زندگی دراز فرمائے) سے میں (مصنف عمدۃ التحقیق) نے یہ واقعہ سنا فرماتے تھے۔ دادائے عالی مقام کے ساتھ یہ واقعہ پیش آنے کا اتفاق ہوا کہ آپ شیخ گرامی سید الاولیاء حضرت محمد بدوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کے لیے گئے مسجد کے صحن میں وضو کے لیے بیٹھے جو بھی باہر سے آتا یہ فقرہ کہتا "دستور یا سیدی احمد (سیدی احمد داخلے کی اجازت چاہتا ہوں) ہر آنے والا یہی کہنے لگا حضرت محمد پر حال طاری ہو گئی مختلف کیفیات ظہور پذیر ہوئیں۔ آپ نے بھی کئی مرتبہ دستور یا احمد یا بدوی کا فقرہ دہرایا، کیا عطا کے خزانے احمد بدوی میں ہی محدود و مسدود ہو گئے میرے اندر بیس احمد بدوی ہیں، کوزہ لے کر آپ نے دیوار پر دے مارا۔

آگے چل کر لکھتے ہیں ایسا اتفاق ہوا کہ بچپن میں میرا جوخہ گم ہو گیا مجھے اس سے بڑا تعلق خاطر تھا میں نے عالم اُمت حضرت شیخ یوسف فیشی سے التماس کی کہ آپ یہ مسئلہ حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا شیخ محمد بکری رض سے حل کرائیں آپ نے جواب میں ایسی بات کہی جس سے شیخ محمد بکری کی خصوصیت سیدنا مالک رض اور سیدنا شافعی ثابت ہوتی تھے میں وہ الفاظ نقل نہیں کر سکتا۔ اس خصوصیت کا کچھ ذکر

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

اور آپ جنہیں آنکھیں کھول کر بھی یہ تفاسیر مطالعہ کرنا نہیں آتیں آپ کا عقیدہ صحیح ہے وہ تو صحیح العقیدہ نہ ہوں کہ جن کی محافل میں نور برسانے خود رحمۃ للعالمین علیہ السلام قدم رنجہ فرمائیں اور ان کے بیٹوں، پوتوں کی ضرورتوں کے کفیل بن جائیں اور آپ سچے سُنی ہوں جنہیں سوائے تثلیث اور بشریت کے قرآن سے بھی اور کچھ نہ سوجھے یعنی اگر . . . . . . جنت میں لے جائیں تو بھی . . . . تلاش کرے۔ مترجم

marfat.com

حضرت محمد بکری نے اپنے قصیدہ رائیہ میں کہا ہے جس کے دو شعر یہ ہیں :

۱. افسوس ہے مرید کے دل پر کہ وہ انکار سے افطاری کرتا ہے یعنی منکر ہے ۔

۲. کیا آئمہ کرام میں سے کوئی آقا ایسا ہے جس کا ذکر میری مثل کے طور پر کیا جائے ۔

مجھے حضرت فیشی نے حکم دیا کہ میں حضرت محمد بکری کی خدمت میں حاضری دوں میں نے آپ کے دربار میں دو رکعت نماز نفل ادا کی اور مسئلہ آپ کی خدمت میں پیش کر دیا ۔ جب میں (واپسی پر) مقامِ اشرفیہ پر سے گزر رہا تھا تو میرا ضائع شدہ جوتا ایک آدمی نے مجھے آکر دے دیا ۔

آپ کے صاحبزادے شیخ ابوالسرور بکری نے آپ کے مناقب و محامد میں "الکوکب الدری فی مناقب الاستاذ محمد البکری" نامی ایک کتاب لکھی ہے میں نے یہ کتاب نہیں پڑھی میں نے اس کتاب سے جو حوالے نقل کئے ہیں وہ "عمدۃ التحقیق فی مناقب آل الصدیق" کے واسطہ سے ہیں، سابقہ صفحات میں ایسی کئی نقول میں پیش کر چکا ہوں ۔

۱۸۴ . حضرت محمد بن محمد بن موسیٰ عرہ بقاعی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ

آپ شافعی المذہب ہیں ، دمشق میں قیام تھا ۔ آپ عارف باللہ شیخ ہیں آپ کا سلسلہ دسوقی ہے ۔ آپ ہمیشہ ذکرِ خدا میں مستغرق رہتے آنکھ جھپکنے کی دیر بھی ذکر نہ چھوڑتے آپ کا چہرہ گلاب کے پھول کی طرح کھلا ہوا نور برساتا تھا ۔

علامہ غزی بیان کرتے ہیں آپ کی

غیر عظمت اولیاء کے اقراری ہیں

ولایت کا آغاز تھا اور آپ کے شہر میں شدید گرمی تھی آپ پر حالت طاری ہوئی اور تحریک پیدا ہوئی آپ چلا گئے ۔ ایک جگہ بہت سے لوگ اکٹھے بیٹھے تھے ، انہوں نے یہ آواز سُنی ۔ ایک بولا یہ چیخ کیسی ہے؟

marfat.com

دوسرے نے جواب دیا محمد عزہ مسجد میں ہیں۔ ان لوگوں میں ایک رومی بھی بیٹھا تھا وہ بولا کیا شیخ محمد اس شہر کے رہنے والے ہیں؟ لوگوں نے جواب دیا جی ہاں! اس نے کہا اللہ انہیں سلامت با کرامت رکھے۔ لوگوں نے پوچھا آپ انہیں کیسے پہچانتے ہیں وہ بولا قسم خدا روڈس کی جنگ کے وقت سے میں انہیں پہچانتا ہوں، میں نے انہیں اپنی ان ظاہری آنکھوں سے انہیں سلطان بیبرس کے ساتھ جنگ میں دیکھا ہے پھر وہ بولا حضرت اس وقت کہاں ہیں تاکہ انہیں ملا جا سکے؟ لوگوں نے جواب دیا جامع مسجد میں ہیں۔ رومی گیا اور آپ کے ہاتھ چوم لیے آپ کا دل پرچایا۔ مروی ہے کہ وہ دمشق میں تھے مگر لوگوں نے انہیں جبلِ عرفات کے موقف (جہاں حاجی حج کا دن گزارتے ہیں) میں دیکھا۔

جنبی کا علم

عمر بن خضر نامی جو غزہ بقاع میں رہتا تھا ایک گروہ کے ساتھ لبنان کی پہاڑی میں لکڑیاں اکٹھی کرنے گیا حال یہ تھا کہ عمر بن خضر پر حالت جنابت طاری تھی وہ ناپاک تھا۔ جب وہ لکڑیاں کاٹ رہے تھے تو ہاتف نے انہیں آواز دی اے غزہ کے رہنے والو! تمہیں باغی پکڑنے والے ہیں یہ لوگ واپس غزہ کی طرف بھاگے عمر بن خضر نے دیکھا کہ شیخ محمد عزہ ایک ڈھیر دکھانے والی جگہ، پر کھڑے ہیں اور حال کی وجہ سے ناچ رہے ہیں اسے دیکھ کر فرمانے لگے عمر! تو لبنان کی پہاڑی پر ناپاک جسم کے ساتھ چلا گیا تجھے باغیوں کا خوف نہ تھا۔ عمر بن خضر رو رہا تھا اور حضرت کے ہاتھ چوم رہا تھا اور کہہ رہا تھا آقا! میں اللہ تعالیٰ کے سامنے توبہ کرتا ہوں۔

پھر چھتیں گر گئیں

صوفی شہیر شیخ تقی الدین قرنی کے ایک مرید نے یہ واقعہ بیان کیا ہے کہ شیخ محمد عزہ کا ایک مرید تھا جسے آپ سے بہت محبت تھی وہ سویقہ محروقہ (جلی ہوئی گلی) میں گھی بیچا کرتا تھا وہ

marfat.com

حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضرت پر حال طاری تھا آپ نے فرمایا اس بازار سے نکل جا یہ گرنے والا ہے اس آدمی نے آپ کی بات مان لی اور بازار سے نکل گیا دکان خالی کر دی۔ اس محلے میں ایک نٹ (بھانڈ) آیا جو رسی پر چلا کرتا تھا اس نے رسی بازار کے بڑے رسے کے ساتھ باندھ دی بازار کے اوپر نیچے مرد، عورتیں اور بچے تھے جو اس بھانڈ کو دیکھ رہے تھے۔ حضرت محمدؒ بھی بازار کے رسے کی سمت تھے جہاں سب لوگ کھڑے تھے آپ پر حال شدت سے طاری تھا سارا بازار نیچے لوگوں کے اوپر گر گیا جو چھتوں کے اوپر تھے وہ بھی گر گئے لیکن حضرت شیخ کی برکت تھی کہ کسی کو ذرہ برابر تکلیف نہ ہوئی حضرت نے بازار گرنے سے دس دن پہلے مذکورہ بالا گھی فروش کو بازار گرنے کی اطلاع کر دی تھی۔

مرید کی نیّت کا علم

حضرت محمد عرہؒ کا ایک مرید علاقہ دروز کی طرف گیا اس نے اللہ کے لیے نذر مانی کہ اگر خیریت سے دمشق واپسی ہوئی تو حضرت محمد عرہ کو بطورِ نذرانہ شاش (اوپر اوڑھنے کا ایک کپڑا) دے گا وہ خیریت سے واپس آگیا۔ صبح سویرے حضرت نے اس کے دروازے پر دستک دے کر فرمایا جو نذر مانی تھی وہ دے دو۔ اس نے شاش پیش کر دیا۔ آپ کی بہت زیادہ کرامات ہیں۔

یہ امتحان کی بھٹی

علامہ غزیؒ لکھتے ہیں میں جی میں کہا کرتا تھا جب میں شیخ محمد عرہ سے ملوں گا تو ان کے حالات جاننے کی کوشش کروں گا میں دیکھوں گا کہ یہ صاحب نماز کیسے ادا کرتے ہیں اور کیا جمعہ اور جماعتوں میں بھی شامل ہوتے ہیں یا نہیں؟ کیونکہ باوجود ظاہر ہونے کے وہ مخفی تھے خاموش رہتے اور لوگوں سے نہیں ملتے تھے میں کہا کرتا تھا جب میں ان کی اس حالت کو دیکھوں گا تو یقین کر لوں گا کہ وہ فی الواقع شام کے ابدال اور وہاں کے اولیاء ربانی سے

marfat.com

خاص ولی ہیں۔ اس کے کچھ عرصہ بعد ہی میں نے نماز جمعہ ادا کی۔ یہ ۹۹۴ھ کا نصف شعبان کا جمعہ تھا۔ اذان سے پہلے ہی شیخ محمد عزہ میرے پہلو میں کھڑے تھے اور اذان شروع ہوئی تو مؤذن کے کلمات کا (شرعی طریقہ کے مطابق) جواب دے رہے تھے۔ مؤذن کے فارغ ہونے تک یہی کیفیت رہی۔ اب انہوں نے نفل تحیۃ المسجد آداب شرع کے مطابق ادا کیے اور بیٹھ گئے۔ جب خطیب نے خطبہ شروع کیا تو آپ کی زبان عادت کے خلاف ذکر سے رُک گئی مجھے معلوم ہو گیا کہ ذکر پر خاموشی کو آپ نے اس لیے ترجیح دی ہے کہ خطیب کے خطبے کے دوران شریعت مطہرہ کا یہی حکم ہے پھر میں نے نمازِ جمعہ۔ بعد کے اوراد اور سنتوں میں بھی ان کی طرف توجہ رکھی امام کے محراب سے نکلنے تک وہ نماز سے فارغ ہو کر بیٹھے رہے۔ اس کے بعد اُٹھ کر مصافحہ مجھ سے فرما کر مجھے دیکھتے بھی جاتے تھے اور مسکراتے بھی جاتے تھے گویا وہ مجھے یہ بتلا رہے تھے کہ میری جو حالت دیکھنا چاہتے تھے اب تو دیکھ لی۔ ان باتوں کے مشاہدہ سے میرے نزدیک ان کی شان اور بڑھ گئی۔ میرے نزدیک وہ ان لوگوں میں شامل ہیں کہ مجھے موت آئے تو ان کی محبت اور ان پر اعتقاد میرا ساتھی ہو۔ آپ کی وفات ۹۹۹ھ میں ہوئی۔

۱۸۳۔ حضرت محمد بن محمد سید شریف کمال الدین بن عجلان دمشقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ رفاعی طریقہ کے ہیں محبی کہتے ہیں کہ حسن بورینی نے آپ کے تعارف و ترجمہ میں لکھا ہے کہ میرے نزدیک وہ اللہ کے ولیوں میں شامل ہیں۔ کیونکہ ان کے اخلاق اللہ کے صالح ولیوں جیسے ہیں۔

علامہ نجم الدین غزی لکھتے ہیں میں ایک دن (دمشق میں) جامع مسجد اموی میں بیٹھا تھا کہ آپ باب العنبرانیین سے مسجد میں داخل ہوئے جتنے ہو سکے نماز نوافل

marfat.com

پڑھے ارکان جلدی جلدی ادا کیے۔ مجھے خیال گزرا کہ یہ عامی ہیں جنہیں نماز میں طمانیت قلب بھی حاصل نہیں ہے نماز کا سلام پھیرنے کے بعد اپنی جگہ سے اُٹھ کر میرے پاس آکر مجھ سے مصافحہ کیا اور فرمایا "جناب والا! میرا مواخذہ نہ فرمائیں میں ایک عام آدمی ہوں اور عامی آدمی کی نماز علماء کو پسند نہیں آسکتی"۔ مجھے پتہ چلا کہ یہ سب میرے متعلق آپ کا کشف ہے میں نے گفتگو میں ان کا بحد احترام کیا اور معذرت چاہی صلاح و تقویٰ کے آثار آپ کے چہرے سے جھلک رہے تھے۔ ۱۰۵۱ھ میں وفات ہوئی۔

۱۸۴۔ حضرت محمد بوقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حلب کے قریب شہر بوقان سے منسوب ہیں، آپ بیرمی صوفی تھے۔ پھر مصر اور روم کے علاقوں میں آگئے، مناوی فرماتے ہیں میں ان سے ملا اور اکتساب فیض کیا۔

مروی ہے کہ جب آپ خلوت سے نکلے تو ایک چوہا دیکھا آپ کی نگاہ اس پر پڑی تو نگاہ نور بھی اس پر پڑا ایک بلی آگئی وہ آزا دتھی مگر نہ چوہے کے قریب گئی اور نہ اس پر حملہ کیا حاضرین یہ دیکھ کر حیرت زدہ ہو گئے۔

۱۸۵۔ حضرت محمد یمنی قادری رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ

آپ فُقَیَّہ (مصغر ہے) کے لقب سے مشہور ہیں۔ تعز شہر میں قیام فرماتھے آپ شیخ جلیل اور مرشد کامل تھے آپ صاحب تصرفات وکرامات تھے بلکہ یہ کیفیت گویا ان پر ہی ختم تھی۔

اپنی موت کی اطلاع

حضرت شیخ محمد بن عطاء اللہ اسکوبی شہر قسطنطنیہ کی مسجد سلیمانیہ کے واعظ فرماتے ہیں کہ میں ایک مدت

marfat.com

تک ان کی صحبت میں رہا، جب مجھے اجازت دی تو فرمایا اے محمد! اللہ مجھے اپنی حفاظت میں رکھے کیونکہ یہ امانت جواب میں نے تمہیں دی ہے اپنی حفاظت میں رکھی اب میں جلدی مر جاؤں گا اس کے صرف آٹھ دن بعد آپ کا وصال ہو گیا۔ بقول علامہ مناوی اسی سال کی عمر میں [illegible]ھ میں آپ واصل بحق ہو گئے۔

۱۸۶۔ حضرت محمد بن اسمٰعیل بن فتی زبیدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ ابتداء میں علمائے ظاہر میں شمار ہوتے تھے۔ چالیس سال کی عمر کے بعد جذب وسلوک نے آلیا اور ایک شیخ سے وابستہ ہو کر اپنی تمنا کی انتہاؤں کو پالیا آپ کی کرامات ظاہرہ اور احوال مبارکہ ہیں۔

محبی فرماتے ہیں عموماً کہا جاتا ہے کہ وہ اپنے دور کے غوث ہیں ان کے حال کی ایک عجیب کیفیت یہ تھی کہ صرف دیکھنے سے لوگوں کا حال ان کے سامنے منکشف ہو جاتا ہے ملنے والوں کو بتا دیا کرتے تھے۔

مدینہ میں حاضری

جولی فروخ کی کہتے ہیں کہ میں ان کی خدمت میں ۱۰۰۴ھ میں پہنچا اور ایک عرصہ حاضر رہا پھر عرض کیا حضور! اجازت سفر درکار ہے تاکہ یمن کے مشائخ کی زیارت کر سکوں۔ فرمانے لگے جو کچھ آپ مشائخ سے چاہتے ہیں وہ ہمارے پاس موجود ہے یہ تو ہمارے لیے مناسب نہیں کہ ہمارا چاہنے والا کسی اور کا محتاج ہو۔ میں نے عرض کیا حضور! سفر ضروری ہے آپ نے فرمایا سفر تو کرو گے لیکن بڑی تھکن اور تکلیف سے دوچار ہو گے۔ محبی کہتے ہیں پھر اسی طرح ہوا جس طرح آپ نے فرمایا تھا۔ محبی ہی کہتے ہیں میں نے بوقت جدائی عرض کیا حضور! میں آپ سے بیحد مانوس ہو گیا ہوں اور اب حرمین شریفین کی طرف جا رہا ہوں جب آپ کی ملاقات کا شوق غلبہ پائے گا تو میرا کیا حال ہو گا۔ فرمانے لگے آپ مجھے میزاب

marfat.com

رحمت یاملتزم کے پاس مل لیں گے۔ میں نے عرض کیا میں تو پہلے مدینہ طیبہ حاضر ہونے والا ہوں، جواب میں فرمایا میں مدینہ طیبہ میں جمعرات کو نماز عصر پڑھوں گا اور عصر سے لے کر سورج غروب ہونے تک باب السلام کے پاس بیٹھ کر سرکار رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ السلام پر درود کا ہدیہ پیش کروں گا۔

۱۸۷۔ حضرت محمد صعیدی رحمۃ اللہ علیہ آپ دیوان میں مقیم تھے، آپ عظیم المرتبت صوفی ہیں، بہت سی کرامات آپ سے صادر ہوئیں۔ آپ کے لیے نیر مسخر تھا جہاں چاہتے اس پر سوار ہو کر چلے جاتے۔ ایک ظالم نے آپ کے خلاف جرم کیا دریا کو فرمایا اسے مہلت نہ دے اور اسے پکڑ لے پانی چڑھ آیا ظالم غرق ہو گیا پھر دریا اپنی جگہ پر چلا گیا۔ بقول علامہ مناوی آپ گیارہویں صدی کی ابتداء میں واصل بحق ہوئے۔

۱۸۸۔ حضرت محمد مغربی رحمۃ اللہ علیہ آپ کا قیام مصر کے قلعہ میں تھا مجذوب صوفی تھے مگر عموماً باہوش رہتے۔ آپ کی کرامت ملاحظہ ہو کہ جب مصری فوج میں فحش نے راہ پائی تو آپ کے سامنے لوگوں نے شکایت کی۔ فرمانے لگے جلدی ایک آدمی آئے گا جو ان کی حکومت کے زوال کا سبب بن جائے گا کچھ کو قتل کر دے گا اور کچھ کو ذلیل کرے گا پھر ایسا ہی ہوا۔

آپ مصریوں کی تکالیف خود اٹھا لیتے تھے۔ جب کسی ناپسندیدہ بات کا ظہور ہونے والا ہوتا۔ دکانداروں کے پاس جا کر فرماتے، کیا تم والدہ پر احسان کرو گے؟ ان سے درہم لے کر محتاج فقیروں میں تقسیم فرما دیتے اور اس طرح مصیبت ٹل جاتی اور ختم ہو جاتی، بقول علامہ مناوی آپ کا وصال گیارہویں صدی ہجری کی ابتداء میں ہوا۔

marfat.com

۱۸۹۔ حضرت محمد بن عمر سعدی حلبی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ حلب میں سلسلۂ سعدیہ کے خلیفہ تھے، آپ بڑے بڑے صوفیہ میں شامل ہیں اور مشائخ سعدیہ کے اعیان میں سے ہیں۔

امارت کا نشہ ہرن ہو گیا

آپ کی یہ کرامت علامہ مجی رحمۃ اللہ علیہ نے ابو خاباتی عرضی کی تاریخ سے نقل کی ہے ایک شخص جس کا نام عبدالرحمان بن صلاح تھا، بڑا مالدار اور صاحبِ ثروت تھا اس کے ساتھ وہ وقار و ہیبت کا مجسمہ تھا لیکن وہ حضرت محمد سعدی کے صاحبزادے ابوالوفا کے حلقۂ ذکر میں ایسے لوگوں میں آیا کرتا تھا جو عموماً کسان اور محنت کش تھے۔ میں (مجی) نے اسے کہا جناب! آخر کیا وجہ ہے کہ اتنا امیر کبیر ہو کر آپ ان غریبوں کے حلقۂ ذکر میں آتے ہیں؟ اس نے جواب دیا میں نوجوان تھا ایک جگہ کھڑے ہو کر حضرت ابوالوفا کے والد حضرت سعدی کے فقیروں کو دیکھ رہا تھا۔ اور دل ہی دل میں ان کے ذکر کا مزاح اڑا رہا تھا کیونکہ وہ ایسے الفاظ کہہ رہے تھے جس کے معنی ناقابل فہم تھے۔ میں نے جی میں کہا ھام ھام لفظ بول کر آخر وہ کیا مطلب لیتے ہیں؟ حضرت محمد سعدی رحمۃ اللہ علیہ بھیڑ کو چیرتے حلقہ سے نکلے مجھے کپڑوں سے پکڑ کر کھینچا اور فرمایا ہم تو اللہ اللہ کہہ رہے ہیں بیہوش ہو کر گر پڑا اس واقعہ کے بعد میرا فقیروں پر اعتقاد جم گیا۔ (اب غریبوں میں اسی کا مداوا کرتے بیٹھتا ہوں)

قبیلہ بنو درہم میں منلا نامی ایک فاضل شخص تھا۔ وہ اولیاء کا تمسخر اڑاتا اور انہیں حقیر سمجھتا، حضرت شیخ محمد سعدی نے اسے اشارہ کیا ادب اختیار کر با ادب بن جا، وہ بیہوش ہو کر گر پڑا اس کے وارث حضرت شیخ کی منت کرنے لگے ایک طویل عرصہ تک آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے تب کہیں جا کر آپ نے معافی دی

marfat.com

اور درگذر کیا اور مذکورہ مرگی زدہ شفایاب ہوا۔ یہ سب حضرت شیخ محمد سعدی کی وجہ سے تھا۔ یہ سب واقعات علامہ محبیؒ نے آپ کے صاحبزادے ابوالوفا کے ترجمہ وتعارف میں بیان کیے ہیں۔ آپ کی وفات ۱۰۲۰ھ ہجری میں ہوئی۔

۱۹۰۔ حضرت محمد شرمساحی مصری رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ صاحب کرامات وخوارق مجذوب تھے۔ مناوی فرماتے ہیں کہ ان کے صاحبزادے سیدی زین العابدین امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار کے دروازے پر کھڑے تھے صاحبِ ترجمہ (محمد) آئے تو صاحبزادہ صاحب نے اپنے جی میں کہا کیا ان کا بھی کوئی ایسا حال ہے جو ان کی حفاظت کرتا ہے؟ آپ شدت سے چلائے تمہارا میرے ساتھ کیا مطلب ہے؟ میں نے آخر تمہارا کیا بگاڑا میرا کیا قصور ہے؟ (سب کشف تھا)۔

۱۹۱۔ حضرت محمد بن احمد عجیل رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ

آپ بنی عجیل کے عظیم فقیہ گھرانے کے چشم وچراغ ہیں۔ عارفِ ربانی احوال ظاہرہ وباہرہ والے ہیں آپ کو انفاسِ طاہرہ اور کرامات ظاہرہ عطا ہوئیں آپ کی جلالتِ شان اور ولایت پر سب کا اتفاق ہے

نورِ مصطفوی کی ضیاپاشیاں

علامہ مجبیؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت کی ایک اپنی تحریر دیکھی جس کی عبارت یہ ہے کہ شیخ صالح نجم الدین بن فیولی مصری نے مجھے بتایا کہ انھوں نے عید الفطر کے دن اونگھ کی کیفیت میں ۱۰۲۸ھ میں دیکھا کہ گویا نبی مکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی قبرانور کی جگہ پر سامنے تشریف رکھتے ہیں اور آپ کے سارے جسمِ پاک

marfat.com

سے نور نکل رہا ہے لیکن سینۂ اقدس سے جو نور نکل رہا ہے وہ تو ایسی کیفیت لیے ہوئے ہے جو جسمانی کیفیت ہے اور اس کی مقدار اتنی تھی یہ کہ آپ نے انگوٹھے اور شہادت کی انگلی کا حلقہ بنایا اور یہ نور اپنی جگہ سے پھیل کر سیدی محمد عجیل تک پہنچتا ہے اور ابن عجیل محفل میلاد و ذکر اپنی مسجد میں اس وقت قائم کیے بیٹھے ہیں اور یہ نور ان کے سینے میں لگاتار داخل ہوتا چلا جاتا ہے میں نے دیکھا کہ باقی اولیاء کو بھی وہ نور مل رہا ہے لیکن اس کی مقدار تھوڑی ہے، بس اتنا جتنا کہ ظاہری دنیا میں دیکھنے والے کو تا گا دکھائی دیتا ہے میں پوری طرح بیدار ہو گیا تب بھی وہی کیفیت رہی کہ نور حضور علیہ السلام کے سینۂ انور سے سیدی فقیہ محمد کے سینے میں آرہا ہے یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے وہ دے دیتا ہے کیونکہ وہ عظیم فضل والا ہے۔

قبر سے نکل کر ملتے ہیں

مروی ہے کہ حضرت ممدوح صاحب ترجمہ (محمدؒ) قریباً دو سال بیمار رہے دن کو وہ بجائے جنگ و جہاد) تشریف لے جاتے تو رات کو اپنے دادا فقیہ احمد بن موسیٰ کی قبر پر پہنچ جاتے، احمد پھر ایک دن قبر سے نکل کر ان کے سامنے آگئے اپنی انگلی بڑھائی انھوں نے انگلی چوس لی پھر حضرت احمد نے انہیں تربیت وارشاد کے لیے واپس اپنے شہر آنے کا حکم دیا۔

یہ بھی مروی ہے کہ خواب میں ان کے پاس کوئی آیا اور انہیں ابن عربی کی کتابوں کا مطالعہ کرنے کے لیے کہا اگر آپ کتابوں کا مطالعہ کریں گے تو ہم تلوار سے آپ کا دفاع کرتے رہیں گے آپ نے حدیث و فقہ کے علوم حافظ عبدالرحمان دیبع یمنی سے پڑھے علوم طریقت حضرت عارف ربانی ابوالقاسم بن علی صاحب القحمی یمنی سے حاصل کیا اور بھی استاد تھے۔ آپ کا وصال ۱۰۱۰ھ میں ہوا فقیہ ابن عجیل کے گھر دفن ہوئے آپ کی قبر پر بہت بڑا قبہ تعمیر کیا گیا۔ بقول محبی آپ کا مزار حاجت برآری کے لیے تریاق مجرب ہے۔

marfat.com

۱۹۲۔ حضرت محمد زین العابدین بن سیدی محمد بکری البکیر المصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

بھی کہتے ہیں کہ خلاصۃ الاثر میں ان کا ذکر حرف

"ز" میں کیا گیا ہے (یعنی نام زین العابدین کچھ پر ذکر "ز" میں کیا گیا ہے) آپ استاد اور عارفِ ربانی ہیں آپ اپنے والدِ گرامی کے بعد ان کے مسندِ نشین ہوئے درس و افتار سے لوگوں کو فائدہ پہنچایا، آپ مصر میں شان و شکوہ اور وجاہت و شوکت کی باگوں کے مالک تھے۔ آپ عظمت دین اور علم کے شکوہ کے مرتبے پر فائز ہوئے بہت عمدہ انداز کی کتب تالیف فرمائیں۔ آپ کا رسالہ الاترج سب سے زیادہ مشہور ہے آپ کے بھائی ابوالسرور تو علماء میں شامل تھے مگر آپ کے مرتبہ تصوف کو نہیں پا سکے اور نہ ہی ان جیسی زبان معرفت نصیب ہو سکی:

یہ علم یہ کمال مروی ہے کہ جب آپ کے والد حضرت استاذ اعظم کا وقتِ وفات آیا تو اپنی ملازمہ سے فرمایا ذرا زین العابدین کو بلاؤ، وہ گئی اور ابوالسرور کو بلا لائی۔ جب ابوالسرور واپس چلے گئے تو آپ نے ملازمہ سے فرمایا جا زین العابدین کو بلا لا اگر تو انہیں اکیلا بلا کر لاؤ گی تو تُو آزاد ہے وہ گئی اور زین العابدین کو بلا لائی بتاتی ہے کہ جب وہ والد گرامی کی خدمت میں پہنچے تو آپ نے انہیں بیٹھنے کا حکم دیا کچھ انہیں لکھ کر فرمایا، سمجھ گئے، سمجھ گئے۔ انہوں نے جواب دیا جی حضور! سمجھ گیا. فرمانے لگے اب چلے جائیں جب آپ کے والدِ ماجد فوت ہو گئے تو پھر آپ سے علوم و معارف ظاہر ہوئے جو کائنات نے دیکھے ان معارف و حقائق کا والد گرامی کی وفات کے بعد دفعۃً ظاہر ہونا بھی تو آپ کی ولایت پر دلالت کرنے والی بہت بڑی کرامت ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہ، لوگوں کا یہ کہنا کہ آپ کی ولایت کا آغاز وہاں سے ہوا ہے جہاں آپ کے والد ماجد کی ولایت

marfat.com

کی انتہا ہوئی تھی حالانکہ آپ کے والد ماجد آئمہ عارفین کے اکابر میں شامل ہیں یہ بات اس امر کی دلیل ہے کہ وہ ولایت میں عظیم درجہ تک پہنچے تھے اللہ ان سے ان کے اسلاف اور اخلاف سے راضی ہو اور ہمیں ان کی برکات سے نوازے آپ کی وفات ۱۰۱۳ھ میں ہوئی

۱۹۳۔ حضرت محمد مجذوب المعروف معیمع المصری رحمۃ اللہ علیہ

مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی یہ کرامت آپ کے لڑکے سیدی زین العابدین کے حوالے سے نقل کی ہے کہ اگر میں کسی سخت مشکل کام کی نیت کرتا تو والد گرامی (صاحب ترجمہ) تشریف لاتے میرا عمامہ (پگڑی) سر سے اٹھا لیتے فرماتے اسے کھول کر پھر اسے پہلے کی طرح باندھ لیجیے۔ میں اس طرح کرتا تو وہ مصیبت ٹل جاتی آپ مصر میں گیارہویں صدی کی ابتداء میں وصال فرما گئے۔

۱۹۴۔ حضرت محمد بن عمر بن ابی بکر یمنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ عارف علماء میں شامل ہیں، آپ کے ایک شیخ نے آپ کو شہر زبید کی طرف بھیجا آپ مغرب کے بعد وہاں پہنچے تو اس کی فصیل کو بند پایا شہر کے دروازے پر رات گزاری ایک اور آدمی انہوں نے وہاں دیکھا وہ بھی ان کے پاس بیٹھ گیا ان کے ساتھ کھانا کھایا اور صبح تک انہیں مانوس رکھا اس نے کہا اپنے شیخ کو میرا سلام کہنا۔ آپ نے اسے کہا آپ کون ہیں؟ وہ کہنے لگا آپ کا شیخ مجھے جانتا ہے۔ آپ واپس آئے تو اپنے شیخ کو بات بتائی۔ شیخ نے فرمایا آپ نے اسے نہیں پہچانا؟ کہنے لگے نہیں سرکار! مرشد نے جواب دیا وہ خضر علیہ السلام تھے۔ وہ میرے دوست ہیں، حضرت محمد کو بہت دکھ ہوا، مرشد نے فرمایا کبیدہ نہ ہوں میرے بعد انہوں نے آپ کا

marfat.com

دوست بننا ہے ۔

نورِ ولایت جب حضرت محمد یمنیؒ قنفذہ میں داخل ہوئے تو وہاں کے صاحبِ منصب شہر جلی میں آپ قنفذہ آنے کی رات حضرت شیخ علی طورشی کی اولاد سے ایک بزرگ تھے وہ اس رات کبھی اٹھتے اور کبھی بیٹھتے دائیں بائیں دیکھتے اور کہتے اس رات اس شہر میں عظیم نور اترآیا ہے، کچھ مریدوں کو وصیت فرمائی کہ قنفذہ جاکر دریافت کرو آج رات وہاں کون آیا ہے لوگوں نے آپ کو آکر بتایا کہ حضرت مذکورؒ اس رات تشریف لائے ہیں۔ بعد میں تو آپ کا حال ظاہر ہوگیا اور شہرہ پھیل گیا۔ لوگ حلقۂ عقیدت میں آگئے۔ بقول محبی آپ قنفذہ میں ۱۱۰۱ھ میں وصال فرما کر وہیں دفن ہوئے ۔

۱۹۵۔ حضرت ابوالمواہب محمد بکری بن حضرت محمد بکری کبیر مصری رحمۃ اللہ علیہ:۔

آپ اکابرین میں شامل ہیں اور عمل کرنے والے علماؑ کے ائمہ میں شامل ہوتے ہیں۔

علامہ حلبی کی مدح وثناء حضرت علی حلبیؒ اپنی کتاب "سیرۃ نبویہ" کے خطبہ میں ارشاد فرماتے ہیں۔

میں اس کتاب کی تالیف کے دوران بہت متردد تھا ایک قدم لکھنے کے لیے آگے بڑھاتا اور دوسرا قدم (تردد کی وجہ سے) پیچھے ہٹا لیتا کیونکہ میں اس قابل نہیں تھا اور نہ ہی اس میدان میں بہترین گھڑ دوڑ میں مسابقت کرنے کے قابل تھا پھر مجھے ان راستوں پر چلنے کا اس ہستی نے اشارہ فرمایا جس کا اشارہ واجب الاتباع ہے اور جن کے حکم کی مخالفت کسی کی استطاعت میں نہیں وہ ایسی بداہت کے مالک ہیں جن کی پیروی ہوتی ہے ان کے فضائل نرالے ہیں۔ ان کے فضائل نافع اور لاتعداد ہیں، اگر ان سے ایسا مشکل مسئلہ پوچھا جائے جس کے حل سے اصحابِ معرفت

marfat.com

علم عاجز آ چکے ہوں تو وہ بلا توقف جواب دیتے ہیں نہ تو آپ راہ مستقیم سے دور ہوتے ہیں اور نہ جواب میں شدت و غلظت کا اظہار فرماتے ہیں، آپ نے لاتعداد دفعہ جن غیبوں کی خبر دی ہے ان کا آپ کے ارشاد کے مطابق ظہور ہوا۔ ذرا بھی غلط نہیں ہوا۔ وہ جن کا میں ذکر کر رہا ہوں استاذِ اعظم، پناہِ اکرم، مولانا شیخ ابو عبد اللہ، ابوالمواہب محمد فخر الاسلام بکری صدیقی ہیں، بھلا یہ عظمتیں انہیں کیوں نہ ملیں وہ اپنے والد کی نظر کا مرجع ہیں، ان کے ذکر نے مشرق و مغرب میں پھیل کر مشرق و مغرب کو اپنے دامن میں لے لیا ہے۔ ان کا بھید سب سیر گاہوں اور پانی کی گزرگاہوں میں سرایت کر چکا ہے، وہ اللہ کے دوست ہیں اور ظاہراً و باطناً اس ذاتِ بے مثل کی خدمت میں لگے ہیں۔ وہ اللہ کے وہ عارف ہیں جن کے متعلق ذرا بھی شک نہیں کر وہی قطب وحید ہیں ان کی ذات میں دو ہستیوں کا جلوہ ہے مولانا استاذ ابو عبد اللہ ابوبکر محمد بکری صدیقی ایک ہیں حضرت کوئی انوکھی چیز نہیں لائے یہ ان کی وراثت ہے کیونکہ آپ اولاد میں حضرت صدر العلماء العاملین، استاذ جمیع الاستاذین یکے از مجتہدین۔ مختلف علوم میں مفید کتب کے مصنف مولانا استاذ محمد ابوالحسن تاج العارفین بکری صدیقی کے۔ اور یہی دوسری ہستی ہیں جن کے آپ جامع ہیں۔ اللہ مجھے اور میرے احباب کو بار بار ان حضرات کی برکات سے نوازے اور ہمیں آخرت میں ان کے فرمانبرداروں میں شامل فرمائے علی حلبیؒ کی عبارت ختم ہوئی۔ حضرت ابوالمواہب کی ولادت ۹۶۳ھ میں ہوئی وفات ۱۰۳۷ھ میں ہوئی، بقول محبّی قرافہ میں آپ مدفون ہوئے۔

حضرت شیخ ابراہیم عبیدی نے عالم کامل شیخ نور الدین سحیمیؒ مدرس مقام احمدی کے حوالے سے اپنی کتاب "عمدۃ التحقیق فی مناقب آل الصدیق" میں لکھا ہے کہ حضرت شیخ ابوالمواہب بکری نے ایک دفعہ سیدی احمد بدویؒ کے مزار کی

marfat.com

زیارت کے دوران ایک قصیدہ آپ کی مدح وثنا میں لکھا جس کا مقطع یہ ہے۔

ے اے قوم کے احمد ہم ایسا دل لے کر آپ کی حفاظت میں آئے ہیں جس کے
گناہوں نے ہمیں تھکا دیا ہے۔

ایک اور شعر ہے:

اللہ گواہ ہے میں پوری عمر میں جب کبھی ان کی حفاظت میں آیا تو مجھے کبھی
نامراد واپس نہیں کیا۔

ایک اور شعر ہے۔

اس سے پہلے میرے والد گرامی بھی آپ کی محبت کے اسیر تھے میں نے تو
وراثت میں یہ مرتبے پائے ہیں۔

قصیدہ کے ختم ہونے پر قطب اکبر سیدی احمد بدوی نے قبر سے آپ کو مخاطب فرما کر کہا۔ ضَیۡفٌ عَزِیۡزٌ یَا اَبَا الۡمَوَاھِبِ (اے ابا المواہب! آپ تو مہمان عزیز ہیں) پھر آپ نے اسی مصرع ضَیۡفٌ عَزِیۡزٌ یَا اَبَا الۡمَوَاھِبِ پر ایک خوبصورت موشح[1] لکھ دی۔

۱۹۰۶۔ حضرت محمد بن عمر بن محمد سعد الدین علمی القدسی رحمۃ اللہ علیہ

آپ بابرکت شیخ ہیں اور ولی برحق ہیں جن سے لوگوں کو عقیدت ہے آپ اپنے زمانہ کے صلحائیں صلاحیت میں سب سے بڑھے ہوئے تھے معرفت ربانی میں آپ کا کوئی ثانی نہ تھا۔ لوگوں کو آپ کی ذات سے والہانہ عقیدت تھی اور

---

[1] توشیح ایک انداز نظم تھا جو اندلسیوں نے شروع کیا اس کی تقطیع و قافیہ تو متعین تھے مگر ایک قافیہ کی شاعر اس میں پابندی نہیں کرتا تھا اس کی شکلیں وشاح (گانی گلے کا زیور) جیسی تھیں۔ مترجم۔

marfat.com

اور آفاق میں ہر طرف آپ کا شہرہ تھا۔

یہ دستگیریاں آپ کی مشہور کرامات میں سے ایک آپ کے خلیفہ شیخ علی حورانی جاسمی (جاسم حوران کا ایک گاؤں ہے) نے بیان کی ہے جو آپ کی جماعت کے اخص الخواص لوگوں میں شامل ہیں، فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سے مشورہ لیا کہ میں گھر والوں کی ملاقات کے لیے اپنے علاقہ میں چلا جاؤں؟ حضرت نے مجھے ایک معاملہ پیش آنے سے ڈرایا اور فرمایا جہاں تک ممکن ہو اپنی جان سے اس معاملہ کا دفاع کرنا لیکن بات کی وضاحت نہ فرمائی اب میں چل پڑا، جب میں اس گھر میں پہنچا جو میرے خیال میں ہمارا گھر تھا تو اس گھر میں داخل ہوا ایک عورت باہر آئی اور مجھے اندر لے گئی مجھے نہ پتہ چل سکا کہ یہ اجنبی ہے جب میں گھر کے اندر پہنچ گیا تو اس نے سب دروازے بند کر دیئے اور ورغلانا شروع کر دیا میں جذب و مستی میں مستغرق تھا میں نے زور سے لفظ اللہ کہا مگر وہ بالکل ادھر متوجہ نہ ہوئی اور میری طرف بڑھتی آئی مجھے تب پتہ چلا جب دیوار پھٹ گئی اور حضرت شیخ محمد علیؒ سامنے کھڑے یہ فرماتے نظر آئے علی! ہاتھ آگے بڑھا ہاتھ پکڑ کر کھینچ کر مجھ کو نکال لے گئے جب سفر سے واپسی میں قدس شریف آیا اور حضرت کو سلام کیا تو آپ نے میرا ہاتھ تھام لیا اور اسے کھینچ کر بات چھپانے کا اشارہ فرمایا حضرت کی وفات ۱۰۳۸ھ میں ہوئی اور بقول محبیؒ قدس شریف کے سامنے جبل طور میں مدفون ہوئے۔

۱۹۷۔ حضرت محمد قملی قادری یمنی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ

آپ شداد کے لقب سے مشہور ہیں شہر تعز کے قریب جبل نور میں مقیم تھے۔ وہاں آستانہ اور چار قبوں والی مسجد تعمیر کرائی۔

marfat.com

پھر موت نے دبوچ لیا مروی ہے کہ جب پہلی دفعہ انہوں نے ایک گنبد والی مسجد بنوائی تو تعز کا امیر حسین بن حسن پاشا تھا اور اس کا ایک نوخیز نوجوان کم عمر لڑکا بھی تھا اس لڑکے کو بتایا گیا کہ اس کا باپ خزانچی حضرت شیخ محمد کا محب ہے اور آپ کے باپ کے مال سے بہت سا مال انہیں تعمیر مسجد کے لیے بھیج دیا ہے، امیر کو غصہ آیا اور اس نے مسجد گرانے کا حکم دے دیا، لوگوں نے حضرت کو بتایا تو آپ خاموش ہو گئے جب مسجد گرا چکے تو شیخ گھر گئے واپس آئے تو آپ کے ہاتھ میں ایک کپڑا تھا جس میں پندرہ دینار تھے فرمانے لگے یہ وہ رقم ہے جو خزانچی نے مجھے بھیجی تھی مجھے پتہ تھا کہ حال اس انداز کا ہوگا یعنی مسجد گرا دی جائے گی، لہٰذا میں نے یہ رقم محفوظ رکھی اب یہ امیر کو دے دو تاکہ وہ اسے اپنے باپ کو بھیج دے یہ نوجوان امیر زادہ کچھ دنوں کے بعد مر گیا، لوگوں نے کہا جنابِ شیخ! یہ بیچارا کچھ نہ جاننے والا جوان تھا آپ نے اسے کیوں بددعا دی جب کہ آپ اسے اچھی طرح جانتے تھے، فرمانے لگے نہ ہم نے بددعا دی ہے نہ بددعا کی ضرورت تھی، یہ تو سب کچھ غیرتِ خداوندی کی کرشمہ سازیاں ہیں۔ اللہ خود انتقام لیتے ہیں فقیر چاہے یا نہ چاہے۔ محبیؒ کہتے ہیں کہ ان کی تاریخ وفات کا مجھے علم نہیں۔

۱۹۸۔ حضرت عارف ربانی محمد نبوفری مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

علامہ محبیؒ نے عبدالقادر فیومی کے تعارف و ترجمہ میں ذکر کیا ہے کہ انہوں نے جامع ازہر کے طہارت کے راستے میں دورانِ خواب سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا اور آپ سے دعا کا سوال کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انہیں بتایا کہ تمہاری عمر تین دن رہ گئی ہے وہ عارف ربانی محمد نبوفری کے پاس گئے اور نیند کی بات بتائی آپ نے فرمایا اس کا مطلب ہے مشقت و تکلیف کی عمر

marfat.com

تین دن باقی ہے پھر ایسا ہی ہوا۔ کیونکہ بقول محبیؒ آپ اس کے تیس سال سے زائد زندہ رہے۔

۱۹۹۔ حضرت محمد یوسف المدعو عبدالنبی دجانی قشاشی رحمۃ اللہ علیہ

آپ مدنی الاصل اور مشہور شخص صفی قشاشی کے والد ہیں آپ صوفیہ کے آئمہ میں شامل ہیں جن کے عظیم مراتب ہوتے ہیں، بڑا عرصہ یمن میں مقیم رہے وہاں عظیم مقام پایا اور کرامات کا ظہور ہوا، مروی ہے جب آپ کی کرامات کا ظہور ہوا اور مقام و مرتبہ بلند ہوا تو صنعاء کے ایک زیدی فرقہ کے امیر نے انہیں قید کر دیا۔ امیر خود قضائے حاجت کے لیے بیت الخلا گیا جب فارغ ہو کر باہر آنا چاہا تو بیت الخلاء سے اس وقت تک نہ نکل سکا جب تک آپ کو جیل سے رہا نہ کر دیا۔

صنعاء کے ایک امیر کو اپنے علاقہ کے کچھ لوگوں کی طرف سے ایسی باتیں معلوم ہوئیں جن کا تقاضا یہ تھا کہ انہیں امیر کی خدمت میں پیش کیا جائے تاکہ امیر انہیں ذلیل و رسوا کرے، احکام انہیں بدحالی کے ساتھ امیر کی طرف لے چلے جب وہ صنعاء پہنچے تو اس کے دروازے پر حضرت محمد مذکور کو دیکھا ان میں سے ایک آپ کو پہچانتا تھا وہ آپ کے پاس آ کر سلام کر کے ماجرا سنانے لگے اور آپ کا وسیلہ تلاش کیا فرمایا اپنے ظاہر و باطن میں اس کی محبت ڈال تو تمہیں اس کی طرف سے صرف بھلائی ہی ملے گی انہوں نے سورت فاتحہ پڑھی اور آپ کا حکم بجا لائے۔ جونہی وہ امیر کے پاس پہنچے تو اس نے آپ کا بہت احترام کیا تعظیم و محبت کا اتنا اظہار کیا جو ان کے گمان میں بھی نہ تھا وہ سب بخیر و خوبی اپنے علاقہ میں واپس آ گئے کوئی تکلیف نہ ہوئی بقول محبیؒ آپ صنعاء شہر ۱۰۴۲ھ میں فوت ہوئے وہاں مدفون ہوئے آپ کی قبر ظاہر ہے لوگ قبر کی زیارت کرتے ہیں اور تبرک پاتے ہیں۔

marfat.com

۲۰۰۔ حضرت محمد ابو سرینی بن مقبول زیلعی عقیلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ شہر لحیہ کے رہنے والے ہیں آپ عارفِ اولیاءٔ کے امام منتخب مرشدوں کے آقا اور عمل کرنے والے علماء کے رہنما ہیں جب آپ کی پیدائش ہوئی اور ساتویں دن آپ کی والدہ ماجدہ کے دوست اکٹھے ہوئے تاکہ آپ کا نام رکھا جائے تو آپ کے والد آپ کو لے آئے اور ان کے سامنے رکھ کر فرمایا آپ میں سے کون صاحب اس نومولود کا سر زمین سے اٹھا سکیں گے۔ سب نے باری باری سر کو اٹھانے کے لیے پکڑا مگر اٹھا نہ سکے۔ اب ان کے والد نے فرمایا کہ یہ ہے جو میرے بعد میرے منصب کا مالک بنے گا۔ آپ کے بڑے بھائی تھے جن کی ماں عربی تھیں اور صاحبِ ترجمہ (حضرت محمد) کی والدہ ام ولد تھیں۔ گویا مندرجہ بالا کرامت ظاہر کر کے آپ کے والد آپ کے بھائیوں کو تنبیہ فرمانا چاہتے تھے کہ منصب کا حق دار ام ولد کا بیٹا ہونے کے بعد بھی یہی ہیں، یہ تو اللہ کا فضل ہے جسے چاہے عطا فرمائے۔

صاحبِ تعارف و ترجمہ (حضرت محمدؒ) کے ترکوں کے سامنے بہت سے واقعات آئے اور مشہور کرامات کا ظہور رہا جو بھی آپ سے بدی کرنا چاہتا ہلاک ہو جاتا۔ آپ اپنے دور میں مشہور صاحبِ تصرف تھے آپ کا ذکرِ خیر لوگوں کی زبانوں پر تھا۔

موت کی اطلاع

ایک کرامت یہ ہے کہ کسی حاسد نے سید حسن بن امام قاسم کے سامنے آپ کی چغلی کھائی یہ الزام بھی لوگ لگاتے تھے کہ آپ ترکوں کی مدد کرتے ہیں آپ پاس سے انہیں مال دے کر نصرت فرماتے ہیں انہیں ہدیوں سے نوازتے ہیں اور آئمہ کرام کے خلاف انہیں جنگ پر ابھارتے ہیں، سید حسن نے اپنے عقیدتمندوں کی ایک جماعت آپ کے پاس بھیجی

marfat.com

کہ آپ انہیں آ کر ملیں وہ عقیدت مند آپ کو سید مذکور کے پاس اس حال میں لے گئے کہ آپ چارپائی پر پڑے ہوئے بیمار تھے سید مذکور پہنچتے ہی آپ کو قتل کر دینا چاہتا تھا جب وہ لوگ آپ کو لے آئے اور سید نے آپ کو دیکھا تو بڑی عزت کی اور اپنی اس حرکت سے معافی مانگی اور عزت سے انہیں واپس اپنے شہر پہنچانے کا حکم دیا مگر حکم کے بعد کسی مصروفیت میں پھنس گیا آپ اس کے پاس آئے اور فرمایا میں بیمار ہوں اور خواہش ہے کہ مجھے اپنے شہر موت آئے مجھے جلدی تیار کیجیے۔ اور یہ بھی آپ کو بتا دوں کہ میری وفات کے جلدی بعد آپ کی موت بھی آ رہی ہے۔ سید نے آپ کو اسی وقت تیار کیا آپ اپنے شہر لحیہ چلے گئے آپ وہاں پہنچے تو چند دن تشریف فرما رہ کر دو رمضان ۱۰۴۶ھ کو فوت ہو گئے اور بقول محبی آپ کے بعد سید حسن بن امام قاسم (رحمہم اللہ) بھی فوت ہو گئے۔

۲۰۱۔ حضرت محمد بن احمد بن سلام احمدی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ بابصیرت شافعی ہیں سیبویہ کے نام سے مشہور ہیں آپ پائے کے عالم، علوم عقلیہ و نقلیہ کے ماہر اور خدائی معارف کے فاضل تھے، لیکن آپ کی زیادہ شہرت عربی دانی کی ہے کیونکہ آپ نے عربی زبان بہت پڑھائی اور اس کی مشکلات کو خوب حل کیا آپ کی ذات میں اللہ کریم نے علم اور ولایت کو جمع فرما دیا۔ آپ نے حضرت ابن قاسم عبادی وغیرہ سے اکتساب فیض کیا آپ کی کرامت ملاحظہ ہو کہ جب آپ کا وصال ہوا تو لوگوں نے آپ کے جنازے میں کسی کو یہ کہتے سنا لوجہ اللہ خالص علم آج مر گیا، اور محمد کی وفات کے بعد زہد لوگوں کے درمیان سے اٹھ گیا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ لوگ چیخ چلائے اور خوب روئے یہ واقعہ علامہ بابلی نے ذکر کر کے کہا ہے کہ ہم نے اپنے مشائخ

marfat.com

میں آپ سے بڑھ کر زہد میں کسی کو ثابت قدم نہیں پایا ہمیں جو کچھ ملا ہے آپ کی برکت سے ملا ہے، بقول محی ۸۵۰ھ سے چند سال اوپر آپ کا وصال ہوا۔

۲۰۲۔ حضرت محمد امین لاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ شافعی مذہب کے عارف ربانی اور بہت بڑے محقق امام ہیں آپ اپنے زمانے کے سب لوگوں سے علوم عقلیہ و نقلیہ اور معارف الٰہیہ میں فائق تھے۔

ولایت کی مہک مولانا ابو الصفاء نے آپ کے احوال نقل فرماتے ہوئے لکھا ہے کہ آپ نے حضرت شیخ اکبر قدس اللہ روحہ کے مزار کی زیارت کا ارادہ کیا۔ آپ سوار تھے اور ہم طلبہ کا گروہ آپ کے ساتھ پیدل تھا۔ ہم پچاس سے زائد ہی ہوں گے جب زیارت کر کے ہم واپس آ رہے تھے تو بجصہ پہنچے آپ تھوڑی دیر وہاں رک گئے اور فرمایا مجھے یہاں بڑی نفیس خوشبو آ رہی ہے۔ میرا خیال ہے یہاں کوئی بہت بڑا ولی موجود ہے۔ ہم یہ سن کر حیران ہوئے پھر آپ وہاں سے چل پڑے جب ہم بجصہ اور حسوریہ کے درمیان تنگ گلیوں میں مشہور مزار کے پاس پہنچے یہ وہی مزار ہے جسے مجسمہ برکت شیخ ولی حسین بن فرفرہ بہت پیارا سمجھتے ہیں تو وہاں ہم نے شیخ حسین مذکور کو دروازے پر کھڑا ہوا پایا ہم نے پلٹ کر پیچھے دیکھا تو حضرت استاذ گھوڑے سے اتر کر پیادہ پا ہو گئے تھے اور بلند آواز سے کہہ رہے تھے یہ ہے وہ خوشبو والا، اللہ کا شکر ہے جس نے ہماری اس سے ملاقات کرا دی، شیخ حسینؒ نے حضرتؒ کا استقبال کیا اور اپنی اس مجلس میں لے گئے جہاں آپ بیٹھا کرتے تھے۔ ان میں ایسی پیاری گفتگو ہوئی جس نے سب دلوں کو اپنی گرفت میں لے لیا۔ پھر حضرت حسینؒ نے حضرت استاذ کے سامنے ایک برتن رکھا جس میں دودھ اور روٹی تھی۔ آپ نے بھی

marfat.com

تناول فرمایا اور ہم نے بھی کھایا، پھر حضرت استاذ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم حجرہ سے باہر نکل جائیں ہم باہر تو نکل گئے مگر پھر دو حضرات کے ارشادات سنتے رہے حضرت استاذ ان سے سوال کرتے جاتے اور وہ جواب دیتے ہم ان کے ارشادات کو سمجھ نہیں سکتے تھے ہاں استاذ گرامی کسی کسی وقت یہ فقرہ فرماتے جو ہمیں سمجھ آجاتا یہ ہے وہ جواب جسے اب تک میں نے نہیں سُنا تھا" پھر عاجزی اور بکا کے ساتھ انہوں نے ایک دوسرے کو وداع کیا۔ اور ہم واپس چلے حضرت محمدؒ کے ہاں ایسے خارقِ عادات ہیں جو اس سے بھی بڑھ کر عجیب و غریب ہیں جب کوئی ان کا شاگرد بن جاتا تھا تو اس کی آپ بہت زیادہ امداد فرمایا کرتے تھے، آپ سے نسبت رکھنے والے بہت سے لوگوں میں ہم نے اس کا مشاہدہ کیا ہے۔ قصہ مختصر آپ زمانے کی برکت اور دور حاضر کا ثمر ہیں۔ آپ کی وفات بقول محبی ۱۰۶۲ھ میں دمشق میں ہوئی اور فرادیس کے قبرستان میں مدفون ہوئے۔

۲۰۳۔ حضرت ابو عبداللہ محمد بن محمد وادعتی تادلی مغربی رحمۃ اللہ علیہ

آپ بہت بڑے عارفوں اور لاتعداد کرامات والے اولیاء میں شمار ہوتے ہیں۔
علامہ محبی فرماتے ہیں انہوں نے اپنی کتاب خلاصۃ الاثر میں حضرت محمد بن محمد بن سلیمان فاسی مغربی (مصنف الکتاب الجامع بین الکتب الخمسۃ والموطا) کے تعارف و ترجمہ میں ذکر کیا ہے اور یہ بھی بتایا ہے کہ محمد بن سلیمان کی ایک فہرست بھی ہے جس میں اپنی اور اپنے مشائخ کی روایات کو انہوں نے جمع کر دیا ہے اس کا نام "صلۃ الخلف بموصول السلف" ہے اس میں وہ ذکر فرماتے ہیں کہ مغرب میں ان کے سامنے کئی عجائب پیش آئے ایک یہ کہ وہ عارف ربانی ابو عبداللہ محمد بن محمد وادعتی تادلی کے شہر سے گزر رہے تھے اور ایک اور شہر کی

marfat.com

کی طرف جا رہے تھے تو انہوں نے اس شہر کے متعلق پوچھا انہیں بتایا گیا کہ اس شہر میں ایک مربی مرشد رہتے ہیں ان کی یہ اور یہ صفات ہیں، کہتے ہیں مجھے شوق نے آلیا اور میں اپنے آپ کو روک نہ سکا اور حضرت کے شہر میں جا پہنچا ایک شخص میری طرف شہر سے نکل کر آ رہا تھا اس نے مجھے کہا حضرت شیخ نے مجھے آپ کی طرف بھیجا ہے کہ آپ کی طرف آؤں اور آپ کو ان کی خدمت میں لے چلوں جب میں ان کی خدمت میں پہنچا تو انہوں نے مجھ پر نگاہ ڈالی میں ان کے سامنے بیہوش ہو کر گر گیا کچھ دیر کے بعد آرام آیا تو میں نے دیکھا کہ وہ اپنا ہاتھ میرے کندھوں کے درمیان مارتے ہوئے پڑھ رہے ہیں۔

وَهُوَ عَلٰى جَمْعِهِمْ اِذَا يَشَآءُ قَدِيْرٌ۔ اور وہ ان کے اکٹھا کرنے پر جب چاہے قادر ہے۔

(پارہ ۲۵ الشوریٰ)

اَفَمَنْ وَّعَدْنٰهُ وَعْدًا۔ تو کیا وہ جسے ہم نے اچھا وعدہ دیا تو وہ اس سے ملے گا۔

پارہ ۲۰ القصص

آپ نے مجھے اپنے ساتھ رہنے اور آپ کی اولاد کو علم پڑھانے کا حکم دیا ہے میں نے عرض کیا حضور! میں بہت متلاشی رہا مگر اب تک اللہ تعالیٰ نے کسی چیز کی میرے سامنے کشائش نہیں فرمائی۔ نہ تو کسی کتاب سے مسئلہ نکال سکتا ہوں اور نہ ہی کسی مسئلہ کو اخذ کر سکتا ہوں میں اس وقت حقیقت میں ایسا ہی تھا۔ مجھے فرمایا۔ ہمارے پاس بیٹھیں اور جس علم کی جو کتاب چاہیں پڑھیں ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ آپ کے سامنے (بند دروازے) کھول دے۔ میں بیٹھ گیا اور جو کتاب پڑھ چکا تھا ان میں سے کچھ پڑھائیں۔ اگر میں کسی جگہ پھنس جاتا تو مجھے یوں محسوس ہوتا کہ میرے دل پر معانی خود بخود یوں گر رہے ہیں گویا وہ غیر مرئی نہیں بلکہ مرئی اور جرم وجسم رکھنے والے ہیں، عموماً یہ وہی معانی ہوتے جو ہمارے اساتذہ و

marfat.com

مشائخ ہمیں بتاتے تھے تو ہمیں سمجھ نہیں آیا کرتے تھے اور نہ ہی اس سے پہلے یہ معانی میری قوت ذاکرہ میں کبھی آئے تھے۔ میری قیام گاہ حضرت کی قیام گاہ سے بالکل قریب تھی میں اس وجہ سے جان چکا تھا کہ آپ قرآنِ حکیم عشاء اور مغرب کے درمیان نوافل (اوابین) میں ختم کر دیتے ہیں، میں نے ایک بار یہ بھی دیکھا کہ پورا قرآنِ حکیم پوری تنبیہ الانام اور پوری دلائل الخیرات آپ نے ایک مجلس میں ختم کر لی میں بہت حیران ہوا اور ایک حاضر شخص سے پوچھا اس نے مجھے بتایا کہ حضرت کا یہ وظیفہ ہے کہ یہ تینوں کتابیں نمازِ چاشت کے بعد ختم کر دیا کرتے ہیں میں نے آپ کے پاس عجیب وغریب واقعات دیکھے مثلاً کھانے وغیرہ میں برکات کا نزول یہ سب باتیں کراماتِ الاولیاء ہیں عوامی حضرات کی باتیں نہیں، اس واقعہ کے راوی محمد بن سلیمان۔ کی وفات دمشق شام میں ۱۰۹۴ھ میں ہوئی۔

۲۰۴۔ حضرت محمد معصوم رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ

آپ نقشبندی سلسلہ کے امام ہیں اپنے والدگرامی امام ربانی شیخ احمد فاروقی سرہندی (سرہندی) سے اکتسابِ فیض اور سلسلہ کیا۔

حضور علیہ السلام نے خلعت اور تاج سے نوازا

فرماتے ہیں جب مدینہ طیبہ سے سفر کے لیے وداع ہوا تو غم و زاری نے آلیا میں نے پھر دیکھا کہ حضور سید المرسلین علیہ السلام حجرہ مطہرہ سے باہر تشریف لائے ہیں اور مجھے خلعتِ فاخرہ پہنا کر بادشاہوں جیسا تاج پہنایا ہے جس میں خوبصورت جواہرات جڑے ہیں۔ مجھے معلوم ہوا کہ حضور کی مخصوص اور ذاتی خلعتوں سے مجھے یہ خلعت عنایت ہوئی ہے۔ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدائشی ولی تھے رمضان میں دودھ نہیں پیا کرتے تھے تین سال کی عمر میں کلمہ

marfat.com

توحید بیان کیا کرتے تھے۔ صرف تین ماہ میں قرآنِ پاک یاد کر لیا تھا سترہ سال کی عمر میں علوم ظاہری اور باطنی کے حصول کی تکمیل فرمالی تھی۔

گرتوں کو تھام لیتے اور ڈوبتوں کو بچا لیتے آپ کے ایک خلیفہ خواجہ محمد صدیق گھوڑے پر سوار سفر کر رہے تھے گھوڑا بدکا تو آپ گر گئے مگر پاؤں رکاب میں پھنس گیا گھوڑا دوڑنے لگا انہیں ہلاکت کا یقین ہو گیا تو اپنے مرشد سے امداد مانگی کہتے ہیں میں نے دیکھا کہ حضرت محمد معصوم رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے ہیں گھوڑے کو روک لیا ہے اور مجھے اس پر سوار کر دیا ہے ایسی شیخ محمد صدیق سمندر میں گر گئے تیراک نہیں تھے ڈوبنے لگ گئے آپ کو مدد کیلئے پکارا آپ تشریف لائے ہاتھ پکڑا اور ڈوبنے سے بچا لیا۔

ایک اور کرامت ملاحظہ ہو آپ اپنے ساتھیوں کے ساتھ اپنی سرائے میں تشریف فرما تھے۔ آپ کا ہاتھ مبارک اور آستین بغل تک تر ہو گئے۔ حاضرین حیران ہوئے اور آپ سے سبب پوچھا حضور قدس سرہ نے فرمایا ایک مرید تاجر کشتی میں سوار تھا وہ ڈوبنے لگ گئی تو اس نے مدد کے لیے پکارا میں نے اسے ڈوبنے سے بچایا ہے اس لیے یہ آستین اور ہاتھ تر ہو گئے ہیں، یہ تاجر ایک مدت کے بعد سرہند پہنچا اور اس واقعہ کی حضرت کے ارشاد کے مطابق اطلاع دی۔

آگ گلزار ہو گئی آپ کے دور اقدس میں ایک جادوگر مجوسی کا بڑا چرچا ہوا کہ وہ آگ جلا کر خود اور اپنے عقیدتمندوں کو آگ میں لے جاتا ہے آگ انہیں نہیں جلاتی۔ لوگ اس کی وجہ سے فتنہ میں مبتلا ہو گئے حضرت نے بہت زیادہ آگ جلانے کا حکم دیا پھر ایک مرید کو اس میں داخل ہونے کا حکم دیا، وہ ذکر کرتے ہوئے آگ میں داخل ہو گیا آگ گلزار ہو گئی اور کافر مبہوت ہو گیا کیونکہ اس کی چال ناکام ہو گئی تھی۔

marfat.com

کیا بندہ پروری ہے آپ کے ایک عقیدت کیش شیخ عبدالرحمان ترمذی نے ذکر کیا ہے کہ میں اپنے بھائیوں کے ساتھ آپ کی عالی سرکار میں زیارت کے لیے حاضر ہوا میرے سوا آپ نے سب کو اپنے لباس کا کچھ حصہ تبرکاً عطا فرمایا جب میں وطن کی طرف لوٹا تو اس عطیہ گرامی کے نہ ملنے کی وجہ سے میں غم واندوہ میں مبتلا تھا۔ اچانک پھر شہر میں آپ کی تشریف آوری کا شہرہ ہوا لوگ آپ کے استقبال کے لیے نکلے تو میں بھی چلا مجھے بیحد خوشی تھی۔ جب شہر سے میں باہر نکلا تو حضرت گرامی کو سفید گھوڑے پر سوار پایا فرمانے لگے اے عبدالرحمان! غم واندوہ میں مبتلا نہ ہو میری ٹوپی تبرکاً لے لے۔ جب میں نے آپ کی ٹوپی لی تو آپ اور سب لوگ نظروں سے اوجھل ہو گئے مگر ٹوپی تو میرے پاس پہنچ چکی تھی۔

آنکھیں عطا فرما دیں آپ کی خدمت میں ایک نابینا حاضر ہو کر طالبِ دعا ہوا کہ اس کی نظر واپس مل جائے آپ نے اپنا تھوک مبارک لے کر اس کی آنکھ پر لگایا اور فرمایا گھر جا کر آنکھ کھولنا اس نے اسی طرح کیا تو آنکھیں اللہ کے حکم سے بینا ہو گئیں۔

یہ غیرت وجلال آپ کی خدمت میں ذکر ہوا کہ فلاں رافضی کھلم کھلا حضرات شیخین کریمین (صدیق اکبر، فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالے عنہما) کو سب بکتا ہے آپ کو سخت غصہ آیا آپ کے سامنے تربوز پڑا تھا، آپ نے چھری لے کر فرمایا اس خبیث کو ذبح کر دے آپ نے چھری جونہی تربوز پر چلائی وہ رافضی اسی وقت مر گیا۔

آپ جب حج مبارک اور نبی مکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لیے تشریف لے گئے تو خود فرماتے ہیں کہ جب میں حرم میں داخل ہوا اور طواف شروع کیا تو میں نے مرد اور عورتیں طواف میں مشغول دیکھے وہ بڑے شکیل وجمیل تھے وہ میرے ساتھ

marfat.com

بڑے شوق اور تقرب سے طواف کر رہے تھے۔ وہ بیت اللہ کو چوم رہے تھے اور ہر وقت معانقہ کر رہے تھے۔ ان کے قدم زمین پر تھے اور سر آسمان کی بلندیوں کو چھو رہے تھے مجھے معلوم ہوا کہ مرد دراصل فرشتے اور عورتیں حوریں ہیں۔

آپ یہ بھی فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ کعبہ معظمہ مجھے گلے لگا کر چوم رہا ہے وہ میرا بہت مشتاق ہے مجھے کشف ہوا کہ وہ سب انوار اور برکات مجھ سے ظہور پا کر بڑھ رہی ہے اور صحرا کو بھر رہی ہے اور سب چیزوں پر چھا گئی ہیں چونکہ کعبہ ربانی کی حقیقت کا میں نے تحقق کر لیا ہے لہٰذا یہ کعبہ اسی وجہ سے مجھ سے محبت کر رہا ہے۔ میں نے وہاں بہت سے روحانیوں کو دیکھا کہ وہ ہر وقت یوں حاضر ہیں جیسے خادم شاہ کے سامنے حاضر ہوتے ہیں جب میں طواف زیارت سے فارغ ہوا تو فرشتہ میرے پاس رب العالمین کا فرمان لے کر آیا جس میں میرے حج کی قبولیت کی تحریر تھی۔

تین خلعتیں، مخلوق سب محتاج حضور ہے

فرماتے ہیں میں مدینہ طیبہ میں حاضر ہو کر جب اس چہرۂ انور کے سامنے حاضر ہوا تو میں نے دیکھا کہ آقا و مولیٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حجرہ مطہرہ سے باہر تشریف لائے ہیں اور مجھ سے معانقہ فرمایا ہے اور مجھے حضور علیہ السلام سے خصوصی تعلق ہو گیا ہے۔ جب شیخین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی زیارت کی تو پھر یہی کیفیت ہوئی میں نے دیکھا کہ میں نے پیلے رنگ کی خلعت پہنی ہوئی ہے پتہ چلا کہ یہ حضور فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ کا عطیہ ہے اس کے اوپر سُرخ حلہ بھی تھا۔ جس کے متعلق مجھے معلوم ہوا کہ یہ سیدنا صدیق اکبر کی سرکار سے عطیہ ہے جب واپس ہونے لگا تو سبز عالی مرتبت خلعت سے نوازا گیا مجھے الہام ہوا کہ یہ سرکار ابد القرار کی ذاتِ پاک کی طرف سے بندہ پروری ہے۔ مجھے کشف ہوا اور ساری دنیائے ممکنات عرش معلیٰ سے تحت الثریٰ تک مجھے ذاتِ پاک حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی

marfat.com

محتاج نظر آئی اور آپ کمالِ استغنار سے جو لازمہ ہے شانِ محبوبی کا۔ ہر ہر فرد پر حسبِ استعداد فیض کے دریا بہا رہے ہیں۔ (قاموس الخانی)

۲۰۵۔ حضرت محمد بیگ فاروقی رضی اللہ عنہ

آپ سیدنا امام ربانی سرہندی رضی اللہ عنہ کی اولاد پاک میں سے ہیں۔ آپ نے شیخ شمس الدین حبیب اللہ مظہر رضی سے اکتسابِ فیض کیا آپ عمل پسند اکابر علماء اور عارفِ ربانی اولیاء میں سے ہیں۔

کافر کو تھپڑ مارا مروی ہے کہ کافر سرہند میں داخل ہو گئے اور اولیائے احمدیہ (حضرت مجدد کے خاندانِ پاک کے اولیاء) کے مزارات کو برباد کرنا چاہا تو آپ کی قبر پر سب سے پہلے آکر اسے کھودا اور آپ کے جسدِ اطہر کو نکالنا چاہا تو آپ نے ایک کو زور سے تھپڑ رسید کیا وہ وہیں مرگیا۔ بقول خانی سب بھاگ کھڑے ہوئے اور مزارات کو چھوڑ دیا۔

۲۰۶۔ حضرت محمد حنیف کابلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ حضرت شیخ محمد معصوم کے اکابر خلفا میں سے ہیں آپ کی کرامت یہ ہے کہ آپ نے ایک خشک درخت کی طرف دیکھا تو وہ سبز ہوگیا اور وہ اسی وقت پھل لے آیا۔ (خانی)

۲۰۷۔ حضرت محمد بن علی عیدروس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ مشار الیہ علماء اور اولیائے کرام میں شامل ہیں، آپ مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے وہاں ہی تربیت پائی۔ آپ کی کئی کرامات ہیں۔

بدوی حیران ہوگیا علامہ شبلی کہتے ہیں میں آپ کی خدمت میں بیٹھا تھا

marfat.com

کہ ایک بدوی آیا اور آپ کے متعلق پوچھا میں نے آپؒ کی طرف اشارہ کر دیا کہ حضرت یہ ہیں۔ جب اس نے آپ کو سلام کیا تو آپ نے فرمایا جو نذرانہ تیرے پاس ہے پیش کر، بدوی مبہوت ہو گیا پھر کہنے لگا یہ بھی تو بتائیں وہ نذرانہ ہے کیا؟ آپ نے فرمایا وہ ایسا اور ایسا ہے (ساری کیفیت بتا دی) بدوی نے جھک کر آپ کے ہاتھ چوم لیے۔ پھر بدوی نے مجھے کہا اللہ کے بغیر میرے اس نذرانے کا کسی کو علم نہ تھا۔

ایک فقیر نے آپ کے سامنے اپنی بدحالی کی شکائت کی، آپ نے فرمایا شریفِ مکہ کے پاس جا تیرا مقصد پورا ہو جائے گا وہ شریفِ مکہ کے پاس گیا اور اس کے ہل کے بھید کے مطابق ایک قصیدہ پڑھ کر سنایا وہ بہت خوش ہوا قیمتی خلعت اور اعلیٰ انعام سے نوازا۔

آپ کا کھانا بہت ہی نفیس ہوتا لوگ بھی بہت تعداد میں ہوتے اور کوئی بدوی کبھی یہ کہہ اٹھتا کہ یہ سارا نفیس کھانا میں اکیلا کیوں نہ کھا جاؤں کیونکہ حاضرین کے لیے یہ تھوڑا ہے۔ سب حاضرین پھر وہ کھانا کھاتے کیونکہ وہ سب کے استعمال کے لیے آتا تھا سب سیر ہو جاتے اور کافی کھانا بچ جاتا۔

مکہ کا حاکم فوت ہو گیا شریفِ مکہ سے اس کا عہدہ اس کے بہت سے رشتہ داروں نے طلب کیا سب شریف مکہ کے دروازے پر کھڑے ہو گئے ہر ایک کو امید تھی کہ شریف اسے والیٔ مکہ بنائے گا۔ امیر سلیمان بن مندہ بہ حضرت (صاحبِ ترجمہ) کا معتقد تھا وہ آپ کی خدمت میں آیا اور سارا واقعہ سنایا، سلیمان خود امیدوار نہیں تھا کیونکہ اس کا حال پتلا تھا اور مال موجود نہ تھا حضرت نے سلیمان کو اپنا ایک کپڑا پہنا دیا اور فرمایا ابھی آپ شریف کے پاس چلے جائیں مکہ مکرمہ کی حکومت آپ کو ہی ملے گی جب سلیمان شریف کے پاس پہنچا تو اسے اس فکر میں مبتلا پایا کہ حکومت

marfat.com

کے طلبگاروں سے کسے حاکم بنائے جب سلیمان پر اس کی نگاہ پڑی تو اس کا سب فکر و انقباض جاتا رہا اور شریف نے اسے حکومت کی خلعت پہنا دی۔

مکہ مکرمہ کا چشمہ نٹ گیا حاجیوں کے آنے کے دن آ چکے تھے اور تالاب خالی پڑے تھے۔ شریف مکہ سے دور تھا۔ اس نے مکے میں متعین اپنے حاکم سے کہا جس طرح ممکن ہو تالابوں کو پانی سے بھر دو۔ حاکم کو پتہ چلا کہ حج کا موسم آگیا ہے لہٰذا وہ اب ان تالابوں کو بھرنے سے عاجز ہے۔ وہ حضرت محمد کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے حال کی شکائت بھری کہانی سنانے لگا۔ آپ نے فرمایا خادم کو پانچ خرفان (بھیڑے) صدقہ کرنے کے لیے دے دیجئے وہ فقیروں کو پہنچا دے ایسا ہی کیا گیا صبح ہوئی تو خوب بارش برسی مکہ مکرمہ کی وادیوں میں خوب پانی آیا۔ اور تالاب پانی کے سیلاب سے پُر ہو گئے۔ بقول شلی آپ مکہ مکرمہ میں ۱۰۶۱ھ میں واصل بحق ہوئے۔

۲۰۹ حضرت محمد بن علوی سقاف رحمۃ اللہ علیہ

آپ حرمین شریفین میں مقیم ہیں اور مشرقین و مغربین کے امام ہیں۔ شلی کا قول ہے کہ آپ اپنے جس عقیدت مند کیش کے لیے جو دعا فرما دیتے وہ قبول ہوتی اور مرید کو آرزو مل جاتی۔ جب میں آپ کی ملاقات کے لیے حاضر ہوا تو میرے دل میں خیال گزرا کہ آپ مجھے کسی ذکر کی تلقین فرمائیں۔ ابھی یہ خیال پورا بھی نہیں ہوا تھا کہ آپ نے میری طرف نگاہ اٹھائی چہرہ اقدس میری طرف فرما کر مجھے ایسا ذکر تلقین فرمایا جو میرے خیال میں آیا تھا۔ اور جس کے نفع کی میں امید لگائے بیٹھا تھا۔ آپ ۱۰۷۱ھ میں مکہ مکرمہ میں فوت ہوئے۔ اور جنت معلےٰ میں اُمّ المؤمنین سیدہ خدیجۃ الکبرٰی کے مزار کے قریب دفن ہوئے۔ (زہے نصیب)۔

marfat.com

۲۰۹۔ حضرت محمد بن عمر عباسی خلوتی دمشقی حنبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ حضور کریم علیہ التسلیم کے چچا پاک حضرت عباس کی اولاد سے ہیں لہٰذا عباسی کہلاتے ہیں آپ عظیم المرتبت عارفین اور اولیائے باتمکین میں سے ایک جلیل القدر شیخ ہیں، آپ نے علوم ظاہرہ بہت سے حضرات سے حاصل کئے۔ علامہ نجم الدین غزی بھی آپ کے اساتذہ میں شامل ہیں۔ طریقت کا درس حضرت استاد احمد عساکی سے لیا ان کے ساتھ رہے اور انہی سے خلافت پائی۔ آپ گمنامی و خمول کو ظہور و وضوح پر ترجیح دیتے تھے۔ پھر جب اللہ سبحانہ نے آپ کو ظاہر فرمانا چاہا تو ۱۰۷۰ھ میں دمشق میں بارش نہ ہوئی، دمشقیوں نے کئی دفعہ نماز استسقاء پڑھی مگر بارش نہ برسی۔ آپ کسر نفسی کے لیے نمازِ استسقاء میں لوگوں کے ساتھ نہیں جایا کرتے تھے پھر اللہ تعالیٰ نے ایک مجذوب کو بولنے کی قوت عطا فرمائی وہ بولا لوگو! اگر بارش چاہیے تو عباسی (حضرت محمدؒ) کے وسیلے سے بارش مانگو۔ شام کے گورنر نے آپ کو لوگوں کے ساتھ نمازِ استسقاء پڑھنے کا حکم دیا آپ بڑی عاجزی و ذلت و شرمساری کی حالت میں لوگوں کے ساتھ چلے۔ عرض کرنے لگے میرے اللہ! یہ تیرے بندے ہیں انہیں مجھ سے حسنِ ظن ہے مجھے اب ان کے سامنے رسوا نہ فرمانا اسی وقت بارش شروع ہوگئی اتنی زیادہ بارش ہوئی کہ واپسی مشکل ہوگئی تین دن بارش برستی رہی، اب ان کا ذکر ہر طرف پھیل گیا اور مرید آپ کی طرف رجوع ہوئے اور بے شمار مخلوق کو آپ سے فیض پہنچا۔

خلاصۃ الاثر کے مصنف علامہ محبیؒ نے آپ سے فیض پایا وہ کہتے ہیں آپ کی کرامات مشہور ہیں ایک یہ ہے کہ مکہ مکرمہ میں ایک دمشقی نے جو کعبہ شریف کا مجاور تھا آپ کو پانچ وقتوں کی نمازیں مسجد حرام میں مقام حنبلی (امام ابن حنبلؒ کے مصلیٰ پر)

marfat.com

نماز پڑھتے دیکھا حالانکہ آپ شام میں تھے بڑھاپے میں ۷۶۰ھ میں فوت ہو کر فردیس کے قبرستان میں دفن ہوئے قبر زیارت گاہ ہے۔

۲۱۰: حضرت محمد بن احمد بن عقبہ بن ہادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ حضرت اسماعیل حضرمی عبادی یمنیؒ کی اولاد سے ہیں آپ کا مزار ضحی گاؤں میں ہے اور حضرت فقیہ ابن عجیل کے قریب ہے آپ کا تعلق ملامتی فرقے کے اولیائے کرام سے ہے۔

غیر موجود موجود رہے

ایک سچے راوی نے واقعہ بیان کیا ہے کہ آپ کی زیارت کے لیے کچھ لوگ حاضر ہوئے راوی کو آپ نے فرمایا کہ چائے دانی سے انہیں قہوہ ڈال دیں راوی کو اچھی طرح علم تھا کہ چائے دانی میں قہوہ نہیں ہے وہ آپ کے اس حکم کہ قہوہ ڈالو" انکار بھی نہیں کر سکتا تھا آپ نے اسے دوبارہ یہی حکم دیا اس نے تعمیل کی اس نے قہوہ ڈالنے کے لیے چائے دانی اٹھائی تو وہ قہوہ سے بھری ہوئی تھی۔ حسبِ ضرورت حاضرین کو قہوہ ڈال دیا مگر وہ پھر بھی بھری رہی۔ ایک سچے راوی نے آپ کے ہوا میں اڑنے کی خبر بھی دی ہے۔ لاتعداد لوگوں نے یہ بھی ملاحظہ کیا کہ بعض اوقات خرچ کے لیے غیب سے آپ کے پاس آپ کے تصرف سے سامان آتا ہے۔

ایک آدمی ایک اور آدمی سے مکروہ غرض کے لیے محبت کرتا تھا وہ اسے کسی ایسی تنہا جگہ لے جانا چاہتا تھا جہاں اپنی خواہش پوری کر سکتا وہ حضرت کے دولت کدہ کے نیچے سے گزرا آپ نے اسے آواز دی وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا آپ نے اسے دوست سمیت پورا دن وہاں بٹھائے رکھا۔ جانے سے روک دیا شام تک دونوں وہاں بیٹھے رہے شام کو واپسی کی اجازت دی

marfat.com

اور عاشق سے فرمایا: او فلاں شخص! اب وہ تو حالت نہیں رہی جس میں تو سارا دن مبتلا تھا وہ کہتا ہے قسم بخدا اس وقت اس ساری محبت کا نشہ ہرن ہو گیا جو مجھ میں موجود تھا اور میں نے صدق دل سے اللہ کے سامنے توبہ کی۔

آپ کے تین مرید آپ کی وفات کے سال آپ کو ملنے آئے موت کا ذکر چل نکلا آپ نے بطورِ عادت فرمایا میری موت کا وقت بہت قریب آگیا ہے میرے بعد اے فلاں! آپ جلدی مَر کر مجھے ملیں گے۔ پھر فلاں اور فلاں کو موت آئے گی وہ سب چلائے اور کہا حضور! اس فرمان کی تو ہمیں ضرورت نہ تھی فرمایا یہ موت تو لازمی امر ہے۔ چند دن ہی گزرے تھے کہ آپ کا انتقال ہو گیا اور مذکورہ بالا افراد آپ کی ارشاد فرمودہ ترتیب کے مطابق یکے بعد دیگرے مَر گئے۔ آپ کی وفات ۱۰۸۳ھ میں مکہ مکرمہ میں ہوئی اور جنتِ معلّٰی کے راستے پر جبل شنظا کے قریب اپنے باپ اور نانے کی قبر کے ساتھ مدفون ہوئے یہ جگہ ان کے رہائشی گھر کے بالکل متصل تھی۔

۲۱۱۔ حضرت محمد زین العابدین بن محمد زین العابدین بن محمد شمس الدین ابو الکارم بن محمد تاج الدین ابو الحسن بن محمد جلال الدین بکری رضی اللہ عنہ

آپ اپنے باپ اور دادے کی طرح اکابر اولیائے ربانی میں شمار ہوتے ہیں باقی حضرات کا ذکر تو پہلے ہو چکا ہے۔ یہ زین العابدینؒ وہی ہیں جو شیخ ابراہیم عبیدی کے مرشد ہیں اور عبیدی نے انہی کے لیے اپنی مشہور کتاب "عمدۃ التحقیق فی بشائر آل الصدیق" لکھی اس کتاب میں آپ کی بے حد مدح فرمائی ہے۔ آپ کی کرامات کا ذکر کیا ہے۔ عبیدی کی کچھ مدح ملاحظہ ہو: "آپ زین العابدینؒ سید التحقیق ہے تصدیق والوں کے لیے ایک سند ہے، شیخ الاسلام استاد محمد زین العابدین بن محمد

marfat.com

زین العابدین نسب نامہ لکھ کر کہتے ہیں، میں نے اپنے شیخ مکرم عالم اُمت، زاہد ملت حضرت یوسف فیشی سے یہ فرمان سنا ہے۔ کہ محمد زین العابدین بکری تمام توحید پر جو کلام فرماتے ہیں۔ وہاں تک ان کے باپ اور دادا کی بھی رسائی نہیں، ہے۔

میں نے عالمِ کبیر مفتی رملہ حضرت شیخ خیرالدین کو فرماتے سُنا حالانکہ سب لوگ آپ کی جلالتِ شان کے معترف تھے، آپ علمائے شام کی محفل میں نرالے معارف بیان فرماتے ہوئے پکارے اے شیخ محمد! اے بکری! آپ ذرا فہم میں نیچے اتر کر ہمارا ساتھ دیں۔ قسم بخدا یہ کلام ہماری سمجھ سے بعید ہے اور اس کے حال کے سمجھنے سے ہم عاجز ہیں" میں نے مصر میں ملک العلماء شیخ ابراہیم مانونی کو فرماتے سُنا آل بکریہ کے سب فضائل حضرت محمد بن زین العابدین بکری میں مجتمع ہو گئے ہیں۔

صاحب عمدۃ التحقیق مزید فرماتے ہیں آپ نے عظیم المرتبت علماء ... حلبیؒ اور ان جیسے اور فضلاء ... سے علم حاصل کیا سب فنون کے ماہر ہو گئے جامع ازہر میں اپنے اسلاف کے طریقے پر قابلِ اعتبار لیکچر دیئے۔ آپ علوم میں علماء کے شریک تھے مگر وہ آپ کے علم میں شریک نہ تھے۔ آپ کا مختلف مقاصد و مطالب والا ایک دیوان بھی ہے جس میں طریقت کے اسرار بیان فرمائے ہیں آپ کئی دفعہ شام اور حجاز تشریف لے گئے۔ شام، حجاز اور مصر کے علماء آپ کی جلالت علمی کے معترف تھے اور سب آپ کی توقیر و تعظیم فرماتے تھے اور آپ کے سامنے ادب سے بیٹھتے تھے آپ نے طریقہ شاذلیہ کو مٹنے کے بعد دوبارہ زندہ کر دیا آپ سے ایسی کرامات و خوارق کا ظہور ہوا جس سے انکار نہیں ہو سکتا آپ کا کشف عجیب و غریب نوعیت کا تھا وہ اب عارف زمانہ ہیں میں نے سب سے زیادہ اکابر عارفوں کی خدمت کی مگر آپ ان سب سے بڑھ کر عارفِ ربانی تھے۔

حضور علیہ السلام زندہ ہیں

مزید لکھتے ہیں میں نے استاذ محمد باعلوی رحؒ

marfat.com

سے رابغ میں ۹۲۰ھ میں سنا آپ حضرت محمد البکری (صاحب الترجمہ) سے ایسے انداز سے باتیں کر رہے تھے کہ مجھے کچھ سمجھ آ رہی تھیں اور کچھ میری سمجھ سے بالا تھیں۔ ہاں اسی دوران باعلوی نے فرمایا کہ قسم بخدا حضور مکرم شفیع معظم صلے اللہ علیہ وسلّم اپنی قبر اقدس میں زندہ ہیں اور آپ حضرات کا حضور علیہ السلام کے سامنے بڑا مقام ہے۔ پھر کچھ سرگوشی فرمائی۔ پھر حضرت محمد بکری حضرت باعلوی کا لوگوں سے تعارف کرانے لگے جب میرا تعارف کرایا تو حضرت باعلویؒ میری طرف متوجہ ہوکر فرمانے لگے انہیں تو میں پہچانتا ہوں یہ انوار کی تکمیل کرنے والے ہیں حالانکہ میں نے اس محفل سے پہلے کبھی آپ کو نہیں ملا تھا مجھے یہ سن کر حد سے زیادہ خوشی ہوئی۔

عطائے ولی کی وسعتیں

مزید کرامت تحریر فرماتے ہیں آپ نے ایک عید کے دن میرے لیے حکم نافذ فرمایا کہ میں ان کی مجلس سے نہیں جاؤں گا۔ فرمایا یہ جمع و تفریق کا دن ہے (لوگ مل کر الگ ہو جاتے ہیں) جب کوئی اگر چلا جاتا ہے تو پیچھے وحشت مجھے آ لیتی ہے آج آپ میرا دل بہلائیں کیونکہ آپ کی باتیں مجھے بہت پسند ہیں میں نے عرض کیا میری ایک شرط ہے کہ آپ مجھے ارشاد فرمائیں۔ حضرت شیخ جلال الدین کا وارثِ ولایت کون ہے؟ فرمانے لگے حضرت ابوالحسنؒ، میں نے پوچھا ان کا وارث کون ہے؟ فرمایا شیخ محمد بکریؒ، میں نے پوچھا پھر حضرت بکریؒ کا وارث کون ہوگا؟ فرمایا میرے والد زین العابدین، میں نے پوچھا حضرت زین العابدین کا وارث کون ہے فرمایا میرا بھائی احمد، میں نے عرض کیا ان کے بعد پھر کون؟ روتے ہوئے جواب دیا "میں"۔ آپ نے جونہی لفظ میں استعمال فرمایا "میں" بے خود ہوگیا پھر جب ہوش آیا تو آپ سب آنے والے علماء، امراء، فقراء، محررین، فقراء اور ارباب صنعت و

marfat.com

حرفت کو عطیات بخش رہے تھے جسے پسند فرماتے اسے اپنی تھیلی سے ہاتھ ڈالتے اور چاندی سے خوب ہاتھ بھر کر عطا فرما دیتے، میں نے عرض کیا حضرت آپ کی یہ تھیلی تو تقدیر کو لوٹتی ہے ورنہ یہ چاندی اور یہ رقم اتنی زیادہ اس میں کہاں سے آگئی۔ فرمانے لگے واللہ آپ کے بغیر کسی اور کو یہ راز معلوم نہیں ہو سکا تو جان گیا ہے تو بس اسی پر کفایت کر آگے نہ بڑھ۔

دیدارِ مُصطفٰے علیہ الثناء

مزید فرماتے ہیں کہ یہ کرامت تو خود حضرت نے مجھے بنفس نفیس بتائی کہ آپ نے ایک سال بیت اللہ شریف کے حج اور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار سبطِ انوار کی زیارت کا قصد کیا جب زیارت مکمل کرنے کے بعد الوداعی سلام کے لیے حضور علیہ السلام کے چہرۂ نور کے سامنے حاضری دی تو حضور علیہ السلام اور صدیق اکبر و فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے نورانی چہرے سامنے آگئے آپ سر جھکائے عالمِ حیرت میں ڈوبے باادب حضور کریم علیہ التسلیم کے سامنے کھڑے تھے اور آپ کے خادم عرض کر رہے تھے حضور قافلہ چل چکا۔ وہ چاہتے تھے آپ جلدی چلیں۔ حضرت ان کی جلد بازی سے حیران تھے کیونکہ وہ کشفی حالت میں سرکار ابد القرار علیہ السلام کی خدمت میں کھڑے تھے۔ فرماتے ہیں پھر وہ چہرۂ انور آہستہ آہستہ یوں اوجھل ہونے لگا جیسے چاند بادل کی اوٹ میں چلا جاتا ہے پھر شیخین کریمین کے مقدس چہرے بھی یونہی اوجھل ہو گئے، مصنف "عمدۃ التحقیق" نے بہت سی کرامات نقل کی ہیں چونکہ یہ کتاب مطبوع و مشہور ہے لہٰذا یہاں مزید نقل نہیں کرسکتا۔

آپ کے بھائی احمد بکری محبیؒ کے متعلق حضرت نے فرمایا کہ وہ باپ کے وارث تھے ان کا ذکر محبیؒ نے خلاصۃ الاثر میں یوں کیا ہے کہ وہ اپنے وقت میں شیخ تھے قاہرہ میں قیام تھا آپ کا ادب بحد تھا اور علم ٹھاٹیں مارتا تھا اپنے

marfat.com

چچا ابوالمواہب کے وصال کے بعد مسند پر آئے اور ازبکیہ میں اپنے گھر میں مجلس تفسیر قائم فرمائی۔ زمانے کے علماء کو وہاں اکٹھا کیا سب آپ کے معترف و مطیع ہوئے آپ کے عجیب حالات ظاہر ہوئے۔ کئی دفعہ حج کیا اور سب حالات میں آپ کو شرفِ قبولیت ملا۔ قرآن کریم کی تفسیر میں آپ کو بہت مہارت حاصل تھی۔ علمِ طریقت کی تو انتہا پر تھے۔ آپ کی وفات ۱۰۴۹ھ میں ہوئی۔ خلاصۃ الاثر کی عبارت ختم ہوئی۔ میں نے اپنی اس کتاب (جامع کرامات الاولیاء) میں آپ کا ردیف اوّل میں مستقلاً تعارف و ترجمہ اس لیے بیان نہیں کیا کہ مجھے آپ کی کسی کرامت کا علم نہیں ہوسکا۔

۲۱۲۔ حضرت محمد زین العابدین بن محمد زین العابدین رحمۃ اللہ علیہما

اللہ آپ سے اور آپ کے آباء و اجداد سے راضی ہوا۔ مصنف "عمدۃ التحقیق" فرماتے ہیں۔ کہ میں نے آپ کے (حضرت محمد زین العابدین جو ان زین العابدین کے والد ہیں) صاحبزادے شیخ محمد زین العابدین کی کرامت دیکھی اللہ آپ کو حاسدوں کی نظروں سے بچائے۔ ہم آپ کے والد حضرت محمد زین العابدین بکری رضی اللہ عنہ کی محفل میں تھے آپ اٹھ کر حرم میں تشریف لے گئے اور میں نے واپس جانا چاہا تو ابن شیخ (محمد زین العابدین ثانی رضی اللہ عنہ) نے جانے سے روکا فرمایا آج رات ہم سے باتیں کرنا۔ آپ قیطون کے دروازے سے اس مسطبہ (تھلا چبوترہ) پر تشریف لائے جو ازبکیہ کے تالاب کو اوپر سے جھانکتی ہے میں نے آپ کے لیے مصلےٰ بچھا دیا آپ اس پر تشریف فرما ہوئے میرے پاس بھی ایک مصلےٰ تھا میں نے وہ زمین پر بچھایا اور اس پر بیٹھ گیا ایک سوالی ابن استاذ کی خدمت میں آیا۔ اللہ باپ بیٹے کی عمر دراز کرے۔ آپ نے تھیلی میں ہاتھ ڈالا مگر اس

marfat.com

میں تو کوئی درہم نہ تھا جو آپ سائل کو عطا فرما دیتے آپ کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ مجھے فرمایا ابراہیم! اپنا مصلےٰ اٹھا جو اس کے نیچے ہے وہ فقیر کو دے دے میں نے مصلےٰ اٹھایا تو نیچے بالکل نیا ڈھلا ہوا سکہ پایا۔ جو ربع دینار (¼) سے بڑا تھا میں نے سائل کو دے دیا مجھے معلوم ہو گیا کہ یہ اللہ کا غیب کا خزانہ ہے یہ واقعہ میں نے اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھا۔ عمدۃ التحقیق کی عبارت ختم ہوئی۔ عمدۃ التحقیق میں اس کا نام نامی صرف زین العابدین مذکور ہے میں نے محمد زین العابدین کے نام سے اس لیے لکھا گیا ہے کیونکہ آپ کے باپ دادے کے نام کے ساتھ لفظ محمد ہے آپ کے والد محمد زین العابدین اور دادا بھی محمد زین العابدین ہیں۔ آپ کے دادا کے والد شیخ محمد کبیر بکری ہیں ان کا لقب بھی اگرچہ زین العابدین ہے مگر مشہور لقب شمس الدین ہے رضی اللہ تعالےٰ عنہم اجمعین۔ ہمیں اللہ ان کی برکات سے متمتع فرمائے آمین۔

۲۱۳۔ حضرت محمد بن سعید مریغی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ

آپ سوس الاقصیٰ ہیں وہاں تربیت بھی ہوئی۔ مراکش میں مقیم ہو گئے آپ صوفی امام اور عقلی و نقلی علوم کے علامہ ہیں۔

صرف پیغام سنکر گورنر بھاگ گیا آپ کے عجیب واقعات میں سے ایک واقعہ یہ ہے کہ ایک شخص نے اپنے شہر کے گورنر کی آپ کے سامنے شکایت کی اور اس کے ظلم و جور کا تذکرہ کیا آپ نے فرمایا حاکم کو جا کر کہہ دیجئے تجھے محمد بن سعید فرماتے ہیں۔ کہ شہر میں نہ بیٹھ۔ وہ یہ سن کر وہاں رات بھی نہ رہ سکا چلا گیا پھر واپس نہیں آیا جب شاہ کو اس طرح اجازت کے بغیر اس کے چلا جانے کا پتہ چلا تو اسے تلاش کرا کے پوچھا وہاں سے بھاگنے کا سبب کیا تھا؟ اس نے جواب دیا جب حضرت محمد نے

marfat.com

بندہ بھیجا تو میرے لیے ٹھہرنا ناممکن ہوگیا میں بلا اختیار وہاں سے چل نکلا بادشاہ نے اسے معزول کر دیا اور اس کی جگہ دوسرا گورنر بھیج دیا لے

ایک شخص بہت زیادہ مقروض تھا قرض واپس کرنے سے عاجز آگیا، آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر بات عرض کی، آپ نے اسے فرمایا فلاں جگہ جا اور سورت اخلاص پڑھ ایک آدمی آئے گا اس کی کیفیت یہ ہوگی جب وہ آئے تو اسے کہنا آپ کو محمد بن سعید فرماتے ہیں کہ مجھے اتنی رقم دیدے جتنی رقم درکار ہو مانگ لینا۔ وہ گیا سورت پڑھی وہ آدمی آگیا اس نے اسے سب بات بتادی جتنی رقم مانگی اس نے دے دی حضرت کا وصال ۹۰۱ھ میں مراکش میں ہوا باب اغمات کے قبرستان میں دفن ہوئے۔ بقول محبیؔ عمر پچانوے سال تھی۔

۲۱۴۔ حضرت محمد سیف الدین فاروقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اپنے والد حضرت معصومؒ کے خلیفہ تھے اور وہ اپنے والد حضرت مجدد الف ثانی امام ربانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ ہیں۔ آپ اپنے باپ دادے کی طرح طریقۂ نقشبندیہ کے بڑے آدمیوں میں شامل ہیں۔ ائمہ و صوفیہ کے آپ امام ہیں۔ ایک آدمی جو آپ کے پاس کھڑا تھا دل میں خیال کرنے لگا کہ حضرت متکبر ہیں اس کے دل کا خیال کشف سے جان کر اس کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا "میرا

لے حضرت بوعلی قلندرؒ کے سامنے بھی گورنر کی ایک مرید نے شکایت کی تھی کہ اس نے میرے سر پر لاٹھی ماری ہے حضرت نے شاہ دہلی کو لکھا کہ تیرے ناہنجار گورنر نے میرے مرید کو لاٹھی ماری ہے اس گورنر کو فوراً معطل کر کے واپس بلائیے ورنہ میں تیری حکومت ہی کسی اور کو دے دوں گا۔ اقبال فرماتے ہیں : ؎

بازگیر ایں عاملے بدگوہرے ورنہ بخشم ملکِ تو با دیگرے
مترجم ؎

marfat.com

تکبر اللہ تعالیٰ کی کبریائی سے ہے" ایک اور منکر کو بھی انکار نے آلیا۔ خواب میں دیکھا کہ کوتوالوں کے گروہ نے اسے پکڑ لیا ہے اور شدت سے مارنا شروع کر دیا ہے مارتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے تو حضرت کا منکر ہے حالانکہ آپ اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں۔ مار کی شدت سے جاگ گیا توبہ کی اور حضرت کے غلاموں میں شامل ہو گیا آپ کی سرائے میں چودہ سو سالک رہتے تھے آپ ہر ایک کو اس کی خواہش کے مطابق کھانا کھلاتے تھے۔ ایک کوڑھی نے شفا کی دعا کرائی آپ نے اس پر تھوک دیا تو اسی وقت وہ ٹھیک ہو گیا۔ بقول خانی ۱۰۹۵ھ میں وفات ہوئی اور اپنے شہر سرہند میں مدفون ہوئے۔

۲۱۵ حضرت محمد بن عمر بن یحییٰ بن مساوی زبیدی حسینی یمنی رحمۃ اللہ علیہ

آپ عارف باللہ قطب ہیں آپ نے سادات بنی اہدل کے یمنی شیوخ نے اکتساب فیض کیا، پھر حرمین شریفین کی مجاورت اختیار کی اور حضرت صفی قشاشی سے بھی فیض لیا۔

اطاعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے خواب میں زیارت مصطفیٰ کا حظ اٹھایا آپ نے فرمایا تیرا قدم میرے قدم کی طرح ہے (یعنی تو کامل اطاعت کیش ہے)، تیری مسجد میری مسجد جیسی ہے۔ ایک ولی نے خواب میں کسی کو کہتے سنا حضرت امام الانبیاء علیہ السلام اللہ کے خزانوں کے امین ہیں اور محمد بن عمر حضور اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امین ہیں بسا اوقات آپ پر حال طاری ہو جاتا تو آپ شعور کی دنیا سے نکل جاتے ایک ہی جگہ ایک دن یا دو دن لوگوں سے الگ خاموش بیٹھے رہتے آپ کے مناقب و کرامات تعداد سے باہر ہیں اور حد کے احاطہ میں نہیں آتے۔ ۱۰۹۶ھ میں

marfat.com

وفات ہوئی اور گاؤں سنان (مکتبہ سین) میں دفن ہوئے جو بنی دملہ کے علاقہ میں یمن کے مشرقی حصے میں واقع ہے۔ (محبی ؒ)

۲۱۶۔ حضرت محمد بن متاول زیلعی عقیلی یمنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ استاذ عارفِ ربانی اور ولی صالح ہیں، آپ کی عظمتِ شان اور ولایت پر سب کا اجماع ہے۔ آپ ننگی تلوار تھے اگر کسی کرامت پر مجبور کیے جاتے تو عجیب و غریب باتیں آپ سے صادر ہوتیں۔ اسی لیے آپ جن شہروں میں جاتے امراآپ سے خوفزدہ رہتے اور امراء اپنی عادت کے مطابق آپ سے چونگی ٹیکس نہ لے سکتے۔ آپ بطورِ رئیس کشتیوں میں چلتے رہتے اکثر ایسا اتفاق ہوتا کہ ہندستانی کپڑوں کے تھانوں کی گٹھریاں لے جا رہے ہوتے تھے تو سرکاری ٹیکس وصول کرنے والے اسے دانے پاتے آپ کو ان چیزوں کے مالک ہدیہ پیش کرتے کہ ہمارا سامان بھی بلا ٹیکس نکلوا دیں آپ کی ایسی لاتعداد باتیں ہیں۔ بقول محبی ؒ ۱۰۹۶ھ میں فوت ہوئے اور قنفذہ میں دفن ہوئے۔

۲۱۷۔ حضرت محمد صبغۃ اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ سلسلۂ نقشبندیہ کے اکابر مشائخ میں شامل ہیں حضرت شیخ محمد معصوم بن امام ربانی شیخ احمد فاروقی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے صاحبزادے ہیں، آپ کی خدمت میں ایک سائل آیا اسے دینے کے لیے کچھ نہ تھا وہاں پھینکے ہوئے ایک پتھر پر نگاہ پڑی تو وہ سونا بن گیا اور آپ نے وہ سائل کو عطا کیا۔ بقول خانی آپ کا وصال ۱۱۲۲ھ میں ہوا۔

۲۱۸۔ حضرت محمد نبتنی سقاف باعلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ افراد سادات میں

marfat.com

سال ہیں مجوبہ دوراں تھے یمن میں پیدا ہوئے، حرمین شریفین میں آگئے وہاں ہی سید عبداللہ بن یمین سقاف سے فیض حاصل کیا آپ پر حال طاری ہوتا تو اپنے جسم میں ہتھیار گھونپ دیتے مگر آپ پر اثر نہ ہوتا۔ بقول جبرتی مکہ مکرمہ میں ۱۱۶۱ھ میں وصال فرمایا۔

۲۷۹۔ حضرت محمد بن مراد ازبکی نقشبندی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ

آپ دمشق شام کے مشہور قبیلہ آلِ مرادی کے دادا ہیں آپ عظیم المرتبت صوفی اور طریقہ نقشبندیہ کے قائد ہیں۔ آپ حضرت محمد معصوم فاروقی کے خلیفہ ہیں، دراصل آپ بخارا کے باشی تھے پھر دمشق کو وطن بنا لیا آپ کو دمشق اور قسطنطنیہ میں جو اقبال مندی، شہرت اور تام و عام نفع حاصل ہوا وہ سب آپ کے پوتے مفتی شام خلیل آفندی مرادی کی تاریخ میں مذکور ہے، اب آیئے آپ کی کرامت کی طرف۔

جنازہ میں شمولیت

علامہ محبی نے شیخ محمد بن احمد المعروف ابن عبدالہادیؒ کے ترجمہ و تعارف میں ذکر کیا ہے کہ ان کی وفات کے دن یہ اتفاق ہوا کہ عالم ربّانی حضرت شیخ مراد قطیفہ پہنچے۔ حضرت نے دوستوں سے چار ساعت پہلے وہاں سے کوچ کرنے کا ارادہ کیا میں (محبی) نے انہیں کہا راستہ خوفناک ہے دوستوں کے بغیر چلنا ممکن نہ ہوگا۔ انہوں نے جواب دیا ایک مہم پیش آگئی ہے لہٰذا اب دیر نہیں کی جا سکتی۔ آپ اٹھے اور تخت (چارپائی) پر سوار ہو گئے آپ چل پڑے اور ہم بھی ساتھ ہو لیے، تھوڑا فاصلہ ہی طے کیا ہو گا کہ آپ تخت سے اتر پڑے گھوڑے پر سوار ہو کر بہت تیز چلے اب بڑی تیزی سے جا رہے تھے اور ہمارا

marfat.com

آپ کے ساتھ چلنا ایک مشکل مسئلہ بن رہا تھا جب ہم دومہ کے قیام پر پہنچے تو ہمیں بتایا گیا کہ شیخ محمد بن عبد الہادی فوت ہو گئے ہیں ہم دمشق جا پہنچے حضرت مراد جامع مسجد اموی تک پہنچنے سے پہلے گھوڑے سے نہیں اترے حضرت شیخ محمدؒ کی نمازِ جنازہ میں شریک ہو کر اس مکان میں تشریف لائے جو آپ کے لیے تیار کر دیا گیا تھا۔ (حضرت محمد نے مرنے سے پہلے آپ کی آمد کی اطلاع دے کر جگہ تیار رکھنے کا حکم دیا تھا) یہ دونوں بزرگوں کی بہت بڑی کرامت ہے۔ (ایک نے آمد سے پہلے جگہ مقرر کرا دی اور دوسرے نے بغیر اطلاع موت کی خبر پا کر جنازہ میں شرکت کی)

آپ کا ذکرِ خیر سیدی عارف ربّانی حضرت مصطفٰے بکری نے اپنی کتاب "السیوف الحداد فی اعناق الزندقة والالحاد" میں فرمایا ہے ارشاد ہوتا ہے آپ ان لوگوں میں شامل ہیں جن سے کئی دفعہ ملاقات ہوئی آپ کی ذات میں ہم نے اہلِ قرب کی علامات پائیں۔ لیکن یہ ملاقات کچھ فاصلے کے ساتھ ہوئی لہٰذا اس سے اتنا ہی فائدہ ہوا کہ آپ کی زیارت ہو گئی، نیک لوگوں کی زیارت بھی تو سعادت ہے یہ حضرت گرامی عارف کے لیے اور بحرِ معرفت کے شناور جناب محمد مراد نقشبندی خلیفہ حضرت محمد معصوم تھے۔ اللہ آپ کے سربند رازوں کی عظمت برقرار رکھے برادرِ راہِ خدا شیخ عبد الکریم قطان رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ آپ کے حضور سید کل صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار کی عظمت اور انوارِ محمدیہ کے نقش قدم پر چلنے کے حسن کی عظمتوں کا ذکر اکثر کر کے مجھے ان سے ملنے کا شوق دلایا کرتے تھے میں نے ایک رات خواب میں آپ کو تین دفعہ دیکھا نیز صدیق محترم و مرحوم شیخ ابراہیم اکرمی خادمِ دربار امام ہمام شیخ اکبرؒ بھی آپ کی عمدہ عادات اور کتاب وسنت کی تقلید و پیروی کا سب حرکات وسکنات میں ذکر فرماتے۔ یہ شیخ ابراہیم آپ کے شاگرد

marfat.com

تھے اور آپ کی صحبت سے فیض یافتہ تھے صدیقِ اکرم شیخ حسن داغستانی نے بھی مجھے بتایا کہ جب حضرت شیخ محمد مراد سو جاتے اور پھر جاگتے اور خادم پانی لانے میں دیر کر دیتا۔ اور آپ کو وضو کی ضرورت ہوتی تو آپ دیوار پر ہاتھ مار کر تیمم فرما لیتے اور تھوڑی دیر بھی بے وضو رہنا پسند نہ فرماتے۔

یہی سیدی مصطفےٰ بکری اپنی مذکورہ کتاب "السیوف الحداد" میں ان اولیاء کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں جن سے ان کی ملاقات ہوئی کہ ان حضرات میں شیخ مولانا عبدالرحیم ہندیؒ المشہور ازبکی نقشبندی بھی تھے جو عالمِ کامل اور محققِ مدقق ہیں، علم حقیقت اور علم شریعت کے جامع ہیں۔ میں کئی دفعہ آپ سے ملا اور آپ کی مجالس میں بیٹھ کر علوم و اسرار کا استفادہ کیا۔ مجھے صالح و رحیم بھائی شیخ عبدالکریم آپ سے ملنے کا شوق دلاتے رہتے تھے۔

مال حرام سے نفرت فرماتے ہیں مجھے سیدی محمد مرادؒ نے بتایا کہ مولانا عبدالرحیم بہت کم سوتے ہیں حالانکہ وہ عادت سے زیادہ پانی پیتے ہیں یہ اس لیے کیونکہ ان کے دل میں ذکر کی آگ کی حرارت ہوتی ہے اور وہ انہیں بار بار پانی پینے پر ابھارتی ہے۔ وہ مخلوق کے ساتھ ربط و تعلق کم رکھتے ہیں اور ان کی سیرت عمدہ سیرت ہے۔ دمشقِ شام میں ان کی ذات کی وجہ سے بہت مخلوق کو فائدہ پہنچا ہے ان کی محبت و صحبت سے لوگوں نے مراد و مقصد کو پا لیا ہے ان عبدالرحیم صاحب کا حضرت محمد مرادؒ سے والہانہ عقیدت اور بیحد فرمانبرداری کا

---

[1] چونکہ آپ حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید تھے اس لیے شام وغیرہ کے علاقوں میں آپ ہندی کے لقب سے مشہور تھے حالانکہ آپ ہندی الاصل نہیں تھے بلکہ بخارا کے رہنے والے تھے جیسا کہ ابھی اوپر مذکور ہوا۔ {مترجم}

marfat.com

رشتہ تھا آپ کے علم وعمل کو جاننے والے اس بات سے حیران بھی ہوتے تھے کیونکہ شیخ تو ہر مقام وحال کا بدر کمل (محبت کا چاند) ہوتا ہے لیکن حضرت عبدالرحیم حضرت محمد مراد کا مقام سب لوگوں سے زیادہ جانتے اور پہچانتے تھے۔ اس لیے کہ آپ کے سامنے سے تو پردے ہٹا دیئے گئے تھے۔ حضرت محمد مراد کو شام کے ایک بڑے آدمی نے اپنے گھر تشریف لانے کی دعوت دی اور یہ بھی التماس کی کہ حضرت علامہ عبدالرحیم کو بھی ساتھ لانا، حضرت مراد نے فرمایا میں انہیں دعوت نہیں دوں گا اگر بلانے کا ارادہ ہے تو خود جاکر دعوت دیجئے۔ وہ رئیس ان کے پاس گیا اور کہا حضرت شیخ محمد مراد فرماتے ہیں کہ کل وہ میرے غریب خانہ میں تشریف لا رہے ہیں آپ بھی ہمارے گھر قدم رنجہ فرما کر زیارت سے مشرف فرمائیں۔ دوسرے دن آپ آئے اور حضرت شیخ محمد مراد کے ساتھ دعوت میں تشریف لے گئے۔ پھر گھر آکر جو کچھ بھی پیٹ میں تھا سب قے کر دیا کیونکہ انہیں پتہ چل گیا تھا کہ یہ مال یا تو حرام ہے یا مشکوک ومشتبہ ہے۔ آپ ہر دفعہ ایسا ہی کرتے دعوت میں جاتے اگر طعام مشکوک ہوتا تو واپس آکر قے کر دیتے انہیں علم تھا کہ حرام ظلمت وتاریکی ہے اور یہ ظلمت دل میں سختی وقساوت پیدا کر دیتی ہے۔ اہل طریقت تو وہی چیزیں استعمال کرتے ہیں جو دلوں کو منور کریں اور ان میں گداز پیدا کریں۔ کیونکہ اسی گوشت کے لوتھڑے دل پر تو مدار ہے۔ جی میں حضرت عبدالرحیم کہنے لگے کاش حضرت استاذ محمد مرادؒ نے مجھے اس دعوت کے لیے آدمی نہ بھیجا ہوتا۔ بس کبیدگی طاری تھی اور وہ یہ کلمات کہہ رہے تھے آپ سو گئے تو حضرت قطب دوراں کو دیکھا پیچھے چلے تاکہ سلام عرض کریں حضرت نے پلٹ کر آپ کو دیکھا اور فرمایا: "آپ تو قطبِ شام حضرت مراد کے منکر ہیں آپ کا مجھ سے کیا کام" گھبرا کر اُٹھے اور حضرت محمد مراد کے گھر کی طرف بھاگے جونہی حضرت نے آپ کو

marfat.com

دیکھا فرمایا پلٹ آئے ہو" جواباً عرض کیا پلٹ آیا ہوں، حضرت کا ہاتھ چوم لیا، آپ کی عظیم برکات. زور حسیم احوال ملاحظہ کئے. پھر ہمیشہ ان کے دروازے پر پڑے رہے اور ان کے آنگن کو نہیں چھوڑا طرح طرح کے فوائد و برکات دیکھنے کے بعد اور آپ کی توجہات پانے کے بعد حضرت کی بےحد تعریف آپ کی عادت بن گئی تھی۔

کشف کی دل گیریاں

سیدی مصطفےٰ بکری ہی راوی ہیں کہ مجھے شیخ مکرم محمد بدیری دمیاطی حضرت شیخ مراد کا ذکر چل نکلا تو بتایا کہ میں ایک دفعہ آپ سے ملنے گیا تو آپ نے باقی علوم پر علم الٰہی کی عظمت بیان کرنا شروع کی فرمانے لگے آخر طالب علم کو علم منطق یا صرف وغیرہ سے کیا استفادہ ہوتا ہے؟ کیا اخلاق محمدی سے کوئی خلق ان علوم کے ذریعے حاصل ہو سکتا ہے؟ بدیری فرماتے ہیں اس دوران آپ گویا میری طرف اشارہ فرما رہے تھے اور مجھے ہی اپنے ذہن میں رکھے ہوئے تھے۔ پھر فرمانے لگے۔ بعض طالب علم جب مردہ کتا دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں کاش میں یہ مردہ کتا ہوتا۔ یا گوبریلا نظر پڑتا ہے تو کہتے ہیں کاش میں یہ ہوتا۔ شیخ بدیری فرماتے ہیں یہ تو میری عادت بیان ہو رہی تھی۔ اور اللہ تعالیٰ کے بغیر میرے علم کے مطابق اسے اور کوئی نہیں جانتا تھا۔ میں نے یہ عادت اپنی دادی کے ارشاد کے بعد اپنائی تھی۔ دادی جان نے مجھے بتایا تھا کہ میرے دادا جان یہی فرمایا کرتے تھے مجھے یہ بھی معلوم ہوا کہ دادا جان فوت ہونے کے بعد خواب میں کسی نے ریت کے ٹیلے پر کھڑے ہوئے دیکھے ان سے پوچھا گیا اللہ کریم نے موت کے بعد کیا سلوک کیا؟ تو انہوں نے جواب دیا مجھے بخش دیا ہے اور ریت کے جتنے ذرّے میرے قدموں کے نیچے ہیں اتنے لوگوں کی شفاعت کا حق بھی مجھے دیا ہے ان سے دوسرا سوال یہ کیا گیا کہ یہ مرتبہ کس نیکی کے طفیل آپ کو ملا ہے۔ فرمانے

marfat.com

لگے میرے اس قول کی وجہ سے، یہی بات جو ابھی اوپر بیان کر چکے ہیں۔ حضرت بدیری فرماتے ہیں میں شیخ مراد کے کشف سے حیران ہو گیا انہوں نے وہ بتایا جس کا کسی کو علم نہ تھا۔

یہ بھی اِک انداز ہے تیری مسیحائی کا

حضرت مصطفیٰ بکریؒ انہی حضرت بدیری کے حوالے سے نقل کرتے ہیں۔ بدیری فرماتے ہیں میں ایک ایسے شخص سے ملا جو حضرت محمد مراد سے بغض رکھتا تھا وہ کچھ ایسی باتیں ذکر کرنے لگا جو فی الواقع قابلِ مذمت ہیں۔ میں نے بھی اس کی ہاں میں ہاں ملا دی کیونکہ وہ باتیں واقعی انتہائی قابلِ مذمت تھیں۔ پھر میں نے اس شخص سے کہا میں اکثر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوتا ہوں لیکن اب میں کبھی ان کے پاس نہیں جاؤں گا۔ دوسرے دن میرا ایک دوست آگیا جو حضرت محمد مراد کا بھی محب تھا کہنے لگا چلو حضرت محمد کی زیارت کے چلیں میں نے فوراً تیاری کر لی میں حیران تھا کہ میرے جی نے بات جلدی کیسے مان لی، میں نے جی سے کہا تو نے تو حضرت سے نہ ملنے کا پختہ ارادہ کر لیا تھا لیکن میرا جی یوں ہو رہا تھا گویا اس پر جبر و قہر ہو رہا ہے اور جبراً اسے حضرت کی خدمت میں لایا جا رہا ہے۔ میں نے قضا و قدر کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیا میری عادت یہ تھی کہ جونہی وہاں پہنچتا آپ کے پاس جلد جاتا کوئی روکتا نہ تھا لیکن آج مجھے کہا گیا تھوڑی دیر انتظار فرمایئے حضرت شیخ اس وقت ملاقات سے معذور ہیں بس کچھ ایسے ہی کلمات کہے گئے۔ میں بیٹھ گیا اور اپنے جی کو ڈانٹ ڈپٹ کرنے لگا اب زیرِ عتاب ہو کر یہاں بیٹھنے پر کیوں رضامند ہوا تیرا فیصلہ تو یہ تھا کہ اب ملاقات نہیں ہو گی،، کچھ دیر بعد مجھے اور میرے ساتھی کو داخلہ کی اجازت مل گئی پھر حضرت کا داعی آیا اور مجھے حضرت کے قریب لے گیا آپ نے مجھے سلام کہا پھر میرے ساتھی اور ا سے

marfat.com

بلالانے کی طرف متوجہ ہو کر دونوں کو فرمایا، کل ایسا اتفاق ہوا کہ ایک شخص کے پاس ایک آدمی آیا دونوں مل کر ایک شخص کو گالیاں دینے لگ گئے، ایک نے یہ اور یہ بات کہی پھر دوسرے نے یہ اور یہ کلمات استعمال کئے۔ ہماری کل والی مجلس کی پوری نقل اتار دی پھر میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کیا اسی طرح ہوا؟ میں نے کہا جی ہاں ایسے ہی ہوا میں نے انکار نہ کیا۔ فرمانے لگے اب کیا حال ہے؟ میں نے عرض کیا اب اصل کی طرف رجوع کرتے ہیں فرمانے لگے وہ اصل کیا ہے؟ میں نے کہا اصل اعتقاد ہے یہ معاملہ درمیان میں پیش آگیا اور اب ختم ہو گیا ہے ہمارے درمیان شیطان آگیا تھا اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس خبر دینے کے بعد اسے دور کر دیا ہے فرمانے لگے یہ کیسے ہوگا؟ میں نے عرض کیا میں آپ کی جناب کے ساتھ خلوت میں بیٹھوں گا تو شیطان بھاگ جائے گا، آپ نے دوسرے دونوں (حاضرین مجلس) کو اشارہ فرمایا تو وہ چلے گئے۔ میں نے پھر آپ سے راہِ سلوک سیکھا اور جو ہونا تھا وہ ہوا۔ میں نے انھیں کہا میرے لیے ایک رسالہ لکھ دیں۔ آپ نے رسالہ لکھ کر میری ہر ضرورت کا ذکر اس میں فرما دیا۔ اس کے بعد حضرت سید مصطفےٰ بکری لکھتے ہیں کہ اس شیخ کے عجیب وغریب احوال ہیں جن کا ذکر طوالت سے خالی نہیں، حضرت محمد مراد ۱۱۳۲ھ میں قسطنطنیہ میں وصال فرما گئے اور محلہ نشانجی پاشا کے مشہور مدرسہ کے درس خانہ میں مدفون ہوئے۔

۲۲۰۔ حضرت محمد بن سلطان ولیدی مکی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ دار الخیزران میں مدرس تھے۔ عزت مآب، شرافت پناہ، امام، علامہ کبیر، صاحب شہرت خدا شناس ولی، قابل ذکر مناقب کا مرجع اور مشہور و منقول کرامات کا منبع تھے۔ کرامات ملاحظہ ہوں۔

marfat.com

مشکلیں آسان ہوگئیں حضرت علامہ محدث شیخ عبدالکریم شراباتی حلبیؒ نے اپنی اس یادداشت تحریر میں لکھا ہے جس میں انہوں نے اپنے علوم نقلیہ وعقلیہ کی اسناد ذکر کی ہیں۔ کہ شیخ محمد ولیدی کی بہت سی کرامات ہیں ان میں سے ایک وہ واقعہ بھی ہے جو سید ابراہیم حافظؒ یارِ غمخوار حضرت صالح بانقوسیؒ کے ساتھ پیش آیا حضرت ولیدی نے انہیں فرمایا اگر کوئی مشکل مسئلہ پیش آئے تو اللہ کریم کے سامنے میرے وسیلے سے پیش کرنا انشاء اللہ حل ہوگا۔ مجھے اپنے آقا اور اپنے خالق جل جلالہ سے یہی امید ہے کہ وہ سیدنا ومولینا رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ رفیع کے صدقے میں ایسا ہی کرے گا۔ یہ بات پھر صبح کی روشنی کی طرح پوری ہوئی۔ حضرت ابراہیم جب حج سے واپس آتے ہوئے معان کے مقام پر پہنچے تو سخت بیمار ہوگئے ان کا رُخ کعبے کی طرف دوستوں نے پھیر دیا اور اہلِ معان کو آپ کے کفن و دفن کے لیے کچھ رقم دینے کا پروگرام بنایا اللہ کریم نے آپ کے دل میں یہ بات ڈال دی کہ اپنے مرشد حضرت ولیدی کا وسیلہ ذاتِ باری میں پیش کریں انہوں نے ان کا ذکر کیا اور وسیلہ پیش کیا ایسا معلوم ہوتا تھا گویا ان کا ڈھنگا (سکیل) کھُل گیا ہے اور بندھن ٹوٹ گئے ہیں حاجیوں کے ساتھ اپنے شہر واپس آئے اور اس یادداشت کی تحریر تک صحت سے رہے۔

سامان بِک گیا حضرت ولیدی کا ایسا ہی ایک واقعہ الحاج اسعد جبری حلبی کے ساتھ پیش آیا منٹی میں ان کے پاس ساز و سامان تھا۔ مگر کوئی خریدار نہ تھا۔ کچھ اولیاء نے انہیں شیخ ولیدی مذکور کا وسیلہ پکڑنے کی رائے دی اور انہیں اس مشکل کے بتانے کو کہا اس نے اسی طرح کیا سب سامان فروخت ہوگیا صرف ایک قسم کی کچھ چیزیں باقی رہ گئیں جن کا ذکر حضرت کے سامنے نہیں کرسکتے تھے

marfat.com

حضرت شیخ عبدالکریم مزید لکھتے ہیں کہ میرے صاحب مجد صاحبزادے اور میری آنکھوں کی سعادت مند ٹھنڈک الحاج عبداللہ اغا المیری نے اپنے شیخ علی دباغ مرحوم کے حوالے سے حضرت ولیدی کی بہت سی کرامات بتائی ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ یہ استادِ گرامی (حضرت ولیدیؒ) بڑا عظیم مرتبہ رکھتے تھے اور ابدال سے تھے اللہ ہمیں ان کی ذات سے نفع عطا فرمائے۔ شیخ عبدالکریم شرابا تی کی یادداشت کی عبارت بیاں ختم ہوئی۔ ان حضرت محمد ولیدی کا ترجمہ و تعارف علامہ خلیل افندی نے اپنی تاریخ "تحفۃ السامی الی اعیان القرآن الثانی عشر" میں بھی کیا ہے اس تاریخ میں یہ بھی مذکور ہے کہ آپ کے شاگردوں میں مولیٰ حامد افندی مفتی شام اور شیخ احمد منینی بھی شامل ہیں۔ آپ کی وفات ۱۱۳۴ھ میں بحیثیت شہید ہوئی۔

۲۲۱۔ حضرت محمد بن محمد بن شرف الدین خلیلی شافعی رحمۃ اللہ علیہ

آپ بیت المقدس میں مقیم تھے۔ سیدی مصطفیٰ بکریؒ کے مشائخ میں شامل ہیں باعمل علماء اور عارف اولیاء کے اکابر میں شامل ہیں۔

آپ کی بہت سی کرامات ہیں کسی عرب کو آپ نے پیغام بھیجا ان لوگوں نے وہ تیل لے لیا تھا جو ایک اونٹ اور ایک گدھی پر لدا حضرت کے لیے آرہا تھا پیغام یہ تھا کہ اونٹ امیر کا ہے اور تیل گھر کے مالک کا ہے اور گدھی لوٹ کی ہے ابھی صبح نہ ہوئی تھی کہ جو کچھ آپ نے فرمایا وہ وقوع پذیر ہو گیا اور سب علاقہ مہاجروں سے خالی ہو گیا۔

آگ اور پتھروں کی بارش

آپ نے ایک آدمی کو پھانسی پر لٹکنے کی بددعا دی اس نے اپنے آپ کو خود ہی پھانسی یوں دی کہ اپنے پاؤں کے نیچے تکیہ وسہارا رکھا رسی گردن میں ڈالی اور

marfat.com

سہارے اور تکیے کو خالی جگہ ہٹا دیا اور اپنے آپ کو موت کی آغوش میں ڈال دیا۔

لفنگوں بدمعاشوں کے ایک گروہ نے حضرت خلیل ابراہیم علیہ السلام کی زیارت شریفہ کی طرف جاتے ہوئے آپ کو تنگ کیا اور تکلیف دی تو آپ نے انہیں آگ لگنے اور پتھر پڑنے کی بد دعا دی، اب ان پر لگاتار پتھر برسنے لگے اور رات دن ان کے گھروں میں آگ لگنے لگی۔ وہ آئے توبہ کی تو آپ نے انہیں معاف کر دیا۔

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی ایک دفعہ زیارت کے

مقامِ محمدی اور حیاتِ انبیآ علیہم السلام

دوران بھی آپ کو ایک واقعہ پیش آیا حضرت اپنی زبانی یوں بیان فرماتے ہیں۔ جناب موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہمارا واقعہ یوں ہے کہ میں رات کو آپ کی زیارت کے لیے آپ کے مزار اقدس کے پاس آتا، میں نے حضور علیہ السلام کی ذاتِ اقدس پر صلوٰۃ و سلام والی کتاب "دلائل الخیرات" پڑھنا شروع کی، ایک دفعہ ختم کر کے دوبارہ پڑھنا شروع کیا تو مجھے خیال آیا بہتر یہ ہے کہ سیدنا موسیٰ اور سیدنا ہارون علیہما السلام پر صلوٰۃ و سلام بھیجوں، میں نے یوں درود شریف پڑھا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُوْسٰی وَ اَخِیْہِ ھٰرُوْنَ - (اے اللہ! موسیٰ اور ان کے بھائی ہارونؑ پر درود بھیج) میں نے قبر شریف سے فصیح و بلیغ آواز سنی "نسب نامے کا رشتہ وِلا (آزاد کر کے والی بننا) کے رشتے سے افضل اور مقدم ہے" مجھے فقرے کا مطلب و مقصد سمجھ آ گیا۔ معنی یہ تھا کہ "تم حضور سیدنا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے یوں منسوب ہو جیسے نسب کا رشتہ ہوتا ہے کیونکہ حضور کریم علیہ التسلیم کا ارشاد عالی ہے "میری اُمت میرا عصبہ و رشتہ ہے" اور دوسروں سے تمہارا رشتہ وِلا کا ہے اور نسب کا رشتہ وِلا کے رشتہ سے مقدم ہے، یہ سُن کر پھر میں نے دلائل الخیرات کو پڑھنا شروع کیا۔ اس واقعہ سے دو فائدے معلوم ہوتے

marfat.com

اوّل یہ کہ سیدنا موسٰی علیہ السلام سیدنا امام الانبیاء صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کتنا ادب فرماتے ہیں۔ دوسرا یہ کہ آپ اپنی مشہور قبر میں موجود تھے۔

حبیبؐ کا خلیلؑ کے نام سفارشی خط

آپ کا ایک اور واقعہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے متعلق بھی یوں مذکور ہے۔ کہ وزراء میں سے نصوح نامی شخص سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے شہر اقدس کی طرف آیا شیخ محمد خلیلی فرماتے ہیں کیونکہ وہ شہر کے لوگوں سے انتقام لینا چاہتا تھا لہٰذا میں اس سے الگ ہو گیا تاکہ اس سے ملاقات نہ ہو۔ شیخ حسن غزالیؒ سمیت ایک جماعت لے کر میں حضرت جد الانبیاءؑ کی خدمتِ عالیہ میں فریاد لے کر گیا اسی رات ہمارے دوستوں سے شیخ محمد غزالی سے ان کا تعارف سیدی عبدالغنی سفرنامہ میں مذکور ہے۔ خواب میں دیکھا کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نامہ آیا ہے جس کی تحریر یوں ہے "یہ اللہ کے بندے اور رسول (سیدنا و مولانا) محمد رسول اللہ (صلوات اللہ وسلام علیہ) کی طرف سے گرامی قدر دادا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نام، میں یہ مسئلہ آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں"۔ وزیر کچھ بھی کئے بغیر معزول ہو گیا۔

حضرت قدس شریف میں ۱۱۴۷ھ میں فوت ہوئے اور حرم قدس کے اندر مدرسۂ بلدیہ میں مدفون ہوئے یہی کچھ علامہ آفندی نے اپنی کتاب "سلک الدر" میں لکھا ہے۔ میں (علامہ نبہانی)، نے محکمہ جزاء کی سربراہی کے دوران قدس میں، ۱۱۳۵ھ میں کئی دفعہ آپ کی زیارت کی میں سال سے کم عرصہ وہاں ٹھہرا تھا۔ وہاں سے پھر بیروت منتقل ہوا اور آپ کی اولاد کی بھی زیارت کی اور آپ کی وقف کردہ کتب بھی آپ کی اولاد نے مجھے دکھائیں، رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ۔

۲۲۴- حضرت محمد قلینی ازہری رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ

marfat.com

آپ فن کے امام و علامہ اور شیخ المشائخ تھے۔ آپ کی کرامات کا شہرہ تھا اور نیکیوں کا غلغلہ تھا۔ آپ کے پاس جائداد نہ تھی نہ کوئی چیز ملکیت میں تھی اور نہ ہی سرکار کی طرف سے کوئی وظیفہ تھا دستِ غیب سے ہی خرچ فرماتے کسی سے کوئی چیز بھی قبول نہ فرماتے تھے اور اس انداز سے خرچ کرتے گویا آپ کو محتاجی اور فقر کا ذرا بھی خوف نہیں ہے۔ آپ جب بازار سے گزرتے تو غربا آپ کو چمٹ جاتے آپ انہیں سونا چاندی (چاندی سونے کے سکے) دیتے چلے جاتے اگر حمام میں تشریف لے جاتے تو وہاں سب حاضرین کے اخراجات ادا فرما دیتے بقول جبرتی آپ کا وصال ۱۱۶۴ھ میں ہوا۔

۲۲۳۔ حضرت محمد سعید بن ابی بکر بن عبد الرحیم بن مہنا حسینی بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ امام، صوفی، عارف اور زاہد ہیں۔ ۱۱۷۱ھ میں مصر تشریف لائے۔ سید محمد مرتضیٰ اور عفیفی جیسے عظیم المرتبت لوگ آپ کی زیارت کے لیے جاتے تھے حضرت عفیفی آپ کی شان کو بلند سمجھتے تھے اور آپ کے حق میں کہتے وہ ان رجال حضوری میں شامل ہیں یعنی حضور علیہ السلام کی بیداری کی حالت میں زیارت کرتے ہیں۔ پھر آپ مصر سے روم گئے اور بقول جبرتی وہاں ۱۱۸۵ھ میں فوت ہوئے۔

۲۲۴۔ حضرت شیخ محمد حفنی شمس الدین ابو المطارم خلوتی مصری شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ علمائے عاملین اور اولیائے عارفین کے امام ہیں۔ اپنے وقت کے قطب اور اپنے دور میں طریقت و حقیقت کے مرشد ہیں، وہ سیدی مصطفےٰ بکری

imarfat.com

کے سب سے بڑے خلیفہ ہیں، آپ کے مناقب میں آپ کے ایک خلیفہ علامہ شیخ حسن فوی مصری متوطن مکہ مکرمہ نے ایک مستقل کتاب لکھی ہے۔ میرے خیال میں وہ بیس اجزاء اور رسائل سے بھی زیادہ ہے اس کتاب کی چھٹی فصل میں علامہ نے وہ کرامات بیان کی ہیں جو اللہ نے آپ کے مقدس ہاتھوں کے ذریعے جاری فرمائیں ان کرامات کا ذکر کرتے ہوئے علامہ لکھتے ہیں:

کشف اور شکل کی تبدیلی

استاذی الکریم کی ایک کرامت وہ واضح صریح کشف ہے جو کبھی غلط ثابت نہیں ہوا میں جو چیز دل میں چھپا کر آپ کی محفل میں حاضر ہوا آپ نے من وعن بیان فرما دی اگر کوئی کام کر کے گیا تو آپ نے اس کی طرف بھی اشارہ فرما دیا۔ ایک ایسا ہی واقعہ یوں پیش آیا کہ آپ نے درس سے فارغ ہو کر ایک دن مجھے فرمایا مجھ سے پہلے گھر چلو، میں چل پڑا مگر مجھے ایک دوست مل گیا اور کہنے لگا آؤ ذرا مشہد حسینی کی زیارت کر لیں میں نے دوست سے کہا مجھے حضرت کا حکم ہے کہ ان سے پہلے گھر پہنچوں دوست نے جواب دیا حضرت تو دیر لگائیں گے اور ہم زیارت کر کے اتنے میں واپس آجائیں گے اور شیخ مرشد کے پہنچنے سے پہلے گھر پہنچ جائیں گے میں نے دوست کی بات مان لی اور ہم مسجد حسینی کی طرف چل دیئے زیارت کر کے گھر آئے تو حضرت ابھی تشریف نہیں لائے تھے جیسا کہ میرے دوست کا خیال تھا میں نے اللہ کا شکر کیا کہ حضرت پہلے نہ پہنچے میں تھوڑی دیر ہی بیٹھا تھا کہ آپ آ گئے۔ جونہی مجھے دیکھا فرمایا، کدھر تھے؟ میں نے عرض کیا حضور یہاں ہی تھا فرمانے لگے سچ اچھی چیز ہے کدھر تھے؟ میں نے عرض کیا حضور! مجھے فلاں صاحب مل گئے تھے پھر ساری بات بتا دی۔ سن کر فرمایا تم جھوٹ بھی بولنے لگ گئے۔ خبردار مرشد کے سامنے جھوٹ نہ بولا کرو۔ اب اس کے بعد میں ایسی بات کرنے

marfat.com

سے خائف رہتا ہوں، پھر آپ نے فرمایا آؤ آپ اپنی خلوت والی نشست کی طرف چڑھے دروازہ بند کر کے مختصر سی حرکت فرمائی میں نے دیکھا کہ خلوت کدہ باوجود وسعت کے ہم دونوں سے بھر گیا ہے میں نے دیکھا کہ آپ کا وجود ایک بڑے تودے کی شکل اختیار کر گیا ہے میں خوفزدہ ہو گیا چاہتا تھا کاش زمین مجھے نگل لے۔ مجھ پر خود فراموشی طاری ہو گئی آنسوؤں کے بادل چل پڑے فرمایا یہ تیرے جی میں کیا خیال آ رہا ہے؟ مگر میں تو جواب دینے سے بھی قاصر تھا۔ پھر فرمایا کیا تو نے فلاں کام نہیں کیا، حالانکہ جس معاملے کا آپ ذکر فرما رہے تھے وہ کسی کو معلوم نہ تھا آپ فرماتے جا رہے تھے اور میں جواب کی سکت نہیں رکھتا تھا۔ پھر اللہ نے مجھے قوتِ گویائی دی تو میں نے عرض کیا آپ میرے دل میں آباد گناہ کا ازالہ فرما دیں میں ایک عاجز و مسکین آدمی ہوں، آپ نے نرمی کی [1] اور آپ اپنی اصل شکل شکلِ جمال و محبت کی طرف واپس پلٹ آئے۔ مجھے فرمایا میں توجہ کرتا ہوں تو اس بات کے چھوڑنے کے اسباب اختیار کر لے میں نے اشارے سے کہا ایسا ہی کروں گا۔ پھر مجھے گلے سے لگا لیا اور لگاتار عالی مقام صوفیا رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی باتیں کرتے رہے۔ جب میں آپ کے خلوت کدے سے آیا تو وہ مسئلہ جس کی طرف آپ نے اشارہ فرمایا تھا میرے دل سے بالکل زائل ہو چکا تھا۔

ایک دفعہ میں آپ کے پیچھے کھڑا تھا دل میں سوچا اگر میں آپ کے سامنے کھڑا ہوتا تو آپ کے چہرے کو دیکھتا۔ آپ میری طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے۔ نظارہ گاہ میں داخل ہو کر کھڑکی کے بالمقابل بیٹھ کر مجھے لگاتار دیکھتے رہو [2]۔

---

[1] ؎ آہ! کیا محبت ہے اور کیا محبت کی دستگیریاں ہیں
نرگس کی آنکھ سے تجھے دیکھا کرے کوئی

{ مترجم }

(حاشیہ [2] اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو)

marfat.com

ایک اور واقعہ ملاحظہ ہو کہ میں (شیخ حسن مصنف کتاب مذکورہ) اپنے پیر بھائی شیخ حسن کے ساتھ دینار اور فن سوناسازی پر بات کر رہا تھا ہم نے ایک دوسرے سے وعدہ کیا ہم بھی سوناسازی کریں گے، پھر ہم حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور محفل میں بیٹھ گئے آپ نے کیمیا اور دنیا کا از خود ذکر فرمایا اور کہا یہ تو صرف جنون اور ہفوات ہیں پھر یہ اشعار پڑھے۔ (۱) اگر مجنوں سے پوچھا جائے کہ لیلیٰ یا اس کا وصال زیادہ قیمتی ہے یا دنیا اور اس کی سب نعمتیں۔ (۲) تو مجنوں ضرور یہ جواب دے گا کہ لیلیٰ کے جوتوں کا غبار مجھے زیادہ محبوب ہے اور دنیا کی بلاؤں کی شفا ہے[1]۔

---

[1] دربارِ سدا بہار سیال شریف کی ایک رات تھی شیخ الاسلام حضور خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے بنگلہ کے جنوبی صحن میں جلوہ افروز تھے گرمیوں کا موسم تھا، آپ اپنے سجادہ پر تشریف رکھتے تھے اور غلامانِ شیخ الاسلام ارد گرد بچھی ہوئی چٹائیوں پر بیٹھے شیخ اعظم کے نورانی چہرے پر آنکھیں مرکوز کئے ہوئے تھے علم و حکمت اور تصوّف و طریقت کی دولت لٹائی جا رہی تھی، کافی رات گزر گئی تو آپ نے غلاموں کو اجازت دی کافی لوگ اٹھ گئے مگر کئی پروانے شمع محبت کے ارد گرد بیٹھے رہے کچھ دیر بعد سب کو اجازت دی اور اس فقیر مترجم کو ٹھہرنے کا حکم دیا میں نے عرض کیا حضور! ڈاکٹر راجہ محمد خان کو بھی شرفِ حضوری کی اجازت مرحمت ہو۔ کرم فرمایا مگر ارشاد ہوا کہ ہم دونوں سے کچھ فاصلے پر بیٹھے قریب نہ آئے۔ راجہ صاحب کچھ فاصلے پر رہے۔ پھر اس بحرِ توحید کے غواص اور عشقِ مصطفےٰ کے مجسمہ نے وہ علوم و معارف کے دریا بہائے کہ ......
بخاری شریف کی کئی احادیث پڑھیں اور اس انداز سے استدلال فرمایا کہ روح غزالی بھی وجد میں آگئی ہوگی میں مودب سر جھکائے حضور کے ارشاد کو سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا دفعتہً

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

marfat.com

اور سنیں ایک حجازی آدمی جس کے متعلق مشہور تھا کہ اللہ والوں کے متعلق وہ علامہ ابن عربی رضی اللہ تعالےٰ عنہُ کی طرح گفتگو کرتا ہے اس کے متعلق مجھے فرمانے لگے مجھے بشارت دیتا ہوں کر وہ اب جس سفر میں ہے اسی میں مر جائے گا وہ استنبول جارہا تھا بات آپ کی پوری ہوئی وہ شخص ہلاک ہوگیا اور آج تک تلاش کرنے والوں کو نہیں مل سکا۔

آپ نے مصر کے ایک امیر سے کہا تو جلدی ینبوع کا والی بنے گا پھر امیر الحجاج بن جائے گا پھر ایسا ہی ہوا۔ اور ملاحظہ ہو میں ایک دن آپ کے پاس بیٹھا تھا جی میں اللہ کی عظمت و مجد کا ذکر کیا پھر سوچا کن الفاظ سے ان کی عظمت و شکوہ بیان کروں ؟ آپ نے بڑی وضاحت سے فرمایا یوں کہو۔ یَارَبَّاہُ یَاغَوْثَاہُ یَامُجِیْبُ مَنْ دَعَاہُ۔ (میرے پروردگارا، میرے دستگیرا ! اے پکارنے والے کی پکار قبول فرمانے والے۔)

نگاہیں اٹھیں تو آنجناب کا ظاہری وجود مسعود سامنے نہ تھا ایک اور وجود تھا جسے میں پہچاننے کی کوشش کرتا رہا اور یہی وجود اقدس کئی گھنٹے سامنے رہا اب تو تہجد کا وقت ختم ہونے والا تھا لہٰذا میری سرکار واپس اصلی وجود میں جلوہ فرما ہوئی اور اس طرح یہ شبِ سرور انجام کو پہنچی۔ وذالك فضل الله یوتیه من یشاء۔ مترجم)

(حاشیہ نمبر ۱، صفحہ گذشتہ)

اس طرح جو لوگ محبتِ الٰہی کے کُشتہ ہیں ان کے سامنے نہ دنیا کی کوئی قیمت ہے اور نہ کیمیا گری کی بلکہ اصل چیز محبّت الٰہی ہے جس کا ایک ذرہ کما فیہا سے عارف کے لیے زیادہ قیمتی ہے۔ مترجم)

marfat.com

حج کرا دیا

ایک حجازی شخص رومی علاقوں میں آیا یہ حضرت کی خدمت میں آیا کرتا تھا اب بھی حاضری دے کر عرض کرنے لگا حضور! وطن جانا چاہتا ہوں تاکہ حج کر سکوں مگر وقت کم ہو گیا حج کے دنوں تک نہیں پہنچ سکوں گا، آپ نے فرمایا چالیس دنوں میں تم اپنے گھر پہنچ جاؤ گے۔ اور حج ادا کر لو گے۔ وہ شخص چلا گیا جب دوبارہ مصر آیا اور حضرت سے ملا تو کہنے لگا قسم بخدا آپ کے پاس آنے سے لے کر گھر والوں کے پاس پہنچنے تک کا سارا وقت شمار کر رہا ہوں تو چالیس دنوں میں ہی آپ کے ارشاد کے مطابق وہاں پہنچا ہوں۔

مریدوں پر نگاہ

میں (حضرت حسن) ایک دن آپ کی خدمت میں پہنچا تو آپ کی طبیعت پر بہت انقباض طاری تھا میں نے اس کا سبب پوچھا تو فرمانے لگے حاجیوں کو مصیبت نے آلیا ہے اور شدید درد و کرب میں مبتلا ہیں میرے کچھ غلام بھی ان میں موجود ہیں جن کی خبر پہلے نہیں آئی ہے، یہ سن کر ہم نے وہ دن یاد رکھ لیا جس میں آپ نے یہ فرمایا تھا قاہرہ میں حاجیوں کی کوئی اطلاع نہ آئی لوگ بہت پریشان تھے۔ پھر اطلاع ملی کہ عرب کی گھاٹی میں انہیں شدت و مشقت نے آلیا تھا اور وہ غلط راستے پر چل نکلے تھے ہم نے حساب کیا تو وہی دن نکلا جو ہمیں یاد تھا کہ حضرت نے اس دن یوں فرمایا تھا۔

مرشد امتحان لیتے ہیں

ایک دن آپ کے مرشد حضرت مصطفےٰ بکریؒ نے آپ کا امتحان لیا فرمایا رات میرے جی میں کوئی معاملہ تھا بتائیے وہ کیا تھا؟ آپ نے وہ معاملہ بیان کر دیا حضرت بکری نے فرمایا ٹھیک ہے یہی بات میرے جی میں تھی۔ ایک دفعہ پھر کوئی معاملہ

marfat.com

دریافت فرمایا تو آپ نے عرض کیا حضور! میں اصلیت سمجھ نہیں سکا۔ حضرت بکری نے فرمایا میرے دل میں فلاں بات تھی آپ نے عرض کیا حضور! اللہ کی قسم میرے جی میں یہی آیا تھا جو آپ فرما رہے ہیں، میں کہتا ہوں پہلے اشارہ ہو چکا ہے کہ ایسے معاملات بلا قصد ان کے ہاتھوں کبھی ظہور پا لیتے ہیں، تبھی تو آپ نے دوسری دفعہ عرض کیا میں سمجھ نہیں سکا ہماری اس بات پر خوب غور کر لیجئے۔

آپ ایک دفعہ اپنے دور کے کسی عالم کے ساتھ پیدل چل رہے تھے کہ ان کو ایک ایسا شخص ملا جو ولایت کا دعویدار تھا دونوں سے کہنے لگا۔ تم دونوں اسی جمعہ (سات دن مراد ہیں) کے اندر اندر مر جاؤ گے۔ حضرت نے فوراً جواب دیا عظمت والے اللہ کی قسم تو جھوٹ بول رہا ہے۔ ساتھی عالم نے عرض کیا حضور! آپ اس طرح نہ فرمائیں۔ عالم صاحب پر اس آدمی کی بات کا رعب طاری تھا اور انہیں موت کا یقین ہو چکا تھا، آپ نے عالم سے فرمایا اگر یہ جمعہ اور اس سے اگلا جمعہ بھی گزر جائے اور نہ مریں تو کیا پھر بھی اس شخص کے معتقد رہیں گے؟ عالم نے کہا نہیں، جب وہ جمعہ دوسرے جمعے سمیت گزر گیا تو آپ اس عالم کے پاس جا کر فرمانے لگے جو میں نے کہا وہ سچ نکلا اور اس شخص کی بات جھوٹ ثابت ہوئی، عالم نے جواب دیا حضور! ٹھیک ہے اب اس کا میں معتقد نہیں ہوں۔ سبب یہ تھا مذکورہ شخص دعویٰ تو ولایت کا کرتا تھا مگر اس کے کام بد بختوں اور شقیوں جیسے تھے نہ نماز پڑھتا نہ روزہ رکھتا اور ایسے الفاظ زبان پر لاتا جو اس کے مرتد ہونے کا اعلان کر رہے ہوتے تھے مجھے لاتعداد لوگوں نے بتایا ہے اور ایسے لوگوں کی باتیں میں پہلے بھی نقل کر چکا ہوں کہ ان کا کوئی مقام نہیں ہوتا۔

(حاشیہ اگلے صفحہ پر)

marfat.com

میں نے آپ کے دولت کدہ پر صبح کی نماز آپ کے پیچھے پڑھی۔ لالٹین بجھ گئی۔ حاضرین میں سے ایک اسے جلانے کے لیے اٹھا آپ نے اسے بیٹھنے کا اشارہ فرمایا آپ نماز کے بعد اوراد میں مشغول تھے۔ وہ آدمی بیٹھ گیا اور دیر تک لالٹین دیکھتا رہا پھر لالٹین جل گئیں اور بہت اچھی روشنی دینے لگی۔ میں نے جی میں کہا جب نماز ختم کرلیں گے تو مجھے حسبِ عادت مزاح کرتے ہوئے فرمائیں گے ' ذرا یہ کرامت ملاحظہ ہو' جب نماز کے اوراد ختم ہوئے اور تشریف فرما ہوئے تو مجھے فوری طور پر فرمایا 'ذرا یہ کرامت ملاحظہ ہو' آپ ہنستے جا رہے تھے آپ اس فقرے کو مزاح شمار فرماتے۔ میرے قاری بھائی دیکھا آپ نے ولایت کے اس بطلِ جلیل کے انداز کو۔

لہ فقیر مترجم کو بھی ایسے کئی حضرات ملے جو اسی کی نقل تھے وہ اپنے مختلف ظنی علوم سے بڑے یقینی انداز سے مختلف پیش گوئیاں فرماتے مگر کوئی پیش گوئی بھی پوری نہ ہوئی بہت سے بڑے مشہور ہیں میں نام لینا نہیں چاہتا ان کی یہی کیفیت ہے کہ فقیری و پیری کے نام پر بڑے بڑے دعوے کرتے ہیں الہامی کیفیات کا اظہار کرتے ہیں، پیشگوئیوں کی پٹاریاں کھولتے ہیں بڑے شاندار انداز سے لوگوں کے دل و دماغ کو متاثر کرتے اور جیبوں کو خالی کرتے ہیں مگر کچھ ہی دنوں کے بعد مریدوں کو اندھیروں میں چھوڑ کر خود غائب ہو جاتے ہیں۔ یہ نہ تو اہل اللہ میں شامل ہیں نہ ان کا دفاع اہلِ سنت کرتے ہیں، ان کے اعمال و اقوال اولیاء اللہ جیسے نہیں بلکہ اولیائے شیطان جیسے ہیں یہ تو اہلِ اللہ کو بدنام کرتے ہیں اور غیر ان کی باتوں کو ہمارے خلاف بطورِ استدلال پیش کرتے ہیں جو باطل ہے مترجم)

marfat.com

قیدی رہا ہو گیا

مجھے بے مثل ادیب معتبر راوی اور پسے انسان شیخ علی میمی نے یہ واقعہ سنایا ہے کہ جب جناب عبدالرحمان عیدروس قاہرہ آئے تو مجھے ان سے اُلفت ہو گئی میں چاہتا تھا کہ وہ مجھے عزت بخشیں اور میرے گھر آئیں لیکن میں انہیں دعوت نہیں دے سکتا تھا چونکہ میں اپنے آپ کو اس قابل نہیں سمجھتا تھا میں نے حضرت استاذ خضادی (حنفی) کو یہ بات عرض کی آپ نے فرمایا اس کا مطلب تھا وہ تمہارے پاس بھی آئے گا اور فقیروں کے لیے تیار شدہ ثرید (شوربا جس میں روٹی وغیرہ ملا لیتے ہیں) بھی کھائے گا۔ تم نہ اسے دعوت دو نہ اس تکلف میں پڑو۔ میں نے حضرت کے ارشاد پر عمل کیا اور ان کی دعوت کا خیال چھوڑ دیا مجھے یہ معلوم ہی نہ تھا کہ وہ حجاز مقدس کے سفر کے ارادے کر رہے ہیں جونہی انہوں نے سفر کا ارادہ کیا تو میرے گھر آ گئے اور میری دعوت کے بغیر میرے متعلق پوچھا میں نے انہیں کہا جناب آپ کے لیے صرف ثرید بنا سکتا ہوں آپ ثرید تناول فرمائیں گے؟ انہوں نے جواب دیا ضرور، ابھی ہمارے پاس تشریف رکھیے۔ ذرا باتیں کریں ہم دونوں بیٹھ گئے اور حضرت محمد خضادی کی باتیں کرنے لگے انہوں نے کہا کیا میں آپ کو حضرت خضادی کے عجیب وغریب واقعات بتاؤں، واقعہ یوں ہے کہ نصاریٰ کے علاقہ کے شہر مالطہ میں آپ کے ذکر کا طریقہ نیا نیا پہنچا تھا مسلمانوں میں سے ایک حاکم مالطہ کی مسجد کے قریب سے گزرا ذکر سنا تو کہنے لگا یہ کس کا طریقہ ہے؟ لوگوں نے کہا یہ اندازِ ذکر حضرت محمد خضادی کا ہے امیر نے کہا اللہ! اگر یہ صاحبِ ذکر اولیائے حق میں سے ہے تو مجھے اس کے وسیلے سے قید سے نجات دے رات آئی تو عیسائیوں نے اسے طوق پہنا کر قید میں ڈال دیا۔ وہ جیل میں سو گیا خواب میں دیکھا کہ ایک شخص زین کسے لگام لگائے گھوڑا اس کے پاس لے آیا ہے۔

marfat.com

اور اسے سوار ہونے کے لیے حکم فرمایا ہے اسے سوار کر کے خود ساحلِ سمندر تک ساتھ چلا ہے اسے پھر جہاز میں بٹھا دیا ہے جو سکندریہ جا رہا تھا پھر جہاز خشکی تک جا پہنچا اور یہ امیر قیدی اس سے اتر پڑا یہ خواب دیکھ کر جونہی وہ جیل میں جاگا تو سچ مچ اپنے آپ کو سکندریہ میں پایا۔ نہ ہی وہ جیل تھی اور نہ ہی وہ طوق موجود تھے میں کہتا ہوں یہ قیدی پھر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے اسے سارا واقعہ بیان فرما دیا۔

جیل کا دروازہ کھل گیا

صعید (علاقہ) مصر کی جماعت کو بھی جسے ان کے حاکم نے ضامن میں قید کر رکھا تھا۔ ایسا ہی واقعہ پیش آیا۔ اس نے انہیں قید میں ڈال کر طوق پہنا رکھے تھے حضرت حنفی کا ایک شاگرد اور خاص مرید جس کا نام غانم تھا قیدیوں کے شہر سے آیا حاکم کے پاس سفارش کی لیکن یہ سفارش قبول نہ کی گئی غانم بہت حیران و پریشان ہوا لیکن شرم کے مارے حضرت شیخ کی خدمت میں عرض نہ کر سکا آخر دل میں یہ بات ٹھانی کہ حضرت شیخ کے ساتھ زبان سے نہیں دل سے بات کرے گا۔ حضرت کے پاس آیا اور یہ قیدیوں والا واقعہ دل میں چھپائے رکھا۔ حضرت نے بذریعہ دل کے پیغام کے امید کی کہ آپ قیدیوں کو چھڑا دیں پھر رات کو حضرت کی خدمت میں چل نکلا صبح ہوئی تو پھر حضرت کے دولت کدہ کی طرف پلٹا اور دروازے کے سامنے چبوترے پر بیٹھ گیا دفعۃً اس کے جیل والے قیدی آنگن کی طرف سے کھڑکی سے سر نکال کر اسے سلام کہنے لگے، اس نے حیران ہو کر انہیں دیکھا اور کہا تمہیں کس نے آزاد کیا ہے اور کب آئے ہو؟ وہ کہنے لگے حضرت استاد حضادی کی برکت سے اللہ نے ہمیں آزادی دلائی ہے، اس نے پوچھا کیسے؟ وہ جواب دینے لگے ہمارا واقعہ عجیب ہے اور ہماری بات نرالی ہے۔ آج رات ہم سخت اذیت و کرب میں مبتلا تھے طوق

marfat.com

گردنوں میں تھے کہ ہم نے حضرت سے مدد مانگی اور پناہ چاہی ایک بولا پھر مجھے اُونگھ آگئی، میں نے حضرت خضادی کو دیکھا کہ وہ تشریف لائے ہیں اور فرماتے ہیں اٹھو اور جیل سے نکل جاؤ، میں نے عرض کیا حضور کیسے نکلیں؟ فرمانے لگے میرے پیچھے چلو، اُونگھ ختم ہوئی میں نے آنکھیں کھولیں تو طوق اتر چکے تھے اور حضرت جیل سے باہر نکلے جا رہے تھے۔ ہم سب اٹھے اور آپ کے نقشِ قدم پر چلے مگر اب آپ نظر نہ آئے ہمیں خوف ہوا کہ محافظ ہمیں دیکھ نہ لیں۔ ہم نے لاٹھی لی اور چلتے رہے۔ دیکھا تو جیل کا دروازہ کھلا ہے اور جیل کے محافظ دہلیزوں پر بیٹھے ہوئے ہیں ہم دروازے سے نکلے تو انہوں نے ہماری طرف بالکل توجہ نہ دی آگے بڑھے تو راستے میں ہمیں کوئی بھی نہ ملا ابھی اندھیرا تھا۔ جامع مسجد مؤید میں پہنچ گئے۔ اب مؤذن صبح کی اذان دے رہا تھا ہم نے مسجد میں جا کر نماز صبح ادا کی اس کے بعد حضرت کے گھر آئے تو آپ کا دروازہ کھلا پایا اور آنگن میں ہم آکر بیٹھ گئے یہ ہے ہمارا واقعہ ہم حیران ہیں پہلی چیز ان کی بات یہ ہے کہ امیر کے گھر کا دروازہ کھل گیا حالانکہ امراء کی یہ کیفیت نہیں ہوتی ان کے گھروں کے دروازے سورج نکلنے کے بعد کھلا کرتے ہیں دوسری حیرانی یہ ہے کہ جیل کے محافظوں نے ہمارا کوئی تعرض نہیں کیا اور ہم سے کچھ نہیں پوچھا، تیسری حیرانی یہ ہے کہ اتنے سویرے حضرت شیخ کا دروازہ بھی کھلا ہوا پایا" یہ واقعہ سن کر شیخ غانمؒ نے انہیں جواب دیا اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں جس نے قید و بند کھول دیئے تھے پردے ہٹا دیئے تھے، نگرانوں کو چپ کرا دیا تھا، اسی نے راستہ چلنے کی ہمت دی اور دروازے کھول دیئے۔

کئی جگہ موجود ہیں

شیخ عالم، صوفی معتبر، حضرت حسن ابو عابدہ عدوی نے مجھے بتایا ہے کہ مرید حضرت کو مختلف جگہوں پر اپنے سامنے پاتے ہیں، کبھی تو وہ گھوڑے پر سوار ہوتے ہیں کبھی مسجد میں ہوتے ہیں اور

marfat.com

کبھی طہارت گاہ میں وضو فرما رہے ہوتے ہیں جب بھی کوئی انہیں مدد کے لیے پکارتا ہے تو وہ مدد فرماتے ہیں۔ شیخ علامہ ، ثقہ حضرت حسن شیبی نے مجھے اطلاع دی کہ آپ کے ایک عقیدت مند نے بتایا کہ میں خلوت میں ان کے پاس گیا تو ان کے چار چہرے دیکھے۔

وجود شیخ کی کرشمہ سازیاں میں (شیخ حسن شمہ مصری) کہتا ہوں مجھے شیخ حسن عدوی مذکورہ بالا نے ہی بتایا کہ انہوں نے حضرت کو خواب میں دیکھا تو آپ کے وجود سے پوری کائنات بھری ہوئی تھی اپنے جی میں انہیں آپ کی یہ کیفیت اچھی نہ لگی آپ نے انہیں فرمایا او فلاں شخص اپنی حد پر ٹھہرا ہوا ہے پھر آپ نے انہیں ایک قصیدہ سُنایا آخری شعر کا مطلب یہ تھا یہ مدد ہمیں رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عطا ہوئی ہے پھر مجھے فرمانے لگے بیٹا آپ کو بھی یہ عطا ہونے والا ہے [1]۔

---

[1] کہ ساری کائنات میں آپ بھی میری طرح سرایت کر جائیں میرا خیال ہے کہ یہ سب کچھ فنا فی الشیخ ہونے پر عطا ہوتا ہے کہ ساری کائنات میں شیخ کامل ہی کے جلوے نظر نواز ہوتے ہیں اور شیخ کامل میں بوجہ اتباع مصطفٰے علیہ التحیۃ والثناء ہی یہ عظمت آتی ہے کہ وہ ساری کائنات کو اپنے وجود سے بھر دیتا ہے اسی بات کی طرف حضرت حنفی نے مندرجہ بالا عبارت میں اشارہ فرمایا ہے اگر ظاہر پرستوں اور صرف عقل کی وادیوں میں بھٹکنے والوں کو یہ بات سمجھ نہیں آتی تو کوئی بات نہیں کیا انہوں نے کائنات کے حقائق دریافت کر لیے ہیں اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو یہ بھی ان حقائق میں سے ایک ہے جو ابھی انہیں معلوم نہیں ہو سکے اللہ والوں کا ذوق اتنا رفیع ہوتا ہے کہ یہ سب باتیں وہ چشم ظاہر سے دیکھ لیتے ہیں نہ دیکھنے والے ان کی نظروں میں معذور ہیں اور اہل اللہ نہ دیکھنے والوں کی نظروں میں معذور ہیں اور ہم عرض کرتے ہیں وے سخن شناس نہ دلبرا خطا اینجاست۔ محبت کی دنیا

marfat.com

کسی جگہ میں اپنا جوتا بھول گیا بہت گھوما مگر مجھے نہ مل سکا میں نے جی میں کہا حضرت مرشد میرا جوتا کیسے گم ہو سکتا ہے؟ مجھے واپس جوتا دلائیں۔ میں ترکی برآمدے کے سامنے سو گیا میں نے خواب میں سید کل ختم رسل صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حال میں زیارت کی کہ جامع ازہر کے درمیان آپ ایک عظیم مجمع میں ہیں میں نے پھر دیکھا کہ لوگوں نے حضرت حنفی کو اس کرسی پر بٹھا دیا جس پر ازہر شریف میں شمعیں جلاتے ہیں پھر حضرت شیخ شبرادی رح نے حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک سے سفید رنگ کی پوستین لی جو سبز اندر اکھڑ (اندر کا کپڑا) تھی یہ لے کر وہ کرسی پر چڑھے اور حضرت شیخ حفنی کو پہنا دی اور ان کا ہاتھ پکڑ کر نیچے اتار لاتے۔ ایک دنیا ان کی طرف لپکی اور ہاتھ چومنے لگی۔ میں ان کی طرف بڑھا پوستین کی آستینوں کو پکڑ لیا اور کہا حضور! اس حالت پر ہی نازاں نہ رہیں مجھے میرا جوتا دلائیں جو آج رات گم ہو گیا ہے آپ نے فرمایا مجھے آپ مہلت دیں میں نے عرض کیا مہلت ہرگز نہیں دوں گا۔ فرمانے لگے میرے ساتھ قطب کے پاس چلو کچھ دیر ان سے باتیں کریں گے میں آپ کے ساتھ ہو لیا جب موید کی گلی میں ہم بازار میں پہنچے تو آپ ایک دکان میں تشریف فرما ہوئے میں آپ کے ساتھ بیٹھ گیا میں نے دکان میں ایک گندمی رنگ، لمبے قد اور موٹے سر والا آدمی دیکھا اس کے سر پر فقہا جیسا کپڑا تھا۔ میں عالم بیداری میں جامع ازہر میں اس آدمی کو پہچانتا تھا، آپ نے فرمایا یہ ہے قطب، اس قطب نے حضرت سے باتیں کیں اور ہم سب نے .... ہم ایک گروہ تھے۔ اس سے باتیں کیں۔ جب مجلس ختم ہو ئی تو میں نے حضرت سے عرض کیا میرے جوتے کہاں ہیں؟ فرمانے لگے شیخ احمد شبرادی نقیب کے پاس ہیں۔ میں جاگ گیا کیا دیکھتا ہوں کہ شیخ احمد مذکور میرے سرہانے کھڑے ہیں اور مجھے نماز کے لیے جگانا چاہتے ہیں، میں نے انہیں کہا جو میرے جوتے آپ کے پاس

marfat.com

ہیں اب کہاں ہیں ؟ وہ بولے آپ کو کس نے بتایا ہے کہ جوتے میرے پاس ہیں ؟ میں نے کہا اسی نے بتایا ہے جس کی جماعت میں آپ اور میں شامل ہیں ، کہنے لگے میں نے رات کو فلاں جگہ جوتے دیکھے تو پہچان گیا کہ آپ کے جُوتے ہیں میں نے انہیں محفوظ کر لیا تھا۔ اللہ آپ کو اپنی رعایت میں رکھے ذرا اس نفس عظمٰی کی کیفیات تو دیکھیں !

نازدارانِ فطرت

سمندر میں ایک جہاز کو کہیں دراڑ آگئی پورا دن اور رات ملاح جہاز کے اردگرد گھومتے رہے مگر پھٹی جگہ کا علم نہ ہوسکا اور تلاش میں ناکامی ہوئی ملاح سوگیا تو آپ کو خواب میں دیکھا فرما رہے تھے جہاز کی فلاں سمت وہ دراڑ ہے یہ شخص جاگا تو جہاز کے کپتان کو ساری بات بتا دی وہ جہاز میں اترے تو وہ سوراخ آپ کی بتائی ہوئی جگہ پر تھا۔ ہوا بند ہو گئی جہاز رک گیا اس میں آپ کے کچھ نیازمند بھی سوار تھے ایک نیازمند نے آپ کو خواب میں دیکھا فرما رہے تھے صبح ہو تو برکاتِ خداوندی سے چل پڑو۔ ہوا چلے گی۔ صبح ہوئی تو جہاز کے ملاحوں کے افسر کو اس شخص نے چلنے کو کہا وہ کہنے لگا ہوا نام کی بھی نہیں ہے۔ اس شخص نے کہا سفر کیجئے اللہ کی برکتیں ساتھ ہوں گی اور ہوا چلے گی وہ چلے تو ان کے حسبِ منشاء اللہ تعالیٰ نے انہیں پاکیزہ ہوا عطا فرمائی۔

ظالم کو کہیں جائے پناہ نہ ملی

مصر کے ایک ظالم حاکم کو معلوم ہوا کہ حضرت کی جماعت کے ایک فرد کے پاس قیمتی نگینے والی ایک انگشتری ہے اس نے آدمی بھیج کر یہ انگشتری طلب کی اس کے خوف کی وجہ سے اس بیچارے کے پاس انگشتری بھیجنے کے علاوہ کوئی چارہ کار نہ تھا۔ لیکن جب پیغام لے جانے والے کو بھیجا گیا تھا اسے آپ کے غلام نے یہ پیغام دیا کہ ہمارے آقا خضادی کے پاس سے گزرنا اور انہیں عرض کرنا کہ

marfat.com

کہ فلاں حاکم نے مجھے آپ کے فلاں غلام کے پاس وہ انگشتری لینے کے لیے بھیجا تھا جو اسے بہت پسند تھی اور اب وہ انگشتری (خلاف مرضی) اس نے اس کی طرف بھیج دی ہے آپ دسترخوان پر بیٹھے ہوئے تھے کہ وہ پیغام لے جانے والا آپ کے پاس سے گزرا (اور پیغام دیا) آپ جلال سے بھرپور اُٹھے اور فرمانے لگے۔ او فلاں! (ظالم کا نام لے کر) فلاں (مرید کا نام) پر ظلم کی کیا ضرورت تھی۔ کئی دفعہ یہ جملہ دہرایا۔ پھر فرمانے لگے ہم اہل اللہ سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ مصر کو اس پر یونہی تنگ کر دیں جس طرح انگشتری تنگ ہے بہت جلد اس ظالم کو مصر سے الگ کر دیا گیا مصر اس کے لیے تنگ ہو گیا اور کسی کے پاس مصر میں اسے پناہ نہ ملی وہ وہاں سے بھاگ کھڑا ہوا اس نے راہِ فرار اختیار کی کھلی فضاؤں اور صحراؤں میں گرد داں مارا مارا پھرتا رہا۔

صرف فاتحہ خوانی کی اور ظالم قتل ہو گیا

ایک فقیر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے اسے فرمایا فلاں ظالم کو اپنے دل سے نکال دے۔ اس نے جواب دیا میرا دل اس سے محبت نہیں کرتا آپ نے فرمایا نہیں اسے دل سے نکال اور اس پر فاتحہ پڑھ دے سب حاضرین نے فاتحہ خوانی کی چند دن بعد ظالم بدترین انداز سے قتل ہو کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔

سنتِ فاروقی پوری ہوتی ہے

ایک سال دریائے نیل کا پانی نہ چڑھا لوگ تکلیف اور شدید مشقت میں مبتلا ہو گئے کوئی فقیر آپ کے پاس آکر کہنے لگا حضور! فاتحہ شریف تلاوت فرمائیں تاکہ رات کو دریائے نیل کا پانی چڑھ آئے آپ نے فاتحہ شریف کی تلاوت کی تو رات کو پانی بہت زیادہ بڑھ گیا۔ سابقہ مدت کی کمی پوری کر کے بڑھ بھی گیا۔

کشتی ریت پر چلنے لگی

: میں دریائے نیل میں آپ کے ساتھ چل

marfat.com

رہا تھا تاکہ حضرت سیدی بدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کرآئیں راستہ چلتے ہم نے ایک کشتی دیکھی جو ریت پر پکڑی تھی اور ریت سے ہٹانے میں اس کے مالک عاجز آچکے تھے مجھے مزاح کرتے فرمایا میری عقل مجھے کہتی ہے کہ اس کشتی کو یہاں سے نکالنے میں اپنی برکت کو حاضر کرو" میں نے عرض کیا اگر کوئی اضافی نوازش ہے تو اب اس کا وقت ہے (یہی وقت امداد دے) آپ نے ہنستے ہنستے ہاتھ اٹھا دیئے اور فرمایا "او میری برکت! آجا اور اس کشتی کو نکال دے" اب وہ کشتی کسی مددگار و معین کے بغیر خود چلنے لگ گئی اس کے مالک خوش ہو گئے۔ آپ نے فرمایا میں نے برکت کی طرف دیکھا اور اسے کہا صرف بات نے ہی تو اسے نکال دیا ہے لیکن عربی ضرب المثل ہے کہ ہر صدقہ وعدہ دینے سے افضل ہے (جو کچھ پاس ہے فوری طور پر ادا کر دینا وعدہ دینے سے بہتر ہے)

پھر کبھی نمونیہ نہ ہوا

میں نے حضرت حسن) اس واقعہ کے بعد ایک سفر کے دوران آپ کی ایک عجیب کرامت ملاحظہ کی مجھے کبھی کبھی پہلو کا درد (نمونیہ) ہو جایا کرتا تھا جس سے میرا آدھا جسم بالکل معطل ہو کر رہ جاتا اور یہ مرض عرصۂ دراز سے میرا ساتھی تھا اس سفر میں بھی مجھے درد نے آلیا میں نے اپنے جی میں حضرت کو مخاطب کر کے کہا "اگر آپ میں برکت ہے تو اس درد کو مجھ سے یوں زائل فرما دیں کہ پھر کبھی نہ ہو" ابھی خدا کی قسم جی میں یہ خیال آیا ہی تھا کہ درد کافور ہو گیا اور الحمد للہ پھر اب تک نہیں ہوا۔

بے زبان بول پڑا

حضرت سید بدوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محفل میلاد میں ایک فقیر جو بے بس تھا اور اس کی زبان اٹھارہ سال سے بند تھی اور وہ بالکل بول نہیں سکتا تھا اس کے گھر والے اسے آپ کی خدمت میں لے آئے آپ کے ہاتھ چوم کر عرض کرنے لگے ہمارا مقصد ہے کہ یہ بولنے لگ جائے آپ نے فرمایا اس پر تو صرف اللہ کریم ہی کو قدرت ہے۔ وہ کہنے لگے حضور! مہربانی فرما کر لازماً اس

marfat.com

پر توجہ دیں تاکہ یہ بولنے لگ جائے آپ نے اسے فرمایا آج رات جا کر حضرت بدوی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے دربار میں سو جا صبح ہو تو اسے ہمارے پاس لے آؤ وہ چلا گیا صبح ہوئی تو اسے لا کر آپ کے پاس بٹھا دیا آپ نے اسے فرمایا: "لا الٰہ الا اللہ" کہو، اس نے تین دفعہ کلمہ پڑھا تو اللہ کریم نے اسے گویائی دے دی پھر وہ شخص بچہ کو لے کر ساری محفلِ میلاد میں اعلان کرتا چلا گیا۔

آپ کا ایک مریض اپاہج ہو گیا وہ اُٹھ نہیں سکتا تھا اس نے آپ کی طرف بُلانے کے لیے یہ کہہ کر آدمی بھیجا (وہ کہنے لگا) آپ میری دستگیری فرمائیں) آپ وہاں تشریف لے گئے، جب آپ اس کے پاس پہنچے تو وہ یوں کھڑا ہو گیا گویا اسے کبھی تکلیف نہ تھی۔

میں جب دوبارہ قاہرہ آیا میں سمندری سفر کر رہا تھا جہاز ابھی سوئیس نہیں پہنچ سکے تھے کیونکہ موافق ہوا نہیں چل رہی تھی (یاد رہے کہ پہلے دور کے جہاز ہوا کے زور پر چلا کرتے تھے ہوا موافق ہوتی تو چلتے ورنہ رک جاتے) میں جہاز سے اتر کر مصر چلا آیا اور حضرت کی خدمت میں حاضری دی کئی دن وہاں قیام کیا اور آپ سے ایک دن عرض کیا، حضور! قلبی توجہ فرمائیں تاکہ جنوب کی ہوا چل کر جہازوں کو منزلِ مقصود پر لے جائے۔ کئی دن آپ ٹال مٹول فرماتے رہے، اور میں بھی بات دہراتا رہا ایک دن فرمایا آج رات جنوبی ہوا آ کر جہازوں کو منزلِ مقصود پر لے جائے گی ابھی رات کے لشکر نے حملہ نہیں کیا تھا (رات پوری طرح نہیں چھائی تھی) کہ جنوبی ہوا چلی اور دلوں کے زخموں کا علاج کر گئی اور جہاز اپنی جگہ پر پہنچ گئے، حساب بھی یہی کہتا تھا اور سمندر کے ماہروں کا بھی یہی خیال تھا کہ ایسے وقت میں ایسی ہوا کا چلنا کرامت ہے یہ عادت کی بات نہیں ہے۔

میں دریائے نیل میں محو سفر تھا اس دن سورج شدید گرم تھا ایک شخص اٹھا تاکہ کوئی چیز سایہ دینے کے لیے لگا دے میں نے اسے کہا تشریف رکھیں یہ تکلف نہ فرمائیں

marfat.com

میں اسی طرح دریا سے لطف اندوز ہونگا میں نے دریا سے کہا اگر استاذِ گرامی میں بتر ولایت ہے تو سورج کے سامنے بادل آجائے گا ابھی یہ صرف کہنے کی دیر تھی کہ سورج کے سامنے بادل آگیا اور ہم اپنے شہر فوہ میں اسی طرح پہنچ گئے۔

اس کی ایک اور مثال ملاحظہ فرماتے جائیں۔ میں (حضرت حسن) خلوت میں حضرت استاد کے سامنے کھڑا تھا اور سورج کی شعائیں آپ کے سر پر پڑ رہی تھیں آپ کچھ لکھ رہے تھے میں نے جی میں کہا۔ او سورج! اگر استاذِ گرامی میں برکت ہے تو تو بادل کی اوٹ میں ہو جا سورج فوراً بادل کے پیچھے چھپ گیا میں ڈر گیا کہ کہیں اتفاقاً میری بات کرتے وقت بادل سامنے نہ آیا ہو۔ میں نے کہا اگر آپ میں سر ولایت ہے تو سورج سامنے آجا اور پہلے کی طرح ہو جا، سورج سامنے آگیا میں نے تین دفعہ اسی طرح کیا اور سورج کبھی بادل کے پیچھے اور کبھی سامنے آتا رہا۔

ایک دن سخت بارش تھی اور میں (حضرت حسن) ازہر شریف کی طرف جا رہا تھا۔ ایک بھائی نے مجھے کہا برستی بارش میں آپ کہاں جا رہے ہیں؟ میں نے جواب دیا ازہر شریف کا ارادہ ہے۔ اگر حضرت استاذ میں برکت ہے تو میرے جانے اور واپس آنے تک اسے روک دیں گے میں نے یہ فقرہ کہا ہی تھا کہ بارش رک گئی اور میرے جا کر واپس آنے تک رکی رہی۔

میں نے ایک دفعہ آپ کی زندگی میں جامع ازہر کی سطح پر اپنی خلوت کے کریت (وہ لوہا یا لکڑی جو دروازے کے پیچھے لگا دیتے ہیں تاکہ تالہ کھل بھی جائے تو دروازہ نہ کھلے) پر قسم کھائی میں کنجیاں بھول آیا تھا اور تالے کھولنا چاہتا تھا یہ مشکل بن گئی مگر قسم کھانے کے بعد تالے کھل گئے مقام ولی پر بھی ایسا ہی واقعہ پیش آیا میں ان کے مقام کی کریت کو کھولنا چاہتا تھا نہ کھول سکا۔ میں نے حضرت کا وسیلہ پکڑا تو تالے کھل گئے۔

marfat.com

مجھے علامہ، ثقہ، ولی، صوفی، صالح سیدی شیخ محمد منیر نے بتایا

نافرمانی کا نتیجہ کہ وہ اپنے شہر سے حضرت شیخ حفنیؒ کی زیارت کے لیے قاہرہ تشریف لے جا رہے تھے حضرت کے کچھ غلام بھی ان کے ساتھ تھے وہ حضرت کی خدمت میں کافی عرصہ قاہرہ میں مقیم رہے جب واپسی کا پروگرام بنایا تو حضرت کو الوداع کہہ کر بولاق آئے مگر ایک چیز حضرت کے دولت کدہ پر ہی بھول آتے آپ کے اسی شاگرد کو بھیجا جو آتے وقت ان کے ساتھ تھا کہ وہ جا کر لے آتے جب حضرت کا یہ شاگرد آپ کے گھر داخل ہوا تو حضرت نے اسے دیکھ کر فرمایا واپس کیوں آگئے؟ اس نے جواب دیا فلاں چیز رہ گئی تھی وہ لینے آیا ہوں، آپ نے اس سے پوچھا کیا تم روزے سے ہو یا بیروزہ ہو؟ شاگرد نے عرض کیا روزے سے ہوں، آپ نے فرمایا روزہ کھول دیجئے ایسے سخت دن میں جب کہ تم مسافر بھی ہو روزہ تمہارے لیے سخت تکلیف لائے گا۔ شاگرد نے نفلی روزہ رکھا ہوا تھا۔ اس نے آپ کے ارشاد کی پرواہ نہ کی اور واپس چل دیا ابھی وہ راستے میں ہی تھا کہ ایک شخص کو لگڑیاں بیچتے دیکھا اس سے خرید کر چلتے چلتے کھانے لگ گیا اسے روزہ یاد ہی نہ رہا اس نے دفعۃً خود کو بے آب وگیاہ صحرا میں پایا۔ کہنے لگا سبحان اللہ! معلوم ہوتا ہے میں بھٹک گیا ہوں یہ کون سی سرزمین ہے میں کہاں ہوں اور بولاق کدھر ہے؟ وہ چلتا گیا ایک آدمی ملا تو اس سے پوچھا او شخص! بولاق کا راستہ کون سا ہے؟ اس نے پوچھا بولاق ہے کیا؟ شاگرد نے جواب دیا وہی شہر ہے جو دریائے نیل کے ساحل پر ہے۔ اس شخص نے کہا، کیا تم پاگل تو نہیں ہو میں نے بولاق اور نیل کا کبھی نام تک نہیں سنا ہے (یعنی اتنا دور شاگرد صاحب پہنچ گئے جہاں لوگ دریائے نیل اور شہر بولاق کے نام سے بھی واقف نہ تھے۔ مترجم) شاگرد اسے چھوڑ کر آگے چل دیا ایک اور شخص ملا تو اس سے بھی یہی سوال کیا اس کا جواب بھی پہلے شخص سے مختلف نہ تھا وہ تھک گیا اور حضرت کی بتائی ہوئی سخت تکلیف اور مشقت

marfat.com

نے آگیا، پھر اپنے جی میں اپنے آپ کو مخاطب کر کے کہنے لگا یہ ایک سا خیال ہے اس حالت خرابی کا سبب کیا ہے؟ پھر اسے یاد آیا کہ حضرت شیخ نے اسے افطاری کے لیے فرمایا تھا اور اس نے آپ کا حکم نہیں مانا تھا، جی میں ہی کہنے لگا سرکار! میں نے غلطی کی ہے آپ میری دستگیری فرمائیں، اے حضور حنفی! آپ مجھے معاف فرمادیں، منیر (علامہ منیر سفر کے ساتھی) جب گھر پہنچیں گے تو میرے گھر والوں کو کیا کہیں گے؟ یہ کہتا جاتا تھا اور روتا جاتا تھا اور عرض کرتا تھا آج کے بعد حضور! کبھی آپ کے ارشاد کی مخالفت نہیں کروں گا۔ اچانک اس نے اپنے آپ کو لکڑیاں بیچنے والے کے سامنے پایا جس سے لکڑیاں خریدی تھیں، جب صبح راستے پر چلا بولاق پہنچا تو حضرت علامہ محمد منیر نے اس سے تاخیر کا سبب پوچھا اس نے سارا ماجرا کہہ سنایا۔

یہ معاہدے یہ عظمتیں اور یہ کرامات

حضرت علامہ محمد منیر مذکور ہی اس بات کے بھی راوی ہیں کہ وہ سیدی حنفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ حضرت سید بدوی کے شہر پاک کی طرف جارہے تھے اللہ آپ کی برکات کو عالم وجود کے لیے عام فرمائے۔ حضرت منیر کی عادت تھی کہ جب وہ "تحافہ" گاؤں پہنچتے جو حضرت بدوی کے شہر طندتا کے قریب ہے تو سواری سے اتر کر حضرت بدوی کے مقام تک پیدل چلتے جب یہ مقام آیا تو حضرت منیر نے عادت کے مطابق سواری چھوڑ دی اور پیدل چلنے لگ گئے حضرت حنفی نے پوچھا آپ سواری سے کیوں اتر گئے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا آقا! میری عادت یہ ہے کہ جب یہاں پہنچتا ہوں تو پھر مقام بدوی تک پیدل چلتا ہوں، آپ نے فرمایا آپ جیسے انسان کو ایسا نہیں کرنا چاہیے، آپ سوار ہو جائیں میں ضامن ہوں کہ حضرت سیدی احمد بدوی مواخذہ نہیں فرمائیں گے اگر کوئی لعنت و ملامت کا مسئلہ ہوا تو اس کی بھی میری ذمہ داری ہے حضرت منیر نے حکم مانا اور سوار ہو گئے طندتا پہنچ گئے حضرت منیر فرماتے ہیں کہ یہ واقعہ

marfat.com

اس وقت ہے جب حضرت طریقت کے راستے کی ابتدا میں تھے۔ ہمارے پاس صرف لوگوں کو بلا کر لانے والا تھا۔ حضرت حنفیؒ حضرت بدوی کی ولادت گاہ میں قیام کے دوران نیند کے لیے لمحہ بھر بھی وقت نہیں پاتے تھے اس بلانے والے کو یہ بات بہت گراں گزری کہ مسلسل بیدار رہے مجلسِ ذکر سے بھاگ گیا اور ایک بوری میں چھپ گیا ہم نے تلاش کیا مگر وہ نہ مل سکا سخت بیمار ہو کر وہ اپنے شہر چلا گیا۔ مرض بڑھتا گیا خواب میں سیدی احمد بدوی کو دیکھا کہ آپ آگ کی طرح چمکتا دمکتا بھالا لائے ہیں آپ کے ساتھ ایک اور شخص آپ کا شاگرد عبدالتعال نامی بھی ہے۔ حضرت اس بھگوڑے کو مارنا چاہتے ہیں یہ ساتھی شاگرد پوچھتا ہے حضور! آپ اسے کیوں مارنا چاہتے ہیں؟ آپ فرماتے ہیں میرا مطلب اسے قتل کرنے کا ہے اور یہ قتل ضروری ہے اس نے ہمارے گھر میں ہمارے خلاف تکبر کیا۔ ذکر کی مجلس سے بھاگ نکلا اور بوری میں چھپ گیا۔ شاگرد نے عرض کیا حضور! میں سفارش کرتا ہوں کہ آپ اسے چھوڑ دیں اور مواخذہ نہ فرمائیں۔ آپ نے جواب دیا اگر یہ ضروری ہے تو اس کی شرط یہ ہے کہ وہ میرے گھر میں فقراء کی خدمت کیا کرے مثلاً مہمانوں کو بلا لائے اور دسترخوان بچھائے اور اسی قسم کے دوسرے کام کرے نیز شیخ خضاوی نے محمد منیر کی طرف سے ضمانت اٹھائی ہے کہ وہ تحافہ سے ننگے پاؤں ہم تک آنے کی عادت چھوڑ دیں خضاوی کی سفارش اور ضمانت کو ہم نے قبول کر لیا ہے ان کی ضمانت قبول ہے کیونکہ ان کا حکم ہمارا حکم ہے اور ان کا امر ہمارا امر ہے میں ہر اس بات سے راضی ہوں جس سے خضاوی راضی ہیں۔ اب میں اس بھگوڑے کے لیے یہ بات بھی لازم کر رہا ہوں کہ آئندہ شیخ منیر کی جگہ یہ سفر ہر سال ننگے پاؤں پا پیادہ کر کے آئے گا۔ اگر یہ شرط پوری نہیں کرے گا تو میں اسے قتل کر دوں گا۔ یہ خواب دیکھ کر وہ بلانے والا بیدار ہو گیا اور سارا خواب حضرت شیخ منیر کو سنایا حالانکہ اس دعوت کے لیے بلانے والے کو حضرت خضاویؒ اور حضرت منیرؒ کی بات کا کوئی علم نہ

marfat.com

تھا کہ حضرت خضاوی سنے انہیں سوار ہونے کا حکم دے کر ضمانت دی ہے یہ خواب کے سچا ہونے کی دلیل ہے۔ میں (حضرت حسن) کہتا ہوں وہ شخص آج تک تماقو سے طنطا تک ننگے پاؤں پیدل چلا کرتا ہے۔

عظیم کرامت آپ کی ایک عظیم کرامت جو آفتاب نصف النہار کی طرح چمک رہی ہے اور منکروں کے دلوں میں تیروں کی طرح گڑ رہی ہے وہ یہ ہے کہ حضرت بدوی کے یوم ولادت پر امدادیں، نعمتیں اور عظمتیں ملتی ہیں مجھے ایک قابلِ اعتماد ولی اللہ نے بتایا ہے کہ سید بدوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی وقت نوازشات و انعامات میں فراوانی فرماتے ہیں جب شیخ خضاوی تشریف فرما ہوتے ہیں کیونکہ آپ ان کے دروازے کی کنجی ہیں یہ بڑی واضح بات ہے اور جب حضرت خضاوی موار میں تشریف فرما نہیں ہوتے تو حضرت بدوی کی توجہات بھی نہیں ہوتیں یہ بات سب فقراء اور اصحاب ولایت کی زبان پر ہے۔ مواز شریف میں حضرت خضاوی کے اردگرد یوں ہی مخلوق جمع ہوتی ہے جس طرح مقام احمدی (حضرت بدوی) میں ہوتی ہے سب عام و خاص کا ہر طرف جمگھٹا ہوتا ہے جو بھی اس موار میں آپ کی زیارت کرتا ہے اپنے دل میں حضرت کی مدد اور سکون پاتا ہے۔

نورِ ولایت کی ضوپاشیاں میں (علامہ حسن) کہتا ہوں ہم حضرت بدوی کی محفل میلاد میں تھے تو ایک ولی اللہ نے خواب میں دیکھا کہ گویا حضرت شیخ حنفی اور اد طریقت کا ایک معروف ورد "ورد الستار" صبح کی نماز کے بعد پڑھ رہے ہیں اور خلقِ کثیر آپ کے اردگرد سن رہی ہے اور سید بدوی اپنے مقام پر تشریف فرما ہیں اور ان کے وجود باجود سے نور کا ایک ستون نکلتا ہے اور حضرت خضاوی پر اس ورد کے پڑھنے کے دوران پڑتا ہے حضرت خضادی اسے لے کر سب حاضرین پر تقسیم فرما رہے ہیں وہ نور لگاتار بڑھتا اور پھیلتا ہی

marfat.com

جاتا دوپہر تک جب "وردالستار" ختم ہوا تو یہی کیفیت رہی اس دن یہ اتفاق ہوا کہ حضرت وردالستار پڑھ رہے تھے بہت بڑی مدد حاصل تھی اور عجیب حالت طاری تھی اور اسی عالم میں دوپہر ہو گئی تھی، ان محافلِ میلاد میں حضرت حنفی کے اخراجات صدقات، غریبوں اور مسکینوں کو کھانا کھلانے کے واقعات اور لوگوں کی مدد کی صورت میں دستگیری تو اتنے معروف ہیں جتنی معروف وہ آگ ہوتی ہے جو پہاڑ کی چوٹی پر جلائی اور وہ صبح جو رات کے اندھیروں کو پھاڑ کر نکل آتے۔

پھر کھانا ختم نہ ہوا

حضرت شیخ منیر مذکور نے ——— اللہ ہمارے اور ان کے اجر کو دوگنا کرے ——— مجھے بتایا کہ ایک سال وہ حضرت احمد بدوی کی محفل میلاد میں حاضر ہوتے چونکہ ہر سال آنا ان کی عادات میں شامل تھا یہ سال بے حد قحط والا اور بے سروسامانی والا تھا لوگ لاتعداد آگئے ہر طرف فقیر ہی فقیر تھے اس سے پہلے اتنے حاضرین کبھی نہیں آتے تھے۔ نگران ان لوگوں کے اخراجات کے متعلق فکر مند ہوتے خوف یہ تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو محفلِ میلاد ختم ہونے سے پہلے ہی توشہ سامان رسد ختم نہ ہو جاتے حضرت خضانی کو واقعہ کی اطلاع دی انہوں نے فرمایا جاؤ۔ دسترخوان حسبِ عادت بچھاؤ کسی قسم کی کمی نہ کرو اور نہ اضافہ کرو دسترخوان لگا کر مجھے اطلاع دو۔ اس نے مکمل انداز سے دسترخوان بچھایا اور پھر حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر اطلاع دی آپ تشریف لاتے اور دسترخوان کے بالائی حصے میں بیٹھ گئے لوگ یکے بعد دیگرے گروہوں کے گروہ بیٹھتے گئے سب نے سیر ہو کر کھایا کوئی آدمی بھی بھوکا نہ رہا میلاد کے سب دنوں میں آپ اسی طرح کرتے رہے جب یہ عرصہ گزر گیا تو حضرت منیر نے دیکھا کہ عادت سے زائد نفقہ ابھی باقی پڑا ہوا ہے اور پہلے کی مقدار سے دو بوریاں کھانے کی زائد بچ گئیں آپ نے فرمایا ہر سال اسی طرح کرنا کیونکہ اس طرح خیر و برکت کا حصول ہوتا ہے شیخ منیر فرماتے ہیں اس

marfat.com

میلاد کے بعد اب تک یہ اضافہ دستور چل رہا ہے۔

جہاز کی غرقابی کا علم

آپ کی یہ کرامت بھی ہے کہ میں (حضرت حسن) احمد آباد کے علاقے کے ایک ہندوستانی شخص سے منازلِ حج کی سیاحت کے دوران ملا۔ میں جہاز میں قاہرہ جا رہا تھا اس شخص کا نام جناب اسماعیل بن سید شہاب الدین تھا جونہی مجھے دیکھا تو میرا نام لے کر مجھے سلام کہا۔ میں تاڑ گیا کہ یہ کوئی عارف شخص ہے۔ اس نے مجھے کہا کہ میں نے سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی ہے آپ نے مجھے فرمایا ہے کہ یہ جہاز یعنی جس میں تم سوار ہو جلدی غرق ہو جائے گا۔ مزید فرمایا کہ اس جہاز میں شیخ خضاوی کی اولاد سے فلاں آدمی بھی سوار ہے، میں نے عرض کیا یا سیدی! یا رسول اللہ! صلے اللہ علیہ وسلم یہ خضاوی تو صاحبِ حال شیخ ہیں یہ جہاز کیسے ڈوب جائے گا جب کہ ان کی اولاد کا ایک فرد اس میں موجود ہے، حضور کریم علیہ التسلیم نے فرمایا وہ صحیح وسلامت بچ جائے گا" اس کے بعد یہ ہندوستانی شخص مجھ سے ایسی باتیں کرتا رہا جس سے عقل دنگ رہ جاتی ہے میں نے اسے اللہ کریم کے عظیم المرتبت بندوں میں پایا نہ تو وہ افطاری کرتا تھا نہ سحری کھاتا تھا بس صرف دو بادام صبح اور دو شام کو اس کی سحری و افطاری تھے وہ پانی بالکل نہیں پیتا تھا اس کے پاس کچھ دانے تھے جنہیں پیاس کے وقت وہ استعمال کر لیتا۔ مجھے اس نے بتایا کہ وہ ان پہاڑوں میں اکیلا سفر کرتا اور سیاحت کرتا پھر رہا ہے پھر مجھے مفید فوائد سے بھی نوازا۔ پھر اسی رات کی صبح کو ہمارا جہاز غرق ہو گیا اور میں صحیح وسلامت بچ کر سویس پہنچ گیا اس مرد مذکور نے یہی کچھ تو فرمایا تھا۔

پھر وہ اندھے ہو گئے

حضرت حسن ہی فرماتے ہیں کہ میں جب سویس پہنچا تو میرے پاس کچھ محبوبوں کی چیزیں تھیں جو اس لیے مجھے

marfat.com

دے دی گئی تھیں کہ اس طرح ہوشیار ٹیکس آفیسروں کے ہاتھوں سے وہ بچ جائیں گی جب میں سویس کے قریب پہنچا میں نے حضرت خضاوی کی طرف عنان توجہ موڑی۔ سورۃ فاتحہ پڑھ کر ثواب کا ہدیہ پیش کیا اور عرض کیا حضور والا ! میرے معاملے میں ظالموں کو اندھا کریں، خدا کی قسم ہم ان کے پاس سے گزر گئے۔ ان سے کسی کی ہمت نہ ہوئی کہ ہمارے یا سامان کے متعلق کچھ پوچھے۔

ہمارا اسلحہ حضرت خضاوی رض ہیں

ہم طور کے راستے پر چل رہے تھے دوران سفر ہم آرام کے لیے ایک جگہ اترے وہاں ترکوں کی ایک جماعت بھی فروکش تھی انہوں نے ہمیں پیغام بھیجا کہ اگلا سفر ہمارے ساتھ مل کر کرو، ہم نے پوچھا کس لیے؟ وہ بولے یہ راستہ خوفناک ہے ہمارے پاس اسلحہ ہے راستے کی شدتوں اور مصیبتوں سے ہم تمہیں اس اسلحہ کے ذریعے محفوظ کرلیں گے۔ ہم نے انہیں جواباً کہا ہمارے پاس بھی اسلحہ ہے انہوں نے پوچھا تمہارے پاس کون سا اسلحہ ہے؟ ہم نے جواب دیا ہمارا اسلحہ حضرت خضادی رض ہیں وہ ٹھٹھے کرنے لگے، میں نے کہا قسم بخدا اب ضروری ہوگیا ہے کہ ہم اس وقت چلیں اور تمہیں یہاں چھوڑ جائیں تاکہ تمہیں پتہ چل جائے کیا تمہارا اسلحہ تمہیں فائدہ پہنچاتا ہے یا نہیں؟ ہم انہیں وہیں چھوڑ کر چل دیئے اور صحیح وسلامت بغیر کسی تکلیف کے ہم سویس جا پہنچے پھر اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ وہ ترک مصیبت میں مبتلا ہو گئے مشکلات نے انہیں گھیر لیا کچھ مر گئے اور کچھ بچ تو گئے مگر شدید تکلیفوں کے بعد۔

ایک عمومی کرامت

ایسا کبھی نہیں ہوا کہ آپ کسی شخص سے ناراض ہوں اور وہ اس ناراضگی کے بعد بھی خیر اور بھلائی پا سکے یا تو اس کا حال ختم ہو جاتا یا اس کے جوڑ جوڑ کٹ جاتے، آپ ایک شخص سے ناراض ہوئے وہ باکمال انسان تھا اعلیٰ درجات رکھتا تھا مگر اس پر جنون طاری ہوگیا۔ ایک اور

marfat.com

سے ناراض ہوئے تو وہ مالٹا میں قید ہو گیا آپ نے اپنے ہاتھ سے اپنی جماعت کے ایک آدمی کی وجہ سے جس کی اس نے بے ادبی کر کے دھتکار دیا تھا۔ مارا۔ اس کا یہ حال ہوا کہ وہ قتل ہو گیا اور اس کے قاتل کا علم تک نہ ہو سکا۔ ایک اور شخص سے آپ ناراض ہوئے تو وہ مر گیا، ایک اور سے ناراض ہوئے تو وہ کوڑھ میں مبتلا ہو گیا۔

محبت کی وسعتیں

جو شخص بھی آپ سے پہلی دفعہ ملتا پھر دوبارہ آتا تو اس کی محبت اور اعتقاد میں اضافہ ہو چکا ہوتا اور یہ محسوس ہوتا کہ اب ہی پہلی ملاقات ہوئی ہے جب بھی ملاقات ہوتی یہی خیال گزرتا، عظمت والے خدا کی قسم، میں نے آپ کو لاتعداد دفعہ دیکھا گہری نگاہیں ڈالیں تاکہ اچھی طرح پہچان کر علامات یاد رکھ سکوں۔ جب دوبارہ ملاقات ہوتی تو یوں محسوس ہوا کہ میں نے پہلے کبھی بھی آپ کو نہیں دیکھا یہ سلسلہ لگاتار چلتا رہا، ایک دفعہ ایسا بھی ہوا کہ میں نے رات کو نمازِ عشاء آپ کے پیچھے پڑھی نماز کے دوران آپ کی ایک کیفیت تھی جو اس سے پہلے میں نے کبھی نہیں دیکھی تھی۔ بدن مبارک بہت بڑا ہو گیا کھوپڑی شریف بہت پھیل گئی۔ پھر نماز کے بعد آپ خلوتِ خاصہ میں تشریف لے گئے اور مجھے طلب فرمایا میں دوڑ کر حاضرِ خدمت ہوا اذن باریابی چاہا جب اندر داخل ہوا تو اب وہ حالت نہ تھی جو میں نے نماز میں دیکھی تھی میں سوچ میں ڈوبا، حیران و پریشان کھڑا ہو گیا، فرمایا کیوں حیران ہو؟ میں نے عرض کیا میں نے عجیب معاملہ دیکھا ہے۔ فرمایا وہ کیا؟ میں نے عرض کیا اب آپ وہ نہیں ہیں جو نماز پڑھنے کے دوران تھے آپ ہنس کر فرمانے لگے وہ کیسے؟ میں نے عرض کیا آپ اس وقت اور حالت میں نظر نواز ہو رہے تھے اور اب ایک نئی شان سے جلوہ فرما ہیں، عظمت والے ربِ کریم کی قسم اس میں ذرا بھی شک نہیں ہے مجھے فرمایا ایسا نہیں ہوا کرتا میرے ساتھ مزاح فرمانے لگے جیسا

marfat.com

کہ آپ کی عادت تھی۔ بار بار سوال فرماتے تو میں وہی جواب دیتا چلا جاتا لیکن میں مبہوت ہو رہا تھا یہاں تک کہ ہم نے وہ کرامات نقل کیں جو حضرت حسن نے اپنی کتاب کی چھٹی فصل میں نقل فرمائی ہیں۔

اپنے زمانے کے شافع اسی کتاب مذکور میں اس سے پہلے پانچویں فصل میں آپ وہ بشارات نقل فرما آئے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت خضاوی اپنے زمانے کے لوگوں کی شفاعت فرمائیں گے اور یہ واضح بات ہے کہ یہ بہت بڑی کرامت ہے۔ مصنف فرماتے ہیں کہ حضور رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین علیہ الصلوات رب العالمین نے خواب میں لاتعداد لوگوں کو بشارت عطا فرمائیں کہ حضرت حفنی اپنے دور کے لوگوں کی شفاعت کریں گے اور حضور کریم علیہ التسلیم کا یہ تو ارشاد ہے کہ مَنْ رَآنِي فَقَدْ رَأَى الْحَقَّ فَإِنَّ الشَّيْطٰنَ لَا يَتَمَثَّلُ بِيْ (جس نے مجھے خواب میں دیکھا تو اس نے مجھی کو دیکھا ہے کیونکہ شیطان میری تمثیل پر قادر نہیں ہے۔) اب پہلی بشارت ملاحظہ ہو یہ حضرت امام ہمام شیخ الاسلام ولی، صوفی شیخ احمد نبافوی کی زبانی ہے کہ حضور علیہ السلام کی زیارت پاک سے وہ مشرف ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ تمہارے شیخ خضاوی کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دور کے لوگوں کی شفاعت کا حق عطا فرمایا ہے یہ واقعہ حضرت بکری نے اپنی کتاب "الرحلۃ المصریۃ" میں نقل فرمایا ہے کئی اور لوگوں نے بھی یہ بات نقل کی ہے شیخ حسن شمہ مذکور (مصنف کتاب) کہتے ہیں جب میں ۱۱۵۷ھ میں مصر آیا اور اس خواب والی فضیلت کا ذکر سنا اور کچھ پیر بھائیوں کو یہ کہتے بھی سنا کہ ان کے مرشد مصطفےٰ بکری بھی تو ان کے زمانے کے فرد ہیں لہٰذا یہ شفاعت ان پر بھی عام ہو گی تو مجھے یہ بات گراں گزری پھر میں رات کو سویا تو خواب میں دیکھا گویا قیامت قائم ہو گئی ہے اور ایک بہت بلند ٹیلے پر لوگ اکٹھے ہو گئے ہیں اور رب کریم سبحانہ وتعالیٰ حساب کے

marfat.com

لیے جلوہ فرما ہیں حضرت شیخ خضاوی سر پر تاج اور جسم پر سبز حلہ لیے کھڑے ہیں یہ حلہ عالمِ بیداری میں آپ کے جسم پر میں دیکھ چکا تھا میں نے پھر ان کے مرشد سیدی بکری رحمۃ اللہ علیہ کو ان کی پشت کے پیچھے دیکھا اور ان کے پیچھے خواص کی جماعت بھی تھی اور آپ (بکری رحمۃ اللہ علیہ) اپنے اور اس جماعت خاصہ کے بارے میں آپ کی شفاعت کے منتظر تھے۔ میں جلدی جلدی آپ کی طرف بڑھا حضرت کے ہاتھ چوم لیے۔ آپ نے فرمایا: ہماری جماعت کو اور ہمارے زمانے کے لوگوں کو دیکھ کر یہاں لائیے اور میرے پیچھے ایک ہی صف میں کھڑا کر دیجیے" میں ایک طویل دہلیز کی طرف بڑھا اور اس کے دروازے پر کھڑا ہو گیا حضرت کے خلفاء سے ایک شخص کو میں نے دیکھ کر کہا "حضرت نے مجھے فرمایا ہے ہماری جماعت اور ہمارے دور کے لوگوں کو تلاش کر کے لاؤ" آپ میری مدد فرمائیں تاکہ انہیں اکٹھا کر سکیں میں نے اسے بھی ساتھ ٹھہرالیا جب کوئی گروہ اس کے پاس سے گزرتا تو میں انہیں لے کر ٹیلے پر چڑھا دیتا اور حضرت کے پیچھے صف میں کھڑا کر دیتا۔ جب کوئی آدمی بھی پیچھے نہ رہا اور سب حضرت کی خدمت میں پہنچ گئے۔ تو میں ڈرتا ہوا خوفزدہ ہو کر جلدی جلدی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا فرمانے لگے میرا فرمان پورا کر دیا ہے۔ میں نے اشارے سے جی ہاں کا جواب دیا اس مقام کی ہیبت اور ڈر کی وجہ سے میں رونے لگ گیا۔ آپ نے فرمایا کیوں رو رہے ہو پھر مجھے سینے سے لگالیا اور سبز حلہ میں مجھے چھپالیا پھر فرمانے لگے حزن و خوف نہ کر، ہم اس دروازے سے داخل ہوں گے آپ نے اس دروازے کی طرف اشارہ فرمایا جس پر سبز پردہ تھا۔ میں نے اُدھر دیکھا تو اس کے سامنے ایک اور دروازہ پایا جس پر سُرخ پردہ تھا یعنی سبز پردے والا دروازہ (جدھر آپ نے اشارہ فرمایا تھا) جنّت کا دروازہ تھا اور دوسرا جہنّم کا دروازہ تھا اس کے علاوہ حضرت حسن نے اور بھی مبشرات نقل کی ہیں جن سے حضرت محمد حنفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عظیم مرتبے کا پتہ چلتا ہے۔

marfat.com

علامہ جبرتی نے اپنی تاریخ میں حضرت کا تعارف ان الفاظ سے کرایا ہے "شیخ امام، علامہ، ہمام علم و عمل میں اپنے زمانے کا یکتا جو وہ کچھ حاصل کر گیا جسے پہلا نہ پاسکا۔ جس کے کمال اور تحقیق کا زمانہ گواہ ہے، جسے ہر فریق مقدم سمجھنے میں متفق ہے شمس الملّۃ والدّین محمد بن سالم حفناوی شافعی خلوتی ہیں تیس سال کی عمر میں اولیا کے راہِ سلوک و طریقت پر چلے۔ آپ نے ایک بزرگ شیخ احمد شاذلی مغربی مقّری سے کچھ اوراد و وظائف حاصل کیے پھر شام سے حضرت سید بکری ۱۱۳۳ھ میں تشریف لائے تو حضرت حفناوی ان کے ایک شاگرد کے وسیلے سے آپ تک پہنچے۔ یہ شاگرد حضرت عبداللہ سلیغتی تھے، حفناوی سلام کر کر بیٹھ گئے۔ حضرت بکری انہیں اور وہ حضرت بکری کو دیکھتے رہے دل کا ربط قائم ہو گیا۔ پھر اجازت کے بعد آپ اُٹھ کر حضرت بکری کے سامنے جا بیٹھے، حضرت بکری کے پاس جب کوئی ارادت مند آتا تو آپ پہلے اسے استخارہ کرنے کا حکم دیتے صرف حضرت حفناوی اس سے مستثنیٰ ہیں یہ کمال تعلق کی دلیل ہے آپ نے فوری طور پر آپ سے عہد بیعت لے لیا آپ ذکر و مجاہدہ میں لگ گئے آپ نے ایک رات خواب میں حضرت بکریؒ اور حضرت احمد شاذلی کو اکٹھے بیٹھے دیکھا حضرت احمد آپ کو اس نئی بیعت میں داخل ہونے پر خفا ہو رہے تھے اور حضرت سیّدی بکریؒ سے بھی ناراض ہو رہے تھے حضرت سید نے فرمایا کیا آپ کا اس (حضرت حفنی) سے کوئی مطلب ہے؟ انہوں نے کہا ہاں میری اس کے پاس امانت ہے پھر اچانک حضرت سیّد کے ہاتھ میں ایک سبز چھڑی تھی شیخ احمدؒ سے فرمانے لگے کیا یہ ہے آپ کی امانت؟ انہوں نے جواب دیا بالکل یہی ہے، آپ نے اسے دو حصّوں میں تقسیم فرما کر حضرت شاذلی کی طرف پھینک دیا اور فرمایا اپنی امانت لے لیجیے۔ آنا خواب دیکھ کر حضرت حفنی جاگ گئے اور حضرت سیّد کو خواب بتایا آپ نے فرمایا اس کا مطلب ہمارے ساتھ اتصال اور ان سے جدائی ہے

marfat.com

یہی تو وہ باطنی نسبت ہے جس کو پاکر حضرت سلمان فارسیؓ اور صہیب رومی رضی اللہ عنہما اہل بیت نبوی میں شامل ہوتے"۔ علامہ مرادی نے بھی اپنی تاریخ میں آپ کی بہت مدح وثنا کی ہے بقول مرادیؒ ان کی وفات ۱۱۸۱ھ میں ہوئی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

۲۲۵۔ حضرت شیخ محمد علی زعبی قادری رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ

آپ نسب اور طریقت کی حیثیت سے قادری ہیں اولیائے کرامات اور ساداتِ عظام میں یکتا ہیں۔ آپ کے اسلاف کردوں کے قلعے میں رہتے تھے اس قلعہ میں وہ حوران سے منتقل ہوکر آئے تھے مگر آپ طرابلس شام میں مقیم ہو گئے اور آپ کی اولاد اس وقت وہاں ہی مقیم ہے آپ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاکیزہ خاندان سے ہیں۔

یہ لذیذ کھانے اور یہ فراوانی

آپ کی بہت سی کرامات ثقہ رواۃ نے آپ کی اولاد میں سے طرابلس شام کے سادات کے نقیب عالمِ عامل، فاضل کامل شیخ عبدالفتاح آفندی زعبیؒ سے نقل کی ہیں عبدالفتاح فرماتے ہیں کہ حضرت داداجان کی ملاقات کے لیے رمضان کے مہینے میں طرابلس کا حاکم اپنے حواریوں کے ساتھ آیا۔ مغرب سے کچھ پہلے جب وہ واپس جانا چاہتے تھے تو حضرت نے انہیں اپنے ہاں افطاری کی دعوت دی انہوں نے دعوت تو قبول کرلی لیکن حاکم کے دل میں خیال آیا کہ وہ نوکر کو بھیج کر اپنے باورچی خانہ سے کھانا منگالے وہ سمجھتا تھا کہ حضرت کے پاس اتنا کھانا نہیں ہوگا جو سب ساتھیوں کے لیے کافی ہو اور نہ ہی ایسا کھانا آپ کے پاس ہوگا جو ان لوگوں کے شایان شان ہو۔ حضرت شیخ کو اللہ تعالےٰ نے اس کی نیت پر مطلع فرما دیا آپ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا خادم کو کھانا لانے کے لیے نہ بھیجیے ہمارے پاس آپ لوگوں کی شایانِ شان کھانا موجود ہوگا۔ سامنے ایک طبق پڑا تھا جس پر کپڑا تھا۔ خادم سے فرمایا اس طبق کو کھول اور

marfat.com

بسم اللہ پڑھ ۔خادم نے ایسا ہی کیا کھانے کا ایک تھال نکل آیا پھر آپ نے طبق کو ڈھانپنے کا حکم دیا اس نے ڈھانپ دیا پھر فرمایا بسم اللہ پڑھ کر کھول دے اب کھانے کا ایک اور تھال سامنے تھا آپ سے یہ سلسلہ جاری رہا اور دستر خوان کو رنگا رنگ کھانوں سے بھر دیا سب نے یہ کھانے کھائے مگر یہ تو ان کے کھانوں سے زیادہ لذیذ تھے

بچہ دامن میں آگ لے آیا آپ کا طالب نامی بیٹا تھا وہ چھوٹا سا تھا کہ اس کی والدہ نے اسے پڑوسیوں کے گھر سے آگ لانے کو کہا وہ آگ ڈالنے کے لیے برتن لیے بغیر وہاں چلا گیا پڑوسن کہنے لگی تیرا دادا غوث اعظم عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اور تیرا باپ ابو علیؒ ہے اگر تو اپنے دامن میں آگ ڈال لے گا تو آگ نقصان نہیں پہنچائے گی ۔بچے نے دامن پھیلا دیا پڑوسن نے اس میں آگ ڈال دی بچہ آگ لے کر چلا گیا ۔چونکہ حاجت ضروریہ کے بغیر اس طرح ولایت کا بھید ظاہر ہو گیا تھا لہٰذا حضرت نے بچے کی یہ حرکت پسند نہ فرماتی اسے بد دعا دے دی اور بچہ مر گیا ۔حضرت کی وفات ۱۱۹۳ھ میں ہوتی آپ کے تین صاحبزادے سید محمد علی، سید عبدالفتاح ارل اور سید محمد تھے ۔رضی اللہ تعالےٰ عنہم اجمعین ۔اللہ تعالیٰ ان کی برکات سے ہمیں نوازے ۔آمین ۔

۲۲۶ حضرت محمد بن حسن منیر سمانودی مصری شافعی خلوتی رحمۃ اللہ علیہ

آپ علمائے عاملین اور اولیائے عارفین کے اکابرین شامل ہیں ۔حضرت حسن شمر نے سیدی محمد حفنی رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ کے مناقب میں ان کے لیے تحریر کیا ہے کہ آپ حضرت حفنی کے بڑے بڑے خلفاء میں شامل ہیں حضرت ان کی بہت تعریف فرمایا کرتے تھے آپ کی بہت سی کرامات ہیں آپ کے گاؤں کے لوگوں نے بہت گہرا کنواں کھودا مگر پانی نہ نکلا وہ تھک ہار کر آپ سے کہنے لگے کہ آپ کنوئیں پر

marfat.com

تشریف لاکر پانی کے لیے دلی توجہ ڈالیں آپ کنوئیں پر تشریف لاتے اور سورت فاتحہ پڑھ کر دعا فرمائی اور ارشاد فرمایا اب کھودو جب لوگوں نے کھودا تو زمین کے اندر سے پانی یوں نکلا گویا پانی کا سمندر آگیا ہے۔

دشمن کے ہاتھ شل ہو گئے طریقت کے راستے پر چلنے کے ابتدائی دنوں میں لوگ آپ پر بہت اعتراض کرنے لگے ایک دفعہ رات کے پچھلے حصے میں ہتھیار لے کر آپ کے لیے چھپ بیٹھے۔ آپ کو اطلاع دی گئی کہ آج مسجد میں نہ جانا ورنہ قتل کر دیئے جاؤ گے جواب میں فرمایا انہیں جو کرتے ہیں کرنے دو میں نے ہر حال مسجد میں جانا ہے جب آپ مسجد میں گئے تو چھپے ہوئے ایک آدمی نے ہتھیار آپ پر اٹھانا چاہا مگر ہاتھ نہ اٹھ سکا شل ہو گیا حرکت ختم ہو گئی۔ آپ کے مناقب لاتعداد ہیں "تُحْفَةُ السَّالِكِيْنَ فِى الطَّرِيْقَةِ الْخَلْوَتِيَّةِ" آپ کی تصنیف ہے آپ کو شیخ الازہر (چانسلر) بنا دیا گیا تھا آپ کی وفات بقول مرادی ۱۱۹۹ھ میں مصر میں ہوئی۔

۲۴۔ حضرت محمد کردی خلوتی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ مصر میں مقیم تھے حضرت شیخ محمد حفنی کے بڑے خلفاء میں شامل ہیں آپ اکابر اولیائے عارفین اور اعیان علمائے عاملین میں شامل ہیں۔ آپ کی لاتعداد کرامتوں میں سے ایک بڑی کرامت یہ ہے۔

عظیم کرامت آپ جب بھی حضور علیہ السلام کی زیارت سے لطف اندوز ہونا چاہتے زیارت ہو جاتی یہ بات حضرت حسن شمہ نے ان کے مرشد حفنی کے مناقب والی کتاب میں ذکر کی ہے معتبر راوی نے مجھے ان کے عجیب مکاشفات بتائے۔

marfat.com

۲۲۸۔ حضرت شیخ محمد شنوانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ شیخ الاسلام اور علمائے نامدار سے ایک ہیں، جامع ازہر کے سربراہ رہے۔ مفید کتابیں تالیف فرمائیں مختصر البخاری پر حاشیہ تحریر فرمایا یہ حاشیہ ابن ابی جمرہ کے لیے لکھا تھا۔ حضرت شیخ حسن عدوی نے بُردہ کی شرح میں لکھا ہے "ہمارے شیخ شنوانی مذکور کا ایک مشہور واقعہ ہے کہ کوئی عظیم شخص آپ کے مقام پر سے گزرتے وقت سورت فاتحہ پڑھا کرتے تھے ایک دن وہ سورت پڑھے بغیر گزر گئے۔ ابھی تھوڑے ہی چلے تھے کہ سر پر پگڑی نہ تھی بہت جلد واپس آکر سورت فاتحہ پڑھی تو دیکھا کہ وہ پگڑی روضہ کے اندر مزار مبارک پر پڑی ہوئی ہے علامہ جبرتی نے آپ کی بیحد تعریف کرنے کے بعد لکھا ہے کہ آپ کا وصال ۱۲۳۳ھ میں ہوا۔

۲۲۹۔ حضرت شیخ محمد تقی الدین حنبلی دمشقی المشہور ابوشعیر وشعر صاحبِ عقیدۃ الغیب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ تیرھویں صدی کے اوائل کے عظیم المرتبت اولیا اور گرامی قدر اصفیاء میں شامل ہیں۔ مجھے ان کا تعارف و ترجمہ نہیں مل سکا ہاں اہلِ شام آپ کی ولایت پر مجتمع ہیں اور آپ کے بہت معتقد ہیں، شامیوں کا عقیدہ ہے کہ اگر کوئی آدمی خلوصِ نیت سے کسی حاجت کے پورا ہونے کے لیے آپ کی زیارت کرتا ہے تو اذنِ خداوندی سے وہ ضرورت اور حاجت پوری ہو جاتی ہے آپ کی یہ کرامت متواتر و مشہور ہے شامی علماء اور عوام سب جانتے ہیں کہ شام میں مسلمانوں اور نصرانیوں کے درمیان جس فتنۂ عظمیٰ کی آگ بھڑکی تھی اور جس کی وجہ سے وزیرِ اعظم فواد پاشا کو شام آنا پڑا تھا اور جس فتنے میں لاتعداد لوگ قتل ہوئے تھے اور لاتعداد

marfat.com

جلا وطن ہو گئے تھے اور یہ فتنہ ملک شام کے فتنوں میں سب سے بڑا فتنہ تھا اس فتنہ کی قبل از وقت آپ نے اطلاع دے دی تھی آج تک لوگ یہ واقعہ بیان کرتے ہیں اور حضرت کی اطلاع کو ایک عظیم کرامت شمار کرتے ہیں کہ وقت سے پہلے آپ نے اطلاع کردی تھی میں نے آپ کی ایک کتاب بھی دیکھی ہے جو سید کل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنے کے موضوع پر سپرد قلم ہوئی ہے۔ یہ دو ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے ہر جلد میں قریباً بیس اجزاء اور رسائل کے برابر صفحات ہیں۔ کتاب کا اسلوب بہت ہی نرالا ہے۔ غرابت کی انتہا کر دی ہے الفاظ کے ظاہری معانی چھوڑ کر دور کے معانی مراد لیے ہیں اگر کوئی ان الفاظ کے ان معانی کو نہیں جانتا تو وہ یہی خیال کرے گا کہ حضرت نے خود یہ الفاظ وضع فرمائے ہیں۔ میں تو دعا گو ہوں کہ اللہ کریم مجھے دنیا اور آخرت میں آپ اور سب اولیائے صالحین کی برکات سے نوازے۔

۲۳۰۔ حضرت شیخ محمد مغربی بن ناصر رحمۃ اللہ علیہ

شامی سمندر کے ساحل پر واقع لاذقیہ شہر میں آپ مدفون ہیں میں لاذقیہ میں رہنے والے لوگوں سے ملا۔ عموماً سب لوگوں کو اس بات پر متفق پایا کہ آپ قطب زماں اور یکتائے دوراں تھے۔ علم، عمل، ولایت، کرامات اور فضائل میں ان کا کوئی ثانی نہ تھا۔

دلوں کے اسرار کا عالم

آپ کے درس وعظ میں شامل ہونے والے ایک شخص نے مجھے بتایا کہ آپ درس میں حاضرین کے دلوں کے خیالات کو سامنے رکھ کر تقریر فرماتے یہ خیالات آنے سے پہلے حاضرین اپنے دل میں ڈالے ہوئے ہوتے تھے اکثر آپ سے اسی طرح وقوع پذیر ہوتا۔ تقریر کے آغاز میں فرماتے آج ہم فلاں موضوع پر گفتگو کریں گے اور یہ موضوع حاضرین میں سے کسی ایک کے دل کی آواز ہوتی۔ لاذقیہ کے لوگوں نے بتایا کہ حضرت

marfat.com

مغربی کی تشریف آوری سے پہلے لوگ بالکل دور جاہلیت کے سے انداز سے زندگی گزار رہے تھے آپ نے انہیں ذکر واذکار کے لیے اکٹھا کیا اور انہیں شرعی اور صوفیانہ انداز کی معرفت سے نوازا۔ آپ کی برکت سے یہ لوگ سب مسلمانوں سے باصلاحیت ہو گئے اور دین کے عالم وعارف بن گئے۔

ایک عالمِ باکمال آپ کی مدد اس سلسلہ میں وہاں ایک طویل القامت انسان شیخ صالح نامی نے کی جو آپ کے وقت میں لاذقیہ میں پلا اور بڑھا تھا یہ عمل پسند عالم دین تھا اور اس کا مشن مسلسل مسلمانوں کی خدمت کے لیے تکالیف برداشت کرنا تھا۔ یہ جامع میں وعظ کے لیے بیٹھتا تو اس کے پاس وعظ سننے کوئی بھی نہ آتا پھر وہ عوام کے ساتھ قہوہ خانوں اور شراب خانوں میں بیٹھ کر آہستہ آہستہ لوگوں کو وعظ ونصیحت کرتا اور انہیں احکامِ دینی سکھا دیتا اور پھر انہیں جامع مسجد میں لے آتا۔ اس طرح اس عالم سے بھی اور حضرت محمد مغربی سے بھی لوگوں کو بہت نفع پہنچا۔ حضرت محمد مغربی پر لوگوں کو بےحد اعتبار تھا کیونکہ وہ عالم ہونے کے ساتھ ساتھ ولایت کبریٰ کے بھی موصوف تھے اور ان کے ہاتھ پر بےشمار کرامات کا ظہور ہو چکا تھا۔ مگر جناب صالح تو صرف عالمِ باعمل تھے وہ صاحبِ کرامت نہ تھے لیکن صاحبِ استقامت تو تھے اور استقامت کرامت سے بھی بڑی چیز ہے اور اس میں لاذقیوں کو ذرا بھی شک نہ تھا کہ جناب صالح استقامت پسند صالحین میں سب سے باصلاحیت اور عمل پسند علماء میں سب سے جلیل المرتبت تھے اور لوگوں کو مزید اس لیے ان پر بھروسہ تھا کہ حضرت شیخ محمد مغربی ان پر بہت اعتبار فرماتے تھے اور ان کے سامنے ان کے ذکر کا چرچا فرماتے اور عمدہ تعریف سے بھی نوازتے۔ ایک قابلِ اعتبار لاذقی نے مجھے بتایا کہ شیخ محمدؒ ایک دن کھلے میدان میں کھیتوں کے درمیان چلتے جا رہے تھے تو فرمانے لگے مجھے اپنے رب کی عزت کی قسم یہ نباتات مجھے اپنے

marfat.com

اندر کے نفع وضرر کی اطلاع دے رہی ہیں۔

جامع ہی تو عظیم کرامت

محمد علی پاشا مصری کا لڑکا ابراہیم پاشا جب ۱۲۴۵ھ میں حضرت شیخ کی وفات کے پانچ سال بعد لاذقیہ آیا تو اس نے ایک چھوٹے سے پہاڑ کے دامن میں عظیم الشان جامع مسجد دیکھی اس کے متعلق پوچھا تو لوگوں نے جواب دیا کہ یہ شیخ محمد مغربی کی جامع مسجد ہے اور اسی کے قریب حضرت مدفون ہیں وہ آپ کی زیارت کے لیے چل پڑا۔ ایک شخص آپ کی کرامات اسے بتانے لگا ابراہیم پاشا بولا، اس جامع اور اس مزار کا وجود آپ کی سب سے بڑی کرامت ہے۔ کیونکہ ایسی عظیم مسجد اور ایسے عظیم مزار کی ایسی دور جگہ پر بنیاد رکھنا صرف بادشاہوں کا کام ہے یا کسی عظیم امیر آدمی کی دسترس ہے۔ ایک مسافر اور فقیر آدمی اگر یہ سب کچھ بنا دیتا ہے تو یہ اس کی سب سے بڑی کرامت ہے اگر کوئی اور کرامت نہ ہوتی تو صرف یہ کرامت ہی اس کے لیے کافی ہوتی۔

میں کہتا ہوں کہ ان کی جامع مسجد کے لیے اب تو زمینوں کا بہت سا حصہ وقف ہے اور ان زمینوں کے غلے سے جامع کے سب اخراجات خطیب، امام، خادم، قرآن، پڑھنے والوں اور خدام کی گزران بہت اچھے طریقے سے ہو جاتی ہے۔ قبر شریف پر بہت بڑا گنبد ہے اور قالین بچھے ہوئے ہیں ہر وقت لوگ قرآن پاک، دلائل الخیرات اور دوسرے اوراد و وظائف پڑھنے میں مشغول رہتے ہیں خصوصاً صبح کے وقت تو بہت حاضری ہوتی ہے کیونکہ لاذقیہ کے کئی لوگ روزانہ صبح حاضری دیتے ہیں میں خود (علامہ نبہانیؒ) جب عدلیہ کا لاذقیہ میں رئیس تھا اور یہ مدت پانچ سالوں تک پھیلی ہوئی ہے میں ۱۳۰۰ھ میں وہاں پہنچا تھا تو میں عموماً صبح کے وقت زیارت کے لیے حاضر ہوا کرتا آپ کی سرکار میں مجھے اُنس و سکون ملتا۔ سینہ کھل جاتا جو اس بات کا مظہر تھا کہ آپ اکابر اولیا اللہ میں شامل ہیں اب تک معاملہ اسی

marfat.com

انداز سے چل رہا ہے کہ لوگ زیارت کے لیے آتے ہیں اور آپ کی قبر کے پاس تلاوتِ قرآن سے برکت حاصل کرتے ہیں اور مشکلات اور حاجت برآری میں آپ کی سرکار کا قصد کرتے ہیں حالانکہ آپ کی وفات ۱۲۴۰ھ میں ہوئی اور اب اسّی سال سے زائد عرصہ گزر چکا ہے (مصنف کا مطلب یہ ہوا کہ ۱۳۲۰ھ تک یہی حال رہا) اور آپ کی عظمت اور زیارت، قرأت قرآن و اذکار میں ذرہ فرق نہیں آیا آج بھی پہلے کی طرح یہ اذکار جاری ہیں اور کثرت سے آپ کی قبر کے پاس سرکارِ ہر دوسرا صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا جارہا ہے۔

شعرانی رح ایک اصول بیان فرماتے ہیں

امام شعرانی نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے "اگر ولی کا مزار آباد ہو اور موت کے بعد بھی وہاں قرآن خوانی، اذکار اور عبادات جاری ہوں تو اس کی مدد کی قوت کی دلیل ہوتی ہے اور جتنا زیادہ زمانہ گزرتا جاتے اور یہ انداز باقی رہے تو وہ ولی اتنا ہی زیادہ مدد دینے میں باقوت ہوتا ہے" اس عبارت کے بعد ہمیں پتہ چلا کہ شیخ محمد مغربیؒ زندگی میں بھی اور وفات کے بعد بھی مدد دینے میں اولیاء اللہ میں بڑے طاقتور ہیں، حضرت مغربی نے کئی کتابیں بھی لکھی ہیں ایک "مولد نبوی" جسے عموماً لاذقیہ کے باشندے پڑھتے ہیں۔ یہ بڑی فصیح کتاب ہے اس میں عمدہ ترین فوائد تحریر ہیں جن کا تعلق حضور علیہ السلام کی ولادت باسعادت کی مختلف کیفیتوں سے ہے۔

مجھے محمد بیر قدارؒ نے بتایا یہ ان لوگوں میں شامل تھا جنہوں نے حضرت محمد مغربی کی زیارت کی تھی اور ان کے درسوں میں شمولیت کی تھی یہ کہتا ہے کہ جب لاذقیوں کے باغوں میں نیا پھل آتا تو وہ بطور تبرک اور بطورِ حصول برکت شیخ عالی مقام کی خدمت میں بھیجتے اسی طرح سبزیاں بھی بھیجی جاتی تھیں جس باغ سے

marfat.com

یہ پھل جاتا یا جس سبزی گاہ سے یہ سبزیاں جاتیں اتنی برکت کا نزول ہوتا کہ دوسرے باغات اور سبزی گاہیں اس سے مقابلہ نہ کر سکتے جن سے پھل اور سبزیاں نہیں جاتیں تھیں یہ بات لاذقیوں کے تجربہ میں آچکی تھی اور انہیں اس میں ذرا بھی شک نہ تھا۔ اگر لاذقیہ میں کوئی آدمی بیمار ہو جاتا یا کوئی حاجت پیش آتی تو وہ حضرت مغربی کی خدمت میں حاضر ہوتے تو آپ کی برکت سے ان کی ضرورتیں پوری ہو جاتیں۔ آپ شہر کے اعلیٰ مرتبت شخص محمد آغا خزانہ دار کے گھر میں قیام فرماتھے۔

قطب زماں زیارت کے لیے آتے آپ اسی مذکورہ بالا گھر میں ایک دن بیٹھے تھے تو حاضرین سے فرمانے لگے ایک مسافر واجنبی آدمی میرے پاس آرہا ہے میں اس کے ساتھ تنہا بیٹھنا چاہتا ہوں آپ اٹھ کر دوسرے کمرے کی طرف چل دیئے بس اس کے ساتھ ہی وہ آدمی آگیا شکل وصورت اور وضع قیافہ سے وہ ارناؤطی وغیر مہذب شخص دکھائی دیتا تھا اس میں تو صرف سادہ سی نیکی کا بھی گمان نہیں گزرتا تھا چہ جائیکہ وہ ولی ہو، حضرت بہت دیر تک خلوت میں اس کے ساتھ رہے وہ دوسرے لوگوں کو ملے بغیر واپس چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد حضرت نے بتایا کہ یہ آدمی قطب وغوث ہے میں نے لاذقیہ میں ان کی بہت سی کرامات سنی ہیں لیکن اب وہاں سے آئے کافی عرصہ گزر گیا ہے لہٰذا صرف مندرجہ بالا کرامت ہی یاد ہے آپ کی وفات ۱۲۴۰ھ میں ہوئی۔

۲۳۱۔ حضرت سید محمد عثمان میرغنی بن سید محمد ابی بکر بن سید عبد اللہ حنفی محمدی حسینی حسنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ اکابر عارفوں اور عامل علمائے کے ائمہ میں شامل ہیں۔ ان کے طریقت

marfat.com

کے امام سیدی احمد بن ادریس ہیں پھر آپ طریقت کے خود مستقل امام بنے اور لاتعداد مخلوق آپ کی غلام بنی۔ آپ اکابر اولیاء اور افراد اصفیاء میں سے ہیں یوں تو آپ کی لاتعداد کرامات ہیں مگر سب سے بڑی کرامت یہ ہے کہ آپ حضور رحمۃ للعالمین صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت پاک عالم بیداری میں فرماتے ہیں اور بلاواسطہ آپ سے فیض حاصل کرتے ہیں۔

حضور علیہ السلام کے سامنے کتاب لکھی

حضور علیہ السلام کی ذات اقدس پر صلوٰۃ پیش کرنے کے موضوع پر آپ کی چند مفید کتابیں بھی ہیں، ایک کتاب کا نام "فتح الرسول ومفتاح بابہ للدخول" ہے اسے روضۂ نبوی میں آپ نے پایۂ تکمیل کو پہنچایا اس میں تحریر فرماتے ہیں "میں نے صلوات پر مشتمل اس کتاب کے علاوہ تین اور کتب لکھیں پھر میں نے اس کتاب کو لکھنا چاہا حجرۂ اقدس میں داخل ہو کر حضور امام الانبیاء علیہ السلام کے رُخ انور کے سامنے کھڑا ہو گیا آپ نے اجازت مرحمت فرمائی اور سر مقصود بتا کر امداد فرمائی میں نے خطبہ کا آغاز کیا اور اسے پردے کے نیچے ایک رات کیلئے چھوڑ آیا میں نے حضور علیہ السلام سے سیدہ کائنات سے اور شیخین کریمین سے اس کی قبولیت اور لوگوں سے بھی مقبولیت ہو، آپ نے اسے عمدہ قرار دے کر اس بات کا بھی ذکر فرمایا کہ اس سے سرِ فتح اور قرب دونوں جہانوں میں نصیب ہوگا اور ایسی خبروں سے نوازا جنہیں سامعین کی عقلیں سمیٹ نہیں سکتیں روضہ اقدس میں میں نے یہ کتاب حضور علیہ السلام کے سامنے مرتب و مدوّن کی۔

تعلق مصطفوی کی صورتیں

اپنی دوسری درود شریف کے موضوع پر لکھی ہوئی کتاب "باب الفیض المدد من حضرۃ الرسول السند صلی اللہ علیہ وسلم" میں تحریر فرماتے ہیں "یہ

marfat.com

ایک لطیف نکتہ اور ایک شریف جوہر ہے جس میں میں طرقِ حق کا بھید اور ان کا حکمی و جوہر ذکر کرنا چاہتا ہوں گا یہ نکتہ اللہ کریم کے قریب تر بھی ہے اور شریف تر بھی ہے اس کتاب مرأۃ میں اس کی تبیین۔ وہ مطلب جس کی طرف میں اشارہ کرنا چاہتا ہوں اس کا سبب یہ ہوا کہ اتوار کی رات پچھلے حصہ شب میں میں سراپا افتخار کرو مصطفوی میں حضور کریم علیہ التحیۃ والثناء کی سرکار میں حاضر ہوا آپ نے مجھے اس رات ارشاد فرمایا تم میرے محبوب ہو، میرے مطلوب ہو اور میرے مرغوب ہو، کیا ہی عمدہ نصیب تھا اور کیا ہی اعلیٰ قسمت ہے حضور علیہ السلام نے اشارہ فرمایا کہ میرے پیروکاروں میں ہزار سے زائد ایسے لوگ ہوں گے جو عظیم المرتبت مقربین میں شامل ہوں گے اور حضور علیہ السلام اور ان کے درمیان اور مریدوں کا واسطہ تم ہو گے" (وہ براہ راست فیض نبوت سے مستنیر ہوں گے) آگے چل کر حضرت اسی کتاب میں فرماتے ہیں "معلوم ہونا چاہیے کہ ایک عارف مرشد کا ہونا ضروری ہے جب عارف مل جائے تو بس اس کو اپنا مطلوب بنا لیا جائے اب طالب کے لیے ضروری ہے کہ اپنے سب اوقاتِ ذکر، مجاہدۂ نفس توجہاتی الاّ اور ماسوا سے روگردانی میں صرف کر ڈالے۔ خوب ذہن نشین کر لیجئے ساری کی ساری خیر و برکت اس بات میں ہے کہ آدمی جنابِ مصطفوی کا معتکف ہو جائے، حضور علیہ السلام سے دائمی تعلق و رابطہ قائم کرے اس تعلق کی دو صورتیں ہیں۔ صوری تعلق اور معنوی تعلق۔ صوری تعلق کی پھر دو قسمیں ہیں پہلی صورت یہ ہے کہ آپ کے سب احکام مانے جائیں اور سب نواہی سے بچا جائے اور دوسری صورت صوری تعلق کی یہ ہے کہ اپنی ذات کو حضور علیہ السلام کی محبت میں فنا کیا جائے آپ سے شوق و محبت کی فراوانی ہو، آپ کی محبت و الفت میں خود فراموشی طاری ہو جائے، آپ کا ذکرِ خیر وردِ زبان ہو۔ درود شریف ہر وقت زبان پر جاری رہے ہمیشہ ان معنوی منقبتوں اور مدحتوں کا مطالعہ کیا جائے جو محبت مصطفوی کے

marfat.com

لیے جذبۂ محرکہ بنتی ہوں اور راہوار الفت کے لیے مہمیز کا کام کرتی
اب رہی بات تعلق معنوی کی تو

نبی علیہ السّلام سے کوئی چیز مخفی نہیں

اس کی بھی دو قسمیں ہیں پہلی قسم یہ ہے کہ آپ کی ذات شریف کی صورت پاک اور وجود عالی اور سرکار عفت و عصمت کا تصوّر یوں کیا جائے گویا آپ پاس ہی تشریف فرما ہیں اس تصوّر کا طریقہ یہ ہے کہ اگر حضور کریم علیہ التسلیم نے خواب میں اپنا جمال بے مثال دکھایا ہے تو اسی صورت اقدس کا تصوّر کر لیا جائے اور اگر دیدار نہیں ہوا تو آپ کے سراپائے اقدس کا تذکرہ جس طرح احادیث میں آتا ہے اس تصوّرِ پاک کو سامنے رکھا جائے اس طرح یقین کریں کہ آپ حضور علیہ السلام کے سامنے کھڑے ہیں اس حالت میں ادب اور عاجزی اور مسکینی کو اپنا شعار بنالیں اگر روضہ اقدس کی زیارت ہو چکی ہے تو حجرۂ شریف اور مزار اقدس کا خیال رکھ کر یوں سمجھیں کہ آپ آنحضور علیہ السلام کے سامنے کھڑے ہیں اور حضور علیہ السلام آپ کی بات سن رہے ہیں اور آپ کو ملاحظہ فرما رہے ہیں آپ کا حضور علیہ السلام سے دور ہونا ذرا بھی مخل نہیں ہوگا کیونکہ حضور ذات خداوندی کی معیت کی وجہ سے سنتے ہیں اور اسی کی ذات کی وجہ سے دیکھتے ہیں لہٰذا حضور علیہ السلام سے قریب و بعید کی کوئی چیز مخفی نہیں رہتی۔

رُوحِ کائنات

دوسری قسم یہ ہے کہ آپ کی حقیقت عظمیٰ کا استحضاری تصوّر کیا جائے اس مقام پر عظمت مآب اہل اللہ ہی فائز ہیں۔ حضور علیہ السلام سے پوری دنیا کا مدد چاہنا اور نصرت طلب کرنا تو ایک امر محقق ہے جس میں ذرا بھی شک نہیں ہے ہمیں تو کشف میں معلوم ہوا ہے کہ آپ رُوحِ کائنات ہیں، نورِ کائنات ہیں، وجہ قیامِ کائنات ہیں، تو لیجیے یہ ہے سب سے اقرب طریقہ اور سب سے اشرف راستہ جو بطورِ نکتہ لطیف میں نے آپ کو بتا دیا ہے۔

marfat.com

با محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوشیار

سیدی عبدالکریم جیلی اپنی کتاب الناموس الاعظم فی معرفۃ قدر النبی صلے اللہ علیہ وسلم" میں فرماتے ہیں: "میں آپ کو وصیت کرتا ہوں کہ ہمیشہ مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کی صورتِ پاک اور حقیقت علیا کا تصور واستحضار رکھیں اگرچہ یہ تصور و استحضار بتکلف ومشکل سے ہی ہو کیونکہ جلدی آپ کی روح میں لگاؤ پیدا ہو جائے گا اور پھر حضور علیہ السلام بندہ پروری فرماتے ہوئے بالمشافہ شرفِ ملاقات بخشیں گے۔

آپ حضور علیہ السلام سے باتیں کرسکیں گے عرض کرسکیں گے اور حضور کریم علیہ التسلیم جواب عطا فرمائیں گے باتوں سے نوازیں گے اور شرفِ مکالمہ بخشیں گے یہ وہ مقام ہے جس پر صحابہ کرامؓ فائز تھے یہ مقام پھر آپ کو بھی عطا ہوگا اور معنوی طور پر آپ صحابہ کرام علیہم الرضوان سے جا ملیں گے یہ بھی خیال شریف میں رہے کہ عارفین کرام کتنے ہی اعلیٰ مقام پر جا پہنچیں ہمیشہ حضور سید السادات صلی اللہ علیہ وسلم کا تصور رکھتے ہیں آپ کا استحضار ان کے ساتھ ہوتا ہے ان کے مراقبے کی زینت آپ کی ذات پاک ہوتی ہے یہاں تک کہ جب عارف حضرات کی ذاتوں پر تجلّی الٰہی کے انوار ضوفگن ہوتے ہیں تب بھی ان کی ہمتیں ذاتِ مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کی طرف مبذول ہوتی ہیں وہ اس حال میں بھی آپ سے ہی اپنی ہمتوں کے مطابق تلقی وقبول کر رہے ہوتے ہیں اور حضور علیہ السلام کی دستگیریاں اس مقام پر انہیں ان کی قابلیت وطاقت سے کئی گنا زیادہ عطا ہوتی ہیں آپ کو جو شخص جس کیفیت وصورت میں بھی دیکھتا ہے تو اسے اسی کیفیت وصورت کی خلعت سے نوازا جاتا ہے اور اس طرح اس کی ترقی اور اس کے عروج کے راستے کھل جاتے ہیں ہر دیکھنے والے کے لیے آپ کی عادت کریمہ یہی ہے یہی ہے کرمِ محمدی اور یہی ہے خلقِ احمدی صلوات اللہ وسلامہ علیہ" حضرت جیلی کی عبارت ختم ہوئی۔

(حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو)

marfat.com

۲۳۲۔ حضرت شیخ محمد میسری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ اکابر علماءُ اور عارف اولیاءُ

ل ناظرین کرام! یہ ہے اولیائے اُمت کا عقیدہ اور یہ ہے عارفینِ ملت کا نظریہ، آپ نے حضرت محمد عثمان حنفی اور حضرت عبدالکریم جیلی جیسے عظمائے ملّت کی عبارات ملاحظہ فرمائیں یہی نظریہ وعقیدہ ہے باقی اولیائے اُمّت کا یہی مسلک ہے علمائے اسلام کا جو اولیائے اُمّت کے عقیدتمند اور غلام ہیں، یہی نظریہ دور صحابہؓ سے لے کر آج تک چل رہا ہے اور انشاءاللہ قرآن وسُنّت کے متبعین جب تک موجود ہیں چلتا رہے گا انسانیت کی معراج ہی عظمتِ مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کی ضیا باشیوں میں پناہ لینا ہے۔ انوارِ الٰہیہ میں مستغرق ہو کر بھی جمالِ مصطفوی سے مستفید ہونا ہے کیونکہ انوارِ الٰہیہ تک لے جانے والی یہی ذات پاک ہے۔ ان کی معیت ہی معیت خداوندی ہے ان کا تصوّر ہی جانِ زندگی ہے ان کا حضور ہی رُوحِ کائنات ہے۔ وہ نہ ہوں تو بات ختم ہو جاتی ہے وہ نہ ہوں تو ایمان رخصت ہو جاتا ہے وہ نہ ہوں تو انسانیت دم توڑ جاتی ہے میں نے عرض کیا ہے: ؎

لہ اس زندگی کو زندگی ذاکرؔ میں کیوں کہوں
جس زندگی میں سیدِ کل روبرو نہ ہو

اقبال نے کہا: ؎

از رسالت درجہاں تکوینِ ما — از رسالت دینِ ما آئینِ ما۔۔۔
قوتِ قلب وجگر گردد نبیؐ — از خدا محبوب تر گردد نبیؐ

اب تصویر کا دوسرا رُخ ملاحظہ ہو۔ نام نہاد علماءُ نے کہا، عشقِ مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء سے خالی سینے والی زبان نے کہا ان کا تصوّر گناہ ہے نماز میں یہ تصوّر آجائے تو۔۔۔۔ ہائے یہ عقیدہ اور دعوے مسلمانی! یا للعجب یعنے خود بدلتے نہیں قرآن کو بدل لیتے ہیں، اللہ ہمیں اپنے اسلاف کے راستے پر چلنے کی توفیق دے۔ مترجم۔

marfat.com

کے فردِ عظیم ہیں آپ اسکندریہ مصر کے باشی ہیں جب ۱۲۱۳ھ میں فرانس نے مصر کے علاقہ پر قبضہ کر لیا تو آپ اسکندریہ سے ہجرت کر کے طرابلس شام میں مقیم ہو گئے وہاں کے عظیم علماء اور باوقار و کرم اولیائے آپ سے فیض لیا۔ حضرت عارف ربانی، سیدی شیخ محمد جبر کبیر بھی آپ سے فیض لینے والے لوگوں میں شامل ہیں پھر آپ نے بیروت کو وطن بنا لیا وہاں کے علمانے بھی آپ سے اکتساب فیض کیا علامہ شیر محمد حوت کبیر بھی آپ سے فیض یاب ہونے والوں میں شامل ہیں۔

شہد کی مکھی اور قرآنی آیت کی شرح و تفسیر

آپ کی یہ کرامت مجھے شیخ عبدالغنی بنداق بیروتیؒ نے بتائی ہے وہ کہتے ہیں میں نے الحاج عبداللہ بیہم بیروتی سے سنا انہوں نے بتایا کہ میں بیروت کی جامع کبیر میں ایک دن حضرت شیخ محمد مسیری کے درس میں حاضر ہوا آپ نے اس آیت کریمہ "واوحیٰ ربک الی النحل،، کی تفسیر شروع کی۔ سردی کے دن تھے تفسیر کا آغاز فرمانے کے بعد کہا "ہمارے بھائیو! یہ دیکھو مکھی آگئی ہے" دفعتہً ایک مکھی آگئی آپ نے اس کے سامنے انگشتِ شہادت پھیلا دی وہ انگلی پر بیٹھ گئی حضرت اس کے کام کی شرح فرمانے لگے کہ چھتا کیسے بناتی ہے؟ موم کیسے بناتی ہے؟ شہد کس طرح بناتی ہے؟ آپ یہ باتیں کرتے جاتے اور اس کی طرف اشارہ کرتے جاتے، جب آپ نے اس موضوع پر گفتگو مکمل فرما لی تو مکھی اُڑ گئی۔ عبداللہ یہ بھی کہتے ہیں کہ دستِ غیب سے آپ خرچ فرماتے، رضی اللہ عنہ۔ اللہ تعالےٰ ہمیں آپ کی برکات سے نوازے۔

۴۳۲۔ حضرت شیخ محمد حسبر حنفی طرابلسی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ

آپ وہ عارفِ کبیر اور ولی شہیر ہیں کہ آپ کی جلالتِ شان اور رفعت مقام

marfat.com

پر سب کا اتفاق ہے۔ آپ علوم شریعت وطریقت کے مسلّمہ متجر عالم تھے اور طریقت
کے عالی مرتبت لوگوں میں سے جلیل مقام پر فائز تھے۔ اس عرصہ میں عوام وخواص
آپ سے نفع اندوز ہوئے وہ ہمارے دوست علامہ دوراں، علاقہ شام میں زینتِ
زماں شیخ حسین حسبر رسالہ حمیدیہ کے مؤلف کے والدِ گرامی ہیں انہوں نے اپنے والدِ
گرامی کی کرامات پر مشتمل "نزھۃ الفکر فی مناقب مولانا العارف باللہ تعالیٰ الشیخ
محمد الحسبر" نامی کتاب لکھی اس میں ان کی بہت سی کرامات ومناقب کا ذکر کیا
یہ کتاب چھپ چکی ہے اور شہرت کا سہرا اس کے سر پر باندھ چکی ہے۔ حضرت کی ولایت
شامی لوگوں کے نزدیک قطعی طور پر حدِ تواتر سے ثابت ہے اس علاقے میں کوئی
فرد بھی جس نے آپ کا نامِ نامی سنا ہے اس میں شک نہیں کرتا کہ آپ اکابرِ اولیاء اللہ
میں شامل ہیں آپ نے جامع ازہر شریف میں بہت سے اساتذہ سے علم پڑھا۔ ان
میں علامہ شیخ محمد کتبی جیسے فاضل شہیر بھی تھے جو اب مکہ مشرفہ میں مقیم ہیں۔ راہِ طریقت
پر آپ کے معلم سیدی عارف ربانی شیخ احمد صاوی ہیں علم وطریقت میں ان حضرات
نے آپ کو ۱۲۴۲ھ میں اجازت مرحمت فرمائی آپ قریباً تیرہ سال ازہر شریف میں رہے
آپ کی یہ کرامات آپ کے صاحبزادے شیخ حسین نے مذکورہ بالا کتاب میں
نقل کیں اللہ صاحبزادہ صاحب کو عمر طویل دے اور ان کا نفع جاری وساری رہے
لکھتے ہیں" فصل، ان وقائع ومسائل کے بارے میں جو حضرت شیخ سے صدور پذیر ہوئے
یہ اس وقت میں نے لکھے ہیں جب حکومت مصریہ کا تسلط علاقہ شام پر نہیں ہوا تھا
ایک واقعہ یہ ہے جو مجھے سیدنا شیخ عبدالقادر ابورباح دجانیؒ نے حضرت شیخ کے ذکر کے
دوران بتایا وہ حضرت کے فضائل بیان کرتے ہوئے فرمانے لگے کہ میری تعلیم وطریقت
میں حضرت کا بہت بڑا حصہ ہے پھر مجھے کہا، میرے بیٹے! آپ کے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ
نے مجھے اللہ کریم کی معرفت عطا فرمائی اگر میں پوری عمر تمہاری خدمت کرتا رہوں تو آپ

marfat.com

کے والد گرامی کی ایک ساعت کا بھی بدلہ نہیں چکا سکتا۔ جب میں طریقت کے راستے پر چل کر مجاہدات و اذکار اور ریاضات میں مشغول تھا تو آپ کے والدِ گرامی ہمارے ہاں "یافا" میں قیام فرما تھے۔ میں جب راہِ سلوک میں کوئی خواب دیکھتا جو طریقت میں میرے مجاہدات و ریاضات کی طرف اشارہ کرتا جیسا کہ اکثر راہِ سلوک کے چلنے والوں کو پیش آتا ہے تو شیخِ محترم آپ کے والد ماجد کو اس کا علم ہو جاتا حالانکہ میں نے وہ کسی کو نہیں بتایا ہوتا تھا۔ مجھے وہ اپنا مکاشفہ بھی بیان فرما دیتے اور اس کے اشارات کی توضیح بھی فرماتے اور اس کے تقاضوں پر عمل پیرا ہونے کی کیفیت بھی بتا دیتے تھے اور ایک مربی کی طرح مجھے اپنے ملاحظہ میں رکھتے۔ حضرت عبدالقادر کی عبارت ختم ہوئی۔

موت کے بعد زندوں پر تصرف و حکومت اس کے بعد حضرت کی متعدد قسموں کی کرامات کا ذکر کرنے کے بعد ایک فصل میں وہ واقعات ذکر کیے ہیں جن کا ظہور حضرت کی وفات کے وقت ہوا۔ صاحبزادہ صاحب لکھتے ہیں "ان واقعات میں یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو موت کے وقت کے قریب آجانے کا علم بھی عطا فرما دیا تھا اور مدفن کی اطلاع بھی دے دی تھی، میں نے اپنی والدہ ماجدہ رحمہا اللہ تعالیٰ سے بچپن میں سنا کہ جس سال حضرت کا وصال ہوا ہے۔ اس سال مجھے فرمایا کرتے تھے۔ اے فلانہ! لُد میں میرا گھر ہے اور وہاں میری بیوی بھی ہے یہ سن کر میں حیران ہوجایا کرتی تھی خدا جانے حضرت اس فقرہ سے کیا مراد لیتے ہیں؟ پھر آپ کا اسی سال وصال ہو گیا اور لُد کے مقام پر آپ مدفون ہوتے"۔ صاحبزادہ صاحب نے ایسی بہت سی کرامات ذکر کی ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت کو اس سال اپنی وفات کا علم تھا۔ مزید فرماتے ہیں "کچھ اور واقعات ہیں جو بہت سے دوستوں نے بیان کیے ہیں خواہ یہ دوست وفاتِ شیخ کے وقت موجود تھے یا وفات کے وقت موجود لوگوں سے سننے والے تھے میں نے اپنے چچا اور شیخ کے سگے بھائی

marfat.com

سے بھی یہ واقعہ سنا حضرت شیخ عبدالقادر ابو رباحؒ نے بھی حضرت کے مرثیہ میں اس واقعہ کی طرف اشارہ کیا ہے واقعہ یہ ہے کہ جب حضرت کی وفات ہو گئی اور کفن پہنا کر قبر میں دفن کرنے کی تیاری ہونے لگی تو آپ کی قبر وہاں نہیں کھودی گئی تھی جہاں آپ نے بتائی تھی بلکہ ایک اور جگہ قبر تیار کی گئی پھر جنازہ کی نماز کے لیے آپ کو گھر سے اٹھایا گیا جب نماز ہو چکی تو جنازے کے ساتھ جانے والوں نے آپ کو اسی کھدی ہوئی قبر میں دفن کرنے کے لیے اٹھالیا مگر حضرت نے انہیں جبراً اس راستے سے ہٹالیا اور لُد کے مقامات اولیاء اللہ کی طرف لے چلے ایک جگہ سے دوسری جگہ آپ انہیں لے کر گھومتے رہے ہر ولی کے مقام کے سامنے تھوڑی دیر رکتے جس طرح زیارت کرنے والوں کا انداز ہوتا ہے پھر دوسری جگہ لے چلتے اس طرح گھومتے پھرتے آپ ان لوگوں کو لُد سے باہر لے گئے اور ان اولیائے ملت کے آستانوں پر گھمانے لگے جو لُد سے باہر تھے، چارپائی اٹھانے والے تبدیل ہوتے رہے مگر کسی کے اختیار میں یہ بات نہ تھی کہ جدھر حضرت جبراً لے جا رہے ہیں ادھر سے وہ ہٹ سکے۔ حاضرین کا مجمع بھی ساتھ ساتھ سب درباروں پر پھر رہا تھا، کچھ حضرات نے مجھے یہ بھی بتایا ہے کہ لُد کے حاکم کے جی میں یہ خیال آیا کہ شاید یہ چارپائی اٹھانے والوں کی بدعت انگیزی اثر پذیر ہے ورنہ مرنے والا کیسے انہیں مجبور کر سکتا ہے اس نے اپنے چار طاقتور غلام بلاتے اور انہیں شیخ کی چارپائی اٹھانے کا حکم دیا اور راز داری سے انہیں یہ بھی سمجھا دیا کہ وہ حقیقت حال جاننا چاہتا ہے۔ جب ان لوگوں نے چارپائی اٹھائی تو یہ بھی پہلے لوگوں کی طرح شیخ کے تصرف میں آگئے اور شیخ انہیں اسی طرح لے چلے جیسے پہلوں کو لے چلے تھے۔ اب حاکم پر یہ عقدہ کھلا کہ یہ معاملہ حقیقی ہے مریدوں کی اثر پذیری اور جعل سازی نہیں یہ حضرت شیخ کی کرامت ہے، حضرت شیخ حسین دجانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت کے جنازے کے پیچھے دوڑتے

marfat.com

جاتے تھے اور پکارتے جاتے تھے۔ میرے بھائی (حضرت شیخ حبرؒ کو خطاب ہے) میں ایک کمزور اور عاجز انسان ہوں دوڑ نہیں سکتا اس سے زیادہ تیز نہ چلیں مزید آگے نہ بڑھیں سب لوگوں نے آپ کی کرامت مان لی ہے جو اللہ نے آپ کو انعام فرمائی ہے تب حضرت لُد کی طرف تشریف لاتے زاویہ میں ... ہوکر وہاں ٹھہر گئے تب لوگوں نے آپ کو اسی زاویہ (گوشہ) میں دفن کرنے کا پروگرام بنایا اس جگہ آپ کی وہاں قبر بنائی گئی جہاں آپ دستر خوان بچھا کر دوستوں کی مہمانی فرماتے اور وہاں آپ نے کشکول لٹکا رکھا تھا آپ نے اس مقام پر پہنچ کر حضرت دجانیؒ سے فرمایا ہم نے یہاں کشکول لٹکایا تھا" یہ کشکول والا معاملہ بیت المقدس کی زیارت کرنے سے پہلے بلکہ آپ کی بیماری موت سے چند ہفتے پہلے پیش آیا۔ آپ کا وصال ۱۲۶۳ھ میں ہوا اور لُدگاؤں میں مدفون ہوئے۔ آپ کی قبر زیارات وبرکات کے لیے مشہور ہے آپ کو حضرت شیخ محمود دافعی کبیر طرابلسی سے بیحد محبت تھی یہ دوستی زبان زد خلائق تھی۔ حضرت ابورباح نے اپنے مرثیہ میں بھی اس شعر میں اس دوستی کی طرف اشارہ کیا ہے ے اے حبرؒ! یہ تو فرمائیں کہ ابوالانوار کو آپ کے وصال کے بعد کون انس و محبت عطا کرے گا جب کہ آپ سنی وتوں کے صحن میں دفن ہو چکے ہوں گے ابوالانوار حضرت محمود دافعیؒ کی کنیت ہے۔ حضرت محمد حبر کی اپنی کنیت تو ابوالاحوال ہے حضرت شیخ حسین اس شعر کے بعد ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ جس آدمی کو اس محبت کا علم ہے جو ان دو عظیم المرتبت ہستیوں کے درمیان تھی وہ اس شعر کا صحیح مفہوم سمجھ سکتا ہے۔ حضرت حبرؒ کی وفات کے دو سال سات ماہ اور کچھ دن بعد حضرت محمود دافعی بھی وفات پا گئے۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں اور باقی اولیائے کرام کی برکات سے ہمیں نوازے۔

لہ کاسۂ گدائی جس میں ٹکڑے، آٹا وغیرہ اکٹھا ڈال دیتے ہیں۔

marfat.com

رضی اللہ تعالےٰ عنہا ۔

۲۳۴ حضرت محمد خان نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ مکہ مشرفہ میں مقیم ہو گئے تھے شیخ عبداللہ دہلوی رح کے بڑے خلفاء میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ ان کی شہرتِ ولایت سلطان غازی عبدالمجید خان ترکی مرحوم کی والدہ ماجدہ تک جا پہنچی اور اس خاتون نے حرم مکی میں آپ کے لیے سرائے بنانے کا حکم دیا آپ اسی سرائے میں تشریف لے آئے اور طریقت و ارشاد کی خدمت میں لگ گئے ۔

آپ کے خادم نے آپ کی یہ کرامت بیان کی ہے کہتا ہے میرا ایک نوعمر لڑکا تھا وہ شدید بیمار ہو گیا موت کے کنارے تک جا پہنچا میں رات کے وقت اسے اٹھا کر حضرت کی سرائے میں لے گیا آپ مراقبہ میں تھے میں نے لڑکے کو آپ کے سامنے رکھ دیا اور آپ سے اس کے لیے دعا کی درخواست کی تاکہ اسے شفا نصیب ہو۔ آپ نے اپنی نظر اقدس اس پر ڈالی تو اللہ تعالےٰ نے اسے شفا دے دی ۔

ناجائز محبت ختم ایک اور شخص ذکر کرتا ہے کہ اس نے ایک عورت سے محبت کی اور وہ فحش میں مبتلا ہونے کے قریب پہنچ گیا پھر حضرت سے اس بات کا ذکر کر کے کہنے لگا، میرے اور گناہ کے ارتکاب کے درمیان کوئی فاصلہ نہیں رہ گیا تھا اگر میں گناہ میں مبتلا ہو جاتا تو اللہ کریم کے ہاں یہ بات آپ کے لیے باعثِ عار ہوتی (کیونکہ میں آپ کا مرید تھا اور میری حفاظت آپ کے ذمہ تھی) آپ کو میرا یہ مسئلہ بہت اہم معلوم ہوا آپ نے مجھے فرمایا کہ کہہ دے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ میں نے جواباً عرض کیا سبحان اللہ! یہ تو میں ہمیشہ پڑھتا رہتا ہوں (اب بھی پڑھ لیا تو کیا فائدہ ہوگا) فرمانے لگے میرے کہنے پر ایک دفعہ کہہ تو دو۔ میں نے کہہ دیا پھر کیا تھا یوں محسوس ہوا کہ میرے اور اس عورت کے درمیان سدِ سکندری حائل ہو گئی ہے

marfat.com

اور تین سال تک میری قوتِ شہوت ہی بالکل ختم ہو گئی۔ (رواہ الحاکمی)

۲۳۵۔ حضرت شیخ محمد نجیب بن عبدالفتاح زعبی طرابلسی رحمۃ اللہ علیہ

آپ عظیم المرتبت علماء اور کریم المناقب اولیا کے اکابر و اعاظم میں شامل ہیں۔ آپ علوم عقلیہ و نقلیہ میں فنکارانہ مہارت کے ساتھ ساتھ صاحبِ کرامات بھی تھے۔

سواری کا جانور سیڑھیاں چڑھنے اور اترنے لگا

مجھے آپ کے پوتے سیدی شیخ عبدالفتاح آفندی زعبیؒ (طرابلس شام میں نقیبِ سادات) نے مشاہدہ کرنے والے معتبر لوگوں سے روایت کرتے ہوئے بتایا کہ آپ کا خادم آپ کی سواری لایا اور آپ کے آستانے کے سامنے باندھ دی حضرت بالائی منزل میں تھے آپ نے خادم سے فرمایا سواری میرے پاس لے آ، خادم چلا گیا اور واپس نہ پلٹا کیونکہ وہ سواری کو بالا خانے میں نہیں لا سکتا تھا اور بلند سیڑھیوں پر سواری نہیں جا سکتی تھی جب شیخ نے سمجھا کہ خادم دیر کر رہا ہے تو آپ نے سواری کو کھڑکی سے پکارا اور اسے اوپر آنے کا حکم دیا اس نے رسی کاٹ ڈالی اور سیڑھی چڑھنے لگی حضرت کے کمرے کے دروازے پر جا پہنچی وہاں کھڑی ہو گئی خادم کے آنے تک وہاں سے نہ ہلی خادم آیا تو دیکھ کر حیران ہو گیا کہ اب سواری کو وہاں سے نیچے کیسے اتارے پھر حضرت نے خود اس سواری کے جانور کو حکم دیا وہ اسی طرح واپس اتری جیسے چڑھی تھی۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سی آپ کی کرامات ہیں آپ کی وفات رجب ۱۲۶۶ھ میں ہوئی۔ رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔

۲۳۶۔ حضرت شیخ محمد بدرالدین زعبی طرابلسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ نسب و طریقت میں قادری تھے آپ مجموعۂ خیر علماء اور مجسمۂ بر و نیکی اولیاء

marfat.com

کے فرد وحید ہیں، آپ کے عالم، فاضل، اکابر اولیاء کے ثمرہ اور مثالی سادات کے پھول وپھل ہیں صاحبزادے جناب شیخ عبدالفتاح آفندی زعبیؒ نے بتایا کہ آپ کی لاتعداد کرامات اور خوارقِ عادات ہیں- اور یہ کرامات معبر لوگوں سے مروی ہیں:

بہتا پانی رک گیا

آپ کی یہ کرامت مجھے عبدالفتاح، محمد یوسف ملک، احمد مطرجی اور محمود حلبی جیسے چیدہ منتخب لوگوں نے یوں بتائی کہ ہم سب آپ کے والد ماجد حضرت محمد بدر الدین کے ساتھ نہر کے پل پر شدید گرمی کی ایک رات میں بیٹھے تھے. چاند روشن تھا اور مطلع بالکل صاف تھا نہر کے پانی کے بہنے کی میٹھی آواز مغموم دلوں میں فرحت وسرور پیدا کر رہی تھی ہم نے حضرت کے سامنے آپ کے دادا جان حضرت سیدنا شیخ عبدالفتاح کی وہ کرامت بیان کی کہ آپ کے لیے پہاڑ حرکت میں آگئے، آپ نے یہ سُن کر فرمایا. میرے بچو! میری بھی ایک کرامت ہے جو دادا جان کی کرامت کے قریب قریب ہے اور وہ یہ ہے کہ میں اس پانی کو کہتا ہوں رک جا اور بہنا چھوڑ دے تو یہ حکم خداوندی سے رک جاتا ہے. تینوں حضرات اللہ عظمت والے کی قسم کھا کر کہتے ہیں آپ کے اس ارشاد سے پانی رک گیا اس کی آواز بند ہو گئی پھر حضرت نے پانی کو حکم دیا، اور برکت والے! حکم خداوندی سے چل، پھر پانی پہلے کی طرح چلنے لگ گیا.

ایک اور کرامت یوں ہے کہ آپ نے اپنے کسی شاگرد کی زبان کاٹ دی یہ شاگرد لوگوں کی غیبت کیا کرتا تھا اس کا نام شیخ محی الدین حورانی تھا جب اس نے غیبت سے توبہ کی تو آپ نے زبان پہلے کی طرح واپس لگا دی زبان اپنے مقام پر چمٹ گئی. آپ جمادی الاوّل ۱۲۷۹ھ کو قسطنطنیہ میں واصل بحق ہوئے اور بشکطاش میں حضرت یحیٰی آفندی کے قبرستان میں مدفون ہوئے. رضی اللہ تعالیٰ عنہُ ونفعنا ببرکاتہ.

marfat.com

۲۳۰۔ حضرت محمد بن عبد اللہ بن مصطفےٰ خانی دمشقی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

آپ عمل کرنے والے علماء اور معرفت والے اولیاء کے اکابرین میں شامل ہیں۔ آپ علامۂ بافضل وکمال اور مرشد بے مثال وباکمال شیخ محترم محمد بن محمد خانی رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے والدِ گرامی ہیں۔ آپ نے طریقت کا درس مولانا شیخ خالد نقشبندی سے لیا آپ ان کے اقرب المقربین میں سے تھے۔

شیخ دو جگہ موجود اور گناہ غائب

آپ کا ایک پڑوسی رات کو اپنے گھر میں ایک کنجری لے آیا گھر میں کوئی بھی نہ تھا دیا جلا کر اسے دیا اور خود کچھ کام کرنے بازار گیا۔ واپس پلٹا گھر میں داخل ہوا جس کمرے میں کنجری براجمان تھی اس کی کھڑکیاں تھیں بلور سے اندر دیکھا تو وہاں حضرت شیخ قدس اللہ سرہٗ کو تکیہ پر بیٹھے پایا بید گھبرایا گھر سے نکل کر بھاگ کھڑا ہوا مسجد میں جا پہنچا مگر حضرت تو مسجد میں اپنی جگہ حسبِ عادت تشریف فرما تھے۔ پھر گھر کی طرف پلٹا اب پھر دیکھا تو حضرت گھر میں بعینہٖ اسی تکیہ پر تشریف فرما ہیں، تین دفعہ اسی طرح ہوا۔ اب وہ مسجد میں آیا اور حضرت قدس اللہ سرہٗ کے ہاتھ چوم لیے دل میں توبہ نے ڈیرا ڈال دیا تھا یہ خالص توبہ تھی اب وہ واپس گھر نہ گیا جب کنجری نے سمجھا بہت دیر ہو گئی ہے تو وہ چلی گئی۔ عشاء کے بعد واپس آیا تو گھر کو خالی پایا رات شکرِ خدا میں استغفار پڑھتے گزاری صبح ہو گئی پھر کبھی اس نے ایسی حرکت نہیں کی۔

ولی نے جہنم سے بچایا اور محبّت عطا کی

محمد رشید پاشا المعروف کز لک پاشا مرحوم والئ بغداد چھاؤنی نمبر پانچ کے قائد بن کر شام آئے ان کی تربیت یورپ کے علاقہ میں ہوئی تھی مغربی معاشرہ کی محبت ان کے دل میں رچ بس گئی تھی اور اسلام کی طرف سے دل میں

marfat.com

کراہت و ناپسندیدگی تھی ایک دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ وہ بکری منڈی میں حج کے دن فوج کے لیے قربانیاں خریدنے آئے یہ منڈی حضرت قدس سرہٗ کی مسجد کے قریب تھی جب خرید و فروخت سے فارغ ہوتے تو مسجد میں ہاتھ دھونے آگئے کیونکہ بکریوں اور بھیڑوں کی صوف کو چھونے کے اثرات وہ زائل کرنا چاہتے تھے جب پانی کے حوض کے قریب پہنچے تو حضرت کو وہاں وضو کرتے ہوتے پایا انہیں جی کہہ رہا تھا کہ حضرت کے ہاتھ چومے جائیں انہوں نے اپنے دل سے کہا ایک مسلمان کے ہاتھ کیوں چومے جائیں میں تو انہیں ساری کائنات سے مبغوض سمجھتا ہوں کیونکہ مسلمان ہیں مگر دل نہ مانا پاشا صاحب آگے بڑھے اور حضرت کا ہاتھ چوم لیا حضرت نے صرف یہ کیا کہ اپنا ہاتھ تحیہ و احترام کے لیے ان کے سینے پر رکھ دیا اور پھر ان کی طرف سے توجہ موڑ کر وضو شروع فرمایا یہ صاحب واپس تو چل دیئے مگر دل حضرت کی خدمت میں ہی رہ گیا واپس جا کر مذکورہ چھاؤنی کے مشیر محمد ناتی پاشا کو بطورِ تعجب اپنے جی کی بات بتائی مشیر نے کہا جناب کیا کہتے ہیں یہ تو حضرت شیخ محمد خانی ہیں جو ولی خدا ہیں انہی کی میں زیارت کرتا تھا تو آپ مجھے ملامت کیا کرتے تھے پاشا صاحب بولے ایسے ہی عزیز و محترم لوگوں پر اسلام کو فخر ہے اب تو میں ان کی برکت سے دینِ اسلام کی صحت کا قائل ہو گیا ہوں اور اب مجھے مسلمانوں سے محبت پیدا ہو گئی ہے ان کے دستِ اقدس کے طفیل اللہ کریم نے مجھے جہنم سے بچا لیا ہے پھر پاشا صاحب اکثر حضرت کی زیارت کے لیے جایا کرتے اور جہنم سے بچانے کی نعمت اور رشد و ہدایت کی کرم نوازی و احسان پر ان کا شکریہ ادا کرتے ، وفات تک دار السلطنت اور دیگر جگہوں کی اعلیٰ محفلوں میں پاشا صاحب آپ کا ذکرِ خیر کرتے رہتے تھے ۔

تعویذ نے طبیبوں کو مات دیدی

ایک اور کرامت آپ کے پوتے شیخ عبدالمجید خانی نے بیان کی اور میں نے

marfat.com

بھی اس کا مشاہدہ کیا خانی فرماتے ہیں میرے سب سے بڑے چچا شیخ احمد کو مثانے میں پتھری کی وجہ سے تکلیف تھی، قضائے حاجت کے وقت تو شدتِ الم سے وہ بیقرار ہو جاتے کئی دفعہ کئی کئی دن بیمار رہتے تھے۔ اطبا تھک گئے مگر کوئی فائدہ نہ ہوا حضرت نے انہیں تعویذ لکھ کر دیا اور ارشاد فرمایا کہ اسے برتن میں پانی میں ڈال دیں اور پانی پیا کریں زیادہ وقت نہیں گزرا تھا کہ سنگریزہ قوت کے ساتھ پیشاب میں باہر نکل آیا اور جب طشتری میں گرا تو دو ٹکڑے ہو گیا اور الحمد للہ اس کے بعد چچا جان آج تک بخیر و عافیت سے ہیں۔

مرید کے احوال کی نگرانی

شیخ عبدالمجید حضرت کے کشف کے متعلق ذکر کرتے ہیں کہ مجھے محترم المقام والد ماجد نے بتایا کہ کسی معاملے کے وقوع سے حضرت اس کی خبر دے دیتے تھے، پھر وہ واقعہ اسی طرح سامنے آتا جس طرح آپ نے اس کی خبر دے دی ہوتی تھی۔ سب معاملات میں آپ کی رائے ایسے ہی ہوتی تھی۔ مریدوں کے دلوں پر مطلع ہونے کے لیے تو گویا وہ صاف و شفاف آئینہ تھے جس میں ادنیٰ سے لے کر اعلیٰ تک سب خیالات کی عکاسی ہوتی تھی۔ آپ کسی مرید سے اس کے احوال نہیں پوچھا کرتے تھے بلکہ مرید کے اطوار و احوال کی خود مرید کو خبر دیتے اور اس کے سلوک کے مراتب کی خود نگرانی فرماتے ہوئے کچھ کام کرنے اور کچھ سے باز رہنے کی ہدایات فرماتے۔

جب بھید بھید نہ رہا

مزید فرماتے ہیں کہ مجھے آپ کے ایک مرید نے بتایا کہ میں آپ کے آستانہ عالیہ کی زیارت اور ایک زیادتی و ظلم کی شکایت کے لیے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا وہاں ملکِ شام کا وزیر بیٹھا تھا لہٰذا میں آپ تک نہ پہنچ سکا تھوڑی دیر بعد وزیر چل پڑا اور حضرت اسے الوداع کہنے کے لیے اُٹھے، اس جانے والے شخص کے دل میں خیال گزرا

marfat.com

کہ حضرت حکام کا احترام کرتے ہیں آپ نے فوراً اس کی طرف توجہ دی اور فرمایا یہ سب کچھ تمہارے لیے کرتا ہوں یہ شخص بہت شرمندہ ہوا آپ کی وفات ۱۲۹۰ھ میں دمشق میں ہوئی اور حضرت مولانا خالد نقشبندی کے مزار انور کے احاطہ میں دفن ہوتے یہ سب واقعات میں نے آپ کے پوتے شیخ عبدالمجید کی کتاب "الحدایق الوردیہ" سے نقل کیے ہیں۔

۲۳۹۔ حضرت شیخ محمد فاسی شاذلی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ

آپ امیر عبدالقادر جزائری کے شیخ ہیں انہوں نے حضرت سے ۱۲۸۴ھ میں طریق شاذلی کے مطابق استفادہ کیا ان دنوں میں بھی جامع ازہر شریف میں مقیم تھا حضرت مصر تشریف لائے تو لوگ، علماء اور طلبا آپ کی خدمت میں فیض حاصل کرنے اور سلام پیش کرنے کے لیے دوڑ پڑے، میں نے بھی آپ کے ہاتھ چومنے اور طریقت حاصل کرنے کی کوشش کی اور یہ برکت پائی۔ اسی بھرپور مجلس میں میں نے حضرت کی زبانی یہ بات سنی کہ آپ نے اپنی دادی محترمہ کائنات بھر کی خواتین کی سیدہ سیدہ فاطمہ طیبہ طاہرہ علیہا السلام کو عالم بیداری میں حضور سید کل صلے اللہ علیہ وسلم کے حجرہ اقدس میں دیکھا اور آپ کی زیارت کا شرف پایا یہ آپ کے علو مقام پر حال واضح ترین کرامت اور ظاہر ترین آیت ہے۔ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

بیس سال سے منتظر تھا

امیر سید عبدالقادر جزائری نے اپنی کتاب "المواقف" میں لکھا ہے کہ جب وہ عبدالقادر حجاز مقدس میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا "میں بیس سال سے آپ کے انتظار میں ہوں" پھر انھیں طریق شاذلی عطا فرمایا مختصر سی مدت میں اللہ کریم نے پھر ان کے لیے لاتعداد فتوح کے دروازے کھول دیئے، حضور علیہ السلام نے انہیں عالم بیداری میں شرف

marfat.com

دیدار بخشا۔ امیر عبدالقادرؒ نے قصیدہ رائیہ میں حضرت کی بڑے بلیغ اور طویل انداز میں مدح کی یہ قصیدہ بھی ان کی کتاب "المواقف" میں موجود ہے۔ حضرت شیخ محمد فاسی مکہ مکرمہ میں فوت ہو کر وہیں دفن ہوئے مجھے تاریخ وفات یاد نہیں ہے۔

۲۳۹ **حضرت شیخ محمد خراسانی رحمۃ اللہ علیہ** آپ حیفا کے علاقہ کے گاؤں طیرہ میں قیام فرماتھے۔ بڑے باصلاحیت اور صاحبِ اعتقاد انسان تھے۔ آپ کو اللہ کریم نے کرامات اور خوارق عادات عطا فرما رکھی تھیں۔ بڑے معتبر لوگوں نے آپ کی یہ کرامت بیان کی ہے کہ آپ طیرہ گاؤں میں ایک عورت سے شادی شدہ تھے اسے طلاق دے کر آپ وہاں سے چلے گئے۔ اس خاتون سے شیخ ابراہیم سعدی نے شادی کر لی یہ حضرت جنین علاقہ کے گاؤں زرعین میں مدفون ہیں یہ بھی ولی خدا تھے جب اس خاتون سے دخول کا ارادہ کیا تو اسے حیض آ گیا سعدی اس سے الگ ہو گئے حالتِ حیض میں قرب شرعاً ممنوع تھا، جب ایام حیض گزر گئے اور وہ پاک ہو گئی تو آپ نے پھر قریب ہونا چاہا پھر خون جاری ہو گیا اور آپ الگ ہو گئے، جب بھی وہ پاک ہوتی اور آپ قرب چاہتے تو یہی حالت طاری ہو جاتی آپ اس کے بالکل قریب نہ جا سکے اب انہیں پتہ چلا کہ یہ ان کے پہلے خاوند حضرت شیخ محمد خراسانی کی کرامت ہے، ایک مدت کے بعد حضرت محمد خراسانی سفر سے پلٹے اور مذکورہ بیوی سے رجوع فرمایا اس کے ساتھ زندگی گزاری اور بعد میں پھر سفر کیا اور مکہ مکرمہ میں میری اطلاع کے مطابق تیرہ سو ہجری کے بعد وصال ہوا۔

۲۴۰ **حضرت شیخ الحاج محمد قاقا افغانی رحمۃ اللہ علیہ** آپ بیروت میں مقیم تھے تبرکات اور چھوٹی چھوٹی چیزیں بیچا کرتے لوگوں میں آپ کی کرامات کا شہرہ حد تواتر تک پھیلا ہوا ہے آپ اس بات کے اہل بھی تھے کیونکہ آپ کی زندگی سنتِ محمدیؐ کا نمونہ اور کامل استقامت

کی تصویر تھی۔ آپ صالح، عابد، تقی، نقی، متواضع اور سراپا علم تھے۔ طاعات اور نماز جماعت ان کا شعار تھا۔ صدقہ بالکل نہیں لیتے تھے میں نے آپ کو بیروت کے بازار میں ۱۳۹۰ھ میں سامنے پڑا ہوا تھوڑا سا خوردہ (چھوٹا چھوٹا سامان) بیچتے دیکھا تھا مجھے بتایا گیا تھا کہ اس مختصر سے سامان کو بیچ کر اسی کے منافع سے غریبوں اور فقیروں کو بڑے بڑے تحفے اور خرچ عطا فرماتے ہیں اور دیگر ضروریات بھی لوگوں کی پوری کرتے ہیں جو بھی آپ کے بس میں ہوتی ہیں۔ میں نے بیروت میں لوگوں کو دیکھا کہ وہ آپ کی ولایت، محبت اور برکات پر متفق ہیں اور آپ کی لاتعداد کرامات بھی بیان کرتے ہیں۔

پولیس افسر کو سبق مل گیا

بیروت میں پولیس کے سب سے بڑے افسر نے آپ کے خوردہ والے تھیلے کو پاؤں سے ٹھوکر ماری اور چلا گیا حکومت کے دفاتر میں ابھی اپنی جگہ پر نہیں پہنچا تھا کہ اس پر فالج کا حملہ ہوا اور وہ بیمار پڑ گیا۔ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تاریخ وفات کا مجھے صحیح طور پر پتہ نہیں چل سکا آپ کی برکات سے اللہ کریم ہمیں متمتع فرمائے آمین۔

۲۴۱۔ حضرت شیخ محمد قاوقجی طرابلسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ امام، علامہ، مرشدِ کامل، جامع الفضائل، مایۂ نازِ علماء اور باکرم و شرفِ اولیاء کے فردِ وحید ہیں۔ اس دور میں ولایت و معرفت میں عالمِ اسلام میں بالعموم اور مصر و شام میں بالخصوص آپ کی دھوم پڑی ہوئی ہے۔ آپ سید ہیں اور عترتِ نبوی میں شامل ہیں اور ولیٔ کامل و شہیر سیدی عبدالسلام بن مشیش کی اولادِ پاک سے ہیں، یہ القاب و شجرہ آپ کی کتاب "اللؤلؤ المرصوع فیما قیل لا اصل لہٗ او باصلہ موضوع" کے آغاز میں آپ کے عالم و فاضل صاحبزادے سید محمد کمال الدینؒ نے نقل کیے ہیں وہاں انہوں نے آپ کی [illegible] تالیفات کا ذکر بھی کیا ہے وہ فرماتے ہیں آپ نے تقریباً دو

marfat.com

سو بڑی چھوٹی، مطبوع اور غیر مطبوع کتابیں لکھی ہیں یہ بھی بیان کیا ہے کہ آپ کی کرامات پر مشتمل وہ ایک مستقل کتاب لکھیں گے۔

پھر آنکھ ٹھیک ہو گئی مجھے آپ کی ایک کرامت شیخ ثقہ حضرت عرفات مصری نے بتائی ہے عرفاتؒ مصنورہ کے رہنے والے تھے مگر اب بیروت میں رہتے ہیں آپ حافظِ قرآن تھے اور راتوں کو جاگ کر تلاوت قرآن میں مصروف رہتے ہیں کرامت یوں بیان کی ہے حضرت شیخ محمد قاوقجی اپنے مریدوں کو ملنے ہمارے شہر مصنورہ تشریف لائے، مصنورہ میں آپ کے مریدوں کی بڑی کثرت تھی بہت بڑا مجمع لگ گیا اور حسبِ عادت آپ کی تشریف آوری پر مرید بہت خوش تھے میں بھی آپ کی محفل میں حاضری سے مشرف ہوا میرا ماموں زاد بھائی محمد عزام بھی آپ کے ساتھ تھا اس کی آنکھ میں شدید درد تھا چار ماہ سے علاج کر کر کے طبیب عاجز آ چکے تھے اور بالکل آرام نہیں آ رہا تھا۔ جب ہم نے شیخ سے وداع ہو کر آپ کی مجلس سے اٹھنا چاہا تو میرے مذکورہ ماموں زاد بھائی نے حضرت کا ہاتھ پکڑ کر چوما اور اسے آنکھ پر رکھ کر اوپر نیچے پھیرا تاکہ آپ کی برکت سے شفا حاصل ہو پھر ہم واپس پلٹے رات کا وقت تھا۔ صبح ہوئی تو ہم نے اس کی آنکھ کو دیکھا وہ بالکل ٹھیک ہو چکی تھی اور مرض کا نام و نشان بھی نہ تھا ہم پہلے ہی حضرت کے معتقد تو تھے ہی، اب اعتقاد میں اور اضافہ ہو گیا اور ہمیں تحقیق ہو گئی کہ یہ آپ کی کرامت ہے۔ یہ واقعہ ۱۳۰۵ھ میں پیش آیا اسی سال آپ حج کے لیے مکہ مشرفہ تشریف لے گئے اور وہاں آپ کا وصال ہوا[1]

۲۴۳۔ حضرت شیخ محمد لبواب مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ کا قیام یافا میں ہے

[1] یعنی پہنچی وہیں یہ خاک جہاں کا خمیرہ تھا۔ مترجم

marfat.com

آپ کو ٹلے بجا کرتے تھے مجھے ان کی شان ایک دوست نے بتائی اور کہا کہ آپ صاحب کرامت ولی حق ہیں، میں جب ۱۳۰۷ھ کے ماہ ذی قعدہ میں یافا سے گزرا تو ان کی دکان پر بھی گیا تاکہ ان کی زیارت کرسکوں مگر وہ موجود نہ تھے۔ میں پھر وہاں سے اپنے ایک دوست کے ساتھ ایک ولی کی زیارت کے لیے چل دیا میں ان کا نام بھول گیا ہوں غالباً اصلان نام تھا اور یافا میں مدفون تھے میں عموماً ان کے مزار پر حضور علیہ السلام سے منقول و ماثور یہ دعا پڑھا کرتا تھا۔

اَللّٰھُمَّ فَارِجَ الْھَمِّ کَاشِفَ الْغَمِّ مُجِیْبَ دَعْوَۃِ الْمُضْطَرِّیْنَ رَحْمٰنَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَرَحِیْمَھُمَا اَنْتَ تَرْحَمُنِیْ فَارْحَمْنِیْ رَحْمَۃً تُغْنِیْنِیْ بِھَا عَنْ رَحْمَۃِ مَنْ سِوَاکَ:۔

اے اللہ! غم و اندوہ کو دور فرما دینے والے مجبور و مضطر لوگوں کی دعاؤں کو شرف قبولیت بخشنے والے۔ دینا و آخرت کے رحیم و رحمان۔ تو ہی تو مجھ پر رحم کرنے والا ہے ایسے رحم سے مجھے نواز دے کہ دوسرے لوگوں کی مہربانیوں کی مجھے ضرورت ہی نہ رہے۔

میں مزار کی زیارت کرنے کے بعد حضرت محمد لواب کی دکان کی طرف سے گزرا ابھی میں دکان سے دور تھا کہ آپ کی نگاہ مجھ پر پڑی اس سے پہلے کوئی جان پہچان تھی آپ استقبال کے لیے آگے بڑھے اور انہیں آتا دیکھ کر میں بھی پہچان گیا کہ وہ حضرت محمد لواب ہی ہیں۔ میں نے ان کا ہاتھ چومنا چاہا تو انہوں نے ایسا نہ کرنے دیا ہاتھ اوپر اٹھالیے اور وہی دعا مانگنے لگ گئے جو میں قبر پر مانگ کر آیا تھا الفاظ یوں ادا کئے۔ اَللّٰھُمَّ فَارِجَ الْھَمِّ کَاشِفَ الْغَمِّ آگے یوں الفاظ کہے اَنْتَ تَرْحَمُنَا فَارْحَمْنَا رَحْمَۃً تُغْنِیْنَا بِھَا عَنْ رَحْمَۃِ مَنْ سِوَاکَ۔ یعنی واحد کے لفظ نی کا لفظ جو اصل حدیث میں تین دفعہ آیا تھا، کو جمع کے لفظ نا میں تبدیل کر دیا۔

marfat.com

(دوسرے لفظوں میں یوں سمجھیں کہ حضرت نے مصنف کو بھی دعا میں اپنے ساتھ شامل کر لیا)، اور کئی دفعہ اس دعا کو دہراتے رہے۔ میں سمجھ گیا کہ کشف سے آپ نے سب کچھ معلوم کر لیا ہے یہ کرامت ہے۔ کسی تعارف کرانے والے کے بغیر مجھے پہچان لینا آپ کی دوسری کرامت ہے اس کے بعد میں نے ان کے متعلق پھر پوچھا تو پتہ چلا کہ وہ وفات فرما گئے ہیں۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ ورضی عنہ۔ آپ کی برکات سے اللہ تعالیٰ ہمیں نوازے۔

۲۴۳۔ **حضرت شیخ محمد علی قبیسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ** آپ بیروت میں ایک صاحب حال بزرگ تھے میں نے انہیں مجذوبوں کے لباس میں بازاروں میں آتے جاتے دیکھا سوائے ضرورت کے وہ کسی سے بات نہیں کرتے تھے انہیں کئی دفعہ سننے والے ایک شخص نے مجھے بتایا کہ آپ رات کو خالی جگہ میں بیٹھ جاتے ہیں اللہ کو پکارتے ہیں خشوع و خضوع اور عاجزی و ذلت کی تصویر بن جاتے ہیں اللہ کریم سے یوں عرض کرتے ہیں: مولا کریم! یہ حال کب تک رہے گا؟ اللہ کریم سے پھر کشائش طلب کرتے ہیں جب انہیں محسوس ہوتا ہے کہ کسی نے انہیں دیکھ لیا ہے تو اس کیفیت کو چھوڑ دیتے ہیں اور اپنے متعلق اصلاح و ولایت کا ہرگز اظہار نہیں ہونے دیتے۔ ان سے کئی کرامات صدور پذیر ہو چکی ہیں۔ مگر ان کے اظہار میں ان کے اختیار کو کوئی دخل نہیں ہوتا ایسی کرامات بھی سوائے ضرورت کے وہ ظاہر نہیں ہونے دیتے۔ ایسا ہی ایک واقعہ بحری جہاز کے کپتان کے ساتھ آپ کی طرف سے ظہور پذیر ہوا رات کی آٹھویں ساعت میں بیروت کے ایک قہوہ خانے میں آپ اس سے ملے اسے کچھ نقدی عطا فرمائی تا کہ وہ روٹی خرید لائے وہ رقم لے کر تنور پر گیا مگر روٹی نہ ملی واپس آ کر کہنے لگا روٹی نہیں ملی ہے آپ نے اسے فرمایا آپ کی آستین میں ہے۔ مجھے دے دو اب درہموں کی مجھے ضرورت نہیں ہے یہ رقم واپس نہیں لوں گا، وہ کپتان گھر سے کچھ روٹی اور سالن لایا تھا جسے عموماً

marfat.com

اونٹ کا واقعہ میں نے بہت سے لوگوں سے حضرت شیخ محمد راشدؒ کی بہت سی کرامات سُنی ہیں آپ نے خود بھی کئی ایسی باتیں بتائی ہیں جن سے مذکورہ بالا لوگوں کی تائید ہوتی ہے آپ کی حالت بھی ان باتوں اور کرامات کے سچا ہونے کی دلیل ہے کیونکہ آپ سلیم القلب اور طاعات وصلوٰت کے پابند انسان ہیں۔ مجھے لاتعداد لوگوں نے بتایا کہ آپ کا محلہ میدان شہر دمشق میں ایک چھوٹا سا مکان ہے آپ کے پاس کام کاج کے لیے ایک اونٹ تھا اس کی مزدوری سے گزران ہوتی تھی اس چھوٹے سے مکان کے علاوہ اونٹ کے لیے بھی کوئی جگہ اور ٹھکانہ نہیں تھا مکان کا دروازہ اتنا چھوٹا تھا کہ اس سے گدھا بھی اندر نہیں جا سکتا تھا اونٹ تو بہت دور کی بات ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

اور میرا سیمابی وجود آپ کا قرب پا کر بستگی اور قرار پا لے گا۔

۷۔ (آپ کا قرب پا کر) میں آسمان سے کہہ دوں گا کہ ذرا میری عظمت و مقام کو دیکھ لے میرا آغاز بھی دیکھا تھا (کہ میں سیالکوٹ میں پیدا ہوا تھا)

اب میرا انجام بھی دیکھ (کہ میں قربِ مصطفٰے علیہ التحیۃ والثناء میں محوِ نظارہ ہوں۔

پھر اقبالؒ کو محبوب علیہ السلام نے مسجد شاہی میں جگہ عطا فرما دی۔

جب یہ فقیر پر تقصیر مترجم کتاب سرکار کی خدمت میں حاضر ہوا تو ...... مگر ..... چند دنوں کے بعد سنا کہ حضرت مولانا ضیاء الدین نور اللہ مرقدہ خلیفہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد مائۃ حاضرہ مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہما مدینہ طیبہ میں وصال فرما گئے ہیں اور خلیفہ مظلوم سیدی عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہُ کے قدموں میں جگہ ملی ہے جہاں سے گنبد خضرا کے جلوے ہر وقت دکھائی دیتے ہیں۔ تو دل نے چاہا کاش ...... عشق و محبت نے کس کس انداز سے عظمائے اُمت میں اظہار پایا یہ طویل داستان ہے یہی کافی ہے۔ مترجم)

marfat.com

ڈوبے دل کی گہرائیوں سے نکلے ان اشعار پر غور فرمائیں مثنوی اسرار و رموز میں ارشاد ہوتا ہے۔

۱۔ اوداایں تمنا در دلم خوابیدہ ماند	در صدف مثل گہر پوشیدہ ماند
۲۔ اے زیادِ غیر تو جانم تہی	بر لبش آرم اگر فرمان دہی
۳۔ ہست شانِ رحمت گیتی نواز	آرزو دارم کہ میرم در حجاز
۴۔ از درت خیزد اگر اجزائے من	وائے امروزم خوشا فردائے من
۵۔ کوکبم را دیدۂ بیدار بخش	مرقدے در سایۂ دیوار بخش
۶۔ تا بیاساید دل بیتاب من	بستگی پیدا کند سیماب من
۷۔ با فلک گویم کہ آرامم نگر	دیدۂ آغازم و انجامم نگر

ترجمہ :

۱۔ یہ خواہش میرے دل میں سوئی ہوئی تھی اور دل کے سیپ میں یوں مخفی تھی جیسے سیپ میں گوہر پوشیدہ ہوتا ہے۔

۲۔ یارسول اللہ! آپ کی یاد سے ہی میرا دل معمور ہے آپ کے غیر کی یاد سے میرا دل خالی ہے اگر اجازت مرحمت ہو تو اس تمنا کو زبان پر لاؤں۔

۳۔ آپ کی شانِ رحمت نے تو دنیا کو نوازا ہے (اگر میری خواہش و تمنا بھی بر آئے تو آپ کے لیے تو بندہ پروری کی ایک ادا ہو گی۔) تمنا ہے کہ میری موت حجازِ مقدس میں ہو۔

۴۔ کل قیامت کو آپ کے درِ اقدس سے میرے جسم کے اجزاء زندہ ہو کر اٹھیں تو آج کے مقابلے میں پھر میرا کل (روزِ محشر) کتنا بہتر و ذی شان ہو گا۔

۵۔ میرے ستارے کو آقا! بیدار نگاہ عطا فرما دیجیے۔ (اور نگاہ بیدار چونکہ آپ کے قرب سے ملتی ہے لہٰذا) اپنی دیوارِ اقدس کے سایہ میں مجھے مزار عطا فرمائیے۔

۶۔ آپ کے قرب میں اگر میرے بیتاب دوری کے مارے دل کو سکون مل جائے گا۔

(بقیہ ترجمہ اگلے صفحہ پر)

marfat.com

نہ جائیں گے نیت سفر تبدیل کر کے مسجد نبوی میں سو رہے تھے اور قافلہ تیاری میں مصروف تھا کہ خواب میں جمالِ جہاں آرا کی زیارت ہوئی حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا اٹھو اور شام اپنے بال بچے کی دیکھ بھال کے لیے جاؤ ان کا تمہارے بغیر اور کوئی کفیل نہیں ہے (آپ کے چھوٹے چھوٹے بچے اور بچیاں تھیں) آپ کی نیت یہی تھی کہ سفر نہ کروں کیونکہ قربِ نبوی کی محبت اور آپ کے پڑوس میں قیام عزیز تھا دوبارہ پھر زیارت ہو گئی حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے پھر شدید تاکید فرمائی کہ سفر کے بغیر چارۂ کار نہیں، آپ نے سرکار نبوی میں معذرت پیش کی مگر آپ کی معذرت قبول نہ ہوئی۔ آپ قافلہ کے ساتھ ہو لیے اور شام پہنچ گئے۔

حضور علیہ السلام نے خلعتیں اور زیورات عطا فرمائے

آپ نے خود یہ بھی بتایا اور یہ سچ ہے اس لیے کہ آپ سراپا خیر صالحین میں سے ہیں اور عادۃً ایسے حضرات کو کاذب نہیں کہا جا سکتا۔ واقعہ یوں ہے کہ آپ کی بیوی دمشق شام کے کسی امیر کی شادی میں شریک ہوئیں وہاں عورتوں کو زیورات اور اعلیٰ لباس میں ملبوس دیکھا تو اپنے فقر کی وجہ سے کبیدہ خاطر ہوتیں کیونکہ ان کا لباس پھٹا پرانا تھا اور زیور نام کی کوئی چیز ان کے جسم پر نہ تھی وہ جب گھر آئیں تو بحد پراگندہ خاطر تھیں آپ نے بیوی سے اس پراگندگی کی وجہ پوچھی تو انہوں نے ساری بات بتا دی، آپ جب اس رات سوئے تو حضور علیہ السلام نے آپ کو شرفِ دیدار بخشا۔ آپ کے پاس زیورات نفیس نفیس جواہرات، اور انوکھے اور نرالے لباس تھے جنہیں دیکھ کر آنکھیں حیران و مدہوش رہ جاتی تھیں کیونکہ دنیا میں تو اس کی مثال نہ تھی حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ سب تمہاری بیوی کے لیے لایا ہوں اسے شکستہ دل نہیں ہونا چاہیے یہ سب آخرت میں اس کا مقسوم ہے کیونکہ دنیا میں وہ ان زیورات اور لباس کے ان قیمتی سوٹوں سے لطف اندوز

marfat.com

حضرت ابو راشد جب اونٹ کو مکان میں داخل کرنا چاہتے تو اپنا ہاتھ اس کی گردن پر رکھ کر اسے نیچے کھینچ لیتے اور اس طرح اونٹ کا سر دروازے کے اندر چلا ہوتا اور پھر سارے کا سارا اونٹ فوراً مکان کے اندر پہنچ جاتا۔ یہ معاملہ لاتعداد دفعہ اسی طرح ہوتا رہا۔ یہ بات علمائے عاملین اور اتقیائے صالحین کے قائد حضرت شیخ عبدالغنی میدانی تک جا پہنچی۔ وہ حضرت ابو راشد سے بیحد محبت کرتے تھے آپ کے محسن بھی تھے اور آپ کی ولایت کے معترف و معتقد بھی، وہ نہیں چاہتے تھے کہ ان کی کرامت یوں شہرت پائے لہٰذا انھوں نے آپ کو ملامت کی کہ جمہور الناس کے سامنے بار بار اونٹ کو مکان میں داخل اور خارج کیوں کیا گیا (یہ تو شہرت طلبی ہے جو اولیائے ربانی کی شان کے خلاف ہے) حضرت ابو راشدؒ نے جواب دیا میں ایک مسکین آدمی ہوں بال بچہ ہے جن کے اخراجات کے لیے کمائی کی ضرورت ہے اور اس اونٹ کے بغیر میرا کوئی اور کام بھی نہیں ہے اور اس چھوٹے سے مکان کے علاوہ میرا کوئی اور مکان بھی نہیں ہے اب میں اسی مکان میں اونٹ کو داخل و خارج کرنے کے بغیر اور کیا کر سکتا ہوں مضطرو مجبور ہوں۔ حضرت عبدالغنی نے یہ معذرت قبول کر لی اور اہلِ خیر سے مال جمع کر کے انہیں کھلا سا گھر بنا دیا اور بڑا سا دروازہ بھی لگا دیا اب اونٹ حسبِ عادت اس سے آ جا سکتا تھا اور یوں معاملہ چلتا رہا۔ میں (علامہ نبہانیؒ) نے یہ واقعہ جب حضرت شیخ ابو راشدؒ سے پوچھا تو انھوں نے اس کے صحیح ہونے کی خود بھی تصدیق کر دی۔

حکمِ نبویؐ اٹھو شام جاؤ

انہوں نے مجھے خود بتایا کہ جب مکہ مکرمہ سے وہ شامی قافلے کے ساتھ حضور علیہ السلام کے شہر اقدس میں گئے اور روضۂ انور کے مکین علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہوئے تو ارادہ کر لیا کہ مدینہ طیبہ میں ہی رہیں گے پختہ ارادہ تھا کہ اب شامی قافلہ کے ساتھ واپس

marfat.com

اکابرین میں شامل ہیں اور علم و معرفت کا عظیم ظرف ہیں، آپ کی لاتعداد کرامات اور ان گنت خارقِ عادات ہیں، سب سے بڑی کرامت تو یہ ہے کہ آپ عالمِ بیداری میں سرکارِ رسالتِ مدار علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہوتے ہیں آپ کا ظاہری حال اس بات کے سچا ہونے پر دال ہے کیونکہ اس سچے دعوٰے کے بعد آپ کے سینے سے علوم شرعیہ اور معارف الٰہیہ کے چشمے پھوٹ پڑے ہیں، کھلی محفلوں میں ان علوم کو اپنے درسوں میں آپ نے بتایا ہے بڑے بڑے علما کی محافل میں جائیں ان علوم سے پاکیزگی پا چکی ہیں، خواص و عوام نے آپ کی ولایت کبرٰی کی صحت کو تسلیم کیا ہے ہاں اس مقام تک نہ پہنچنے والے حاسدوں کی بات الگ ہے ان کی تو عادت ہی ہر دور میں اولیائے عالی مقام پر اعتراض کرنا ہے میں داامام نبہانی، آپ کی تصدیق کرتا ہوں اور آپ کی ولایت پر یقین رکھتا ہوں۔ اللہ سے سوال ہے کہ مجھے ان کی برکتوں سے محروم نہ فرمائے۔ آپ ابھی بھر پور جوانی سے سرشار ہیں عمر شریف تیس سال یا کچھ زائد ہو گی مجھے یہ باتیں ان کے چچازاد بھائی علامہ سیّد شیخ محمد جعفر کتانی فاسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتائیں۔ آپ ۱۳۲۱ھ کے حج سے تشریف لا رہے تھے تو مہربانی فرماتے ہوئے اپنے بچوں اور شاگردوں سمیت میرے گھر تشریف لے آئے مجھ سے علوم و فنون کی اجازتِ سند چاہی میں نے آپ کو اور آپ کے سب ساتھیوں کو اجازت دے دی اور حضرت نے مجھے اجازتِ سند مرحمت فرمائی۔ سب کی برکات سے میں متمتع ہوا۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ ان کے چچازاد بھائی حضرت ابوالفیض محمد مذکور نے بھی اس سال حج کا سفر کیا مگر واپس بیروت کا راستہ اختیار کرنے کی بجائے سیدھے فاس چلے گئے مجھے یہ سن کر بہت افسوس ہوا کیونکہ ان کی زیارت نہ ہو سکی ان کی زیارت تو بہت بڑی نعمت تھی میں اللہ کریم سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے مستقبل قریب میں ان کی زیارت سے نوازیں۔ کیونکہ مولا کریم ہی تو ولی

marfat.com

حضرت ابوراشد جب اونٹ کو مکان میں داخل کرنا چاہتے تو اپنا ہاتھ اس کی گردن پر رکھ کر اسے نیچے کھینچ لیتے اور اس طرح اونٹ کا سر دروازے کے اندر ہو جاتا اور پھر سارے کا سارا اونٹ فوراً مکان کے اندر پہنچ جاتا۔ یہ معاملہ لاتعداد دفعہ اسی طرح ہوتا رہا۔ یہ بات علمائے عاملین اور اتقیائے صالحین کے قائد حضرت شیخ عبدالغنی میدانی تک جا پہنچی۔ وہ حضرت ابوراشد سے بحد محبت کرتے تھے آپ کے محسن بھی تھے اور آپ کی ولایت کے معترف و معتقد بھی، وہ نہیں چاہتے تھے کہ ان کی کرامت یوں شہرت پائے لہٰذا انھوں نے آپ کو ملامت کی کہ جمہور الناس کے سامنے بار بار اونٹ کو مکان میں داخل اور خارج کیوں کیا گیا (یہ تو شہرت طلبی ہے جو اولیائے ربانی کی شان کے خلاف ہے) حضرت ابوراشدؒ نے جواب دیا میں ایک مسکین آدمی ہوں بال بچہ ہے جن کے اخراجات کے لیے کمائی کی ضرورت ہے اور اس اونٹ کے بغیر میرا کوئی اور کام بھی نہیں ہے اور اس چھوٹے سے مکان کے علاوہ میرا کوئی اور مکان بھی نہیں ہے اب میں اسی مکان میں اونٹ کو داخل و خارج کرنے کے بغیر اور کیا کر سکتا ہوں مضطر و مجبور ہوں۔ حضرت عبدالغنی نے یہ معذرت قبول کر لی اور اہلِ خیر سے مال جمع کر کے انہیں کھلا سا گھر بنا دیا اور بڑا سا دروازہ بھی لگا دیا اب اونٹ حسبِ عادت اس سے آ جا سکتا تھا اور یوں معاملہ چلتا رہا۔ میں (علامہ نبہانیؒ) نے یہ واقعہ جب حضرت شیخ ابوراشدؒ سے پوچھا تو انھوں نے اس کے صحیح ہونے کی خود بھی تصدیق کر دی۔

حکمِ نبویؐ اٹھو شام جاؤ

انھوں نے مجھے خود بتایا کہ جب مکہ مکرمہ سے وہ شامی قافلے کے ساتھ حضور علیہ السلام کے شہر اقدس میں گئے اور روضۂ انور کے مکین علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہوئے تو ارادہ کر لیا کہ مدینہ طیبہ میں ہی رہیں گے پختہ ارادہ تھا کہ اب شامی قافلہ کے ساتھ واپس

marfat.com

معلوم ہونا چاہیے کہ اولیاء کے چیدہ بزرگ اور اصفیاء کے اکابر جو عالم بیداری میں سرورِ کل دانائے سبل علیہ السلام سے شرفِ ملاقات پاتے ہیں ہر دور میں بہت ہی تھوڑے ہوتے ہیں، میں نے اپنی کتاب "سعادۃ الدارین" میں ان میں سے کئی حضرات کا ذکر کیا ہے اور اس کتاب میں بیداری میں اس دیدار کا ذکر میں نے پوری تفصیل اور شرح و لبسط سے کیا ہے میرا خیال ہے کہ مجھ سے پہلے اس انداز سے یہ مسئلہ کسی اور صاحب نے بیان نہیں کیا اللہ تعالےٰ کا شکر ہے جس کی توفیق اور مہربانی سے یہ کام ہوا۔ جو شخص بھی اتنے عظیم المرتبت ائمہ کی ان نقول و حوالہ جات پر مطلع ہو کر پھر بھی عظمتِ اولیاء کا انکار کرتا ہے بے شک وہ توفیقِ خداوندی سے محروم ہے خواہ وہ اولین و آخرین کے علوم کا جامع ہونے کا داعی کیوں نہ ہو[1]۔

حضرت کے والد ماجد حضرت عبدالکبیر امام، علامہ، محدث، محقق، عارفِ ربانی اور لاتعداد مفید کتابوں کے مصنف ہیں۔ علم حدیث میں تو خصوصی طور پر آپ ماہر ہیں میں نے ان سے سند کی اجازت چاہی تو انہوں نے فاس سے لکھ کر اجازت بھیج دی۔ میں (علامہ نبہانیؒ) ان کی اس اجازت سے بیحد مسرور ہوا آپ نے ساتھ اپنی ایک تالیف بھی بھیجی جو حضور علیہ السلام کے شیب (بڑھاپے) اور خضاب کے موضوع پر مشتمل تھی۔ یہ کتاب اپنے موضوع پر بے مثل ہے اور نرالے فوائد پر مشتمل ہے۔ اللہ حضرت مصنف کو جزائے خیر دے اور مجھے اور سب مسلمانوں کو آپ کی برکات سے نوازے۔ حضرت

---

[1] حضرت کا ارشاد حق ہے صرف توفیقِ خداوندی سے ہی سب مسائل حل ہوتے ہیں ورنہ ظاہری علوم اور ظاہری فنون کے غرور میں مبتلا ہو کر خدا جانے کتنے لوگوں نے شیطان کی پیروی کی اور دنیا و آخرت میں رسوائی و خسارہ کو اپنایا، منہ کالا لے کر وہاں بھی حاضری دی۔ مترجم)

marfat.com

نہیں ہوئی ہے میری بیوی بھی خواب ہی میں وہاں حاضر ہو گئی اور یہ سب کپڑے اور زیورات پہن لیے۔ وہ خوشی طاری ہوئی جس کا مضمون بیان نہیں ہو سکتا۔

گھر راکھ بن گیا حضرت کی ایک اور کرامت ملاحظہ ہو، شام کے ایک بڑے آدمی نے آپ کو اپنے گھر بلایا آپ تشریف لے گئے۔ سب لوگ مل کر بیٹھے تھے ایک نوجوان کو عورتوں کا لباس پہنا دیا گیا ان کا مقصد یہ تھا کہ آپ کو تنگ کریں گے اور خود لطف اندوز ہوں گے آپ نے سمجھا یہ سچ مچ عورت ہے لہٰذا بڑی دل گرفتگی آپ پر طاری ہوئی وہ عورت نما آپ کے پاس آتا اور آپ وہ جگہ چھوڑ دیتے آپ بلند آواز فرماتے اور ان سے استغاثہ کرتے کہ اسے دور ہٹاؤ، گھر کا مالک اور اس کے ساتھی ہنستے، یہ واقعہ آپ نے خود مجھے بتایا اور اپنی شدید دل گرفتگی کا ذکر بھی کیا گھر کے مالک پر بھی آپ ناراض ہوئے بُرے لفظوں میں اس کا ذکر بھی کیا کیونکہ یہ سب اس کی خباثت تھی آپ کی اطلاع کے کچھ وقت بعد اس شخص کا وہ گھر جس میں استہزا کا یہ سارا ڈراما رچایا گیا تھا جل گیا۔ آگ نے سارے سامان سمیت اسے پورے کا پورا بھسم کر کے رکھ دیا اس گھر کا وہ سارا سامان راکھ میں تبدیل ہو گیا جس جیسا سامان شاید ہی کسی گھر میں ہو اب یہ گھر صرف صحن تھا جس میں سوائے راکھ کے کچھ بھی نہیں تھا اس کے نقصان کا اندازہ پچیس ہزار دینار لگایا گیا۔ حضرت ابو راشد رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کی وفات ۱۳۲۰ھ میں ہوئی۔

۲۴۵۔ حضرت شیخ ابو الفیض محمد بن عبد الکبیر کتانی فاسی رحمۃ اللہ علیہ

آپ سیّد، علامہ، امام اور ولی کبیر ہیں۔ زمانے کے فرد وحید اور وقت کے نابغہ ہیں، نیکوکار سچے لوگوں کی زبانی مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ زمانے کے اولیاء کے

marfat.com

میری آرزو تھی کہ کاش یہ کتاب میری ملکیت میں آجائے میں عرض کرنے لگ گیا: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے ہاں میری دعوت یہ ہے کہ آپ مجھے یہ کتاب عطا فرما کر عزت بخشیں، میں بار بار یہی عرض کر رہا تھا میرا رُخ مدینہ طیبہ کی طرف تھا جب ہم مدینہ طیبہ کے قریب پہنچے تو مدینہ پاک کے کچھ لوگ حاجیوں کے استقبال کے لیے شہر سے باہر نکل آئے۔ پہلا آدمی جو مجھے ملا اس کتاب کا مالک تھا یہ تونس کا رہنے والا تھا لیکن اب طویل عرصہ سے مدینہ طیبہ کو اپنا وطن بنا چکا تھا اس نے مجھے سلام کہا خوش آمدید کہنے کے بعد مدینہ طیبہ میں داخلے تک میرے ساتھ رہا ابھی ہم حرم نبوی میں نہیں پہنچے تھے کہ مجھے کہنے لگا۔ از راہِ کرم تھوڑی دیر میرے گھر میں آرام فرمانے کے بعد زیارت روضہ اقدس کے لیے جانا، میں اس کے ساتھ اس کے گھر چلا گیا ہم صرف گھر میں پہنچے ہی تھے کہ اس نے ایک کتاب اٹھائی اور کہنے لگا یہ کتاب آپ میری طرف سے ہدیۃً قبول فرمائیں یہ صرف آپ کے ہی شایان شان ہے۔ میں نے کتاب لے لی۔ اللہ! یہ تو وہی دارمی شریف کا نسخہ تھا جو میں راستے میں حضور ختمی المرتبت علیہ السلام سے مانگتا رہا تھا مجھے وہ سرور حاصل ہوا جو لفظوں میں بیان نہیں ہوسکتا۔ میں نے خود کو سنبھالا اور باوجود شوق کے کتاب پر نظر نہیں دوڑائی یہ ضروری تھا کہ پہلے حضور رحمۃ للعالمین صلے اللہ علیہ وسلم کی سرکار والا تبار میں حاضری دُوں جنہوں نے مجھے یہ کتاب عطا فرما کر عزّت بخشی تھی۔ پہلے روضۂ انور پر حاضری اور حضور کریم علیہ التسلیم کی زیارت کے بعد میں نے کتاب پڑھی جیسا مجھے معلوم ہوا تھا یہ حضرت حافظ منذری رضی اللہ تعالےٰ عنہُ کی اپنی تحریر تھی اور اس پر علماء کی تحریروں سے بے شمار سماعات تھیں ان حضرات میں حضرت سخاوی جیسے لوگ بھی شامل تھے یہاں حضرت سید عبدالحی کا کلام روایت معنوی کے ساتھ ختم ہوا، یہ کتاب ان کے پاس تھی مجھے بھی دکھائی میں نے اسے ایسا ہی پایا جیسا انہوں نے بتایا تھا۔ قریباً بیس اجزاء پر مشتمل یہ ایک بڑی جلد

marfat.com

احسان ہیں۔

مجھے ان کے سگے بھائی حضرت عبدالحی نے حضرت کی زبانی یہ بات بتائی کہ جب انہوں نے ۱۳۲۱ھ میں حج کیا تو حرم مکی میں بخاری شریف آخری حصہ کتاب التوحید کو چھوڑ کر ساری کی ساری مختصر سے وقت عصر کے بعد شروع کر کے مغرب سے تھوڑی دیر پہلے ختم کر دی۔ یہ بذاتِ خود ایک عظیم کرامت ہے۔

حضرت عبدالحی جیسے عالم، فاضل اور کامل کو حضرت شیخ عبدالرحمان زرؒ... طنجہ کی علم وعمل میں کئی سالوں سے ممتاز شخصیت نے ایک گرامی نامہ لکھا جس میں حضرت محمد بن عبدالکبیر کی کیفیات تحریر فرمائیں اور آپ کی بیحد مدح وثناء فرمائی۔ یہ بھی لکھا کہ آپ حضور علیہ السلام کی زیارت عالم بیداری میں فرماتے ہیں، حضرت شیخ عبدالرحمان نے لکھا کہ میں نے حضور کریم علیہ التسلیم کو خواب میں ایک عظیم مجمع میں دیکھا آپ کے سب سے زیادہ قریب حضرت محمد بن عبدالکبیر تھے اور حضور کی توجہ اشرف سب سے زیادہ آپ پر تھی۔

حضرت نے شیخ عبدالرحمانؒ کو اپنے کچھ وظائف اور مخصوص درود لکھ کر بھیجے ان کا انداز اہلِ معرفت جیسا تھا یہ صرف ذوقِ سلیم اور روشن ضمیر لوگوں کو ہی سمجھ آسکتے تھے ان کی تالیف فتح ربانی اور فیض صمدانی سے ہی ہو سکتی تھی (یہ ہر عالم فاضل کا کام نہ تھا) میں کہتا ہوں (علامہ نبہانیؒ) کہ مجھے بھی اس دوران ایک فرمان نامہ لکھا جسے پاکر مجھے بیحد خوشی ہوتی۔ میری کچھ تالیفات کا ذکر جمیل بھی فرمایا میرے قصیدے "الھمزیہ طیبۃ الغراء فی مدح سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم" کی بہت طویل عبارت میں تعریف فرمائی میری بھی ثنائے جمیل فرمائی جس کا میں مستحق نہیں ہوں اگر یہ گرامی نامہ گم نہ ہو گیا ہوتا تو تبرکاً میں یہاں اس کی عبارت لکھتا قوی سبب کی وجہ سے آپ سے رابطہ بفضلہ تعالیٰ قائم ہے۔ رضی اللہ تعالےٰ عنہُ ونفعنا بہ۔

marfat.com

ایک عظیم درود کی اجازت

مجھے حضرت شیخ عبدالحی حفظہ اللہ تعالٰے نے ہمارے شیخ حضرت سقا کے شیخ حضرت محمد صالح بخاری کی تحریر بھی دکھائی جو آپ کی اجازت میں تحریر تھی حضرت بخاری حضرت رفیع الدین قندھاریؒ سے روایت فرماتے ہیں حضرت شیخ سقا رحمۃ اللہ تعالٰے علیہ کی یہ اجازت بہت مشہور ہے میں نے یہ اجازت اپنی کتاب "ھادی المرید الی طرق الاسانید" میں ذکر کی ہے۔ حضرت شیخ محمد صالح کی وہ تحریر جو صاحبزادہ صاحب عبدالحی نے مجھے دکھائی اس میں حضور کریم علیہ التسلیم پر ایک بلیغ درود تحریر ہے اس کی فضیلت اور سند بھی تحریر ہے درود شریف یہ ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا بِقَدْرِ عَظْمَۃِ ذَاتِكَ فِیْ كُلِّ وَقْتٍ وَّحِیْنٍ۔

اے اللہ! آپ ہمارے آقا حضور محمد رسول اللہ پر جو آپ کے بندے اور رسول ہیں جو نبی امی ہیں اور آپ کی آل و اصحاب پر صلوٰۃ و سلام بھیجیں اتنا شاندار درود و سلام جو آپ کی ذات کی عظمت کی قدر کے مطابق ہو اور ہر وقت جاری و ساری رہے۔

یہ درود شریف ایک دفعہ اور دوسرے درود ہزار دفعہ پڑھنا برابر ہے۔ یہ بات شیخ محمد صالحؒ نے سیدی عمر بن مکی سے انہوں نے حضرت قاضی شمہورش سے انہوں نے سرکار رسالت علیہ السلام سے نقل کی ہے۔ یہی کچھ حضرت کی تحریر میں مذکور ہے صاحبزادہ شیخ عبدالحی صاحب نے مجھے بتایا کہ حضرت محمد صالح بخاری کی وفات ۱۲۶۲ھ میں ہوئی۔ مجھے انہوں نے اس درود شریف کی اجازت سید معمر شیخ محمد بن احمد صقلی فاسی کے ذریعے اور سند سے دی انہوں نے شیخ محمد صالح سے اجازت لی آگے

marfat.com

کی کتاب اور آپ کی اجازت مجھے اس ماہ صفر خیر ۱۳۲۴ھ میں آپ کے دوسرے فرزند اکمل، افضل، محدث، صاحب اتقان عالم، فاضل، ملاحت بھرے چہرے والے۔ فصیح زبان والے، رجیح عقل والے، صحیح ذہن والے، راجع الی اللہ، اللہ کے حضور گڑگڑانے والے، اپنے نانا پاک علیہ السلام کی حدیث کے خادم سیدی سید محمد عبدالحیؒ کے وسیلے پہنچی میرے اور حضرت صاحب کے درمیان اس وقت سے خط و کتابت چل رہی تھی جب دو سال پہلے فاس سے آپ نے مجھ سے اجازتِ سند طلب فرمائی میں نے انہیں اجازت دے دی۔ اور ان سے اجازتِ سند طلب کی تو آپ نے مجھے طویل اجازت عطا فرمائی اور اس تحریرِ اجازت میں اپنی عالی مرتبت اسناد کا ذکر بھی فرمایا اور قیمتی فوائد بھی تحریر فرمائے صاحبزادہ صاحب حج کے بعد شامی علاقے اور بیت المقدس کی زیارت کے لیے بیروت تشریف لائے تھے تو یہ ساتھ لائے ہم نے آپ کی زیارت سے اپنے سب اہل علم و ولایت بھائیوں کے ساتھ لطف اٹھایا سب نے آپ کی ملاقات سے سرور و نعمت کی دولت پائی۔ الحمد للہ۔

حضور علیہ السلام نے کتاب دلائی

صاحبزادہ صاحب کے مناقب جمیلہ اور کرامات جلیلہ میں ایک یہ واقعہ بھی ہے جو آپ نے خود ارشاد فرمایا اللہ تعالےٰ آپ کو حفظ و امان میں رکھے اور آپ کی برکات سے ہمیں نوازے۔ فرمانے لگے میں جب پچھلے سال مصر سے حج بیت اللہ کے لیے اور سید کل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کے لیے عازم حجاز ہوا تو میں نے سنا کہ مدینہ منورہ میں ایک ہی جلد میں مسند دارمی موجود ہے جسے حضرت حافظ عبدالعظیم منذریؒ نے اپنے مبارک ہاتھوں سے لکھا ہے اور اس کے حاشیہ پر بعض حفاظ حدیث اور علما نے مشاہیر کی بہت سی سماعات[1] لکھی ہوئی ہیں۔ مجھے اس کتاب کے دیکھنے کا بہت شوق ہوا۔

---

[1] حدیث پاک کی عبارت ایک صاحب استاد کے سامنے پڑھتے ہیں اور دوسرے سنتے ہیں سب سننے والے اصحاب سماع ہیں جنہوں نے کتاب استاد کے سامنے شاگرد سے سنی ہے یا خود استاد نے حدیث پاک کی عبارت پڑھ کر سنا دی ہے۔

marfat.com

بطیخ نے بھی ان کی نیکی کی شہادت دی تونس کے جامع زیتونیہ میں یہ صاحب مدرس ہیں، سید جبالی نے مجھے بتایا کہ جب ہم حضرت شیخ محمد عبدالحی کتانی کے ساتھ بحری جہاز میں تھے تو آپ اپنے بستر سے اُٹھ کر ایک اور بستر پر سو گئے میں آیا تو اس بستر پر سو گیا جس پر آپ سویا کرتے تھے اور آج اسے خالی چھوڑ گئے تھے میں نے اس بستر پر خواب میں دیکھا گویا میں مکہ مشرفہ میں ہوں اور حضور کریم علیہ الصلوۃ والسلام مکہ کے ایک گھر میں تشریف فرما ہیں۔ میں بھی اس گھر میں داخل ہوا حضور علیہ السلام کے سامنے نماز پڑھ کر بیٹھ گیا کچھ اور لوگ آئے اور انہوں نے بھی نماز پڑھی حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے ان کی نماز کو پسند نہ فرمایا اور انہیں ارشاد فرمایا اُن لوگوں کی طرح نماز پڑھا کرو" آپ علیہ السلام نے بنی کتانی کی اس جماعت کی طرف اشارہ فرمایا جو وہاں بیٹھی تھی۔ یہ اس خاندان کے لیے بہت بڑی منقبت ہے۔ اللہ تعالےٰ ہمیں ان کی برکات اور ان کے اسلاف و اخلاف کی برکات سے نوازے۔ رضی اللہ تعالےٰ عنہم۔

سید عبدالحیؒ نے مجھے بتایا کہ ان کے برادرِ گرامی عارف باللہ سیدی شیخ محمد بن عبدالکبیر کی ولادت ۱۲۹۰ھ میں ہوئی اب (۱۳۲۴ھ) ان کی عمر چونتیس سال ہے وہ سیدی عبدالحی سے تیرہ سال بڑے ہیں سید عبدالحی کی ولادت ۱۳۰۳ھ ہے اب اس حساب سے ان کی عمر اکیس سال ہے جو شخص بھی آپ کے علوم و معارف پر نگاہ ڈالتا ہے اور اللہ کریم نے ہیبت و وقار کا جو انہیں لباس پہنا رکھا ہے اسے دیکھتا ہے اور مزید براں ان کی پوزی اور بھرپور ڈاڑھی، حلیہ شریف، فصاحتِ لسانی، قوتِ یادداشت، فراوانی عقل، دقت نظر اور فہم کی تیزی کو ملاحظہ کرتا ہے تو حیران رہ جاتا ہے کہ اتنی کم عمری میں یہ کمال، لیکن یہ تو اللہ کریم کی عطائیں ہیں جسے جو چاہتا ہے عطا فرما دیتا ہے اور خصوصاً اہلِ بیت نبوت اور معدنِ رسالت کے تو انداز ہی نرالے ہیں۔

رضی اللہ تعالےٰ عنہم ونفعنا برکاتہم

marfat.com

تھی، تحریر بہت عمدہ تھی۔ مجھے زندگی کی قسم! یہ بہت بڑی کرامت تھی اور ان کے نانا جان اکرم واعظم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کی طرف سے ان کا انتہائی اکرام ہے حضرت محمد عبدالحیؒ نے مجھے فتوحات مکیہ کی ایک جلد دکھائی اس کا خط بھی خوبصورت تھا اور اس پر حرکات بھی لگی ہوئی تھیں کتاب کے آخر میں مالکِ کتاب کو مصنف کتاب حضرت شیخ اکبر سلطان العارفین سیدی محی الدین بن العربی رضی اللہ تعالےٰ عنہُ نے اپنی تحریر شریف سے اجازت بھی مرحمت فرمائی آپ کا خط بھی بڑا خوبصورت ہے مگر یہ خط مشارقہ کے انداز سے لکھا ہے مغاربہ کے طریق پر نہیں۔ ورق کے کناروں سے کچھ حروف کٹے ہوئے تھے مگر اس طرح نہیں کہ معانی پر اثر انداز ہوں۔ میں یہ کتاب اور مذکورہ بالا کتاب دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ مجھے حضرت عبدالحی نے فرمایا میں فاس سے یہ کتاب اس لیے ساتھ لایا ہوں تاکہ شام میں حضرت ابن عربی کے مزار کے پاس جب وہاں زیارت کے لیے جاؤں تو پڑھوں۔ پھر آپ نے مجھے شام سے تحریر فرمایا کہ حضرت کے مزار کے پاس میں نے کتاب پڑھی ہے میں نے حضرت کی تحریر میں لفظ (محی الدین بن العربی) الف لام کے ساتھ لکھا ہوا پایا اس سے پتہ چلا کہ وہ اصطلاح جو کچھ لوگوں نے ذکر کی ہے کہ یہ لفظ صرف عربی (الف لام کے بغیر) لکھا جائے تاکہ حضرت ابن عربیؓ اور حضرت ابوبکر بن عربی کے درمیان تفریق ہو جائے۔ یہ حضرت ابن عربی کے دور میں نہ تھی بعد کی اختراع ہے میں خود حضرت کی تحریر پڑھنے سے پہلے بھی ہمیشہ العربی (الف لام کے ساتھ) ہی لکھا کرتا تھا کیونکہ ہمارے دور میں اس تفریق کی کوئی ضرورت نہیں ہے کیونکہ جب مطلقاً لفظ ابن العربی ذکر کیا جائے تو ذہن صرف حضرت کی طرف ہی جاتا ہے اور جب ساتھ لفظ محی الدین بھی ملا دیا جائے تو کسی اور کا تصور ہی نہیں آتا لہٰذا اب مناسب یہی ہے کہ العربی (الف لام کے ساتھ) ہی لکھا جائے اب تو مزید یقین بھی ہو گئی کیونکہ حضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہُ نے خود الف لام کے ساتھ العربی لکھا، نفعنا ببرکاتہ۔

marfat.com

کے اسمائے مبارکہ کو نظم کرنے سے روکتی تھی پھر حضرت محمد وناس کا گرامی نامہ حضور کے عالم و فاضل حضرت شیخ محمد بن علامہ شیخ عبدالغنی نحوی کی وساطت سے ملا۔ ابن نحوی نے حضرت وناس کی طرف سے یہ خط لکھا اور اس کی پشت پر علامہ وناس کی اپنی عبارت تھی جو مضمون کی تاکید کے لیے تحریر کی گئی تھی۔ حضرت محمد نحوی کی عبارت یہ ہے:

"میں رجل صالح، فاضل کامراں شیخ محمد وناس الجزائری کی طرف سے حاضرِ خدمت ہوں حضرت وناس آج کل دیشون کے گاؤں کو اپنا وطن قرار دے چکے ہیں۔ انہوں نے مجھ سے مطالبہ فرمایا ہے کہ آپ کے سامنے ان کی وہ التماس پیش کروں جو مدت مدیدہ سے وہ آپ سے کرتے رہے ہیں کہ حضور سراپا نور صلے اللہ علیہ وسلم کے اسمائے عالیہ کو نظم کر دیا جائے انہوں نے یہ خواہش دمشق شام کے سب علماٗ اور ادباء کے سامنے پیش کی مگر کوئی بھی ایسا نہ ملا جو اس صدقہ جاریہ کو پورا کر سکتا چونکہ آپ ان کے سامنے اور باقی سب لوگوں کے سامنے حضور علیہ السلام کی خدمت کی شہرت رکھتے ہیں لہٰذا وہ آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ آپ اس خدمت شریف کا بیڑا اٹھائیں۔ کیونکہ حضرت الجزائری سادات اشراف اور علمائے تقویٰ وصلاح میں شامل ہیں لہٰذا میں نے ان کی طلب کی یہ کیفیت آپ کے سامنے پیش کرنے میں ذرا دیر نہیں لگائی تاکہ میں اس نیکی کا سبب بن جاؤں اور آپ کی خیریت کی اطلاع بھی پاؤں، میں دربارِ خداوندی میں سوال کرتا ہوں اور وہی ذات سب سے اکرم واعلیٰ ہے کہ وہ آپ کے سب مطلوب اور سب آرزوئیں نبی خیر و رسول معظم صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے پوری فرمائے۔

محررہ ۲۱ شوال ۱۳۲۲ھ"

اس گرامی نامہ کی پشت پر مغربی طرزِ خط میں حضرت محمد الوناس مذکور کی یہ عبارت ہے:

"یہ دو حروف آپ کے حق میں دعاگو محمد الوناس لکھ رہا ہے جو آپ سے

marfat.com

وہی سند ہے جو ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں۔ نیز پہلے ہم جس طویل سند اجازت کا ذکر کر آئے ہیں اس میں بھی آپ نے یہ درود شریف ذکر فرمایا ہے۔ میں علامہ نبہانی، اس درود شریف اپنی سب روایات اور اپنی سب تالیفات کی اجازت ہر اس شخص کو دے رہا ہوں جو میری یہ کتاب "جامع کرامات الاولیاء" پڑھے گا۔ اگر میرے اہل عصر میری اجازت قبول کریں تو انہیں بھی اجازت ہے۔

شرح الفاظ یہ بھی خیال شریف میں رہے کہ درود شریف میں جب ایسے مبالغے کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں (بقدر عظمۃ ذاتک وغیرہ) تو ان سے مراد حضور علیہ السلام پر ایسا درود بھیجنا ہوتا ہے جس کی انتہا نہ ہو مثلاً اسی درود شریف میں عظمتِ الٰہی کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ اس سے مراد قدرِ محدود نہیں ہوتی اگر محدود مقدار مراد ہوتی تو پھر معترضین حضرات کا اعتراض درست ہوسکتا تھا، ایسی عبارت تو حضرت سیدنا احمد رفاعی رضی اللہ تعالےٰ عنہُ کے درود شریف میں بھی موجود ہے ان سے بڑھ کر کس کی پیروی ہوسکتی ہے اور کئی عارفوں نے بھی ایسے الفاظ اپنے درودوں میں استعمال کیے ہیں اس کے قریب المعنیٰ الفاظ بھی ذکر کیے ہیں مثلاً عدد کمال اللہ وغیرہ تو ان سب سے مقصود یہ ہے کہ بحد وحساب غیر محدود درود شریف ہو یعنی ایسا درود جس کی نہ حد ہو اور نہ انتہا۔ میں نے اس موضوع پر اپنی کتاب "سعادت الدارین" میں تفصیلی بحث کی ہے طبیعت چاہے تو وہاں سے مطالعہ کر لیجیے۔

اندازِ نماز حضرت صاحبزادہ عبدالحی اور آل کتانی کے سادات گرامی کے مناقب میں وہ واقعہ بھی شامل ہے جو مجھے حج کے سفر میں صاحبزادہ صاحب کے ساتھی الحاج محمد جبالی تونسی نے بتایا یہ جبالی شریف، فاضل، نیک، نیکیوں کے توفیق یافتہ انسان ہیں ان کے ظاہری احوال بتاتے ہیں کہ یہ اولیاء اللہ کے معتقد ہیں سفر حج میں ایک اور شریک سفر عالم، فاضل، متقی، کامل، صالح، کامران شیخ محمد طاہر

marfat.com

عالیہ سمائے ہیں۔ یہ صنعت مزدوجہ کے انداز سے لکھے ہیں ہر دور اسم محمد (صلوات اللہ وسلامہٗ علیہ) سے شروع ہوتا ہے۔ اس نظم کے خطبے کے چند شعر ملاحظہ ہوں۔

۱۔ میں نے اس نظم کو احسن الوسائل فی نظم اسماء النبی الکامل (کامل نبی علیہ السلام کے اسمائے مبارک کو نظم کرنے میں سب وسیلوں سے عمدہ وسیلہ) کا نام دیا ہے۔

۲۔ میں شاعر و قائل، سب پڑھنے والوں اور سوال کرنے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتا ہوں۔

۳۔ یہ دعا ہر اس فرد کے لیے ہے جو حضور پُرنور (آپ پر ہمارا رب صلوٰۃ وسلام بھیجے) کا اطاعت کیش اور محبّ ہو۔

۴۔ اس نظم کے قافیے شاداب چار چار مزدوج قسموں میں ہم پیش کر رہے ہیں۔

۵۔ ان میں اسمائے گرامی باہم دگر ملا دیئے گئے ہیں اور پانچویں مصرعہ میں مَیں نے میم کو واضح اور صاف کر دیا ہے۔

۶۔ تاکہ مسلمان قاری جب یہ اسمائے گرامی پڑھے تو بے ساختہ پکار اٹھے اللہ ہمارے محبوب پاک پر صلوٰۃ وسلام بھیجے۔

۷۔ حضور سیّدِ کل محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہر دور میں اوّل ہیں کیونکہ آپ ہی وہ قطب ہیں جس پر مدارِ عمل ہے۔

۸۔ آپ کے ہاں ذات حق پر دلالت مکمل ہے اور باقی سب ان کی مجمل سی صفت ہیں۔

۹۔ لہٰذا دلالت ذات کا اطلاق بطور اقوم و پختہ صرف آپ کی ذات پر ہی ہو سکتا ہے ہمارا پروردگار آپ پر صلوٰۃ وسلام بھیجے۔

۱۰۔ وہ کتنی عالی و اعلیٰ ہے یہ حسین و لطیف نظم، بڑی فصیح، بڑی بلیغ اور بڑی پُرمغز ہے۔

marfat.com

اس بارے میں وہ اور زیادہ تعجب خیز ہے جو سیدی شیخ محمد بکری کبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے متعلق بیان فرمایا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سات سال کی عمر میں قرآن پاک یاد کر لیا اور مسجد حرام میں بطورِ امام نماز تراویح میں صرف آٹھ سال کی عمر میں قرآن پاک سُنایا الحمد للہ، اسی طرح ہمارے امام عالی سیدنا شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب میں مناقب نگاروں نے لکھا ہے کہ آپ نے سات سال کی عمر میں قرآن پاک یاد کر لیا اور صرف تیرہ سال کی عمر میں فتویٰ لکھنے کی اجازت مل گئی۔ اللہ ان سے اور باقی سب آئمہ مجتہدین سے سب ائمہ دین سے، سب عارف اولیاء سے اور سب عامل علماء سے راضی ہو۔ اور ہمیں ان کی برکات سے نوازے۔

۲۴۶۔ **حضرت شیخ محمد الوناس رحمۃ اللہ علیہ** آپ حسینی سید ہیں الجزائری ہیں۔ سید عمر بن سید محمد بن ادریس کی اولاد سے ہیں۔ الجزائر سے علاقہ شام میں ہجرت کر آئے تھے وہ اب بھی صفد شہر سے وابستہ دیشون گاؤں میں قیام فرما ہیں۔ مجھے معتبر لوگوں کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ آپ مردِ حق آگاہ ہیں، سابقہ تعارف کے بغیر آپ نے مجھ سے خط و کتابت کا آغاز فرمایا اور بڑے الحاح و عاجزی سے مجھے فرمایا کہ میں حضور کریم علیہ التحیۃ والثناء کے اسمائے مبارک کو نظم میں پرو دوں میرے دل میں بھی یہ خیال تو آتا تھا۔ لیکن میں نظم کرنے کی اس لیے جسارت نہیں کرتا تھا کیونکہ یہ اسمائے عالیہ نظم میں یکجا کرنا مشکل تھا ایک تو اسمائے گرامی کی تعداد زیادہ تھی اور بعض نام مبارک ایک ایک جملہ پر مشتمل تھے۔ مجھے یہ خوف تھا کہ اگر میں انہیں زبانِ شعر سے ادا کروں گا تو نظم میں فصاحت و یک رنگی و انسجام پیدا نہیں ہو سکے گا، میرا خیال یہ تھا کہ عمدہ و مقبول شعر میں ان اسماء کو پرویا نہیں جا سکتا، یہ شعر تو نرم ہوں گے بالکل اسی طرح جیسے کئی کتابوں کے متون کو نظم کر دیا جاتا ہے مگر وہاں مقصود صرف ناموں کو جمع کرنا اور علمی افادہ ہوتا ہے فصاحت نہیں ہوتی۔ یہی مشکل مجھے حضور علیہ السلام

marfat.com

پروردگار آپ پر صلوٰۃ وسلام بھیجے ۔

اسی انداز سے نظم آخر تک چلی گئی ہے میں نے اس میں یہی حسین اور نرالی ترتیب جاری و ساری رکھی ہے۔ اب اس کا انداز یہ ہے کہ دیکھنے والوں کو خوش کر دیتی ہے اور حضور سید المرسلین صلے اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین کے محبّوں کو وجد میں لے آتی ہے ۔اس کی تاریخ نظم اس جملے سے عیاں ہے۔ منظومۃ الاوسامی المحمّدیۃ ۱۳۲۲ھ ۔

میں اللہ کریم سے اس کے حسنِ قبول کا سوال کرتا ہوں اور یہ التماس بھی کرتا ہوں کہ نگاہِ مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہ وسلم اس نظم کے شامل حال رہے ۔

حرفِ آخر

کتاب جامع کرامات الاولیا جس کا آپ ترجمہ اب تک پڑھتے رہے ہیں اپنے موضوع پر انتہائی جامع کتاب ہے حضرت امام یوسف نبہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پوری اُمّت کی تاریخِ ولایت چھان ڈالی ہے، مراکش سے لے کر برِّصغیر اور مشرقی علاقوں تک کے اولیائے ملّت کا بھرپور تذکرہ کر دیا ہے، اس کتاب سے پہلے اور اس کی تالیف کے بعد بھی ایسی اور کوئی کتاب نہیں ملتی جو اس قدر جامع ہو۔ ذالك فضل الله یوتیه من یشاء ۔

عزت مآب سیادت پناہ سیّدی علاّمہ سیّد شاہ حسین الدین صاحب مدظلہ العالی ناظم اعلیٰ جامعۃ رضویہ سبزی منڈی راولپنڈی کے فرمانِ ذیشان پر جب اس کا ترجمہ شروع کیا تھا تو گمانِ غالب یہی تھا کہ میری مصروفیات مجھے دور تک نہیں بڑھنے دیں گی اور میں صرف مقدمہ کا ہی ترجمہ کر سکوں گا اور حقیقت یہ ہے کہ اس کتاب کا مقدمہ اپنے موضوع پر اتنا جامع و مانع ہے کہ حق طلب نگاہیں وہاں ہی مرکوز ہو کر رہ جاتی ہیں۔

marfat.com

دعا کا طالب ہے۔ میں آپ کے ہاتھوں اس صدقہ جاریہ کے اجراء کا طلبگار ہوں، اللہ صدقہ کرنے والوں کو جزائے خیر دیتا ہے۔ اللہ ہمیں حضور سید المرسلین علیہ وعلی آلہٖ واصحابہ الصلوٰۃ والتسلیم کی شفاعت سے حصہ عطا فرمائے آمین"۔

یہ عبارات پڑھنے کے بعد میرے جی سے وہ سب وسوسے اور خیالات زائل ہو گئے جو اسمائے طاہرہ کے نظم کرنے میں حائل ومانع تھے۔ میں ہمہ تن اس نظم کی طرف متوجہ ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے الحمد للہ یہ مسئلہ آسان فرما دیا، میں نے نرالے اور انوکھے انداز سے یہ اسمائے گرامی نظم میں پرو ڈالے فصاحت وبلاغت، روانی وسلاست اور ربط وتعلق میں عمدہ ترین اشعار کے اوصاف کے ساتھ نظم مکمل ہوئی میں نے ہر نام نامی کو دوسرے مناسب اسمِ گرامی کے ساتھ ذکر کیا۔ حاصل کلام یہ کہ وہ اسمائے عالیہ یوں نظم ہوئے کہ ہر محبِ مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا۔ انہیں دیکھ کر خوش ہو گیا۔ میں نے اس نظم کو حضرت محمد الوناس ؒ مذکور کی کرامت سمجھا ہے۔ اوپر مندرج گرامی نامہ کی تحریر سے پانچ ماہ بعد صفد سے ایک صاحب آئے حضرت محمد الوناس ؒ کا سلام مجھے پہنچایا اور مجھ سے یہ نظم طلب کی۔ معلوم ہوتا تھا کہ حضرت نے بطورِ کشف اس شخص کو نظم کی اطلاع کر دی حالانکہ میں نے تو اس عرصہ میں آپ کے گرامی نامہ کا بالکل جواب نہیں دیا تھا میرا خیال تھا کہ نظم مکمل ہو کر چھپ جائے تو آپ کو ایک کاپی بھیج دوں۔

میں نے اس نظم میں آٹھ سو بیس سے کچھ اوپر اسمائے عالیہ کا ذکر کیا ہے تورات انجیل اور دوسری کتابوں میں وارد ہونے والے حضور علیہ السلام کے عجمی اسماء کا ذکر نہیں کیا مثلاً لفظ بارقلیط (فارقلیط) ہے۔ اسی طرح قرآن میں حروفِ مقطعات کی شکل میں جو اسمائے گرامی ہیں (المص وغیرہ) انہیں بھی ذکر نہیں کیا یہ دونوں قسمیں (عجمی اسماء اور حروف مقطعات والے اسماء) چھوڑ دی ہیں۔ قریباً دو سو شعروں میں اسمائے

marfat.com

دیوبندی مذہب

(تصنیف: مناظرِ اسلام مولانا غلام مہر علی صاحب چشتیاں شریف)

جس میں دیوبندیوں کے صحیح خدوخال، عقائد و اعمال و اخلاق، ہنود اور انگریز سے گٹھ جوڑ و تنخواہ دار ہونے کا تذکرہ ان کی مستند کتب کے حوالہ جات سے کیا گیا ہے، قاری حضرات کو شکوک و شبہات کے دلدل سے نکال کر صراطِ مستقیم پہ گامزن کرتی ہے، مضبوط ڈائی دار جلد، سفید کاغذ، طباعت آفسٹ بڑا سائز، قیمت ۱۲۰/۰۰ روپے

مکتبہ حامدیہ گنج بخش روڈ لاہور

marfat.com

۱۱۔ میں نے یہ نظم مخلوق کے آقا کو انہی کے سمندرِ سخاوت سے نکال کر پیش کی یہ نظم آپ کی شان کے ہی شایان ہے۔

۱۲۔ اس کے موتی آپ کے لیے ہی پروئے گئے ہیں، ہمارا پروردگار آپ پر صلوٰۃ وسلام بھیجے۔

۱۳۔ جب یہ نظم شکلِ جوہر میں سامنے آئی تو میں نے اس میں مناسب چھوٹی بڑی تبدیلی کی (یعنی جوہر کی شکل میں ڈھالا۔)

۱۴۔ میں اس کے کچھ حصوں کو مقدم و موخر کرکے ترتیب دیتا رہا پھر وہ ایک لڑی زیورِ تحریر سے آراستہ ہو کے سامنے آئی۔

۱۵۔ یہ حضور علیہ السلام کے اعلیٰ مرتبہ کے لیے مضبوط ہار کی شکل اختیار کر گئی ہمارا پروردگار آپ پر صلوٰۃ وسلام بھیجے۔

۱۶۔ جنابِ قاری! یہ ایک شاداب، یکتا لڑی ہے جو دینِ قویم کی زینت میں اضافہ کرتی ہے۔

۱۷۔ یہ آپ کے لیے مکمل وکافی دولت ہے۔ اسے یاد کر لیجیے اور مجھے دعاتے خیر میں یاد رکھیے۔

۱۸۔ آغاز فرمائیے اور حضور علیہ السلام کی مدح میں باعظمت و وقار طریقے سے کیئے ہمارا پروردگار آپ پر صلوٰۃ وسلام بھیجے۔

۱۹۔ حضور علیہ السلام محمد، احمد، طٰہٰ اور ملجائے بے کساں ہیں، آپ سیّد، مقدس اور مقام و منبعِ نیکی ہیں۔

۲۰۔ آپ ہی نور روشن کرنے والے۔ روشنی اور قرآن پڑھنے پڑھانے والے ہیں۔ آپ نور ہیں نورِ خدا ہیں۔ جو بجھ نہیں سکتا۔

۲۱۔ اگر آپ کا وجود مسعود نہ ہوتا تو کائنات ہمیشہ سیاہ رات میں ڈوبی رہتی، ہمارا

marfat.com

خدا شوق دے تو مندرجہ ذیل کتب کا مطالعہ فرمائیں

جواہر البحار اول (اردو)	امام یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ	۸۷ روپے
" دوم	" " " " "	۱۲۰ "
" سوم	" " " " "	زیر طبع
" چہارم	" " " " "	زیر طبع
جامع کرامات اولیاء اول	" " "	۵۰ روپے
سعادت دارین اول	" "	۱۳۵ روپے
" " دوم	" " "	زیر طبع
رسائل رضویہ اول	حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ العزیز	۷۲ روپے
" " دوم	" " " " " "	۷۵ روپے
شہادت نواسہ سید الابرار	مولنا عبدالسلام رضوی	۱۲۵ روپے
علم خیر الانام	" " "	۶۶ روپے
دیوبندی مذہب	مولانا غلام مہر علی صاحب چشتیاں شریف	۲۰ روپے
خون کے آنسو	مولانا مشتاق احمد نظامی	۵۴ روپے
جماعت اسلامی کا شیش محل	" " " "	۳۹ روپے
تسکین الخواطر :	علامہ احمد سعید کاظمی صاحب	۲۴ روپے
انوار الساطعہ	مولنا عبدالسمیع قدس سرہ العزیز	زیر طبع

marfat.com

میں اسے بھی اولیائے اُمت سرکارِ رسالت، مرکزِ نبوت، امام اُمت صلوات اللہ و سلامہٗ علیہ کا تصرف سمجھتا ہوں کہ انھوں نے مجھ جیسے مصروف، بے مایہ، گنہگار اور بیمار انسان سے اتنا بڑا کام لے لیا کہ آج ہزار صفحات سے زائد یہ کتاب قارئین کے ہاتھوں میں ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ مسئلہ ولایت پر اتنا یکجا مواد کسی بھی اردو میں مطبوعہ کتاب میں نہیں ہے، ہم نے یہ جلدِ مقل اہلِ سنّت کی خدمت میں خصوصاً اور اہلِ اسلام کی خدمت میں عموماً پیش کر دی ہے یہ فقیر تو نظرِ ثانی تک نہیں کر سکا مصروفیات سے جتنا وقت مل سکا بس چھین کر ہی لیا اور جو کچھ لکھا قلم برداشتہ لکھا قرآنی آیات کا ترجمہ تبرکاً حضرت امام اہلِ سُنّت فاضلِ بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نقل کیا شائد ہی دو چار آئتیں ایسی ہوں جن کا ترجمہ حضرت کا نہ ہو۔

مجھے زیادہ وقت ملتا تو میں کتاب کو خالص ادبی رنگ دے دیتا مگر اب تو صرف یہ کوشش رہی ہے کہ ترجمہ میں سلاست و روانی ہو، قاری کے سامنے مولویانہ زبان نہ آئے، ترجمہ آپ نے پڑھ لیا آپ کی پسند ہی ہمارا حوصلہ بڑھا سکتی ہے اور ترجمہ کو آگے بڑھانے میں ممد ہو سکتی ہے۔ ہم آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ اگر اس کتاب کو مسلک و مذہب کے لیے مفید پائیں تو ہمیں اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں، ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ کریم ان اولیائے اُمت، شمع رسالت کے پروانوں اور عشقِ مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کے حوالوں کے صدقے میں ہمیں شفاعتِ محبوب کبریا علیہ السلام سے نوازے۔ جن کا ذکرِ خیر اس کتاب گوہرِ نایاب میں ہوا ہے۔

تمنا دردِ دل کی ہو تو خدمت کر فقیروں کی
نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں

فقیرِ بے نوا محمد ذاکر شاہ چشتی سیالوی۔

marfat.com

شہادت نواسۂ

سیّد الابرار

تصنیف مولانا عبد السلام رضوی

اہل بیت عظام، خلفائے راشدین، ازواج مطہرات
شہدائے کربلا رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مفصل
حالات و فضائل و معرکۂ کربلا پر مستند تذکرہ مع
حوالہ جات کتب معتبرہ از قرآن و احادیث مزارات
مقدسہ کی تصاویر سے مزین، اعلیٰ کتابت، بہترین سفید
کاغذ، آفسٹ طباعت، ڈائی دار مضبوط جلد قیمت /۳۵ روپے

ناشر: مکتبہ حامدیہ گنج بخش روڈ لاہور

marfat.com